

ترجمہ

جلد چہارم طلسم ہوش ربا
منجملہ ہفت دفتر لکھنؤ

داستان امیر نذر صاحبقران

بکو

عندلیب شایگان گلزار نخدانی طوطی شکرشان شکرستان جادو بیانی

محمد حسین صاحبہ

لکھنؤ

محال غوی اور لطیف بیانی سے عبارت رنگین و سحر آمیز ہر رنگ فسانہ عجائب

منجانب مطبع اودھ اخبار ترجمہ کیا

۱۷۷
۱۸۷۶-۷۷

چھپائی مطبع نامی منشی نوکشور میں منطبع ہوا

ماہ نومبر ۱۸۷۶ء عیسوی

اطلاع۔ اگرچہ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور ہر کتاب فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان میں حالات کتب کے معلوم کر سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے ٹیٹل پرچ کے دو صفحوں میں بعض کتب قصہ جات نثر اردو کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اُس فن کی اور بھی کیا موجودہ کارخانہ سے ذرا دنوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

قصہ جات نثر

الف لیلہ یا تصویر مشہور فسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی میں ہوا اس کا ترجمہ اردو میں حرفت بھری عبارت و کچھ مرغوب عالم سنجاب مطبع اودھ خجائے غنشی طوطا رام تخلص شایان مرحوم نے کیا ہے اس مرتبہ اس کا اختصار عبارت و کچھ مولوی حامد علی خان تخلص حامد نے کیا ہے لطف یہ کہ ہر رات کا ترجمہ طوطا علامہ ہے جس سے اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہے وقتاً ویر بھی اس مرتبہ اپنے اپنے موقع کے ساتھ نہایت عمدہ کشید قابلِ رد و بین۔

الف لیلہ بغیر تصویر مشہور غنشی طوطا رام شایان۔

طلسم ہوش ربا۔ جلد اول۔ ترجمہ داستان امیر حمزہ کا جفران۔ جسکو عندلیب خوش اکھان لکھنؤ رخنہ انی۔ طبع علی شکر نشان شکرستان جادو بیانی سید محمد حسین صاحب جاہ نے کمال خوبی اور لطف بیانی سے عبارت رنگین و سبب میں ہرگز فسانہ عجائب سنجاب مطبع اودھ اخبار ترجمہ کیا۔ اس جلد میں جمعد داستان میں اور بیانات رزم و بزم ہیں انکی

ایفیت مصنف جادو بیان نے نظم نثر میں مطبع بیان کی ہے کہ ہر کتاب سارا قصہ ختم ہونے پر لکھنے والا کتاب سیر نہیں ہوتا۔ آخر شکر یہ تمام تقاضا و غرض قابلِ رد و بین۔

ایضاً۔ جلد دوم۔ حسبِ مراتب۔

ایضاً۔ جلد سوم۔ حسبِ مراتب۔

اور یہ کتاب سات جلدوں میں چھٹی ہوئی ہے۔

فسانہ عجائب جلی ظلم۔ یا تصویریات رنگین و رنگین اور نازیب علی بیگ لکھنؤ۔

ایضاً متوسطہ ظلم۔ یا تصویر حسبِ مراتب۔

ایضاً باریک قلمی تصویر حسبِ مراتب مذکور کا بالا۔

سروش سخن۔ بحوالہ فسانہ عجائب۔

فیضان الدین حسین لکھنؤ۔

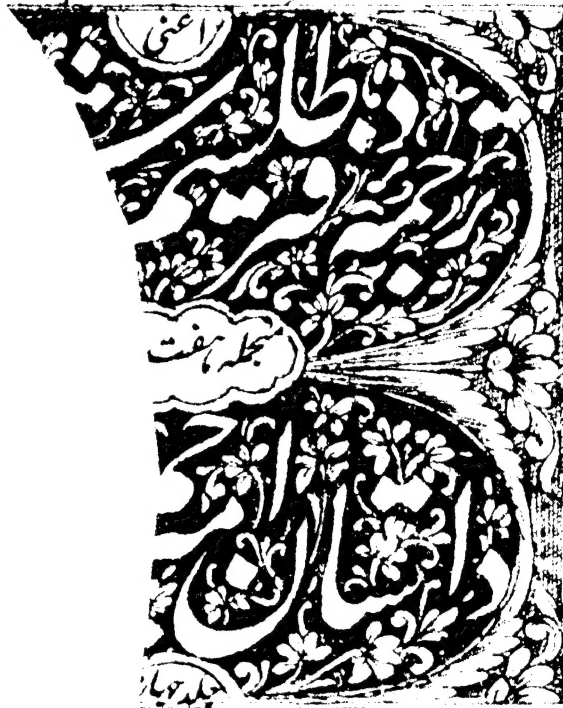
ایضاً۔ حسبِ مراتب۔

طلسم حیرت۔ انشاء و کچھ زفی جعفر علی تخلص شیون۔

باغ و بہار۔ معونہ قصہ چار دریش یا تصویر از سیر اسن و لہوئی عجیب و دلکش فسانہ۔

بن صنایع مکینان و صنایع خلایق و زمین

لوح طلسم خوش بیانی کلید گنجینه شیرین کلامی گلدسته زیباست
کحل بجاہر دیدہ بلند نظر ان حلاوت بخش کام جان سر



بکار ترجمہ اثر سحر بیان و ناظم سخندان طلسم
جاہل نہ فرمایا جو کتاب خاص انسان اسیر حمزہ کے

مطبع نامی منشی نوکشوریں

ہو سکے گی کیا یاں اور تاجہ تر صیف خدا	ماء نثار رحمت اللعالمین نے جب کہا
---------------------------------------	-----------------------------------

گل یزی خند لب خامہ کی نعت سرور کائنات و منبع روز عرصات جناب	
---	--

خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین احمد محبتی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ اہلہ وسلم	
--	--

سرور دنیا و دین محبوب رتبہ العالمین	یعنی نعم المرسلین سبحان بزم شمع دین
-------------------------------------	-------------------------------------

آپ کی تعلیم پاہر زینت عرش شمس خدا	میں سے تعلیم و علم انتخار انبیا
-----------------------------------	---------------------------------

آپ بادی سبیل ہیں رہنما سہ جزو کل	نقشہ دہندہ ہر رسل ہیں گلشن ایمان گل
----------------------------------	-------------------------------------

باخت ایجاد عالم بادشاہ ذی ہسم	نور انوار آدم صاحب جود و کرم
-------------------------------	------------------------------

آپ ایسے ہیں جلیل ہر خادم و بریریل	آپ ہیں سرور ابریکاریل دفرزند خلیل
-----------------------------------	-----------------------------------

نجات کب چاہو گی جادہ پلینہ فرشتہ کی ہوا	جو ہیں مومنین آل برج رسالت کے ہیں ماہ
---	---------------------------------------

مقبولت خوالی تقدیر زبان کی شکر و صیف منظر احباب	مظہر الغر ابی حضرت امیر المؤمنین
---	----------------------------------

غالب کل غالب مولانا علی ابن ابی طالب علیہ السلام میں دھندلے ہادی علیہ التحنن و الامنا	
---	--

سبیل کی خامہ پھر چھتیں سخن	زبان مقدس ذکر و بختیں ہر
----------------------------	--------------------------

بہین ہرات دن شتافی کیا	طہسم بہین ہر ہر دم چرخ تنظیم
------------------------	------------------------------

شمار خوب ہر دل کو غشوی کی	مست نکتہ ہون میں حق کے کی
---------------------------	---------------------------

میں محبوب حق کے کنگہ بوس	میں کنگہ نکتہ اجابت خوب
--------------------------	-------------------------

نکلی مشکلا سے ہیں دامن	تو روانہ دوا سے ملک ایمان
------------------------	---------------------------

علی شیر خدا شاہ درہم سام	نکلی ہیں رہنمائی بنیاد آدم
--------------------------	----------------------------

جو کہتے ہیں امیر ہیں کون کہا	میں ہیں امیر ہیں کون کہا
------------------------------	--------------------------

و کھا کھجورے قائل ہیں لقا	میں کھا کھجورے قائل ہیں لقا
---------------------------	-----------------------------

پیدا یا قہر سے خالق کے سپہ کو	پیدا یا قہر سے خالق کے سپہ کو
-------------------------------	-------------------------------

لیا است پیر ذرہ دن کو دیان	لیا است پیر ذرہ دن کو دیان
----------------------------	----------------------------

کے راہ خدا میں آپ مولا	کے راہ خدا میں آپ مولا
------------------------	------------------------

فدا سے نام اقدس کیوں نہ ہو جان	فدا سے نام اقدس کیوں نہ ہو جان
--------------------------------	--------------------------------



بسم الرحمن الرحیم

تاکر ہو اس سے ادا حمد خدا سے دو دہان
 اور یہ میری حقیقت ہے کہ شست خاک ہوں
 جوش بزم شک تو بچکا دو بو دینے کو آ
 دھو گئے میرے کہ پیرا دین و دنیا میں ہو
 تاکر ہر ساعت بجا لاؤن خدا کی بندگی
 رحم فرما بہ عظمیٰ ہو مجھ پر بے العالمین
 حمد اس خالق کے البتہ گردن کچھ پھریان
 سوچ ایک یاد میں بکھاتی ہے ہر دم محتاسب
 اولب ساحل بھی ترہین ذکر میں اس کے سدا
 صنعت صنائع جو د عالم کو ہی دکھلا رہی
 ہو ایک دھیان میں استادہ ہر اک سر دیاغ
 ہو اسی خالق کی ہر اک شے میں قدرت جلوہ گر

باب
 در اثنا
 بن غصہ کی روشنی
 یہ جو گل لالہ بین و انغ
 شان آتی ہے نظر

ہو سکے گی کیا بیان اور تہا تو صیف خدا	ما عرفنا رحمۃ اللعالمین نئے جب کہ
گل ریزی خند لب خامہ کی نعت سرور کائنات و شفیع روز عرصات جناب خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ اہلہ وسلم	سرور دنیا و دین محبوب رب العالمین آپ کی تعلیم پا ہر زینت عرش خدا آپ بادی سبیل ہیں رہنما سے جزو کل باعث ایجاد عالم بادشاہ ذی ہسم آپ ایسے ہیں جلیل ہر خادم و درجہ ریل مجھ سے کب ط ہوگی جاہ نبوت حضرت کی
لیغے نتم المرسلین مصباح بزم شرع و دین موجب یسین و طہ افتخار انبیا مقتدا ہے ہر رسل ہیں گلشن ایمان گل نور اسمیل و آدم صاحب جو و کرم آپ ہیں سرور ابریکائیل و فرزند خلیل جو ہیں محبوب الہ برج رسالت کے ہیں ماہ	مستقیمت خوالی نقیب زبان کی لشکر توصیف مظہر التجاہد و مظہر الغرائب حضرت الیقین غالب کل غالب مولانا علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں صفت ائمہ ہدیٰ علیہ التحیۃ و التنا
زبان مصروف ذکر و بختن ہر طبیعت میں ہر ہر دم خوش تعلیم ہر منت لکھا ہوں میں حق کے ولی کی لکھوں ایک شہادت اجابت خوب علی فرمان روا کے ملک ایمان علی ہیں رونق بنیاد آدم وہ عین ذات ہی یہ بھی ہر زیبا یلا سے کرین سنسکر کو اقرار بجہا انشمن خیل و منصب کو در از کو ہر سے مولا کے احسان رد اکبر حاجتیں سائل کی کیا کیا ضرے مولا کے ہیں عالم پہ احسان	سبھل ای خامہ پھر خوش سخن ہر جبین ہر رات دن شوق تسلیم شمار خوب ہر دل کو عشق کی بنی محبوب حق یہ انکے محبوب علی مشکشا سے جن د انسان علی شیر خدا شاہ و عالم جو کہتے ہیں نصیری میں کون کہا دکھا مجھے قائل ہیں کفار بچا یا قہر سے خالق کے سب کو کیا امت پہ فرزند دن کو فرمان کے راہ خدا میں آپ مولا فدا سے نام اقدس کیوں نہ ہو جان

نہیں ہر ماح کا یار ازبان کو
کہ کچھ وصف سلطان دو عالم
سیاہی ہوں اگر یہ سارے دریا
ہر بیشک ذات انکی نور اجسام
وہی ہیں شافع غصیان ہمارے
وہی زوج قبول پارسا ہیں
ہر ذات فاطمہ تخت راجنت
حسن ہیں اور حسین کہیں بھائی
یہی ہیں نچتن مین اپنے قربان
لبوں کے بعد تاملدی دوران
یہ سب نور خدا ہیں میرے مولا
بجھے ماتم ہی ہر دم نچتن کا
جگر ہوا کے غم سے مثل گل چاک

کہ ان وسعت ہر اس درجیان کو
کہ ان آشنا ہر سامان دو عالم
نہو تخریر وصف ذات اسلا
انکھین پر ہی حساب خلق اتمام
وہی ہیں رونق ایمان ہمارے
کہ جبکے نام پر جانیں فدائیں
انھیں بد منحصر ہی کار جنت
نہیں انہیں کسی صورت جدائی
مرے مولا مرے مالک ہیں ہر آن
امام و پیشوا ہیں سب مرے مان
نہ تھا مثل انکا اور اب ہی نوگا
شہادت کو ہی بس نالہ دہن کا
رہا کرتی ہر سحر کو غبت خاک

دست مناجات بارگاہ قاضی الحاجات اٹھانا اور تضرع تمام گورگزارنا

فیضان کے اور بے وسالم
منہ دلی ہی جو اسکو برلا
تھلا کر جینے والی مجھ کو اولاد
خدا یاد دور کرے رنج دوری
بہت کچھ رنج تنہائی اٹھائے
اکلا پائے غم نے خوب گھیرا
کیا ناطا قتی نے زور اپنا
نہ آیا شکوہ قسمت زبان پر
بڑی بتا بیان دل نے سہی ہیں

مشادل سے مرے ہر طرح کا غم
بجھے : انج ہی سب کچھ حال دل کا
کرے جو اجرے گھر کو میرے آباد
مرے دلی ہو سب امید پوری
قلق لا کھوں طرح کے پیش آئے
نہ دیکھا شام فرقت کا سویرا
سنا با آہ دل نے شور اپنا
رہا شا کر بلا سے آسمان پر
موا فرزند جب وہ ہم نہیں ہیں

انہیں آنکھوں سے دکھلا پھر وہ سامان
رہے تروا من زاری سے کب تک
میرے دشمن الہی خاک ہو جائیں
بشکل نقش پاشجائیں حسا و
مرے مالک مری فریاد سن لے
رہوں دنیا میں یا رب آبرو سے
کہاں تک جاہ اظہار تمنّا
تاکہ روک ضبط آرزو کر

مکھ جائیں طبیعت کے سب ارمان
بڑھے رغبت دل انگاری سے کبتک
جگر دل انکے تن میں خاک ہو جائیں
نہوں قید مصیبت میں وہ آزاد
تو میرے دوستوں کو شاد کر دے
رہوں حریت سے بے چشموں میں اپنے
نکر بخیر اشعار تمنّا
نئے مطلب کی تازہ جستجو کر

جلد سوم کے خاتمہ تک بقیہ داستانوں کا تھا

سمجھ لیں ناظرین داستان سب
بیان جلد سوم یاں تلک یہی
پھر لٹا کر اور ستے ہی میں تھے
جہاں لشکر ہمتا حمزہ کا سر کوہ
طلسمی داستان، ہر اس طرح پر
اسد اور رستمین بھی ہیں ابھی قید
مقابل فوج حیرت سے ہر مدرخ
کرین عیار یاں سب ملے باہم
کسی صورت سے بُران کو چھڑائیں
اسی صورت سے لشکر ناظموں کے
طلسم نور افشان پر جب انگیر
وزیر بادشہ جو باغبان ہے
فساد اُس سے جو ہوگا بادشہ سے
اسی صورت سے ہر اک داستان کا

نہوں نے پائے جس سے ضبط مطلب
طلسمی کر کے قاسم مرحلے طے
ہوے پھر قید جو رسا حیران سے
لقا کے ظلم سے ہی وہ پُراند وہ
ہوئی، ہی قید بُران دلاور
شہ آفراسیاب ہی پائے کیہ
تروا دین میں ہیں عیاران فرخ
دکھائیں اپنی جان بازی کا عالم
نہر عیار یوں کے کچھ دکھائیں
مقابل میں ہیں دونوں ہمت اُترے
گئے ہیں توڑنے اُسکو بہ تدبیر
مکہ جس سے شاہ جادوان ہر
بیان اُسکا کیا حسیہ گائے
بیان واقعی موقع پر ہو گا

<p>تسلل کو نہیں جانے دیا ہے سمجھ میں آئے تے مضمون و نحو اہ</p>	<p>پتہ اس واسطے یہ لکھ دیا ہے کہ ربط قصہ سے ہر اک ہو آگاہ</p>
<p>جاد و طرازی خامہ زلیخا زبان بیان داستان داستان میں یعنی رہائی پانا شہزادہ قاسم کا بقیاری سیارہ عیار اور اپنے لشکر میں آکر مارنا گوہر سلک جادو کو اور رہا ہونا لشکر امیر کا سحر سے اور عیاری کرنا برق فرنگی کا مہیب پلٹن پر سوار ہونے پر افراسیاب کے اور پانا خاک جمشیدی کے ڈبے کا اور عاجز کرنا لڑکر افراسیاب کو پھر جانا زندان طلسمات میں اور قتل کرنا محافظان زندان کو اور رہا کرنا بڑا شمشیر زن کا اور لڑنا ناظم ان طلسم ہوش ربا کا مالکان در بند طلسم کو کب سے اور عیاریاں کرنا عیاروں اور عیاریوں کا باہم و دیگر حالات متعلق اس داستان کے لمونہ</p>	

<p>چوتھا ہی یہ دور پیارے ساتی کیا شیشہ و خم میں ہوش نہیں سب کچھ ہر کرم میں اس کے موجود ہو پیر میں ان کا بول بالا وے خضر طریق بادہ خواران دے مے کہ پھر آئے جسم بی روح پھر بلبل باغ چھپائی گاشن میں بھی نرم مے جی ہی روشن ہو وہاں چراغ گل کا وہ اٹلس چرخ سے ہی بہتر طاوس چمن میں ناچتا ہی غنچہ ہی ہر ایک دہن کی صورت کیتے ہیں جما ہی بادہ خواران</p>	<p>ساتی ساتی ہمارے ساتی کیون سست ہو کر کیا تجھے ہی رزاق و رحیم ہو وہ مہبود اٹھ شیشہ مے کو بزم میں لا ایزیت بزم میگاران امی مرہم زخم جان مجبوح ہشیار کہ فصل گل پھر آئی شادی جو عروس باغ کی ہی سوسن سے بہار شام پیدا سبزہ کا جو فرش ہی زمین پر نیکو ابر بھی تناسف ہے گل شاہ گلبدن کی صورت گلبدن میں چٹک رہی ہیں کلیان</p>
--	---

ہو کون سی چیز جو ہے یان کم
 ہو موج ہوا کہ ساز کا تار
 قمری ہو سرد پہ راگ گاتی
 صیاد کا مٹ گیا ہو جنجال
 ہین طائر باغ سب نو اسج
 اسی باغ کو اب نین خزان ہو
 گلچین کے بھی منہ کو کر کے کا لا
 آراستہ تو بھی بزم مے کر
 ہان اے مرے غمگسار ساتی
 ہو کشتی مے کی وہ روانی
 یہ فصل ہی ایسی ساقیا ہی
 زندون کا ہو زرا ندون میں قیل
 زندون کو ڈرا کے کر نہ پابند
 مستون کو ستا کے کیا ملیگا
 ہو دولت زہد گر ترے پاس
 تو طالب نہ رہیں مے کا طالب
 تو دولت نہ رہے ہو غم و ر
 کچھ مل گیا تو ہی نشہ پانی
 شاگر ہو خدا پہ تو کہ ہم ہیں
 سن سن کے یہ قول زند خور سن
 ہان ساقیا تو بھی اب کرم کر
 ہر خند کہ دور یہ نیا ہی
 جلسہ وہی بادہ کش وہی ہیں

ہی پیالہ گل شراب شبنم
 نغمون سے بھرا ہوا ہی گلزار
 بلبل گل کے سہاگ گاتی
 گلشن میں ہر اک ہو فارغ البال
 صیاد کا غنم خزان کا نہ سرخ
 ساتی یہ ہمار جادوان ہی
 اس باغ سے سب نے ہی نکالا
 میخانہ کا کھول ساقیا در
 ہم مفلسوں کی ہمار ساتی
 زرا ہد کے بھراے منہ میں پانی
 جو ہو مے سرخ پر فدا ہے
 تو بہ میخوار گی سے لاجول
 دروازہ تو بہ کونہ کر بند
 کیا سمجھا ہو توحید ملیگا
 یان رحمت رب کی ہو ہیں آس
 اپنی ہی بر آئیگی مطالب
 یان خدمت میکشان ہو منظور
 بے مے کے دگر نہ سرگرائی
 راضی ہیں رضایہ تو کہ ہم ہیں
 زرا ہد کا ہوا ہو نا طقہ چن
 جاسہ زندون کا پھر ہم کر
 میخوار تو ہان وہی ترا ہی
 جو ہوتے ہیں مے پے غش ہی ہیں

<p>چونیت غب کے آشنا ہیں سب ہیں وہی میکدے میں داخل کیا ہوگا جو محتب خفا ہی سبزے کی ہمارو نہر کی پسر جو ہیں مئے داستان سے سرخوش زندہ رہیں وہ بجاہ و اقبال ساقی کی ہی حبّہ مہربانی امی جو ہری بیان عالی</p>	<p>پابندی شرع سے جدا ہیں میخانہ وہی وہی ہی محفل رندوں کا بھی سا قیادہ ہی اس فصل کی مانگتا ہوں میں خیر دنیا میں رہیں ہمیشہ وہ خوش پڑھتے ہیں جو داستان کا حال چھیڑوں میں بھی نئی کہانی در رشتہ نثر کش لالی</p>
---	---

بہرہ چشان ساغر عنایت - و سرخوشان بادہ مروت - مخموران بادہ حسن و خوبی - و شہان
ساکین - عاشقی و محبوبی - سرشاران میخانہ عیاری - و دُر دکشان پیانہ ساحری و مکاری شیشہ
طلسمی میں شراب نیرنگی پیکر تماشاے افسون پر درازی اسطرح فرماتے ہیں - اور توسن
نشہ شجاعت پر سوار ہو کر عرصہ جنگاہ نیرنگ بازی میں جو ہر شیر زبان یون دکھاتے ہیں
کہ جب لشکر امیر کشور گیر حالت تغیر کوہ پر کھڑا ہر ایک بیکس مصروف دعا تھا مشغول گریہ و بکا
تھا اور ساغر فرستادہ افراسیاب خود سر پہاڑ کو محصور کر کے تنہا بارگاہ میں جا کر عثاران
لشکر اسلام پر سحر کرنے میں مصروف تھا اسکو ایسی حال میں چھوڑ کر گیا تھا کہ تیرہ باطن
جادو اور صرصر عیارہ شہزادہ قاسم کو گرفتار کر کے بزور سحر تخت پر ڈال کر جانب افراسیاب
چلے تھے - چنانچہ عیارہ اور ساحر مذکور جب روانہ ہوئے تو سیارہ عیارہ شہزادہ موصوف کا بھی
پیچھے پیچھے شہزادہ کے آتا تھا اُنہی نے بھی یہ ماجرا دیکھا اور فرما کر ہائی شہزادہ میں نیچے نیچے
اُس تخت سحر کے چھپتا ہوا یہ بھی چلا اور کچھ دور آگے اُسی تخت سے بڑھ کر قریب ایک دھوکوہ
کے صورت اپنی - اُنہی نے مثل ایک شہزادہ جلیل القدر کے بنائی لباس پُر زور مکمل بہ دُر و گہر
جسم انور میں پہنا اور اپنے تین بستر خاک پر گرا کر تاج شہریاری کو ایک طرف پھینک دیا
پیرہن فرمانروائی اور قبائے بادشاہی کو جا بجا سے چاک چاک کر کے جسم کو اپنے مجروح
بنایا پشت و پہلو کو نگار کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گوشت جسم کا جا بجا سے اُڑا ہوا ہی خون تازہ

پاس بہت ہوتی ہے اور پانی دینا اسکو مضر ہوتا ہے اسکو پانی توندو لیکن میری کسوت عیاری
 میں کچھ سیوہ ہے اسکا عرق اسکی خلق میں پکاؤ کیہ کماسیوہ لگا لکھ عرق کا خلق میں اسکے ٹپکا یا کہ بعد
 لمحہ کے اس بیمار کو کچھ ہوش آیا چاہا کہ اٹھ بیٹھوں اسنے قسم دی کہ ابھی نہ اٹھو اور حال اپنا بیان
 کرو اسنے کہا کہ یہاں سے کچھ دور پر ایک قلعہ ہے کہ میں وہاں کے حاکم کا بیٹا ہوں اکیلا اسطرف
 نکل آیا ایک شیر صحرائی سے مقابلہ ہوا اسنے مجھکو زخمی کیا اور وہ شیر بھی میرے ہاتھ سے ایسا زخمی
 ہوا ہے کہ اس پہاڑ میں جا کر گر گیا ہوگا اور یقین ہے کہ مر گیا ہو میں بھی فرط جراحت سے چور چور ہوں
 بہت مجبور ہوں کہ اپنے ملک تک نہیں جاسکتا ہوں اور یقین تھا کہ اسی طرح اس دشت پر خطر میں
 ہلاک ہو جاتا وہ تو سامری نے آپکو مجھ پر مہربان کیا جواب کچھ امید زندگی ہوئی اگر اتنا مجھ پر احسان
 کیجے کہ کسی سواری پر مجھکو لٹا کر میرے قلعہ میں پہنچا دیجئے تو گویا زندہ کر لیجئے تیرہ باطن نے
 کہا کہ اگر شخص ہم دونوں ملازم شہنشاہ افراسیاب جادوین یہ عیارہ ہے اور میں ساحر ہوں
 نام اس عیارہ کا صرصر شمشیر زن ہے اور میں نام تیرہ باطن ہم دونوں نیزہ حمزہ قاسم نام کو
 گرفتار کرنے آئے تھے اسکو قید کر کے پاس شہنشاہ کے لیے جاتے ہیں اتنی مہلت ہمیں کہاں ہے
 جو ہم تجھکو تیرے ملک میں بچلیں یہ سنکر اس جوان نے ایک آہ کی اور کہا خیر جو مرضی سامری
 کی اگر آپ مجھکو وہاں پہنچا دیتے میری جان بچ جاتی اب جو آپکو فرصت نہیں ہے تو جائے اتنا ہی
 احسان کیا کم ہے جو آپ نے کیا اس کلام کو سنکر صرصر بقرار ہوئی اور کہا اے تیرہ باطن شہنشاہ
 کبھی ناراض ہونگے جو ایسے مقدمہ میں دیر ہوگی تم ضرور اس شاہزادے کو اسلے گھر پہنچا دو
 بلکہ شہنشاہ اسکے نہ پہنچانے کا حال اگر سنینگے تو ناراض ہونگے یہ کہہ کر صرصر اور ساحر دونوں نے
 اس مجروح کو اٹھا کر تخت پر بٹھایا اور صرصر نے کچھ پیٹھ کے نیچے آٹو لگا دی کہ تیکہ لگا کر یہ مجروح
 بیٹھا اور تخت کو بزور سحر روان کیا اور اس سے پوچھا کہ تمہارا ملک کسطرف ہے اسنے ایک سمت ہاتھ
 اٹھا کر بتا دیا کہ اسطرف ہے وہ اسی طرف چلے اور کچھ ہی دور کئے ہونگے ایک مقام پر زخمی نے کہا
 بھائی صاحب ذرا ٹھہرنا انھوں نے تخت کو روکا اسنے کہا لیجئے میں ابھی اچھا ہوں دیکھیے وہ
 درخت جو سامنے چشمہ کے کنارے پر ہے ذرا اگھیر لائیے ساحر نے تخت زمین پر اتار اعبتارہ
 بھی اتری سب نشاندہی اس درخت کے پاس دونوں گئے دیکھا کہ ایک شجر جو آب حکمت سے

سیراب کیا ہی اور ہوا سے عیاری سے پرورش یافتہ ہی گلستانِ افسون ہزارے کا پودہ ہی جسکا
ہر برگ اعجاز ہی مثر جسکا خدا ساز ہی بیخِ حکمت کی جڑ ہی غم سے ظاہر سراسر نہر ہی نشوونما پذیر ہی
زخمی کے اچھے ہونے کی سراسر تدبیر ہی زبانِ شمشیرِ ان پھلِ آہین لگے ہیں چنے سر کی طرح گول
بنے ہیں پھلون کا رنگ لال ہی درخت زر گل سے مالا مال ہی ایسا پھل انھوں نے کبھی کاٹن ہی
ہیں نہ دیکھا تھا بہت خوش ہو کر اسکو زمین سے اُکھڑا اور تعریف کرتے ہوئے لیکر چلے پھلون سے
اُسکے خوشبو آتی تھی دماغِ جان بسا آتی تھی ایسی ہلکتی تھی کہ روح کو تازگی دیتی تھی ان دونوں نے زخمی کے
پاس پہنچ کر کہا شہزادہ یہ کون درخت ہے جس میں ایسی خوشبو آتی ہے اُس نے کہا نام اس شجر کا
زخمِ صیاح ہے اُسکے لگانے سے زخم بھی اچھے ہو جائینگے اور اُسکے سونگھنے سے طاقت جو زائل ہو گئی ہو
آجاتی ہے نو جوانی کا لطف خوشبو اسکی دکھاتی ہے اور اُسکے کھانے سے عمر انسان بڑھ جاتی ہے اور بہت
کچھ اسکے فوائد ہیں تم اسکو پیسکر میرے زخموں پر لگا دو اور اگر یہ چاہو تو امتحان کرو سونگھ کر دیکھو
کہ طاقت جسم میں آتی ہے یا نہیں اُن دونوں نے بے اختیار اسکے پھلون کو سونگھا راستہ ہی سے
اسکی خوشبو دماغ میں بس رہی تھی اور اپنے آپ میں نہ تھی اب سونگھنے سے چھینکیں مار کو ہوش
ہو گئے سیارہ جو مجروح بنا ہوا تھا فوراً تختِ بر سے کودا اور خنجر کھینچ کر جلدِ سر تیرہ باطن کا جلد
کیا غلغلہ دار دگر برپا ہوا سیارہ نے حالِ عیاری صرصر اور مفتون ہونا سہرا اپنے باپ کا سنا ہی
اسوجہ سے اسکو قتل نہ کیا اور دستور عیار ان بھی نہیں کر عیار کو ہوش کر کے مار ڈالیں اسنے
صرصر کو اٹھا کر ایک درخت سے باندھا اور شہزادہ قاسم کو ہوشیار کر کے تیغہ کو ہر نگار
نذر کیڑا سارا ماجرا عرض کیا پھر صرصر کو ہوشیار کر کے سلام کیا اور کہا اُستانی امانِ عیاری
اسکو کہتے ہیں ہم غلامِ خواجہ عمر سیارہ بن عمر اب کچھ دیر بیان آپ بندھی رہیے اور طعمہ دودم
صحرائی بنے ہیں ابھی شہزادہ کو لیے جاتا ہوں صرصر نے جو یہ کلمات انکی زبان سے سنے اور
تیرہ باطن کو خوابِ عدم میں مصروف پایا ہوش اُڑ گئے دل سے کہا فرزندِ ان عمر بد بلا ہیں اور
کیا بے لگاؤ عیاری کرتے ہیں اب معلوم ہوا کہ یہ زخمی شہزادہ نہ تھا عیار تھا غرض فوطِ نجلت سے
سیارہ کو اُس نے کچھ جواب نہ دیا انکیصن بنی کر لین اور سیارہ شہزادہ کو لیکر چلا کچھ دو چکر
ایک شہزادہ تلاش کر کے جنگل سے لایا اور سوار کر کے شہزادہ کو لشکر میں اسکے پہنچایا پھر

بختم و خدم شہزادہ ذی ہم لشکر کثیر روانہ ہوا اور شاہ جادوان افراسیاب نے ایسا رخ
 رقمہ پیشہ دی میں حال صرصر دیکھا کہ دیکھوں قاسم کو وہ لاکھی ہر یا نہیں غرض جملہ جابر اسلحہ کر کے کہ طرح
 قاسم چھوٹ گیا اور صرصر درخت میں بندھی ہوئی اس نے بچہ سوجھ بجا کردہ اگر صرصر کو اٹھائے کیا جب یہ سانسے
 پہنچی شاہ نے اسکی زبانی تمام حقیقت سن کر فرمایا کہ اب قاسم اپنے دادا کے لشکر قریب پہنچا ہوگا راہ میں
 لٹنا اسکا دشوار ہے یہ کلمہ کتاب سامری منگوائی اور اس میں دیکھا کہ عقب قاسم میں خود جاؤں یا کسی نے
 ملازم کو بھیجوں کتاب میں معلوم ہوا کہ خداوند تعالیٰ تقدیر کر چکے ہیں کہ گھر سلک قتل کیا جائے چاہا اگر تو جائیگا
 تو خداوند کی تقدیر کرنے میں فرق آئیگا بڑی تیرے لیے سخت قیامت ہے خبردار قدم جاوہ عہدال سے آگے نہ
 بڑھنا جب تک خداوند مدد تجھے آپ نہ طلب کریں نہ کیلک بھیجنا نہ آپ جانا یہ حکم کتاب میں معلوم کر کے
 منع ہے ہو کر کیا کہوں ایسے مسخرے خلع و نکو کر اپنے مجبور اور فقیہوں کی نسبت تقدیر مرگ کرنا ہی کہتا ہوا باغ
 سبب کی طرف روانہ ہوا و دل سے کہتا تھا کہ اگر طاعت خداوند نہ کروں تو ایمان میں فرق آتا، ہر خیر جو مرضی
 اسکی کیا چارہ ہر اسی طرح یہ تو بلغ مذکور میں اگر بغضہ بیٹھا اور عرب کوہ عالم خراب آباد کا محاصرہ ظلمت
 شب سے موقوف کیا اور وہ کوہ جادو سے بصد جرات عیار مقرر بان جانب عرصہ افلاک بڑھا فطم

کہ جب وہ شب ہوئی انکو کچھ پنہان	و دکھایا صبح نے اک تازہ سامان
فر از آسمان سے نور بر سر	ہوا خورشید ہر سو عکس فرسا

تشرنگام سحر گھر سلک بارگاہ سے سحر آہستہ کر کے نکلا لشکر ہادران میں طبل یورشن بجاتھا بھی فیماں
 جنگی پر تخت رکھوا کر ہوا بخانی باختری شتری حصاری وغیرہ نے صف باندھی شور کرنا لے کوہ افلاک
 میں زلزلہ دالیا عیاروں نے گھاٹیاں پہاڑ کی سطح کین طرف ملک صبا سے جادو جو بخون عیاران
 رو سے ہوا پر رہتی، ہر اور رات جنگ میں اگر شریک نہ ہوئی تھی ہی رہتہ دیکھتی تھی کہ کچھ صورت بہتری
 کی نظر آئے تو میں جاؤں اب اسنے بھی معلوم کیا کہ آج سب مسلمانوں کا خاتمہ ہے بس اس مقام پر آئی ہو
 آئی اور خداوند کو اگر سلام کیا تعالیٰ کما اے نبی قدرت تو کہاں غائب تھی خیر اچھے وقت پر آگئی
 کہ وقت ہمارے دشمنوں کے عارت ہونے کا ہے اسنے کہا اسی ثواب میں شریک ہونے کو میں بھی
 آئی ہوں گھر سلک اس سے ملاتی ہوا اور سپہ سالار کل لشکر کا کر کے حکم دیا کہ ایک مسلمان کو بھی زندہ
 نہ چھوڑنا اگر خداوند بھی انکے حال پر رحم کریں تو نمانا اور بغیر قتل باز نہ آنا احوال سامروں میں

گوگل جلا جھٹکے ہوئے لگے سب نے جو جبر کا سامری کے غل جھایا عورتوں نے اہل اسلام کے گرو اپنے وارثوں کے حلقہ باندھ کر بال کھول کے دعا کرنا اور رونا آغاز کیا کہ یکا یک لینا لینا کا شور مچا رہا اور صبا فوج کو لیکر حملہ اور جانب کو دھوئی اور گہر سلگ سحر اسطرح کا پڑھتا تھا کہ خیار سب آپ میرے پاس چلے آئیں آگے بڑھا ہنوز عیار رون پر حرا کر کے پنا یا تھا کہ دامن دشت پر از غبار ہوا بختیار نے ہاتھی پر کھڑے ہو کر کہا اے گہر سلگ ٹھہرنا فراس غبار کو دیکھنا اسنے کہا سب دیکھا ہے اب کچھ ویزین مطلع صاف کیے دیتا ہوں یہ کہی رہا تھا کہ سامنے سے یہ عالم نظر آیا

گرا سیدن گزر ہاے گران
کسے روئے خورشید تابان ندید
کہ پیدا بنود از پے اسپ بوم
ہوا بر سر او خرد شان شدست
ہزار جنگ سر دل پر از کین وزہر
کے ترک رومی سر بر ہنساو
زمانہ چو او شہریاری ندید

نزد سواران دجوش سیران
دل سنگ خار اہمی پڑ درید
سیاہی چہ از اہل اسلام روم
تو گنجی مگر خاک جو شان شدست
بہامون کشیدند کسے سر ششش
تقلب شد قاسم نیک زاد
نگارندہ چوین نگاری ندید

شہزادہ قاسم نے ہاسے ہوئے دلیران شکر بہت جلد اپنے تین قریب اس لشکر خدا کے پہنچایا اور ساحرون کو پاڑ کی طرف جاتے دیکھ کر لٹکارا کہ شاید اسے خیر و سران بختیارک شہزادہ کو دیکھ کر ناچنے لگا اور اذان کتا تھا کبھی آپ ہی آپ پکارتا تھا کہ وہ مارا کبھی کتا تھا بہت تر سے خداوند لقا کی ایسی تیزی کی حرا فرادہ مانتا ہی نہیں ہم کہے جاتے ہیں کہ مسلمانوں کو بہت عاجز کر نہیں سنا کبھی قاسم کے گھوڑے کی بلائیں دور سے لیتا کہ میں صدقہ اس عین وقت پر کرنے کے کبھی کتا تھا قربان اس آئینے یہ تو اس لگی میں تھا اور شہزادہ گھوڑا ڈال کر قریب صبا سے بد گھر پہنچا اس بجائے چند سحر شہزادہ دلاور پر کیے آخر جب سحر کو اثر نہ پڑا یا گھبرا کر بھاگنے کا ارادہ کیا اور اپنے اثر دور سحر پر سے اڑی شہزادہ نے ہاتھ جو تلوار کا بلند کیا جب تیغ گزر نگار کی اسپر پڑی سحر چونکنا سننے شاہزادہ کے یہ قہر گری اور جاہتی تھی کہ سنبھل کر بچ کر دار گردن اتنے عرصہ میں اس شیر بیشہ جلالت نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اسکا لشکر دور گر اغلا غلہ گیر و دار برپا ہوا اس وقت فوج ساحران شہزادہ پر

اگر سی کھسان کی تلوار چلنے لگی اور گھر سلک میں خضمین آکر لکارتا ہوا آگے بڑھا کر ادبے ادب
وہ شخص جو مرنا نہیں جانتا ہو اسکو تو کیا مرگ سے ڈرتا ہو اور اُسکے سامنے تلوار چمکتا ہو یہ کہہ کر
شہزادہ پراسنے سحر کیا یعنی ایک نارنج مارا وہ بسبب تیغہ گوہر نگار خالی گیا شہزادہ نے مرکب
اٹھا اُسکے اُردر سے ملا کر اور تیغہ گوہر نگار کو تیرا کر سہ پر اُسکے مارا اشعار

کیا کروں میں زور بازو اس قوی تن کا پان
گوے نہ گردون سا جکے سر کا ہوے استخوان
موسے سر سے ناخن پاتا کہ نہ ٹھہرے دریاں
کاٹ کر ادھر کو نکھے ہمرہ نہ آسمان

کیا بتاؤں جس قدر اُسکی برش کی ہو صفا
روز میدان سامنے آئے گراس تن کا عود
جب کمر سے کھینچا کمر سے وہ اسکے فرق پر
دھار پانی کی دہن لیے زمین کے قعر کو

عرض گھر سلک بیجا کے مع مرکب چار پر کالے ہوئے غریو لشکر کفار میں بلند ہوا شوخ شکار
تھارن برسی آگ برسی آندھی سیاہ آئی بیدیر کے صدا بیرون نے سنا لی کہ مارا گھر سلک کو لٹکا
نہے کہا اس بندہ کو بھی ہماری غور ہو گیا تھا کہ میں مرنا نہیں جانتا ہوں کیوں دیکھا اسے بندگان
قدرت میں کیا جلد میں نے قضا اسکی پیدا کر دی دیکھیہ ایسا مغرور تھا کہ ہمارے کارخانہ قدرت میں
داخل نہ تھا قضا خداوند نے قضا پیدا کی بروہ اُسکا قائل ہی نہ تھا یہ کہہ کر لشکر کو لٹکا کر ہاں لینا اُس
نیرہ قدرت کو کہ بہت بے ادب ہو گیا ہو فوج سنا حراں و لشکریان شہزادہ قاسم پر ٹوٹ پڑی
شہزادہ کی فوج جو ہمارا آئی تھی تیغہ کھینچا اگر سی ادھر عیاروں نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ گھر سلک
مارا گیا سرداران اسلام کو انھوں نے ہوشیار کر دیا بادشاہ اور تمام سردار اُنھکا رہاڑے کے نیچے
اُترے پھر تو لشکر و ان میں قیامت برپا ہوئی اُس طرف وہ فوج جو پتھر کی ہوئی تھی حالت اصلی پر
اُگئی اور گھوڑے اُٹھا کر چلے ادھر امیر کشور کیہ جو عقب میں اُس زرن سحر کے گئے تھے جب وہ زرن
خبر و سحر میں پہنچی ٹھہر گئی اور امیر بھی مرکب پر سے اُتر کر اُسکے قریب آئے پردہ اٹھلا امیر کے
گئے پاشی انھوں نے اسم اعظم فراموش کیا اور اس سے احتیاط کرنے لگی اور بسبب بند ہونے اسم اعظم کے
مزل ہالیوں پر آلودگی طاری ہوئی شل مار ہوشوں کے تختہ سنگ پر لٹ گئے وہ عورت بھی سگنے
بیٹھی ہی ہی ہنگامہ میں وہ رات تمام ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ گھر سلک مارا گیا اسکے قتل ہونے
ہی اس عورت کے سر میں سے آگ لگی اور جگہ خاک ہو گئی امیر کو ہوش آگیا اور اسم اعظم بھی یاد آیا

اشقر پر سوار ہو کر چلے اور دم بھر میں لشکر میں آکر ہو چنے نعرہ شرانہ بلند کر کے تیغہ عقرب سیلانی مینجکر
گئے اتبویہ حال ہوا کہ عاملان قضا نے فلیتہ تیغ روشن کر کے تیب ہستی کو جسم ساحران پر سے اتار لیا بڑبڑ کسرتوں
مار لیا اور یہی غریت کھٹے تھے کہ نقش حیات مٹا دین طلسم اربع خامر کو بگاڑ دین مربع نشینان انجمن شجاعت نے
کوئی کسرت باقی نہ رکھی شلت زندگی کے قطر کو بگاڑ دین خمس خمس کے خمس کو ترتیب و تبدیل کر کے اس شش حبت
کے سدس میں نام اپنا بند کیا بہاوری کو آئینہ حسان بنایا یہ نقشہ ہوا **نقطہ**

ز بس تیغ داران ارادت گروہ
کہ نگر نختن راہ کوتاہ بود
ستارہ شد از بہر دہکان سیاہ
ز خون شد در و دشت چون آبگیر
زمین شد بگردار دریا بے نیل
زمین پر خروش و ہوا پر ز جوش
بہر گوشہ ماندہ اسپے زمین

نفاکت پیدا نہ دریا نہ کوہ
بد و سوے لشکر شش و در راہ بود
پس شب رواند ز آمد سیاہ
بختند خرطوم پیلان بہ تسیر
سیاہ اندر آمد پس پشت پیل
ہمہ برگرفتند یکسر حسہ و شش
ز کشتہ چو دریا بے خون بد زمین

غرض کہ لقا و ہان سے بھاگ کر جانب کوہ عقیق چلا اور اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا یہاں تک
کہ بارگاہ پر جو قبضہ کفار ان میں تھی ہاں آکر تلوار چٹنے لگی بارگاہ مذکور چھوڑ کر سب کافر بھاگے
مسلمانوں نے اپنے مقام پر قبضہ کیا اور پھر تعقب میں انکے گھوڑے اٹھائے میدان جنگی سے گزر کر
لشکر لقا کے پڑاؤ پر آکر تلوار چلی بڑا معرکہ پڑا آخر تاب مقاومت ساحر و کافر نہ لاسکے بھاگ کر اندر
قلعہ کے چلے گئے امیر بانیج و فیروز زلی مالی عدد کو لوٹ کر پھر سے خیام و بارگاہ دشمن جلاد دیے اور طبل
فتح و ظفر بجایا اپنے یہاں کے مقتولوں کو اٹھوا کر دفن کرایا زخمیوں کے علاج و معالجہ کے لیے حکم دیا
شفا خانہ میں بھیج دیا پھر بارگاہ میں آکر داخل ہوئے شہستان میں محلات مخدرات کو پہنچا کر آرائشی
فرنائی بارگاہ میں نصب ہوئیں دُشد مورا امان کا پٹا رعایا اور لشکر فراری آکر آباد ہونے لگے بازاریں
کھلیں گھاگم شروع ہوئی سردار غل کر کے بارگاہ میں آکر جلوہ گر ہوئے باوشاہ سریر جہان بانی تشریف
فرما ہوئے ساقی و رقاص حاضر ہوئے جلسہ عشرت گرم ہوا عجب سامان عیش و نشاط برپا ہوا المولفہ

خوشی سے ہوئے بادہ کش پھر بہم

ہوئی بزم پھر عشرت بزم حسم

دلون میں خوشی سے تھا پیدا خروش	دو نور طلب کا ہر اک سمت جوش
--------------------------------	-----------------------------

اس طرف اقرار بخیدہ و پریشان قلمہ تحقیق مین اگر باغ مین اتر لشکر زخمی جستہ کی چھاؤنی پڑی اور خیموں نے رنج سے شراب کباب سب ترک کیا اب ان لشکروں کو تو اس حال میں رکھے لیکن حال افراسیاب خصلت سے داستان رہائی بران قید طلسمات سے و حال عیاری خیاران و جنگ و جدال نامان

طلمس ہوش ربا و نور افشان و غور با لطف

چہ گفت آن گارندہ داستان	نویندہ نامہ سردان
بہ شیرین بیانی و رنگین قلم	چنین کرد این حال نادر قسم

نویندگان داستان عجائب و خیران قصہ دلچسپ و غرائب - نیز مکی بیان اس طرح دکھائے ہیں کہ افراسیاب خانہ خراب گھر سلک کو بھیج کر اپنے بلوغ سبب مین چلا گیا چنانچہ جب کچھ رنج و الم اس کو کم ہوا تو پھر غارم لشکر حیرت ہوا اس طرف چالاک بن عمر جو بارگاہ مہر رخ مین آیا تھا جب اس نے سن کہ خواجہ عمر بن امیہ پدر بزرگوار قید افراسیاب نابکار سے رہا ہوئے پس یہ بارگاہ سے اٹھا کہ مین بھی چل کر کوئی کار نمایان کردن غرض کہ کسی طریقہ سے صحرائین قریب دریا سے خون روان ٹھہرا حال اٹھا ذکر ہو گا لیکن شاہ طلمس جب دریا سے اس طرف آیا دور سے ایک ساحر ذی قوت کو باناج شہریاری صحرائین بیٹھے پایا اسی طرف یہ بھی چلا جب قریب اس ساحر کے پہونچا دیکھا کہ برہمن روئین تن پیر بھائی میرا در کوکب کہ ہر بادشاہ مذکور نے ہنکر اس سے پوچھا کہ ای برہمن آج یہاں کیوں آئے ہو اس نے کہا کہ ای بادشاہ مین کوکب سے ناراض ہو کر یہاں آ گیا تھا اب اپنے گھر جانے کو تھا آپ کو آتے دیکھا ٹھہرا ہوں بادشاہ نے کہا اگر تم اپنے یار و فادار کوکب کو چھوڑ کر میرے یہاں رہو تو جو کچھ میری حاضری او اگر غور کرو تو کچھ ہم مین اور اس مین فرق نہیں ہے ایک کتب کے دو شاگرد ایک گھر کے دو چراغ ایک در کے دو دروازے ایک گلہن کے دو شجر ایک شجر کے دو ٹھہرین برہمن نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی اطاعت مین کیا اخلاف تھا ع شاہان چہ عجب گریواند گدازا یہ کہہ کر اٹھا اور قدم پر گرنے چلا بادشاہ نے سرسکا اٹھا کہ سینے سے لگا بارہمن نے منہ سے سفوف بہوشی پھونکا کہ بادشاہ چوینک مار کر زمین پر گرا اس وقت برہمن نے نعرہ کیا کہ نم چالاک بن عمر و خنجر کھینچ کر چلا تھا کہ سر کاٹ لون اس وقت پشت پر سے نعرہ ہوا کہ باش باش ماہم رسیدیم مبارقتا عیاری کچی بہت جلد قریب اس کے پہونچی اور خنجر کھینچ کر حایہ آور ہوئی چالاک بھی گڑھا

لیکن جبار قتل کرنے لڑتے ایک ہفتہ بیٹھی کے ذبح کا منہ پڑا جادوان کے مارا بادشاہ کو بھی ہوش آگیا چالاک یہ حال دیکھ کر حسرت کنان بھاگ کر درۂ کوہ میں جا کر مخفی ہوا اور صبا قتل سب ماجرا بادشاہ سے کہا شاہ نے فرمایا کہ تو نے پہلے بمقابلہ مزاج بھی کارنمایاں کیا تھا اور اب بھی پرہیزچی دونوں مرتبہ کا انعام مجھ کو میں بارگاہ حیرت کے جگہ روزگاہ کیونکہ دونوں مرتبہ سامری نے مجھ کو باعث تیرے بچالیا اچھا تو جانب بارگاہ ملکہ مذکور چل میں بھی آتا ہوں عیارہ تسلیم کر کے روانہ ہوئی اور شاہ بھی اسی طرف چلا اور چالاک فکر عیاری میں اور روانہ ہوا اس کا بھی ذکر آئندہ کیا جائیگا مگر حال شاہ جادوان بیان ہوتا ہے کہ یہ اُس محراب سے بزدل سرور کنان لشکر حیرت میں آیا ملکہ حیرت اور مصور و صورت نگار وغیرہ نے بارگاہ سے حکم استقبال کیا اور اندر بارگاہ کے لاکر بغلت تمام تر تخت پر بٹھایا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ سامری حضور کو پیشہ خوشنود دیکھ اول مرتبہ جو آپ تشریف لائے تھے تو بہت خوش تھے لیکن اس وقت چہرہ حضور کا بہت متغیر معلوم ہوتا ہے شاید پہلے کوئی تدبیر قتل نکر امان روسیاد ٹھہرائی تھی اب امین کچھ فرق پڑ گیا یہ ماجرا کیا ہے کتر و ن سے بھی شاد و فاد کو آپ کی خوشی سے ہم بھی خوشی کریں اور اے رنج کے شامل رہیں بہ صورت دامن گلہا سے مراد و مقصد سے بھرن بادشاہ نے یہ کلمات سن کر اک آہ کی اور کہا کیا کون پہلی مرتبہ جو میں آیا تھا تو پہلے دختر کو کب کو زندان طلسمات میں قید کر آیا تھا اور اس مرتبہ بھی سامری نے مجھ کو بچایا تھا وہ ناشدنی لڑکی بلاے بد بختی بڑی دیر تک لڑتی اور پسب اختر مردارید کے مجمع غالب آئی تھی وہ تو صبا قتل عیارہ وقت پر پہنچی اور اُس نے ہوش کیا میں اُس کو قید کر آیا اب مہ رخ سچ خیم جو اہلی بڑی حمایتی اور طرفدار ہے اور کو کب رو شغیر باب اسکا اُسکو ایک داغ تازہ میں نے دیا ہے دیکھو تو کیونکر وہ اُسکو میرے زندان طلسمات سے چھڑا بچاتا ہے اور میرا کیا کر سکتا ہے جیب نوبران بہت اچلتے پھرتی تھی دیا ہی میں نے اُس کو قید کیا ہے اب دم حجت عمر کا بھڑنا اُس کو معلوم ہو گا خیر یہ باعث تو میری خوشی کا تھا لیکن اس وقت جو میں ادھر آتا تھا تو راہ میں اسطرح برہن بنایا ہوا چالاک بیٹا عمر کا مجھ کو ملا اور اُس نے مجھ کو ہوش کر دیا چاہتا تھا کہ قتل کرے آج بھی صبا قتل عیارہ وقت پر پہنچی اور اُس نے میری جان بچائی میں سچ کہوں یہ چالاک وہ عیارہ ہے کہ اس نے میرا بچالیا ہے یہ کلمہ کوہ سے اس مقام تک بہت عیاریاں اسے مجھے کین سیلمان جادو کو میرے ہاتھ سے قتل کر آیا سلطان دستار وغیرہ

مقام پر عیاری کر کے مجھ کو دلیل کیا ہمیشہ وار کو اُسے مار جب میں اس چالاک کو دیکھتا ہوں خون آنکھوں میں اُتر آتا ہی اور وہ بھی ایسی جہتہ عیاری کرتا ہی کہ سامری مجھ کو بچاتا ہی۔ یہ کلمات جو زبانی شاہ ملازمان ملکہ نے سُننے کہا حضور بر سے تصدق اتر داؤد اتھی موسے دشمن تو لگے ہی تھے ہیں ہم سامری ہمیشہ شہنشاہ کے آڑے آجاتے ہیں آج جو کچھ نہ صدقہ اُتاراجا۔ ے وہ کم ہی حیرت نے بہ سکر حکم با کہارے تصدق کے ٹکے لاؤ لنگر جاری کر دو سب سامری کی آیت بھجن کر بن حسب الحکم ملازم عمل میں لائے تو جتنے ملازم تھے سب صدقہ اُتارنے لگے کوئی تل ماش لایا کوئی ٹکے صدقے کے لایا حیرت نے بڑان کے قید ہونے کی بھی خوشی کی ارباب نشا کو بلوایا جام شراب سرخ گردش میں آیا سب مصروف عیش و نشاط ہوئے ہلکارے شکر مرخ کے جو بہر خبر بیان حاضر رہتے ہیں و دجلہ ماجرا معلوم کر کے سانس مرخ آئے یہاں رہائی پانے سے خواجہ عمر کے ہر ایک خوشنود تھا جلسہ عشرت جمع ہوا تھا جام شراب ناب چلتا تھا تاج ہوتا تھا کہ ہلکاروں نے آکر مہر گاہ پر سے تسلیم کی اور دعا دینا ے بادشاہی بجالا ے کہ نظم

ناخن بغیر غنچوں کے گمانیں نہ کھل سکیں	تیری سخا جو بادِ حسریٰ کی نو سے یار
میخانہ بہان میں کرم سے ترے نہیں	کوئی شکستہ حال مجبہ تو یہ نمار
برساتر اسحاب کرم بیان نہیں کہ اب	ہوتا ہی رنگ آتش یا قوت آبدار

بعد اواسے دعا و ثنا جملہ ماجرا جو زبانی شاہ جادوان کے ساتھ عرض اس خبر کے سننے سے ہر اک بدحواس ہوا طاری عالم یاس ہوا جلسہ عشرت رہم محبت عیش برہم کہ اشعار

ہوئی وہ بزم شادی بزم ماتم	ملین خانہ دل ہو گیا غم
شر از غم نے کی آخر شہارت	بدن میں یک بیک آئی حرارت
ہم ملتے تھے سب انوس سے ہاتھ	تھے نا آگاہ اس سے کیا ہی یہ بات

برق و ضرغام عیار بھی یہاں موجود تھے جب آنکھوں نے مرخ و بہار کو روتے دیکھا بے کچھ نیکی تسکین و دل داری کی اور کہا گھر اونہیں ہم ہمیشہ تم سے کہنے آئے ہیں کہ مرنا برحق ہی کوئی قیامت تک زندہ نہیں رہا ہی پھر غم کیوں کرین ہاں غم اس وقت کرنا چاہیے کہ جب بغیر تی کا سنا ہوا اور یہ تو امر ایسا ہی کہ نام کر کے مر جاے پھر یہ مرنا تو زندگی جاوید بموجب بیت

کمان ہی شجاعانِ خنجر گزدار | فقط نام نیک اُنکا ہو یاد گار

بلکہ ہم چاہتے ہیں اور ہو سکتا ہی تو برآن عالیشان کو رہا کر کے لاتے ہیں یہ کہہ کر دونوں عیاظرار
 قنطوری اور پتیاوی بانہاے عیاری سے آ رہتے ہو کر روانہ ہوئے ابھی خواجہ عجم جو رہا
 ہوئے ہیں تو بارگاہ میں داخل نہیں ہوئے اُنکا حال بیان ہو گا لیکن یہ دونوں عیاظرب
 بارگاہ سے اپنی باہر نکلے آپس میں مشورہ تدبیر ہوئی کہ بجائی خدا نخواستہ اگر برآن زندان میں لپک
 ہو گئے تو بڑی بدنامی ہمارے واسطے ہوگی اس جینے پر ہمارے لعنت ہی کہ دوست اور فدا
 ہمارا زندان میں پڑے پڑے مر جائے اور ہم سے کچھ نہ سکے بس لازم ہی کہ نظر بغایت رب اکبر
 کر کے مردانہ وار کام کریں اور دامن مضبوط باندھ کر لڑیں مرن آگ اگر ہو تو اسٹین بھی گر پڑیں
 اور ملک الموت کا بھی سامنا ہو تو نہ ڈریں رع دشمن اگر قولیت نگہبان قوی ترست نجد
 بے موت آئے اور زلیت کے دن پورے کیے کوئی مترانین یہ ہم خوب جانتے ہیں اسمی
 سنی والا تمام من اللہ + ہمت مردان و مدد خدا پہلے حاکم مالکہ حیرت بدسیرت کی بارگاہ میں
 ٹھہریں اور ذکر مذکور سے دیکھیں کہ کیا کیفیت ہی پھر وہاں سے پتہ لگا کر زندان کی طرف جائیں
 یہ شورہ کر کے دونوں الگ الگ روانہ ہوئے اول ضرغام نیول مالکہ حیرت کے لشکر میں
 ایک ساحر کی ایسی صورت بنا کر آیا اور ہر طرف جو یا اپنے مطلب کا پھرنے لگا یہاں دیکھا تو شکر
 ناظرانِ طلسم کو سون تک اُترا ہوا ہے بڑی گھاگھی ہی حال اس لشکر کی زینت کا اول بیان ہو چکا ہے
 نے اجملہ لشکر میں بھی وہی کیفیت ہر ایک نگری کی ربانی سننے میں آئی کہ پہلے برآن شاہ سے لڑی
 اور عیارہ نے ہوش کیا اب وہ قید زندان طلسمات ہی بعض ساحر کہتے تھے کہ بانی اب چھوٹا برآن کا
 دشوار ہی بعض کہتے تھے کہ اجمی ایسے تماشے تو ہزار دن مرتبہ دیکھ چکے ہیں سن لینا کہ عجم عیار رہا ہو چکا ہے
 وہ زندان طلسمات میں پہنچ گیا اور برآن کو چھڑا لیا بعض کہتے تھے کہ یہ تم بیکار کہنے ہو اگر ایسا ہی
 عجم ہوتا تو اس کو آج تک گنبد نور پر سے چھڑا نہ لیا تا غرض عیارہ مذکور یہ باتیں سنتا اور دل سے
 کتنا کہ بارگاہ حیرت کے اندر چلکر ٹھہرا اور ایک دن کسی ترکیب سے یہاں رہو شاید کوئی محافظان
 زندان کے پاس سے نامر وغیرہ آئے نامر بردار کے ہمراہ شاید جانا ہو جائے یہ تجویز کر کے جانب بارگاہ
 مالکہ حیرت آیا یہاں خدام بادشاہ وغیرہ ٹھہرے ہوئے تھے بڑا ارشاد عام تھا اور متصل خیام و بارگاہ

حیرت اہل علم کے بارگاہین اور خیمہ وغیرہ استادہ تھے کہیں امر اور زرا کی بارگاہ میں کسیجا
 شکوہ نہ دین قبا اتر می تھے ایک سمت کو بارگاہ ملکہ یا قوت جو دوسری وزیر راوی حیرت کی ہر
 قیام پذیر تھی عیار مذکور یا قوت کی بارگاہ کے قریب اگر بارگاہ حیرت میں جانکی فکر کرنے لگا اور
 وہاں استادہ ہوا اور پھرے چوکی کے لوگ دربار گاہ پر جو بیٹھے تھے اُن سے ساز کر نیکا ارادہ رکھتا تھا
 ناگاہ زمانی دُھوڑی کا پردہ اٹھا کر ایک خواص نے جھانکا اور کہا ارے میان کوئی ارسام بن مرسم کا
 بھیجا ہوا آدی آیا ہر ضرغام پہلے توجہ رہا کہ دیکھوں کوئی اسکو جواب دیتا ہی یا نہیں جب کسی نے
 جواب نہ دیا اسوقت دوبارہ اُسکی پکارنے پر اُن سے کہا حضور میں دیر سے یہاں کھڑا ہوا ہوں کوئی
 میری خبر ہی آپ تک نہیں کرتا ہی اُن سے کہا تم ارسام بن مرسم کے یہاں جو تو شک خانے کے داروغہ
 ہیں اُنکو پہچانتے ہو اور اُنکے بیٹے کو جانے ہو اُن سے کہا کیا خوب ہیں اُنکا لڑکپن کا ملازم ہوں او میں
 ہی نہیں پہچانتا حضور میں وہ تو دن رات ایک جا رہتے ہیں بلکہ میں تو ایسا ہوں کہ وہ مجھ پر بڑی
 غنایت فرماتے ہیں اور مجھے سب ملازم ملتے ہیں خار کھاتے ہیں اور میں وہ تو ایک جان و وقاب
 ہیں اس عورت نے یہ باتیں سُن کر کہا اچھا او پردے کے پاس آؤ یہ عیار آگے بڑھتا تھا کہ دریاؤں
 کہا بی بیوتی کیا تمھاری بڑی عادت ہے کہ ہر ایک کو پردے کے پاس بلاتی ہو اُنکو پردے پاس
 نہ بلاؤ سرکار کا غصہ جانتی ہو اور پھر وہی بات کرتی ہو اُنکا حکم ہے کہ کوئی زمانی دُھوڑی پاس نہ آئے
 نہ کوئی عورت مرد سے وہاں بات کرے بات کرنا ہی تو ہم سے جاتے ہیں آپ باہر اگر بات کر لیں
 آپ کا کچھ بچا لگا ہم پر خفگی آئیگی جرمانہ ہوگا یا نوکری جائیگی۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ عورت خواص اپنے جانے
 باہر ہو گئی اور کہا لو صاحب میں کسی بھڑوے چھنال سے دہنے کی نہیں کیا جھکوان موے روٹوں لے
 چھنال مقرر کیا ہے جو بات کرنے کی مانعت کرتے ہیں اتنا عہدہ بھی پرتو جانا ہی جس میں یہ معلوم ہو کہ ہم
 بھی کوئی ہیں ع ہم بھی ہیں پانچویں سو اردن میں + ارے موؤ اپنے حواس درست کر دینے ہو
 مجھے کسی بھڑوے چھنال کا ڈر ہے جو بیان بات نہ کر دن میں کسی کی بدمنگانی ایرے خیرے پھلکیان کی نوکر
 نہیں ہوں اور نہ کسی کی نوٹدی ہوں میں ایسے کی نمک پر درودہ ہوں جو حیرت کی روح و جان ہے
 تم سب جب چاہو ازما دیکھو اپنے اپنے جی کا ارمان نکال لو جو تمھارے جی میں ہونیک و بد اچھی
 بڑی ہو جا ہو وہ میرے لیے ملکہ سے کھلیجیو باخود کہو دیکھو تو اُسکا جواب کیا ملتا ہے اور میرے لیے

سنہرا جہانہ گھر کی جھڑکی ہوتی ہی یا تم سب چنگلی آتی ہی کہو تو ابھی تم بکواؤ کلاؤ دن میں نے ہزار بار
 کہا ہی کہ ذرا میرے منہ نہ لگنا کیا تمہے مجھ کوئی دبوڑو گھسڑو مقرر کیا یا دلکی باز نہایا ہی کہ میرا صاحب
 اسی بہانہ سے لاؤ اسکو بکواؤ اور میں بھی اپنے نام کی ہون رہ تو جاؤ بھڑو تمہاری ایسی تیس کی آج جو
 تمہاری گت نہ بنو الی تو نام اپنا بی سیو فی بیایا یہ کلمات سنکر آپس میں سب چپکے چپکے دربان کہنے
 لگے اربابان فاحق تھے اس جھار کے کانٹے کو اپنے پیچھے لگایا اس سے ڈرنا ہی چاہیے اگر یہ کچھ مالک
 سے لگا دے اور وہ بڑی ملک سے کہیں تو بیشک بغیر تہہ کو کہ ہم سب نکال دے جائیں غرض یہ بائیں آہیں
 کر کے گویا ہوئے کہ بی سیو فی صاحب ہم تو جیسے مالک نہ تابع فرمان ویسے آپ کے آپ جسکو چاہیں اندر محل
 کے بلا سچا ہیں ہننے تو ایک قاعدہ کی بات کسی قہمی آپ ہی کے لیے آہیں بہتری تھی آپ خفانہوں
 جو مزاج میں آئے وہ کیجیے یہ لہر عیار سے کہا مہمان جاؤ جاؤ پردہ کے پاس جا کر جو بی بی صاحب فرمائیں وہ
 سن آؤ ضرغام فوراً سب ڈھوڑیاں ٹوکر کے قریب پردہ کے پونچا اس زندگی نے پردے کے
 اندر اپنے پاس بلالیا اُسے وہاں جا کر دیکھا تو کھنگھٹ زنائی ڈیوٹی کے پردے کے پاس عقب میں بنا ہی
 اس طرف خلات کے عورتیں بول رہی ہوں کی گھنگھی کی صدا آتی ہی اور پاس وہ نازنین عین موکھڑی
 ہی کہ یقین تھا یہ بیوشن ہو جائے وہ اُسکی ساوی ساوی وضع غایتگار عین شکیبائی کرشمہ عجیب نہ تھا جو دل کو جاکر
 اپنے سے پرایا ہو یا سے سبزہ رنگ جی ہو میں ایک سے کہتی حسین کی ہری دوسرے طائر دل کے صید کرنے
 پر جی ہو کی پہرہ میں وہ مک کہ جان شیرین عاشق فدا کریں بوسہ نکلیں کا فر تمام عمر نہ بولے کانون میں ایک
 ایک بالا پڑا بالا بالا گال پر ہلکے مزے اُڑانا تاکہ میں کبیل حسن و عشق کے مقدمہ میں کوئل سینہ اُسرا ہوا
 چھاتیوں کے ہما لون کا دل میں سونخ کر لیا ارادہ پیٹ وہ نرم گل سا کر نازک کو بے قطعہ ریترو اُہل ہوا
 رابین بھری بھری گول سا پنچے کی ڈہلی پانچا نہ گھبڈن کا کچھ دار پہنے پانچے اُسکے کلائی پر پرے مہین شبنم کا
 چُنا ہوا ڈوپٹہ ہلکا پیازی رنگا ہوا اوڑھے موقع مناسب سے ہلکا ہلکا زیور پہنے نزاکت سے ہر بار تیور لیا
 پر بس ڈالتی واپسی دیا جس وضع کی شاہ تھی آسمان و لبرسی کی ماہ تھی مسدس

پیارے باتون مے گرہ غنچہ دلکی کھولی

شکل اُس گل کی گئی بھولی بھولی

پست انگیا کی کٹوری تھی تو اونچی چولی

وہ پیلی وہ جگت اور وہ بولی ٹولی

پچی اکھین صفت زکس رستمان ہر دم

غنچہ گل کی طرح سر بگریبان ہر دم	
عضو عضو سے یہ کہتا ہے کہ کیسا ہون میں	بند سے بند کا ہر قول کہ فتنہ ہون میں
ہر ہتیلی کا اشارہ یہ بیضا ہون میں	لب سے لب کا یہ قول کہ سیجا ہون میں
قول زلفون کا کہو سب سے دو بالا ہلو	

اس برق و شہ نجب دیکھا کہ ضرع عالم اس کے آیا تو ہنسر کہا کہ ارسام بن مرسم جادو خیمہ میں اپنے جوتہ تار
تو کیا کیا کرتا ہے میں جانتی ہوں کہ دن رات زندی بازی کرتا ہوگا ہر روز نئی زندی مو اٹھاتا ہوگا
ضرع غام سوچا کہ یہ زندی عوام ہوتی ہے کہ اس لطف و ارام ارسام سے آشنائی رکھتی ہے اس کے خیال میں دن رات
رہتی ہے اور اس کا آدمی بھگتو بھگتو کر اُسے بلایا ہے تو بھی اب ایسی باتیں کر کہ اس کو یقین اس کی ملازمت کا آجائے
یہ سوچا اُسے بناوٹ کر کے کہا کہ میری بی بی جو تمہارا بی بی ہے وہ تمہاری بی بی ہے اس بی بی کے پر رکھو وہ تو ایک ہی
کایہ کا فقیر بنا ہوا بیٹھا رہتا ہے نہ گھر سے کہیں آئے نہ جائے نہ سیکو بل کے چنے تو آجک کسی سے ہنکے بھی
بات کرتے نہیں دیکھا اس قاتل عالم نے کہا تم تو اس کی دوستی کی ایسی کہو ہی گے وہ حرامی ایک ہی ملتفی
ہو یہاں میرے پاس جب دین پانچوین آتا ہے تو ہر ایک خواص کو ہاری ملکہ کی دیکھ دیکھ کے سسکیاں
جرتا ہے میری آنکھوں کے سامنے ہائے جانی کہتا ہے اور لگاؤ میں کرتا ہے تھے کہا اور میں نے مانا کہ اب
وہ دھو دھو کے مصلے پر چڑھا ہے یہی بلا تم تو کہتے ہو کہ میں الکادمت کا دوست ہوں یہی جانتے ہو چچ کہو
کہ وہ ہمارے یمان کی کیا باتیں کرتا ہے کبھی میرا ذکر کرتا ہے مجھ کو یاد کرتا ہے یا یہاں کی خواصوں کا نام لیتا ہے
ضرع غام نے کہا صاحب میں کس کا نام لوں اب تم میرا کہنا تو مانتی نہیں ہو اور میری یہ طاقت نہیں بھول
حال کہوں یہ سن کر اُسے کہا تمہیں میرے سر کی قسم تمہیں اپنے ایمان کی قسم تم جیسے پیار کرتے ہو جیسے چاہتے ہو
ایکے سر کی قسم میرا حلو اٹھا سے میرا مردہ دیکھیے جو چہ نہ کہے وہ بیان کس کو پیار کرتا ہے بیچاؤ نہیں تمہیں غم
کسا ہے میں تو تمہارا سے پاس کھڑی ہوں وہ تمہارا کر گیا کیا کوئی خدا ہے جو رونی تمہیں نہ ملیگی یا یہاں
خود جیتک میں زندہ ہوں تمہیں کوئی تکلیف نہو گی ضرع غام نے کہا آپ کی عنایت سے اور سامری
کے فضل سے مجھے کچھ سکا خیال نہیں لیکن کیا کہوں ایک کی توجان جاتی ہے اور آپ یہ باتیں بناتی ہیں
اُسے کہا او چچا ہی میں اب سمجھ گئی سامری تم جو ٹھٹھہ مشید کی قسم رتی بھر سچ نہیں ایسی ہی کوئی مالزادی ہے

جو اسکی دوستی کا اعتبار کر گئی اگر وہ میرے گھر پر چلتا اور زندگی بازی کو آگ لگاتا تو ایسا چین کراتی وہ بھی یاد ہی تو کرتا لالوں کا لال رہتا اسکو کس بات کی کمی رہتی وہ تو اسکو عارضہ کجنت کو چھپانے کا ہی جیسے بدکار کو لپکا ہوتا ہی اچھا بناؤ تاکو کیوں بھیجا ہوا ہے کما آج میرے منیتن کہیں کہ تم ذرا جا کر ادھر ادھر دیکھو بھال کسکوئی آدمی محل کا ملے تو انکی خیریت مجھے لا دو اس گرفت جان نے یہ سنکر ایک مقدمہ مارا اور کہا خوب اب بھی ناحق مجھے گٹھری کی یاد آئی ارے کجنت کہو کہ میرے کہے پر کیوں نہیں چلتا گھر میں وہ بیٹھے تو میں اسکی نوڈ کی نوڈی بنی رہوں ہر وقت پاس ہوں کوئی دم جا انہوں اچھا تم اب جا کر یہ کہو کہ اس بار گاہ کے پچھو آؤ ایک آمون کا باغ ہو اس باغ سے نکلا ایک جھیل ہی اسکے کنارے کچنال کا درخت ہو وہاں آجا سے اور مجھے دو دو باتیں کر جاے اگر میرا کہا مانے گا افرار کرے تو حیرت میں کہان اور وہ کہان ضرغام نے کہا نہیں تم ایسی باتیں نہ کرو وہ تمہارے در و جرائی میں مرتے ہیں ہر قسمت اڑکا یہ حال ہی

ابیات

قابو میں نہیں ہی یہ دل زار	آنکھیں ہیں ہر اک زرد رخسار
فرست نہیں نالہ و فغان سے	کتنا ہی وہ کچھ کا کچھ زبان سے
ہر وقت ہی بخود کا عالم	اب قول یہی ہی اُنکا ہر دم
افت بجھے خوب جاننا ہوں	ای حضرت عشق مانتا ہوں

وہ کارو یہ سنکر باغ باغ ہو گئی اور کہا اچھا تم جاؤ اور اس بیوفا کو جہان کا میں نے پتہ دیا ہی لے آؤ ضرغام نے کہا پھر تم کتنی دیر میں آؤ گی اس ناز میں نے کہا مجھے کیا دیر ہی تم گئے اور میں وہاں تھا کر جانے سے پہلے آجاؤنگی ضرغام یہ سنکر اس سے رخصت ہوا اور شب بار گاہ پر آکر آمون کے باغ سے نکلا جھیل کے کنارے کچنال کے درخت کے تلے کھڑا ہو رہا دم بھر کے بعد سرو خوش رفتار خرامان خرامان بنا زوا داسا نے سے پیدا ہوئی اور پکاری کیون جی کہ صر ہو ضرغام نے اُنکی اپنے لبوں پر رکھا پشت بار گاہ کی طرف اشارہ کیا کہ ذرا دیکھ بھال کے آگے پیچھے بات کرو وہ گلفام اس اشارے سے جھجکی اور سمجھ گئی کوئی میرے پیچھے کھڑا ہی یہ سمجھا کر نے پیچھے پھر کر دیکھا اور چار طرف دیر تک دیکھا کہ ضرغام اس عرصہ میں قریب اسکے آگیا اور اسکے پھر نے میں کند ماری وہ ادھر بھڑی تھی کہ جاباب ہوش مارا وہ چھٹیک مار کر ہوش ہو گئی اُسے اسکے کپڑے لیے اور اسکو سجا کر ایک غار میں ڈال دیا آپ رنگ روغن عیاری کا نالہ

اسکی ایسی صورت بنا اور وہاں سے روانہ ہو کر سیدھا اندر بارگاہِ ملکہِ یاقوت کے آیا دیکھا کہ ہر سمت
 صغینوں میں ہر ایک عملہ کی عورتیں بیٹھی ہیں کوئی اپنا سنگار کرتی ہو کوئی سی لگاتی ہو کوئی طوطے کو
 جمشیدی بڑھاتی ہو کوئی کھانا پکانے کی فکر میں ہو کیا مہمان آیا ہو اسکی خاطر میں سفوت ہو پلنگیان
 پچھی ہیں جو کسے تخمیں کے لگے ہیں ماما میں ہر ایک کے باور چنانہ کو گرم کر رہی ہیں یہ کنیزوں اور خرموں کو
 تجویز کر کے انکے پاس گیا اور کہا ہماری بی بی ملکہِ یاقوت کیا دربار میں گئی ہیں ان لوگوں نے
 کہا اے سیوٹی کیا تو نے کچھ نشہ کھایا ہو ملکہِ عالم تین دن سے درد سر میں پڑی لوٹ رہی ہیں کسی دفعہ
 تجھ کو پکا چکی ہیں کہ ارے صندل ذرا سا رگڑ کر لگا دے تو نہیں معلوم کہاں جا کر بیٹھ رہی تھی جتنے کچھ فکر نہیں کر
 یہ کہی رہی تھیں کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ارے سیوٹی موی ذرا بہان آ کے بیٹھ نکھا جھل کہاں تو
 اڑ گئی تھی غلام نے یہ سنا کہ اے بی بی قربان گئی میں آئے اور دوڑ کر اُدھر گیا دیکھا ایک پلنگری پر
 ملکہِ یاقوت با دو ریشمین صندل لگائے پڑی ہو نیچے پلنگ کے سنبھلی ہو چکی ہیں جو کھڑے دو غلامان
 عشرت دار آتش میاں ہو اور یاقوت اٹھ اٹھ کے دوسرے کراہ رہی ہو کہ صغر غلام نے سرھانے اکر نکھا ہاتھ
 میں لیا اور کہا اے میری بی بی تمھارے صندے کیا کتنی ہو ملکہ نے کہا اب تو کچھ نہیں کہتی صندل لگانے کو چاہتی
 تھی وہ کوئی اور آکر لگا لگی اے سیوٹی اب تیرا دیدہ ہوائی ہو گیا ہو نہیں معلوم کہاں اڑ گئی تھی صغر غلام نے
 کہا بی بی میں تو اُدھر ہی اُدھر تھی اور تو کہیں نہیں گئی تھی اب حاضر ہوں کہیں بجاؤ گی فرمائیے جو کچھ فرمایا
 ملکہ نے کہا اچھا تو حاضر رہو اب اس اور کو بارگاہِ حیرت میں بھیج کر دریافت کرا کہ شہنشاہِ ساحران بارگاہِ حیرت
 میں ہیں یا تشریف لے گئے اور ملکہِ غلو کو ر مجھ کو تو یاد نہیں کرتی ہیں سیوٹی نقلی نے یہ سنا کہ کنیزوں کو
 حکم دیا کہ جا کر خبر لاؤ وہ حسبِ ارشاد روانہ ہوئیں اور وہاں سے پھر کرا کہیں کہا حضور بادشاہِ عالم پناہ ابھی
 بیٹھے ہیں اور از بسکہ ملکہِ بُران سے اور جہان پناہ سے سامنا ہوا تھا اور بُران غالب آئی تھی اور جبار قبا
 عیارہ نے آکر اسکو ہوش کیا اور دوبارہ عیار کے ہاتھ سے شہنشاہ کے ٹخنوں کو زک پہنچی اور سامری نے
 بچا لیا اب جتنے ملازم شاہی ہیں اور ملازمانِ ملکہ ہیں وہ سب تصدق بادشاہ پر سے اتار رہے ہیں صغر غلام
 نے سارا حال بُران اور چالاک کا بصورتِ سیوٹی انکی زبانی سنا اور ملکہِ یاقوت نے یہ خبر سنا کر فرمایا کہ
 ہمارے یہاں سے بھی پانچ سیریل من بھرماش حور و پیہ کے ٹکے سینی میں لگا کر بھیج دوے اور جو لیکر جا
 میری جانب سے بعد اداب و تسلیمات کے عرض کرے کہ نوٹدی کے سر میں شدت سے درد ہو رہا ہے

میں حاضر ہوتی اب میرے ہوا اس درست ہون اور یہ تھا کہ راجا نے تو حاضر ہون کہ سیوٹی یہ حکم
 سنکر چران ہوئی کہ میں روپیے اور تیل ماش کس سے مانگوں لیکن اور کنیزوں نے آپ ہی کہا کیوں بہن
 سیوٹی تم کو تو ہم تصدق کا سامان لے آئیں سیوٹی نے کہا اب پوچھنا اسکا کیا ملکہ نو فرما چکیں مجھ
 نکوڑی کا بھی کچھ کہنے میں کہنا ہی کنیز میں سنکر روانہ ہوئیں اور سات سینوں میں ماش اور سات
 سینوں میں سو روپیہ کے ٹکے اور ایک بڑے بادیہ میں پانچ سیر تیل بھر کر سب پر خوان پوش
 ڈال کر سامنے لائیں سیوٹی نے کہا مزدورینوں کے سر پر رکھو اور لیکر سامنے حضور عالم کے جباؤ
 تصدق اور تروادینا اور جو کچھ ہماری حضور نے فرمایا ہی عرض کر کے جلدی چلی آنا دیر نہ لگانا کنیز میں وہ
 سب سامان مزدورینوں کے سر پر رکھوا کر روانہ ہوئیں اور بارگاہ حیرت میں آئیں سامنے
 افراسیاب کے وہ تصدق رکھا اور ملکہ حیرت کو تسلیم کر کے ٹھہر کر شاہ نے انکو دیکھ کر
 حیرت سے پوچھا کہ یہ کسکے عملہ کے لوگ ہیں جو تصدق لائے ہیں حیرت نے کہا قربانت شوم ملکہ
 یاقوت جادو کے یہ سنکر کنیزوں نے گرد پھر کر عرض کیا کہ ملکہ یاقوت نے تسلیم عرض کی ہی اور
 کہا ہی کہ کنیز کے سر میں شدت سے درد ہی ذرا درد میں تخفیف ہوا اور طاقت اٹھنے کی پاؤں تو نذر
 فتح لیکر حاضر ہون افراسیاب نے کہا اچھا اچھا یہ تصدق بانٹ دو اور یاقوت سے میری طرف
 سے دعا کہدینا اور فرما دینا کہ نذر تیری سرکار نے معاف فرمائی دسا میری تیرا درد سر دور کرے یہ
 مراعات سلطانی جو حیرت نے اُسکے حال پر بندول از جانب شاہنشاہ دیکھی عرض پیرا ہوئی
 کہ اس شہنشاہ یاقوت و زہر و دونوں میری جان نثارین اور خیر خواہ ہیں جو کام دوں تو خواہی اور لستوی کا
 یہ دونوں کرتی ہیں اور جیسی کچھ کہ امید مجھ ان دونوں سے ہے اپنے پیٹ کی اولاد میں حضور ہی
 کیسکو خبر کے لئے اُنکے پاس بھیج دین تو بت انسب ہی عرضا ہاں چہ عجب گریہ نوازند گدا را بہ بادشاہ
 نے فرمایا کہ بعد برخواست دربار میں خود اٹھ کر اُسکے دیکھنے کو جادو نگا حیرت نے یہ سنکر بادشاہ کے
 گردن میں ہاتھ ڈال دیے اور کہا یہ مکان کسا ہی اور وہ مکان کسا ہی سب کفش خانہ حضور ہی کے ہیں
 آپ تکلیف فرمائی گئے تو کنیز پروری اور عین خاوندی ہی اُسکا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو جائیگا ابرو بڑھ جائیگی
 اور آپ کی کٹر شان نہوگی بلکہ باعث بلند حوصلگی اور انتخار ملازمان ہوگا کہ شہنشاہ کیا رفیق پرور
 کہ ادائے نوٹدی کے عیادت کو چلا آیا افراسیاب نے کہا اچھا پھر دربار برخواست کرو ملکہ نے کہا

شام بھی اب قریب ہی ایک مرتبہ دربار برخواست ہو گیا کہ لکڑکنیزان یا قوت سے کہا جا کر خبر کرو کہ حضور
 طلسم پناہ برائے عیادت تشریف لاتے ہیں کنیزین یہ سنکر جلد خدمت یا قوت میں آئیں اور سیوتی
 سے کہا بی بی سے عرض کرو کہ بادشاہ مع حیرتہ کے آپ کے دیکھنے کو تشریف لاتے ہیں یا قوت جو
 لیٹی ہوئی تھی اُن سے پوچھا گیا ہی سیوتی نے عرض کیا کہ شہنشاہ آتے ہیں یہ سنتا تھا کہ وہ گھر آکر اُٹھ بیٹھی
 اور کہا ارے سیوتی تجھے خدا کی ماری ہوئی عازت ہو کی مالزادی ارے جلدی فرش وغیرہ آ رہا ہے کہ
 کیون میری ناک کٹو یا چاہتی ہر کشتیان نذر کی لے جاہر کی لا تو تو ایسا بیٹھی ہی جیسے چمکے کی بھینس
 موئی تو اڑ کیون جاتی مالزادی گھورتی ہو یا ان سند پچھا کر کیے گرد میرے لگا دے کہ میں بھی پلنگ سے
 اُتر کر بیٹھوں یہ حکم سنکر ضرغام نے کنیزان دیگرہ ربانی ملکہ حکم درستی اسباب عیش و نشاط دیا اُنھوں نے
 جلد جلد کشتیان شراب کی قرینے سے لاکر حنی اور فرش مکلف آ رہا تھا کیا مسدین بچھا دین فرش کی آتش
 و یکمکرا طلسم سحر شرم سے عجب نہیں جو نطف ہو جائے مسدود کے بوٹوں پر بہار گلشن عالم کا رنگ
 پھیکا نظر آئے شیشہ آلات جا بجا آویزان کیا اس بار گاہ کو نور افشان کیا چنگیرین اور سیوون
 کی ڈالیاں گلدستہ وغیرہ سامنے رکھے فرش کے گرد گلدستے لگا دیے بار گاہ کا حسن مثل شاہد حسین و جواہر
 پوش تھا بناؤ سنگار کیے بزم عروس شب اول شہ حسن سے درو دیوار خود فراموش تھا یہ سامان

تھا کہ گلشن جنت وہ ایوان تھا مسدوس

نور کا ایک و خیمہ بھی بنا تھا زیب	برج متاب سے دیکھے تو کئے صلی علی
فرش گل رنگ تو پر دون میں بنا کار ظلا	بچ بچو لون کی کچھی وہ کر گل عیش کھلا
<p>نہر شیشے کے گلوں سے بھرے رکھے تھے بار بچو لون کے چنگیرین میں دھپکے تھے</p>	
<p>اسی آرایش و زیبائش کرنے میں وہ دن بھی تمام ہوا اور خیمہ و معرین چاندنی کا فرش بچھا آدھ خرمادہ بار گاہ آسمان میں ہوئی کہ نظم</p>	
فروغ مہر نے دامن اوٹھسا یا	ہجوم شام کا اک رنگ آیا
جبین شمع نے پیدا کیا نور	ہوئی روشنی زمین قرب اور دور
<p>شام ہوئے ہی بادشاہ دربار سے اُٹھا حیرت نے دربار برخواست کر دیا آپ بھی مع چند</p>	

کنیزان زرین پوش کے جانب بارگاہ ملکہ یاقوت ہمراہ بادشاہ روانہ ہوئی زمر و جادو و دوری و زیر زادی بھی ساتھ چلی یہ سب جب اُس بارگاہ میں پہنچے سیوتی یعنی خرقہ عام نے آرایش کرنے میں بارگاہ کے اپنا کام بھی کر رکھا تھا یعنی یاقوت کو تو سند پر تکیہ لگا کر بٹھلادیا تھا اور کئی خوان اشرافیہ رویہ وغیرہ کے لاکر رکھے تھے لیکن چگرن اور بھولون کی ڈالیاں میوؤں کی کشتیاں شراب کی گلابیاں سب آغشته بہ دار دے بیوشی کر دی تھیں اور پھر اک چیز کو اپنی دستکاری سے عطر بیوشی سے معطر کیا تھا اور شراب کو الٹ پلٹ کر کے مخلوط بہ دار دے بیوشی کیا تھا غرض ایک لوثا خلخہ کا بیوشی بھرتیا کر کے سامنے کور رکھا تھا کہ اس آئینہ میں بادشاہ تشریف فرما ہوا یاقوت ہر چند کہ علیل تھی لیکن بنابر تعظیم بادشاہ و ملکہ عالم پناہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور جھک کر حیر کیا افراسیاب نے اور حیرت لے کر کہا کہ اے یاقوت بیٹھ جاو تعظیم معاف یاقوت نے کہا میں ادنیٰ کنیز حضور کی ہوں کیا مجال جو بیٹھ سکوں شاہ طلسم اور حیرت دونوں سند پر اگر جلد گر ہوے اور اشارہ کیا کہ اسی یاقوت اب تو اپنے عہدہ کے موافق بیٹھو یا قوت سلام کر کے ایک گوشہ میں بیٹھ گئی نوکشتیاں جو اہر اور شرفیوں کی سیوتی نے یاقوت کی طرف سے پیشکش کیں شاہ نے ہر چند فرمایا کہ اسی یاقوت میں نے نذر تجھے معاف کی یاقوت نے مانا اور بہت کچھ عجز کیا اور کہا میں ذرہ پروری آفتاب سپہر سلطنت کی جو یہ قبول فرمائی جاہل شاہ نے وہ نذر لیکر حیرت کی غوہوں کے سپرد فرمائی اور نذر قبول کر کے سر فر فرمایا سیوتی نے چگرن اور ڈالیاں میوؤں کی آگے بڑھائیں اور گلابیاں شراب کے سامنے رکھیں شاہ نے فرمایا کہ دو گلابیاں شراب کی اور ایک ڈالی میوہ کی اور کچھ چگرن بھولون کی اس میں سے انگ کر کے میرے پاس رکھ دو باقی تم سب خواہوں وغیرہ کو تقسیم کر دو یہ لکھ کر ایک پیالہ شراب بھر کے شاہ نے حیرت کو دیا اور کہا میرے سر کی قسم اے ملکہ تم بیو میں ابھی نہ پونگا اور مجھ کو اس ڈالی میں سے ایک سیب چھیل کر دو حیرت نے عرض کیا کہ انار کے دانے تاب میں لگے رکھیں آپ نوش جان فرمائیں اور میں بغیر آپ کے شراب نوش فرمائے گا ہیکو پیئے لگی افراسیاب نے کہا تمکو ناحق کی ضد ہی یہ لکھ کر پیالہ شراب کا رکھ دیا اور تھوڑے دانے انار کے کھائے اور ایک خواص نے کئی سیب چھیل کر تاشین طشتمیوں میں لگا کر سامنے رکھ دیں حیرت نے چنانچہ کئی سیب کی کھائیں اور افراسیاب نے کہا اے یاقوت انار کے دانے تو درد سر کو نقصان نکر نیگے بلکہ اگر گرمی سے ہوگا

تو جاتا رہیگا تو بھی تھوڑے دانہ کھالے اور کوئی پھانک سیب کی جگہ یہ لکڑی کی طرف طشتری بڑھائی
یا قوت نے اٹھ کر شاہ کی بلائیں لین اور تسلیم کر کے وہ طشتری ہاتھ سے لی اور ایک پھانک سیب کی
کھائی حیرت نے دو کو لے اٹھا کر زمر و جادو کو دیے اُس نے سلام کر کے لیے اور یا قوت نے
حکم دیا کہ ارے ہمارے مجرئی طائفون کو بلاؤ کینز سامری اور اُجاگر۔ اور جمشید باندی زندیان
کہان ہین مٹھین لاؤ شہنشاہ کے سامنے کچھ گائین بجائیں یہ حکم پا کر کینزوں نے ہر ایک پر پوش
زہر اگر دار زندیوں کو سامنے لا کر حاضر کیا پہلے سب سے جمشید باندی کا مجرا ہوا یہ عجب گرام گرم
زندہ سی تھی کہ باوجود سرگردانی اور دوڑ دوڑ وھوپ کے آفتاب نے کبھی ایسے شعلہ رخسار عورت پر وہ
فلوس عالم میں نہ دیکھی تھی سہا کے کھٹنے میں طول ہوگا مختصر سا اُسکا یہ طلیہ ہر کہ بیت
رنگ سانولا پیٹ ملائم اور کچھون پیرختی ہی جھاتی سے نے ناف تملک کہ ہندل کی سی تھی ہر
اور اُسکی صورت زیبا کو دیکھ کر تماش بینوں کا یہ قول تھا کہ اسی مایہ ناز بموجب ر با عے

گو حسن کا بیان نہیں ہی پیارے تو طرا	خوبان جہان سے ہننے پر ہنھ کو موٹرا
ہر چند کہ تھا تماش بینی پر مزاج	پر تھے ملے تو ہننے سب کو چھوٹرا

اس ماہ و ش نے بصد کرشمہ سحر و خوش الحانی سامنے بادشاہ کے ناچنا شروع کیا اہل انجن کا دل
تڑپا دیا مرغ نیم بسمل کی طرح دلکو رقص بنا دیا ساز نے اور ہی لطف دکھایا خاطر عشاق سے دبا نہوا
آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا منہ سے داد وادہ کا تار بندھا ہر ایک محو ہو کر اگ شنے لگا کہ نظم

اشکون کی تھی آئے رخ پر بہیا	ایسا وہ الاپی تھی الیہ
بند متی تھی کبھی جو پرچ کی دہن	سُن سُن کے سب اہل فہم تھے سُن
بھیرو لگا تھا نرم میں جو چہر چا	بعیرون لگے ناچنے عجب کیا
ہر رگ روان تھا صورت رود	بہو سالی دکا ٹھرا دکا مو د

جب شاہ جادوان اسکا گانا سُن کر محو ہوا اُسوقت اس پر سی تمثال نے اس غزل کو گایا کہ غزل

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہے	یہ دل کیا مزیدار پیدا ہوا ہے
اگر باجو میں تو یہ رک کر وہ بولے	کہان کا یہ بیمار پیدا ہوا ہے
نوسا و تملک آ کے دیکھو تماشا	عجب نقش دیوار پیدا ہوا ہے

ہوا چشم مردم سے آرام پنہان موتے جس سے گل گل کے مجنون نہان	وہ جب سے تنگار پیدا ہوا ہی ہمیں بھی وہ آزار پیدا ہوا ہی
مرے تخت دل دیکھو اب تک روان ہینا کرو منع ناصح کو ہمسے نہ بولے	یہ دریا میں گلزار پیدا ہوا ہے کہنا لگا یہ غمخوار پیدا ہوا ہی
جو کیے کہ کو نقد دل تو یہ بولے	بڑا تو تو زردار پیدا ہوا ہی

اس عرصہ میں پھولوں کی خوشبو ایسی پھیلی کہ سبکی کیفیت و گرگون ہوئی بیہوشی نے اپنا اثر ظاہر کیا کچھ احتیاج سیوے کھانے اور شراب پینے کی بھی نہ تھی افراسیاب و حیرت و یاقوت و زمر و جادو و غیرہ سب اپنے آپ میں نرمے اُدھر کنیر دن کو بھی بادشاہ نے ڈالنی عنایت کی تھیں انھوں نے بھی حصہ بانٹ کر کے سیوہ کھایا تھا وہ سب اس کانے پر آپس میں وصول چھکڑستانی ہو کر لڑنے لگیں کسینی کیسے چٹا کر کھینچے کسی نے کیسا گال کاٹ لیا کوئی کسی سے آہ پیارے لکھر لپٹ گئی انہیں حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپ نے پیالہ شراب کا ناحق بھر کر رکھ دیا نہ آپ پیتے ہیں نہ میں بھر شراب کا یہاں رکھنا کیا ضرور شاہ نے کہا اگر تمھاری خوشی ہی تو میں ہی پہلے پیتا ہوں یہ لکھر چاہا کہ پیالہ منہ سے لگاؤں اسوقت ایک پنجہ نے پیدا ہو کر تھپکی دی کہ شراب سب فرسٹ کر پڑی شاہ نے کہا اریاقوت ہا میں یہ شراب کیسی تھی جسکو میرا سر پینے سے مانع ہوا یا قوت خود عالم محویت میں تھی جواب کون دے اُدھر نوڈیون نے تراق پڑا ق چھینکنا شروع کیا اور طرف کرنے لگیں حیرت نے چاہا کہ افراسیاب سے کچھ کہے زبان میں لکنت آگئی اشارے سے کہا شہنشاہ ہوشیار ہو جاوے شراب نہ پینا بیہوشی کا اثر معلوم ہوتا ہی شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا اتنا تو کہا بھلا اوجھہ یاقوت تو نے کسی عبارت سے آشنائی کر کے یہ حرکت کی ہی یہ لکھر جاتا تھا کہ اُسٹھے چکر لکاز میں پر گرا حیرت و زمر و غیرہ ہاں ہاں کر کے جو اٹھیں یہ بھی گرین اور بیہوش ہوئیں سیوٹی نے ضرغام شیر دل نے خوش خوش جب مع رقاصوں وغیرہ بکوبہوش دیکھا اٹھکر تکمہ بارگاہ میں لگایا اور پنجہ چکر چاہا کہ افراسیاب کی چٹائی پر چڑھ کر سر کاٹ لے اسوقت کسی نے بڑے زور سے اسکو ڈھکیل دیا کہ یہ چاروں شانے جت گرا اور ہر طرف حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ کس نے جھکو ڈھکیلا کوئی نظر نہ آیا یہ پھر جت کر کے افراسیاب کے قریب آیا پھر کسی نے گردن پکڑ کر اسکو ڈھکیلا

اُس وقت یہ سمجھا کہ تو نے موقوفی کی جو اس کے قتل کا غم کیا یہ کافر بادشاہ طلسم ہوا رانجا کا پس یہ سوچ کر
حیرت کی جہانی برچڑسا اور جاہا کفر چ کرے ناگاہ افراسیاب کے منہ پر ایک پھکاری روئے ہوا
زعفرانی رنگ کی کسی پری نے لگائی کہ اسکو ہوش ہو گیا اور اُس نے دیکھا کہ سیونی نوڈی یا قوت
کی خنجر کھینچے حیرت کو فوج کیا جاتے ہیں یہ دیکھتے ہی زبان برق چمک کر ضرغام پر آیا اور سحر پیر کے
اسکو گرفتار کیا اور باران سحر برسیا کہ اسکو ہوش آیا جب حیرت وغیرہ جگہ ساحر ہوشیار ہوئے
شاہ نے کہا اے ملکہ تم پہلے اس عیار کو بارگاہ سے باہر لیجا کر کسی درخت سے باندھو اور ایک گولا سحر کا
مار کر اسکو فٹا کر دیوے سحر حیرت اٹھی اور یا قوت دڈر کر قدم پر بادشاہ کے گری اور عرض سا
ہوئی کہ نوڈی کا کچھ قصور اس میں نہ تھا میں بالکل بے قصور ہوں حضور قلم عفو میرے جرائم عصیان و خطا پر
پھر میں شاہ نے اُس کے غدر کرنے سے رتوہ جیشیدی بازو سے کھول کر اس میں سب کیفیت عیار کے بیان کی
علوم کی ظاہر ہوا کہ سیونی کینز فلان غار میں پڑی ہو اور یہ حقیقت گزری ہو یا قوت کی کوئی خطا
نہیں ہو بار ہا تیری بی بی نے اور تو نے خود عیار دن کے ہاتھ سے دھوکا کھایا ہے فریے مکر سے
انسان ناچار ہے یہ دریافت کر کے شاہ نے کہا اے یا قوت سچ ہے کہ تو بے خطا ہو اور تیری کینز فلان
مقام پر پڑی ہو اُس نے یہ حال سحر کا پنجہ بھیج کر سیونی کو اٹھواں لگوا دیا اور اُس نے اگر جب ہوشیار ہوئی
لباس پہنا ملکہ کے گرد پھری اور ملکہ حیرت ضرغام کو لیکر حکم بادشاہ باہر بارگاہ کے آئے اور
درخت سے اسکو باندھ کر آمادہ قتل ہوئے بادشاہ اٹھ کر بارگاہ میں حیرت کے چلا گیا اور پلنگہ پر
لبثا کہ اب حیرت بھی قتل کر کے عیار کو ابلیس کے ساتھ آج سو رہو نگا یا قوت کے یہاں سب کینز دن پر
عتاب آیا یا قوت نے بکو سزا دی کہ مالزادو ہوت میری اور تمھاری سبکی جان گئی تھی ناک کٹی تھی
سامری نے بڑا رحم کیا ایسی تم مستانیان ہو کہ کچھ خبر نہیں کہتیں کہ کون خیمہ میں آیا ہے خبردار اب
کبھی ایسی غفلت نہ کرنا حاصل کلام بیان تو یہ ماجرا ہو اور حیرت ضرغام کو قتل کیا جا رہی ہے اسکو
اسی حال میں چوڑ کر شمعہ مال متر برق فرنگی بنے کہ ہوا ضرغام یہ بھی عیاری کو نکلاتا اور ایک طرف
روانہ ہوا تھا چنانچہ بفر عیاری یہ صحرا میں آیا کچھ دور پر ایک مقام بلند دیکھا کہ سحر چڑھ گیا اور پیک
نگاہ دوڑانے لگا ایک جانب لشکر عظیم جنگل میں اترا دیکھا کہ دو تین کوس تک خیمہ و بارگاہ و سراپہ
و سراپردہ وغیرہ نصب ہیں راویان کندنی سچو لے ایکسین قلندر یان ماریان استادہ ہیں بازارین

اگلی ہین خیموں کے اطراف میں سڑکین بنی ہین شقے آبپاشی کر رہے ہین یہ دیکھ کر برق وہان سے
 ایسی لشکر کی طرف چلا اور ساحر تو نباہی ہوا تھا داخل لشکر ہو کر دیکھا کہ عجب طرح کی رونق ہو چھنڈے گچ کے
 استاد ہین ساحران زبردست خیموں کے سامنے تختوں اور کرسیوں پر بیٹھے ہین منبر ری کنڈل
 انکے کانوں میں پڑے ہین ہوم خانے استاد ہین بنگالی اور کانورس کے جادوگر و مڑو بجاتے ہین
 اکیاری کر رہے ہین ترسول و نسول انکے سامنے گڑے ہین ہار اسیمن لپٹری ہین جادوگر نیاں جوان
 جوان باز ارون میں پھرتی ہین گھین سوار و نکلی لین پڑی ہین کمین پیادے اترے ہین بستر جیسے ہین
 اسپین چھڑ چھاڑ ہو رہی ہر ڈھولک تاز جیتی ہین سب شاد و خرم پھر رہین ہین اور بیٹھے ہین کہ بموجب

ابیات

گو عطار و حسابدان ہوئے
 بسکہ پر گرد آسمان ہوئے
 جیسی شیشہ بہ تابدان ہوئے
 نصف اُسکی نہ کمکشان ہوئے
 رشک صد تحت خسروان ہوئے
 بہتر از باغ و بوستان ہوئے
 بیٹھکر اُس پہ حکمران ہوئے
 کوئی نواب کوئی حسان ہوئے
 روبرو زیر سایبان ہوئے

فوج کا تیرے کر کے نہ شمار
 کثرت اُسکی ہر جب تو ہو کر سوار
 انگلیں کل کل یہ مہر ہو بے نور
 تیرے خیمے کی ایک ہو جو طناب
 بچھے اُس بارگہ میں جب مسند
 قالین اُسکے ہر ایک پا انداز
 دیکھے تب تجھے کہ تو اُس دم
 اور سر کردہ جتنے میں اُنہیں
 دست بستہ مطیع فرمان کا

اس لشکر کثیر کو اور اُسکے عظمت و شوکت کو برق نے دیکھ کر دل سے کہا ان کافروں نے بھی بڑی
 آسودگی اور رفعت منزلت پائی ہر اسی برق یہ سب چمک دمک اُنکی خاک میں ملا دینا چاہیے
 غمضہ کچھ ایسا فکر میں عیاری کے گیا کہ بڑی دیر تک سوچا کیا آخر ایک گوشہ میں ٹھہر کر گدڑ کی ایسی
 صورت بنا انکو چھا گاڑے گا سر پر باندھا کل کندھے پر ڈالے ہوئی باندھے ننگے پاؤں ہوا لاٹھی
 ہاتھ میں لیکر اسی سمت چلا کہ جدھر کوئی گانوں بستا تھا یہ تو مدت سے یہاں آیا ہوا ہی سب مقامات
 جانتا ہی اس گانوں میں جا کر ایک بچہ کسی گدڑ پر سے مول لی اور اُسکو کاندھے پر رکھ کر بہت جلد

اُس لشکر میں آیا اور لشکریوں سے متفہم ہوا کہ صاحب یہ لشکر کس کا ہے ایک مجدد ار نے سپاہیوں کے کہنے
 کہ لشکر مسیب بر سر ایتلین جو بیٹا ملک حیرت جادو کے بھائی کا اور بھانجا شہنشاہ ساحران کا تو نے
 سنا ہو کہ پہلے یہاں آیا تھا اور مارا گیا اسی کا یہ بڑا بیٹا شیر دل فیلین بن مسیب بران سوار جادو ہی اپنے
 باپ کے مارے جانیکا بدل لینے آیا ہے ایک لاکھ پچیس ہزار جادوگر ہمراہ لایا ہے اب کل صبح کو اپنے نامہ
 شہنشاہ ساحران اور دادی ملکہ حیرت سے ملکہ مہرخ وغیرہ نکھامون اور سرکشوں سے لڑیکا اور
 سُرنا کا کاٹیکا یا زندہ گرفتار کریکا برق نے یہ کلمات سکر بھیڑ کو کندھے پر سے اتارا اور کہا گئی ان
 تھنے تو ایسی خبر سنا لی کہ میں بہت خوش ہوا اور اب اچھی طرح سے ٹھہر کر اس ماجرے کو سُن لوں گا تو کچھ
 جادو نگا تمہاک بھی گیا ہوں دم بھی لیلو نگا اور حال بھی سنو نگا کیونکہ ان مسلمانوں نے تو وہ گانون بھی لوٹ
 لیا ہے جس میں یہ غلام تمہارا رہتا ہے میرا بھی گھر لٹ گیا ہے سامری ایسا کریں کہ یہ سب عیار اور اُن کے
 طرفدار مارے جائیں غرض یہ کہہ کر پاس اُس سپاہی کے بیٹھا اور کہا سنو تو میرے مالک تھنے جو یہ کہا کہ
 یہ صاحبزادہ کل سب نکھامون کا سر کاٹے گا تو میرے بیچ میں نہ آیا کہ کیونکہ سر کاٹیکا کس لیے کہ باغیوں کے
 پاس بھی تو بڑی فوج ہے اور اُن کے ہر آدمی کو سوار لاکھ ساحر ہیں چر کیا سبب ہے کہ لاکھوں ساحرون کو اندھا
 کر کے کڑا لیکا اسدرف ہمار جادو و آفرمان محمود اختر بن سیلان قیل در کو لب ایسا بادشاہ بران
 ایسی شاہزادی ہے ایسے بڑے بڑے نامی اور زبردست ساحرون کو یکایک بکڑ لینا تو کچھ عجیب
 نہیں آتا اور علاوہ ان ساحران نامدار کے دو چار مکار عیار بھی ہیں اُن لوگوں کا وقتاً قتل ہونا عجیب
 کی بات ہے ہزاروں نامی گرامی ساحر افراسیاب کے ملازم بیان آئے اور قتل ہو گئے اور شاہ
 نے بیشا فوج ساتھ لے کر سرداران طلسم کو بھیجا لیکن کوئی فتحیاب نہ ہوا ایلے کہ عیار دن نے راہ میں اُنکو
 مار ڈالا کوئی بھی زندہ پھر کر شاہ پاس نہیں گیا پھر کیا وہ جادوگر نہیں جو ہلاک ہو گئے اُنکا فوج پانا باغیوں پر
 میری تو سمجھ میں نہیں آتا ہاں کوئی تحفہ طلسم اُنکے پاس ہو گا محکو تباؤ تو کہ یہ کیا بات ہے اس مجدد ار نے
 کہا اور دن میں اور انہیں زمین آسمان کا فرق ہی اُنکے پاس دو چیزیں ایسی ہیں کہ اگر بادشاہ ملتان
 بھی ایکبار اُنکا سامنا کرے تو سارا اپنا سحر بھولی اور بیہوش ہو کر گرے اور کسی ساحر ادنیٰ و اعلیٰ شاہ و گدا
 کی تو کیا حقیقت ہے جب شہنشاہ ساحران کا یہ حال ہو برق نے کہا یہاں صاحب وہ کوئی ہتھیار ہو گا جو
 اب کام دیتا ہو گا یا کوئی جادو کا بیر ہو گا جو دشمن کو بیہوش اور ناپاچار کر دیتا ہو گا وہ مجدد ار بولا کہ ابے

سحرے تو کیا جانے ناحق بک بک کے مغز پھرایا تو جاپنے کام لگ ہیں ان چیزوں کے تباہی کا علم
 نہیں ہوا اُسے کہا تم چاہے تباہی یا تباہی نہ ہو گاہے اسکی روشنی میں یہ سبک ہو سکتا ہے
 ہونگے وہ جمدار ہنسا اور بولا کہ ابے واہی اُنکے پاس خاک جھیدی کا ڈبہ ہے اور ایک چادر سفید محمودی
 کی ہے کہ جہاں یہ اُسکو اوڑھ لیں تو شہنشاہ کا سحر اثر نکرے اور وہ خاک جس فوج میں اڑا دیں وہ
 فوج بیہوش ہو جائے سو اُسکے اس صاحبزادی میں زور و طاقت ایسا ہے کہ فیل مست سامنے آجائے
 تو یہ جادو اُس پر نکرین اور اپنی طاقت سے اُسکو پکڑ لیں اور اُنکی مان ملکہ جاموش فیل تیرے وارڈ اُنکے
 مامون فولاد و اثر درخوار اور گزراہ مار زبان جادو ایسے زبردست ہیں کہ ایک مرتبہ شہنشاہ سے
 کچھ رنج ہو گیا تھا اور شہنشاہ نے ابریق کوہ شفا و سرمایہ برف اتنا زور باغبان قدرت و صنعت سحر
 اپنے چارون وزیروں کو بارہ لاکھ سپاہ سا حراں زبردست سے اُس پر بھیجا کہ جا کر بطور چشم نمائی اُنکو پکڑ
 لائیں اور صاحبزادے اُن دنوں میں بہت صغیر سن تھے لیکن پھر بھی فولاد و اثر درخوار نے ابریق
 کو اور گزراہ زبان نے سرمایہ کو پاڑ لیا اور جاموش نے اپنی سرحد میں کسی طرح فوج کو نہ آنے دیا
 چالیس کوس پر اپنی سرحد سے آگے آکر صنعت کو گرفتار کیا باغبان قدرت وزیر دانشمند تھا اُسے
 بعدد الحاح مصالح کر کے کوچ کیا اور شہنشاہ سے آکر حقیقت کی بادشاہ تے ہزار طرح چاہا کہ اُنکو گرفتار
 کروں ممکن نہوا آخر حیرت جادو کو بھیجا کہ اُسکے سب عزیز دار تھے اُسے آکر آسمین صفائی کرا لی اور
 وزیر دن کو چھڑایا پھر کبھی بادشاہ طلسم نے اُنکی جاگیر میں حوصلہ کی ہشتی کرنے کا نہیں کیا برق نے جب
 یہ ماجرا سب اس جمدار کے زبانی خوب دریافت کر لیا اپنے دل سے کہا کہ امی برق خوب اگر ہو پنی
 اب جلد اسکی تدبیر کرنا چاہیے ورنہ خدا اے تعالیٰ اس ظالم کے شر سے ہمارے لشکر کو بچائے بڑی
 مصرت ہو پنی گئے دل سے تو یہ کہا اور اس جمدار سے پھر نجابل کر کے کہا کہ میرا صاحب آپ نے جو یہ
 فرمایا یہ سب سچ ہی مگر وہ جادو محمودی اور ڈبہ خاک کا کوئی دوسرا وہ یہ کہ ہوگا جمدار نے یہ سنکر ایک
 قہقہہ مارا اور ایک دھول اُسکے سر پر لگائی اُسے سر چڑھایا کہ ہاتھ خالی گیا اور اُسے کہا گسیان خفا
 نہوا چھاتین سو روپیہ کی مالیت سہی اُننے کہا اب جاواہی کہیں کا ابے وہ لاکھوں روپیہ کا مال کر
 بلکہ لاکھوں خرچ کیے سے بھی نہیں ملتا ایسی چیزیں کروں کو بھی دستیاب نہیں ہوتیں تو سو دوسو
 بے پھر تاہر سلطانیت اُس پر سے قربان کی تعین تو اپنی بھیڑیوں کی قیمت سمجھا کہ سو دوسو کتا، ہر

تیرے نزدیک سو روپیہ بہت ہوئے برق نے کہا میان جی تم سچ کہتے ہو میں بارہ روپیہ کا
ہوں ایک بھیڑ روز گوہانے سے لا کر میان ادھر ادھر بچتا ہوں جو کسی سخی کا سامنا ہو گیا تو دن
بھر میں چار پیسے نفع ہو گئے جمع مالک کو پہنچا دی نفع اپنے جو رولڑکوں میں صرف کیا اسی طرح
پیٹ پالتا ہوں میں سُسر کیا جانوں کہ ہزار روپیہ کیسے ہوتے ہیں جمہدار نے کہا چل آج تیری بھیڑ
ہم نفع سے بکوا دین برق نے کہا اس سے کیا بہتر اگر نفع ملجائے گا تو آپکو دعا و زکا نہیں تو آج میرا
ارادہ ہی کہ اسکو گھر بجا کر ذبح کر دوں گوشت الگ سر پی پائے الگ کھال علیحدہ کلیجی چونی علیحدہ اوٹھری
چھپچھپے وغیرہ الگ بیکر بہت سانس اٹھاؤں اُسے کہا تو بھر قصاب ہر اُسے جواب دیا نہیں صاحب
میں تو چرواہا ہوں لیکن کیا کروں پیٹ کے لیے قصائی پنا بھی کروں گا اُسے کہا اچھا لے اب بھیڑ کو
اٹھا ہمارے ساتھ چل داروغہ باورچینا نے کہا ہاتھ بکوا دین برق نے اُسوقت اُس جمہدار کے ہاتھوں
چھوئے کہا واو میان کیا بات ہی چلو جلدی اور میان اس روز گارہن اب کچھ نہیں ملتا داروغہ
اور جو کچھ چاہیں مجھے کام لین نوکر رکھ لین تو میں رہوں نہیں روز مجھی سے بھیڑ بکری منگایا کریں
لا دیا کر دن کا جمہدار نے کہا اس بھیڑ کی قیمت بتا اُسے کہا ڈیڑھ روپیہ جمہدار نے کہا نہیں ایک
روپیہ گھر اکھرا ہم تجکو دلادینگے دستوری سے بھی کچھ مطلب نہیں اُسے کہا نہیں صاحب مجھے
نقصان ہوگا میرے جو رولڑکے آج آپاس کر نیکی میں سرکار کے باورچینا نہ میں نہ بیچوں گا اُسے
کہا ابے دہانتک چل تو سہی کچھ نقصان نہوگا نہ جو رولڑکے قاذو کر نیکی تو داروغہ کے دو چار کام دینا
وہ تجھے کھانا بہت سا دو چار آدمی کی خوراک دینگے برق نے کہا اچھا چلیے جو آپ کہتے ہیں وہ
ہی سہی غرض جمہدار اسکو لیکر مع بھیڑ کے باورچینا نے کی طرف آیا برق نے دیکھا دوڑ تک قناتین
کچھی ہیں دیگین گولوں پر چڑھ ہی ہیں باورچی صافیان ہاتھوں میں لپٹے ڈیگولن کانک ڈوڑے
سے نکال کر چکر رہے ہیں ایک طرف تخت بچھے ہیں اُسپر ترکاری پھل رہی ہی صافیون کو بکڑے
چاؤ لون کو پسپو دیتے ہیں پلاؤ کے بعض دیگین دم پر لگی ہیں کھیر گھٹ رہی ہی گرم سالہ پتا ہی
ہاؤن دستہ میں ہلدی وغیرہ گٹ رہی ہی وہی پیلیون میں رکھا ہی ایک طرف اُسی حصار میں
ایک خیمہ چھوٹا سا تادہ ہر وہاں فرش بچھا ہی درخیمہ پر کرسی کچی ہی داروغہ باورچینا نہ بیٹھا ہی سائے
اُسکے پڑیاں لونگ الاچی زعفران مشک وغیرہ کی بانگی کے لیے رکھی ہیں خان ایک طرف چنی ہیں

ظروف طلائی تقریسی مسی چینی وغیرہ کے دھوئے جاتے ہیں طاس بڑے بڑے اور لکڑی پائنتی
لہر زکھی ہیں وہ سامان ہر کہ ابیات

کافی وان زیری کو محصول نہو کر مان کا	حاصل ہند سے پورا نہ پڑے اُسین نمک
چرخ و کسار کو مصرت سے ہر دہشت داک	آپ کو ناکے مشابہ بہ پیاز و اد رک

غرض وہ مجھ دار برق کو سامنے داروغہ کے لایا اور کہا داروغہ صاحب یہ بیت محتاج ہی اگر آپ
راتب کے لیے بیٹھ بکری جو سنگا یا کرین یہ لادیا کر گیا یہ بیچارہ غریب بہت ہی یہ بیٹھ جولا یا ہر دیکھنے
بہت فریب ہی مگر ایک رو بہ کو اس سے ٹھہری ہی سرکار میں لگا دیکھے تو لے لیجے در نہ ہم سب ملکر
لے لین اور اسے دام دیدین جھبانت کر لینگے اور آج تو رکھا کھانگے داروغہ نے ایک وسیہ برق کے حوالہ کیا اور بیٹھ کر
کے باورچی کو بے کیا اور برق سے کہا کہ ابے جا بیگا یا ٹھہر گیا اُسے کہا خداوند آگے سامری سلامت
رکھیں میرے پیٹ کی خبر یہ جا بیگا میں روز آیا کرونگا اور بیٹھ لادیا کرونگا آج بھی مجھے جمعہ دار نے
بھروسہ دیا تھا کہ تجھے کھانا ملے جا بیگا داروغہ نے کہا اگر تو پہر جا کر گھڑی ٹھہر نہیں بہت سا کھانا تجھے دلاؤں
برق نے کہا مالک میرے میں بیٹھا ہوں کہاں جاؤنگا یہ کہہ کر برق ایک کنارے جا کر بیٹھ گیا اور
چادر کو اوڑھ کر دیک کر بیٹھا جمین یہ معلوم ہو کہ بہت ہی غریب ہی گھڑی بھر کے بعد ایک خاصہ پرنے
کہا ابے او مزدور ذرا چلم پر آگ رکھ دے برق نے کہا بہت خوب اور چلم لیکر باورچی خانہ میں جو گیا
تو آنکھ پچا کر دو چار دیگن میں اُسے بیوشی ملا دی دم بھر کے بعد ایک باورچی نے کہا ابے او بیٹھ دالے
ذرا بلاؤ کی دیگ کے نیچے آہستہ آہستہ آنچ کر اور وہیں بیٹھا رہ برق یہ سکر دمان جا بیٹھا اور دمان
قریب قریب جھٹنے کھانے اور سالن تھے سب میں بیوشی کو ملتا رہا اُسین وہ داروغہ آکر گویا ہوا کہ
ابے بھیر دالے تو کھانا نہیں میں خاصہ نکلوا کر حضور کو کھلواؤں تو تجھے کھانا دون اور باورچیوں سے
کہا کہ جلد نکال کر چٹاک اور بانگی ہر ایک کھانے کی مجھے لاکر چکھاؤ باورچی اور خاصہ پرون نے چٹاک کے
خوان لگائے اور وہ کھانا لہجائے کو برق کے سوا اور کون تھا ہی مزدور سامنے موجود تھا اسی کو دیا کہ
داروغہ کو دے آ برق جو وہ خوان لیکر چلا راہ میں اس بسکو خوب بیوشی آمیز کر کے اُس غیمہ میں آیا
کہ جمین داروغہ رہتا تھا چانچ وہ اس وقت اپنی پلنگری پر بیٹھا ہوا گڑی گڑی پل رہا تھا کہ اُسے
وہ خوان سامنے رکھا داروغہ نے کہا ابے بیٹھ دالے ٹھہر تو آدمی کام کا معلوم ہوتا ہی آج تو نے بڑی

محنت کی ہر اب میں یہ چٹک چمک لون تو سرکار کو کھانا کھلا آؤں پھر بھگو ہتھوڑا کھانا دوں گا کہ تو لیجا بیگیا
 اچھا بیٹھ جا برق سلام کر کے بیٹھا اور داروغہ نے خوان کھو لکھنا تھوڑا سا کھایا اور اٹھا اب چکر خاصہ کے
 خوان ہمراہ لیکر جاؤں پس جیسے ہی دو چار قدم چلتا تھا کہ چرخ کھا کر بارق نے تنہائی پا کر اُسکو اٹھایا اور خوب
 سا بیہوش کر کے پلنگ کے نیچے درمی میں لپیٹ کر چھپا دیا اور ہکا پیرہن لپکاپ پینا اور اُسی کی
 ایسی صورت بنکر پکڑی باندھ کر باہر آیا باورچی وغیرہ خوان کھانے کے نکال چکے تھے بکوا کر دیکھا
 اور جو جو طریقہ درستی کا باقی رہ گیا تھا اُسکو آپ درست کیا پھر مکرور کرتے ہیں بیہوشی ملا تا گیا
 غرض وہ کھانا مزدوروں سے اٹھوا کر بارگاہ شاہی میں لایا مزدوروں کو نصرت کر کے صحنی میں
 خوان کھو لکر دسترخوان بچایا لیکن سامنے سریر غرت پر ایک نوجوان مہیب فیلتن بہر سوار کوٹھی
 دیکھا کہ پندرہ برس کا سن ہی جوانی کے دن ہیں کانوں میں سونے کے کنڈل پڑے ہیں سپا
 گلے سے اُسکے پیٹے ہیں ہر بن موسے اُسکے شعلہ آتش نکلتے ہیں اور دونوں ماموں اُسکے بڑے
 خوشخوار نظر آتے ہیں دل ترک فلک بھی دہلاتے ہیں جھیت اُنسے پناہ مانگے ڈپٹ مے اُنکے
 شیطان بھاگے بسان دیو قوی ہیکل و بد صورت مہیب شکل بڑے قوی بال بال سر پر فلیتہ
 فلیتہ پیٹے ہوئے دھاسن ناگن سانپ کوڑیا لے کائے سرخ چھپائے گلے سے لپٹے ہوئے مندرے
 جواہر کے کانوں میں پڑے کھو سیندور کے لگائے نگین لال لال و طاس خوں کے لبریز یاگ کے نقول
 کے طرح دکھتی ہوئیں کان ہرک سے چنگاریاں اڑتی ہوئیں ساری باندھ کر تپنے جھولیاں کھاؤ
 کی کندھون پر ڈالے آرد بنولے رانی سرخون مٹکی آگ دھتورے و دھامر دے کی تپی اُنہیں بھری
 پتھری لگیاں باندھ بیٹھے باہن کر رہے ہیں اور گرد اُنکے سلٹھ ستر ساحر جلیل القدر اُنکے عزیز
 یگانے بڑے بڑے زبردست خوشخوار صورتیں بناے حاضر ہیں اور شہت بارگاہ پر ایک چھوٹی سے
 بارہ درمی محل کی نر اسیں کچھ زبڈیاں جادو گر یاں چلنیں ڈالے بیٹھی ہیں اُنکے بیچ میں مان اُنکے
 جاموش قبل نور بھی ہر العیاذ باللہ عجب فکل اس لگانہ کی ہی کہ مادر و بہر بھی جس سے خوف کھاتی ہی
 اگیا بیتا لون کو بگاتی ہی ٹریلون کو اردلی میں دوڑاتی ہی یہ شکل اُسکی ہر ابیات

نہایت اک کینز کینہ عص
 جہان گرم سخن ہوتی تھی وہ زال

کہ دلکش نظم ہی جسکی ہر اک نثر
 تھے دواں دلا ر محنت لکھا مال

ضعیفی سے کروں اُسکی مین کیا بات	کر جسے کی تھی بڑھیا آکر کے ماست
جھکا تھا بسکہ پیری سے وہ تامت	تھی سر پر تھو کروں سے نت قیامت
غرض اس دُول پر یہ کاروانی	تھی گویا مادر گیتی کی نانی
اور سا جو کم اور کے دونوں مامون بیان اثر در دمان	خونخوار دل آزار تھے نقشہ انگے شکار تھے کہ قسط
وہ تھی افسروں مین ماگر کبر سخت	تو انا قوی ہیکل و تیرہ بخت
شجاعت مین نامی گرامی شہیر	تو مند مانند پیل شیر
سیر و ستمگار و پر مکر و کید	کرین سحر سے اپنے رستم کو قید

برق انکی صورتین دیکھ کر ڈسا مار نظر بفضل خلاق بجز و بر کر کے دسترخوان بچھا کر سامنے مہیب کے آیا اور عرض رسا ہوا کہ حضور خاصہ تیار ہو اُسے حکم دیا کہ پہلے امان جان کو اندر رکھنا بھیج دو برق نے سونے چاندی کے تھا لون مین کی قدر رکھنا ناکا لکر اندر چلمنوں کے دیا وہاں بھی دسترخوان بچھا اور مہیب اپنے مامودن اور عزیز ذن سمیت دسترخوان پر آکر بیٹھا سب نے کھانا شروع کیا برق نے تھوڑا کھانا لیکر خواص و خدمتگار جو کھڑے تھے انکو اشاریہ الگ بلکرو دیا اور کہا یارو ہم تمہارے دوست ہیں جلد ایک ایک نوالا کھا کر پانی تو پوچھ کر تقسیم ہو گا کھانا اُسوقت ملیگا اُسکو بڑی دیر ہو جناب کچھ ڈھارس تو ہو جائیگی وہ سب خوش ہو گئے اور سلامت رہیں سلامت رہیں کہہ کر کا بیان پلاؤ وغیرہ کی لیکر کونے مین بیٹھ کر کھانے لگے اتنے عرصہ مین اندر باہر سب جگہ بیہوشی کا اثر ظاہر ہوا اور ادنیٰ واسطے زن و مرد جو سرگوبہ سے گھر آکر اٹھا زمین پر گرا اور بیہوش ہوا خدمتگار وغیرہ بھی جھومنے لگے بعض پکارے یار و قیامت آئی یہ کہہ کر گرنے لگے آخر سب بیہوش ہو گئے کھانے نے گویا انکو کھایا سب خوان و دسترخوان نے یہ سنا یا کہ اب کھانا نکلے نصیب ہو گا نور فلک سے بس یہی روٹی آخری تھی اب عوض شیرینی کے تلخی مرگ کا مزا چکھو اور طعمہ شمشیر دشمن بنو اب تمہارے ہڈیاں زمین کھا لیگی گور مین خاک سے بھوک جائیگی دہن گور مدت سے تمہارا بھوکا تھا ایسے تمہارے واسطے کھلا تھا روزگار غدار تمہارے لیے بھوکا تھا جو پال پال تمہارے ہی جان کا کال ہو گیا مادر و بدوہ ڈائن ہو کر اب تمہارے ہی کلیجہ کھا لیگی ہڈیاں

آن پر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک | خاکش چنان بخورد کز دستخوان نماند

حاصل مرام جب وہ سب سحران نام کام کھانا زہر مار کر کے بیہوش ہوئے اور قضا نے ان پر مقتضائے
 کرنا چاہا اپنا مہکا پن ظاہر کیا ہر قہقہے دروازہ بارگاہ برآ کر دیکھا کہ اندر باہر سب بیہوش ہیں
 کیر دروازہ میں لگایا اور اپنے میب اور اس کے مامون وغیرہ کے جیبوں کو ٹٹول کر وہ ڈبہ خاک
 جیشہ کی کا جبکہ بران جمعہ راستے ساتھ ڈھونڈ کر لے لیا اور اندر بارہ درمی نخل کے حباب کر
 جاموش کے سر پر وہ چادر چھوئی کی کہ وہ قہقہہ اسکو ہرقت اوڑھے رہتی تھی اتار کر آپ اوڑھی اور
 خنجر کھینچ کر قتل کا لگا دیا پہلے سب سے جاموش کا سر جہا کیا پھر باہر آکر میب اور اس کے مامون
 کا سر کاٹا خنجر بران ہر قہقہے دشمنوں کا لہو جانا غل و شور و تاریکی ہو گئی صدمہ ابا سے میب آئے
 لگین سلین برن کی گرنے لیکن آشباری شروع ہوئی سر رونے لگے اندھیان وہ سیاہ آئین کی زبان
 سیاہ ہو گیا یقین تھا کہ آسمان پھٹ پڑیگا ایسی میب آوازیں آتی تھیں کہ اشعار

اٹلتا ہر گردن کو اب تخت ظلم
 نفاق اب پڑے گھر میں کفار کے
 قیامت کا برپا ہوا اب گہر و دار
 جہان میں نہ تھی کافرون کو پناہ
 ملک دیو و حور و پری انس و جان
 خروشان ہیں وہ اندھرا کھنڈر
 نہایت سے تھی کاپتی وان زمین
 اجل کو بھی آنا ہی مکرو و غسل
 وہاں کھینچ لاتی ہی اسکو دغا
 خود آئے اجل گاہ پر ناشیب
 وہ سوتے تھے سر پر کھڑی تھی قضا

پہنچ جلدی و اثر گون بخت ظلم
 مہیا کر اسباب ادبار سے کے
 جب امر سرور ارنی حصار
 چھوٹا خیمہ و شکر و بارگاہ
 بہائم و وحوش و حیور بہسان
 جہان میں جہان پر ہی جنگامفر
 کف ترش کی مسیح بالیقین
 نہیں اس سے چلتی فریب و جدل
 لکھی جکی ہوتی ہی جس جا قف
 غضب سحر و ن کو دیا ہی فریب
 بجا کچھ بھی غفلت کی ہی انتہا

ہر قہقہے مثل شیر کر سہم کے پھر خنجر بران کو بیخ ظلم کی طع ر و ان کیا اور جلد جلد بہت سے سحران
 عدار کے سر کاٹ ڈالے لاشہ کیر و تار لاشہ سحر بیکرا ہو کر جانب بارگاہ شاہی دوڑے

یہاں اگر ہنگامہ قیامت زاہر پادیکھا بعض نے کہا شاید مامون بھانجے میں فساد ہوا اندر
 سحر کی لڑائی ہو رہی ہے بعض نے کہا نہیں افسر اسباب سے کچھ بگڑ گئی شاید وہ خود آکر اندر
 لڑ رہا ہے بعض نے کہا کو کب آگیا ہے غرض لوگوں نے کہا اندر تو چلو بہت سے ساحر گویا ہوئے
 ہمارے یاں کی یہ لڑائی نہیں ہم نجائینگے بعض جو وہاں سے پلٹے انھوں نے رسالوں پلٹنوں میں
 خبر دی کہ ارے میان بڑی آفت آئی ہے سوائے بھاگنے کے کچھ چارہ نہیں ہے یہ جو لوگوں نے سنا
 گھبر کر رہے اور لائے بازار میں بند ہونے لگے بد معاشان لشکر نے کہ جو ہمیشہ مفلس رہتے تھے
 قابو پا کر ٹوٹنا شروع کیا کہیں اب تلوار چلی اگر کسی جا شور و شیون کی صدا بلند ہوئی ایسا بھگدڑ
 پڑی مال اسباب چھوٹ گیا کوہ و صحرائیں ساحر بغیر لڑے بھڑے بھاگے اور جو شخص جوان
 بہادر تھے وہ اندر بارگاہ کے سرانچہ پہاڑ گرد آئے ایک شخص کو دیکھا کہ بجلی کی طرح چمک رہا ہے
 خنجر خونچکان اُسکے ہاتھ پر چڑھا ہے اور دریا سے خون بارگاہ میں بہ رہا ہے فرش تمام لہو میں ڈوبا ہے
 تماشا سے رقص لسل بارگاہ میں ہو رہا ہے کہیں لاشیں پڑی ہیں لسل پھڑکتے ہیں ہاتھ پاتوں کو
 پٹکتے ہیں بعض آٹنا کھڑے ہو رہے ہیں کار سے ظلم و ساد پانی دے کوئی چکیاں لیتا ہے
 کوئی دم توڑ رہا ہے یہ حال دیکھ کر ان ساحروں نے برق کو لٹکا کر اکباش اور ظلم و ظلم کوئی
 تو کہ جس نے یہ آفت برپا کی ہے برق تو جانتا تھا کہ عجیب سحر اثر نہ کرے گا اُنکے لٹکانے کو کچھ خیال میں نہ لایا
 اور سر کاٹے گیا یہ جھپٹ جھپٹ کر قریب اُسکے آئے اسوقت برق نے خنجر پکڑ کر اُن پر بھی حملہ کیا
 انھوں نے سحر پڑھ کر بچو کا کچھ اثر نہ ہوا اور برق عیار بھی بجلی کی طرح چمکنے لگا کسی کو اپنے قریب
 نہ آنے دیتا تھا اور کندھے پر چڑھ کر خنجر سے دو دو چار چار کے سر جھاکر تا تھا کبھی لوٹ مار کر لاشیں
 کاٹتا تھا انکے مرنے سے بیرون کے شور کا ہنگامہ بڑھتا جاتا تھا اور ان ساحروں کا کچھ بس نہ چلتا تھا
 آخر وہ سب ایکجا تنفق ہو کر بلود کر کے برق کے پکڑ لینے کی نگرین ہوئے برق بھی تمام سرداران
 بارگاہ کے سر کاٹ چکا تھا اسلئے لشکر میں لڑنا بے فائدہ سمجھ کر و بفرار لایا اسوقت اندھیوں
 کے تاریکی بہت تھی ساحروں نے مشعلوں سے سحر جلائی اور لینا لینا پکڑنا جانے نہ دینا کہتے
 ہوئے چلے باز و بندوق سے دھجڑہ سحر کے جوازوں پر وار ہو کر بعض نے تعجب کیا اور بعض نے
 زمین پر دوپٹہ مار کر کہا کہ اے زمین طلسم سب فیصلہ کن کا قاتل جانے پائے اسکے پاؤں پکڑ لینا چاہیے

تدینا ہر چند ان سب نے بیرون کو یاد کیا غضب کا سحر ڈھکا مگر اس جادو کے باعث اثر پذیر نہوا بلکہ انکا سوا انھیں پر لپٹ کر آیا اس عرصہ میں سارا لشکر تہ و بالا ہو گیا لشکر ایک طرف بازاری ایک سمت سب بھاگ نکلے جو کوئی کچھ بولتا تھا کہ یہاں کیا ہو ا کوئی کہتا ہوا کہ بھائی بڑا غضب ہو اب مارے گئے کوئی کہتا ہوا ارے میان عمر آگیا کو گپ آگیا کوئی یہ کہتا ہوا کہ ہاے میرا بھائی مارا گیا کوئی بیٹے کو بیٹا اس طرح گریہ کنان کو وہ دشت کی طرف روانہ تھے اور ہزاروں بے سمجھے بوجھے افسوس میں لڑے تھے اور بہت سے ساحران زبردست تعقب برق میں جانب بارگاہ حیرت روانہ تھے اور برق بھی اسی جانب بھاگا ہوا آتا تھا کہ چل کر آج حیرت یا افراسیاب کو مار ڈنگا اور نہیں اگر نیا یا لونگا تو طلسمات میں لکھ کر فعی سحر وغیرہ کو مار کر برائے کو چھڑاؤ گا فی الجملہ اسی ہیئت سے یہ قریب بارگاہ حیرت بدسیرت پہنچا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر کہیں کاویل یا مختار یادار وغیرہ لباس معقول پہنے مگر خون میں ڈوبا ہوا خنجر سے خون کے ٹپکتا ہوا کنیوں سے اہوتا ہوا آنکھیں سرخ بارگاہ کی طرف جاتا ہوا اور اس کے پیچھے مجمع ساحر و نگا کر بیان چاک سر پر خاک لینا لینا کہتا ہوا آتا ہی تمام لشکر ہی گھبرائے اور اس ہیئت سے برق کو دیکھ کر کسی نے پچا نا نہیں بخش نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحر کسی لشکر کا افسر ہے اور بہادر ہے لشکر والے اسکے ماتحت اس سے بگڑ گئے ہیں یہ بھی خوب لڑا ہے اب اپنی ابر و بجا کر ملکہ حیرت کے پاس پناہ میں آیا ہے بعض نے کہا شاید کسی خاندان میں فساد ہوا کہ یہ بیچارہ اکیلے لڑ بھڑ کر آپ بھاگ کر شہنشاہ پاس آیا ہے یہ سب اسکے مدعی اسکے پیچھے آتے ہیں غرض ایسا کچھ سمجھ کر برق سے تونہ بولے وہ جو ساحر پیچھے آتے تھے انکے سدا رہ ہوئے اور کہا ایسا مناسب نہیں کہ اکیلے کی تم جان لے لو کیا تمہیں حکم ہوا انھوں نے کہا اری میان یہ قاتل ہے ہمارے افسر کو اسنے مارا ہے انھوں نے کہا آخر یہ کون ہے کیا ہم نہیں جانتے انھوں نے کہا اچھا تھو دم دریافت کیے دیتے ہیں یہ کمکر بارگاہ حیرت کی طرف متوجہ ہوئے اس عرصہ میں برق قریب بارگاہ یا قوت پہنچا یہاں رہ وقت ہی کہ ضرغام درخت سے باہر بارگاہ کے بندھا کھڑا ہے اور حیرت گولا سحر کا لیے قتل کیا چاہتی ہے اور از بسکہ غلغلہ قتل ضرغام جو بلند ہوا تھا تو ملکہ صورت نگار و مصو شہاب جادو گیسو بن شہاب شاہد زرین تبا وغیرہ ساحران نامی کئی سومقر میں و ملازان افراسیاب سیر کینے کو حیرت کے پاس آگئے ہیں اور ضرغام رجوع قلب سے دعا کر رہا ہے کہ اری کس بکسان

واسرست داوند کون ہو مکان مجھ کو شر سے اس ظالم کے نجات دے کہ ایات

الٹی میر سے حال پر جسم کر	میری بکیسی پر ذرا کر نظر
لے قتل ہونے سے مجھ کو نجات	مدد کر میری حقائق کا اثبات

حیرت اُس کو قتل ہی کیا جاتی تھی کہ یکایک شور لینا پکڑنا کا جو کان میں اُس کے پہنچا ٹھہر گئی اور عظیم
دیکھنے لگے اس اثنا میں برق قریب حیرت پہنچا اور اُس نے اُس کو لٹکا کر اری قحبہ حیرت اگر ایک
رویان بھی میرے بھائی خضر غام کا سیلا ہو گیا تو آج میں تیری ناک کاٹ کر بڑی خواری سے بچنے
ہلاک کر دے گا اور یہ جواتنے ساحر تیرے ملازم حرام زادے کھڑے ہیں اُن سے کہ تو کہ اب تو بہلا مجھ کو کئی
سحر کرین اری او شقل سنھل جا کہ میں آپو چا حیرت یہ نعرہ شکر پائس سے خضر غام کے ہٹی اور سا حُرَن
سے کہا لینا اس موٹے کو ساحر چلے برق پر مار بٹیل برق جہندہ اُن کے بیچ میں جا ہی تو بڑا اُنھوں نے
سحر کیے اسپر کچھ اثر نہوا اور اُس نے خنجر مارنا شروع کئے بت سے گھر اکڑ گئے بعض زمین میں سما گئے حیرت
تو جانتی ہی کہ عیار غضب کے ہیں یہ بھی اُرگئی برق نے جلد چادر کا کونا اُس رس سے جو خضر غام
کے بندھی تھی مس کر دیار سن سحر تھی نور اُجل گئی اور خضر غام رہا ہوا برق نے کہا بھائی اب تم
نکل جاؤ حیرت کا سر کاٹ کر آتا ہوں یا اپنی جان دوزخ کا خضر غام نے کہا کبھی مجھ سے یہ نہو گا کہ میں
اپنی جان بچا کر نکلاؤں اور تم کو اس بلا میں چھوڑ دوں یہ لکھ اُس نے بھی خنجر کھینچا اس عرصہ میں وہ
ساحر لشکری جو اس ماجرے کو دریافت کرنے آئے تھے اُنھوں نے اب اُس کو باغی جان کر اپنا
اپنا سحر کرنا شروع کیا اور جو ساحر کہ زمین میں سما گئے تھے وہ بھی نکلے اب کسی نے نارنج اور کسی نے
گولا سحر کا اور ہا فلفل اور پیکان وغیرہ برق پر مارے برق نے خنجر پکڑ کر اپنر حملہ کیا اُن کا سحر تو
اسپر اثر نہ پیر نہوا اور اُس نے دو چار کو مار کر یا بیان بھی غلغلہ قیامت چیز برپا ہوا اور حیرت نے
لشکر میں اپنے آکر حکم دیا چو مشعلین اور رن متابین روشن ہوئیں اور فوج میں نصیر سحر چھنکی ساحر
تیار ہو کر چلے آفریاب پلنگ پر لٹا ہوا منتظر حیرت تھا کہ یکایک غوغا سے سپاہ اُس نے سُنا
اور گھبرا کر اُٹھا سمجھا کہ شاید بروقت قتل خضر غام مہ رخ فوج لیکر آگئی ہر پس غضب تمام تر یہ بھی
چلاکتا ہوا کہ اُسے پایاں خود آج سب باغیوں کا نام صفحہ ہستی سے بسان حرف غلط سدا دوزخ کا
لاشون کو بے گور و کفن خاک میں سلا دوزخ کا اور لشکر جو تیار ہوا تھا وہ برق پر آکر اور نہر ہڑا

گولاس کا اسپر پڑنے لگا اور بارہونکے گچھوئیونکی بوجھار کی طرح پڑتے تھے سحر کے تیر نکاح منہ برستا تھا
تلواریں سحر کی بجلی بننے لگیں تھیں چشم ترک دہرین آشوب اُتر آیا تھا سطح بادل لال لال جادو کا
گھڑ آیا اور برنگ دیدہ رمدیدہ منہ کا ڈہلکا لگا تھا ایک ایک بوند اس منہ کے بسان ترکہ حار تھے
دل و جگر کو ارض دہر کے جلاتی تھی فلک نے خوب بخارات اپنے دیکے فاسد نکالے تھے اجڑے
روزگار میں اخلاط فاسد آگئے تھے حرارت آتش سحرستولی تھی مگر ساری حکمت حکمایان شفا غایہ ساری
دنیائے انسان مطب جادوگری و افسون پردازی بیکار تھی ہر ایک دق تھا کوئی علاج برق کا
ہو سکتا تھا اور وڈشل ملک الموت جان اُن کا فروں کی لیتا تھا جب اُسے دیکھا کہ اب فوج کا بڑا بلوہ
اُس وقت دُہ سے تھوڑی جاک نکال کر فوج کے درمیان میں اُسے اڑادی گویا خاک ہستی عدو برباد
کی بس خاک کے لشکر میں اُڑنے سے تمام لشکریوں پر مع حیرت و مصو را اور جو جو انہیں تھے
سب پر بیوشی چھائی اور بیوشش ہو کر گرے پھر تو یہ حال ہوا کہ ثمنومی

ہوا اسپر اُنکے وہ گرم منہ رام
کئے سب نعیمون کے سر ایک ساتھ
ہوے پر نہ سونے سے وہ گبریسر
وہ تھے خواب و خرگوش میں بدحواس
وہ مدہوش تھے کروٹیں تکٹ لین
چلا یہ وہاں سے بس حیرت کے پاس

زمین میان سے یکے خونی حسام
جڑ تیغ کا آن واحد میں ہاتھ
ہر اک کے جو بالین پہ پہنچنا دلیر
رکھے رکھے اسلحہ سر کے پاس
نہ چونکی وہ گردن پہ تیغیں چسپین
ہوے جب وہ فی النار تھے ہر اس

حضر غام ایک طرف فوج کرتا آتا تھا اور برق ایک طرف سر کاٹ رہا تھا دھیر لاشوں کا لگا دیا تھا
ترک فلک کو بچم و ہر اس طاری تھا فلک کی عقل چرخ میں تھی جھکا ہوا انکے قتل کا تماشا دیکھ رہا تھا
کبھی کتا متا چپکے سر جھکائے رہو اس سے سرکشی نہ جتا و ایسا نہوا ایک ہاتھ یہ ادھر بھی چھوڑ دے
آج تو قیامت اُسے کردی ہی اپنی جان پر بنی ہی غرض قتل کرتا ہوا برق حیرت کے پاس
پہونچا اور خنجر اسپر مارا پنجہ نے پیدا ہو کر خنجر مگر لپٹا اُسے ایک چٹکی خاک کی پنجہ پر بھی ماری کہ وہ
جلگیا پھر اُسے خنجر اُس پنجہ پر مارا قیامت ایک شیر زمین سے نکلا اور ڈکارا کہ اُسکے ڈکارنے سے
شعلہ منہ سے نکلے اور اسپر آئے اُسے اسپر بھی ایک چٹکی خاک کی پینکی کر وہ بھی جلگیا اب اُسے خنجر کا

رگڑا گئے پر حیرت کے دیا حیرت کا اُس وقت یہ عالم تھا کہ ماتھے پر پسینا نکلا ہوا دھوپہ دو رپڑا ہوا
 سینہ نکلا ہوا اچھالی پر مٹکھکی پڑی چمکی تھی زلف رخسار پر لہرا رہی تھی قاتل سینہ پر سوار تھا ایسا حسن تھا
 کہ برق بھی فرج کرنے وقت روتا تھا اور رُک رُک کر خنجر پھیرتا تھا کہ شاید یہ مسلمان ہو جائے
 تو کاہیکو اس حسینہ کی جان جائے مصوٰر آفرینش نے کیا تصویر پیشال اسکی موقع دہرین کھینچی تھی واہ
 واہ واکیا صنعت گری ظاہر کی تھی ہی سوچ میں آخر دشمن ایمان سمجھ کر اسنے زور سے خنجر روان کیا
 اور تین مرتبہ رگڑا دیا لیکن ذرا بھی پوست نہ کٹا اور برکا چمڑا کچھل کر رگیات برق سمجھا
 کہ یہ قحبہ بھی روئین تن ہوا اسکے کان کاٹ لیتا چاہیے یہ سمجھ کر اسنے ناک کان وغیرہ پر خنجر روان کیا
 مگر وہ بھی نہ کٹے اُس وقت اُسنے ناچار ہو کر چوٹی اسکی کاٹ لی اور ادھر تو یہ اُسکے سینہ پر سوار ہو کر
 خنجر کی رگڑے پڑے رہا تھا اور مردم بدم زمین سے بتلیان نکلتی تھیں اور کہتی تھیں ہر ہر مارشی شہزادی
 کو مارے ڈالتا ہو کوئی کہتی تھی ارے موئے ظالم ذرا تو اسکے حال پر رحم کر کوئی کہتی ارے ادبیر رحم
 ہوشیار کر کے فرج کر کوئی کہتی تھی ہائے ہائے شہنشاہ افراسیاب سے کوئی نہیں کہتا کہ تمھارے
 جانڈ کو خاک میں ملا دیتا ہر برننا میں جھپٹاے دیتا ہر برق ایک کی جی نہ سنتا تھا آخر اسکی
 چوٹی کاٹ کر او بسبب اسکے کہ یہ شاہزادی طلسم کی ہی تھی وغیرہ مارنے سے بھی نہ مر گئی اور کچھ اسکے
 تنل کی تدبیر اُسنے لئی اور پرتل مصوٰر وغیرہ چلا اس عرصہ میں ضرغام ساٹھ شتر سحران نامی کو
 قتل کر چکا تھا اور ابرق وزیر کی چھاتی پڑا کر چڑھا تھا چاہتا تھا کہ خنجر مارے ناگاہ آواز گڑ گڑا ہٹ
 کی ہی اُسکے پاس تو کوئی چیز بچاؤ کی تھی نہیں اسوجہ سے ابرق کو چھوڑ کر الگ ہوا برق نے کہا
 اے ضرغام اب ابد افراسیاب معلوم ہوتی ہی مناسب ہو کہ تم نکھلاؤ اسے کہا افراسیاب
 کیسا سامری بھی آجائے تو میں تلو اکیلا چھوڑ کر ایسے وقت میں بجاؤں گا یہ کسی رہا تھا کہ نعرہ ہوا
 سنم افراسیاب جادو تمام درخت و ہاں کے جھونے لگے پتلے ہزاروں زمین سے نکل آئے
 پکارے اور دشمن سامری اب کہاں جائیگا خداند سحران آگیا ضرغام توجست کر کے علیحدہ ہوا
 برق مصوٰر کو یا تو فرج کرنے چلا تھا یا ٹھہر گیا دیکھا کہ شاہ جادو ان کی انھیں غصہ سے سرخ تاج سر پر
 کج رکھے ہوئے نگاہ غضب سے گھورتا ہوا زمین پر اتر ابرس جیسے ہی وہ زمین پر اترے اسنے اسکو
 دیکھا خنجر کھینچ کر اُسپر جاہے تو پڑا اور پکارا کہ اوبد فات حرام زادے آج کب چھوڑتا ہوں میں تجھکو

یہ کہلے قریب پہونچا ایک خنجر مارا چار پچے خنجر سے لیٹ گئے اُنے اس جلدی مین چادر کا کونا پنچون پر ڈالا کہ وہ پنچہ غائب ہوئے اسوقت شاہ ساحران نے بڑی غضب کی نگاہ سے اُسکو دیکھا اگر کوئی کسی ساحر پر اُس نگاہ سے دیکھتا تو فوراً ہلاک کر دیتا مگر برق نے کہا ابے کھوتا کیا ہی افسر اسباب حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے آج تو یہ کچھ سحر سیکھ کر آیا ہے غرض شاہ نے اب جو دیکھا ہزار ہا سردار لشکر بیوش پڑے ہیں اور حیرت کی گردن پر درگڑے خنجر کے معلوم دیتے ہیں چوٹی کٹی ہے راین لکھلی ہیں حسرت سینے مین بھری ہے آنکھیں بند نیند مین سحر کے بیوش ہو رہی ہے اور باقی فوج یہ سامان برق کا دیکھ کر کہ یہ سکو قتل کر رہا ہے بھاگ گئی ہے کو سونتک ساٹا معلوم دیتا ہے جیسے کوئی ظالم لشکر کو لوٹ لے گیا ہے نہ پہرا ہے نہ چوکی ہے بازار مین ویران ہو گئی ہیں خیمہ سنان مین سرار پڑے ویران ہیں ہر خیمہ لبان پشت مصیبت زدہ گان پشت خم کیے ہر زمین قناتون کا بلہ منہ پر لیے پر سادے رہی ہے نخل ماتم ہر ایک سنتری ہے قیامت کی گھڑی ہے یہ حال دیکھ کر اُسے چاہا کہ مین اڑ جاؤں اور بازی تازہ بروکار لاؤں لیکن نے برق نے ایک چٹکی خاک کی اُسپر بھی پھینکی کہ یہ بھی بیوش ہو کر گرا برق نے چاہا کہ ہو سکے تو سرخس ہکا کاٹ لون پس خنجر پکڑ کر آگے قریب تر آیا اُسی وقت دوشیرالشین زمین سے کلک کر برق پر حملہ آور ہوئے اُنے خاک اُن ساحرون پر بھی پھینکی کہ وہ غائب ہوئے لیکن ساتھ ہی اُنکے غائب ہونے کے اور دوشیر زمین سے کلک کر دافرا سیاب پھرنے لگے برق سمجھا کہ اب شیرون کے برباد کرنے مین ساری خاک ڈبہ کی صرف ہو جائیگی اور ابھی اس خاک سے بڑے کام لیتا ہے یہ تو شاہ طلسم ہر مارا بنجائیگا پھر بیکار ہی خاک کا صنائع کرنا ہے سمجھ کر پھر متوجہ تقبل ساحران ہوا اس عرصہ مین فوج مصور و صورت نگار تیار ہو کر آگئی برق اُنے لڑنے لگا اتبویہ عالم ہے کہ ہر ایک افسر کی فوج تیار ہو کر آئے لگی بقیہ لشکر حیرت بھی تیار ہو کر آئے لگا اوّل جو آیا تھا وہ بیوش تھا مگر حیرت کا لشکر منزلون تک اُترا ہوا ہے لاکھوں ساحر مین سب نہ آیا تھا باقی اب آنے لگا اور یہ اور غضب ہوا کہ عیار بچیان جو بالادوی کو گئی تھیں لشکر مین آئیں اور یہ ہنگامہ گیر و دار بڑا دیکھ کر خنجر پکڑ کر دوین قریب برق جب آئیں طرفہ ماجرا دیکھا کہ شاہ جادوان اور حیرت وغیرہ مع ایک لشکر کے بیوش پڑے ہیں اور برق دضرغام قتل عام کر رہے ہیں شہنشاہ کے گرد دوشیر براے

حفاظت پھر رہے ہیں صرصر نے یہ حال دیکھا جو فوج کے تازہ دم آئی تھی اس سے کمانڈان سحر کر کے اس
 موے کو تید کروا اُنھوں نے ہزار ہزار سحر کیے مگر برق پرکار گرہوے اور برق نے جو گڑھ
 کر آگے بڑھ آیا سمجھا سپر بھی خاک کو اڑایا کہ وہ بھی بیہوش ہوا یہ ماجرا جو صرصر نے دیکھا کہ اس کیسے
 سحر نہیں اثر کرتا بلکہ یہ تو خود ایسا افسون پڑھتا ہے کہ بسکو بیہوش کر دیتا، پس یہ دیکھ کر خیر چھوٹا چلا
 یات سے عیار بچوں نے اُن دونوں عیاروں کو گھیر لیا برق بھی اسے لڑنے لگا سمجھو نہ
 کی تھسکیاں چلنے لگی آواز جھنکار کی بلند ہوئی کمندین چار طرف سے پڑنے لگیں عیار حبت کر کے
 سائے بھر کر نکلنے لگے بھی بیضہ ہاے بیہوشی پڑتے تھے عیار انکو رد کرتے تھے غلطیں مار کر قریب
 و دور جاتے شنگلین بھرتے ساحر وغیرہ الگ کھڑے یہ ہاتھ دیکھ رہے تھے کہ انھیں

کھلے ایک ہی آب میں زہر قند
 قیامت کے پڑتے تھے ہمت ہاتھ
 برستے تھے یوں جیسے برستے اسارہ
 یہ غالب گھبی تھا گھبی تھا وہ پست
 بہانے تھے چیلے تھے دمو کے جتن

بہم گتھے گئے دونوں وہ زور مند
 لگے نیچے چلنے آفت کے ساتھ
 کمندون کے حلقے وہ حقون کی بار
 غضب تھیں شنگلین وہ آپسی حبت
 دیا رسنے دھوکا کیا اُسے فن

ضرغام اور برق کہتے تھے کہ آسانی آج بغیر تمھارے شہنشاہ کے سر کو کاٹے میں بخانون کا
 اور غزالہ کنداز حبت قریب آجاتی تھی یہ ایسا بیچ باند تھا کہ اُسکے گود میں پونچکر بوسہ اُسکا
 لے لیتا وہ شہر مار کوئے لگتی صرصر منہ پھیر کر مسکراتی اور دل سے کہتی کہ یہ عیار موے کیا حرام آؤ
 ہیں اور یہی کیفیت ضرغام اپنی مشوۃ سے کرتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک شجاعت میں زہرہ مریخ
 سے مقابلہ ہو رہا ہے خنجر کے جھنکار سے بہرام مریخ بھی برج محل سے دانت دکا لے یہ معرکہ دیکھتے
 اور خوف کھاتا تھا کبھی گھبرا کر ہندو سے زحل کو پکارتا کہ بھائی ہوشیار رہنا ذرا آگے پیچھے
 دیکھتے جانا دمو کا کھانا عیار بچوں سے تو یہ معرکہ الکا ہوا تھا مگر اُدھر شاہ جادو ان کی بھی
 ایک تہی سہری رنگ کی کپڑے بھی ارغوانی پہنے تھے پکاری یسہ زمین سے نکلے گل شرفی کی
 طرح زمین سے وہ گل رعنا لگی اور پکاری اُسے منہ پر بادشاہ کے لگائی کر اُسکو ہوش آگیا
 اور اُسے یہ ماجرا دیکھا کہ عیار پچیان برق اور ضرغام عیار سے لڑ رہے ہیں گرد میر سے

ہزار ہا لاش پڑی ہو اور تمام افسران فوج کی فوجیں مسلح و مکمل ہو کر اس جگہ آتی ہیں لیکن کسی کا بس ان عبادان سے نہیں چلتا ہو اور جو آگے بڑھتا ہو عیار اس کو بیہوش کرتا ہی بہت سے گردہ حالت بیہوشی میں ہیں یہ دیکھ کر اس نے بہت جلد باران سحر برسا یا کہ حیرت اور مصور و صورت نگار وغیرہ بیہوش شدگان سابق کو بیہوش کر لیا جب وہ ہوشیار ہو چکے شاہ جادو ان آگے بڑھا اور چکا را کہ انحر صرصر ہر چند کہ تو نے بہت بڑی نمک حلائی کی جو ہوقت آکر اس عیار کو تو نے گھیر لیا اب ہت جا میں اس کو بکڑے لیتا ہوں دیکھوں تو کہ یہ کیسا جادو سیکھ کر آیا ہی عیار پچان انکارے ہو میں اور شاہ طسم نے ایک گولافولادی اپنے جوڑے سے نکال لایا کہ گولابہت بڑا اسکا سحر ہی کہ اس سے کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر جانبر نہ ہو غصہ کہ وہ گولافولادی کے سینہ برق پر مارا لیکن بقدرت سمیع و بصیر وہ چادریسی عمدہ چیز اس عیار کے ہاتھ آئی ہو کہ گولابھی اٹھا شاہ جادو ان کی طرف بھگیا بادشاہ نے جب اپنے سحر کو پلٹتے دیکھا فوراً دشتک دی کہ وہ گولافولادی میں سما گیا اور بادشاہ نے حیران ہو کر خاک و ہان سے اٹھا کر ایک طائر اسکا بنایا اور اس کو بزدور سحر زندہ کر کے پوچھا کہ بیان کر اس عیار پر سحر کیوں نہیں اثر کرتا اس طائر نے جامع حقیقت جاموش و مہیب وغیرہ کی مارے جانے کی بیان کر کے ڈبہ کا خاک کے پانا اور چادر کا سبب بیان کیا یہ حال سن کر بادشاہ کو تاب ضبط باقی نہ ہی غصہ سے تھرانے لگا اور جوش غضب میں آکر ایک گولاسات سو سو بیون کا برق برائے مارا برق جب اسکا بھی کچھ اثر نہ ہوا تیغ پکڑ کر بادشاہ اس پر چھٹا اور قریب پہنچا چاہتا تھا کہ اس پر وار کرے برق نے پھر چٹکی خاک کی اس پر چھٹکی کہ بیہوش ہو کر گرے اور برق نے تھوڑی خاک پھر لشکر بیون پر چھٹکی کہ کچھ لوگ انہیں کے بیہوش ہوئے اُسے پھر قتل کرنا شروع کیا عیار پچیان پھر خنجر و کندین پکڑ کر اگرین اور بکارین کرارے ہوئے آج یہ کیا تیرے جی میں سمائی ہو جو تو ہزاروں کو مارے ڈالتا ہو مارے غضب کیوں آج تو بچھ گیا مردے جو اس میں آتا زور ظلم بھی اچھا نہیں ہوتا آج ہم جانتے ہیں کہ تیری رٹی زور پر ہر لے اب بھی خیر کی بیان سے بھلا ورنہ بادشاہ سا حیران سے بگاڑ کر کوئی جتنا نہیں بچا ہو برق نے کہا اُستانی تم تو مستانی ہو روز روز کا جھگڑا لگا یا کرتی ہو تم لو آج

سر بکف آمادہ مرگ و مہیا سے قضا ہو کر آئے ہیں بہت

آج دان تنغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں	خدریر سے قتل کرنے میں وہ اب لائیکے کیس
---------------------------------------	--

اور اس وقت اُستاد کے سر کی قسم مجھ کو غصہ بہت ہی میل چھپا کرنا تم کو لازم نہیں ایسا نہ کہ میرا ہاتھ ناک کاں پر تمھارے چل جائے پھر مجھ کو الزام نہ دینا کہ آسانی بھی کہتے تھے اور ناک بھی کاٹ لی دوسرے یہ کہ اُستاد میرے مدت ہوئی کہ اجازت دے چکے ہیں کہ جہاں کہیں تم کو صحرے ستائے میرا پاس نہ کرنا وہ بازاروں میں اُچھلتی پھرتی ہو اور لوٹو نہ لوٹو گھیری بھی ہر تم فوراً ناک اُسکی کاٹ لینا میں اُسکوب اپنی خدمت میں نہ لاؤں گا اگر مسلمان وہ ہوگی تو گھوڑوں کا دانہ دلوایا کروں گا یہ کلمات جو صحرے نے سنے کونے لگی کہ ارے مردے غارت گئے وہ تیرا اُستاد موڈی کا مٹا سامری کرے مارا اُسکو از غیبی گولی لگے تیری جو آستانیاں ہوں موے اُنکی ناک چوٹی سامری کرے کاٹی جائے وہ گھوڑوں کا دانہ دلیں یہ کلمہ کہتی ہوئی پھر خنجر زنی میں مصروف ہوئی اور کہتی تھی کہ بڑی شرم کی بات ہے کہ آج یہ عیار ہمارے ہاتھ سے زندہ چکر لکھا میں اور ہمارے مالک کے سامنے ہزاروں ساحر دن کو فوج کر ڈالیں اور ہمے کچھ نہو سکے ہم تو اس علم میں نئے دکھانیکے قابل نہ ہینگے اور ضرور ہلوگ کہینگے کہ عیاروں سے عیار بچیاں بھنی ہوئی ہیں جب تو اُنکے ساتھ طرح دیکھیں پس ہم نے بھی ادارہ مشہور تھے تو ہو جائینگے غرض خوب آپس لڑائی ہونا آغاز ہوئی اور تو اُن عیار بچیوں نے ان دونوں کو گھیرا اور اُدھر یہ آفت ہوئی کہ مصوٰر وغیرہ جو ہوشیار ہو اُنھوں نے افسرانِ فتنہ کو لکھارا کہ کیا کھڑے نئے دیکھتے ہو اگر سحر نہیں کارگر ہوتا ہے تو اور دور کے حربہ اپن کر کے گرفتار کر لو فوج نے بھی یورش کیا اس وقت برق نے قسم دی کہ اگر ضرغام اب تم ضرور مذکلباؤ میں بھی اب کلباؤ کا ضرغام جت و خیر کر کے ایک طرف چلا عیار بچیوں نے راستہ دیا کیونکہ اُنکو منظور اُنکا قتل ہو جانا بھی نہیں ہر حاصل مرام یہ تو کھل گیا اور برق دوبارہ خنجر چکر حملہ آور ہوا اس اثنا میں شاہ جادوان کو پتیلیوں نے سحر کی اگر ہوشیار کر دیا اب برق پر عیار بچیوں کے خنجر نیچے حلقے کندون کے بیٹھے بیہوشی کے چڑنے لگے اور لاکھوں جادوگر جادوگر نیاں افراسیاب و مصوٰر وغیرہ کے اور شکوہ و صورت گار و ابرق و سرمایہ وغیرہ کے حملہ آور تھے اور گھبرے تھے اور باقی ماندہ فوج حبیب فیلمن کی بھی گھبرے تھی کہ اُن نے ہمارے مالک کو فوج کیا ہے اور ان بکا رٹھا برق بھی پٹتا اور جیتن کرتا آتا تھا جب زیادہ یورش ہو جانا تو خاک اُڑا دیتا تھا گردہ گردہ کو بیہوش کر دیتا تھا مگر افراسیاب کو سحر خیز دیتا تھا کہ برق اس طرح بیہوش کرتا ہوا جاتا ہے پس

جو گروہ ہوش ہوتا تھا وہ باران سحر برسا کر ہوشیار کر دیتا تھا اور پیچھے برق کے وہ بھی آتا تھا نہایت
برق پر انیٹ چمکے ڈھیلے برجھی گولے سحر کے بیفے ہوشی کے ناریل نارنج ترنج وغیرہ پڑ رہے تھے
یہ بیچارہ ہر اک آفت کو جھیلتا پیچھے بھاگتا جاتا تھا اب وہ ڈبہ کی خاک اُسے اس قدر اڑا لی کہ باقی
نہر ہی صرف چادر لگی اور شاہ جادوان لٹکارتا ہوا آگے بڑھا حیرت سے اُس وقت کہا کہ اے
شہنشاہ آپ دوبار ہوش ہو چکے ہیں یہ مریعے عیاں بہت بہت پھوٹ ہیں آپ اب اُسکے سامنے
بجائیے شاہ نے فرمایا کہ اسی ملک کا کچھ فوجی رکھ کر ناچا پیسے یہ ہمارے ہی بیان کی تحفہ وہ باگیا ہی
اسوجہ سے اُسے یہ آفت برپا کر دی مگر اب تم بیان سے جانب بارگاہ جاؤ لاشیں مہینوں کی اٹھو اور
بارگاہ کو اور میدان کو پاک و صاف کر لو میں ابھی اُس عیاں کو پکڑے لانا ہوں غرض حیرت بدست
مع مصور وغیرہ کے وہاں سے مراجعت کر کے بارگاہ کی طرف آئی اور حسب احکام یاد شاہ کارند کو تین
مشغول ہو سکے بیان افراسیاب مع فوج و عیان بچیوں کے لٹکارتا ہوا مقابل برق پہونچا برق
اب خستہ بہت ہو چکا تھا کھجائے کے تہہ سر ہوتا تھا مگر ممکن نہ تھا رات کا وقت تھا ساحروں نے
روشنی ہتھ کی تھی کہ روز روشن سے زیادہ وہ رات نور و روشن تھی چار سمت سے برق کو
گھیرا تھا ہزار ہا درجہ بڑھاتا تھا یہ عالم تھا کہ لفظ

نماشا طلب رزم کے ہیں یہ دُشمنک	یلون پر ہی جرات ادا یوں پہ رنگ
یہ آویزشش برق و کفار خوار	تھی نیرنگ رزم فرار و قرار
سباز لبش تھا کہ دیو و ملک	و یا کینہ جو تھی زمین و فلک
کرامت منا کعبہ و دیر ہی	سعات شفاوت کا یہ بیر ہی
ایمان غیر ممکن تھی جز شور و شر	بلا کا تھا در پیش زیر و زبر
دو عالم پہ چھائی تھی یہ برہمی	تزلزل کی ہر سو تھی صورت جمی
حکایات سن سن کے اڑتے ہیں ہوش	ٹھٹھکا ہی بڑھتے دلیری کا جوش

فی الجملہ برق بیچارہ تو چار سمت سے گھرا ہوا تھا اُدھر لشکر مرخ میں طلایہ دار پہرنے والے
بیدار تھے باقی دربار برخواست ہو چکا تھا سب آرام میں تھے جب یہ غوغائے ساحران
ساحروں نے سنا لشکر اپنی جگہ پر تیار ہو گیا کہ شاید کفار و ن میں کچھ فساد باہمی ہو ہی ایسا

کہ بیان بھی کوئی آفت آئے کیسویہ معلوم نہیں کہ برق نے یہ آفت ڈھائی ہر رات کا وقت تھا
 ساحر دن کے سو رہنے سے طاران سحر بھی نہ تھے قاعدہ ہو کہ ساحر جب سوتا ہی سحر بھی اُٹکا سوتا ہی
 عیناً روجہ بن کے لیے لکے رہتے ہیں انہیں سے قرآن جنگل میں تمنا چالاک جھڑپ گیا ہو حال ہسکا
 بیان ہو گا سحر کا بھی ذکر کیا جائیگا ضرغام و جانسور یہاں پھنسے ہوئے تھے جیسا ادب پر بیان ہو کسی نے
 اس ماجرے کی سرخ و بہار کو اطلاع نہیں کی مگر غوغا شکر سب خواب سے بیدار ہو کر متعدد رزم
 پیکار ہوئے تھے کہ ضرغام جو یہاں سے ٹھکرا گیا تو سیدھا صحرا میں آیا اور زرقیل عیاری اپنے
 سجائی جانسور بالادوی کو آتا تھا اور اس غوغا کو سنکر وہ بھی بدحواس تھا لیکن ثابت نہوتا تھا
 کہ یہ کس سے لڑائی ہو رہی ہو کیونکہ کوئی لشکر اگر ہوتا تو معلوم ہوتا ایک عیاری سے لڑائی اتنی بڑی
 فوج کی جڑھائی عقل نہ کام کرتی تھی کہ یہ لشکر ایک آدمی کے واسطے جمع ہو گا اب جانسور سے ضرغام
 سب ماجرہ کہا جانسور نے کہا جیٹا لشکر میں چلکر خبر کرنا چاہیے کہ وہ مدد برق کی کرے ضرغام نے
 کہا نہیں برق بھی اب نکل آئیگا یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں لشکر میں آئے بہار وغیرہ کے
 پاس جا کر سب ماجرہ بیان کیا انھوں نے قصد کیا کہ لشکر تیار کر کر برق کی مدد کو جائیں ضرغام نے
 منع کیا کہ کچھ احتیاج وہاں جانیکی نہیں سب عیاری برق کی برباد جانیگی کہ اتویہ کہنے کو ہو گا کہ اکیلے
 اتنا بڑا سحر مارا اور جب تم لوگ جا کر شریک ہو گے تو وہ بات نہ رہیگی سب کہیں گے کہ ہاں لڑائی ہوئی
 دو فوجیں باہم لڑیں برق نے کمال کیا گیا اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ برق قید ہو جائیگا تو ممکن نہیں
 اسکے پاس یہ اشیاء موجود ہیں ان کلمات سے ہر ایک کو تسکین ہوئی اور برق کے اس کارنامہ پر
 ہر ایک کو حیرت تھی اور حال ذلت دشمن شکر ہر ایک شاد و خرم تھے مگر یہ نہ جانتے تھے کہ نظم

پھنسا جاتا ہر کوئی ناشکیب
 سلامت گزرنا ہی بیان سے محال

ارے نفس بد دے رہائی قریب
 سر رہ بچھایا ہی ظالم نے حبال

وہ کیا یعنی جب چار طرف سے لشکر ساحران اور عیاری بچپون نے برق کو گھیرا اور افراسیاب
 خانہ خراب تیغہ سحر پکڑ کر پھر اُس پر حملہ آور ہوا برق نے اپنے مقام پر سے پچھلے پاؤں جست کی ضرورت
 ایک طرف سے نیچے مارا برق نے وہ جست کر کے حالی دیا کہ ساتھ ہی کند کا چٹھا صبار قمار نے پھینکا
 برق زمین پر نہ اُترا تھا کہ یکایک قریب زمین پہونچ کر پھر تھکی پاؤں کی دیکر اُڑا اور بر سے

افرا سیاب نے تیغہ مارا برق سانس کو تول کر زیادہ تر بلند ہو گیا اب جو وہاں سے اترنے لگا
دھماکا باریچارہ پر ہو گیا کی طرف غائب کسی طرف سے پتھر کسی سمت سے خنجر کسی جانب سے حلقہ کند پڑے
کہ زمین پر اترتے ہی اُس نے پھر شبن سے جھپٹ کی اس طرح جھپٹ کر آجاتا تھا کہ باد صبا بھی حیران تھا
جیسے عینک سے نگاہ جاتی ہی بابو سے گل وریچہ شگوفہ سے باہر آتی ہی اور جب زمین پر اترتا تھا
ہزار ہا حیرت ہوا تھا اسی جھپٹ دھیر میں ایک مقام پر بہت بڑا بادو اُس پر پڑا کہ کسی طرف نکلنے کا
رستہ نہ ملا اُس نے جی داری کر کے ایک طرف ٹھنکا بھرا اور چاہا کہ اس طرف سے دو چار ہاتھ خنجر کے مار کر
نکل جائوں تقضارا اس نے فرار ٹھنکا بھرنے سے ایک درخت کا ٹنسا سر میں لگا کہ سر چرخ کھا گیا بھل نسا
بے تحاشا زمین پر گرا اُس وقت دو چار ساحرون نے مکلیاں اُس پر دوڑ دوڑ کر ڈالیں پھر تو چال چال

بیت چاک کو تقدیر کے ٹکڑے نہیں کرنا رنو سوزن تدبیر لاکھوں عمر کو سیتی رہے

باب زمزم و کوثر سفید توان کرد ویاگر نگاہ بخت کسی را کربا متند سیدہ

بخت سیاہ نے روز سیاہ اس شب کو دکھایا اندھیرا لاکھوں کے سامنے آیا رہن فلک نے کھلی ڈالی
متاع جان کو لوٹ لیا یعنی یہ باریچارہ اُس کل میں ایسا پٹا کہ نکل نسا ہر چہ چاہا کہ زور کر کے کسل
پھاڑوں یا خنجر سے چاک کر کے نکلون مگر ممکن نہ ہوا ابھار گیا ساحر ہزاروں ٹوٹ پڑے اور
ہاتھوں ہاتھ پکڑ لیا افراسیاب پکار رہا تھا کہ خبردار چھوڑنا نہیں ساحرون نے فوراً مشکین
باندھ لیں اور مارتے ہوئے سامنے افراسیاب کے لاکے کسی نے کہا اُس کو خوب سامارو کسی نے کہا
طرح طرح کے غائب سے اسکو ہلاک کر برق نے کہا اگر تم نے مجھ کو زد و کوب کی یہ سمجھ لینا کہ آج ہی کے
روز قمران آ کر تم سب کو بڑی ذلت دیگا ساحر خوف زدہ ہو کر مار پیٹ سے باز آئے اور شاہ
جاودان نے حکم دیا کہ اسکے پاس سے یہ چادر سحر اور ڈبہ خاک مجیدی کا چین لو بعد ازاں جو میں حکم
دون وہ کرنا ان سب جادو گردن نے برق فرنگی کے تمام کپڑے اتار لیے اور ایک لنگوٹ
بندھوا کر وہ چادر اور ڈبہ لیکر شاہ سے عرض پیرا ہوئی کہ اب کیا حکم ہوتا ہے شاہ نے وہ ڈبہ لیکر دیکھا
تو ذرا بھی خاک اُس میں نہ تھی کچھ خاک بھی نہ پایا سب برباد ہو چکی تھی پس اُس نے غصہ میں اگر خوب اپنا
سحر برق پر کر دیا اُس وقت برق نے کہا اے بادشاہ خوب آگاہ ہو جائی کہ جب کوئی عیار قید ہوتا ہے
بغیر اُس کے قتل کیے کسوت اُسکی نہیں چھیننے لازم ہے کہ کسوت عیار جتک میں زندہ ہوں میرے

حوالے کر دیجے ورنہ اچھا نوحا شاہ نے کہا کسوت اب میرے کس کام کی ہیری لکھ کسوت اسے حوالہ کی اور سرمایہ وزیر کو حکم دیا کہ قید اسکی اپنے پاس رکھے اور سب ساحر دن کو حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ سب اپنی اپنی جگہ پر آئے اور کھولی آسودہ ہوئے شاہ جادو ان بھی پھر کر بارگاہ حیرت میں آیا سرمایہ نے برق کی قید کیا ایک ایسے مقام پر رکھا کہ جس سے کوئی آگاہ نہوا اور شاہ طلسم نے ایک پتلا ماش کے آگے کا بصورت برق فرنگی بنایا اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلا زندہ ہو کر باتیں کرنے لگا اسوقت شاہ نے اُس پتلے کی شکلیں باندھ دیں اور ملکہ حیرت سے کہہ اے ملکہ تو اس برق فرنگی مجرم کو کہ جسے تمام خاندان سحر آج بے چراغ کر دیے صبح کو سامنے اس کے خیر خواہ ہوں یعنی مہ رخ و بہار وغیرہ کے بندگان ایتھل کرنا اور سامنے لشکر مہ رخ کے سراسر کا لٹکا دینا اور ڈھک کو ہاتھی کے پانوں میں باندھ کر تمام لشکر میں اپنے کچھو نا ملکہ حیرت نے کہا بت بہترین نہایت خوش ہوئی مای بادشاہ اُس موے کے قید ہونے سے کہ اسنے آج میری چوٹی کاٹ لی ہر غرضکہ برق نقلی کو سپرد ملکہ حیرت کر کے کچھ رات باقی تھی کہ شاہ جادو ان برق اسلی کو لیکر مع سرمایہ وزیر کے باغ سید کی طرف روانہ ہوا یہاں حیرت نے برق نقلی کو اپنی بارگاہ کے ستون میں باندھ کر کئی ہزار ساحر دن کو پہرے پر مقرر کر کے آپ آرام کیا وہاں شاہ جادو ان نے بھی جا کر برق کو سحر سے بیہوش کر کے اپنے سامنے ستون بارہ درمی سے باندھ کر طلسمی تپلیوں کو پہرے پر مقرر کر کے سر بتر خواب پر رکھا یہاں تک کہ وہ زمانہ آیا کہ سینہ مشرق سے شعلہ آہ نکلا کہ بلند ہوا اور بصورت خاطر مضطر برق فرنگی آفتاب تابان بقیار و بیتاب سینہ دہریں اضطراب دکھانے لگا کہ ایسات

سحر پردہ شب سے بانچو جاہ	عیان جب ہوا مہر زین کلامہ
نمایان ہوئی جانب آسمان	سپید می سحر کی بصد عزو شان
وقت سحر طرف حیرت اُدھر افراسیاب بدیرت بتر خواب سے اُٹھے پتلا افراسیاب نے اٹھ کر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آندھی آئی اور اُس آندھی میں سے ایک ساحر عند آتیرہ فام و دیون شعار پیدا ہوا بغض و نفاق کا پتلا تھا حسد و کینہ کا ستر بیا نقشہ شقی ازلی وابدی ناک ہوں تیوری پڑھی سامنے شاہ کے اگر گردن پڑ تسلیم اُسنے خم کی شاہ نے اس سے خطاب کیا کہ اے شیریں شہر	

جادو تم ہو وقت یہ محنت اپنے اوپر گوارا کرو کہ اس مجرم کو زندان خانہ طلسمات میں لجا کر افعی سحر اور اثر دور
 طلسماتی کے سپرد کر آؤ کیلئے کہ تم خواص خاص مابدولت اور مقرب درگاہ ہو اور تم سے بہتر کوئی اس امر کے
 بجالانے میں نہیں ہو اور ساجر جلیل القدر بھی ہو یہ کہہ کر ایک گجر اچھوٹو کا اپنی سیج کے اوپر سے اٹھا کر
 اسپرڈال دیا اور کہا یہ خلعت کیسکو آج تک ملن نہیں ہوا ہزاروں ناٹھان طلسم اسکی تھمار کھتے ہیں کہ
 بادشاہ کے سونگھے ہوئے پھول ہکولین اس ساحر نے خلعت پاکیزہ ردی اور ہاتھ باندھ کر عرض
 کی کہ ای بادشاہ عادل جہان طلسمات میں ایسا اندھیرا ہے کہ راستہ چلنا مشکل ہے اور اس تاریکی
 میں راہ بھی نہیں شوکتی ہی قیدی کا ساتھ ہی پھر میں کیونکر حفاظت اسکو لجا سکتا ہوں مگر کوئی تحفہ ایسا
 مجھکو عنایت ہو کہ جسکے وجہ سے ماران طلسم اور تاریکی سے میں محفوظ رہوں یہ غلام کہیں کبھی حضور کے
 ساتھ وہاں گیا ہی باقی یوں میروہاں کام ہی کیا تھا جو جاتا اس سبب سے راستہ بھی اچھی طرح
 نہیں جانتا ہوں شاہ نے یہ سن کر اختر مرورید جو برآن شمشیر زن سے چھین لیا تھا اپنے جوڑ
 سے لکالا اور شمشیر کے ہاتھ میں دیا اور بڑی تاکید کی کہ خبردار یہ موتی جانے پائے کہیں اسکو
 اپنے پاس سے جدا نہ کرنا اور راہ میں کہیں نہ ٹھہرنا کوئی مل جائے تو اسکو پاس نہ آنے دینا یا اعانت
 جو میں تجھکو دیتا ہوں بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے راہ طلسمات کو طے کر کے اس قیدی کو وہاں
 پہنچا کر مجھ کو لا کر یہ موتی حوالے کرنا اس موتی کو جو ہاتھ پر تو رکھ لیگا منزلہ منزل تک روشنی ہو جائیگی
 اسکے سامنے کوئی سحر نہیں چلتا ہی یہ موتی گنبد میں سامری کے تھا بڑی شکل سے بزرگان کو کہنے
 وہاں سے پایا اب ایسی بیٹی برآن کے پاس رہتا تھا میں نے اس سے پھینا، وہ تو چھو کری ہی
 جو ایسی نہایا ب چیز کی قدر نہیں کرتی ہی اور ایسی چیز کو ہر جگہ لیے لیے پھرتی ہی اور میں جانتا ہوں کہ
 اسے مسلمانوں کی اعانت کرنے میں جو اس موتی سے کام لیا ہی اسی سے روح سامری اس سے
 خضا ہوئی ہی جو یہ اسکے پاس سے میرے ہاتھ آگیا ہی ورنہ اس موتی کا ہاتھ آنا دشوار تھا اور جیسا کہ
 بزرغلبہ پانا بڑا کام تھا اچھا اب یہ گوہر لیکر تو جافقی سحر اور اثر طلسمات سے کدینا کہ شہشاہ نے
 دعا کی ہی اور فرمایا ہی کہ ہم تم سے بہت خوشنود ہوئے تھے خوب حفاظت برآن کی کی ہی اس
 قیدی کو بھی اسی مقام پر اور اسی تھانے میں کہ جہاں وہ چھو کری قید ہی قید کرو اور تھوڑے چنے
 بھونے ہوئے اور ایک کوزہ آب اسکو بھی کھانے کو دینا زیادہ اس سے خبردار خبردار کبھی نہ دینا

ٹھنڈے معانی گرمی میں ان دونوں قیدیوں کو نکلے اور کبھی مزید رکھنا یہ نہ پائیں آرام سے نہ سوئیں قید میں روئیں پئیں کراہیں یہ حکم محکم قضا شمس اُس نجس مجسم کا شکر شریر خیر یاز و برق کا پکڑ کر روانہ ہوا آخر کو تو مضبوط اسے چادر سے اپنے باندھ لیا اور آب بصورت عقاب تیز پرواز بنا چلتے وقت غرض کیا کہ حضور سحر اسپر سے اپنا آپ اتار لیں بادشاہ نے سحر اسپر سے اپنا اتار لیا اُسے سحر اپنا برق پر کر کے پنجے میں اُسکو دابا اور اڑا کر چلا پہلے تو سحر افراسیاب سے برق بیوش تھا اب ہوشیار ہوا لیکن دیکھا کہ میں پنجہ کھتا ہوں دما ہوں اور وہ مجھ کو لیے ہوئے اڑا جاتا ہے پس یہ خاموش ہو رہا اور پھر قوت ہو اسے بیوش ہو گیا یہاں تک کہ شریر بن اشرار قریب ایک درہ کوہ کے پہنچا کہ وہ درہ تاریک مثل شب دیوگر تھا یہ اندر درہ کے روئے ہوا اتر کر داخل ہوا اُس وقت برق کی بھی آنکھ کھلی اور اب شیر عقاب سے اپنی اصل صورت پر بنا برق نے دیکھا کہ بیان اس قدر تاریکی ہو کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھائی دیتا ہو گور مجھو دان پردہ جگہ ہستی تھی تاریکی عالم اُسی جگہ ہستی تھی تمام عالم کے سید بختوں کے بخت سیاہ کی تاریکی جمع ہو کر اُسی جگہ سمائی تھی شامت عالم اکٹھا ہو کر دہین آئی تھی تعرد و زخ اُس جگہ کو کتنا زیبا تھا چاہ بائبل ایک اونے اُس مقام کا نمونہ تھا کہ اسیات

اند میرا لحد کا تھا اُس سے بتنگ	محب طرح کی تھی جگہ تاریک
جہان میں جو ہوتا ہی اند میرا	اُس اند میرا بس نہ مخرن تھا غار
<p>اُس تاریکی میں برق نے دیکھا کہ اِس ساحر نے ایک آخر کا لکڑا اپنے کف دست پر رکھ لیا کو سونٹک وہ علامات منور و روشن ہو گیا روشن ہونے سے احوالی روشن ہوا کہ ایک ساحر سپر و کر یہ منظر مجھ کو گرفتار کیے لیے جاتا ہے اور اُس درہ کوہ سے جب وہ ساحر آگے قدم زن ہوا دیکھا کہ درخت کو سونٹک لگے ہیں مگر برگ دیا اُنکے سب سیاہ ہیں تاثر زل اکٹھا ہو کر اُسی جگہ آئی ہے تمام عالم کی ایکجا سیاہی ہے جو چیز ہے وہ سیاہ ہی ہوا اُز زمین سب بالکل سیاہ ہیں بظاہر پیر ہر اور زوال دنیا کیسے غم میں سیاہ پوش ہیں مخجانہ غم کے بادہ نوش ہیں نہیں معلوم کس بوجوان کا ماتم ہے جو لباس ارض و غیر سیاہ ہے دریا جو کوئی اس مقام پر نظر آتا ہی پانی اُسکا بھی کالا ہے پانی تو یا قید برق کی بھی گئی ہے اور طرفہ طلسم یہ نظر آتا ہے کہ ایک تو سیاہی مثل بخت دشمن ہمت چھائی ہے</p>	

دوسرے ڈراونی صورت زال گیتی نے بنائی ہر درختوں میں پھل جو لگے ہیں رنگمان آؤم خوار
سرکٹے ہوئے لٹکے ہیں خون تارہ اُس سے ہٹا ہر وہ خون بھی سیاہ ہی سودا کی ترقی ہر رات کو
خلبہ ہی سودا مزاج تمام صحرا ہی درہ ہائے کوہ دیو کی طرح منہ کھولے ہیں بگولے کالے کالے اُس کے سینے
دیونکر دڑتے ہیں جانور ان صحرا مثل فیلان دمان و خرساں سیاہ ہیں انہی خونخوار جیسے ناک بٹاؤ
ہر سمت بھرتے ہیں ساپ زہر اُگلنے میں اثر آتش زہر سے تمام صحرا تپ رہا ہی ہے سموم جو جو
فرہ ہو ذرہ ہر کا ایک صحرا ہی جو درخت ہی وہ بس کی کانٹہ ہی جو پتھر ہوا ڈکا ہی وہ شیشہ زہر لال کے
ڈانٹ ہی تہہ قطرہ دریا کا قطرہ زہر جاگمدا زہر ہر سمت جان شکنی کا انداز ہی یہ اس صحرا سے آدھ کا مال

ابیات	لگا کر ماد سے اور تمام سیاہی نظر آیا عجب محراق و دق عجب دوا وضع خوف و خطر ناک بیابان تھا وہ ایسا وحشت انگیز نہ جائے چند کی اُس سمت آواز	نظر میں جھانگی یک سو سیاہی کر دیکھے سے جگر ہوشیر کا شق دیا اُس کو دکھائی زیر افلاک کہ وحشت جسکی تھی عالم کی خوریز اگرے بوم اُس طرف منہ کر نہ پرواز
-------	---	--

برق کا اُس مقام ہول خیز کو دیکھا کہ چال ہوا کہ یقین تھا روح قالب سے پرواز کر جائے لیکن
دلکو مضبوط کر کے نظر پر رحم کریم کار ساز رکھ کر خاموش تھا اور شیریں گویا کہ رونا تھا از بسکہ
برق کی زبان وغیرہ کھلی ہوئی تھی دست و پا گو کہ قابو میں نہ تھے اُس نے اُس نے اختیار میں
بھی تو سن زبان کو غصہ مگر میں جولان کیا اور صبا کے کلام کو چنستان عیاری میں وزان کیا
یعنی ایک آہ سرور دل پرورد سے اُسے بھری نکھون میں انسو بھرا لایا اور شرعاً شق نہ پڑنے لگا کہ

اے ہونا لانا وہ وقت کے الم سے اگر ہو گرد و تاروں یہ کیا کیا ہیں کوئی دیتا ہی اس ظالم کو بھی دل وہ کیا دیکھی خطا مجھے کہ اکبر میں جس خطر سے سے منت اڑے تھا بخت	شکایت تھی فلک کی آہ غم سے وہ دل سالقدیوں از زبان دیا تین کہ جائے چھوڑ مید نیم بسمل کیا تین وقف جان صد نیش آزار وہی آفت مرے لایا تو درپیش
---	--

اس خوش الحانی اور درد آلودہ آواز سے یہ اشعار بصد سوز و گداز اُس نے پڑھے کہ اگر سنگ خار بھی

بجائے اُس ساحر شیر کے ہوتا موم ہو جاتا تو نولاد دل اعجاز داد و دکھاتا شیر اس کے اس کن
 وکاش پوچھیں و بقرار ہو کر رونے لگا برق بے بھی اسی لیے یہ اشعار پڑے تھے کہ دیکھو ن اس کے
 دل کو بھی کیسلی محبت کا لگاؤ ہی با نہیں کیلے کہ کوئی دل ایسا نہیں جسکو کیسلی الفت نہو اور یہ بھی سوچنا
 کہ اگر یہ کسی سے محبت نہ لگتا ہو گا اور میرے اشعار پر بقرار نہو گا تو پھر او کچھ تاہیر کرونگا انکا حاصل
 چاہئے اُسکو کسی میا کا بیمار پایا سوز دل سے اُسکے شعلہ آتا بہ لب آیا برق نے کہا کہ ای نو گزرتا
 سلسلہ عشق و محبت جطے کہ میں اسیر طوق الفت ہوں اسی طرح تو بھی مقید زنجیر زلف گر گیر ہو لیکن
 تیرا رونا بجا ہی کس لیے کہ اس طلسم کا رہنے والا ہو کبھی کبھی مشوقہ کہ دیکھی آتا ہنسہ و پیام بھی ہو جاتا ہی
 وہ بھی دلیں تیرا خیال رکھتی عشق کا تیرے لال رکھتی ہر کچھ ناکام شہر کا تو عجیب حال ہی کہ میت

حدیث دل کہ کوئی محبت نمی دارم

نہ مونس نہ رفیق نہ ہمدے دارم

نہ قاصد نہ صبا کے نہ مرغ نامہ بری دیگر کسی زبانی میں نمی برد خبر سے

اگر دستم از روز زلزل داغ جدائی را

منی افر و ختم ہر گز چہ داغ آشنائی را

شہر دیار سے جدا مشوقہ کے فراق میں مبتلا دوسرے اب اسیر ایسے مقام پر ہو کر چلا ہوں کہ
 اُسکے ایک نظر وقت آخر بھی دیکھ لینے کی امید نہیں اگر میں تیرے مقام پر ہوتا تو مبعود کے صدقے
 سے اور استاد کے اقبال سے اتنا مدت کا مشوقہ سے ہم بغل ہو کر داد و عیش و نشاط دیتا تو چاہا
 تو دن بھر میں دس مرتبہ اُسکو جا کر دیکھ آئے دوسرے یہ کہ جس بادشاہ کا تو ملازم ہی اُسکی وہ
 تابع فرمان ہی اب تجھے بادشاہ سے کام لیا ہی اگر اپنا حال تو بادشاہ سے کے گا وہ فوراً نقش مراد
 کو تیرے کاغذ حصول پر ثبت کرے گا اور بادشاہ کی ضرورت اس کام میں کیا ہی مدعا یوں ہی حصول
 ہو چاہتا ہی تو اسی تو بات ہی میں سب تیرا حال جانتا ہوں اور تیری مشوقہ کو بخوبی پہچانتا ہوں
 لیکن مجھے کیا غرض ہی جو کمون اپنے سوز و گداز میں آپ ہی مبتلا ہوں کیونکہ جانب فلک کے پیکر
 کہا کہ خداوند عشق صادق کا واسطہ یارب جذب کامل کا صدقہ اپنے اثر نالہ دل کا تصدق جتنے عقین
 بسکو مشوقہ مراد سے شاد و فرادے اُنکے صدقے میں مجھ ناکام کا بھی کام دل بر لا یہ کلمات جو شہر نے
 مئے طائر ہوش پر واز کر گئے حواس باختہ ہوئے کیونکہ عیار ایسی تو قید میں گرفتار ہو کر چھوٹا ہر سکا
 و شوار ہی لیکن اُسکو کچھ خیال اسیری نہیں مشوقہ کے عشق کا دم بھرتا ہی اپنی جان جان کا کچھ خیال نہیں کرتا

دوسرے یہ لوگ کالمین مین سے معلوم ہوتے ہیں کہ جلد حال میرے عشق کا اُسکو ہویدا و ظاہر ہر برق نے اوپر کی باتیں ظاہری جو لازم و ملزوم برائے محبت ہوتی ہیں وہ حفظ و اتقان کر کے اس سے کہی تھیں یہ اُسکو سنکر برق کو صاحب کمال و اعجاز سمجھا کیونکہ یہ شریر افسریاب کی بونگیتہ رعل سخندان ہر اسکی وزیر زادی سینے ملک اخضر نبر پوش کے وزیر احرار سرخ قباے جادو کی دختہ ملکہ شوخ چشم سرخ پوش پر عاشق ہر مگر یہ مقدر لیاقت نہیں رکھتا ہر کہ پیام اُسکی شادی کا اُسکے باپ کو اپنے ساتھ لے لیے دے ہنگام عشق مین اُسکے ہمدون مین سے ایک عورت کو اسنے بہت کچھ دیکر اس بات کا امید دار کیا ہر کہ اگر تم شوخ چشم کو میرے وصل پر رضی کر دو تو مین تمکو کسی لاکھ پوے دونگا اور سمجھا ہر کہ جب مجھے اور مشوقہ مذکور سے اتنائی ہو جائیگی اور اُسکے باپ کو خبر ہوگی پھر عوا میرے ساتھ شادی کر دینے کے انکا اور کچھ بن نہ آئیگا غرض برق کو بہت بڑا کامل وہ سمجھ کر گرم سخن ہوا کہ آپ نے جہان میرا عشق پہچاننا ہر تو اور بھی حال آپکو معلوم ہو گا یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ دن بھر مین اگر تو چاہے تو دنس مرتبہ مشوقہ کو دیکھ آئے تو یہ تو ممکن نہیں کہ کیلے کہ وہ دختر نیک اندر دست و منظم ملک اخضر نبر پوش ہر برق نے کہا ہاں تو مجھے کتنا ہی دہی ملک اخضر جو افسریاب کا خسر ہر رعل سخندان کا باپ اُسکی تو وزیر زادی ہر جسے تو فریفتہ ہر مین نے مثلاً یہ بات کہی کہ دن بھر مین دنس مرتبہ تو دیکھ سکتا ہر کیونکہ درسیانی جو عورت ہر وہ کسی جلد سے تیری مشوقہ کو صحرا مین لاسکتی ہر وہاں تو جا سکتا ہر دور سے نظارہ جمال کر سکتا ہر پس اُسے یہ سنکر برق کو زمین پر رکھ دیا اور سہر اسکے قدم پر رکھا اور کہا یہ تو بتلا کے کہ آپ کو کتنے میری مشوقہ کی کیفیت سنائی ہر اور کس طرح آپ نے جانا کہ مین وزیر زادی پر رعل سخندان کی عاشق ہوں برق نے کہا کیا خوب ہے اور پردہ جو کچھ تمہارا حال ہر ہم سب جانتے ہیں بھلا یہ تو کہو کہ درسیانی کوئی عورت و تالہ ہر یا نہیں اور اُسکو تم بہت کچھ دے چکے ہو اور دینے کا تہمتہ وعدہ کیا ہر اور اُسے ایک مرتبہ نکو دہان پہونچا بھی دیا تھا واضح ہو کہ جب کوئی کسی پر عاشق ہونا ہر تو دل لازی ضرور مقرر کرتا ہر اور ایک دو مرتبہ اس طرف جانا بھی ہوا کرتا ہر پس برق نے اُسی معاملہ کی طرز پر اُسکو تپا جو دیا اتو وہ اُسکے گرد پھرنے لگا اور گویا ہوا جھک کو یقین کامل ہر کہ واقعی آپ سب راز سے میرے آگاہ ہیں اب کچھ تدبیر تو ارشاد کیجے کہ مین کیونکہ اپنی مطلوبہ کو محال

برق نے کہا کیا خوب دلالہ کو تو اس قدر آپ نے کھلایا اور اتنا کچھ دینے کو کہا ہی اور مجھ کو آپ قید کے لیے جاتے ہیں اور مفت ہی میں ترکیب وصال یا روپہنچنا چاہتے ہیں دست و پا میرے بحسن و حرکت ہیں بن کو کبھی تک نہیں سکتا اپنے حواس میں تو میں ہوں نہیں بھلا میں تدبیر وصال کیا جانوں اُسے جلد یہ کلمات سنا کر ایسا سر پڑھا کہ اُسکے دست و پا تابو میں آگئے مگر بناوٹ کی راہ سے اُسے کہا اور عزیز کیوں اپنے تئیں معرض ہلاکت میں ڈالتا ہی افراسیاب اگر میرا رہا کرو نیا سنگا تو بہت تجھے عتاب کرے گا تو مجھ کو زندانِ ظلمات میں پہنچا کر سیدہ دار و غمہ زندان سے میری لیکر بادشاہ کو پہنچا دے یہ تو خوب سمجھ لے کہ ہم لوگ کہیں قید نہیں رہ سکتے تم لیجا کر قید کرادو ہم چھوٹ کر جب اپنے لشکر میں آئینگے تم اُس وقت ہمارے پاس آنا ہم مکتوب وصال تمھاری معشوقہ کی تباہی کے وہ ساحر اپنے دل میں اُسکے کلام کو سنا کر سوچا کہ جب اُس وقت اُس کو عرض لاحق ہی کہ قید میں ہی جب تو جاتا نہیں رہا ہو کر اُس کو کیا عرض ہی جو میرے کام میں پڑے گا پس یہ سوچ کر منت کرنے لگا کہ آپ کو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے آپ میرا کام کر دیجیے میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں شہنشاہ کے پاس جا کر کہہ دوں گا کہ وہ قیدی مجھے چھوٹ گیا ہے عیاروں کی چالاکی تو بادشاہ جانتا ہے یہیں لے گیا کہ ضرور چھوٹ گیا ہو گا برق نے کہا پھر تم ہمارے شریک حال ہو گے اُسے کہا میں آپ سے مقابلہ کرنے نہ آؤں گا باقی مسلمان نہ ہو گا برق نے اُس کو سیادہ قلب دیکھ کر خیال کیا کہ زیادہ تر اصرار اُسکے مسلمان ہونے کی نسبت نہ کرنا چاہیے اپنا مطلب نہ کہ اس کو عام ہو گیا کہ اُس کو عرض ملاقات مطلوب ہے اس لیے یہ منت کرتا ہی پس یہ سوچ کر برق نے کہا اگر بادشاہ کتابِ سامری یا اپنے سر سے دریافت کرے کہ تم نے خود مجھ کو چھوڑ دیا اور یہ الزام دے تو اُس وقت تم مجرم ہو جاؤ گے یہ مناسب نہیں کہ مجھ کو رہا کر دو میں تم کو تدبیر اس کی جب ہاں ہو گا تو تہلہ و ننگا بلکہ تہلانا کیسا معشوقہ کو تمھاری تم سے ملو ادو ننگا اُسے کہا اگر بادشاہ سے تمھارا چھوڑ دینا میری نسبت دریافت کر لیا تو میرا کچھ نہیں کر سکتا ہی میں عملداری میں ملکِ اخضر کے رہتا ہوں اور جہان بادشاہ کو یہ دریافت ہو گا کہ اسے مجرم کو چھوڑ دیا وہاں یہ بھی دریافت ہو گا کہ میرے دشمنی کی راہ سے اُسے نہیں رہا کیا ہی بلکہ اپنے مطلب کے لیے اُس کو ایک بار رہا کر دیا ہے وہ میرا دشمن نہیں ہے اور میں صاف صاف کہہ دوں گا کہ امیر بادشاہ میری جان جاتی تھی اپنے کام کے لیے میں نے اس مفید کو رہا کر دیا میں آپ کا دشمن نہیں ہوں آپ جو چاہیے مجھ کو سزا دیجیے پس پادشاہ دوست کو دشمن نہ بنایا یقین ہے کہ میری خطا

معاف کر دے اب آپ تامل نفرمائے مجھکو وہ راہ بتلایے اور چلیے میں آیکو باہر اس ظلمات کے
 کر دوں برق انکی تقریر سنا کر اپنے دلیں خوب ہنسا کہ یہ اچھے ہلوٹے اپنے کام کے لیے ہلو کیا
 چھوڑ دینگے اور پھر ہمارے دشمن ہو جائینگے غرض جب اُسے بہت کچھ منت کی اُوقت اُسے کہا
 کرا میرا اور اچھا جو تمھاری یہی خوشی ہے تو میں بھی تمھارے کام میں کوتاہی نہ کروں گا اور بیٹھ جاؤ
 یہ کہہ کر ایک مقام پر یہ بیٹھ گیا وہ جی سامنے اُسکے بیٹھا رہنے لگا اُسے عزیز میں کبھی کسی کو ایسی نایاب
 چیز نہ دینا لیکن قید ایسی جگہ ہو کر آیا ہوں کہ یہاں سے رہا ہونے کی مجھکو امید نہ تھی اسلئے خیر مجھکو
 بتاتا ہوں میرے پاس عطر ہے کہ چہرہ موہنی پڑھی ہوئی ہے تم اس عطر کو لیکر اپنے منہ پر مل لو اور
 مجھکو باہر ظلمات کے نکال کر یہ ہے اپنے گھر جاؤ اور ہو سکے تو اپنی صورت معشوقہ کو اپنی دکھاؤ
 اور اگر منہ نہ دکھا سکو تو وہ عطر دلالہ کے ہاتھ معشوقہ کے پاس بھیج دینا وہ اسکو سونگھتے ہی تمھارے پاس
 آئیگی اور خود خواہان وصال ہوگی پھر تم اُسکے ساتھ فرے اڑنا اور اُسکو اپنے گھر سے جانے دینا
 اُسکے باپ سے کہنا بھیجنا کہ آپ کی بیٹی میرے یہاں آئی ہیں اور مجھے عاشق ہیں میں نے آپ کی
 آبرو کا خیال کر کے انکو ہاتھ نہیں لگایا ہر اب اگر وہ آپ کے گھر آنے پر راضی ہوں تو آپ خود
 آکر لیجائے اور اگر نہ رہنی ہوں تو بدنامی کی شہرت ہوئیگا خیال فرما کر مجھے منع کر دیجئے
 باپ کو اُسکے یہ شکر غصہ آئیگا اور بیٹی کو اگر دیکھا کیگا مگر وہ کیس طرح تمھاری محبت سے ہاتھ نہ نکالے
 اُسوقت ناچار ہو کر وہ تمھارے ساتھ شادی کر دیگا بس اتنا تو میں کر سکتا ہوں اور اگر فرق
 میرے اس کلام میں بانا تو میں نے خون اپنا تمکو معاف کیا طلسم سے باہر تو میں جاتا نہیں ہوں
 جب کبھی تمھارے ہاتھ آجاؤں فوراً مجھے جس عذاب سے چاہنا ہلاک کرنا اور اُسکے علاوہ
 میں کئی لاکھ روپیہ کا جو ہر تمکو دیتا ہوں اگر یہ عطر کام نہ دے تو وہ جو اہر ضبط کر لیا اور اگر مطلب
 تمھارا ہو جائے تو میرا مال مجھکو موپنا دینا اور جو تمھارا جی چاہے تو اور بھی کچھ مجھکو دینا ورنہ خیر
 تمھارا کام ہی نکلا سہی اس سحر نے کہا نہیں جو اہر آپ کیوں دین مجھکو یقین ہے کہ وہ عطر کام نہ
 دے گا کیلئے کہ آپ لوگ ملکوں ملکوں پھرنے والے عیار طرار آپ کے پاس جو چیز ہوئی وہ عمدہ
 ہوگی اچھا وہ عطر مجھے خواہ فرمائیے برق نے کہا اگر وہ عطر لیکر مجھکو تم یہاں سے نکال دو گے
 تو اسکا منتر جو ہر وہ میں مکونہ بتاؤں گا بھودہ عطر تمھارے کسی کام نہ آئیگا اُسے کہا کبھی ایسا نہو گا کہ

مین عہد کے خلاف کردن مگر ہاں یہ تو بتلایے کہ اگر کوئی سحر سے تاثیر اس عطر کی بدل دے اور
ملکہ کے دل پر سے عشق میرا اتر جائے تو کیا ہو برق نے کہا اس طلسم میں کوئی عامل عاوی عملیات
کا نہیں ہے اور ہم لوگ سحر نہیں کرتے ہیں مگر ہاں عملیات علوی کرتے ہیں یہ ایک بڑے کامل
فیقر نے مجھ کو پڑھ دیا ہے کسی ساحر سے رد اس عمل کا ہوگا ہلوگوں کا عمل افسر اسباب بھی نہیں رد کرتا
دیکھو حمزہ ایک اسم اعظم جانتا ہے پھر وہ عمل ایسا ہے کہ تمام ساحران زمانہ اس سے عاجز ہیں اور
اپنے غلبہ نہیں پاتے ساحر نے کہا ہاں یہ بات تو آپ سچ کہتے ہیں اچھا عطر مجھ کو دیجیے اور میرے
ساتھ چلیے برق نے خوب اُسکو پکار کر کے اور سمجھا کے ایک شیشی عطر ہوشی کی کسوت سے
نکا لکر اُسکو دی اُس نے دیکھا کہ سرخ رنگ عطر جیسے موتیے کا یا سیاہ کا ہوتا ہے شیشی میں بھرا
ہے اور ایسی خوشبو اُسکی ہے کہ شیشی کے نکالنے سے دشت میں خوشبو پھیل گئی ہے پس برق نے
تھوڑا سا عطر دوسری شیشی میں رکھ کر اُسکو دیا اور کہا اُسکو چہرہ پر اپنے مل لو اور چلو کہ اسکا
عمل بھی تمہیں تعلیم کروں اُس نے وہ عطر لیکر اپنے چہرہ پر ملا پس خوشبو اُسکی بخوبی ناک میں گئی
اُسکو چھینکین آئیں اور گر کر ہوش ہو گیا برق نے اول وہ اختر مردادید کہ جو برآن کا شاہ
جادوان نے اسکے سپرد کیا تھا لے لیا اور اسکے کپڑے اتار کر آب لیے اور آب رنگ وخن
خیاری کا لکا لکر اُسکی ایسی صورت اسطرح بنا کہ ہر چند کوئی تمیز کرے مگر نہ پہچان سکے اس صورت
پر تیار ہو کر بموجب ع یا قسمت و یا نصیب یا محنت اور اُسکو دوش پر اپنے لاد کر ایک
سمت کو روانہ ہوا دیکھا کہ گرد آگرتو ولیا ہی صحرا سے ہول خیز و سیاہ رنگ کہ جیسا اوپر حال
بیان ہو چکا ہے اور بیچ میں اُس صحرا کے ایک راستہ بطور شرک کے بنا تھا کنارے کنارے
اُس شرک کے بارآن سیاہ کچھ بریاد کیے بیٹھے تھے اور درخت برگد و میل و ساکھ وغیرہ کے بڑے
بڑے تناور لگے تھے بادِ سموم سے ٹھنڈے اُنکے ٹھہلس گئے تھے اُن درختوں پر برگد اور جلیں
بیٹھی تھیں کہ چلیلاتی تھیں تاہم کی میں غل و شور مجاتی تھیں اُنکے چلیلانے سے ہلوہ زمین سے
اڑ کر پوچھا ب کھاتے تھے دیو سیاہ بکر ڈراتے تھے آوازیں مہیب ہمت سے آتی تھیں
ابو عبد اللہ الی حضرت اللہ رستم بھی اگر اس دشت میں آجانا سینہ فرط خوف سے تھرا تا اسفند
وہمیں دبر زو کا جگر شق ہو جاتا برق اپنے دلین سمجھا کہ یہی شرک راستہ زندان کا معلوم ہوتا ہے کہ

اسی طرف بھٹک چلنا چاہیے غرض یہ اُسی شرک پر اس ساحر کو لیکر روانہ ہوا اور اس کے ختم مر دیا
 ہاتھ میں لیے تھا تو اسی طرح جیسے پہلے رشتی تھی اب بھی وہ جگہ منور تھی اور وہاں کی بلیات
 اذیت نہ ہو جاتی تھی انشا اللہ تمام ظلمات کی سرشاہزادہ اسد چھوٹا کر جب کرنیکے نویان
 کی بجائیں اسی جگہ حکیم قسطاس الحکمت بھی قید ہیں اور افراسیاب جو آیا کرتا ہی تو اُس کے رہنے
 کی جگہ ہی سیرگاہ ہی بڑے بڑے نامی ساحر یہاں رہتے ہیں عزیز داران بادشاہ اسی مقام پر
 سکن رکھتے ہیں ماہی زمر و رنگ و خیرہ کے مکان کا یہاں سے راستہ ہی بانجھان کی عمارت
 بہت کچھ ہی غرض تا کہ یہ تین انشا اللہ آئندہ بشرط حیات بیان کیجا ینگلی حاصل مرام اب جو
 برق اس شرک پر روانہ ہوا کئی کوس راستہ طر کر کے ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ وہاں دو پہاڑ
 چھوٹی چھوٹی بنی تھیں اور اُس پر نیکم کے درخت سیاہ رنگ کے لگے تھے اور بہت دور تک
 صحرا سے قلب تھا کہ وہاں درختوں کے سایہ سے کوسوں تک سیاہی پھیلی تھی نیچے اُن درختوں
 کے دُشوان اُٹا ہوا تھا بالکل ظلمت سرادہ مقام تھا اور اُن پہاڑیوں کے بیچ میں دو قصر سیاہ
 رنگ کے بزرگ بنے تھے ایک قصر کا دروازہ مقفل تھا اور دوسرے کے دروازہ پر دو
 ایک ساحر بیٹھے تھے برق نے اُن ساحروں کے قریب جا کر کہا کہ کہاں ہی نہی سحر اور اُرد
 ظلماتی کہ میں فرستادہ شاہ جادوان افراسیاب آیا ہوں وہ ساحر یہ سنکر اندر اُس قصر کے
 گئے اور کچھ عرصہ میں آکر گویا ہوئے کہ چلیے آپ کو اُردروا فعی بلاتے ہیں برق ساحر کو
 لاوے اندر قصر کے گیا دیکھا کہ اس مقام پر دالان عظیم الشان بنے ہیں کہ جس پر ستر کاری میاہ
 کی ہر رنگ موتی جا بجا لگے ہیں اور دالان کے کونوں میں اُردو سے منہ کھولے بیٹھے ہیں
 چھتوں میں ہزار ہا گنتے تنگے ہیں برق جیسے ہی اندر گیا وہ سب گھنٹے آپ سے آپ بجنے لگے
 جو جکار کا سامری جی غلغلہ بلند ہوا اُردو دن سے قلاب آئین چھوڑے برق اور آگے
 بڑھا دیکھا ایک دالان میں پتھر سیاہ رنگ کے زمین پر نصب ہیں اور دیواروں میں ہزاروں
 تصویریں لگی ہیں اُن پتھروں پر جو کیاں آنسو کئی کبھی ہیں اُن پر لوچا کر نیکا سامان رکھا
 ہی کیوں کے پھول بہت سے دُشیر ہیں گھنٹیاں رکھی ہیں سلوٹیاں موجود ہیں اور دوسرے
 طرف ایک بہت بڑا دالان ہی کہ ستون میں اُس کے درون کے بچے کاری نیلم کی کی ہی اور

والان میں فرش سکلف تالین ہا سے گلدار خوش رنگ کا بچھا ہوا اور اس فرش پر پلنگریان چاندی کی لگی ہیں اور نوڑ سے بنی ہیں تو شک اور چادر سفید اسیرار استہ ہر ڈوریوں سے لگی ہیں تکیے نفیس اپنر رکھے ہیں اُن پلنگون پر اتر در سحر اور افنی سحر دونوں بیٹھے ہیں سنے بشتیان شراب کی اودقاہیں بہرگز کباب کی میزوں پر لگی ہیں جام رنگین اُن دونوں کے ہاتھ میں ہو رہتے جاتے ہیں اور شراب پیتے ہیں میوہ کھاتے ہیں اور جب دوسرے والان کی طرف مست ہو کر دیکھتے ہیں از خود طرح طرح کے باجے بجنے کی صدا آتی ہے اور مشتقان بری چہرگان کی آوازیں گانے کی سنائی دیتی ہیں دونوں ساحر جام مے عشرت سے سرشار ہیں ہوائے خرمی سے دل باغ باغ ہوئے سرت سے خاطر گلزار ہیں ہر چند کہ صورت میں بہت دغ و غوار اور سیرت میں ناہنجار و بدکردار ہیں مٹھ سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہونٹھ تھوڑی تک نیچے کے لٹکے ہوئے اوپر کے پردہ بینی سے گزرے ہوئے دونوں کی صورتیں مثل ازدر کے دغ و مثل انسان قوی تن کے ہیں لیکن اس دولت و ثروت میں مست و لایعقل بنے ہوئے بڑی عیش و عشرت سے مربع نشین مسند فراغت ہیں

باریش خند و انہ تمام
مرصع گلوبند اکیس زر
بتختہ یسار اور نکبت قرین
نظر میں تھا دونوں کے سم کا اثر

سلح تھے وہ ساحر زشت خام
انگارین زرہ پر تکلف کمر
تھے اسطرح آراستہ و بعین
تھے ہمیشہ شکل خنزیر و شوریدہ سر

برق نے انکی صورتیں دیکھ کر دل میں خوف کھایا پناہ برحمت خدا کے اکبر لایا مگر دل اگر سامنے گیا اُن دونوں نے اسکو بصورت شیر بن اشترار خواص خاص شنشاہ افراسیاب دیکھ کر تنظیم کی بہرہ قبول اپنے مقام پر سے اٹھے اور ہاتھ پاؤں کے برابر اپنے لاکڑ بٹھایا اور رکھا کہ آپ نے سرفراز فرمایا ہے پیشتر خبر کی ہوتی کہ ہم سواری بھیجتے اور بارام تمام آپکو بیان لے آتے خیر اب جو آپ تشریف فرما ہوئے بہت اچھا کیا لیکن اس گٹھری میں کیا ہے اور باعث تشریف آوری سطر سے کیا باعث ہے برق نے کہا کہ میں بہت دنوں سے تمہاری ملاقات نہایت سمات و الفت آپات کا مشتاق تھا مگر ظلمات میں آنے کا کوئی سبب نہ پاتا تھا سامری کو انکو

کہ دل ٹڑپ کر رہتا تھا بارے آج یہ سبب پیدا ہوا کہ برق فرنگی عیار شاگرد عمر بن مسیہ
 زمری بڑی تلاش و کوشش سے گرفتار بدست شہنشاہ ذی تبار ہوا اس ظالم اظلم نے تو بڑا غضب
 ڈھایا تھا کہ ہزار ہا ساحر کو قتل کیا تھا اور گروہ گروہ ہندوگان سامری کو ہیوس کر کے بے بس نکال دیا
 کسٹھی سرج ہاتھ ہی نہ آتا تھا ڈبہ خاک حبشہ کا اور چادر سحر کی پا گیا تھا یہ کلمہ تمام ماجرا اپنے اوپر
 جو گزر چکا تھا مہیب فیلمتن کے قتل کرنے میں وہ سب بیان کر کے کہا کہ اب جو یہ قید ہوا تو
 شہنشاہ نے مجھ کو بلا کر فرمایا کہ تم کہا کرتے تھے مجھ کو ظلمات میں بہر ملاقات دار و نئے زندان بھیجے
 تو آج اس قیدی کو بجا دے ان سے ملاقات بھی کرنا اور اسکو ان کے سپرد کر کے تاکید اکیہ بہ حفاظت کر دینا
 چنانچہ میں اسکو بڑی دقت سے لگے و تنہا لیکر بیان آیا ہوں فرط خوف سے کسی آدمی کو بھی
 ساتھ نہیں لیا کہ بباد اہجوم کے سبب یہ مچھوٹ بچائے اب شہنشاہ کا حکم ہے کہ اسکو بھی اسی مقام پر
 کہ جہان بُراں شمشیر زن قید ہو گرفتار کر دو اور دونوں پر سختی شدید کر دے تاکہ قید ہی میں
 ہلاک ہو جائیں ایک وقت بھونے چنے اور ایک کوزہ آب کھانے پینے کو دینا خبردار کوئی رعایت
 ان دونوں کے حال پر نہ کرے اور یہ عیار بڑا چرب زبان و مکار ہی اسلئے میں نے اسکے ذہن
 کو نار سے باندھ دیا ہر کہ بات نکر کے جسوقت تم اسکو آب و غذا دینا اسوقت دانت اسکے کھولنا
 اور جب تک یہ کھائے اسوقت تک تم سامنے بیٹھے رہنا مگر اسکی باتوں کو نہ سنا ورنہ زبان میں
 اسکی وہ ناشر کلام ہی کہ صاف تمکو فریب دیکر مار ڈالے گا اور آپ کھجائیگا افعی اور اثر درسنے
 کہا اچھا اب اسکو ہوشیار کرو اور پشاور سے کالواؤ سنے کہا وہ میں نے آپکو اسقدر سنجھایا پھر بھی
 آپ نے کچھ سماعت نہ فرمائی سہل اسکا ہوشیار کرنا سمجھ لیا اے صاحب ہوشیار ہوئے ہی
 یہ آفت برپا کر دے گا مجھکو اور آپ کو مار کر نکلی جائیگا مفت کی بدنامی بھی ہوگی اور جان
 بھی جائیگی اے صاحب ذرا سمجھ بوجھ کے بات کیا کیجیے انھوں نے کہا فرمانا آپکا بجا ہے لیکن
 اب کیا ہم بالکل حلوا ہیں جو یہ کھا جائیگا اے یا بیان خود یہاں سے نکلیں نا کو کب کا تو
 دشوار ہی یہ کھلے گا تو کیا کر لیا دوسرے یہ کہ مگر کرنا اسکا کام ہے اب ہم ایسے بیوقوف بھی
 نہیں کہ صرف سب ماجرا سننے جاتے ہیں اور پھر اسکے فریب میں آئینگے برق نے کہا
 آزمائی ہوئی بات کو آزمانا جہالت ہی جب شہنشاہ ایسے ساحر کو اپنے دھوکے دیے

اور انھوں نے جان بوجھ کر فریب اسکا کھایا تو ہماری آپکی کیا حقیقت ہی بارہا انھوں نے گرفتار کیا اور قتل نہ کر کے یہ باتیں بنا کر چھوٹ گیا اسی بھائی یہ سب عیار بلاے بد اور آفت روزگار ہیں انکی آنکھوں میں عیاری ہی ہاتھ پائوں بلکہ روئین روئین میں عیاری ہی ہم میرا کہنا مانو تو اسکو ہوشیار نہ کرو اور اگر ایسا ہی تمھارا جی چاہتا ہی تو اسکو تنخانہ میں وہاں پہلو کہ جہاں بُراں قید ہو وہیں اسکو قید بھی کر دینا اور ہوشیار بھی کرنا پھر بھی وہ مقام ایسا ہو گا کہ یہ نکل نہ سکیگا اور دوسرے قید کرنا بھی منظور ہی ایک ہی مرتبہ سب امور سے فراغت حاصل ہو جائیگی یہ کلام برق کا شکر وہ دونوں اپنے مقام پر سے اُٹھے اور کہا خیر جیسا آپ فرماتے ہیں وہی کیا جاتا ہے آئیے چلیے برق نے پھر اسکا پستارہ اٹھالیا اور اُنکے ہمراہ ہوا وہ اُس مکان سے نکلا کہ دوسرے مکان کے دروازے پر کہ جسکو برق نے مقفل دیکھا تھا آئے بجائے قفل مارا ان سیاہ بطور قفل حلقہ باندھے اُس میں اس صورت سے لپٹے ہوئے تھے کہ بالکل قفل ہی معلوم دیتے تھے اُنھوں نے سحر ٹرما کر وہ مارا ان سیاہ گنڈے سے چھوٹ کر الگ گرے اور پانی ہو کر بہ گئے دروازہ کھل گیا یہ فوٹو اول آگے بڑھے سحر ٹرما کہ دروازے سے دو تک ہزار ہا اثر در و مار تھے کہ وہ سب کنارے ہوئے اور تاریکی سے روشنی ہوئی اُوقت پکارے کہ اسی شیر آئے تشریف لائیے برق بسم اللہ دل میں کہ مکراندر قدمزن ہوا خدا نہ دکھائے جو مکان طرح طرح کے غدا ب سے بھرا ہوا جہنم سے تفاخر کرتا ہوا نظر ٹپڑا حال اُسکا اول میں بیان ہوا ہی اور اب بھی اُس نے دیکھا کہ ہر طرف تہ خانہ ہی در و دیوار سے سیاہی سونے کی طرح جڑی ہی اور اکٹھا ہو کر بلائے سیاہ بنجاتی ہی تصویریں دیواروں میں کالی کالی بنی ہیں کہ دبدم دیوار سے چھوٹ کر مجسم ہوتی ہیں اور منہ سے شعلہ چھوڑتی ہیں ذرا آتی ہیں گوشہ گوشہ میں مکان کے آوازیں ہولناک آتی ہیں وہ تصویریں جب دیوار میں جا کر نقش ہوتی ہیں تو آپس میں باتیں کرتی ہیں وہ کلام بھی اُنکے ایسے خوفناک ہوتے ہیں کہ جسکو سننے کے ساتھ تاب نہیں لاسکتے ہیں بوے بد مردے کے ستر جانیکی ایسی ہر طرف پھیلی ہی اور اژدھوں و سانپوں کی تو گنتی نہیں ہیشمار ہیں کسی جگہ طوق ذریخہ آتش انبار ہیں کہ وہ آپ سے مجرم کی گردن و کمر میں لپٹے ہیں

اور اُسکو جاڑتے ہیں بصدقِ خذوہ و خذوہ کم انجم فلوہ کا ماجرا عیان ہی خدا سے تعالیٰ ہر مسلمان کو
اس عذاب الیم سے بچانے کے جو وہاں ہر باوجود اس تاریکی کے گرمی اُسیں اس قدر ہی کہ دوزخِ ہاویہ وہ جگہ ہے کہ
رنگ یا قوت کا رمانی، ہر ایسا آبِ آتش کی زندگانی ہے

اگیا بیتال کی دوہائی ہے
شرم سے آگ پانی پانی ہے
ملی تھی وہ سیاہی لیکے دوات
طفل کو مشک و جوان کو کھچال
پیا سے مرتے ہیں پیاس مرنی نہیں
شکل آئینہ خشک رہتے ہیں لب
نکلے گڑی سے طرح گل کے پار
روزِ محشر کی دھوم تھی ہر شب
گویا پھنکتا ہے صور اسرافیل

بادشاہوں کی بادشاہی ہے
بسکہ گرمی کی آن پانی ہے
آگ سے دن کی جل گئی تھی رات
تنگی سے تھا قیدیوں کا یہ سال
تو بھی نیت اُنھوں کی بھرتی نہیں
پانی کیسا ہی بیٹ مین ہوا اب
چھوڑ کر خلق کو زبان کے خار
اس مکان میں بیان کروں کیا اب
تھی بناؤں کی ایسی سال و قیل

برق کے رویت وہاں قدم رکھو ہی کھڑے ہو گئے اور دل کو وہ وحشت ہوئی کہ بانوں جھٹنا
منزل ہوا بجز دل کو مضبوط کر کے آگے بڑھا بیچ مکان میں ایک تنہا نہ نظر آیا کہ اُسکے منہ پر
بہت بیماری تھیں نصب تھا افعی نے سحر سے وہ پتھر ہٹایا اندھیرا شل چاہ تار یک کے نظر آیا
مشعل سحر جلا کر اُنھوں نے روشنی کی اور اُسیں اُترے برق بھی اُترایا ان اگر جو دیکھا تو گور
تنگ کی طرح یہ مقام تھا اور ایک بوری باجھا تھا اُس پر وہ پروردہ مہدناز و نعم شمشاد کشور رحمت
و آرام نازک بدن و گلفام گلہائے گلستانِ عالم کی جان نین ملکہ برآن قیدِ بحرین جاڑی ہوئی بیٹھی
تھی اور اندھیری میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے ہر طرف دیکھتی تھی آنکھوں سے خواب و غورشل آہو سے
صحرائے وحشت رگ کر گیا تھا چہرے سے رنگ برنگ طائرِ بوستان اُڑ گیا تھا آنکھیں زرخس بیمار
یقین اندائیں ہر بار یقین لباس بدن کا سیلا کچلا تھا پیرہن بھی گریبان اُس گل کی بیسیں
چاک کیے تھا جاک گریبان تاندا امان تھا مردوں کی طرح اس گور میں پڑی تھی نہ تن میں نہ
نمی نہ توانائی تھی رفیقِ حال و شریکِ نفس بیسی و نہائی تھی یہ حال ہوا تھا کہ ابیات

کہ تھا گرد اسکے اک آتش کا گرداب
کرے تھی گریہ سے تزیین متاب
ہمیشہ گریہ و زاری سے تھا کام
گئے جون زرگس مخموز ہمار
نظر آتی نہ تھی کچھ چارہ سازی
کہ یارب مجھ کو دنیا سے اٹھالے
خداوند انو ہی آگاہ ہر راز
کرم کر اس دل اندوہ گین پر
وگر نہ جان و تن میں ہی جدائی

بچے تھا گرم یہ آنکھوں سے خون نہا
جگہ غازے کے منہ پر وہ بیتاب
نہ اُسکو صبر نہ طاقت نہ آرام
برنگ زلف کہ آشفۃ اطوار
بہت پہنچی تھی اُس دُکھ نے درازی
کبھی گھبرا کے کہتی تھی خدا سے
کبھی کہتی تھی وہ سرمایہ ناز
ترجم کر میری جان مسزین پر
عطا کر اے خدا مجھ کو رہائی

برق کے یہ کیفیت اُس مہ پارہ کی دیکھ کر آنسو نکل آئے بدشواری مضطرب یہ کر کے برق نقلی کے
پتارہ کو زمین پر رکھا اور سامنے بُرائی کے اُسکو کھولا اُسوقت اُشور و سحر اور افعی ملہائی
نے ملکہ بُرائی سے بعتاب یہ خطاب کیا کہ اے شوریدہ نبت کیا اپنے حال پر ملال پر روتی ہو
اب جسکو جان و جگر کے برابر سمجھتی تھی اُسکے حال پر آنسو بجا دیکھو تو یہ کون کپڑ کر آیا ہے نصیب
اُسکو اس قید سخت میں لایا ہے بُرائی نے جو اُسکے کھن سے غور کر کے دیکھا تو برق فرنگی کو
گرفتار پایا اور ردیاد دل سے کہا کہ وائے قسمت کی خوبی اب امید رہائی بالکل جاتی رہی
معلوم ہوتا ہے کہ اس بیچارے نے پتا لگا کر کسی طرح بیان آئین کا قصد کیا ہو گا میری رہائی کی
فکر میں آیا ہو گا یہ بھی گرفتار بلائے عظیم ہوا وائے صد وائے اتنا تو کہا کہ اے افعی سحر
کیا تو مجھ کو دکھاتا ہے کیا میں پہچانتی نہیں یہ شاگرد رشید عمر بن امیہ زمری ہی مہتر برق فرنگی
ارے نام و مرنے سے ہلکے کیا ڈراتا ہے مبارزان عالم کا کام ہی ہے آج یہ قید ہو کر آیا ہے کل انشاء اللہ
مجھ کو مار کر بیان سے جائیگا ہلکے چھڑائیگا اُشور و یہ شکر نہسا اور کہا اے ملکہ ابھی تک دل سے
نیرے ارمان رہائی نہیں گیا ارے نادان ماندے ماندے تا دو قیامت ہمیں جا ماندی
اب تا مدت عمر فراق عجم میں جان کھو یا کر یوہن بچھی رو یا کر بُرائی نے کہا جو کچھ قید رکھائے
کیا چارہ ہو صرغہ کوئی انسان نہ آجائے کسی انسان کے قابو میں نہ خدا تعالیٰ سے لیکن امید ہلکے

سوائے بیہوشی کے بُرائی کی نہیں، ہر اسد جا ہیگا تو ہم کو مار کر بیان سے جائینگے افعی نے کہا اگر تم کو تو ہم ہوشیار کر کے تمھارے سامنے فریج کریں یہ ہمارا بد ذات کیا کر لگا ملکہ نے کہا یہاں نہیں اگر میدان میں پہنچا کر اُسکو ہوشیار کر دو اور اُس پر سے سحر اتر لو پھر میں دیکھوں کہ تم کیونکر اُسکو بکڑ لاتی ہو موڈی کا ٹونجھکو عورت سمجھ کر دمکاتے ہو اگر میں قید میں سحر کے ہوتی تو اس بات کا تجھ کو جواب دیتی اُس وقت افعی لٹکھ حرام چاہتا تھا کہ ملکہ ناکام کے ساتھ بے ادبانہ کلام کرے اُس وقت شریر نقلی یعنی برق فرنگی نے کہا اے افعی سحر و اثر در ظلماتی اس مزرعات و اہیات گفتگو سے اور اس عورت زبان دریدہ جھو کری ناشایت زبان سے بچنے کا کیا فائدہ ہر اب تم اس قیدی کو ہوشیار کرو میں دانت بھی کھولے دیتا ہوں اور ملکہ برآن شمشیر زن اور تمھارے مطلب دلی کا خلاصہ اُسکی زبان سے قبول کرائے دیتا ہوں یہ کمار برق فرنگی نے کچھ بظاہر افسون پڑھ کر پانی کا چھینٹا منہ پر شریر یعنی برق نقلی کے مارا اور دانت اُسکی فی الحقیقت باندھ دیے تھے وہ بھی کھول دیے اور پوچھا کہ اے برق اب تبلا کر کس حال میں اپنے تئیں پاتا ہے شریر گھبرا کر اٹھا اور بیٹھ کر چار طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا کہ اس زندان خراب میں کیونکر بحال زار بندھا ہوا میں آیا ہوں غرض جب خوب نگاہ کی برق کو اپنی صورت کا اسسا بنا ہوا پایا پس بتایا نہ پکارا کہ اے افعی سحر میں خواص خاص بادشاہ سحران افراسیاب شریں اشتر ار جادو ہوں مجھے شنشاد نے برق فرنگی کی قید دیکر اس طرف کو بھیجا تھا بس راہ میں اس مفتر نے مجھ کو دھوکا دیکر بکڑ لیا اور آپ میری صورت بنکر اور مجھے اپنی صورت بنا کر بیان لایا، ہر واسطہ سامری کا تم دھوکھا ٹکھانا یہ کلمات سُکر اثر در اور افعی گھبرائے نہیں برق نے کہا کیوں میں نکمتا تھا کہ یہ ہوشیار ہوتے ہی آفت دُعا یگا دیکھا تھے کہ کیا مکر نے کیا، افعی نے کہا بھلا تم کب اس کے کہنے کو مانتے ہیں یہ لاکھ اس کرے شریر نے کہا اے نالاکھو تم آٹا بھی کیا نہیں جانتے ہو کہ بزدل سحر میرے حال کو دریافت کر دو کہ میں شریر ہوں یا یہ شخص جو میرا خمد بنا ہوا کھڑا ہے یہ سکراب اثر در اور افعی گھبرا کر کبھی صورت برق کو دیکھتے تھے اور کبھی شرم سر کو اور سنو نہ اٹھوں نے قید سحر سے شریر کو رہائی ندی تھی کہ وہ سحر کر کے بیان سے کلبانا اور اس گفتگو کو سکر برآن نے بھی بغور برق یعنی شریر نقلی کو دیکھا اور پہچان کر پیش کیا

برق فزنی ہی پس اشارے سے منع کیا کہ ای برق کیا غضب کیا جو تو نے اس مغتری بد وقت کو ہوشیار کر دیا اب تیری جان بچنا مشکل ہو اب بھی اگر گھٹا بچھوٹے تو یہاں سے نکلتا تو نے یہاں تک اگر سب محنت اپنی عیاری کی ضائع کی اس وقت برق نے ہنس کر آخر ضرور یہ کمر سے نکال کر تھام لیا اور ایک ہاتھ میں خنجر پھینک کر غرہ کیا کہ شاید ای کا فران ہم متر برق فزنی شاگرد ریش تراشہ کا فران و سر برندہ جادوگران عمر بن امیہ صغریٰ دیکھائے قدرت جناب اعدیت کو کہ کیونکر یہاں تک مجھ کو اس خدا سے مل تزل نے پہنچایا اور ملک بران کو کس خوبی سے اس تیبہ افراسیاب سے اور تمھاری چوکی پہرے سے میں نکالنی اس ظلمات میں آیا اب تم کوئی میرا اور ملکہ کو رکھ کچھ نہیں کر سکتے ہو یہ کلمات جو ان ساحران نابکار تے نے گھبرا گئے اور جلدی سے رد سحر پڑھنے لگے کہ شریرین اشرار بھی قابل سحر کرنے کے ہو جائے وہ تو مصروف سحر خوانی تھے کہ برق نے چمک کر اپنے تین قریب تران دونوں کے پہنچایا اس وقت انھوں نے ایسا سحر پڑھا کہ ہزار ہا سانپ پیدا ہو کر برق پر آیا لیکن بسبب آخر ضرور یہ کے قریب آکر وہ ماراں سیاہ پانی ہو گئے اور برق قریب تو پہنچ ہی گیا تھا وہ بیضہ بیوشی کے ایک ناک برافعی سحر کے اور دوسرے شریرین اشرار کے کہ وہ بھی چھوٹ کر قریب تر آ گیا تھا مارا کہ دو چار تار کر زمین پر گرے اور اثر و رطلمائی جست کر کے الگ ہوا برق بساں برق جندہ کو دکرا کے برابر ہی تو پہنچا اس غرہ میں بران پکاری کہ ای برق آخر مجھے دے کہ وہ مجھ کو خوب کام دیگا میں دماراں تیاروں کا نکالوں اور اس قید سے چھوٹوں برق نے کہا اے ملکہ یہ اثر و راجی بیوش نہیں ہوا ہر سادہ انکو کچھ ضرر پہنچاے اس سے بھی مجھ کو لڑ لینے دو ملکہ نے کہا ای برق یہ اثر در کیا سگ نہیں افراسیاب بھی اب مجھ سے یکایک سبقت نہیں لیجا سکتا اور افراسیاب کے باپ سے بھی میں نہیں دیتی برق نے قریب ملکہ کے پہنچ کر وہ گوہر حوالہ کیا اور چاہا کہ افنی سحر کو اور شریر کو مار ڈالوں اس وقت اثر و رنے سحر کے دستک دی کہ برق کا ہاتھ سوکھ گیا اور بران سے کہا ای ملکہ یہاں سے نکلتا بہت مشکل ہو ضرور رہنا یہ لکھا ایک نریج ملکہ پر بھی پھینک مارا ملکہ بران نے کہا او پاجی ملکہ ایج حیری ہی یہ طاقت ہوئی کہ تو ہلکور و کئے لگا اے جیسے میرے باپ کے ملازم ویسے ہی افراسیاب کے یہ لکھا اے جو کی تو وہ نریج بیج میں آکر پٹ گیا برق تو جست کر کے

الگ ہوا اور آدھا ترنج اُسکا گوئے کی طرح پٹ کر اثر و زطلات کے سینہ کے پار ہو گیا کہ وہ سیدھا
 جہنم میں پہنچا اور آدھا ترنج اُس زندان کی دیوار دن پر جو پڑا وہ بلیات اور تصویرات وغیرہ
 جلنے لگیں اور صدائے الامان الامان پیدا ہوئی کہ ارے جلا سے ڈالتی ہی مارے ڈالتی ہی
 اُسوقت ملکہ نے اختر کی لوین کا ثنا شروع کیں کہ چند لوین افعی سحر کے جسم پر جا کر گرین کہ وہ جلنے لگا اور
 برق نے شیرین اشرا کو فوج کر ڈالا وہ خانہ سحر کا اڑ کر جانب فلک گیا باہر جو ساحر کہ چو کی
 پہرے پر تھے کچھ بھاگ گئے کہ یارو ایسی آفت کبھی زندان خانہ میں نہ آئی تھی ہم مدت سے یہاں پہل
 دینے پر لو گرہیں لیکن کبھی ایسی واردات نہیں دیکھی دو چار نے جو بُرائ کو نکلتے دیکھا روکنے کا
 قصد کیا ملکہ نے اختر کی لوین کاٹ کر اشارہ کیا کہ اُن سب کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر تو صدائے
 گیر و دار دو گیر بلند ہوئی ظلمات میں اور زطلات چھا گئی بیرون کے شور میں کان بڑے آواز
 نہ سنائی دیتی تھی بیرون تے پٹتے لاشہ اثر و افعی اور شیرین اشرا کے لیکر اپنے بگولہ بنا اُن
 لاشوں کو اڑاتی ہوئی جانب افراسیاب خانہ خراب روانہ ہوئی اور ملکہ بُرائ شمشیر زن
 بروز سحر قطاب تیز پر واز باز برق کو پنجہ میں داکر روانہ ہوئی اور ازبکہ مرنے سے محافظان ملک
 کے وہ رستہ بھی قریب ہو گیا تھا کیونکہ یہ رستہ زندان ظلمات کا تھا اصل راہ ظلمات کا رستہ
 اور طرف سے ہی کہ حال اُسکا بیان ہوگا اور زطلات کے یہ معنی ہیں کہ زمین طلسم کے نیچے بھی سارون
 کی ہستی ہے اور بیان کے ساحر خدا کی پناہ اُنکے سحر سے بچنا ساحران زبردست کا ممکن نہیں نصیر
 حال ظلمات بروقت سر شہزادہ اسد وغیرہ اور بروقت قحاحی طلسم بیان ہوگا انشاء اللہ غرض کہ
 بُرائ اس اختر کی وجہ سے کچھ دیر میں اُس درد کوہ میں کہ جدھر سے اشرا برق کو لایا تھا
 نکلی اور برق سے کہا کہ میں اب تیار کرنے جاتی ہوں اور اس بھڑوے افراسیاب کو
 جیسا تو اُس نے مجھے قید کیا تھا ویسا ہی مرا چکھاتی ہوں اگر اہل پرزادان میں نے اکر نہ توڑا تو نام
 اپنا نیا یا مگر مجھ کو گنبد سامری پر جانا پڑیگا اور وہاں سے تحفہ لانا پڑیگا جب وہ پل ٹوٹے گا اب تم
 یہاں سے اپنے لشکر کی طرف جاؤ مگر افراسیاب پاس لائیں محافظان زندان کی پہنچنگی تو وہ بھاری
 فکر ضرور تر کرے گا اور اپنے خیریت خواجہ سے اور سب سے کہدینا اور ملازم ہمارے
 ناعلمان در بند اگر تمھارے لشکر کے ملحق اترے ہوں تو اُن سے کہنا کہ ملکہ نے کہا ہے کیا تم سب جلوس

میں ہمارے ساتھ آئے تھے کہ ہم قید ہو گئے اور تمہیں کچھ ہاتھ پاؤں نہ ہلائے اب یا تو اس بھڑوسے
 افراسیاب کو قتل کرو یا اپنی جان دو نہیں تو اپنے اپنے ملک کی طرف جاؤ جب میں آؤنگی تو
 اس وقت جو کچھ جسے جان بخشی کی ہوگی اُسکو دریافت کر کے علیٰ قدر مراتب سرفراز کر دینگی اور جو
 کوئی لڑنے مرنے سے ڈرا ہو گا ملک و مال اُسکا ضبط کیا جائیگا برق نے کہا اے ملکہ میں مدت سے
 قید میں افراسیاب کے تھا اسوجہ سے بھوکا پیاسا ہوں اب ذرا دم لے لوں تو جاؤں ملکہ نے
 یہ سکر صورت اپنی اہل بنائی اور دُرُودِ کدہ میں بزورِ تحفِ شیں بچایا اور بہت کچھ شکر یہ برق کا اُس نے
 ادا کیا کہ واقعی اُسے برق وہ کار نمایاں تمہنے کیا ہے کہ کبھی کسی نے نہ کیا ہو گا میں تمکو ایسا خوش کر دینگی
 کہ عالمِ عالم اور دنیا دنیا تمہارے رتبہ اور مرتبہ پر رشک کر پئی یہ کلمہ اُس نے چاہا کہ سحر سے کچھ سحر و نون کو
 بلائے برق نے کسوت سے کچھ پیوہ اور کچھ کباب نکال کر ملکہ کو بھی کھلائے اور آپ بھی کھائے جب
 آسودہ ہو چکے گلابی شراب کی نکال کر دماغِ بادۂ ناب سے گرم کیا اور خوب آرام کرتے رہے یہاں تک کہ
 سرخوش و سیراب ہو کر بُراں شمشیر زن ایک طرف و برق ایک سمت کو روانہ ہوا اب یہ دونوں
 تو اپنی اپنی فکر میں جاتے ہیں حال انکا بیان ہو گا لیکن اب حال برق نقلی کا بیان ہوتا ہے
 کہ شاہِ طلسم نے بصورتِ برق ایک پتلا بنا کر حیرت کو دیا تھا چنانچہ جب تک شہرِ برق کو لیکر
 جانبِ ظلمات گیا اور جو معرکہ کہ بیان ہو چکا ہے برق پر گزرا اس وقت تک یہاں ملکہ حیرت نے
 یا قوت و زمر و وغیرہ اپنی خواہوں کو بلا کر حکم دیا کہ رات بھر میں نے اس موڈی کاٹے کا پیرا
 دیا ہے اب صبح ہوئی ہے تم سب اس موے کو قتل کرو کیونکہ کوئی بات میرے لیے بخیر متی کی اٹھ نہیں
 رہی اس سے تو مار ڈالتے تو اچھا تھا جوئی تک میری کٹ گئی میں یہی سلطنت سے طلسم کے درگزی
 اُبرد کا ایک پیسہ بہت ہوتا ہے اور بچہ متی کے لاکھ روپیہ نہیں اچھے اب میں اپنا ستھ اُس طلسم میں دکھانے
 قابل نہیں رہی مگر کیا کروں وہی قتل ہے کہ ٹوٹے ہاتھ گلِ جنڈرے پڑی تم جا کر فوج کو تیار کراؤ اور اُس
 موے عیارِ بد کردار برق ناہنجا رکوساٹنے لشکرِ مہرخ نابکار کے قتل کرو پس جب فرمانِ جب الامعان
 ملکہ عالیشانِ نیر سحر کو دم ملا ہزار ہا ساحر مکر باندھ کر اور جاوہ گرِ نیاں مسلح و مکمل ہو کر میدان میں نکلیں
 پراجا نے لگیں شور و غوغا نے گنبد گردان سپہر کی سقف کو ہلا یا آفتاب کو تھرا دیا وہ لشکرِ دن کی
 ان بان وہ سحر کی شان دھواں گوگل اور مرجون کا بلند ہوم خانے فیضانِ جنگی پر لدے اسپر سحران

اگرچہ بیٹھے کھنور سینہ و روچہ دن کے تمام جسم پر لگے مندرے کانوں کے ہلتے جاتے اڑد پھنکارتے
طاؤران سحر اڑتے چلیں منڈلاتین ساجردن کے سحر سے دریا پیدا ہو کر موج مارتے فلک سے ستارے
ٹوٹتے اندھیرا گھپ ہو جانا اُس میں سورج نکل آتا متاب سحر کی رشتی سے چاندنی کھل جاتی دن کو رات ہو کر
دنیا نیزنگی دکھائی آفت عظیم برپا کر بموجب امیات

کیا ساحردن نے غضب شور و شر
سراپا بد انجام داد بار اوج
چلے فوج لیکر سوئے رزم گاہ
جھکے جنگ پر سب وہ بیدن گردہ
قدم کانپتے تھے اٹھاتے ہوئے
مگر جلد تن محو غم فرار
ہوا حال پھر کیا روایت تو سن
علی الرغم بھاگینگے سب نوک دم
فراری ابھی ہونگے سب بیدریغ
مینگے وہ سب تو بھی بس آتو دیکھو
ذرائنگ پاؤ تو ہونگے روان

ہوا دوسرے دن جو وقت سحر
بہ تجویز ملک وہ سب اہل فوج
غضب اٹھتے شکل ماہ رسیاہ
صف آرا ہوئے رہن ماند کوہ
ٹھٹکتے تھے میدان میں آتے ہوئے
غرض ہو پنے رن میں دکھاتے قرار
ذرا مجھے انکی حکایت تو سن
لڑیکا بھلا کون بے اُستلم
نہ میدان کرینگے نہ نیزہ نہ تیغ
پھر آئے ہیں رن میں تماشا تو دیکھو
دیشہ وہ جرات اب اُپن کمان

الحاصل یہ سب فوج شقاوت موج جب اگر میدان میں قائم ہوئی جادو گر اور ساحر نیاں بعض زمین
میں ساگین کہ طبقات ارض کی خبر کھین اور بعض بالائے ہوا جا کر قائم ہوئیں کہ اوپر سے کوئی نہ آنے
پائے جب یہ درستی ہو چکی جلاذ از کاش تسمہ کش وغیرہ طلب ہوئے اور سانے لشکر مخرج کے ایک بہت
بڑا لکڑ زمین میں نصب کیا اور دار اُس کے برابر گاڑ دی چوڑی کبت کا بنایا اُس پر بوریا فلاکت کا
بچھایا اور برقی نقلی کولا کر اس پر بٹھایا حیرت باسیرت بھی تخت سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوئی
اسکی سواری کے گرد پیش ہزار عالم کھلے ہوئے چاند اپر سحر کے لئے تھے کہ وہ روشنی بسان قمر فلک
دیتے تھے سواری جہان سے گذرتی تھی وہ جگہ ہنوز روشن ہو جاتی تھی صد ہا گھنٹے اور گھڑیاں کتنے
تھے کہ جبکی صدا سے گوش فلک کر تھا شور کرنا نے طبقات ارض وغیرہ میں زلزلہ اُلتا تھا یہ

تعلقلہ تمام لشکر اور ساکنان پشہ نگین حصار اور اطراف طلسم کے ساکنوں کے گوش زد ہوا کہ اب
عیار شاگرد رشید عمر نامہ ارطغرڈار لشکر مرخ جہاں آج قتل ہوتا ہو بس یہ حال سُکودہ سب کا فرہ ہے
نماشا روانہ ہونے اور سیر دیکھنے اس میدان میں آنے کے بہت ساحر مکانہاے بلند پر جا کر ٹھہرے
بہت سے اڑکے بالاسے ہوا گئے کہ یہاں سے اس باجرے کو دیکھینگے بہت سے درختوں پر چڑھ گئے
اب جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی سوائے آدمی ہی آدمی کے اور طائرانِ سحر وغیرہ کے اور کچھ نظر آنا
دشوار تھا شور و جھڑا لشکر کا بعض اُنہیں خوشی سناتے تھے ترانہ عشرت کاتے تھے کہ ان عیاروں نے
بڑی سرکشی جتائی تھی ساحرانِ نامی اور سردارانِ گرامی شہنشاہ کو بڑی بے عزتی سے قتل کیا
تھا ارے میانِ ان عیاروں نے کیسے کیسے اولو الغرم ساحروں کو اور کیسے کیسے نازنینانِ قمراندا
دگل پیرہن جادو گرینوں کو اس حال خراب سے مارا کہ شیشہ ہلا کر اور مقام برا زمین سنجی چلا چلا
ہلاک کیا ہر اب آخر تا بجایا اس غلم کی بھی انتہا ہو دیکھو آج یہ سرکش گرفتار ہو کر غدا ابلم سے
قتل کیا جاتا ہے ملکہ حیرت جس غدا اب سے اُسکو مارے وہ تھوڑا ہی بعض ان کلمات کو سکر
کتے تھے میانِ سامری کو یاد کر و جہشید مکرے جو کوئی عالیشانِ گرامی قدر اسطرح گرفتار پنجہ قضا قدر
ہو اور ان لوگوں کو کہ جنکو ہمیشہ و ہشل پشہ و گس کے سمجھا کیا ہوا انکے ہاتھ سے ذلت اٹھ سائی
مگر یہ بھی اموراتِ تقدیری ہیں اور ہمیشہ سے اس دہرِ غدار اور فلک کج مدار کا یہی نقشہ ہی رہے
غفلہ مزاج دوام سے عالی ہمتوں کا دشمن رہا ہے بڑے بڑے نامور وں کو اس نے ہزاروں لخت
دخواری سے قتل کرایا ہے خاک میں ملایا ہے کیا قصہ ہمیشہ تکواید نہیں کہ کیسا نامی و نامور سب گتے جو
کا خدا تھا جو چاہتا تھا وہ تقدیر کر کے کر دیتا تھا تخت اُسکا دوش دیوان پر رکھا جاتا تھا اور بالاسے
ہوا جا کر جلوس فرماتا تھا اپنے عہد میں کیا کیا چیزیں اُس نے نہیں پیدا کیں کشتی دریا میں اس نے چلائی
کپڑا بننا لوگوں کو سکھلا کر سکھو عار برہنگی سے بچا لیا عمارت بنانا اس نے خلق فرما کر سکھو بربادی سے
بچا یا صحراے پریشانی کے سب گمراہ تھے اپنے اپنے مسکون میں اگر بارام تمام سکونت گزین ہوئے
تمام عالم میں اُسکی تصویر کو لوگ سجدہ کرتے تھے اور وہ بکے خدائی اسی کرتا تھا کہ آجک ہم لوگ
اُسکے پرستش کرتے ہیں اور اُسکو اپنا مبود برحق جانتے ہیں گو اُسکا ایسا فیض اب تک جاری ہے
لیکن بادیہ و ہویہ شوکت و عظمت و قدرت خالق کے ضحاک ماراں ایک شخص ادنیٰ بندہ اس مالک کا

ایسا زبردست ہوا کہ اُس نے خداوند کو کس ندت دھاری سے قتل کیا یعنی خداوند کو پہلے شکست دیا اور
دشت ادبار کیا پھر تلاش کر کر اور دھونڈا کر قید کر لیا اور مچھلی کی ہڈی کا آ رہ ہوا کر چر د اڈالا اور ایک
خداوند کے دو کر اڈائے اسی طرح سے یہ فلک سفلہ پرورد نی طبیعت ہی کہ ایک دطرہ پر اسکا مزاج نہیں
رہتا ہی گا ہے چنان گاہے چین ہمیشہ دشمن جان ناموران ہی کہ نظم

<p>عینت جان لے ظالم یہ تو دم نہن رکھتا چرخ عیش بنیاد خوشی کا جھلکے ہی جس بادہ رنگ جو کرتا ہی تلون و مصر کا گل نہ پھر بلبس ہی نہ گل ہی نہ باغ ارے ای گردش افلاک بے مہر وہ کس بنے نے سراپسا اٹھایا کوئی پاکیزہ گو ہریان پنجھوڑا تیرے ہاتھوں سے بلبل ناکش ہی</p>	<p>کہ عرصہ اس ہوا کا ہی بہت کم نظر آتا ہی زیر دامن باد سدا مینا ہی اسکا مورد سنگ کہان ساغر کہ ہر شیشہ کب مل لبوں پر ہی نقات اور دلہہ ہی داغ ملاے خاک مین کیا کیا تو مہ چہ نہ جسکو خاک مین تو نے ملایا جسے سنگ جفا سے تو نہ توڑا تجھے سے گل سدا آشفقہ دش ہی</p>
---	--

غرض یہاں تو یہ ہنگامہ قتل برق برپا تھا اور حال سننے کہ جاسوسان لشکر معر جویہاں موجود تھے
انھوں نے مضطرب ہو کر اپنے تین خدمت مکہ مذکور مین پہنچایا اور سر عجز و نیاز سامنے جھکا کر
دعا دیناے بادشاہی بجا لا کر کہ ابیات

<p>یعنی ای بادشاہ ذی عزت رفت جو دست سے تیرے پنجم آفتاب سے جس طرح کھشن دہر مین چہار طرف خیمہ کے بھی گرہ مین بند کیا دست دپا اپنے گم کرے ہی عدو پوچھتا ہی ہر ایک سے سچ کہ</p>	<p>تیری شمشیر فرق دشمن دین دامن خلق کا یہ ہی یہ آئین بہرہ ور ہو ہمیشہ روے زمین ایک مفلس جو دھونڈھے تو نہیں تیری بخشش نے مشت زر کے تین یاد کر تیری تیغ و خنجر کین سر میرا لشکر بون مین ہی کہ نہیں</p>
---	--

ایو ملک دوران نصفت نشان مہتر مہتران و بہتر بہتر ان یعنی برقی فرنگی عالیشان کو سیرت بد سیرت
قتل کرنے لائی ہر میدان میں لشکر ظفر بیکر حضور موفور السور کے تمام ساحر و نمکی چڑھائی اور راکٹ
ہی کہ مکر جاسوس تو کنارے ہوئے اور ملک قلعہ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے تمام دربار سالار
سب رونے لگے پھر ملک نے لیفر سحر کو دم دیا صد اسے لیفر سنتے ہی دلاور جو بیٹھے بیٹھے آؤب
گئے تھے اور مشتاق رزم تھے وہ خوش بھاش و فرناک ہو کر کہنے لگے پٹنوں اور سالوں میں
ناے جنگی اور کرنا کا شور بلند ہو اجلہ جلد طار اور افرد و عقاب و فیل آئین وغیرہ پر تخت سحر
رکھے گئے اژدھوں پر کاٹھی کچھ گئی بعض جادو گریوں کے لیے فیماں سحر پر بنگے موتیوں کے
از استہ ہوئے گرد ہر ایک کی سواری کے نہار ہا ساحر و جادو گریاں رال دگوگل کے شعلے
اور اتے لباس پکلف زیب جسم کیے روانہ ہوئیں گھنٹے اور ناقوس بجے زمانہ شور و شر قریب آیا
امن و آمان نے وہاں سے گریز کی روح سامری زیر زمین تھرائی جمشید کی روح بخش گوشہ
حد میں گہرائی زردشت کے دل کو ایسی لگی کہ بجائے نہ بھی آتش عناد و فساد وہ شعلہ درہوئی
کہ جسے آتشکدہ نمرودی کو اپنے روبرو سر دکر دیا دنیا نے وہ سرد مہری دکھائی کہ سوائے گرجوئی
دلا درون میں اور کچھ مذکور ہی نہ تھا تیز سے سرشیدہ بسان شعلہ جوالہ ہوئے سانوں نے
چنگاریاں خرمن جان عدو میں چھوڑنا شروع کیں تیرون نے وہ لگائی بجائی کی کراٹ تاب
شجاعت دشمن سٹائی و دہیوں میں آگ لگائی گرز وہ کل زنی کرتے تھے کہ بڑے بڑے
کاشکون کو جواب دندان شکن دینے پر تیار تھے تیرون کی زبان سے گالیوں کی بوچھاڑ
نکلتی تو عجب تھا گرزوں کے دہن سے لکارنے کی صدا پیدا ہوتی تو بید نہ تھا کمانہن بھی
آج سر جھکائے پشت خم کیے بیٹھی چھری بنی ہوئی تھیں منت کش ہو کر دل میں تیرون کا گھر کیا جاہتی
تھیں کراک کر دک کر دھمکاتی تھیں دلاور و تیرون کو لڑنے کے لیے کراکاتی تھیں بہادر و تیرون
میں تو یہ شور و شر تھا ساحر و تیرون علیحدہ ذکر فرج و ظفر تھا تیرون کو جان عدو لینے کی تدبیر
تھی ہر ایک پون جس سے پناہ پانی شکل ساحر و تیرون کے منیر تھے اکیا بتالوں نے جدا اپنا
فروغ دکھایا تھا میدان رزم آتش بہار بنا یا تھا اژدہ زہرا گھلتے تھے کہ جسم زال دنیا درم کر گیا
تھا چمنستان و ہرین غنچہ نہیں بھولا تھا جسم گلشن پر درم آگیا تھا جادو گریوں کی زلفیں جو گل

گئی تھیں مگر پڑھی ہوئی تھیں جادہ راہ عدم بنی تھیں کالی بلائیں پیچھے پڑی تھیں ایک
 ساحرہ شعلہ رخسار تھی یاد م رزم آگ بگولہ ہو گئی تھی غصہ کی صورت آشکار تھی وہ شعلہ ہائے سحر کا تافلک
 سر کشیدہ ہونا خانہ پیر فلک میں آگ لگ جانے کا دھڑکا وہ اندھیوں کا سحر کے زور فلک بھی اپنے سات
 چھوڑن کی خیر مانگتا تھا یہاں سات چھوڑنا پھوس سحر کر نیکو مانگا جاتا تھا تمام عالم میں شور شور
 قیامت برپا تھا کہیں ابر سحر چھائے تھے کہیں برق طہان تھی کہیں گھوٹا میں مورخ کھاڑتے تھے کہیں
 اُمی کالی بدلی میں سانپ برس جاتے تھے آج تو آسمان نیلگون بھی ایک طاؤس سحر معلوم ہوتا تھا
 جیسے نقتہ جادو نام ساحر سوار تھا جسکے ہر ایما سے زمانہ میں جادوئے آشکار تھا کسی ساحر نے چاہا تھا کہ
 نسر طائر کو پکڑ کر آج سواری لون کسی نے کر گس سپر پر کاٹھرا کھینچنے کی نیت کی تھی کہ اُسکو بھی بیگا تیر
 پکڑو نہ ہر ایک ساحرہ آفت روزگار نقتہ دھر آشوب زمانہ تھی وہ ملکہ بہار کے حسن کی کیفیت
 کشت حسن جسکا ہر ابھرا تاج تر چھا سر پر رکھا جوڑا بالونکا بندھا گویا نہار یا بلاؤ کو اس آفت زمانہ
 نے قابو میں کیا تھا یا بلاؤن کے لیے وہ کالا جلیخانہ تھا رخسار تانبہ فلک حسن کا آفتاب عفت
 جسکے نور میں وہ مقام کیا کشور دل عشاق بتیاب میں بھی نور و تاب تھا وہ لباس ارغوانی
 اُسکا خاطر دھر میں آگ لگاتا سینہ ابھرا ہوا سپاہ دلبری کا سرتاج بنا ہوا قامت رعنا قیامت
 دُعا نا اسی طرح معر خ سحر چشم کی شوکت و شان پر عالم عالم قربان تاج شاہی سے سر انور مزین
 قباے فرما زوای سے جسم نازک محلی چار قب شہنشاہی سے عروس سلطنت کو جو بلی سیطرح
 مخمور سنج چشم نشہ شجاعت میں چور بادہ حسن و خوبی سے سرشار و مخمور وہ اُسکا اٹھلا کرستانہ وہ
 چلنا نشہ عشاق کے ہرن کرتا ہر غمزہ و ناز اُسکا کشور دین و ایمان کو تاراج کرتا دیا حسن میں
 بڑا راج کرتا اسی طرح ہر ایک ساحرہ کی عظمت و صورت حسین و پر تکلیں پر زشار ہمہ تن آرایش
 تزئین یہ سب عرصہ شجاعت کے بل یگانہ دھر دریا بے جلاوت کے ننگ طر فہ تر باغ تنوری گچ
 گل آسمان دلاوری کے انجم بے نامل بزم حسن و ناز کے کل اپنے اپنے سواریوں پر بصد جاہ
 و خیم سوار ہو کر آگے بڑھیں صدائے روانگی لشکر میں دینا سمور ہو گئی وہ غلغلہ بلند ہوا کہ رستم
 اپنی گور کو دشت پرستیز باز نذران بھجھا سہراب لشکر افزا سیاب کی شوکت خواہ گاہ عدم میں بھولا
 یہ عالم تھا کہ بموجب ابیات

اُڑا کر ستور ستودہ سیر
بس اے شور غوغائے تذویر بس
دغا میں نداشت سے کب ہو براؤ
مسرت ہی کیوں اس مہرت کو دیکھ
بس اے سطوت سحر ہو پائے سال
لوطانی مین مہمت ہی ایسی بخیر
ظفر اب ہی صرغ کرم گستری
روکے کب بھلا ہو کے وہ بی پیام
اتارے نہ جب تک ہزاروں کسر
جہان میں جو تلوار کے ہین و مہنی
شہ نامور قمر خ تا جبار
تہ ران کیا اُسے جنگی فرس
روانہ ہوئی سوے میدان شباب

چلی شعلہ و شش فسق کفار پر
یہ تدبیر ہی سوئے تقدیر بس
نین پار لگتی ہی کاغذ کی ناؤ
ذرا فوج حیرت کی شامت کو دیکھ
ذرا دیکھ گردان دین کا جلال
دکھانی خدا کو ہی جرأت کی سیر
کہ جاتی ہی لڑنے کو قمر خ جری
جوراء خدا میں ہی کمپنتی حسام
اے رن پہ چڑھنے سے کیا ہو ضرر
وہ ہین حشم تیرا جہل سے غنی
ہوئی پھر ہی آمادہ کار زرار
پئے قتل کفار دل پر ہوسنس
ہر اک ساحرہ ساتھ یقین کا نیاب

اس جانب سے تو یہ لشکر ظفر بکر روانہ ہوا مگر حیرت کو بھی بُرا آن سحر نے خبر دی کہ قمر خ
لشکر بے جان دینے پر آمادہ آتی ہی بہت بڑی لڑائی ہو گئی یہ خبر سنکر حیرت نے اپنے
ساتھ کے ملازمین سے کہا کہ جلد جا کر جلاؤ نکابھی راستہ نہ دیکھو برق کا سرکٹ ڈالو
ایک ساحر خود سریہ حکم سنکر اُڑا اور برق بکرو سے ہوا سے سر برق نقلی پر گر جلاؤ
تو تیغ پھینک کر علیحدہ ہوا ہی مگر سر برق فرنگی وہ بجلی سحر کی کاٹ کر پھر بلند ہو گئی اور غوغا
ہوا کہ وہ مارا حیرت نے حکم دیا کہ طبل شاد مانی بجنے لگے اور کارپردازوں نے جلد فیل تو موجود تھا
لاش برق کو پائے فیل میں باندھ کر روان کیا اور سر کو اُس بلی پر جو میدان میں نصب تھی
آویزان کیا یہ عالم تھا کہ گردن کی رگوں میں خون تازہ جاری تھا اور آنکھیں برق فرنگی کی
حسرت آلودہ کھلی یقین کو یا بچشم عبرت ہر طرف نگران تھا کہ انجام کار سواے گوشہ مرقد کے اور کیا
ہونا ہی کو نہ ہی وہی خاک اوڑھنا اور کچھونا ہی بال بھورے بھورے اُسکے خون میں رنگین

ہو گئے تھے گویا مشالہ اجل نے اُس بہادر مجاہد کی ریش و مو سے سر کو حنا آلودہ کیا تھا اور اس سر سے آگاہ فرمایا تھا کہ اسے بہادر اسطرح کا مرزا کسکو نصیب ہوتا ہے تو سرخ رونی جاوید پالیا شیدائے بین نام اپنا لکھو گیا بطل فتح و بشارت کی آواز کان میں لشکریان صرخ کے بھی پہونچی صرخ قریب لشکر کینہ جو سے عدو پہونچ چکی تھی کہ طائران سحر روتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ امی ملکہ ام مہتر برق فرنگی کا نام ہوا یعنی وہ سیاح باغ بہشت ہوئے تمام لشکر ساحران حیرت میں خوشی ہو رہی

ہر کہ ابیات

خوشی سے بجاتے ہیں سب تالیان	نیار اگ لائے ہیں نکبت نشان
ہوا شور بس اہل اسلام میں	پڑا تھماکہ مجمع عام میں
خبر نکلے یہ سب تھے اندوہ گین	گریبان صرخ نے پھاڑا میں

ملکہ بہار و محمور نے بھی اپنے اپنے گریبان چاک کیے اور شور و نالہ و گریہ اُس لشکر میں بلند ہوا یا تو وہ تزیین و آرایش بحساب اس فوج کی تھی یا ایسی درہمی ہوئی کہ فوج اندوہ و یکا چڑھ آئی لشکر غم نے گھیر لیا ان بکسوں نے شکست فوج الم سے پالی علم ایسا کچھ پریشان ہوئے کہ بال اپنے سر کے کھول دیے جھانجھین کف انوس ملنے لگیں بطل و دہل سر پہنے لگے اور چوب غم سے یقین تھا کہ سر اپنے پھاڑ ڈالیں گھوڑے لشکر کے شبی بھرنے لگے بال بال کے اسطرح اُنکے کھل گئے کہ جیسے زن سوگوار بوسے پریشان گریان ہوتی ہے آنسو آنکھوں سے مرکبوں کے بھی روان تھے تیرا ایسے چپ و سن تھے کہ سن سن چلنا بھولے گرزوں نے مذمت و حیرت سے سر جھکا لیے ہر عام کی شکل نخل ماتم بنی فوج میں ابتری ہوئی مٹین ہنے لگیں رسالے یہ ان جنگ کے بھولے کسالی کما نین بار اندوہ سے پشت خم ہو گئیں ترکش لبان دل تنگ تھے سنا نون پر طعن و تشیع کا وقت آیا کہ سر برق کٹا اور تھسے کچھ نوں کا پیادے اب مرنے پر آمادہ ہو گئے سوار سوگوار ہو کر جان حزمین سے تنگ تھے جینا تنگ مار بھنے لگے ہر طرف ہی ذکر و تذکرہ تھا کہ افسوس اس مہتر عالی گہر کی وہ پاکیزہ صورت وہ اسکی نیک سیرت وہ تدبیر عیاری سب سے بہتر وہ رفیق جان نثار و دوست پرور افسوس نہرا افسوس کہ ایسی بھی صورتیں صفو و زکار و مرقع و صر سے مٹی ہیں تلم قضا ایسے نام بھی دفتر ہستی سے کاٹ دیتا ہے اے روزگار بے مہر

یہ کیا تیرا دھیرہ ہو کبھی تو کیسکو خوش و خرم دیکھ ہی نہیں سکتا ہر ماے اس نوباوہ گلشن عیاری
وسروری کو تو نے یوں دست برد خزان مرگ کیا حیف صد حیف اس آفتاب پہر کرم گسری کو تو نے

یوں سحاب اہل مین چھپایا کر ایسیات

ہر ایک اس فوج مین حیران شو شد
کوئی ڈالے تھا سر پر متصل خاک
نہ تھا بھولوں کے منہ پر مطلقاً رنگ
بنا ستر تا قدم وہ صورت آہ
لگے کرنے انھوں کی لوگ تسکین
نہیں دان کے گئے کو اسطرف راہ
نہیں بندے کو غیر از صبر چارہ
بیاید رفت زین کاخ دل فروز
یہ سب سیلی خور دست قضاہن
بنائے اس چمن کا سنبل و گل
ہر ایک خطہ پہ یان اک نازنین ہو

بزرگ گل گریبان چاک و مضطر
کوئی کرتا تھا تن پر پیرہن چاک
تھے غنچے دان کے سب اس سچم و لنگ
ہوا جو سرد اس حالت سے آگاہ
پھر آخر جسطح ہو رسم و آہن
کو گو کیجیے ہزاروں نالہ و آہ
ہر یان دم مارنے کا کسکو یا را
اگر صد سال باشی در بیک روز
نہ جان اشکال عالم دیر یا ہین
بگاڑین مین ہزار دن رسد و کاکل
یہ جتنا تختہ رو سے زمین ہر

منج و غیرہ نے کہا آخر تو مہتر برق فرنگی شہید ہو گے اور ہکو بھی انجام کار ایک روز رو
گور دیکھنا ہی پھر نام ہی کر کے کیوں نہ مر جائیں جب اپنا ایسا رفیق مہتر شفیق جہان سے
گذر جائے تو زندگی بیکار ہر اب ہم کیا نسخہ خواہ اور قرآن کو دکھائینگے لازم ہے کہ آج بغیر قتل
حیرت کے میدان نرزم سے نہ پھریں اور خون برق فرنگی کا عوض جان دیکر اس غیبی
حیرت سے لین ہوس جب ہمسے ضرغام نے اگر حال جلالت و عیاری مہتر عوم بیان
کیا تھا جب ہی ہکو انکی مدد کے لیے جانا چاہیے تھا و اسے غفلت و نادانی کہ ہم نے کچھ غور
اسوقت نہ کیا اور یہ زمانہ آگیا کہ اپنے مہربان کو ہاتھ سے کھو بیٹھے ہان اکیس ہادر داب نہ رگوں
اس لشکر خلدات اثر پر گرو پس یہ حکم سنتے ہی محمود بہار دوسر محمود نافرمان و شکیں برق
رعد پڑ پڑ کر تلوارین اور حر یہ ہائے سحر آمادہ مرگ و میاے قضا ہو کر سوار یان اپنی اپنی

بڑھا کر چلے یہ تو ادھر چلے اور اس طرف عمر بن امیہ جو مرنے سے جدا ہو کر صحرائین گیا تھا اور فکر ہائی بران کر رہا تھا اور درہ کوہ میں ساحر بنا ہوا کھڑا تھا غلغلہ آمد لشکریان سنا کر جب لشکر یہ بھی چلا اس طرف سے قرآن آتا تھا اس نے خواجہ کو دیکھا پہچانا اور سلام کیا اور رنج لگا عمر نے کہا خیر تو قرآن نے جوابے یا کہ استاد ہر چہ کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں مرگ سے ہر شخص کو دوچار ہوتا ہے کہ شعر

کچھ بھر دسا زندگانی کا نہیں | دم میں یان کیا جانے کیا ہے کیا نہیں

ایک ایک جانور اس طلسم کا ہم لوگوں کا تشنہ خون ہے برق زفر کی تو بھلا انسان تھا اور اُسکا گوشت پوست سب آدمی ہی کا تھا کچھ فولاد کا نہ تھا اسفندیار تو اڑدھات کا بنا تھا جسکو پنجہ قضا نے پھوڑا امرأتاد میں نے یہ حال برق کا سنا ہے کہ آج وہ داخل بہشت برین لیکن میرے دل کو یقین نہیں آتا اگر خدا نخواستہ برق مارا جاتا تو ایسا صدمہ جانکاہ دل کو ہوتا جسکا حد و پایاں نہیں پس مجھ کو اصل رنج نہیں ہے بلکہ منہی چلی آتی ہے کوئی کھٹکا کسی طرح کا رنج و گزند و لہر معلوم نہیں دیتا عمر نے کہا قرآن تو سچ کہتا ہے زمین نے بھی یہ خبر سنی تھی لیکن قبول تیرے مجھ کو بھی کچھ مال نہیں حالانکہ برق بجائے میرے فرزند و لبند کے ہے یقین تھا کہ اس جہنم سننے سے کچھ ٹھنڈہ کو آجاتا بخلاف اُسکے نہ مجھے رونا آتا ہے نہ کچھ صدمہ پایا جاتا ہے دل باغ باغ ہوا جاتا ہے ہر چہ چاہتا ہوں کہ چین مار کر روون مگر مطلق آستو نہیں نکلتا میں چاہتا ہوں شاید برق نے یہ بھی کوئی عیاری کی ہے کہ اپنے تین قتل کرایا ہے قرآن نے کہا یا تو یہ امر ہے یا بتا دشمنوں نے اُسکی صورت کا کوئی پتلا بنا کر قتل کیا ہے اور اپنے دل کے چھوٹے نوڑے ہیں عمر نے کہا بیشک یہی بات ہے ورنہ نسل چلی آتی ہے رخ دل تو بھی کھتا ہے دل کی خبر برق پر کوئی حادثہ ہوتا تو معاذ اللہ نہیں معلوم اسکا کیا حال ہوتا اچھا چلو اس امر کو بخوبی دریافت کریں بہ لکھرو و نون روانہ ہوئے اور اس سر کو جو بلی میں ٹانگا کیا ہے دیکھنے چلے اُدھر سحر غام آتا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا انھوں نے اُسکو پہچان کر بلایا کہ اے بھائی ساحر ذرا ادھر آنا سحر غام عمر و قرآن کو پہچان کر قریب لگیا اُس سے پوچھا اے میاں تم کو کچھ حال اپنے بھائی برق کا بھی معلوم ہے اسے کہا کیا خوب میں دہ تو ساتھ ہی تھا یہ ماجرا گذرا کہ زمین اس طرح سیوٹی بن کر ماقوت کے یہاں گیا اور افسر سیاب کو عیاری کر کے بیہوش کیا مگر کمر لیا گیا وہاں بھائی صاحب سینے برق نے جا کر گڑبگڑا گھبرا کر

داروغہ ملیح خانہ حبیب کو بیوش کر کے اسکی صورت بنکر حبیب کو اور انکے دونوں ماموں اور اسکی ماں جاموش کو مارا اور چادر اور ڈبہ خاک کا لیکر اسکے لشکر کو قتل کرتے ہوئے افسروں کو مارتے ہوئے حیرت کے لشکر میں آئے اور حیرت کو مع انکے رفیقوں کے بیوش کر کے جھکو چڑھایا پھر حیرت کی چوٹی کا تلی اور بت ساحرون کو قتل کیا میں اُنقت تک شریک حال تھا پھر افراسیاب آیا اسکو بھی بیوش کیا اور بت ساحرون کو مارا آخر سر صحر و غیرہ عیار بچیوں نے اگر رو کا رور ہر طرف سے جگمگا افراسیاب اپنی زرغہ ہوا اسوقت اُنھوں نے مجھے کہا کہ اب میں بھی یہاں سے دکھتا ہوں تم نکل جاؤ میرے پاس چادر ہی سحر اُتر نہیں کرتا ہر تم بکڑیے جاؤ گے میں اُنکے کھنٹے سے نکل آیا اور اُنکو کھل ڈالکر بسبب حیا بچیوں کے ساحرون نے بکڑ لیا پھر مجھے نہیں معلوم کہ اُنپر کیا گزری اب میں بت نام ہوں کہ کیوں اُنکے ساتھ سے چلا آیا کاش اُنکے ساتھ میں بھی قید ہو جاتا عمر و قرآن نے ضرغام کی بہت تعریف کی اور کہا عیاری کا فن بھی یہی ہے کہ ایک بھنسا ہو تو دوسرا نکلیجائے اور اسکی مدد کرے تم نے بہت اچھا کیا جو چلے آئے ہم کو یقین ہے کہ برق شہید ہو گیا ہوتا تو حواس درست نہوتے وہ زندہ ہی ضرغام نے کہا اب میں جاتا ہوں بن پڑتا ہی تو خبر لاتا ہوں اور عیاری کرتا ہوں اسی بایمان خود اگر بھائی صاحب جنت نشین ہوئے تو بغیر اُنکے قاتلوں کے مارے چین نہ لونگا عمر نے کہا یہی اپنا بھی ارادہ ہے غرض یہ تینوں بھی اسی لشکر کی طرف روانہ ہوئے ادھر مہر جو فوج لیکر چلی تھی اور قریب لشکر حیرت پہنچی تھی بس اس لشکر ضلالت اثر پر پہنچتے ہی حربہ ہاسے سحر بکڑ کر گرے اب تو یہ عالم ہوا کہ دریا سے فوج میں شمشیر بران کی چمک اور خنجر جانشان کی لپک سے معلوم ہوتا تھا کہ بحر زخار بر قمر موج مار رہا تھا دھالوں کا ابر سیہ من میں چھایا ہوا ہر سخت سیاہ بر سر عداوت آیا ہوا سر میں کلنگ کا ٹیکا بنکر ہر ساحر کے ماتھے پر لگے ہیں سر چڑھے ہیں دنیا کی ہوا بدل گئی ہے تیردن کی بوچھاڑ پڑتی ہے تیغ و تیر و تبر کے شن شن پٹنے کی ہوا جو پیدا ہوئی ہے اسی جگہ وہ سب مجتمع ہوتی ہے دریا سے خون روان تھا روح کے ساتھ جسم ساحران بھی اس دریا میں روانہ ہوا تھا ہر جناب کی طرح بہتے نظر آتے تھے یا اُس دریا پر سرسراہٹ منڈھے تھے تیغ و خنجر آج منڈھے لڑاتے تھے نہیں نہیں شعلہ تیغ کے لپک دو بیٹوں آگ

لگائی تھی جان بختی نظر نہ آتی تھی زور قیامت سے سلامتی کا کنارہ دور تھا تیرگی بخت سے
 فروغ اقبال کا رنگ شل صبح کا نور تھا آفت عظیم پر پانچویں بہادر وں میں تو یہ آفت تھی ساحر وں نے
 اور بھی قیامت ڈھائی تھی آگ برسا کر کھشتاوت موج میں آگ لگائی تھی کسی نے دریائے آتش پیدا
 کر کے پانی کا دریا بھی جاری کیا تھا گویا آگ لگا کر پانی کو دوڑا تھا بیرجان لینے کی تدبیر میں تھے
 خون کیجے کا چاٹتے تھے کار و سحر دل و جگر کاٹتے تھے ہوا تند چلتی تھی طائر روح اُس ہوا میں تباہ
 پھرتے تھے آشیانہ جسم چھوڑ کر کہیں مسکن نہ ملتا سوائے دوزخ و جہنم کے کہیں گداز نہ تھا آفت کا ہنگامہ
 پڑا تھا یقیناً نقشہ تھا کہ ایسیات

<p>ہوئے سب دلیران دین اٹھ کر اٹھا شور تکبیر مردان دین چڑھے منہ پہ تلوار کے جنگجو کہیں تیغ چمکی کیجا سنان یہ کافر ہٹا اور وہ غازی بڑھا کسی پر بخت کسی پر تھے شان قیامت کی چالش تھی آفت کا زور گرمی لاش پر لاش اور سر پہ سر جری سب تھے خون میں نہا کئے ہوئے بڑھے تھے جو ساحر سوئے فوج دین قدم ڈگ گئے ہو گئے بیم ناک ہجوم عدو میں پڑا انتشار</p>	<p>یہ ایک صف کفر پر جا پڑے لگی کانپنے ساری رن کی زمین لگے کٹنے مرنے جبر ہی چار سو کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طیان یہ مرکب کٹا اور وہ راکب گرا کوئی پیر دیرین کوئی نوجوان ہلی بہمن و سام و رستم کی گور بھرے تھے قتلون سے سبشت و در گرجے تھے گھوڑے اٹھائے ہوئے وہ سب بھاگے آخر کو اک سولیتن نحوست اڑانے لگے سر پہ خاک سیاہ دکھا کر موئے سب فرار</p>
--	---

اس وقت حسرت بدسیرت اُس لشکر میں نہ تھی سر برقی جب کٹ گیا تھا اس وقت وہ ازبک
 نازک دماغ بخت ہی ایک لاکھ ساحر وں کا پیرہ اس بلی پر کہ جبین سر برقی کا لٹکا یا تھا مقرر
 کر کے اور ایک لاکھ ساحر وں کو اُس نیل کی نگہبانی پر کہ جبین برق کا جسد بے سربند ہوا کر حکم
 تشہیر دیا تھا مقرر کر کے آپ داخل بارگاہ نکبت اختیار ہوئی تھی بیان مہر خ نامور نے اُن

دولالہ ساحران غدار کو مار کر بھگا دیا بہت سے کنارے جہنم کے کئے بہت رو بفرار لائے اور
کئی گروہ زخمی اور شکستہ حال جانب حیرت بے حال زار و گریان چلے مہر خ نے بلی پر سے
سر ہرق کو اتار کر اپنے سینہ سے لگایا اور گریہ درد آلودہ ایسا کیا کہ ناک پر جم ہی یقین تھا
اشک خونی رونے لگے مہر خ سے یہاں نے لیکر وہ سر اور سینہ سے اپنے چسپان کیا اور
اسی طرح باری باری سے ہر ایک ساحر و جلیل القدر کو دین اس کو لیتی اور زخاں پر انور پر
دیتی اور سینہ سے لگاتی ٹھنڈے سے ٹھنڈے مالتی اور کہتی کہ اے عیار نامور افسوس کہ ہم زندہ رہیں اور
تمہاری لاش کو ایسا بیکس و بیس کر فتار اعداد کیسین اور دشمن اسکو باسے فیل میں بندھوا
تسمیر کریں اور کوئی اس لاش کا فیصل نہ کوئی کہتی کہ اے میل گریہ آج اس طرح اُٹھ کر آ کر پشتمہ چرخ گردون
کوئی بیان کرتی کہ اے بحر اشک ایسی آج طغیانی دکھا کہ تاج عرش بڑھ جا کیسکا بیان تھا کہ اے
آہ نارسا آج تو کنگارہ عرش ہلا دے اے زیدہ نمناک عالم کو ڈبا دے کوئی سر ہرق سے
مخاطب ہو کر بیان کرتی کہ افسوس تجھے کچھ اس طلسم میں آکر راحت پناہی میں ن سے آئے سو
رہنچ و گزند کے ایک روز بھی رو دے راحت آئیٹھ عیش میں تجھے نہ دیکھا اسی طرح زار و زار مانند
ایر بار کیے چیخیں مار مار کر سب رو رہے تھے اور سارے فوج اور افسران سپاہ اور بہار وغیرہ جملہ
سردار و معارین مارتے تھے اور بے اختیار مصروف شیون و شین تھے نالہ ہاں سوز کا دود آہ ایسا
اکٹا ہوا ہر کا آج تک سیاہی بخت نہ کر قبہ قسمن کے ساتھی آتا ہی اُنھیں کا خاکہ بادل نے اتار
لیا ہر جوا تک برستا ہر بقول مولف

کون یہ روز ازل رو یا تھا نالان ہو کر
دبان کی نالہ و شیون کی کیفیت کیا بیان کی جائے ہر شخص بادل ٹکڑے بچشم اشک آگین سے
یہ بین کرتا تھا اور یہ حال اسکا تھا کہ امیات

ہر اک کا حال تھا ہر دم تباہی نیم آٹاڑا تے تھے کنھو حاک کبھو نوچے تھی سر کے بال غم سے کبھی کتنی تھی ہر ہر ہی یہ معلوم	تپان تھی جسطح خشکی میں تباہی کبھی چون گل کرے تھے پیرہن چاک کبھو نالان تھی نفرت کے الم سے کیا ہر کس اسیدون ساتھ محروم
---	---

دماغ اپنا جلائے تھے زن و مرد و لے افزو وہ تھا ہر خطہ وہ در

یہ تو اس طرح مصروف نوم و بکا میں اُدھر وہ ساحر جو انکے ہاتھ سے شکست کھا کر و بفرار لائے
 حیرت کی بارگاہ و کوں پر تو تھی بہت جلد قریب تر اُسکے پہنچ گئے اور پکارے کہ اے ملکہ
 دُعا کی ہر فوج عدو کی دُعا کی ہر حیرت پُختہ نے جب صدائے تنہا نہ و گریہ اُنکی سنی
 سامنے اُنکے بلایا اور پوچھا کہ تمکو کسے ستایا انھوں نے ملکہ مہر خ کا اگر کرنا اور لڑنا اور بھاگنا اور
 پرتی کا سہارا کر ملکہ مذکور کا و مناسب عرض کیا حیرت باد و بسان شعلہ جوالہ کے یہ حال سُکر
 بھڑک اُٹھی اور پکاری کہ اے یاقوت جادو نصیر کرا دے فوج میں یہ لہرا اپنے تخت پر سوار ہوئی
 اور یاقوت و زمر و ملکہ شمس سحر انگن و ملکہ خورشید آتشی اور ملکہ پروین آسمان گرد اور
 ملکہ سحاب دریا باری اور ملکہ سہیل ستارہ پیشانی و ملکہ اتر رنگ ماہی خوار خرچنگ
 انبی سوار وغیرہ نثار شہر بادشاہزادیوں کو جو بڑے بڑے جادو گر بنیان اور ناظمہ طلسم ہیں
 اور در بندوں کے لاکھوں ساحروں کے مالک ہیں اُنکو سبکو حکم بھیجا کہ جلد تیار ہو جاؤ کہ آج میں
 باغیوں کے نام و نشان کو مٹا دوں گی یہ حکم پہنچتا تھا کہ زمین و زمانہ میں زلزلہ آشکار ہو گیا
 ہر لشکر میں طبل و بوق سحر کی کچی کر دیوں نے آپس میں کہا کہ اب ہمارا رہنا بھی عالم بالا یہ ہی
 رہی رہی نہ ہی نہ ہی اور اصل تو یہ ہے کہ قدم ٹکتے معلوم نہیں ہوتا پھر اب ان آسمانوں کے پُرانے
 جھ پڑ ان کو چھو کر کہاں جائیں بیچ تو یہ ہے کہ اپنی گریا چھوڑی نہیں جاتی ہر آسمان نے کہا میں
 خود سر پہ پانوں رکھے ہوں بھاگنے کا ٹھکانا ڈھونڈ لیتا ہوں اگر ورنہ میں جاؤں تو کفاروں
 سے دو جاہ بھری ہوئی ہو کہیں تل رکھنے کا ٹھکانا نہیں اگر جو ارحمت ایزدی میں جائیں تو وہاں
 ہل اسلام کا جماؤ ہر گاہ کی رحمت بہت بڑی ہے پس اُسے نظر کر کے ٹھہریں میں فلک پر تو یہ حال
 نمازیں پر پیدا ہو پچال تھا طبقات ارض ہل رہے تھے تو زمین گھبرا کر بارگیتی سر سے پھینکا
 پاتھی تھی جموت ارض بحر اضطراب میں غوطہ مار کر بھاگا چاہتی تھی وہ ہل چل پڑی تھی کہ انقلاب
 دہر کو ہو گیا تھا اُس دن سے زمانہ انقلاب کرنا سیکھا ہر پچیس لاکھ ساحر اور بیس لاکھ جادو گر بنان
 اپنے مقام پر سے سوار ہو کر جب چلین گاؤ زمین پکاری کہ میں کچلی الحفظ والا مان پناہ بایز و
 سبحان جندیان اس قدر اڑتی نہیں کہ ایک وردی زمانہ کو بھی شاہ دھرنے عنایت کی تھی روک ہوا

تک لباس پہنے تھا جو بزرگ و سرخ و زرد ملون تھا مینہ مینہ سنہ بھٹیوں سے یہ ثابت تھا کہ دل چرخ
ایسا جلتا تھا کہ چنگاریاں اُس سے نکل کر اُڑتی تھیں رسول نبول اس قدر باندھے کہ پشت سا ہی دہر
میں کانٹے نکلے تھے مینہ مینہ نار حشر سیکنہ بگڑا گراں سے نکل کر روکے ہوا بر جمع ہو گئے تھے
یا عقب فلک نے میٹل اپنے نکالے تھے ناریج ترنج ناریل اتنے اچھلتے تھے کہ چرخ سگر نے یہ غر زہر آلود
خنظل آسا سکنان دنیا کو دیے تھے جد ہنگاہ جاتی تھی دنیا اُن چلون سے ملو نظر آتی تھی طائر اُن
سحر نے نماؤ دنیا کو اپنا گھوسلا بنا لیا تھا ٹیڑھی دل اُٹا تھا کو اگما ر آئی تھی سوائے اُن جانوروں کے
اور کسی طائر کو رہنا دنیا میں دشوار تھا روکے ہوا جانوروں سے بھرا تھا روکے گیتی ساحر و سحر
چڑھوا تھا از دروں کی چنگار تھی یا دھر غدار نے نفس زہر آلود بھرا تھا شورایا باندھوا تھا کہ
صور سرفیل بھی اس شکر کا ایک زنگا تھا شور محشرایا تھا جیسے کوئی تجلیہ میں چپکے چپکے راز کتا ہر
اُس غلغلہ کے سامنے غوغائے فتنہ و فساد تمامی کان میں بات کتنے کے برابر تھا وہ لشکروں کی
روانگی وہ آتش کا باران و آندھیوں کا طوفان یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمانہ بدل گیا ہر اس دنیا کا اور
کچھ نقشہ ہر خاکدان دہر نیرنگ خانہ افسون کا افسانہ ہی ضعیف دہر اور ورق حیات کتاب سحر ہر سالہ
نیرنگ بر قمر ہر کما تک بیان ہو یہ اُس لشکر کا نگاہ تھا کہ ابیات

جسے دل دیکھ کر ہوتا ہر نشان
امید ریت اُس سے منز لون دو
طیش دوزخ کی پیدا کی زمین سے
چراغل ہر طرف کو آئی آندھری
جنہیں تعایاد خو نخواستی کا لیکھا
نہایت تیرہ دل بد خو سترگار
حسین و شوخ و طرار و سترگر
نہایت عشو گر و نخواستہ و دل جو
نہایت زشت پیکر اور بد خو
چلا تفرخ سے لڑنے کو تکرار

نہ تھا لشکر وہ تھا وحشت کا سامان
تھی راحت سے شل بخت مجبور
چڑھے وہ سحر ہر جادو مکین نے
کمر مرنے پہ تھی ہر اک نے باتھی
ہر اک ساحر تھا یا اک دیو بد تھا
قوی مانند کوہ و سخت خو نخواستہ
ہر اک تھی جادو گر نی ماہ پیکر
بشکل مہر تا بندہ پری رو
کوئی انہیں تھی انسان سیہ رو
غرض یہ لشکر خو نخواستہ و مکار

تمام فوج ناہنجار جب قریب لشکر مہرخ نیک کردار پہنچی طائران سحر اور جاسوسان فوج نے ملکہ مہرخ کو اطلاع کی کہ ملکہ رونا پٹینا موقوف کرو ہو شیار ہو رہو کہ ملکہ حیرت جادو لکھو کھا سادہ اور بڑے بڑے ساحران افسر اور سرداران نامی اور نامور کا لشکر لیے آمادہ نرم و پیکار تیار ہیں مہرخ نے کہا معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ حیرت کی فوج نمودار ہوئی اور گرد اس درجہ چھا گئی کہ خاک کسی کو سوجھائی نہیں دیتا ہوا اور کوس دامہ اور نوبت آگے آگے گرجتے اور بجتے ٹکریاں ملحدوں کی اور غول جادو گریون کے اور علم اور نشانوں کے بھریرے کھلے ہوئے زمین اور آسمان ہر چار طرف سے آتے معلوم ہوئے مہرخ نے پھر نفیر سے کوم دیا کہ تمام لشکر صف بکھینچ کر ام ساحر زمین آسمان سے اتر کر ایک طرف کو یکجا ہو کر قائم ہوئے مگر اسی جنگ و جدال میں اور آہ لشکر میں وہ دن تمام ہو چکا تھا اور وہ زمانہ آیا تھا کہ مثل سرسبز فرنگی آفتاب آغوش فلک سے نکل کر گورستان مغرب میں گیا اور جسد مہتابان یا مے خیل ظلمت شب میں بندھ کر کشان کشان جانب ملک عدم کھنچا گیا کہ نظم

بشکل رنگ عاشق زرد ہو کر
اٹھا دمند ملاء غبار اک سو غضب کا
نہ تھا ثابت کمان ہم اور کمان تم
ملا آرام کا ہر اک کو تباہو

بڑھا قعر زمین کو مہر انور
کھلا آنہ معمار زلف شب کا
بڑھا ایسا کہ آنکھوں سے نظر گم
ہوئے تابان جلال شعلہ ہر سو

سترام حیرت نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا کثیر ہوا اور عیازوں کا لشکر مہرخ میں انتظام ہوا ایسا نہ کہ ہمارے لشکر میں بہ انتظامی پھیلے اور آپس میں لڑائی ہونے لگی پس مناسب ہوا کہ آج اس رات کو اسی جگہ اتر کر چار طرف سے اس لشکر مغرور دشمن کو گھیر لو اور طیل جنگ بجا دو کہ وہ سب بھی آگاہ ہو جائیں کہ ہنگام سحر گرم بازاری ملک الموت کی ہوا اور خریداری نزع جان کی وہ سب بھی آہستہ ہو رہیں یہ کہنے کو نہ کہ ہو غفلت میں مار لیا پس حکم سنتے ہی تمام لشکر میدان نرمی کا فاصلہ چھوڑ کر اتر پڑا ملکہ مہرخ نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ کئی ہزار ساحر آج سلیح و مکمل و ہوشیار ہیں اور باری باری سے پھرا دیں اور اسی مقام پر کھڑے رہ کر کھل کر باقی ماندہ اسودہ ہوں ہم بھی بغیر جان و بے اور قصاص خون مہتر مہتران برق عالیشان کا لیے یہاں سے ہٹنے کے

نہیں یا جان دے یا جان لے کل جسکی تیغ ہو اُسکی دیگ ہو یا تو طلسم خالی کرالیا تمام مفسد وں کو مارا
یا اپنی جان دی بلکہ تمام شکرین نقیبوں کو بلکہ حکم دیا کہ تسکین و دلاسا دہی کر دایسے کہ جمیت دشمن
زیادہ ہو ایسا نہو کہ لشکر ہمارا بیدل ہو جائے اس حکم محکم قضا شیم کو سرداران فوج نے سنا اسی وقت
اُسی جگہ بستر لگا دیے ہزاروں گنیا لاکھوں ساحر مسلح و مکمل رہے اور باہم مشورہ کیا کہ دو پہر رات تک
ہم پہرے پر ہیں بعد دو پہر کے ہم آسودہ ہونگے تم پہرہ دینا اور ای برادران ابھی آرام و آسودگی مل کر
کہاں ہو جب تک کہ حریف ناکام تمام نہ کر لیں اگر ایک رات کو حیرت گزین ہوئے نہ سہی انشاء اللہ
کل یا تو خواب گاہ عدم میں پاؤں پھیلا کر چین سے سوینگے یا آرام اپنی خواب گاہ میں اگر آرام کرینگے
یا دشمنوں کو خاک گور میں غلطان فرمائینگے بس یہی مشورہ کر کے سب مسکن گزین ہوئے طلا یہ چرنے لگا
صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہوئی اطراف حیرت جو قیام پذیر ہوئی اُسے حکم دیا کہ طبل جنگ
بجے فوراً ہزار ہا نفیر سحر کو دم ملا اور صد ہا بوق و طبل بج گئے شور و محشر آشکارا تھا صرخ نے جب صدائے
طبل و بوق سنی اپنے لشکر میں بھی حکم نوخت طبل رزم دیا اور صر بھی فوراً قیامت زاکیا بلکہ غلغلہ محشر کو
گرد کر دیا ہزاروں نائے سحر کا و گیر حریفان ہو گئیں دم سینوں میں کینہ جوؤں کے گھبر گئے یہاں دلاور
عرصہ شب کے حائل ہونے سے اکتا گئے تھے دعا سحر ہونے کی مانگتے تھے مگر آج شب کو جو لوگ کہ خواب
میں مصروف ہوئے تھے وہ بھی خوف سے اُچھل اُچھل پڑتے تھے کہ دیکھئے کل جان بختی ہو یا نہیں خواب
میں بھی سرتن سے اُترتے دیکھتے تھے بے سرو پا ہوتے لشکر دیکھتے تھے قرنا شتر نا بج رہے تھے صدائے
طبل نہ تھی کوس اجل کی آواز تھی روح روان روانگی ملک عدم کی طرف و ساز تھی طائر روح
آشیانہ سینہ سے نکل کر رائل پرواز تھی اُدھر تو فوج میں یہ حال تھا کہ لشکر حیرت کے جب ناظم وغیرہ لڑکے
آگئے اُس وقت طائران سحر نے جا کر خبر ناظران طلسم نور افشان کو بھی پہنچائی کہ آج غضب کا مقابلہ ہو
آفت کی لڑائی ہو یہ تم سب خوب جاننے ہو کہ ملکہ بُرائی ہمہ تن شریک عیاران و معرغ و غیرہ کا لشکر
اور افسر وغیرہ سب کام آگئے تو پھر ملکہ بُرائی تم سب میں کیا کینکے اور ککے طغدار بنکر عکول و انیکے یقین ہو
کہ ملک و مال تمہارا ضبط ہو جائے اور بہت بڑا الزام تم پر آئے لازم ہو کہ جا کر شریک حال صرخ و خنجر
ہو اور مقابلہ فوج دشمن سے کرو تاکہ مالک تمہاری تم سے خوشنود ہو یہ کلمات اُنھوں نے جب سنے مشورہ
کیا کہ یہ کتنا زکا واقع عین بہت درست اور صحیح ہو چکو بھی چکر ضرور شریک ہونا لازم ہو پس اُسی وقت

تمام لشکر ناٹھان میں طبل و بوق بجنے لگے انجن و غاہر اک تیغ و شان نے گرم کی رن چڑھنے کی گرجوٹیا
تھیں تیغین جو صحرے سے اس طرح ہستی تھیں کہ میان سے ربا بن باہر نکل آئی تھیں جوش پر طبع مرگ گئی
تھی ظفر و نصرت پکارتی تھی کہ ہاں اے شکست نصیب عدو سبھل جاو رہ نہ اژدر نیز سب کو نکل جا گیا ماہی
شمشیر دریا سے شجاعت میں اچھلنے لگی فتنہ و آشوب جو عدل شاہان عادل سے نکل گیا تھا وہ پھر ایک جا
ہو کر اسی جگہ آگیا تمام ناٹھان در بند اپنے اپنے سواریوں پر سحر کے سوار ہو گئے اور جب یہ فوج لغرہ الد
یا خدا سے غم کمر بڑھے طبل و بوق کو بھی ڈرتے سکتا ہو گیا شاہان روئے زمین کے سر سے تاج مثل ہوا
اڑ گیا خنجر و نئے حلقہ تمام دہر کا کر لیا ہر چیز کو کھانے کا اندیشہ پیدا ہوا مریخ و زحل فلک پر فتنہ و شر سے
باز آئے کہ ایسا نوہین باغی مشورہین یہ لشکر ہمیں پر چڑھائی کرے خورشید و مہ نے تیغ و سپر اپنے ہاتھ سے
رکھ دی ہیت سے زال دنیا ایسی لاغر ہوئی کہ غنچوں میں کلیان چھپنے لگیں ذرے میں صحر اچھپنے لگا فلک پر چہا
بیم و ہراس طاری ہوا کہ ستارے میں چاہتا تھا پوشیدہ ہو جاؤں دریا چاہتا تھا کہ قطرے میں سماؤں
یہ سب اس طرح خوف زدہ ہو کر سوراخ موش دھونڈھتے تھے کہ جیسے ایک دل میں لاکھوں آرزوئیں ہوتی
ہیں منزلہا منزل تک فوج ہی فوج نظر آتی تھی دنیا گھبراتی تھی وہ اژدروں پر کاٹھی کھچی ہوئی یہ معلوم ہوتا
تھا کہ بلائیں کمر باندھ کر لڑنے چلی ہیں پشت فیضان پر بنگلے رکھے ہوئے گویا فلک تگار نے مثل طائر بیضہ
وئے تھے جسے بچے فتنہ و فساد قاتل ناق پیدا ہوتے تھے جادو گر نیان ایک ایک مہ پارہ کم سن بصد
ناز وادائیں سوار تھیں جاو میں بلیات اور ارواں خبیثات بشمار تھیں آگے آگے دریا آگ کے بہتے
جاتے تھے بیرغل مچاتے تھے تھالیان برنجی ہاتھوں پر ساحروں کے بلند تھیں سورج کی طرح جھمکاتی تھیں
بہتیں بیرون کو ملتی جاتی تھیں ناریل نارنج ترنج سے دنیا مملو تھی یہ دھر سحر کا کارخانہ تھا نیرنگی سحر کا زما تھا
جب وہ سب کا فریش اداست نیرنگ و ساحری کی تہلیان افسون تازہ پڑے مگر پھونکنیں جنگل میں عجائبات
پیدا کرتی یہ عالم ہوتا کہ فقط

پڑھے افسون جو بھونکے سونے اشجار	صد آئی کہ ہم سب یان ہن طیار
ہونے پیدا وہاں مرغان خوش رنگ	چلے کرتے ہوئے آپس میں سب جنگ
بڑھے نیر بھی کچھ الفاظ اس دم	تو وہ طائر اڑے اُسجا سے باہم
پھر آیا ایک ابر سرخ نا کاہ	وہ معشوقین نہیں بولیں کہ ادا واہ

یہ سنتے ہی ہوا وہ ابرہہ پسان بڑے لہر کے جب وہ اک طرف کو اُگ کر بہا اپنی دھماکوں یہ سنتے ہی صدا اُگتے تھے اشجار	ہو گئے پھر اڑتے ہر سونیاں صدا آئی کہ اب جاتا کسان ہو نبوب نخل اور پھل پھول لاؤ عجب اک باغ ہو جاتا تھا طیار
---	---

غرض ہی طرح ملک شہر و آسمان شکاف و ملک ہزار چشم چیل دست جاو و اور ملک نادک پر
رضہ پرواز، ملک محمد پیر انجم سپاہ اور ملک بہرام مرغ صولت و ملک طلاب دریا بار سرکش
و ملک سہراب تاجدار جاو و ملک بہر سوار تاجدار و ملک مجر شاہ و ملک محمد شاہ و فیروز
جاو و وغیرہ جو نام کر او پر بیان ہو چکے وہ سب ناظم اور ناظم بڑے احتشام و کمیت سے جانب لشکر
مخرج روانہ ہو گئے اور ازبیکہ اول بیان ہوا کہ یہ سب لشکر مخرج میں گئی کوس پر الگ و ہن کوہ
سیاہ و غیرہ میں آئے تھے اسوجہ سے انکے پو پختہ میں وہاں عرصہ ہی کیونکہ یہ لشکر بت بیکرائی
اہل روانہ ہی یہ لشکر تو او سے روانہ ہوا وہاں ٹہل جگسج چکا تھا ہر سار و سردار آمادہ مرگ تھا
رات کو تباری آلات حرب ضرب دونوں جانب آغاز ہوئی کہ اہیان دونوں جانب چڑھیں
کلچریان بھینکے بھینکے دے گئے منتر وں کے جاب شروع ہوئی کلو ابھیر وں نارسنگہ کی بھینک
دیکر دھواں اٹھایا ویسے جوت کے جلائے ہو م خانے روشن ہوئے گوگل مرجین جلنے لگیں بچہ ہا
خوک جھٹکا ہونے لگے آواز تین بین کے بلند ہوئی زحل چرخ بھی ایک بیران سار و زکا بنا تھا سپر
بکر سب پر آتا تھا ساڑھ سی پن کی نخوت دکھاتا تھا بدھ وانی کو ننگل کڑا تھا دونوں کی گردش آگے
لاتا تھا سورج خانہ مخرج میں آگیا تھا جلال اُسکا بھی بڑھا ہوا تھا زہر انے تاثر اپنی الٹی ظاہر کی
تھی کہ ہر ایک زہرہ مثال از روے جنگ و جدال رکھتی تھی راس سے وہ دھب صادر ہوا کہ اپنے سر کے
بچانے کی فکر میں تھا سار وں کی تو یہ کیفیت تھی بہادر وں نے تیغ تیز کی آبداری کی تھی دشمن کی صفائی
مذہظ تھی ایسے غضب کی صفائی کی تھی ضرب تیغ نے خراب بکر سگ فتح بنام مخرج عالیشان ڈالا تھا نقد بقا
دشمنان کو ٹکسال میں ضرب کرنا چاہا تھا جان حریفان کو ز قلب مقرر کر کے جسد کے چلن سے ٹکسال
باہر کیا تھا بدھ جو ہر سے جو ہری بن آشکار فرمایا تھا نامرد و مرد کے برکہ جانچ تھی ہر اک کو ٹٹولنے تھے کہ
کدیری کمر میں کیا ہی تو کھوٹا ہی یا لہ کھرا ہی تو لوار جب بنام سے نکلتی تھی روشنی اُسکی چمک کی تیرا

باطنوں کو روشن دل بناتی تھی لڑنے مرنے کی لو لگاتے تھے گزر خانہ بدوش ہی عشق میں تھے کہ ہر اکے سر چڑھیں بلکہ اسی ہوس میں کلہ کی صورت خود نگے فوٹنی کا دعوائے کمانوں کا بھگانا عین دلیل نہ کہتی تھی لب سو فار پر دعویٰ ناقابل تیر جگر نگاری پر مائل خدا کی پناہ اس رات کا غلغلوہ ہمت نقیہوں کا کرد کا کتے پھرنا دلا ورون دل بڑھانا یہ زبان پر لاتا کہ نظم

نہیں خوف کی جا پہ ڈرتے دیس نہیں قتل سے اُنکے اب بند تم جو موقع ملے اس سے بہتر ہر کیس تمھارے جو ہمراہ ہیں سب دیر برہم حق کر یگا تمھیں کامیاب نہ تاخیر ہو اب یہ ساعت ہر نیک ابھی کھینچ لو تیغ کو میان سے جو اغرد سکر ہو کے باغ باغ	لیا کا فردن کو نہیں اب ہر دیر خدا کو کرو گے رضا مند تم کرو جو ہو ممکن تمھیں ڈر ہی کیا تم افسر ہو اُتر دو اب نہ دیر بہو بخ جاؤ گے سوے دشمن شباب لڑو صبح کو ایک کے بعد ایک چلو مار ڈالو اُمّیں جان سے شجاعت کے بکسر بڑھے دل مانغ
---	---

ایک طرف تو تعیب اسطرح دل بڑھاتے تھے ایک سمت ساحرون کے بیرغل مچاتے تھے بہادر تیغ و پیر کھڑکھڑاتے تھے شور و غوغا سے کان پڑے آواز نہ سنائی دیتی تھی رات بھر اسی ہنگامہ میں بسر ہوئی جب وہ وقت آیا کہ فرط خوف بازاران سے ساحرہ شب رو بگریز لائے اور سحر جوشل دلاوران بہر دید جنگ و جدال بتیاب تھے تیغہ مہر حامل کر کے سپر زرین آفتاب لگا کر عرصہ علم میں آئی کہ نظم

آفتاب مہر اٹھائے آسمان سے اُڑا پھر رنگ شمع آسمانی	سبحی شاہون نے جنگی داستانے ہوا رخ فق سمسہ کی تھی نشانی
--	---

ہنگام سحر صبح نامور تخت شہت پر بعد غفلت سوار ہو کر برآمد ہوئی فوجیں ہنس و طاؤس بر سوار ہو کر میدان زرمگاہ پر سویرے سے جا بکلی تھیں صبح کے نکلتے ہی ایک طرف سے ملکہ بہارا اپنے خیمے سے نکلی عجب شوکت و شان اُس مشوقہ عاشق پرور کی تھی بیچ چوٹی کے فتح بیچ تھے آنکھیں بھین کہ ترکان چشم دوبری صرد حیان باندھے بہر قتل نکلے تھے نہیں نہیں نیزنگ و فوسن سازی کا وہ گھر تھیں اُستاد افسر گھر تھیں بلکین بھین کہ نہیں ترکون کے سپر اجائے بھین رخسار پر نور پر چڑھ کر آئی بھین ملک

حلب میں ترکون کارج ہر لب لعلین تھا یا ملک بدخشان حلب میں برابر ملا تھا دانٹون کی برابر
سلک گوہر کی طرح ہونے سے بدخشان میں گورون کی پلٹن کا پہلا تھا ناز و انداز میں دیسار غمرہ
داد اجان دینے پر طیارہ امن زرہ کو فتح و فتح بھٹھالے اقبال طرف گویان لباس ارغوانی اس قتل کے
زیب تن ہزار طرح کا جو بن تخت پر سوار ہو کر گلہ مستہ ہاے سحر و دخت کے چکر تاج دلیری سر سیکر
کئی ہزار کنیز ان حور سیکر کے حلقہ میں لبان نسیم گلشن جانب گلستان رن روانہ ہوئی کہ سدس

سیکرون کشور دل جسے کئے دم میں تلو
حملہ آور ہو جو وہ پیشکے شمشیر نگاہ
لشکر عشوہ و انداز داد این گہر چاہے
پر لب طیکہ رہے تاب غش آئے نہ کہیں
تُرک غمرہ ہی یہاں کھینچے ہو خنجر کہیں
یہی میدان ہر ہی گویا ہی جو گان ہر

سے وہ غارتگر ہوش و خرد غت و جاہ
ہو مقابل کوئی معشوق عیاذ با اللہ
سامنا کرنے کے شل کمان نرح پھر جائے
دیکھ لے آنکھ سے اگر جو ہنود لکھو نقین
معرکہ گرم ہر آتا ہر تو آدیر نہیں
استحان کا ہر ہی وقت نیا سامان ہر

اسی طرح ایک جانب سے محمود سرخ چشم بانگی ادا بنا کے ناز و انداز کا لشکر ساتھ لیے نچانہ جنگاہ
میں مبارزوں کا نشہ شجاعت بڑھاتی اپنی آن و داد دکھائی لباس دعائی تن پر آراستہ کیے
میخواروں کو نہ کہ گلستان کی بہار یا دلاتی جوش طبع زیادہ ہوتا جنون خیر کیفیت سودا ز دگان
صحراے رزم کے ترقی پذیر ہوتی کشتی حسن کی ہری بھری برسات کی کیفیت شاہد کلفام کے کھڑے
کی بہار آنکھیں زریان دنیا لہ سرمہ سے کہیں کہ یہ بنہ راجی دیکھ رکھ پھر کاہیکو دیکھنا نصیب
ہوگا بموجب شل سادون کے اندھے کو ہمیشہ ہر اہر اسو ججائی دیکھا چشم زکس کے اشارے ہی تھے
کہ دیکھ ایسے بھی ازل لہ باغ جام و پیالے ہوتے ہیں مخموران نشہ محسن کا نشہ اُن رخساروں کے
سانے کر کر اجماع آفتاب غیرت سے شل چراغ جلتا دہان تنگ بہار حسن کا ایک چھوٹا سا غنچہ یا
بشکل دہان مروارید دندان کے اللہ اللہ کیا صفائی کہ سلک گوہر کی آبر و خاک میں جنہوں نے
بلاے سینہ پر چھپائیاں دو مقہ بادہ نشاط و خورمی سے بھرتے ہوئے یہ از سر تا پا اسکے حسن کی بہار
محبوبی و خوبی سے سرشار کہ سدس

سارے آفاق میں ہو کوئی نہ جگنائی

سانا حسن میں اس سے ہر بڑی نادانی

عرق آلودہ دکھائے وہ اگر پیشانی زیست شکل ہو ملاطوین سفید آئے تیر پر تیر جو پلکوں کے لگائے وہ ماہ تیغ ابرو کے بھی جو ہر جو دکھائے وہ ماہ دار پر وار دوستی وہ دم جنگ کرے	شمع سوزان کی طرح دل ہو کھیل کر بانی عرق ہو دوب مرین سب یہ پسینا آ سینہ زخموں سے جھنٹے تودہ بنائے وہ ماہ سنگوں پاؤں پہ ہو کچھ نہ بن آؤ اللہ اک کیسی نہ چلی وہ ہر تو چورنگ کرے
---	--

اسی طرح ہر اک ساحرہ دریشان طاووس و آرزوان دسترخ مویشلیں کا کل کشادہ غیر تحت و طاووس ہمارے
سحر پر سوار ہو کر جانب جنگا چلیں وہ لشکر کے چلنے کے شان وہ ہر ایک مبارز کی آن بان و قیون کا
خوش امانی کی ساتھ نقابت کرنا لھوڑ دن کی پھل بل ہاتھیوں کے فور کا چانا شمع و چراغ کا بھل ملنا
صحرایں کلون کی خندہ زنی طارون کا چھپانا گھوڑوں کی شبہ بھرنا اسلحے کی جھٹکا جاتی ساحرہ کے
تختوں پر ابر سحر چھایا ہوا مور اسین چٹسار تے بڑی عظمت سے یہ سب روانہ تھے کہ طلم

تھوڑے تھوڑے تھے سب رزم ساز کیا قصہ مرگ کو وہ دراز ملک جیسے جنت کے گلگشت میں ذرا گرم ہاں گرمی طعن و ضرب سانا ناچ و تیغ و زوہن تولین شجاعوں کے ہر امتحان کا یہ دم ظفر دیکھ لین کسا دیتی ہر ساتھ لگاتا ہر اب کون بڑھ بڑھ کے تیغ ہزاروں میں بان کون کوتاہ نام کہ بھر دونوں لشکر میں اور جنگ	فتح یاب ہونے کے تھے سب مجاز کہ خود مرگ تھی طرفہ حیرت طراز پہلے پھر مبارز اسی دشت میں کہ پھر سانے اب ہر میدان حرب پڑے رن دلیروں کے دلچ کھیلین علی الرغم ہر کون ثابت قدم یہ میدان رہتا ہر اب کسکے ہاتھ نہیں کسکو ہر دین سے جان دیغ پڑے کارگر کسکی خونی حسام بھرتے ہیں دیکھو طلسمی نہنگ
--	---

حاصل ہرام وہ فوج بصر غرت و جاہ میدان زرمگاہ میں پہنچی اس طرف سے حیرت بعد نکبت
میر ہی دل اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوئی ہوا زمانے کی بدل گئی سحر کی ایسی ہوا جلی کہ
خس و خاشاک میدان کا اڑا لے گئی ہوا کے جھونکا جھونک عنایت و کرم کے ساتھ جھونکے بھی گھٹائیں

آگین رحمت اپنی دکھا گئیں ہلکی ہلکی بوندیان اور پھر ہارسی چڑ کے رہ گئی غبار صحرا بیٹھا غبار دلوں کا
 نکلنے لگا جب میدان پاک و صاف ہو چکا صف آراؤں نے نہکل کر صف آرائی کی بلکہ برابر ملتے ہیں
 رسائے جم گئے ساحر ایک سمت پر اباندہ کر تھم گئے شور و غوغا کے لشکر تمام عالم میں بھرا تھا اس زمانے
 میں جو بولود کہ لطن مادر میں تھا جب پیدا ہوا تو بہرا ہوا ہمیشہ سچ کر بات سنتا تھا اسی شور کا عادی
 مان کے پیٹ سے ہو رہا تھا غرض بعد صفوف آرائی بجانبین نقیب و گرگیت اور جادوش ساحر جو
 تھے میدان میں نکلے اور رُکارے کہہ مان ہر ساحر ان کا شعر و کاشمیر اور کہہ کر گئے بنگائے اور کانور
 دیس کے بڑے بڑے جادوگر اور کون تھے ملکہ دامہ اور شامہ اور کمان ہین فرعون و عمرو و
 شاہ اور سارشمش اور ہزار شکل ایسے بادشاہان ساحران جو دعویٰ خدائی کا کرتے تھے بس
 آج کے روز کون ایسا بڑا بہادر جادوگر ہے کہ سامری جمشید کا نام لیکر اس جنگاہ میں آئے اور
 معرکہ جہال و قتال میں قدم اپنے جمائے اور کچھ کرتب اپنے سحر و ساحری کا دکھلائے اور نام اپنے
 باپ دادا کے روشن کرے اور اگلے جادوگر و کون کا نام صفحہ ہستی پر سے اپنے نام کے آگے ٹکا دو و ہا
 لو ہا لو با سب کہیں اور لو ہا بڑی بلا لے + پگ آگوت بڑہا اور پگ پا پچھت جائے
 غرض جب نقیب کنارے ہو گئے دونوں لشکروں میں گھنٹ گردیاں ناقوس جھانچہ دف نقار
 قرنا شتر نا کا شور و غل ہوا اور ہزاروں ڈھول اور نقارے پیٹنے لگے اور ملکہ حیرت کی طرف
 ایک بادشاہزادی قلعہ طلسم کی ملکہ خرچنگ افعی سوار اپنے افعی کو اڑا کر سامنے حیرت کے آکر
 اجازت خواہ میدان حرب میں جانے کی ہوئی حیرت نے فرمایا کہ چاوتھیں سپرد خداوند سامی
 و جمشید کیا ملکہ خرچنگ اجازت پا کر ہزاران ناز و انداز جانب جنگاہ چلی سن و سال میں برس
 میں اکیس کی سبزہ رنگ جٹی بھوین رخسار کا رنگ سانولا سانولا حسن بلیغ و نمکین کی کیفیت دکھائی
 زخم دل پر عشاق کے نمک چھڑکتی بال سر کے کھوئے بلا میں اپنے جلو میں لیے ہستی ہوئی دہانی جوڑا
 گلے میں پہنے لشت زار حسن کو سر سبز کیسے یہ اُسکے حسن جان فرزا و دلربا کا نقشہ کہ نظم

چمک انجم کی دکھانا تھا رخ صاف چال
 لکشان کچھے اگر مانگ کو ہر ٹھیک شال
 چمکے تقدیر منجم جو متاشافی ہو

بدر رخسار تو وہ ابرو سے خمدار ہلال
 مہر سے بڑھ کے درخندہ وہ خورشید جمال
 ایسی جہدم ملک حسن کی زیبائی ہو

شراب زمر و رنگ ایک گلابی مین بھرے دھنے ہاتھ مین نوہ گلبدن یسے بایک ہاتھ مین ایک
 سرج نبر تھا بنے اپنے انھی پر لہراتی سرا پادکھاتی بیج میدان مین آلی اور خوب نیز لگیان سحر کی
 دکھا کر لٹکاری کہ امی مخرج تو شہنشاہ ساحران کی کینز کی برابری بھی نہیں کر سکتی نہ کہ تو نے ملکہ حیرت
 ملکہ طلمس اور شاہ جادوان افراسیاب سے مقابلہ کرنا چاہا ہوا ہے اس بادشاہ کے سامنے
 اور نام سحر و ساحری یہ فقط خاوندی اور کینز پروری شہنشاہ کی ہو جو آج تک اُسے تجھ کو لائق
 مقابلہ نہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور مقہور و مغضوب نہ کیا تجھے بد لاکشی کا نہ لیا اتبوانی فوج سے کسی ساحر کو
 بھیج کر امتحان کر دیکھ کہ مین ادنی نوڈی اُسی شہنشاہ کی ہوں کس عذاب الیم سے اُسکو مارتی ہوں
 کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُسکے حال زار پر وین اور مجھ کو رحم نہ آئے ابھی یہ کلمہ خرچنگ
 کی زبان سے پوری نہ ہوئی تھی کہ ملکہ مخرج کے دست چپ کی طرف سے ملکہ نافرمان حاکم قلعہ
 نافرمانیہ طلمس ہوش ربا نے اپنے ہنس کو اڑایا اور سامنے تخت ملکہ مخرج اگر اجازت یاب ہوئی
 کہ اب مجھ کو ان باتوں کے سننے کی تاب نہیں ہے اس ہیودہ نوڈی نے کیا کیا کلمے شان مین
 جناب قدر قدرت حضرت جہان پناہی ملکہ عظیمہ کے لئے مین اور کینز سے بد خطاب کیا ہے پس
 مجھ کو اجازت حرب غیبت ہو کہ جا کر نہ اُسکی یادہ گوئی کی اُسکی کنار مین رکھوں ملکہ مخرج
 ایک خلعت گرانا یہ نگا کر ملکہ نافرمان کو خطا کیا اور اپنے ہاتھ کی انگوٹھی اُتار کر عطا فرمائی جسکی
 عظمت غنی کہ لفظ

مانند سہیل ہر وہ حاتم

خوشبو ہونہ کیون ادیم عالم

اللہ رے نگین کہ آبداری

ہو تلمزم فیض حسن سے جاری

یہ انگشتی قبر جمشید پر کسی بادشاہ نے ملکہ کے بزرگوں مین چڑھائی تھی چنانچہ ملکہ موصوف
 کی مان کو ملی اُسے بہ حفاظت مخرج کو دی غرض ملکہ نافرمان نے انگوٹھی پاکر بان حلقہ انگشتی
 تسلیم خم کیا مخرج نے فرمایا کہ جاؤ تھیں سپرد خدا پاک کیا یہ پہلا مقابلہ ہو ذرا سمجھو بوجھار دنا ملکہ
 نافرمان فرمان اجازت حاصل کر کے اپنے حسن پر سوار ہوئی اور سطح غضبناک ہو کر صلی کہ
 جیسے بونا یا ر جاتا ہے تیوری چڑھائے تلوار ابرو کی بل کھائے ترچھی نظر تیرنگہ دوسر رنگ
 رخسار چھو کا سینہ اُبرا ہوا جوڑا سخن پنے سرا پا زیور جواہر کار سے آراستہ حسن کا جو بن بہار پر

رتل بنا ہوا رخسار پر کسی سیقت کا دل جا کر رک گیا تھا یا بقول مولف

میری سیاہ بختی جو آئی ہمار پر خال سیاہ جا کے بنی رو سے پار پر

پشوار سنبھالتی نہیں یہ آن واد دکھائی یہ کیفیت ہمار جوانی کی نظر آتی کہ بوجہ مسدس

اُسکے پوچھے نہ کوئی شرم و حیا کا احوال نیچے نظروں میں کرے سارا زانہ پال

آنکھ بھر دیکھے اُسے کوئی یہ کیسی محال سر دھری پہ جو آجائے کبھی اُنکا خیال

جب کو دیکھے نگہ گرم سے آفت ہووے آنکھ میں ایسی بھری اُسکی شرارت ہوئے

غرض یہ ماہ پارہ و دلربا نہیں کو اُن کا سامنے خرچیک انہی سوار کے پہنچی اُسے بعد گفتگو سے
لاطائل وہی ناریج سیر جو اُسکے ہاتھ میں تھا کھینچ کر اس گل اندام پر مارا اُسے اُنکلی کلمہ کی اُس ترج
کی طرف کر کے کہا کہ جہ کرت یہ پڑنت قصہ زمین بر زمین تو کہاں سے آیا ہو وہیں جا کر تاشا
دکھا اور بھوکا پیاسا منہ مجھے دکھا کر ناشاد و نامراد بنجا میں تیری دعوت دے چکی ہوں اب تو جا کر
اپنا پیت بھر جا ہے مارا مارا چہ یہ کلمات ایسے پراثر سحر کے تھے کہ وہ ناریج پلٹ کر خرچیک انہی سوار
کی طرف جا پڑا خرچیک مع اپنے انہی کے دو تیر کے پرتاب پر جا کر گرمی سحر ایسا زبردست تھا کہ
روکنا اُنکا شکل ہو جب یہ ہٹ گئی ناریج دو ٹکڑے ہو گیا اور از بسکہ اُسے جینٹ پنیائی تھی
اُسوجہ سے ایک ٹکڑا اُنکا لشکر حیرت میں جا کر بکھ گیا چالیس ساحرون کے بدن پر ٹکڑے اُسے
پڑے بس جس ساحر کے بدن پر ٹکڑا اُنکا لگا و تلو اسحر کی کھینچ کر یہ کہتا ہوا کہ بھوکا ہوں گوشت کو ان
گاہی کہتا ہوا تلو ارین مارنے لگا اور ساحرون کے دو دو ٹکڑے کر کے گرانے لگا اور ایک ایک بوٹی تیر
بے جسم کی کھانے لگا اور چلو چلو بھرخون ہر ایک کا پیتا تھا اور ہزاروں ساحر اُسے ناریج ترج ناریج
تھے کیسا حربہ اپرا اثر نہ کرنا تھا اور ملکہ نافرمان کھڑی ہوئی الگ نہیں رہی تھی عجب طرح کی قتالہ
تھی کہ بیرون سے دشمن کے چلو چلو خون پلو اتی تھی معرکہ کارزار میں اپنی سرخ روئی جتاتی تھی
اسی طرح چالیس ساحر حیرت جادو کے فوج کے اپنے ساتھ داؤن کو مار تے بوٹیاں کھاتے اور زون
پیتے پھرتے تھے اور ابریق کوہ شگاف وزیر بھی اس جنگ میں شریک تھا و اُسکے ہاتھ کے
برابر اگر پہونچے اور تلو ارین ہاتھ پر مارنے لگے اور ہزاروں ساحرون کو اُنھوں نے مار کر بھگا دیا
تھا ابریق غصہ میں آکر لگا را کہ خرچیک جلد اپنے سحر کو روک ورنہ اگر ہم میں سے کوئی اُسکا

رو کر گیا تو تری جان رہنا مشکل ہی جب تو مار بجائی گئے جب یہ سحر اتر گیا اس سے مناسب ہو کر تو ہی رو کر اس سحر کو ورنہ دشمن کو اور زیادہ ہنسنے کا موقع ملیگا کہ ادھر کا سردار ادھر ہی وادون کے ہاتھ سے مارا گیا خرچیک نے کہا ان چالیس ساحرون میں میرا نوکر کوئی نہیں ملکہ حیرت کے سب ملازم ہیں اور بغیر ان چالیس کے قتل ہوئے یہ سحر نہ اتر گیا جو اتار سے گا وہ آدھا ٹکڑا جو نارنج کا باقی ہوا اس کے جسم پر لگیگا اور مسکا بھی ہی حال ہوگا مجھ کو معلوم تھا کہ ان نکمر امون میں بھی ایسے ایسے زبردست ساحر ہیں اسوجہ سے بے سمجھے ایسا زبردست سحر کر بیٹھی ان باتوں میں ہاتھی ابریق کا وہ ساحر سو شہد زخمی کر چکے فیل چرخ مار کر گرا ابریق کو وہ چالیسوں ساحر ابریق پر دوڑے ابریق نے ایک گچھا سوئوٹا مارا کہ جس ساحر کے سوئی لگی برچھی کی طرح باز نکلی سینہ توڑ کر گر گئی چالیسوں ساحر حیرت کے داخل جنم ہوئے ہوت حیرت نے بکا کر کہا اے خرچیک افعی سوار بڑے بول کا سر بچا ہوا اگر ایسی ہی لڑائی تم لڑو گے تو میری فوج سب مفت میں ہلاک ہو جائیگی اب سمجھ جاؤ اور کام نافرمان کا تمام کروادہ خوب سمجھ لو کہ دشمن اگر جھوٹی کے برابر ہو تو وہ نسل اثر دردمان فیل ثریان کے ہی کبھی اسکو حقیقت جاننا خرچیک افعی سوار نہایت ذلیل ہو کر آگے بڑھی ادھر سے مخرج نے او خلعت نافرمان کو فتح کا بیجا اور تعریف بکا کر کی کہ اے ملکہ واہ وادہ کیا کہنا نافرمان تسلیم کر کے پھر بہر مقابلہ چلی اب دونوں چاند کے نگر دن کا جھوم کر چلنا اور غصہ میں پیسترا بدلتا عجیب لطف دکھاتا تھا ملکہ خرچیک افعی سوار غضب تمام مثل شاخ جوال چک کر اپنے افعی پر سے نیچے اتر پڑی نافرمان نے جوڑے سے اپنے ناریل نکال کر اپنے مارا اسنے کہا اے نافرمان جڑی بوٹی خزان رسیدہ کے کام لینے سے کیا کام نکلیگا وہ ناریل سوکھ کر ان کھمبون سے خزان رسیدہ ہو کر ایک جانب گر پڑا اور خرچیک خنجر سحر کھینچ کر نافرمان پر جا پڑی پھر تو یہ علم ہوا کہ دونوں کے پانچون میں گرہ لگی ہوئی تھی ڈوٹوکی گاتیان بندھی آسمان رزم میں دو آفتاب چمکتے تھے اور ساتھ ساتھ اُنکے طرفہ ماسا تھا کہ برق خنجر لیے لپکتی تھی یہ عالم تھا کہ نظم

غضب کی تھی آویزش مرگ خیز
وہ سمٹے وہ پیکے یہ ٹمٹکے مڑے
بنادٹ دم رزم قاتل فریب

یہ کمر ہو میں دونوں محو ستیز
یا کئے وہ ہو نیچے یہ چمکے اُڑے
جو فو تھے وہ تھے دلربا دلفریب

روشن آرزوے دل کامیاب ہوئے گرد یک دوسرے کے جری کھلے رن میں نیزہ وری کے ہنر عجب گھات میں تھے ہم زد و کشت سنان اسے جوڑی تو اسے نظر ہنر سے نہ خالی تھے دونوں کے دہ	تصور ہوا اور برائی بشتاب دکھانے لگے لطف چپا شگری جو دل اسے تاکا تو اسے جگر یہ سینہ پر آئی تو وہ سوئے پشت شکر اسے باندھا تو اسے کسر بہادر تو ہو ہو گئے بقیہ رار
---	---

غرض جب خوب شمشیر زنی اور نیزہ وری ہوئی وہ چھوٹے چھوٹے نیزے وہ کلاکیان گوری گوری وہ وارے نیارے کے وار خوب چلے اسوقت دونوں پسینے پسینے ہو گئیں گلاب پر اوس بڑ گئی گویا آفتاب کے چشمہ میں آج پانی آگیا چہرہ ایسا عرق آلودہ ہوا کیسو بھی پسینے میں تر ہوئے تو یہ عالم تھا مولف

عرق آلودہ نین میں تیرے دل کیسو	روتے ہیں میری پریشانی برا کتر کیسو
ایک جگہ ٹھہر کر دونوں نے دم لیا اسوقت نافرمان کو تو یہ خیال تھا کہ اب پھر یہ شمشیر سحر کی بجلی گرا نیکی اسی طرح ہتھیاروں سے لڑے گی اور خرچنگ نے جلد زمین پر دو ہتھ مار کر کہا کہ اگر زمین طلسم ہوش ربا اب تو بھی افراسیاب سے منحرف ہو کہ یہ باغی کیا کیا زبردستی دکھاتے ہیں مگر تو بھی نین غبر ہوتی ہم لوگ ملازم شہنشاہ کے ذلیل ہوتے ہیں جلد وہ سحر جو عالم میں انتخاب ہو اگر زمین سحر ظاہر کر یہ کہنا تھا کہ دوسیاہ گوش زمین شق ہو کر نکلے اور سانے خرچنگ کے آئے اسے چنگلیا کاٹ کر خون پکا پا کر انھوں نے چاٹ لیا اسنے کہا جا اور اس حریفہ کا کام تمام کر یا پکڑا اور میرے عمدہ ساحر کے سحر دونوں سیاہ گوش فوراً جھپٹے اور آتے ہی نافرمان کے گرد ہو چکر حملہ آور ہوئے نافرمان نے ہر چند رد سحر پڑھا مگر ملک افراسیاب کا ایک مدد مانگ اسنے ناظم طلسم نے سحر بلایا یہ سحر کب پلٹنے والا تھا پس وہ سیاہ گوش نافرمان کے لپٹ گئے اور ایک نے پنجہ پنہ پر نافرمان کے رکھ دیا کہ منہ قفل لگ گیا اور دوسرے نے حلق نافرمان پکڑ لیا اور حکم دیا کہ یہ پشت برا گئی بس وہ لا دکر اسکو سانے خرچنگ کے لے آئے اور کہا یہ مجرمہ حاضر ہو اسنے پھر سحر پڑھا کہ دو پنجہ طوق و زنجیر سے پیدا ہوئے اور نافرمان کو مطلق و سلسل کر کے	

خرچنگ کے حوالے کیا اُسے اُسکو ملکہ حیرت کے پاس بھیجا اور مہرخ کے لشکر کے سامنے آکر
 لٹکاری کہ اے مہرخ پھر تو اپنے مقام پر ہوا و رہا اپنے رتبہ پر رہن مگر خیر یہ بھی گردش فلک ہو کہ تجھے ایسی
 مقابلہ شنشاہ کا ہی بھیج اور لیکو میرے مقابل یہ سننا تھا کہ ملکہ طاؤس نے اپنے طاؤس کو میدان
 میں نکالا اور سامنے مہرخ کے آئی و عرض کیا کہ اے شنشاہ عالی باسگاہ آپ دیکھتے ہیں کیسی کیسی آیت
 یہ کر رہی ہے مجھکو اجازت دیجیے کہ جا کر سزا اسکو دوں مہرخ نے ایک ٹیکا سیندور کا اسکے ماتھے پر اپنے
 ہاتھ سے دیا اور کہا جاؤ تمہیں بھی کریم و رحیم کے سپرد کیا یہ بھی طاؤس پر سوار ہو کر اپنے حسن کی کیفیت
 دکھاتی سر پر اسکے گھٹا چھائی مورسین چمکاٹھنخی بھی بوندیان پرنین اودا جوڑا میشتوہ بھی پہنے گھٹا آفتاب
 پر جیسے چھائی ہوئی ہر ہزاروں ناز و مکین سامنے اس سفاک خرچنگ کے آئی اور پکاری کہ اوجہ
 کیا نسبت بندگان دارا دربان شاہی کے کلمات لاطائل کہتی ہر لاکر بہ میدان مردان عالم اُسے
 ہنسکر کہا کہ مجھے یوقونی ہوئی جو پہلے میں نافرمان سے لڑی تھی اسی طرح پیش آنا تھا جیسے نافرمان
 سے آخر میں پیش آئی یہ کہہ کر پھر اُسے زمین پر دو تھڑ مارا کہ وہی سیاہ گوش زمین سے پیدا ہوئے
 اُسوقت طاؤس نے خنجر بکڑ کر اُن سیاہ گوشوں کو آتے دیکھکر مٹکیا اور کئی خنجر اُنکے مارے مگر نہیں
 معلوم کہ وہ اثر و دعوت کے تھے جو اُن پر کچھ نہ ہوا اور اسکے بھی وہ دونوں لپٹ گئے اور اسی طرح ایک نے
 پنجہ منہ پر رکھکر قفل لگا دیا اور دوسرے نے گلا پکڑ کر پیچھ پر لا کر جست کی اور اپنے تین سنے
 خرچنگ کے پونچا یا زمین پر اُسکو ڈال دیا اُسے پنجہ سحر سے طوق و زنجیر اُسکو بھی بٹھا کر سامنے حیرت
 کے بھو یا حیرت نے ایک خلعت معافی قلعہ کا خرچنگ کو بھیجا اور تعریف کر لے بھیجی اور ان دونوں
 شہزادیوں کو قید کیا اور خرچنگ نے پھر انہی پر سوار ہو کر سامنے لشکر مہرخ کے پونچکر آواز
 دی کہ کیوں اے خیرہ سر شاہ روزگار دیکھا تو نے بندگان شنشاہ افراسیاب کو اب بھی کچھ
 نہیں کیا ہے اگر تو بہ کر او عفو جہاں کی خواستگار ہو مہرخ نے تو کچھ اسکی باتوں کا جواب نہ دیا مگر او
 ایک سارہ جلیل القدر نے اجازت حرب ملکہ مہرخ سے لیکر اسکے مقابلہ میں اپنے تین پونچیا یا لگے پونچس

یظرفہ ہر فلک نے مجا یا ہی اندھیرا سیاہ گوش یہ چاہے ہر لون بلنگہ کھیر

اسکو بھی سیاہ گوش پکڑ کر سامنے اُس رو باہ عید ساز کے لائے اور شوالہ طینت نے پنجوں سے قید پھوکر
 اُسکو بھی سامنے حیرت کے بھیجا حیرت کی طرف سے اسکے حال پر دہم و رعایت سلطانی برستی

جاتی تھی اور یہ میدان کھڑے ہو گئے نعرۂ ہل مبارز اُپکار رہے تھے شیرانِ بیشہ شجاعتِ سامنے جا کر
شکارِ شیاہ گوشان ہوتے تھے قریبِ دُئل سردارانِ نامی کے سامنے اُس لگاتار کے جا کر د اقمِ مذویرین
اُسکے اسیروں نے اور اُس نے حیرتِ پاس اُنکو بھیجا کہ قید کر لیا اور آپ میدانِ مین کھڑے ہو کر لاف
و گراف کرنا شروع کیا اور ہر بار لٹکارتی تھی کہ جلد جلد میرے سامنے آؤ اس ہنگامہ کو دیکھ کر رعد
و برق جو پہلے ذکر ہوا کہ چھوٹ کر آچکے ہیں اُنکو تابِ باقی نہ رہی اور رعد نے کہا اُمی جان میں تو
جا کر ایک جُنج مارتا ہوں کہ کان کے پردے اس قُجہ کے پھٹ جائیں برق نے کہا جا میں بھی آتی
ہوں رعد جہاں کھڑا تھا وہیں غرقِ زمین ہو گیا اور برق کڑکڑا کر صاف لشکر سے اڑی چکر
بلند ہو گئی اجازت بھی اُنھوں نے مہرخ سے نہیں لی اور یکایک رعد قریبِ خرچنگ پہنچ کر بوٹا سا
زمین سے اُگا اور اپنے کان پر ہاتھ رکھ کر بڑے زور سے اُس نے جُنج ماری یعنی پکارا کہ ارمی
مالِ نادِی رو تو جا میں تیری جان کا ملک الموت آ پہنچا ایسی آواز اُنکی مہیب تھی کہ خرچنگ بہرہا
ہو کر زمین پر افعی سے گر پڑی اوپر سے برق جو کڑکڑا کر گری اُسکو کاٹ کر زمین میں اتر گئی شور
دار و گیر بلند ہوا آندھی آئی بیرون نے صدا سنائی کہ مارا خرچنگ اُمی سوارِ جادو کو وہ دونوں
سیاہ گوش زمین میں نہ گئے تھے دیکھا تو جلا کر خاک ہو گئے خرچنگ کی فوج چلی تھی کہ ہم جنگِ مغلوبہ
کردین برق اڑی ترچھی ہو کر فوج پر گرنے لگی خرمن جان مدعیانِ جلنے لگی برق چمچن مارنے
لگا ملکہ حیرت نے افسرانِ لشکر خرچنگ کو منع کیا کہ جنگِ مغلوبہ کرنا ابھی مابدولت کو منظور نہیں
وہ لوگ پھرے برق بھی اپنے لشکر کی طرف پھری افسرانِ لشکر خرچنگ نے لاشہ خرچنگ
اُٹھالیا اور اُسکے مرنے کا ماتم کیا اور ایک طرف کنارے ہوئے نافرمان جو سحر میں اُسکے مع دس
سرداروں کے گرفتار ہوئی تھی اُسکے مرنے سے چھوٹ گئی اور وہیں سے شمشیر کھینچ کر سر
کو لیکر نکلی حیرت نے کہا نکلیجائے دو مین ایک آن واحد مین ان سب کو خاک میں ملائے دیتی ہوں
غرض یہ بھی سب لشکرِ مہرخ مین آئے مہرخ نے برق کی بہت تعریف کی اور رعد کو چھاتی سے لگایا کہ
شائش بچے بڑا کام کیا اب میں میدانِ جنگاہ سے پھرون تو بہت بجاری خلعت تجھے دونوں غرض
ادھر تو سب خوشی کرنے لگے اور اس طرف حیرت بخندہ خاطر ہوئی اُسکے بخندہ ہونے سے ملکہ
ارشزنگ ماہی خواہ رقلعہ دار طلسم اپنے سرِ خاب کو اڑا کر سامنے حیرت کے آئی اور پکاری کہ

ای ملک طلسم میں داری آپ کی بلایج کرے خرچیاگ ایک کینز تھی جو آپ پر سے تار ہو گئی نوڈی غلام ہوتے کدن کے لیے ہین و دیر ری رشتہ کی چوٹی ہین ہوتی تھی مگر ہین سچ کون سرکار کے کام میں جو ماری گئی تو بچا کو کچھ ایسے مرنے کا رچ نہیں ہوا ہمارا سر اسی کام کا ہی جو کام میں سرکار کے آوے آپ اس کینز کو اجازت جنگ دیکھتے تار دباران نابکاران غدار کے سر سے نکالوں اور قصاص اپنی ہین کے مرنیکا لون حیرت سے انکو موت سے قلع کر کے حکم جنگ کرنیکا دیا یہ ملک تیوری چڑھائے شراب کو اڑا سے بڑے غیظ و غضب سے جانب میدان چلی واقعی چہرہ پر تورسکا اڑنگ نگار خانہ چین تھا مگر نقش و نگار دہری رکتہ خاک ہین تو ہینی لسان الف سرشیدہ کس جاسا و حشم حلقہ زدہ رخسار پر نط کی جگہ کال خال نقود بیکے چوک کے داغ صفحہ رخ پر حرف تحریر معلوم دیتے ابرو لسان مدبسم اللہ تعالیٰ ہا ہین تھی کہ محاف قدرت نے موشک دندان لوح رخسار پر کی تھی چو کھٹے ہین آنکھو کے مردم چشم کی تصویر مصور قدرت نے کینچی تھی اور اسین سفیدی و سیاہی بھری تھی صفحہ رخ بالکل مٹا تھا اور ہر اعضا اسکا گوہی دیتا تھا کہ مین بشیل و یکتا ہون کہیں طغرائیں قدرت نے ہین ہم کا طغرائی کھا تھا اسین سین کے دندانوں کو اسطرح کھپایا تھا کہ دندان دہن بنایا تھا لباس دہانی یہ قتال اپنے سرخاب پر سوار تری آن و بان سے میدان ہین آئی کہ مسک

شوخی طناز قیامت چالاک	معدن حسن و لطافت بیباک
وہ جوانی کہ دد عالم ہون ہلاک	نئے انداز نرالی پوشاک
ختم تھا حسن نزاکت اسپر	باکپین اور قیامت اسپر
رگ جان بھر ابرو کاٹے	راہ کو انعی گیسو کاٹے
وہ ادھر زلف سمن بو کاٹے	دست افسوس ادھر تو کاٹے
اکلی گنگھی سے پریشان دل ہو	دیکھے وہ آئینہ حیران دل ہو

ہزاروں ناز ایک ایک انداز میں دکھاتی جان عاشقان پر ہین جاتی جب زلف چہرہ پر لہرائی غرض جب دد شوخی طناز میدان میں پہنچی از بسکہ ہین کے مرنے سے رنجیدہ خاطر تھی تو یکاری کہ کہان ہر وہ قہم بازارن موئی شمدن برق جادو آئے تو میرے سامنے ابھی سارا اسکا پٹھنا کال دون یہ صدا دیتی ہر رعد تو مخرج سے کھڑا اٹھلا اٹھلا کر باتین کر رہا تھا برق کو

ان باتوں کی تاب نہ آئی اور صف لشکر میں چمک کر اڑی قریب تر اسکے پہنچ کر پکاری کہ خمدوار ہو جا
 اومولی شفتل اپنے دھاڑے افراسیاب پر اتراتی ہی لے میں آپہنچی یہ کمار جا ہتی تھی کہ اسکے
 سر پر گری اُس نے ایک ہار اپنے گلے سے اتار کے اپنے سر کے اوپر اوجھال دیا کہ وہ ہار جانب فلک
 گیا برق نیچے ہو چکی تھی اسکے یہ ہار بھی ایک شعاع آفتاب بن کر از سر تا پا لپٹ گیا کہ برق جس
 حرکت ہو کر دھم سے سامنے اتر نہ لگ کے گر پڑی اُس نے وہ ہار تو ہاتھ بڑھا کر اسکے جسم پر سے
 کھول لیا اور لوہے کا طوق اپنے جھو لے سے نکال کر اسکے گلے میں ڈال کر چالیس ساحرون کو بلا کر
 حکم دیا کہ اسکی شکین باندہ لو اور بیڑیاں اسکے پاؤں میں پنا کر بہن میرے پاس اتادہ رکھو تاکہ
 میرے لڑنے کا یہ مالزادی تماشا دیکھے اور ٹپ ٹپ کر رہے اور کچھ اسکے بنائے نہ بنے چالیس
 ساحر برق کو پکڑ کر بیڑیاں بچانے لگے یہ تمام ماجرا عدنے اپنے مقام سے دیکھا بس ہا
 امان جان ہاے امان جان کہ کمر جو دوڑا میدان میں پہنچ کر غرق زمین ہوا اور ان چالیسوں
 ساحرون کے پیچ میں اگر نکلا ایک چیخ اس زور سے اسنے ماری کہ بھابھے حرافزدون کہان
 جاؤ گے میرے ہاتھ سے ایسی حبیب صد تھی کہ چالیسوں جادو گروں کے کان کے پردے بھٹ
 گئے اور اتر نہ لگ اپنے کالوں میں انگلیاں دیکر ٹھہرے تھے لیکن صد اے رعد پہلے
 سُن چکے تھے اور یہی اُسکا سمجھ ہی کہ آواز اسکی جوئے باتو اسکا رد کرے نہیں تو بیہوش ہو جائے
 پس یہ بھی نہ تم سکی بیہوش ہو گئی برق جادو نے جو ساحرون کو مع حریفہ کے بیہوش دیکھا
 ایسا ٹپلی کہ وہ بیڑیاں اور کوق ٹوٹ کر الگ گرا اور یہ چمک کر خاک پر گئی وہاں سے گر کر اکر
 جو گری اتر نہ لگ ماہی خوار کو بھی کاٹ گئی لشکر کے لوگ ساحرون کے بیہوش ہونے سے
 دوڑے تھے مگر عد نے جھکواتے دیکھا اُمنین پیدا ہو کر چنچا کہ وہ بیہوش ہوئے اس عرصہ میں
 اتر نہ لگ کا بھی نقشہ زندگی بگاڑ گیا شور دار دیگر برپا ہوا غلغلہ ہوا کہ ہی ہمارا اتر نہ لگ ماہی خوار
 جادو کو آندھی پانی آگ پتھر بر سے لشکر دوڑ پڑے لاش اٹھائیکے بغیر حکم حیرت جنگ مغلوبہ
 سے باز رہے برق جادو رعد کو لیکر بھرا اپنے لشکر میں اگر داخل ہوئی اور اُدھر حیرت کا رنج
 اور زیادہ ہوا آبدیدہ ہوئی اُسوقت ملکہ سیل ستارہ پیشانی ناظرہ طلسم اپنے نہیں کو اڑا کر سامنے حیرت
 کے آئی اور عرض کیا کہ دریاں تیری بلارنج کرے ایسی بہت سی نوڈی غلام کام آئیگے اور

ہم کو بڑے فخر کا مقام ہے کہ تجربہ ایسا مالک جو ہم لوگوں کو ہمیشہ بجائے فرزندوں کے رکھے اور اب ہمارے مرنے کا رنج کرتے ہیں داری مشیت جہشیدی میں کیا چارہ ہے آپ نے دیکھا کہ ارژنگ نے پہلے اس فوجہ برق کو کپڑا لیا تھا مگر دھوکے میں بیٹا اُسکا اکر چنچا آخر وہ خداوند کی بہت میں گیس اب اس کتیز قدیم کو اجازت دیجیے کہ میں جا کر تیسرا اپنا بھی آپ کے قدم پر نثار کروں یا ان لوگوں کو خاک و خون میں سلاؤں اور لٹاؤں حیرت نے اُسکو بھی خلعت دیکر کہا تجھ کو سامری کی حمایت میں دیا جا اور کام ان لوگوں کا تمام کر سہیل نہیں بر چمکتی ہوئی اپنے عکس خسار سے صندوق زمین کے بساط کو خوشبو دار ادیم بناتی ہوئی میدان میں آئی پیشانی میں اُسکے یکا دکا دستارہ سحری کے طرح چمکتا ہوا گویا آسمان حسن پر زہرہ نے طلوع کیا نیچے اُس نیلے کے جھوین خدا جیسے شہکار کہ ستارہ دنبالہ دار ہر آنکھیں دو زگرے منور خسار اُسکے دو گلاب کے بھول یا فلک حسن کے مہر و ماہ از سر تا پا آفت جان غضب کا ناکہ آفت کے پر کالہ بنے ہوئے غصہ جاتی میدان میں آئی

سیب ہیں یا کہ ہی ہیں وہ انا پشان	یا لکے نخل تنہا میں یہ دو پھل جردان
ہر دو پٹہ کہ غم پر ہر وہ گل کا دامن	طوطے حسن یہ کہتا ہے عیان را چہ بیان

استکارا ہی عجب حسن جوانی کا و فور
مدد سے بھر پور ہے جو بن سے سرسندھو

حاصل مہام اس لالہ خام نے لٹکار کر کہا کہ اے معر خ داد وادہ کو فقط ملک برق جادو اور رعد جادو سے بچانا باعث زندگی کا ہوا ہے سو وہ بچاری اکیلی کہا تکبہ جنحین بٹن گئے اور کس کس کو نکھڑا لشکر کے مرنے والوں سے روئینگے آخر وہی شل ہے کہ بکری کی مان کبتک خیر سنا لگی آخر ایک ناکہ دن چھری تلے آئیگی یہ بھی کسی ساحر کے پھندی میں پھنس ہی جائیگی انکی عزت اور جان بد بختائیگی تم پھر وہی عصمت بی بی از بے چادری ہر بجا لوگی اور بھاگ کھڑی ہوگی برق کے سوا اور بھی کوئی اتنا ہی کہ دم بھر نکھڑا کیا سنا کرے اور لڑے مرے خیر تمھارا حوصلہ نہ رہ جائے برق ہی کو اب بھی بھیجو اور اور کوئی ہے کون تمھارے یہاں اسکو نہ بھیجو گی تو اور کس کو بھیجو گی یہ کلمات شکر ملک لالہ سحر فلک آگے بڑھے اور بکری کراہی ملک سہیل یہ کیا گفتگو داسیات کرتی ہو تم ایسا عقلمند ہو کر دور یہ باتیں کرے مجھ کو بھی تمھاری باتوں سے بڑا تعجب ہے اے بی سنو حریف

کو مار ڈالنے سے مطلب خواہ برق سے ہو یا رعد سے جس سے کام بنے اور دوسرے رعد
ابھی چھو کر ابھی اسکو سحر تک تو یاد نہیں ملکہ برق کچھ جادو گریوں میں ایسی چند ان مشہور ہیں اور
زبردست ہیں اسکے نام سے تو معاری فوج میں تملکہ سا بڑ گیا ہر ایک ایک کا جی چھوٹ گیا ہر دم
کسی اور ساحر کا کیا سامنا کر سکو گے یہ میلا جمع کر کے جو حیرت چڑھائی ہر ایک تو یہی تم لوگوں کی جوڑ
اور بہادری ظاہر ہے کہ اتنی بڑی فوج لیکے ہم لوگوں کے جنہیں ادنیٰ ترین سمجھتی ہونکہ ابلہ میں آئی ہو
اور اسپر ایسی شیخی بگھارتی ہو اچھا دیکھو تو کہ تم کیسی سلارہ ہو برق و رعد تو درکنار مجھی سے
سامنا کر لو یہ کمکر ملکہ مرغ سے اجازت لیکر یہ ماہ پارہ بھی چلی اسوقت اسکی بھی عجب شان تھی
واہ کیا آن بان تھی زلف چلیا ترسایوں کے دل میں چلیا کا خط بنکر گھر کرتی اور اپنی پرستش
کراتی ابرو ہر ایک بجواب کلیسا نظر آتی ملکین رسول اسی کلیسا کی تھیں آنکھیں تھیں یا مردم
دیدہ بہر پرستش آکے تھے رخسار نازک اور سرخ دوسیب کے ٹکڑے دہن تنگ تنگ شکر
بات ہر ایک نبات سر تا پا اُسکے حسن کا یہ حال جسکی نسبت یہ مقال کہ مسدس

گورے گورے سے ہین رخسار ملازم	عمر بھر بوسہ دلچسپ کی ہو چکی ہوں
مفت ہر جان کی عوض بھی جو شیریں	بل بے مدہ پئے ہی پرتا ہر جوانی کا

دیکھ کر کہتے ہیں صورت کو ملک صلی علی
رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا

جب اُنکے سامنے یہ ماہ پارہ پہنچی سمیل نے جھجکا کہ بیضہ عقاب سحر دم کر کے مارا ہلال نے
ہنس کر ہاتھ پھیلا دیا اور کہا اے ملکہ لاؤ بموجب مصرعہ شاید کہ ہمیں بیضہ برآمد پر وہاں بیضہ
وہ بیضہ ہاتھ پر ہلال کے آکر لگا اور شق ہو گیا آسمان سے ایک جانور خوش رنگ نکلا کہ چکھڑا
ہوا پھر جانب سمیل چلا سمیل نے فوراً رد سحر پڑھا کہ وہ طائر زمین پر گر کر چل گیا اور اُس نے
بیضہ دوسرا لکر ہلال پر مارا ہلال نے پھر ہاتھ پھیلا کر کہا لاؤ یہ انڈا گندا ہی بچہ ند گیا یہ کہلا
ہاتھ پر روک لیا اور ایک اپنی کینز کو دیا کہ اس انڈے کو تو تل کر کھا لینا سمیل نے جو یہ بڑا
ہلال کی دیکھیں اور دوسرا اپنے رد ہوتے دیکھے اور ادر ہلال نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ سمیل اتنا تو
تم ماند ہو گئیں لاؤ اور کچھ دوسمیل نے غضبناک ہو کر گولا فولا دکان لکر سحر دم کر کے سنیہ ہلال

پر مارا ہلال نے کہا میری جان ابھی تو یہ سن نہیں ہو کہ تم موم کی گولیاں بنا بنا کے کھیلتی ہو یہ بھی کوئی لڑائی سحر کی ہے یہ کلمات پڑا کر تھے وہ گولا بھی موم کا ہو گیا اُس وقت سہیل نے کہا کہ اے ہلال ماشا اللہ مگر یہ بھی سب افراسیاب کی جوتیوں کا صدقہ ہے جو بڑھ بڑھ کے بولتی ہو اچھا اب کچھ تم بھی تو اپنا کرتب دکھاؤ ہلال نے کہا خبردار ہو جاؤ یہ کھرا پنہ سر کے بال توڑ کر اور ایک تنکا لیکر اُس پر باندھ کر کمان ایسی بنائی سحر پڑھا کہ وہ بشکل کمان اصل ہو گیا اُسین ایک تنکا رکھ کر بکاری کہ اے تیر سحر جا اور کام حریف کا کام کر عجب کمان ابرو تھی کہ جس نے کمان حسن میں بصد حسن تیر نار رکھ کر مارا ہر چند سہیل نے رو سحر پڑھا مگر وہ تیر نہ ٹھہرا اور ایک داغ نیچے وہ ہی ٹپکا جو تارہ ساما تھے پرتھا اُس پر آکر وہ تیر لگا کر اُسین سے بجائے خون شعلہ آگ کا نکلا اور سہیل حسین مارتی اپنی فوج کی طرف چلی نہیں جسکے بدن پر اس شعلہ کی لگ گئی وہ جل اٹھا کیا گویا گرمی ہلال نے سرد مہری کر کے اُس نار یہ کوا پنہ سحر کی دکھائی کہ مثل دل عشاق جان اُسکی جلائی اور ہر طرف وہ آگ دوڑی پیچھے جسکے بدن میں لو اُسکی ملی جلنے لگا گویا دوزخ سے لو اُسکی لگی واہ خوب

مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے	صیاد ہاتھ مل کے چمن میں ننگیا
-----------------------------	-------------------------------

ملکہ بوجب ع آگ کچھ ایسی لگی سارا گلستان جل گیا اب سہیل نے بیٹھی کی طرح خرچ کھانا شروع کیا اور لشکر میں اُسکے لاکھوں ساحروں کے پیر بہن اور سر بہن آگ لگی اور لشکر کو اُسکے کروڑاں بنا دیا سہیل کو منبع آتش قرار دیا اچھے جنگی جھس میں اس جالو نے چھوڑی لشکر کو بویا بالکل مٹیا پھوٹے کہ دھڑ دھڑ جلتے تھے اُن اُن کی صدا بلند تھی گویا دریا سے آتش میں جاب جھوٹے تھے دل کی لگی ہلال نے خوب بھجائی خوب دوپٹیوں کیا سوپٹیوں آگ لگائی یہ عالم تھا کہ ابیات

رہ نور دون کی چال کا تھا یہ چال	جون بجاتے ہیں آگ چل ابدال
سایہ کی تیرگی پہ کرے نگاہ	قرب سے آگ کے ہوا تھا سیاہ
ہاتھ اٹھا کر کھٹے تھے ناہنجار	وقار تبنا عذاب النار

حیرت اور تمام ساحروں نے ہزاروں سحر اُس آگ کے بجانے کی یے کیے مگر یہ سحر جو ہلال نے کیا ہی یہ ایسا سحر تھا کہ جو رد ہو جاتا کیونکہ ان جادو گروہوں نے دو ایک سحر شاہ جادو اور نامی ساحران علم سے ایسے ہی یاد کر رکھے ہیں کہ انکار وہو نا شاہ جادو ان سے بھی

ممکن نہیں اور یہ سحر ایسے ہی وقت کے لیے اُنھوں نے اُٹھا رکھے ہیں کہ جب کوئی معرکہ پڑے
بت بڑا تو اسکو کرین لشکر مہرخ میں ہرمت سے صداواہ واہ کی بلند تھی اور شر رہا تھے سے
سہیل کے بلند تھے اور وہ چرخ مار رہی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ سٹش

بھول جائیگی نبیعی کا ہانا جبلی | یار تیرا اینکے گرائے شرر بار کے لٹھ

حیرت غریب تھا کہ بدحواس ہو کر طبل باز گشت بجاوے اور میدان سے بھر جائے ہوت
ملکہ سحاب دریا باری اپنے تخت پر سے جم سے کودی اور کالی گھٹا کی طرح جمبوتی ہوئی سامنے
حیرت کے آئی اور کنا اے ملکہ یہ سحر بڑے آفت کا ہلال نے کیا ہی لیکن اُسکا تو زمین ہی خوب
جانچ ہوں دیکھو تو کس طرح اکے رد میں آگ لگا کر پانی کو دوڑتی ہوں اجازت کی امید دار ہوں
حیرت نے کہا بی تم سب میرے سامنے شیخیاں بگھار بگھار کر لڑنے جاتی ہو اور زلفت مفت کی
دلو اتی ہو آج کل ان نکو امون میں رات دن چرچا سحر و ساحری کا رہتا ہی میں نے سنا ہی کہ
لاکھوں روپیوں کا ہوم خانے میں سامان روز لینا ہوتا ہی اور بھینٹ لاکھوں روپیوں کی
دیجاتی ہی اور ہم لوگ سب عیش و نشاط میں مشغول ہو کر کچھ بھی نہیں کرتے صرف نام کے سحر
رہ گئے ہیں سنو میری جان اسکا نام تو کرتے ہی کرے تب ہوئے اچھا جاؤ جمشید تمھاری مدد کرے
اور اس آتش فساد کو بجھاؤ سحاب دریا باری تخت اپنا منگا کر سوار ہوئی اُس مشوقہ کے
ساتھ ساتھ گھٹا سر پر چلتی تھی اور جانور اُس میں خوش فعلی کرتے تھے گرد تخت کے نہرین سرخ رنگ
کے پانی کی اور بنر رنگ کے آب کی مختلف لون کے پانی کی بہتی نظر آتی تھیں اور غالب ہو جاتی
تھیں نہرین کیلے جو اُٹھتے تھے صاف شیخی بگھارنے کی گواہی دیتے تھے حسن میں بھی یہ صدف بحر
دگو ہر مکیا سے خوبی یکم قلم محبوبی تھی جو عاشق کہ اس کے عشق کی لہر میں آجائے غیرت سے دوب
مرے بحر لطافت کی موج اس کے زلف پیدا رہتی حلقہ گیسو گرداب بلا تھا غرق حسین جان عشاق تھی
اس کے چھٹون سے خدا کی پناہ طبیعت کو وہ لہرائی کہ جان مفت ترازہ ترازہ کر کے جاتی آشنائی ایسے
حسین کی جان کی خواستگار ہو کب عشاق کا بیڑا اُس بخد حار سے پار ہو چاہ اسکی انسان کو بلاولا
کر کے مثل یوسف کنوئن جب کاتی مال فرست نہ تیا ندی اشکون کی اشکون سے بہ جاتی کہ آیات

شام کا رنگ جوسی کی اودھٹ میں تھا | اُس لالی جو لالی تو شفق بھول گیا

پھول لالے کا عیان غنچہ سوسن میں ہوا	لایا باہر جو زبان کو وہ جانے لاکھا
گہرو نیلم و یا قوت کو اکجا دیکھا	نہیں پڑا وہ گل رخا تو تماشا دیکھا

پس وہ مغرور حسن و جمال مثل اسکے کہ جیسے بہار گلستان میں آتی ہر میدان کا رزار میں آئی اور آسمان
اُس نے ایک مالا موتیوں کا توڑ کو چاڑھانے گوہر کے جانب آسمان پھینکے بعد اُسکے پکاری کر اسی ملک
ہلال سحر افکن کتنا خوبصورت اور بسیار سحر ہوا ہر اور کیا اچھا رنگ و رنگ تمھاری لڑائی کا
ہر واہ واہ آخر تم کس شخص کی تعلیم یافتہ ہو جو کہ شہنشاہ ساحراں عالم ہر جلا سہیل تارہ پیشانی
کو تم سے مقابلے مجاہدے کی تاب کمان بھی اور نسبت ہی اُسکو تم سے کیا ہی یہ مزار اُن کے کا تو برابر اُن
سے ملتا ہے اور اپنی ہمسرے سے حال بُرے سے ملے کا کھلتا ہے اچھا اب کوئی لٹکا اور شہیدہ اور جو کچھ
یاد ہو تو یہیں بھی دکھاؤ کہ تمھارے اس سحر بدل اپنا لوٹ ہو گیا ہے اور جو کچھ ہم کردار کر رہے
ہو اُسٹادانہ دیکھو اور چاؤ ہلال نے یہ سکر جواب دیا کہ بی ہوش میں آؤ عقل کے ناخون لوجب
مجھے شہید سے پوچھنا یہ سب تعریف جو طبع جو میری نسبت آپ نے کی میں کیا نہی ہوں جو مجھے جتنی
اب دیر کیا ہے یہی گویا میدان ہی یہاں زبان کے موکلون اور تقریر کے بیرون سے تو کام چلنے کا
یہی زبان شہر سے بات کرو تم سے سنا ہو گا مصراع کھائے سخن نیست اندر صاف اب انتظار
تم کسکا کر رہے رہو لاؤ جو تمھارا حربہ اور وار ہوا اُسٹاد کے اقبال اور خدا کے افضال سے جو کچھ
ہے ہو گا وہ بھی دیکھ لینا اُسکا کتنا سننا ہی کیا ہے سحاب دریا باری نے کہا تو خبردار ہو جاؤ اس
ویسے خیال کے ٹوٹ اور طمرے سے بچو اور رنگ اجل کے طعمہ نہ اُتنا کتنا سحاب کا کہ دیکھا
آسمان سے اور گھٹا پیرہ و تار پیدا ہو کر منہ بڑی قیامت کا برسنے لگا اور اس منہ میں تھوڑو دو
سن کا مخرج کے لشکر پر گرنے لگا ملک پیر اور دہر خدا کو یا حال پر سہیل کے رونے لگا لمحہ بھر
دریا سے متوجہ نہ رہا روان ہوا کہ جو تیرہ و نہ دار تھا ہزاروں ساحراں واحد میں اُس میں
دو تین لگے اور ہزاروں کے سر تھوڑوں سے تنگافٹے ہوئے منہ جو رحمت تھا اُسکے ساتھ یہ
سنگدلی بھی غماہر ہوئی سختی زمانہ کی پیش آئی گویا شامت اعمال جو لشکریوں کی تھی وہ ایک ہی
مرقبہ جمع ہو کر سر پر بنے لگی زمین پر تو دریا موج مارتا تھا آسمان سے منہ برستا تھا اور اُسکے
ساتھ پتھر برستے تھے آدمی جان بچانے کو ترستے تھے ایک کچھ بھر میں یہ حال ہوا سڑی جسم میں

ہر انسان کے معلوم دی زمین تمام آب آب ہو گئی گویا غرت سے آب آب ہوئی زراں دنیا
 ماتھے پر کیا شرم سے تمام اندام میں عرق آگیا طوفان فوج اُس طوفان کا ایک نمونہ تھا یا کوئی
 عاشق بیتاب ہو کر رویا تھا خورشید فلک بھی شرم سے سوکھ گیا اور خوف سے شل دریا کی
 موج مارتا تھا ایسے کانٹا تھا چرخ کی اطلس قبایقین تھا کہ اس پانی میں تر ہو جائے وہ سارا
 طلسم ہوتی زمین کا نیم معلوم دیتا تھا بلکہ کرہ زمرہ معلوم دیتا تھا مہر تابان فلک بہرہ سار
 فلک تاپنے کے لیے انگلی بھی سلگے گو دین لیے تھا پانی کی بھوہار بڑی تھی دل دہر میں غم
 غبار تھا وہ بوجھار کی طرح نکل رہا تھا نہیں نہیں آسمان کے منہ سے یہ عیاں نکلتی تھی بہار
 وہاں کے سب پادامن تھے لیکن دامن سمیٹا جاتے تھے چار دیوار خانہ دنیا کے بیٹھ جانے
 کا خوف تھا کیونکہ سیلاب کی رسائی تمام عالم میں ہو چکی تھی بوسے گل بھی جنگل میں سمسکر
 پنچہ میں گھڑی ہو کر رہ گئی تھی باہر نہ آتی تھی باد صبا بھی دم سر دھرتی تھی سردی مان لئی تھی
 درخت سب شرابور کھڑے تھے تپتے فوار دن کے طرح سیاوری نسیم چل رہے تھے یا بہار
 دیوار دن میں اپنے کانخ کے پرنا لے لگائے تھے بلبلین اور طائران صحرا اکڑ کر مر گئے جو
 زندہ تھے اُنکے آشیانے پتھر دن سے اُڑ گئے تھے میڈھا کی گئی ہاتھ بکھر کا اچھلتا تھا
 زندگی گھاٹ کر گئی تھی وہ آتش جو سہیل کی پیشانی سے نکھر نکھر رہی تھی بجھ گئی اور سہیل
 بیہوش ہو کر گری دو پنجون نے پیدا ہو کر اُس سیمت کو اُس بحر میں بھجایا اپنے غوطہ دیدیا کہ
 وہ آگ ماتھے سے نکلتا موتوں ہوئی قسمت جو جلی جھنی تھی اُسکو ٹھنڈا ٹھک ملی اب اُس
 بحر کی طغیانی خدا کی پناہ جدہر دیکھیے پانی ہی پانی اُس سے شکل تھی پناہ پانی کراہیات

ابر و دُش ہوا پہ بالا پوشش
 بھرے تھا واسطے زمین کے لحاف
 دست زیر بغل تھا شل سبھو
 صف سے باہر نکل نہیں سکتا
 سٹ گیا زہر کا بھی ٹھنڈ

رعد سردی کے ہاتھ گرم خروش
 برن بڑتی تھی یا فلک ندان
 فرط سرما سے دیکھیے حبکو
 کو کی اب جا سے ہل نہیں سکتا
 غرض ایسی ہی کچھ بڑھی تھی ٹھنڈ

تمام فوج مہر کی تہ و بالا ہوئی بڑے بڑے ساحران نامی جو تھے شل بہار و چھوڑ

دیگر انھوں نے نیگلے وغیرہ بزور سحر بنا کر اپنا بچاؤ کیا مگر سردی سے کانپتے تھے آگ ممکن نہ تھی منقل ہاے سحر گودون میں یہیے تابتے تھے اور باقی ماندہ لشکریوں کے سر تھجرون سے جو فگار ہو گئے تھے اور ہزاروں سر جو شق ہو کر خون تازہ سے گلزار تھے تو یہ ظاہر تھ کہ اس گھٹا اور منہ میں شفق چولی ہر باقیین تھا کہ لشکر میں بجکر پڑے ہوتے مکہ ہلال سحر افکن نے ایک قہقہہ مارا دیکھا کہ ایک بجلی منہ سے نکل کر چلی اور رعد کی آواز اس قہقہہ سے پیدا ہوئی بس یہ ملک پکاری کہ جو گر جین ہیں وہ بر سین گئے کیا منہ کے کھلنے کی علامت یہی ہر کہ گرج جائے اور جک جائے اور سحاب دریا باری داہ تم بھی کن سوکھے گھاٹوں کھڑے ہو کچھ بھی دارے نیارے کا تھے سحر کنیا کچھ مکو دار بار کا خیال نہ رہا تو عمارت سے جہاز لشکر پر تباہی آئی طوفانی ہوا چاہتا ہی بار باران سحر ٹوٹ گئے اور گرداب الم میں تم پھینک دیا یہ سردی سوائے جہنم کی آگ کے اور کہیں تمہارے نہ نیگی یہ لکھ کر بکاری کہ اے خدا اے حقیقی عہر کے نا خدا کیا ہم لوگوں کی کشتی حیات ڈوب ہی جائیگی بس اتنا کہ کر ایک لکیر اپنے دست نازک سے لشکر حیرت کی طرف کھینچی گویا اس قلزم حسن نے نہر بنادی کہ پانی اوہر سے نکل جائے اور پھر سحر اس لکیر پر دم کر کے گویا ہوئی کہ مصرعہ خود کردہ راوان چیت پچسکی بلا اسکے سر آگ جانے لو ہار جانے دھوکے والے کی بلا جانے ساتھ ہی لکیر کھینچنے کے اور ان کلمات کے زبان پر جاری کرنے کے وہ دریا اسی طرف پھرا اور موج مار کر لشکر حیرت پر چلا باران مینا بار لشکر حیرت پر برسنے لگا اور تھج بھی برسنے لگے دریا بھی طغیانی پر آیا ساحران حیرت کو آب خجلت میں تو ڈوبے ہوئے تھے ہی اس دریائے بھی ڈوبا یا اب سارا لشکر اسکا تلے اوپر ہو گیا ہزاروں ڈوب کر مرے اور ہزاروں تھجرون سے داخل جہنم ہوئے کشتوں کو گھڑیاں لگے وغیرہ دریائی جانوروں نے طعمہ بنایا ہر چند سحاب دریا باری نے سحر کر کے چاہا کہ اس دریا کو روکوں اور دوسرے کر دن ممکن نہوا اور وہ بحر ہر قہر جب بہت طغیانی پر آیا تو فوج ناظران طلسم اور حیرت کے کنارہ کشی کر کے سب جھوٹ کہا کے مفاہم ہاتھ پر جاکر ٹھہری اور بعض پہاڑ اور ہاٹوں پر سکون گزین ہوئے اور وہاں سے کیفیت مکہ سحاب دریا باری کی دیکھتے تھے اور سحاب دریا باری کی لشکر

میں تلاطم تعابت افسر اور لشکری غرق دریا سے سحر ہوئے تھے اور ڈوبتے جاتے تھے سحاب یا باری
 بجان واحد اس پانی میں کھڑی رو سحر پڑھ رہی تھی اور پانی اُسکی چھ آتے تک آگیا تعابس اُسوقت اُسکو
 یقین ہوا کہ ابکی جو کوئی ریا مومن کا آیا تو میں بہ جاؤنگی بانوں میں ٹھہرتا ہی یا یہ پانی بڑھتا آتا ہی
 میں غرق ہو کر اسیر سلسلہ موج الم ہو گئی پس اسنے فوراً اپنی جھولی سے تھوڑی گھاس نکالی اور اُسکی
 ڈونگی بنا کر سحر پڑھا کہ وہ اہل میں ڈونگی کی صورت ہو گئی پس یہ اُس ڈونگی پر سوار ہوئی اور پکاری
 کہ اے ڈونگی تو مجھ کو پار بچل ڈونگی لہراتی ہوئی چلی اور اُسنے چاہا کہ میں دریا کے پار جا کر حاصل
 سے ہمکنار ہوں اور صحر ہلال نے اپنے سحر کو پھر زور دیا کہ پُر داکے ہو کے جھکورے آنے لگے او
 شر دریا کا زیادہ ہوا پس پانی کی باڑہ اور توڑ سے ڈونگی گھاس کے تنکے کی طرح اُڑنے لگی اور
 اور باد مخالف کے سبب سے اُچھلا کر ایک بھنور میں جا گری اور ہر چند سحاب نے سرٹکا اور سحر کر
 چاہا کہ ڈونگی بھنور سے نکلے مگر کچھ قابو نہ چلا کر ورن سا حردور سے اس تماشے کو دیکھ رہے تھے
 کہ یکایک اُس ڈونگی نے چرخ ہمارا گھومتے ہوئے دریا میں ڈونگی پس اُسوقت لہر دریا کی
 زنجیریں بکروست و پاؤں میں سحاب دریا باری کے لپٹیں اور قعر دریا میں کھینچا کر لینگیں
 اب سب نے دیکھا کہ دوسا حراس پار لشکر معرچ کی طرف دریا سے نکلے کہ جو سحاب دریا باری
 کی شکیں باندھے ہوئے تھے زنجیریں گلے میں پڑی تھیں اور ایک زنجیر اتنی بڑی کہ دو کوس کے
 پھیلاوے میں ہو گئی اسیں کہی ہزار سا حرا و جادو گر نیاں بندھی ہوئی ایک ایک لنگی اُنکے بندھی
 ننگے دھرنکے سا حرا پیر محافظ دریا سے لیکر سانسے ہلال کے آئے ہلال نے اشارہ کیا کہ سانسے
 بادشاہ عالم نہاد کے لجاؤ وہ سا حرا سانسے معرچ کے ان سکو لے آئے اور عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے
 آپ فرمائے تو ہم اُنکو قتل کریں اور فرمائے تو قید رکھیں ملکہ نے حکم دیا کہ ان سکو لجا کر قید کر دو
 پھر سمجھ لیا جائیگا اور حیرت نے جو یہ ماجرا سحاب کے قید ہونیکا اور اُسکے لشکر کے ڈوبنے
 کا دیکھا پس بغضب تمام تر اپنی فوج کے افسروں کی طرف اسنے دیکھا اور کہا صاحبو انھیں دلتوں
 کے لیے تم سب لڑنے آئے تھے کہ ان ناکھاموں کے ادنی ادنی سحر کے بھی جواب دینے کی طاقت
 نہیں رکھتے ہوا چھ ماہ میں اب خود جا کر کام ان حریفوں کا تمام کرتی ہوں یا اپنی جان دیتی ہوں
 یہ کلمات زبانی حیرت کے سرور و ناظم طلسم یعنی ملکہ شمسہ سحر افکن اور ملکہ صنم لائش بدن

جادو وصف لشکر سے الگ ہوئیں اور ہاتھ باندھ کر سامنے ملکہ کے آئین عرض رسا ہوئیں واری
فرمانا آپکا بہت بجا ہے لیکن ہم اب جا کر جان بازی کرتے ہیں اور اس دریا کو سٹاکر کام حریفہ ناکام
انجام کو پہنچاتے ہیں حیرت نے آہ سرد دل بردرد سے بھر کر کہا کہ صاحبو میں کسکو اجازت دوں
کسکو روکوں جو چچم سے ہو سکے تصور کو تا ہی نہ کرو اچھا جاو سپر سامری کیا یہ دونوں ساحرہ شعلہ
جوالہ بنی ہوئیں سر سے ہانک لباس سرخ پہنے بال بھی سر کے نہرے ہمہ تن شعلہ عبوکا بدن آگ کی
طرح دونوں کا چمکتا لکڑن ان لالہ فام برصدتے ہوتا اپنے عشوہ و ناز سے دل دہر میں یہ آگ
لگاتین گویا نور کے ساچھے کی دھلی ہوئی تھیں ہر اعضا سے شعلہ آتش کے نکلنے اُس قہر و غضب پر صورتیں
دہانگی بھلی بھولی کہ فتنہ دہر ہر جہ کہ سیانا ہی مگر انکا ادنی غلام بننا چاہتا ہی سورج کی کرن چاند سا
بدن لالہ فام و رنگین ادا دست و پا میں ملے ہوئے خاک راہیات

مطلع مہر تجلی ہو جبین غیر نور	کور ہی دیدہ خورشید فلک بگے حضور
زرد ہی مارے ججانت کے ترخ شعلہ	دیکھے گر شمع رخ حور دہری ہو کافور
گل خورشید گلستان ضیا ہو جبین	آبشار عرق شرم و صبا ہو وہ جبین
ذرے افشان کے در شان پانی	شعلہ آتش عارض سے اور سیان تیر
الف آسا جو کھنچا ہی سینہ و قفقہ نہر	خطر دہریہ پاد فرخ خورشید و قمر
ذرے افشان کے جبین پر جو دیکھے	آخر طالع خورشید چمکے دیکھے

بس یہ دونوں آتش عذاب حیرت با کردار سے اجازت لیکر جو روانہ ہوئیں بیچ میں دریا سے سحر
حائل تھا مقابلہ حریفہ میں کیونکر جاتیں پس اپنی اپنی سوار یوں سے اتر کر زمین پر لوہیں اور
لسان شعلہ جوالہ چمک کر جانب فلک گئیں وہ ابتر گمراہ ہوا تھا اس میں بجلی کی طرح جا کر ٹپپیں انکے
سڑپنے سے وہ اتر گئے ٹکڑے ٹکڑے ہو ادا رہ کر کے شق ہونے سے وہ آواز میب پیدا ہوئی کہ بہت سے
ایسے ویسے ساحر جانیہیں کے غش کھا کر گر رہے اور ملکہ شمس اور آتش بدن اسی طرح بجلی نی ہوئیں
اُس دریا سے زخار دھار پر گر کر سب نے دیکھا کہ دریا کی بجلی بجلی پھر جو دیکھا برقیں چمک کر دریا میں
گرین اور دریا میں طوفان ہوا بانوں اُسکا پانی اونچا ہو گیا اور وہ طلاطم ہوا کہ خدا کی پناہ بعد
محہ کے روشن کیط وہ سب پانی چلنے لگا اور بھق سے اتر کر دھوان ہو کر جانا رہا گھٹا گھٹا گئی مطلع

صاف ہوا کوسون تک میدان خشک چٹیل نظر آنے لگا اور یہ دونوں برتین پھر ہیت اصل
 اُسطیح زمان مہر طلعت بنکر اپنے اپنے ہنس اتشار پر سوار ہو کر سامنے ہلال سحر انگن کے پوئین
 ملکہ حیرت نے تعریف انکے سحر کی بہت کچھ کی اور دو خلعت بہت بھاری روانہ کیے کہ وہ انھوں
 لیکر ملکہ کو تسلیم کی پھر مخاطب بجانب ہلال ہو کر باواز بلند پکارین کہ اے ہلال سحر انگن کیا کہنا
 سامری کی قسم کیا پاکیزہ جادو ملکواتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ میں ہم تم ایک ہی پھیلی کے پٹے بیٹے
 تھے اور ایک ہی ملک کے تابع فرمان و نوکر تم بھی اپنے ملک کی اسی طلسم میں بادشاہزادی
 اور ہم بھی وہ تو سامری برآکرین اُن موؤن کا کہ جنھوں نے گوشت کو ناخون سے جدا کر لیا
 ورنہ اس طلسم کے سحر و ساحرہ کی عظمت کا کیا ٹھکانا تھا اگر تم میں کوئی ادھر نہوتا تو ہم جانتے
 کہ یہ سحر رہو تے شہنشاہ ساحران نے خوشی میں اگر جسکو سرفراز کیا ہمسامری اُسکو بنا دیا
 ایسا سحر تیار کیا کہ اب آج انکا جواب دینا مشکل ہے لیکن اگر میں حق حق ہوں اور ناقص ناحق خیر
 کیا ہوا جو تم زبردستیان دکھاتی ہو اتنا ہم جانتے ہیں کہ جس بادشاہ نے ایسے ایسے سحر کو
 سکھائے ہیں تو وہ رد اور توڑ بھی اُسکے جانتے ہونگے انکی معشوقہ حیرت بھی لڑ کر چاہتی کہ تم سر
 ہو تو یہ ممکن نہیں اچھا آؤ اب ہمیں اپنا کرتب اور زبردستی دکھاؤ ہم تمھارے حربے سارے کھون
 سے اٹھائینگے جو تمسے ہو سکے قسم ہے سامری کی اٹھانے کھنا ہلال نے کہا اے کوئی بیویہ تمسے سچ کہا کہ
 ہم تم ایک ہی ہیں لیکن شاید نیل تمسے نہیں سنی کہ کیا سوپ کے جاے جھاج ہی میں رہتے
 ہیں اور چراغ سے چراغ جلتا ہی یا ہر ایک نے دوسرے کو سکھایا ہے پھر آگے اپنی اپنی محنت
 جو جیسا بدتاؤ کر گیا دیا ہو گا اور یہ جو تم کہتے ہو کہ بلکہ حیرت سے لڑ کر سر برہو گی تو سچ ہے کہ کیا
 ہم کہاں حیرت خاص پہلوے بادشاہ کی سونے والی مگر ہم لوگ تو مرنے لڑنے سے ڈرتے
 ہی نہیں جان اپنی پھیلی پر لیے پھرتے ہیں شل چلی آتی ہے کہ جب اوکھلی میں سر دیا تو وہ ہمکن
 سے کیا ڈر سلاتی رہے خواجہ عمر کی کہ وہ ہارے خون کا بدلہ لینے اب تم جو آئے ہو ہم کو
 ڈراتے ہو کی تو سچ ہے کہ ایک تونچ پر تمھاری شہزادی طلسم کی مالک کھڑی ہیں اور دوسرے
 تم دو ہو میں کیلی مگر تمکو قسم ہے کہ تم اور دو چار کو اپنی مدد کے لیے بلاؤ اور مجھے مقابلہ کر دہان
 بندی ڈرنے والوں میں نہیں ہیں اور نہ کچھ ایسی ملک ہے جو تم نکل لو گی تم دو جو ملکر آئیں خوب کیا

بندی بھی حاضر ہوا چھاضب کر دیہ سنتے ہی ملکہ خورشید آتش بدن نے اپنی بڑی ہن ملکہ شمس سے
 کہا کہ باجی امان یہ بات اس نے سچ کی ہو خیال نہ بلکہ ساتھی دونوں چلے آئے باجی تم ٹھہر جاؤ اور میرے
 مقابلہ کا اس سے تماشادیکھو جب کوئی امر نوید لکھنا سوقت تم لڑنے کا ارادہ کرنا اور سیدان میں
 آئینکی تکلیف فرمانا شمس یہ کلمات سن کر ٹھہر گئی بلکہ وہاں سے پیچھے ہٹ کر ٹھہری اور ملکہ خورشید آتش
 بدن مات میدان میں آکر زمین پر اتری ایک بچہ خاک جھولی میں سے لگا کر فوج کیا اور اس کے خون
 سے زمین کو لیس کر چوکانیا پھر باش کا آنا لگا لا اور اس کو گوندہ کر ایک شیر اور ایک تیلانا کے اُسپر سوار کیا
 کردہ تیلانا ایک ساحر کہ یہ منتظر ہو گیا اور شیر بھی ذی روح ہو کر ڈوکرانے لگا اور وہ تیلانا اُس شیر پر
 سوار ہو کر ایک تلوارنگی کیفچا کر ملکہ خورشید آتش بدن سے گویا ہوا کہ اے میری مالکہ اور خالق کیا
 آپ کا حکم ہوتا ہے اس نے کہا بھگوانو ڈی کاٹے ہیں نے لڑنے کے لیے بنایا ہے اور کیا میں تیری صورت
 کو آگ لگاؤنگی پتلے نے کہا پھر میری خوراک کہاں ہے اور اُس شیر کا راجت کیونکر ملے گا ساحر نے کہا
 تو اندھا ہے ارے تیرے سامنے لاکھوں ساحر معراج کا اور یہ حریف اپنی فوج لیے ہلال ساحر افکن بھی
 ہے اور تجھے رات بیاں ملے گا جانیے شیر کو بھی کھلا اور آپ ہی اپنا پیٹ بھرا ج تو ترا پیٹ خوب
 بھر گیا ایلے تو میں نے عین وقت پر تجھے بلایا ہے یہ سننا تھا کہ وہ تیلانا شیر کو آڑا کر چلا یہ معلوم ہوتا تھا
 کہ مرغ فلک اتر آیا ہے یا ساکن برج اسد شیر پر سوار ہو کر لڑنے چلا تھا وہ ہونٹھ اسکے خوراک پر
 نتھنے شہنشاہ کے ہلکے ہاتھ بہت دراز اور بہت چست انتہا کے گستاخ باؤن اس قدر دراز تھے کہ عوج غلج
 کا سا بھالی معلوم ہوتا تھا ہاتھ میں تیغ باڑم دار لیے آئینہ میں لال نعینہ غضب کمال جانب لشکر

ہلال حیلایا بات

بڑھا چمکہ وہ کانسہ نحس و شوم	تر پہنے لگا مثل مجروح یوم
پے جیسے آندھ سے شاخ درخت	دہ یون جھوتا جاتا تھا تیرہ نخت
غزازیل سے کم نہ تھے اسکے کام	غزازیل بھی بھاگے سن لے جو نام
مگر اتمی منس مجھے شوم میں	نخواست جو اسین نہ تھی بوم میں

اور تیرہ سوار پر کردار دو جو خوار شیر کو اتر کر روان ہوا اس طرف خورشید آتش بدن نے
 پکار کر کہا کہ اے سوار عالی مقدار ان لاکھوں ساحرون کا کہ جو تیرے سامنے کھڑے ہیں خون

ان سکا میں نے تجھ کو محل کیا خوب پیٹ اپنا اور اپنے شیر کا بھڑنا اور ہلال کا کلیجہ آپ کھانا گوشت بدن کا شیر کو کھانا لیکن سر سکا ہمارے واسطے لیتے آنا اس سوار نے کہا بہت خوب اور سیدھا تیغ علم کیے آہی تو پڑا ملک ہلال کا اُسکی صورت دیکھ کر یہ حال ہوا کہ سکتا ہو گیا رنگ چہرہ کا بسان ہلال رنگ خاجہ کا لہو خشک منہ اتر گیا رنگ سیف ہوا ریشہ تن میں پڑا دل سے کہا بچانا ای عمر کے خدا اور اس عرصہ میں اُس پیلے نے صف لشکر ساحران میں پہنچ کر شمشیر زنی آغاز کی فوج ہلال کے آگے بڑھی تماشا سے جنگ اپنے مالک کا دیکھ رہی تھی اُس فوج پر یہ اگر اسیا دبا اللہ جسکے دوڑ کے اسنے تیغ مارا دوڑ کرے اُسکے ہوئے اسنے کلیجہ کھا لیا اور شیر نے گوشت اُسکا کھایا فوج میں تمام بڑھی اور درہمی ہوئی من چلے بہادر تلوارین سحر کی اُسپر بھی مارتے تھے اور نہارون سحر کرنے تھے مگر اُسپر کچھ اثر نہ ہوا اور اسنے تملکہ ڈال دیا تھایہ معلوم ہوتا تھا کہ ترک خنجر گذار سہرا ج بگڑ کر زمین پر اتر آیا ہی اور ساکنان خاکدان عالم کو خاک و خون میں ملایا یہ تیغ کی چاک آئینہ جان میں جا کر عروس مرگ کا جلوہ دکھائی تھی بہت سے بغیر مارے بھاگ کھڑے ہوئے بہت طعمہ شیر و پلہ سحر ہوئے تلوار اس سبلی کی بے پناہ پڑنے لگی اور جابر طوف سے ساحرون نے گھر کر اُسپر حویہ سحر کرنا شروع کیے جب کچھ نہ بن آیا تو تیغ و ترسوں وغیرہ بگڑ کر یہ بھی آکرے کہ کھڑے کھڑے اُسکے گرد نیلے قیامت کی لڑائی ہونے لگی ہلال کی فوج کا حال تھا

غضب ہانپتی کانپتی بدحواس
قیامت کے ترسان خداہ کی پناہ
کئے ساحرون کے جو سر ایک ساتھ
دیا گوشت اُس شیر کو بس کھلا

پریشان و ترسان سراپا ہر اس
نہ پاؤں میں موزے نہ سر پر کلاہ
پڑے تیغ کے آن واحد میں ہاتھ
کلیجہ لیا آپ بس اُسنے کھا

جان خزین پر تمام ساحرون کے قہر خدا نازل تھا بلائے سرم نازل ہوئی تھی مرگ سے دوچار تھے مجبور و ناجار تھے یا تو اُس گلستان فوج میں غمناک و اراپنی مالکہ کی لڑائی دیکھ کر باغ باغ ہو رہے تھے یا تو لڑائی گل پریشان اور اتر ہو گئے تیغ کی ہوانے باد خزانہ کا کام کیا ایسی خزان بھی کم آئے کسینے دیکھی ہوگی کہ یکا یک سب و بنیا دخل ہستی قطع ہو گئی آخر جب اُن بیچاروں کا کچھ بچ پخلا تو بھاگ کر لشکر مہر خ میں جا کر ملے بقدرت خدا اسوقت وہ تپلا کہ جھٹ پار ہاتھا اور اُسکے منہ میں لگا تھا بھلا وہ لب اُنکو چھوڑنا تیغ معلوم کیے یہ بھی لشکر مہر خ پر اگر اگر ادھر بجاتا اور بٹ کر ہلال پر

آتا تو اسکا بغینی سر کاٹ لیتا لیکن لشکر معرغ پر جو اسوقت مخمور سرخ چشم و مشوقہ شہزادہ نورالدین صر نے آگے بڑھ کر کہا کہ ای ملک معرغ ہلال نے آج بڑے کار نمایاں کیے اور بڑی دیر سے میدان داری کر رہی ہے مگر اب اس پتلہ کے ہاتھ سے یقین ہو کہ مار ڈالی جائے لازم ہے کہ اسکی مدد کے لیے کیسکو بھیجے معرغ نے کہا وہ سوار تو اسی طرف آگیا ہے اگر تم سے ہو سکے تو رو کو اسکو در نہ میں ایک سحر سچ رہی ہوں بادشاہ جادو ان نے ایک دن مجھ کو بتایا تھا اسکے منتر کا ایک بول مجھ کو یاد نہیں آتا ہے اسی سحر میں اتنا عرصہ بھی ہوا ورنہ اب تک کب کا میں اس سوار کو یہیں سے بیٹھے بیٹھے غارت کر دیتی مخمور نے کہا پھر آپ اجازت دیتی ہیں میں جاؤں لڑنے کو معرغ نے کہا بسم اللہ اسوقت تو اس گل باغ خوبی اور بادہ خوش رنگ انجن محبوبی کو غصہ آیا اجازت تو حاصل ہی کر چکے تھے اپنے تخت کو آگے بڑھا کر چلے اور وہ پتلا جیسے ہی صف لشکر پر آکر گر اٹھا کہ یہ سحر بڑہ کر پکارے ارے موے رہ تو جاموم کے یا ماش کے آٹے کے پتلے تجھے بھی یہ طاقت ہوئی کہ ہمارے سامنے آتا ہے اور یہ کہہ کر ایک سانپ جو بجائے چابک دست نازک میں بیٹھے تھی دوڑ کر اس پتلے پر مارا اور دو سر اس شیر پر لگایا اور کہا ای شیر تھو ہی تیرے اس نامردی پر تجھے تو ایک کتا اور بلی زیادہ غیرت رکھتے ہیں ایسی نالائق اور کم زور کا بھیجا ہوا تو آیا ہے کہ میرے ہاتھ سے مار کھاتا ہے اور دلیل ہوتا ہے یہ کلمات ایسے تھے کہ پتلا تو اسیطع موع کا یا آرد ماش کا ہو گیا اور اور گر پڑا بس اس کے گرتے ہی ملک ہلال انگن کو ہوش آگیا اور یہ بھی سنبھل کر اوسکے اوپر مخمور نے اس شیر کو تیر چابک سانپ کا پھر لگایا اور کہا ای شیر میں تجھے کیا بگاڑوں میں نے تیری جان بخشی کی اور رے میں تجھے وہ چیز دیتی ہوں جو کبھی کسی کو نہ میسر آئی ہوگی شیر طلسمی کو یا تو وہ بلی تھی یا اب تجھے دی گئی یہ کہار وہ ڈبیا جبین سند و طلسمی تھا اور وہ طلسمی سیندور اسکو مقام بایا آتش نشان میں کہ جب خمر کو بہ جانب کو کب لیکر گئے تھے تو ملا تھا اور اسد کوہ کے مالک کو آتے سیندور سے اُسے قتل کرایا تھا حال اسکا جلد دم میں اسی طلسم کے مذکور ہو چکا پس اس سیندور کو اُسے لگا کر ایک ٹیکا ماتھے پر اس شیر کے دیا اور کہا جا ملک خورشید آتش بدن کو بکڑ لا وہ سیندور ایسا تھا کہ جب شیر طلسمی نے اُسکے وجہ سے اُسکی عزت کی تھی تو اس غیر کے جو سحر سے آتش بدن کے بنا ہی کیا حقیقت ہے بس فوراً دعو کا ماتر ا اور دکڑ آتا ہوا یہ بچا اور مخمور نے ہلال سے کہا

کہ اگر ملکہ اشارت کیا کہنا خوب لڑین دواہ دواہ میں سچ کہوں یہ سحر آتش بدن کا کسی سے بھی رو نہ ہوا
میرے پاس اگر سیندور نہ ہوتا تو یہ شیر کبھی اطاعت نہ کرتا اور ایک سحر خلاص میں اگر بادشاہ نے مجھ کو
بتایا تھا وہی ہوتی کام آیا ورنہ اُس پتلے سے بھی جان بچانا مشکل ہوتی لہذا کچھ اسمیں بے غرتی
نہیں ہر اب تم ٹھہر کر دم کو اور مجھ کو میدان میں جانے دو یہ کہہ کر اور اُس کو سمجھا کر اُس نے جانب صفت
لشہ پھیرا اور آپ ہزاران ناز و بخت سمت جنگاہ رخ کیا اُس وقت اُس ماہ پارہ کی یہ کیفیت حسن کی
تھی کہ بسبب غضب کے آنکھیں جو زیادہ سرخ ہو گئی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ساغر بادہ احمر سے
لبریز و سرشار ہیں انھیں آنکھوں کی نگہیں شہلا بیار ہیں اور بادام نہار جان سے شاربین جو کوئی
بادہ خوار اُن ساغر خشم کا جام لے تو مست ہو جائے اور آنکھوں پر زلف رسا کا جو عکس پڑتا تھا اور
بالوں کا لہرانا آنہ پر آجانا و فی کیفیت دکھاتا تھا یعنی میخانہ پر گھٹنا کا چھا جانا ظاہر ہوتا تھا ہر چند کہ
وہ جام آنکھوں کے شراب حسن سے بھری تھی مگر ہر قاتل بھی انہیں گھلاتا تھا جس نے ایک بار بھی اُس جام
سے کچھ رس اور فرا دیدار کا لیا بس مارا بڑا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا ساغر عمر بادہ فنا سے اُسے لبریز
کیا اور اُسکے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سب سے میخانہ پر جھکے ہوئے ہیں رخسار تابان کا کیا بیان ہو اظہر
من الشمس ایک بات ہر عیان را چہ بیان مگر بولا بن این غضب کا دو آئینہ اسکندر آرزو کے
پیش نظر تھے قربان جنگی صف پر آئینہ شمس و قمر تھے فلک نے اپنے آئینہ خانہ میں آئینہ ہائے شمس و قمر کو
لگا یا مگر کبھی ایسی صورت دلپذیر کا اُسکو جلوہ نظر نہ آیا دہن تنگ وہ تنگ کہ جائے سخن آئین کسان
شرم سے سُرخ چراتی مگر ایسی صورت کہیں چھپتی ہر صاف روشن ہر کہ رعنائی و زیبائی کا وہ دہن مخزن ہر
کان جواہر اسمیں پوشیدہ ہر ہی اُسکی باتوں کا نقشہ ہر ہونٹہ دو ٹکڑے حقیق عین کے دانت رشک

دُرِ عدن کے کہانتک بیان کروں کہ ابیات

ساغر بادہ گلزنک ہر آنکھوں پر اشار	ستی حسن سے سرمست ہو ہیں مشاہیر
دورے آنکھوں میں نہیں جمع ہو ہیں بوجہ	صاف ہر چہرہ رنگین پہ گلستان کی بہار
بست سمجھیں جو وہ آنکھیں نظر میں کالی	گھر کے آئی ہیں گلستان میں کھائیں کالی
رہت ہر شل لب بسکہ وہ قدر بالا	وال میں جیسے الف و دل میں ہر کوئی جا
دل بنادال تو ہر وال کہ ہوجان فدا	شک نہیں ثابت اسے تل کے تصور کیا

اتل ہویدا ہی تو پھر رنگ نرالا کچھ ہی جان کی خیر نہیں دال میں کالا کچھ ہی

اس ناز و ادا سے وہ مہ پارہ غار نگہ صبر و شکیبائی تخت سحر پر سوار ہو کر انجیل پلو کا ڈو پٹہ سنبھالتی
پایجامہ کے پایچے آگے ڈھیر کئے جوڑا ترچھا باندھے مسکراتی ہوئی سانسے خورشید آتش بدن کے
آئی اتنے عرصہ میں اس شیر کو جو ٹیکا سینہ و طلسمی کا دیکر اسے پھر دیا تھا بس وہ ڈکا رہا ہوا ملکہ
خورشید آتش بدن پر آیا خورشید نے اس وقت رد سحر بڑھ کر ایک دو تہڑ زمین پر مارا کہ اے شیر
تو اپنی جھینٹ پا چکا ہوا اب اُسی طرح ماش کا آٹا ہو جا شیر کے ماتھے پر ٹیکا سینہ و طلسمی کا دیا ہوا تھا
وہ کب پھرتا تھا بس اسے آتے ہی ایک طاپچہ خورشید پر مارا خورشید نے طاپچہ اسکا رد کر کے اپنے
تین پیر مار کر زمین کے اندر پہنچایا اور وہاں سے پشت شیر پر اتر گئی اور ایک رسول اس کے
پیٹ پر اُسے مارا شیر نے پلٹ کر ایک ہاتھ جو اپنا مارا تو خورشید کو کھینچ لیا اور جھٹکا دیکر اپنی پیٹھ پر
لا کر چلا اس وقت شمسہ جو اسکی بڑی بہن الگ کھڑی ہوئی تھی اُسے یہ حال اپنی چھوٹی بہن کا
دیکھ کر بتایا نہ اپنے تین قریب اس شیر کے پہنچایا اور اس کے پاس ایک گولا فولاد کا ایسا ہی کہ
جس کسی ساحر صاحب منصب اور مرحلہ کے مالک پر لگائے تو کام کا تمام کرے بس ہی گولا اُسے نکالے
اس شیر پر مارا از بسکہ وہ شیر بنایا ملکہ خورشید آتش بدن کا تھا اور اسی طرف سے رد بھی اس سحر کا ایسی
اشیاے زبردست سے ہو رہا تھا وہ گولا اس شیر پر جو بڑا تھا کر ذہ زمین پر گرا اور اُسی طرح ماش کا
آٹا ہو گیا ملکہ خورشید اس کے پنجہ سے چھوٹی اور ہوشیار ہوئی یہاں پر بعض داستان گویوں نے
بیان کیا ہے کہ ملکہ ہلال سحر املکن سحاب دریا باری اور خورشید آتش بدن سے نہیں لڑی
ہی ملکہ آخر بت سیلان فیل زد بھیجی کوکب رشتہ خیمہ کے واسطے دریافت حال ملکہ بران آجاتی
ہی اور وہ مقابلہ کرتی ہی اور جب وہ خورشید کے سحر سے مغلوب ہوتی ہی تو محمود آکر اسکو ہٹاتی ہی
اور آپ مقابلہ آتی ہی مگر بعض داستان گویوں نے ابھی فوج بران کا مقابلہ کرنا مناسب نہیں
جانا کہ سب فوج تو معرک کی لڑتی ہی ایک اکیلی اختر آکر لڑے کچھ حسن بیان نہیں اس سے یہی بہتر ہی
کہ ایک ہی لشکر کی شوکت اور عظمت ظاہر ہو اور آج ہی تو ملکہ چیرش کو معلوم ہوتا ہے کہ لشکر
معرک میں بھی قوت سحر و ساحری بہت زیادہ ہی صرف عیار دن کے بھروسے پر یہ لشکر نہیں لڑتا
اگر لڑائی پڑے گی تو بڑی مار ہوگی اور مالکان در بند ہوش ربا آجک معرک کو ذلیل حقیر سمجھے

مگر آج سے زبردست جاننے لگے حاصل مرام ملکہ مخمور لالہ فام جب میدان میں پہنچی اور وہ شیر
 طلسمی سینہ دہری کی وجہ سے خوب لڑا آخر مار لیا اور شمسہ خورشید کو لشکر لطیف پھیر کر آپ بہ مقابلہ
 مخمورائی اور پکاری کی بی مخمور شہنشاہ سے پھر کھینچنے تو بڑا زور پیدا کیا ہی مخمور نے کہا میں کم زور
 کس دن تھی اور تھیں کب دب گئی تھی اور ہاتھ تھمارے سامنے کس دن میں نے باندھے تھے جو آج
 بڑا زور میرا تم اُگٹنے آئی ہو ہاں البتہ تم لوگوں کی میں نے بڑی دھوم مچی تھی جب ملازم شہنشاہ
 تھی جب بھی یہی غلغلہ سنتی تھی کہ صاحبان قلعہ ناظمہ بڑے زبردست ہیں لیکن دور کے ڈھول سناؤ
 یہ نرا جہرم ہی جہرم تھا سو آج وہ ہوا بارگئے سارا جہرم کھل گیا اب بھلا میں دیکھوں تو کہ تم کیونکر مجھے
 سربرہ ہوتی ہو اور خورشید کو جو پھر کر لنگی ہو کیا وہ زندہ بچے گی اور تو بہ سینہ دہری طلسمی جس شیر کے لگا ہوا
 تھا اُسکا طمانچہ کھانچکی ہر اُسکا بچنا مشکل ہی شمسہ نے کہا اور مخمور اب زیادہ حد سے نہ بڑھو زخم پر نمک
 نہ چھڑکو لو اُسکا مزہ چکھو یہ کہ ایک مقدمہ انہی جھولی سے نکالا کہ اُس مقدمے میں خاک قبر جمشید بھری ہوئی
 تھی بس وہ مقدمہ سینہ دہری ملکہ مخمور کے مارا مخمور اُس مقدمہ کو دیکھا کہ سمجھ گئی تھی کہ اس میں خاک قبر جمشید
 ہو گئی بس وہ مقدمہ آتے دیکھا کہ وہ پرواز کر گئی اور باندی برجا کر ٹھہری مقدمہ خالی گیا اور خاک جو اس میں
 تھی نکلا اڑی جو ساحر کراگے بڑھے کھڑے تھے وہ ہوش ہو گئے مخمور نے فوراً باران سحر برسا یا
 کہ وہ خاک دب گئی اور آپ زمین پر اترتی اور پکاری کہ اے شمسہ بڑے غیرت کی بات ہے تم لوگ
 بادشاہ ہر دیاں طلسم کی اور ناظمہ در بندوں کی بڑے بڑے صاحب منصب و جاگیر دار ہو کے خاک
 جمشیدی کے بھروسے پر لڑتی ہو اور آپ کو ایسی ہی لیاقت میں ساحر اور ساحری کرنا جانتی ہو
 سیف ہی دیکھو سحر اسے کہتے ہیں یہ کہ کہ ایک ڈبیا اپنے بالوں سے نکالی کہ ایک ڈال یا قوت احمر
 کی ترشی ہوئی تھی۔ اور اُسکو واکر کے چالیں پہلے یا قوت کے کہ برابر انگشت کے تھے نکالے اور اُنکے
 ہاتھوں میں تنکے اٹھا کر دیے اور کہا یہ تلواریں نجایں اور کچھ سحر ایسا بڑھا کہ وہ پیلے سبب شل انسان مبارز
 کے قد آور ہوئے اور وہ تنگی تلواریں ہو گئیں بس اُن تلواروں نے جاندار ہو کر عرض کیا کہ فرما ہے
 کیا حکم ہوتا ہے مخمور نے ارشاد کیا کہ سامنے جو یہ چھو کر بیان کھڑی ہیں اور بہت بڑا جہرم کیے ہیں
 سرکٹ لاؤ بس وہ چالیس پہلے تلواریں علم کر کے اول تو شمسہ برحالہ آور ہوئے شمسہ نے ہر چہ
 چاہا کہ انکو روکوں مگر وہ کب رکتے ہیں جب وہ پہلے سپر آ پڑے سمجھی کہ میں کچھ جاؤنگی اور مار دالی

جاوٹگی بس فوراً پیچھے ہٹنے لگی اور سحر پڑھتی ہوئی بھاگ کر لشکر حیرت میں جو فوج کہ اسکی تھی وہیں
 یہی آئی پہلے اسکے تعقب میں جاتے تھے وہ بھی قریب پہنچ کر فوج پر حملہ آور ہوئے اور زیر تیغ
 انھوں نے ساحروں کو رکھ لیا بغیر بد و کشید کا شور و غوغا بلند ہوا بہت تن بے سر ہوئے شکار
 اجل صف شکن و صفہ رہوئے وہ چالیسوں پہلے غضب کئے تھے کہ دم بھر میں مارے تلواروں
 انھوں نے تھلکہ ڈال دیا تیغ تیز کے جوہر دکھادئے ہزاروں مار کر گرا دیئے لاش پر لاش ڈھڑ پر
 ڈھڑ مردہ پر مردہ دم بھر میں انھوں نے گرا دیا اور از بسکہ کروڑوں فوج ناظمان طلسم کی تھی
 اُس میں ان چالیسوں تیلوں کا لڑنا حیرت کو ثابت تھا کہ سحر کی لڑائی ہو رہی ہے مگر جانتی تھی
 کہ کوئی سبب خفیف ہے یہاں تیغ تیز نے مضمون مرگ کو بحر طویل میں نظم کیا کہ جس کو جان سے
 بدل کر حذف کیا تھا قافیہ ہر ایک کا تنگ تھا فقرے تیغ کے بہت گرا کر مگر تھے نظم جان کا انظام
 کچھ نہ کھا تھا نثر مرگ کو پس کیا تھا اور نظم کو پس کرتے تھے تو بحر مضارع میں شعر نظم کرتے یعنی ایک
 ایک کے دو دو کر نا خوب یاد تھا عروض کی سیفی کا سبق سکومت پڑھاتی تھی سبب و تدیاد دلاتی
 تھی یہ جنگ کا نقشہ تھا کہ ابیات

لب زخم تھے ساحل جو سار
 ہوا پر محسوس خون نہ اٹھتی تھی گرد
 برش تھی ضما ندر سامان مرگ
 ہوا سے درخون کے جیسے شر
 ہوئے آج بجان ہزاران ہزار
 گئے جانب اسفل السافلین

تنوں پر تھا ہر سمت جوش و فگار
 عیسری ہوئی خاک دشت نبرد
 وہ آمد تھی اسکی کہ طوفان مرگ
 زمین پر گرے تن سے اڑاڑ کے سر
 سار و پیادہ بوقت شمار
 تڑپ کر گرے خاک پر وہ یسین

لشکران حیرت ان تیلوں پر بیٹھے غلاب کے گولے فولاد کے نارنج ترچ کچے سوکون کے
 تلواریں خنجر وغیرہ ہتھیاروں کے واز اور سحر کے حربین لگاتے تھے لیکن کوئی حربہ انپراثر نہ کرتا تھا
 اور قریب دس بارہ سو جادو گروں کے انھوں نے مار ڈالا تھا اب ایک غوغاے عظیم برپا ہوا
 اور حیرت کے لشکر نے سامنے سے ان تیلوں کے چھوٹ کہا یا سمٹ کر جب وہ سب اُدھر گئے
 کہ جہاں حیرت استاد تھی پہلے ہی ایٹرن حملہ آور ہوئے اور قتل کرتے ہوئے چلے آتے تھے

اور ناطمان در بند بڑے بڑے شاہزادے اور شاہزادیان حیران کا تعین ہوا وقت کہ جب قریب
تحت حیرت غوغا بلند ہوا اس وقت حیرت نے انگڑائی لی اور کہا اپنا کام کچھ آپ ہی خوب
ہونا چاہیے کیونکہ اگر اب میں ہاتھ پاؤں نہ ہاؤں تو کس ہو جائیگی سو اور کیا ہو گیونکہ یہ پتلے اگر
مجھے بھی تو ذلیل کرینگے ارے صاحبو کیسی غیرت تمھاری ہو کہ اولے اولے کے سحر سے زمینیں
ہو سکتے اس وقت ابرلق وزیر اپنے ہاتھی سے کود کے عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ ہم کو صرف اطمینان
دلائی دیکھنے آئے تھے اب آپ فرمائیے تو اس مخمور کی کیا حقیقت ہو اور ان پتلون کی کیا
نیا ہو رہی دم بدمین انکو غارت کر دوں اور مخمور کو پکڑ کر اسے حاضر کروں مخمور نے
آپ جانتے ہیں کہ یہ کون سحر کیا ہو یہ وہ سحر ہے جو شہنشاہ نے روز نور ذرا ایک ایک سحر
سکو جدا جدا تعلیم فرمایا تھا ہلکا اور کچھ بتایا تھا اور اسکو یہ ڈبیا دی تھی معلوم ہوا کہ اس بیا
میں یہی پتلے تھے جو غنایت کے تھے شہنشاہ کا عطا کردہ پتلے غضب ہی کے پتلے تھے جو
ریے تھے جنھوں نے آج تہلکہ ڈال دیا ہو لیکن کچھ پرواہ نہیں ہم بھی تو وزیر اسی شہنشاہ کے
کہلاتے ہیں اور تعلیم و پرورش یافتہ اس کے ہیں یہ چھوکی مخمور تو کیا ہو مہر اور اس کے
حمایتی کو کب اور برائے کو ہم جواب دینے والے ہیں اور اسکو پکڑ لانے والے یہ کہہ کر
ابرلق سات لاکھ جادوگر اپنے ہمراہ لیکر آگے بڑھا ایک دریا تھا کہ موج مارنے لگا ہزار ہا نارنج
و ترنج اچھلتا تھا اس دریا میں گویا حباب معلوم دیتے تھے کہ تیر تے تھے غرض فوج تو موج مار کر
لہرائی ہوئی اس کے پیچھے چلی اور وہ بمقابلہ پتلان سحر ہوئی پکارا کہ نوٹھی کا حکم بی بی کے حکم سے
غالب نہیں ہوتا ارے اوبے ادبان ملکہ طلمس خاتون معظم شہنشاہ والا حشم کھڑے ہیں اور تم
بے ادبانہ چلے آتے ہو بس ادب سے قدم اٹھاؤ جسطرح تم یا قوت کے پتلے تھے ویسے ہی اب
تمھاری سزایہ ہو کہ موم کے پتلے بنجاؤ کیونکہ جس نے مکو بنار مخمور کے سپرد کیا تھا اسکی بی بی کاٹنے
پاس نہ کیا اور پاس کیا تو اس ادنے کنیز کا یہ کہہ کر ایک دو تہڑا سنے زمین پر مارا کہ وہ پتلے یا
تو خو زریزی کرتے رطے چلے آتے تھے یا اسی جگہ رہ گئے اور زمین سے شعلے آگ کے نکلے
اور ان پتلون پر بڑے کہ وہ پتلے گل کے موم کے ہو گئے پھر اور شعلہ نکلے کہ وہ پتلے پھل گئے
بعد اس سحر کے ابرلق علیہ اللعن نے ایک پرچہ کاغذ کا اور دوات و قلم بھولی سی سحر کی نکال کر

کچھ حرف بظلمی سحر کے اُسپر لکھے اور اپنے لشکر کے ایک علم میں باندھ کر مخمور سرخ چشم کے مقابلہ میں وہ علم لیکر آیا اور پکارا کہ اوجھو کری شہنشاہ کی صدقے میں سحر و ساحری سیکھ کر ساحر بنی اور معشوقہ شاہ ملکہ حیرت عالیجاہ کا کچھ کاٹو پاس نہیں کیوں نہوچ کہا کہ کینہ اپنی اصالت پر جاتا ہوں بموجب مثل بیت

یہی کرنا بدون سے ایسی ہی جیسی نیکون سے کی بدی تو نے

تو اپنے ذات کے جو ہر دکھاتی ہی اور اپنی اوقات پر جاتی ہی مخمور نے یہ سکر بھنبہ کیا کہ بھڑوے تو اپنے تو پہلے ذات دیکھ کر کسی اور کی ذات ضما کو اگٹنا تو ایسا کمان کا کھرا بن کر آیا ہی وہی مثل ہی کہ کھڑے سے جو کھوٹا اُسکو عرش کا ٹوٹا موڈی کاٹے لڑنے آیا ہی با ذات کا بیان کرتا ہی میں کس بھڑوے کی نوڈی ہوں کسے مجھے خرید ہی تو البتہ سنتی ہوں ک ذات کا کھڑیا ہی اس طالع میں امان تیرے کھرنی فالے بجتی پھرتی تھی میرے امان اسرار جادو کہا کرتی تھیں کہ سندر یا کبرن ابرق کی مان اچھا سودا لاتی ہی اور جیسے تو وزیر ہوا ہی اس وقت سے بھی ہزار جا پر میں نے تیری عزت اور جان بچائی مریے تیری شادی جب ہوئی تھی تو بھگدڑ کی ہی کون دیتا تھا ہمیں دونوں بہنوں نے اور امی جان نے تم کھا کر کھا کہ نہیں یہ کبر یا نہیں کیوں مجھے یاد ہی ابرق یہ باتیں شکر کھٹکا اور بت ترش رو ہوا لڑنے سے دانت کھٹے ہو گئے خیرت سے درخت کی طرح زمین میں گر گیا آخر اسی غیرت میں اسے ایک رولی کا گالا جھولی سے نکال کر سحر و ہر دم کر کے جاتے آسمان اوڑھ لیا کہ وہ پید کج بھر میں ایک کوہ پر شکوہ بکر مخمور کے سر پر آیا اور گرا ہی چاہتا تھا کہ اس کوہ و قار شیرن لب نے اُدھر دیکھ کر سحر پڑھ کر اُٹ جو کی وہ پہاڑ رولی کا گالا پھر بنگیا اور جگر جھوسی جھوسی ہو کر اڑ گیا اس وقت ابرق نے کہا بڑا زور تو نے پیدا کیا ہی یہ بھی شہنشاہ کی عنایت کہ وہ ہمیشہ سے تجھے فریفتہ تھے نہیں معلوم کیا بنا چکے ہیں مخمور نے کہا بھڑوے پھر وہی باتیں تو نے نکالیں تو یہ بھی جانتا ہی کہ حیرت جو تخت پر چڑھی کھڑی ہی یہ ذات کی کون ہی اور ہے ہم طبع شہنشاہ عیار ان عمر امیہ ہیں یہ اُسکا اقبال ہی جو ہم کافرون پر فتحیاب ہوتے ہیں اور ہونگے اور کم زور کس دن تھے جو آج زور پیدا کیا ہی نہ جب ہی تجھے دے نہ اب اوجھا اب سنبھل جا یہ لکھ لکھ ناریل انگلیا میں سے نکالایہ ناریل اگر افراسیاب پر بھی لگائے

تو کام دیا ابرق گجرا یا اور اسنے اُس ناریل کو چن دیا کہ اُس پر ابرق اُسکو آتے دیکھ کر زمین سے اُٹھ کر
 مگر وہ ناریل پانوں پر اُسکے لگ کر زمین پر گر پانوں اُسکا زخمی ہوا باقی بچ گیا ناریل اُٹھا کر کھڑا
 ہوا زمین پر آیا لیکن سنبھل کر اُٹھا اور ترسول سحر کا پکڑ کر دوڑا مخمور بھی نیچے پکڑ کر چلی لیکن اُسے
 قریب پہنچ کر ترسول کھینچ مارا کہ وہ مخمور کے کندھے پر پڑا اُسے سحر بڑھ کر ہاتھ جو مارا ترسول
 کندھے سے لگ کر زمین میں گر کر گیا مگر شانہ اُسکا بھی زخمی ہوا اور اُس نازک بدن نے
 شانہ نشانہ ہونے سے تیوری چڑھائی اور ہی شان حسن کی نظر آئی کہ گویا خط طغرائین
 بسم اللہ کا بت قدرت نے مصحف رخسار پر لکھی ہر غرض کہ بطیش و غضب تمام تر یہ اپنا جوڑا
 کھو سنے ہوئے آگے بڑھی اسوقت حیرت کھڑی اُس جنگ کا تماشا دیکھ رہے تھے اُسے
 اپنے گلے سے مالا ٹور کر زمین پر بھینکا اور پکاری کراہے جا اس مخمور کو پکڑ لاوہ اگر سانسے
 مخمور کے گرا اور لڑیاں اُسکی ٹوٹ گئیں موتی سب بکھر گئے ابرق نے دیکھا کہ یہ سحر ملکہ
 حیرت نے کیا بس اسنے بھی اپنی قوت و شوکت دکھانے کو پکار کر کہا کراہی مخمور یہ دانے
 موتیوں کے جن نے مخمور مسخو رہ سحر حیرت اُس مائے کے سانسے بہرنے سے ہو چکی تھی
 وہ دانہ چنے لگے اس نازنین کا ناک بھون چڑھا کر پانچے اُٹھا کر جھکنا اور موتی چننا اور
 ہی لطف دکھاتا تھا گویا زہرہ فلک حسن و حیات سارون پر جھکی تھی ورتارے آسمان کے
 توڑ رہی تھی اُدھر تو وہ موتی چنے لگی اُدھر اُس بے آبرو یعنی ابرق نے کندھے سے اُسپر ماری
 کہ گردن و کمر میں اُسکے بچندے اُسکے پڑے اور بیہوش ہو کر گرے ابرق نے دھڑکھچا اور
 ترتیب نہ لاکر شکین اُسکی اُسی کندھے سے باندھیں اور لپک چلا کہ حیرت کو جا کر نذر دون اور
 عرض کر دن کراہی ملکہ آپکے خیال سے اور سحر کے شریک ہونے سے پنجہ میرا سپر قابض ہوا
 اُدھر تو یہ اُسکو لپک چلا سانسے یہ باجر الملکہ بہار جادو نے جو دیکھا تاب ضبط باقی نہ رہی میثوقہ
 طرح دار بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد شہر یار فوراً تخت اپنا آگے بڑھا کر چلی جیسے بادشاہ
 اسلامیان سے اور اس سے راہ عشق و عاشقی پیدا ہوئی ہر اسوقت سے ہمیشہ انکھون
 میں آنسو بھرے دیوانہ بن فراج میں سمایا ہوا دل اپنا تھا وہ پرلایا ہوا بہار کی خواہان تھی
 ہے گل و بیل کی بحث برجی دیوانہ ہر در زبان یار کا افسانہ ہر اسوقت جو لڑنے کو نکلی

عجب کیفیت اُسکے حسن کی تھی کہ سر پر گھٹا چھائی ہوئی طائران خوش نواز منہ مہر لی کرتے سائے کچھ چمن گلہارے خوش رنگ کے از خود پیدا ہو کر غائب ہو جاتے یہ عشق و اپنی زلفوں کو پریشان کر کے گھٹا کالی بلاتی زلف پر اُسکے سبستان دھڑکے مدد تے جان ہو جاتی سبزہ رنگ سبز بستان زمانہ کو سبز قدم خطاب دیکر سائے سے نکال دیتا سبزہ زار چستان عالم کو عشق میں اپنے پامال کرتا آنکھوں میں سرمہ و بنا لہ دار دیا ہوا برو سے ملا ہوا حلقہ بنا ہوا یہ ظاہر تھا کہ دفتر حسن پر اس حسینہ کے دو ہر اصاد کیا ہوا ہر یا یہ حلقہ طوق محبت آہو چستان زمانہ کے لیے پیدا ہوا ہر یا آہوان چمن و ختن کو بانہ کیا ہر صفحہ رخ پر بینی کا ہونا یہ ظاہر تھا کہ ملک حلیج سچ میں ایک دیوار کچھ کر اس ملک کو دو حصہ کیا ہر بلبل اس گل رخسار کو دیکھ کر طوطی کی طرح پس آئیہ بیشک نقش بدیوار بننا چاہتی باد گل بالکل بھول جاتی لبون پری کنگلی ہوئی پیشانی پر افشان چنے ہوئے لب نعلین پر لکھا جا ہوا جو را دھانی گلے میں پڑا سینہ پر چھایا تو لگا ابھرنا اللہ اللہ از سر تا پاود جمال وہ جھلک اکر صلی علی سلسل

چھایاں ابھری ہوئی درہ جوانی کی	جس کو بن دیکھے ہونا مجھوں کی جان بشار
ایسے پستان ہوں ترنج شجر قامت بار	لکھے ہو جائیں جسے دیکھے جنت کے دار
کچھ جھلکتے جو دو پٹے ہی کے تہ سے کچھ	چھاتی بھرائے یہ حیرت کی نگہ سے کچھ
گول گول کے سرن اور وہ بلوریں ان	آسکے دیکھے سے تن عاشق محال بننا
بندلیاں دیکھ بھڑک سچا کیونکر انسان	شمع حسن بین پروانہ بین جنگلی پر بیان
پانوں اس گل کے ان ہاتھوں و دھن	شعلہ دیون کو جو سچ پوچھو جلاؤں کیا کیا

ہیں وہ سہ بارہ قریب ابرلق پہونکار پکاری کہ طبیعت

بہار آئی نسا دغون کی تدبیر کرتے ہیں	اسی موسم میں دیوانہ کو سب سے بھر کر رہیں
-------------------------------------	--

اگر ابرلق شہر و مہنوں ہمارے گلستان محبت سے چنتا جاوے بہار او بس اتنا کمنا تھا کہ تمام لشکر اور ہر ایک سردار نامی و نامور نے دیکھا کہ نسیم بہار چلتے لگی اور ملکہ بہار جادو کے تخت پر جو گلدستہ پھولوں کے رکھے تھے اسی طرح کے ہزاروں گل میدان میں کھلے اور سیکڑوں چمن نہالان خبردار اور سایہ دار اور پُر غر نظر آنے لگی حوض ملبب آبشارین جاری

لکھو کھٹا طائران خوشترنگ اور شیرین زبان مرغولہ سنجی اور نغمہ سرائی کرتے تھے عجب بہار نیزنگ فراٹس
بوستان فیروز کی تھی کہ جان تمنا اس بخش ہوتی تھی بلبل بیکر آرزو سے دیدین روح روضہ رضوان
غش ہوتی تھی جہان نگہ کام کرتی تھی چمنہا سے طولانی لاثانی بنے تھے جواہر کے درخت لگے تھے ہر
نجر ایسا پُر از رنگین دیوار تھا کہ رشک وہ قامت یار تھا ہر برگ وہاں کا کف رنگین دلدار تھا کسی جا
غائب اپنے آب و تاب حسن کو دکھا کر لب رنگین معشوق کو شرماتا شقائق گل پیرنیون پر فائق
نظر آتا خون چشم خشتاق سے اپنے عشق میں رونا تا کسی جا سبیل ترگیو سے عجز نشان کا ہم گہری گس
چشم تماشا کی کو حیران کار نہا تا برگ سمن میں مانا از تیغ صفایابی پایا جاتا لالہ بادل خونی خونین جان
چمن الفت سے برابری کرنے کو تیار تھا لیکن بہتر از خیار یار تھا نہایت چولون سے لدے دولمن کی طرح
زیور پہنے شرم سے جیسے عروس نو بھکتی ہو اس طرح جھکے جاتے طاووسان مست خوش فعلیان کر کے
ناچتے خرم طاووس فلک بلا گردان سوسن دوزبان کے اودا ہٹ دکھا کر نیل بوسہ لینے سے رضا یار
پر پڑ جانا یا دلاتی گل سے گریبان چاک کر نیکی دلون میں خواہش پائی جاتی تھی سر و شمشاد سہی
قامت ان دمع کو ایسا شرماتے کہ وہ غلامی کا دم بھر کے مگر یہ آنکو غلامی سے بھی آزاد فرماتے کہیں
بلبل ناکش کہیں قمری کا دل سر و بخش نوک ہر خار زبان بجا دعویٰ نا ابھار کرتی نوک سبزہ
بصورت زبان ہو کر بہار سے بھی تکار کرتی خرگان یار کو شرمسار کرتی چشمہ اور نہرین امین بعدہ
آب و تاب جاری شرمندہ اسکے سامنے چشمہ ہائے شمس و قمر کی آبداری نہرین لطافت بیز و صفا انگیز
دارست انگور کا بندوبست عقد شریا کو شرم خیز خلاصہ یہ کہ طرف و ران باد بہاری عروس بہار کے جوہر کی

بڑی تیاری کے ایسات

باغ تیار ہوا واسطے اسکے نا باب	محل شہر کہ سبزہ روشن پر شاہ باب	نہرین و چمنین ان چشمہ خورشید کا آب
روشنی کا کہشان بھول بزرگ تبا	طرفہ گلکاری ہوئی باغ کی دیواروں پر	نوئے عنوان بھی جسے دیکھ لگاں گارو
رشک کار ارجان خوش تراست چمن	جایا نترن دوسن نسرین دسمن	چشمہ لالہ کا جہان کی طرح سے روشن
چشم رنگین گل خورشید سے بھی شگن	رنگ بین جوہر کے چہرہ سے شگن	زلف غلامان سے کہیں کیسے سبیل بڑھک
کرد بھو لوں کے عنادل کمر آنو گن سمان	نہرین سبھی ہوئی سر و بہ کرم نفعان	اگر کو دیکھے طاووس گلستان بھان
اپنی محبوب پہن سب سے زیادہ بہان	چھپے دیکے ہر ایک زمرہ پر داز کے ساتھ	جسطح ساز کی آواز ملے ساز کے ساتھ

اسن باغین سہار بھنڈا زوانداز داخل ہوئے اور چو ترہ بلور پر جا کر استاد ہوئی کیزان خوش قامت
درنگین ادا کرد اس ماہ نقا کے حلقہ کنان اور اس سر و باغ کے حسن کا اس وقت عجب نقشہ تھا کہ دوتہ
اچھل پلو کا اور رتے پایا کچھ کلائی پر بٹھائے سلوٹین اور جرسین بابران کے پرن کرنی پٹ سے
اونچی سینہ انجرا ہوا یہ انداز پیدا کیہ مسدس

چشم پر بارگران ہی اچھی کا جل کا بوجھ	دوش سے اُنکے سنبھلتا نہیں پل کا بوجھ
دور ہی اُنکے گلے سے اچھی پیکل کا بوجھ	ایسی نازک مین اٹھتا نہیں ہلکا سا بوجھ
تاب کب مارے نہ لکت کے وہ لاسکتے ہیں	ہاتھ کب جھنڈی کی رنگت کو اٹھا سکتے ہیں
ہر سر باجوقیات تو ہر آفت چھل بل	ایسی قمار چھلکاؤ کا بھی دل جانے نکل
نازک ایسی ہر کمر چلنے میں سو کھاتی ہر بل	وہ لگاؤٹ کے ہیں انداز کہ دل جو نکل
رنگ لایگی غصہ طبع میں رنگینی ہی	دور اچھی نام خدا و مہیاں خود بینی کر

ہوا کے جھونکون سے خوشو جو ان پھولون کی ابرلق کوہ شکاف اور ناظران طلسم کے ناک میں
گئی بس یکایک جھوٹے لگے اور مد ہوش ہوئے پھر ہوش میں آئے گویا از خود فراموش ہوئے یعنی
نعرہ عاشقانہ مارنے لگے اور ہائے مشوقہ بہار طر حدار کتے شمار پڑتے اُس باغ کی طرف چلے
ہاتھ سے خمور کو چھوڑ دیا سات لاکھ پاہ ہمراہ لیکر ابرلق رونسے آیا تھا وہ تمامی لشکری گریبان جاک
کے سر پر خاک اڑاتے دیوانہ وار بادل بھرار یہ اشتا ر پڑھتے چلے آتے تھے غنزل

دوچار آنکھیں ہوئیں کوٹھو یہ آج ایک بار کی	خدا محفوظ رکھے ہر بلائے آسمانی سے
تیری آنکھوں کی کیفیت ہی یہ جو جوائی میں	کوئی ساغر بہرے جیسے شراب غوانی سے
سنایا میں نے حال زار جیلا پنا تو وہ کو	بس اب موقوف رکھو دل بھرایا اس کھانی سے
ایقین ہر گردش چشم حسنان سے نہ بھوکا	اگر بچ جی گیا کوئی بلائے آسمانی سے
سیر زد سے بھر کی اور دل میں آتش نفی	غلط مشورہ ہو گیا بھج ساتی ہی پانی سے
جھانپنا بھر بھورین فلک نے پنا چھوڑا	غرض دونوں یہ جان کر سیریت جانی سے
ہم ایسے چار بھی گریبان جوا جائیے مخمورین	بھجے گی آتش دوزخ تمام سنگم پانی سے
وہ درد آیز با تین میں چلتے تھکے کدھن	بھرایا نکا دل قاصد کے پیغام زبانی سے

اور اُدھر سے چند ناٹمان در بنجن تلک وہ خوشبو پونجی تھی سست جو محبت ملکہ بہار ہو کر یہ کہتے
تالیاں بجاتے آتے تھے کہ غزل

آج کل چلنے کو ہر باد بہاری تیار
پیشتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار
نقشہ انگیزی کی کہیں ہیں ساری تیار
بدھی زخون کی کرے تیغ تمھاری تیار
بٹریان ہوتی ہیں ہر مرتبہ بھاری تیار

اے جنون کھو گیا بان کو سواری تیار
دل تو کتسا ہو نکل چلنے کو پر چلنے وقت
سر نہ اندھیر خاتمہ قیامت مستی
ہار چھو لون کا پھٹے ہو تو میری خاطر
بترے دیوانگی وحشت ہی زیادہ ہر سال

یہ سب مجمع لاکھوں آدمیوں کا قریب اُس گلشنِ فزون رنگ کے جب پونجیا سانسے بہار چو ترے
پر کھڑی تھی اُسکی صورت دیکھ کر ہر ایک نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ اس فصل میں تو بیت شورش خون اور دلولہ
جنون ہی رہی جی چاہتا ہے کہ اس لطفِ حرام افراسیاب ناکام کو ایسا کچھ بنائیے کہ ہولی کا بھڑا کر دیجیے
اور بہار حسن اور گارِ سرھ کی اُسکو بھی سیرِ سرباغ دیکھلا کر دیوانہ کر دیجیے اور بزرگ بلبلی آپ کی گلِ خسار کی
مخ سرائی میں نغمہ سرائی کیجیے اور آپکے ہوا خواہ اور عاشق شیدا کھلا سیسے اور چاہنے والے مشہور ہو جیے
اور آپکے دشمنوں کو ایسا غارِ غم دیکھیے کہ سب پھوک چوک کر مر جائیں اور دھیر کی طرح مٹھ اٹکا کا لا پونجا
اور اُس طلسم سے بوم کی طرح تالیاں بجا کر لکھنا لے دیجیے غزل ہی ملکہ ہم تو آپکے گلِ خسار کے بلبلی ہیں
ملکہ نے قریب اپنے ابریق کو بلا کر کہا کہ اے عاشق تن بلبلی ہر جالی ہو تا ہی تم بھی میرے سانسے
اسطرح چھپے کرتے ہو اور مرتے ہو دم محبت کا بھرتے ہو کچھ دیر میں ہوا پھر جا لگی پھر اور ہی نالہ
اور شیون کرو گے اور کسی کے دام محبت میں گرفتار ہو کر نئے فریاد زبان پر لاؤ گی مجھے تمھارے
قولِ فعل کا اعتبار نہیں اور کیونکر یقین ہو اگر حقیقت میں تم افراسیاب چٹول کو قریب اپنا
سمجھتے ہو اور میری بہار حسن کی سیر کرنا چاہتے ہو تو مجھے سوانا کر دیر نام زبان سے نہ لو آہ و فغا
لب پر نہ لاؤ اس افراسیاب کے فوج کو مار کر بھگا دو اور اس کلچڑی گنجی یعنی ملکہ حسرت جادو
کو کہ جو میرے ہوتے سلطنتِ طلسم کے تحت ہو بھی ہر ذلت و خواری کے ساتھ خوب مار کر باہر
طلسم کے گرد ابریق نے کہا کہ اے ملکہ میرا دل تجھے دے دے اور جان میری تیرے ناخن پا پر
نثار ہی یہ کتنی بڑی بات ہے جو تو نے کہی اور اسیاب تو کیا مسخرا ہے ہم تو تیرے حکم سے سامری سے

روزِ نئے کو حاضر ہیں کہ میت

ہر پردش سخن کی تری مجھ کو بان ملک | چلتا زمین کا کیا ہے اڑوں آسمان ملک

یہ کہلا برقیق پتھر اور سحر کی بنا کر ہر چلنے وقت ملکہ نے کہا لو جہم سے بھی بیعت سرکار بہار کا ہر
پہنے باؤ ذیہ فرما کر ایک گجرا چوون کا اپنے ہاتھ سے اتار کر اس فرجام کے ہاتھ میں اس لالہ نام سے
باندھ دیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ لشکروں کے ہاتھ میں ایک چول اس گلستان سحر کا از خود آگیا
کہ وہ سب ہکو سو گئے آگے آگے ابرق اور پیچھے پیچھے وہ سب فوج بے طریق پھری ابرق نے
افران لشکر سے پوچھا بھی کون تم سب کا کیا ارادہ ہے افراسیاب سے لڑو گے یا نشین رہنے
کہا کہ ہم اس حرامی کھوسٹ افراسیاب کو اور اس دھند و حیرت کو کیا سمجھتے ہیں اُس نے
ناج حکم تھے سواب وہ بھی بات نہ سمجھا بلکہ بہار کے جان نثار دن میں آج سے ہوئے اس
ملکہ کے حکم سے آپ جس سے لڑینگے پہلے ہم جان بازی کرینگے اور تلواریں مارینگے مگھوار دن کا
کام یہی ہے کہ تلواریں کھائیں اور عاشقوں کا دستور یہی ہے کہ رضائے محبوب کے لیے سرائیا کٹائیں
ابرق نے کہا شاہباش اگر جو افرودان عرصہ بند عاشقی ہی چاہیے مصرع ابن کار از تو آید
عاشق چنین کنند بہتر بود برنگد افراسیاب تو یہاں نہیں ہے پہلے اسی لکاتہ گیسو بریدہ حیرت
بدیرت کو تو بیکر کر سانے ملکہ بہار کے لچلو اور اس پر سے قربان کر کے فوج کو ڈالو سب فوج حربہ ہاس
سحر مگر کر سجادہ ابرق لینا لینا کہ کھڑی حیرت بادشاہ طلسم کی زوجہ ہے اور پڑی سا رہے ہے اس
سحر کو دیکھ کر بہار کے غضبناک ہوئی مگر خیال میں آیا کہ یہ وہی بہن تیری ہے کہ کل ظلمات جو آلی
تھی تو اُس کو تو نے بلایا تھا اور اس نے کیا کیا ہی ظلمات کے قتل کی تدبیر کی آخر عیار دن نے اُس کے
طرفداروں نے کام اُس میں اکتام کیا اور پھر تیرا گھر پھر ملک و مال برقرار رہا اور حیرت ذلت
ملکہ بہار کی ابھی نہیں تمام ناظمان طلسم پر اسکی عظمت ثابت ہے تو بہتر ہے کہ بہن ملکہ طلسم کی ایسی
زبردست ہے ملکہ بھی ایسی ہی زبردست ہوگی پس یہ سوچ کر یہ تو جھکے مٹھی ہی اور رہو
ناظمان طلسم کہ مسخ ہونے سے بچے تھی وہ سحر تیرا ہے تین بچانے لگی اور ادھر بہار
کو بھی منظور ہوا ہے کہ نصف فوج حیرت کے مسخ ہو رہا ہے یہ ہوا نصف باقی رہے کہ مسخ شدہ
لوگ اُسے لڑیں اسوجہ سے وہ ناظم مسخ ہوتے تھے اور بعض نے خاک جمید ناک میں لگائی تھی

کہ خوشبو سے گلہاے باغ سحرانکے ناک میں جو آتی تھی سوتا شیر نگر تھی مگر اس پر بھی یہ کہتے تھے کہ دیکھو بجایو فی الحقیقت آج بہار جادو کے حسن کی عجب بہار ہے ملکہ حیرت جادو والی لوندی معلوم دیتی ہے کون ایسا مرد سنگ دل اور کون سی عورت ایسی سیہ قلب ہوگی جو ملکہ بہار کو پیار نہ کرے گی بعض عورتیں قریب جو بادشاہ انکے کمرے تھے اُن کے کتے تھیں کہ بھی تم بھوکھیا کہہ کر سنو گے لیکن تمھاری جان کی قسم ہر چند کہ ہم سن زیادہ رکھتے ہیں اور دوست بازی اور ایسے اختلاط رکھو جھگڑے سے نفرت و عار ہمیشہ سے بھوکھو مرد کی صحبت کا کیا کتنا گودہ مزا تو نہیں ہوتا مگر جی بھر جانا لیکن اس وقت خاک میں ملے یہ مزا اور آگ لگے اس اچھڑے کبخت دلو بہار کا جو بن دیکھ کر باریا جی چاہتا ہو کہ دوڑ کر اسکو گلے سے لگا لیں اور لپٹ کر خوب پیار کریں اور ملکہ حیرت یا فراسیاب یا اور کوئی اگر بھوکھو رو کے تو مارین اور لڑکے مر جائیں اور جان اپنی دیدن یا اسکی جان بچیں مردانکو جواب دیتے تھے کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو ہمارے دلو بھی اس پیار کی صورت میں کیے دیتی ہے اب چاہے جان جاوے یا رہے مگر اب قریب قریب یہ کہہ سیتے

جان جاوے یا رہے مگر اب قریب قریب یہ کہہ سیتے

عشق و کچھ حسین کوئی پہچان نہ جائے

جان جاوے تو بلا سے یہ کوئی جان بچے

ہم سچ کہیں ملکہ حیرت جادو والی دشمن اور فراسیاب جادو کا کاش بخون ہر اور ہم قدیم مکھوار اس سرکار کے ہیں اور ملکہ بہار جادو اور حیرت سے مقابلہ ہر شہنشاہ کے سرداروں اور عزیزوں سے لڑائی رہی مگر وہاں آداب عشق اور یہاں پاس نمک بس اس سبب سے ہم خاموش نہیں اور بدلتے ہیں اور نہ اس طرف کھڑے تماشا دیکھتے ہیں بھلا کوئی بھی ایسی مشوقہ پر باخدا اٹھاتا ہوگا بل حیرت کی طرف سے لڑتی ہے اگر حیرت غالب آئی اور اسے بہار کو مار لیا تو سچ تو یہ ہے کہ بھوکھو بڑا ہی صدمہ ہوگا اور اگر حیرت کو اسے مار لیا تو ہم خوش ہونگے اور بدل اسکی اطاعت کرینگے اور بہار کے ہلاک ہونے سے ہم بھی اپنے گلے کاٹ ڈالینگے حیرت اور فراسیاب سے تو نہ لڑینگے کہ انکو ام نہون باقی اب اپنی جان پر اختیار ہے یہ کہہ کر یہ اختیار رونے لگے اور یہ غزل اپنے حسب حال پڑھنے لگے کہ غزل

رہتا ہے نہ کاغذ و نہ دینار سے بگاڑ

گل سے بناؤ ہے نہ مجھے خار سے بگاڑ

حیرت ہی ہو نہ زلف و رخسار سے بگاڑ

مثل نسیم ہوں چمن روزگار میں

اُس مہ کی مہربانی سے اپنی ہوندرنگی
آزادہ بین وہ بوسہ لب کے سوال پر
تیرے سوا کسی سے علاقہ نہیں مجھے
ایک جھرسن لہر یہ کیا آئی ہر سب مجھے
دیوانہ آج کل سے کچھ آتش نہیں ہیں ہم

غیرت سے مر گئے جو ہوا یار سے بگاڑ
شیرینی کے لیے ہر مک خوار سے بگاڑ
زیبا نہیں ہر خادم سرکار سے بگاڑ
رہتا ہی اپنے تشنہ کو دیدار بگاڑ
مدت ہوئی کہ ہر سرد سار سے بگاڑ

اودھر تو کل لشکر کی جگہ ہوشیار بھی تھے اُنکی تو یہ کیفیت ہوئی تھی اُس طرف سے ابرلق نے بڑھ کر
بڑے بڑے ٹکڑے پہاڑ کے بزور سحر بنا کر اڑائے اور لشکر حیرت پر گرا کے یہ فریاد منہ عشق
میں اُس شیرین عذار ملک بہار کے خود ہی جان دینے پر تیار تھے اُس آفت آسمانی کے آنے
سے ناچار جان بچانے کے لیے یہ شعر بڑھتے ہوئے حربہ سحر کے بکاڑ کر اُس فوج کی طرف چلے کہ یہ
بہار ہی میں ہوئی بچاری زیادہ رنج و محن نہ دیکھا

اب تو دونوں فوجیں باہم مل گئیں تیغ سحر چلنے لگی سوا اُسکی صرصر قہر بنگلی نخل جسم کھنسنے لگے رنگ آہن
آج بہار میں جان سبز رنگاری بنا بر مرگ گھرا گیا گلشن درہن تار کی موت پھیل گئی تلاطم بڑ گیا با
خزانی نے نیا شکوہ چھوڑا کہ جو ان نہ بوڑھا چھوڑا جو ہر تیغ گلزار کی بہار دکھانے لگے آتش شمشیر و خنجر
گلستان حیات میں آگ لگی برق آفت سرگزار امان سے نہ ٹھلتی تھی زخموں کے حیشے اور خون
خوارے جاری ہو گئے کمندین سبیل باغ بکر ریشانی دکھانے لگیں ہر رگ جان بیل کے لیے سلسلہ
جنگ میں نشتر بنا ایب بنا ہر ایک کو پہونچا نقیب اُس باغ میں بیل بکر زمرہ سنج ہوئی رخ
نہ رو گندی کا پھول نیا بخت سیاہ بازار ان زلف سبیل کا پتا و تیا داغ دل لارا کا نشان دیتے تھے
خنجر و پان شاخ گل بنی تھی زخم جسم پر بزرگ گل خندان تھے ایسا خون روان ہوا تھا کہ وہ بیابان
ارغوان زار بنا تھا تیر سن چلکے نیم صبا کی رفتار گلشن زرم میں دکھاتی تھی اُس حیرت کے لشکر
چڑ گئی تھی رگ ابر جان کے لیے نوک شمشیر کا زنجر کرتی تھی کہ خون بھاتی تھی جعفر گلبدان سہا
پیکر ناظم طلسم تھیں وہ خون میں شرابور ہو کر گلزار پوش تھیں راحت فراموش تھیں گنج شہیدان
مقتولوں سے گھاگھانا رستان چمنستان جنگ میں پھلاتھا اور علاوہ تیغ و تیر و شمشیر وغیرہ چلنے کے
سحر بھی طے طے کے ہو رہے تھے کسی نے کیس کو بلایا تھا کسی نے دریا بنا یا تھا منہ برسا یا تھا ہیر

خون پیتے تھے جو ٹہن چلتی تھیں منتر جنت رُہے جاتے تھے بیرون کے آنے کے سناٹے ہوا بے باغ سحر کی
چلنے کا پتا دیتی پون چلتی تھی کہ نسیم و زان تھی نارنج ترنج کے چمن ہر طرف لگے تھے اُنسے سو کا رنج کے اور
کہا چل تھا بیکار نام اُنکا نارنج رکھا تھا نخل تن رنگ چٹا لٹھی سحر سے جلتے تھے ذت کا سامنا تھا نقشتہ تھا کہ

غضب کی تھی پیچھے بڑی تیغ تیز تھلا جیتی تھی طلب پر طلب اٹھاتے قدم کو گروہ لعین وٹھکیلا جہنم میں اندا کے ساتھ ہوا منقطع کا فروں کا ثبات	نہ جائے امان تھی نہ پا کے گریز اٹھے وہ تو کا ندھو نہ میٹھی اہل پکڑتی تھی پاؤں کو رن کی مین وہاں اہل کو تھا اُنہیں رسوخ کئی ایک دم میں دور و زہ حیات بدن سے کہا جانک اُس سحر خیر	برستے نہ تھے تیر پر نیر اسب چلے دو قدم گر پڑے سر کے بل وہیں تیغ نے دیکے گردن میں ہاتھ بست دب گئے زیر سنگ و کلخ امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر
---	--	---

جب اُس جنگ کو طول ہوا اور نہر دون ساحر حیرت کا آمین لڑ کر داخل جہنم ہوا ملک بہار قتالہ و سفاک
یکہ تہنا اُس باغ میں کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی اور اُسے محمور کو جو ہاتھ سے ابرق کے چھوٹ
گئی تھی اٹھ الیا تھا اور بڑی دیر تک سحر پڑہ کر افسون ملک حیرت کا اُسپر سے رد کر کے اُسکو ہوا پر کیا
وہ بھی صف لشکر مہر مخ میں آکر ٹھہری تھی اور یہ تماشا دیکھ رہی تھی اور لشکر بان مہر مخ کے زبان سے
صدائے حسنت مر جا سحر بر بہار کے جاری تھے بہار کا ہوقت یہاں تھا کہ دست دشمن سبکی زبان سے
مر جا مہر جا کا شور اُسکے نسبت بلند تھا اور اُسکے سُسن پر ہر ایک جی شار تھا حیرت نے ہوقت چاہا کہ
طبل باز گشت بجاؤں اور پھر جاؤں لیکن خیال میں گذر کر اب میرے پھر جانے سے کیا ہو گا جو لوگ
کہ سحر بہ سحر بہار ہو گئے ہیں وہ ہوش میں کیسے نہ آئینگے جب تک کہ سحر بہار رو نہ کیا جائے ناچا
اب جھکو لڑنا چاہیے کیونکہ نسب کثرت سپاہ ابرق اور کا لشکر سحر شدہ تجھ تک پہنچی نہیں ورنہ
اتیک وہ سب تجھ پر پڑتے اور پھر کتبک آخر لڑتے پھرتے اگر وہ تجھ تک پہنچ گئے تو بہت بڑی ہلاکت
سامنا ہو گا بس ایسا کچھ سوچ کر اُسے اٹھا دیا کہ تمام لشکر کے جو اُسکے جلو میں ہمراہ کا تھا اُسکے علم جلوہ گری
پرائے اور نہر ہا سقار نے سچ گئے اُوقت عمر اور قرآن وغیرہ عیار جو سحر برق کو دیکھنے آئے تھے وہ
بھی علیحدہ کھڑے اُس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے انھوں نے آپس میں کہا کہ بھائی کو اب غضب کا سنا
ہر حیرت خود لڑنے آیا جا ہتی ہے اور وہ زوجہ بادشاہ طلسم ہوش ربا سحر بہار رد کر دے گی اور

اور سحر کے روہ ہونے سے بہار بہوش ہو جائیگی اس وقت صرخ کرنے لگے گی ایک دہی اب لڑنے سے باقی ہے چہرہ بھی ملکہ طلسم سے سانس لین کر سکتی ہاں لڑائی البتہ بڑی گھسان کی ہوگی پھر اس فائدہ ہی کیا ہے سوا اس کے کہ ہمارے لشکر کی آیندہ شکست ہوگی اور مال بھی ضائع جائیگا بس ملازم ہی کہ عیاری کرین عمر نے کہا اچھا میں عیاری کر کے حیرت کو روکتا ہوں یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ کچھ فکر کرے اور ہیون مکاری عرصہ عیاری میں دوڑائے ہنوز یہ کچھ کربت نہ کرنے پایا تھا کہ وہاں ابرہہ مع لاکھوں ساحرون کے حیرت کو اور افراسیاب کو گالیوں دیا ہوا لشکر کو لڑا تا لشکر قتل کرنا مارتا رہا ہوا قریب حیرت پہنچا اور صرخ نے قصد کیا کہ اب حملہ کر کے ناظران طلسم کے پڑاؤ پر جا پڑی اور اُن کے خیمہ و بارگاہ کو جلا دے مال و خزانہ لوٹ لے اور ہر طرف آتش فساد کو ایسا مشتعل کرے کہ جس کا بجھانا آب تدبیر سے نہ ہو سکے اور چار طرف سے ہر ایک کو گھیر کے پس پا کر کے جانب جہنم پہنچاے کیونکہ جانتی تھی کہ اب سوا اسے حیرت کے اور کسی میں تاب جنگ باقی نہیں ہے سب مدہوش ہیں یہی وقت ہے لڑائی اپنی طرف کی بن پڑی ہے یہ سب اپنے اپنے ارادے میں تھے ہی کہ ناگاہ آسمان پر برقیں چمکیں اور رنگ برنگ کی سنبر و سرخ بجلیاں کو تہ نے لگیں اور موتی برسنے لگے اور شہنشاہ جادو ان افراسیاب سے ایمان کو دیکھا کہ تخت نکبت پر سوار پر زرادان طلسم تخت کا ندھے پر اٹھائے آگے آگے واپس ہی ٹھہر گیا کہ جیسا اکثر بیان ہوا ہے اور پس پشت اُس کے چار لاکھ جادو گر سامری وقت اسباب سامری سے پرستہ ہوا رہا کہ شہنشاہ عالیشان پیدا ہوئے اور بادشاہ نے یہ سب ماجرا ابرہہ کا دیکھا اور تمام لشکر کو اپنے سحر پاکر نظر جو کی تو ملکہ بہار کو گلشن سحر میں کھینچے پر ہاتھ رکھ لیا آہ سر بھری اور اسی طرف چلا بس قریب پہنچتے ہی ہوا باغ سحر جو لگی سراپا سے معشوقہ دیکھ کر بیچین تو ہو گیا تھا ہی ہوا سے باغ سحر سے اور بھی زیادہ ہوا سے محبت

جڑی اور چند شجر عاشقانہ زبان پر جاری کیا بیات

چنان بلند نہ شد سہ زنا تر پیر در او	کہ سہ و نماز تو اند شدن برابر او
و تو بہار خوش آفت خزان دوست	ہنوز سہ نہ کشید بست سہو تر او
بنام آن شرہ شمع را کرد و قتل	چنان نکرد کہ حاجت شود بہ خنجر او
بر نیم جہر کہ در نرس اتفاق افتد	فراغت ست مرا از بہشت کوثر او

چونکہ تھامے ہلالی بوصف تازہ گلست

زبرگ لالہ و نسرن کشید و فتہ راو

یہ شعار پڑھ کر بہار کی طرف مسر ہو کر چلا تھا کہ یکایک ایک طائر خوش رنگ ایک طرف سے اڑتا ہوا آیا اور کان کے پاس سے یہ کہتا ہوا اکل گیا کہ اے شہنشاہ ساحران یہ باغ سحر ہو کہ جہان آپ جاکے ہیں سنبھلیے ہر وقت گل رخسار مشوقہ بہار کو بالکل خازن سمجھیے ورنہ وہ آئیب خزان ہو چکا کہ کبھی بہار ہی اس طلسم میں نہ آئیگی دشمنوں کی آپ کے جان جا لگی طائر تو یہ لکڑ غائب ہوا اور بادشاہ کو بیوش آگیا اور یکا را کہ بایں دار نے نکمرا بہ بڑا غضب کیا تو نے کہ سب لشکر میرا مسخ کیا ملکہ بہار کا رنگ سفید ہو گیا بہار حسن پر خزان آلی غنچہ سر بستہ کی طرح حمل ہو کر مرجھا کی اور بادشاہ نے اُن جویا ایک شعلہ لگ کاٹکر چمنستان بہار میں گر کر کہ وہ گلشن جلنے لگا دل بہار چین میں آگ لگی گل بہر ایک انگار ہو گیا آتش گلستان ترقی پر ہوئی سنبل و صوفیہ کی شکل بن گئی نرگس کی آئینہ میں وہ دھواں لگا کہ اندھی ہو گئی تخت چین سے گل موزل ہو اوج بکبلان نے شکست کھائی خزان کے لشکر نے گھیر لیا نہر میں شل چشم اعمی کو رہو گئیں خوار سے رونے لگے غنچہ بسورتے تھے گل نے گریبان چاک کیا لالہ کا دل غم سے خون ہوا سر رونے سر کو پُر از خاک کیا دم بھر میں یہ حال کہ ہوا ہی بدل گئی وہ گلشن جل گیا بدلے اس باغ نگارین کی خاک ہی خاک کا ڈھیر ہر سمت نظر آتا تھا نہ وہ سبزہ کی تراوت نہ لہلہلا ہٹ نہ خوش فعلی اور زمر نہ سرا کی مرغان بوستان قمری ہر ایک نالہ کنان بکبل مشہ خوان جانور ان خوش الحان مرثیہ بھی پڑھتے تو سوز پڑھتے تھے چار حال گلشن پر دلسوزی کرتے تھے یہ حال تھا کہ مسدس

نخل ماتم ہوئے سب نخل چلی صرصر	سبزہ تھانگ بے طلعت آئینہ نہر
ابراندہ سے تاریک ہوا گلشن دہر	پونچے اس جوش طلاطم کے ہوا شہر شہر
شام چھوڑا نہ خرابی سے نہ کوفہ چھوڑا	طرز اس باد خزانے کے شکوہ چھوڑا
سج سبزہ تھی کہ تلواری تھا اُس گلشن میں	رخت گل خون سے گلزار تھا اُس گلشن میں
تیز کیا موت کا بازار تھا اُس گلشن میں	جعفری جعفر طیار تھا اُس گلشن میں
پتے پتے کوئی چھوڑا نہ اُن سے نہیں	جوانا را سین ہر کلم گنج شہسہ اُن میں

ملکہ بہار جلنے سے اُس گلشن سحر کے بیوش ہوئی شکوہ تو کنیز میں ہوا دار پر ڈال کر جانب خیام دہار گاہ

لیکن اور بادشاہ نے ڈانٹا کہ تمہو تو سہی نکو اسو دیکھو تو مین کیا کرتا ہوں یہ نعرہ کر کے آسمان
کی طرف اشارہ کیا کہ ایک ابر گھرایا اور باران سحر برسنے لگا وہ جو ابر برق کے ساتھ لوگ بخیر تلواریں
کھینچے گالیان دیتے چلے آتے تھے وہ ایک ہی مقام پر بالکل ہو کر رہ گئے اور ابر برق کو بعد دم بھر کے
ہوش آیا اور جتنے سردار ناظمہ و ناظم وغیرہ تھے مع سپاہ کے سب ہوشیار ہوئے پھول جو ہاتھ میں تھے
اور گجر اکلانی مین ابر برق کے بندھا تھا وہ سب پھول مرجھا گئے اور سب ساحر اپنا حال کثیر الاختلال
دیکھ کر کمال ہی محجوب اور صاحب انفعال ہوئے عرقی افعال مین نہا گئے اور فرط اندامت سے
شرمندہ ہو کر سرنگندہ ایک جگہ کھڑے ہوئے افراسیاب اپنے ساتھ والوں کی طلب ہو کر کہا کہ تمہیں معلوم کیا کہ
آفت میرے لشکر پر کسے سحر نے بھائی تھی یہی حیرت صاحب کی جینا صاحب کا سحر تھا دیکھو ہمارے کیا سلوک کیا
تھا اور قریب حیرت اگر جو دیکھا تو حیرت آنکھوں مین آنسو بھر بال کے کھو لے چپ اور سن تخت پر بیٹھی ہر
اپنے اپنے تخت پر اسکو بلا کر گلے سے لگالیا اور کہا راج نگر و تمھاری ہی مین کا تو کر تو ت یہ تھا اور ملکہ بڑے
ساحر جو بیان تھے انکا کیا حال اس سحر مین گذر تھا ملکہ نے کہا اثر شنشاہ آپ باتوں باتوں مین جو تیاں نہ
مارا کیجیے مین کیا جانوں کہ گھوڑی مین کیسی اور خال کیسی ابر برق و ریر اپکا البتہ بلبلا ہوا تھا باقی اور ناظمہ
خوب خوب لڑیں اب الگ صم بکم بنی ہوئی کھڑی تھیں یہ ابر برق تمھارا ہر اہتیا اور رے ساحر اور افسر واری
فوج اور تمام لشکر ہمارے مشتق مین جوش و خروش کرتے یہ سیر تپل پر آمادہ اکوڑ بھلا کہتے آتے تھے شاہ نے
کہا کیسا کچھ تصور نہ تھا وہ سب مجبور اور سحر تھے بھلا یہ تو انہیں بلا کر بوجھو ملکہ نے کہا جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب
بوجھنے سے کیا فائدہ ہی طرح ایکن سب ملکر مجھے مار دینا لگے اور آپ کیسے کا کہ کیسا قصور نہ تھا قصور کیوں
نہ تھا یہ مجھ سے سا کیوں کہلاتے مین جو ایک پھو کری کے سحر مین طرح دیوانی ہو جاتے مین نام بڑا روشن
تھوڑا زکو غرت نہیں آتی اور سحر ساری سیکنے نین عیش مین مجھ سے بڑ گئے مین حرام کی روٹی کھا نہیں
شاہ نے ابر برق اور افسران فوج کی طرف دیکھ کر کہا صاحبو سناتے کہ ملکہ ظلم کیا فرماتی ہیں اب تمھیں غرت
چاہیے ملکہ کے سامنے عذر کرو اور اپنی یکسی اور مجبوری بیان کر کے تقصیر معاف کرو واپس سب کے سب
سردار وڈر کر ملکہ خیرت جادو کے آگے رو رو و عجز و اور عذر کرنے لگے کہ غلاموں کا کچھ جرم دستہ نہ تھا
ہم سب خود فراموش اور سحر مین ہمارے ہوش اور بد ہوش تھے اور ملکہ یہ تو ایسا ایسا دار سحر کا اگر ہمارا
سحر پہلے ہمارے چل جائیگا تو کیا مجال ہی جو وہ سحر نہ ہو جائے غرض یہ تو خطا صاف کرانے لگے اور افسر

پار لاکھ فوج ایک لشکر مہرخ پر آکر لڑا اور پہلے ہی حملے میں بزورِ سحر بکوسھو کیا یعنی ایک مارچ آسمان پر مارا کہ وہ بلند ہی پر جا کر شوق ہوا اور ایسی آواز مہیب کی کہ گاؤں میں کاٹھ لہقین تھاق ہو جا اور یکایک آسمان سے ستارے جھڑنے لگے گویا آسمان سحر سے بادشاہ نے تارے توڑے ستارہ قسمت لشکر بیان مہرخ گردش میں آیا تھا اور اُسید کا نمونہ یہ دکھائی دیا تھا کہ وہ ستارے ناچتے ہوئے لشکر دین کے سر پر آکر گرے ہر ایک نے سحر فراموش کیا اور دمِ محبت شاہ جادو دان بھرنے لگا اپنے اپنے سویا یون سے سحر کے اثر کرنا تھہ اپنے رومال سے باندھ کر ہر ایک العفو العفو! شہنشاہ ساحران کتا ہوا چلا اُوقت شاہ جادو مان نے حکم دیا کہ ساحران نامی جا کر مار گاہ دیبا رار اور خزانہ دشمن پر قبضہ کر لیں مگر ابھی کسی کو قتل و غارت نفر مابین باناری اور جڑاؤ بر کی فوج مضطرب رہا نشان ارادہ بھاگنے کا کھتی تھی کہ یکایک لاکھوں ساحر گرد گرد چاروں طرف سے آگئے اور انکو محاصرہ کر لیا وہ بچا سب لڑان و زبان در گاہ خدا میں مارنے لگے کہ پروردگار شہر سے اس ظالم بد کردار کے ہما کو بچائے شاہ حکیم بعد اس نظام کے چالیس لاکھ فوج کو اپنے حکم دیا کہ ان سب باغیوں کو اپنے پہرے میں کر لو اور آج دن بہت قلیل رات ہو اکی حفاظت کرو صبح کو بکوراہ فساد کھاؤ نگاہر چند کہ خلاف ہیں طلمس یہ بات سہر کہ یکایک مجرم کو قتل کرے مگر میں ان سب سے ایسا جلا ہوں کہ بغیر مارنے چھوڑ دوں گا تم لوگ عیار دوسرے ہوشیار رہنا اور عیار دو ایک کو مارینگے میں نے تو اتنا بڑا لشکر انکی حفاظت کو مقرر کیا ہے غرض یہ انتظام کر کے چاہتا تھا کہ مر محبت کرے اُوقت یکایک آسمان پر آواز دناٹے کی آئی اور ستارے تو ٹکر کرنے لگے پشین خوشیوں کی آنے لگیں کبھی سنہرے پھول آسمان پر سے برسے کبھی سرخ رنگ کے گرنے لگے طرح طرح کی بارش گدھاے سنوں کی ہو کر موتیوں کی بارش ہوئی آواز خوش آئند آئی پھر ایک آواز بہت سخت اور میتناک پیدا ہوئی کہ ای بندہ خاص من افراسیاب کچھ تجھکو خیر ہے کہ ہم کون ہیں تمام لشکر ناظمان طلمس کا اور ملک حیرت کا جانب آسمان دیکھنے لگا تو بکوبہ معلوم دیا کہ بارش نور کی آسمان سے زمین تک ہو اور کچھ نظر نہیں آتا ہی دشت و در تمام نورانی ہو رہا ہے افراسیاب نے کہا کہ یہ تو کسی خداوند کی آمد کا ظہور ہے ایو جو سے پیلا ہوا یہ نور ہے یہ کمر پہلے اپنے تخت پر سجدہ کیا تمام لشکر ہی سجدے میں گرے اور جے جے کا سامری کے شور بجا با طرفہ ماجرا اُوقت نظر آگیا تھا کہ ایک عالم سجدہ میں سر جھکانے چڑھا آسمان کی طرف اٹھائے تھا گو یا خداوند کی آمد نے پہلے ہی دنیا پر انقلاب کر دیا تھا کہ سر نیچے ٹانگیں اوپر تھپتھپتھا غرض بعد سجدہ تمام لشکر تو ہاتھ باندھ کر اور ہاتھوں

اٹھا کر لب بجز و تنہا ہلا تا وہن کھو کے جانب آسمان نگران ہوا اور بادشاہ تخت اپنا بلند کر کے بزرگ و سرخ کچھ در گیا اور عرض رہا ہوا کہ جو بزرگان دین میں سے خداوند یا انکے نائب و خیرہ تشریف لاتے ہیں وہ اگر مناسب سمجھیں تو تشریف لائیں اپنا نقش خانہ اس علم کو تصور فرمائیں یہ علامدیرینہ اور تو کچھ قدرت نہیں رکھتا مگر انکے میں اپنی فرس راہ کر گیا اور اپنے سر پر اس صاحب کو بیٹھا گیا اس عرض کرنے سے ایک آواز تھقے کی آئی اور صدا پیدا ہوئی کہ اے افراسیاب ہم جب تشریف لائیں گے کہ جب سوا سن سونا ہمارے نام پر تودان کر گیا ورنہ کچھ ضرور ہمارے آنے کی نہیں تو ہی خود چلا آدرشن تو اپنے ہم نہ دکھائیں گے مگر جو کچھ ہیکو کنہا ہی وہ کہ سنائیں گے شاہ جاودان یہ سکر نیچے اتر آیا اور ملکہ حیرت سے کہا کہ خداوند یا انکے نائب تشریف لائے ہیں سوا سن سونا نذر کرنا چاہیے وہ پاس بلا ہن نہیں معلوم کہ کیا تقدیر غصہ میں آکر کہتا ہے تم جانتی ہو دیا لیا ہر جگہ کام آتا ہے جب نذر نہ لائیں گے خفا ہو جائیں گے بغیر دیے کام نہ نکلے گا اور بالآخر تقدیر میری بھی نکر میں تو یہ کس کام کی بات ہے کہ خداوند آئیں اور درشن بھی ندین اوپر ہی اوپر چلے جائیں سوا سن سونا کیا بات ہے جلد لگانا چاہیے ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ اے ابریق جلد سوا سن سونا لشکر کے جو ہر یوں سے جا کر لے آبریق دوڑا ہوا گیا اور جلد جلد سوا سن سونا اٹھوا کر لایا شاہ نے اس وقت تخت اپنا بلند کر کے عرض کیا کہ یا خداوند یہ سوا سن سونا حاضر ہے بس یہ کتنا تھا کہ یکا یک جلی سے کوندی اب جو دیکھا تو وہ نور جو چھایا ہوا تھا شگافہ ہوا اور ایک تخت اُمیں سے پیدا ہوا کہ تمام جواہر اعلیٰ اور بیش قیمت اُمیں جڑا تھا اور اُس پر کوئی بیٹھا نظر نہ آتا تھاج میں ایک تصویر شل شعلے کے جبین چمک پیدا رکھی تھی اور گرد اُس تصویر کے جیسے شکار گاہ لڑکے بناتے ہیں اسطرح ایک چرخ لگی تھی اور اُس چرخ میں ہزار تصویریں چرخ کھاتی تھیں اور جلد جلد گھومتی تھیں بس وہ تخت یکا یک زمین پر اتر آیا اور قریب اُس سونے کے پوچھ کر ان تصویروں میں سے ایک پنچہ پیدا ہوا اور اُس سونے پر وہ پنچہ بڑا کُسنے و دسب سونا اپنا لیا اور اندر اُس تصویروں کے پوچھ کر پھر وہ سونا غائب ہوا جو کار کا کفار میں پھر غلغلہ ہوا اور آواز آئی کہ اے بندگان قدرت خداوند ہزار شکل چرخ گردان دیکھا تھے میری قدرت کو بسنے پھر سجدہ کیا اور کہا واقعی ہم سنا کرتے تھے کہ خداوند ہزار شکل چرخ گردان کے سر پر چرخ ہزار شکون کا پھر تباہی خباہت جو کچھ ہنسنے سنا تھا آج اُسکا ظہور ہوا وہ سب آنکھوں سے دیکھا افراسیاب نے دوڑ کر سجدہ کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند عمر لڈر گئی ہلو

پوسنے دو خداوند کو پرستش کرتے ہوئے مگر کچھ ہماری امداد کوئی نہیں کرتا خداوند نے یہ سکر ایک صدمہ
ہیبتناک سے کہا کہ اے زندہ قدرت تیرے ایمان میں فتور آگیا ہے جلد تو یہ کراہی تو نہیں جانتا کہ ایک ما
مین ہے اور اسی عمر میں فساد ہوا تھا ہمارے پیغمبروں یعنی ملک مروارید سرخ پوش لال قبا
پیغمبر نے ان مسلمانوں کو بت کچھ سمجھایا اور تیرے خداوند نے حمزہ کو عرش اعلیٰ پر بلا کر دعوت کی ساتون
کی سیر کرائی زندہ اپنی بہشت میں بھیجا و فرخ کو دکھایا جو موسے کے حمزہ کے پہاں کی تھی انھوں نے
اکر شل قباد اور مہر نگار اور شیر و یہ بن حمزہ وغیرہ سب نے خداوند کے دین کی
کہ بزار شکل خرچ گردان برحق ہے یہ سب امور ات ایسے ہنسنے لگی تھی کہ یہ لوگ راہ راست پر آئیں
آخر جب ان سب نے ہلکے مانا تو اور ایک حمزہ ہنسنے اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اُس کے ساتھ
بھی ویسا ہی سامان اور سردار ہنسنے خلق زمانے کے جیسا سامان و سردار اس حمزہ کے ساتھ تھے اور
ہمارے اُس حمزہ کے سرداروں کو بکڑ بکڑ کے پھیلوں کو اور گھڑیاؤں کو کھلایا کہ شاید اب
بھی ڈر کر حمزہ ہلکے سجدہ کرے اُس حمزہ نے مانا اس وقت ہنسنے کو اسی قدرت عنایت فرمائی کہ وہ
محبوب بری چہرہ مشوقہ قدرت کی شکل بنا قدرت کے پاس آیا اور بے ادبی کی اور قدرت نے
خود تقدیر کی تھی کہ قید ہو جائیگی پس عمر قدرت کو بکڑ کر لیا قدرت جب سامنے حمزہ کے گئے تو فرمایا
کہ اے ملچہ ہنسنے ہر چند چاہا کہ تو راہ راست پر آئے مگر تو طراہ ہی رہا اب جلد جلا دو بلا کہ قدرت کو قتل کر
کہ قدرت دنیا کی سلطنت سے عاجز ہو کر عرش اعلیٰ پر جائیں اور اگر یہ منظور نہ تو اب بھی
قدرت کو سجدہ کر حمزہ نے مانا اور جلا دو کو بلا یا پس اتنا کہ کر دیکھا سب کے ان تصویر دن کے
اندر سے وہ شعلہ جو بیچ میں تھا کانپا اور آواز رونے کی آئی افراسیاب اور تمام سردار مع حیرت
ناکبار کے حال پر خداوند نہرا شکل خرچ گردان کے رونے لگے کہرام پڑ گیا پھر خداوند نے فرمایا کہ آخر
جب جلا دیا قدرت ایسے رنجیدہ دنیا میں تھے کہ یہ خوشی حنا طرقتل ہونا گوارا کر کے عرش
اعلیٰ پر چلے گئے اور کہنے لگے کہ اے حمزہ ملچہ اب تو تمام عمر اسی ملی میں رہیگا اور میں تقدیر کیسے
جاتا ہوں کہ کسی خداوند کے ہاتھ پر راہ راست نہ اختیار کر گیا اور ہمیشہ پرستار ان خداوند سے
تو لو گیا اور آپ کو قتل کر کے خون بگناہ اُنکا اپنی گردن پر لگیا اور وہ ہمارے سب ہمارے
بہشت میں ہمارے پاس آئیگے اور تیری فریاد کریگے اور تج کو اب جہنم نصیب ہو گا ہماری بہشت

نہ یلکلی پس یہ بد و عاویکہ ہم عرش پر چلے گئے سچ پوچھو تو ہمارا کچھ نہ بگڑا اب سلطنت باطن کرتے ہیں پوچھو
دوسوا اپنے بھائیوں کے ساتھ شراب پیتے ہیں جفتیان کھاتے ہیں کیونکہ ہم جب چاہتے ہیں جب عورت
نبتے ہیں جب چاہتے ہیں جب مرد نبتے ہیں اسوجہ سے جسکے مزاج میں زیادہ مرفیگیا اور ایک عالمی
کو عورت بنا لیا با ہم عیش کیا جس بندے کے گھر میں جی جا پچلے گئے وہی خاطر سے پیش آیا اور فرمایا
جب قدرت خود خمرہ سے ناراض ہو کر اور اس کے ہاتھ سے دُکھ اٹھا کر عرش اعلیٰ پر چلے گئے تو پھر
تیری کیا حقیقت ہو اور ایک کچھ ہم ہی نہیں عرش اعلیٰ پر گئے اور خمرہ کے ہاتھ سے قتل ہوئے خداوند بلکہ
دوم خیشہ جو پہلے خداوند تھیں اور بندہ ریا کے بھیس میں علم ناریخ میں خدائی کرتی تھیں وہ عمر کے
ہاتھ سے قتل ہوئیں پھر خداوند دنیا رہنشین پھر یقیناً زرتشت جو ملک فرنگ میں خدائی کرتے
تھے انکے بعد ملک مغرب میں خداوند خمرات نیکو گئی جاگتی بوت کے خداوند ہمارے برادر مارم و منظم تھے
وہ مارے گئے سو ذکر انکی خداوند کا مورخون نے لکھا ہے اور نام اس کتاب کا نوخیر دان نامہ لکھا
تو سنگا کر دیکھ لے ان سب خداوندوں کے بعد تابوت معلق صندوق معلق شہر غلطی آباد باختر میں تھے
اسطرح کہانک بیان کروں زبردشاہ فرعون شاہ عمرو شاہ وغیرہ جنکے پاس لقا بھاگ
کر گیا وہ سب اب عرش اعلیٰ پر ہیں ذکر انکا ایرج نامہ اور باختر وغیرہ میں ہے اب دیکھ خداوند
لقا کو لائے بندہ دن کو سمجھاتے ہیں اور انکے ہاتھ سے کیسے کیسے دُکھ اٹھائے ہیں جب یہ بندے
انکا کسنا مانینگے اسوقت وہ بھی عرش پر چلے آئینگے اور فرمایا اب ہکوا اپنے بندے سب برابر
ہیں ہم انکو پیار کرتے ہیں کیونکہ ایک دن تو وہ تھا کہ ہنے انکو پیدا کیا تھا اور اسطرح انکی نشوونما
کی تھی کہ جیسے مالی درخت ہوتا ہے اور اسکی پرورش ہو آکر تاہی پھر اس درخت کو کاٹتے بُرا
معلوم ہوتا ہے اسطرح ہکوا بھی نہیں بگاڑتے رنج معلوم ہوتا ہے اور فرمایا اب شکر کر ہمارا کہ ہنے بھکوا یا
جلال اور نعمت اور شوکت دی ہے کہ تو خداوندوں کی مدد کرتا ہے اور برابر ہمارا تیرا تہ و مرتبہ ہے خداوند
سازان کہلاتا ہے تیرے نام سامری و میشد زلمہ میں باقی ہے تو قد وہ خاتمان ساحران ہے اور زبندہ و
افنو مکران ہے یہ تمام جو بادشاہ نے زبانی خداوند کے اپنی نسبت سنی فرط عشرت سے گل گل شگفتہ ہوا اور
محبت خداوند کی ایک حصے تھی اب سو حصے ہوئے اور سرخز سانے خداوند کے جھکا کر عرض پرا ہوا کہ
کہ میں ایک بندہ جس تیرا خداوند ہوں سپب تیری ہی قدر نمائی ہے کہ جو تو نے اپنے ایک ادلی بندہ کو لیا

کچھ رتبہ دیا ہو خداوند نے جو کچھ فرمایا نہایت درست اور بجا ہی سچ ہو کہ نالائق آدمیوں سے خداوند کا
کیا کیا بس نہیں چلتا ہی یا خداوند یہاں بھی عکسوں کی گرفتار کر کے لیا ایسا سمجھا یا ہو کہ جو حق تھا نصیحت کا اور کیا لیکن کس طرح
نے کتنا میل نانا پس معلوم ہوا کہ آپ اسے خداوند کی ٹھکانا سب سمجھوں پر ہی کس طرح راہ پر آئیے غرض ایسا کچھ سمجھا کر خداوند
نے فرمایا کہ شاہ جاوہان ہم اب تک ہیں شاہ نے سجدہ کیونکہ کہا کہ یا خداوند بارگاہ میں تشریف لیجیے اور اپنے بندوں کو توبہ
پنا دیجیے خداوند نے کہا کہ ہم بارگاہ میں بجائے ایلے کہ سبک بندے ہمارے موت ہو گیا رہے ہیں اور جسے دشتگان مقرب کا
حال کہ رہے ہیں اور دنیا محنت ہمارے پیش کر رہی ہے سب سب سکوت کریں انکی زبانوں کو نہیں ہونچے ہیں اب جو بارگاہ
میں جائیے اور ان وہ بند قید ہو کر آئیے اور ہمارے طلب عانت ہمسے ہونگے پھر روبرو ان بندوں کے ہمارے شرم آئیے
ہم بکھڑو دینگے اور افراسیاب ہو گیا جب ہم طرف چلے تھے تو سامری اور شہد کو رحم ان بندوں پر آچکا تھا ہم کہتے جا
ہیں کہ وہ سب بند جو ابی گرفتار ہوئے ہیں چھوٹ جائیے اور انکی مدد کو لشکر بران کا آیا چاہتا ہے اپنے مقام سے حل چکا
ہو وہ اگر آفت و مہلکا اور خداوند کا دشمن کسی بار سامری پاس آچکا ہو کہ خداوند تعالیٰ مجھے بھائی نے بہت کہا ہو کہ طلم میں
بند ہمارے قید ہوئے ہیں اب تقدیر انکی رہائی کی کر دیجیے بس یہ سننا تھا کہ افراسیاب نے کہا دیکھیے ہم تو خداوند بقا کے طرف سے
لڑتے ہیں اور خداوند باغیوں کی طرف داری کرتے ہیں یہی رہا تھا کہ یکا یک آسمان پر روٹنے کی صدا آئی اور کچھ ساگر
پر بندہ روتے ہوئے سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ پہچاننا کہ یہ طلمات کے ہیں بس نظر ہو کر بوجھا کر اسے سچ بنا دیکھوں روٹے ہوئے
آئے ہو کیا سب کچھ لڑ رہے انھوں نے کہا کہ بادشاہ مہر برق فرنگی زندان طلمات میں گیا اور اپنے افعی حور اور زور ظلماتی کو مارا
اور بران کو بھڑکایا زندان خانہ تمام برباد ہو بس یہ سننا تھا کہ خداوند ہر شکل نے ایک قلعہ مارا اور کہا افراسیاب تھا کی
سفارش سامری نے قبول کر لی وہ تو میرے سامنے ہی پیام سلام ہو رہے تھے اب بران بنی فوج لیکر آئیگی بسکو بھڑائیگی علاوہ
کے عمر اگر تھکوں دیکھا کچھ بنا نہ رہے گا افراسیاب نے کہا یا خداوند اگر اسی ہی ان مسلمانوں کی اب خداوند فرمائیے تو بھر ہمارا
لڑنا یا کار خداوند کا پھر مجھے اختیار دیا نہ لڑا افراسیاب نے کہا بغیر کڑی تو نہیں بتا اب عمر کا قتل ہو کر یا تو خداوند دیدہ کی
پریش کر دینیں تو مجھے قتل کر دو پھر ہم کیا مسلمان ہو جائیں خداوند نے کہا پھر بنا بر پاداری اپنے دین کی تو قتل کرتا ہی خداوند نے
پر کیا احسان ہوا افراسیاب نے کہا اوقت سب باغی آپ فرماتے ہیں کہ رہا ہوا چاہتے ہیں بس میں آپ ہی کی سوا کرتا ہوں خواہ
انکو چھوڑ دیجیے یا انکے حفاظت کیجیے خداوند نے کہا یہ مجھے نہو گا افراسیاب ہمارا کیا موت خداوند کا ابھارا تو ان لشکر
خارج کون مہرج کے سامنے طلب کر اور سب پر اپنا سحر اتارے ہم انکو اپنی حفاظت میں رکھیں گے شاہ نے یہ تو سحر و ن کو حکم دیا
کہ جاؤ مگر ان لشکر کو انکو لاؤ سحر ملکہ مخرج اور مخرج اور بہار و طاوس و نافرمان و زلزلہ و زلزلان وغیرہ لو کہ سب سحر و قہر بلا کر لا

کہ چلو ملک شاہ جادو ان بلاتا ہی وہ تپ ہی و محبت کا افراسیاب بھر سے تھے فوراً سارو کچل گئے سے حاضر خدمت
شاہ ہوئے سب سے دیکھا کہ توبہ تو سب کرتے ہیں اور اپنے آپ میں نہیں ہیں جب وہاں سے آئے خداوند فرمایا کہ ان سے سحر دفع
کر شاہ نے سب سے سحر کو روک دیا اب ہر ایک شہسوار ہوا دیکھا کہ افراسیاب اور حیرت اور تمام نذر کے اسپاہ ایک مقام پر
استادہ ہیں اور ایک تخت پر ایک شعلہ جھکتا ہے اور گرد کے ہزار تصویریں چرخ مار رہی ہیں اور کتبہ لغزہ یا خداوند ہر شکل
چرخ گردان بلند ہر بہار کان میں مہر کے کما کہ یہ بیشک یاری خواجہ عمر کی ہر وقت مناسب ہے کہ جو کچھ تصویر شعلہ خسار
فرمائے سکو قبول کرنا مہر نے کہا مجھ کو بھی کچھ پٹواریا ہی معلوم ہوتا ہے عرض بیان خداوند نے یکایک فرمایا کہ اری بندہ
قدرت تم قید میں خشت شاہ جادو ان کے تھیں میں نے تم سے سحر و کرار اپنے نگاہانی میں لکویا ہے اب تمہارا لشکر سحر میں
خیر ارجا گئے کا ارادہ کرنا اور کوئی کشتی جانا صبح کو خداوند سارے کے حوالہ کر کے چلا جاؤں وقت لکویا اختیار ہو مہر نے وغیرہ
سب یہ بانیں سکر خاموش کھڑے رہے اور میں سمجھ گئے کہ میرے خواجہ نے سحر دفع کر دیا ہے اب وقت باکر دست و پا
ہلانا اور نکل جانا عرض بیان خداوند نے فرمایا کہ اری افراسیاب اب ہمارا سطح ظاہر بیان تمہارا اچھا نہیں رہا
غائب ہوئے ہیں اور ان باغیوں کی آج کی رات کوئی نظر نہیں صبح کو تجھے اختیار ہو خواجہ جسے کوئی چھڑے یا تو انکو قتل
خداوند نے کہا اب توبہ گاہ میں چلتے کہتے تھے کیا نہیں آپ وہاں جانیئے شاہ نے کہا پھر کچھ تبرک اپنے دست پاک سے
ہم کو ملے تاکہ ہم عمر انبی زیادہ بائیں مال دولت حکومت کی ترقی ہو خداوند نے فرمایا اچھا کچھ شراب اور شربت لکویا
اگیا ری کی خاک سپین ڈالیں سب فرعون کو وہ تقسیم کر دو اب بھی پے لے جو من کے مراد ہوگی وہ پوری ہوگی عورت جو
پیسے کی بارہ برس کی ہو جائیگی جس میں اپنے نہیں بہ از تو قدرت یا لگی مرد جو پے گارے رات جو میں سو استری سے ہوگ
اور گیارہ ماہ نہ ہوگا اور عمر اس کی ہزار برس کی ہو جائیگی یہ سنتا تھا کہ شاہ جادو ان نے کسی خم شراب کی اور کسی شے شربت کا
منگوائے خداوند شے قریب اپنے منگوا کہو خیر قدرت اپنا شعلہ کے پاس سے نکالا سب سے دیکھا کہ ایک بچہ نہایت
ہی خوبصورت ہے کہ تیلی تیلی انگلیاں جیسے اچھے خوشنویس کے ہاتھ کا قلم ہوتا ہے ویسی ہی ہر ایک انگلی ہے اور ہندو
ہاتھ میں لگی ہے جو ڈیریاں خداوند اپنے ہیں پس وہ بچہ جب نکلا ایک بہت بڑا بڑا تھا اس پیرے کو اسے منگی
میں ڈال دیا اور سطح شراب کی نمون میں بھی خاک اگیا ری کی ڈالی گئی اور اوہیں سے اول دو جام افراسیاب
نے پیے اور دو حیرت نے پھر تو مصدقہ ورت نگار اور ابرو کو شگاف اور سطح اطمہ و ربند اور ناخمان ملائے
شراب اور شراب نوشی کی کچھ دیر بعد اسپین لڑکے کے گئے ایک نئے دوسرے کے سر سے ٹوپی تاج بڑی اٹھائی اور
افراسیاب جبرست سے کہا کہ اری ملک وقت تو مردین اور میں عمرت ہوں خداوند کی قدرت کا ماتا دیکھوں اور اری ملک تو

جفتی کھا ملکہ نے کہا ای شاہ تم کہتے کیا ہو میں تو مرد ہو گئی ہوں تم خداوند سے لکر اپنے تئیں
 عورت بنو الو تو میرے پاس و بادشاہ نے آگے بڑھ کر چاہا تھا کہ خداوند سے کہے عورت
 بنا دیجیے بس چلا تھا کہ طمانچہ بیوشی نے مارا سر نیچے ٹانگیں اوپر ہو گئیں حیرت و ڈری
 کہ اسے عورت بنا نہیں اور ابھی سے لیٹا جاتا ہو بس اسکا دوڑنا تھا کہ یہ گرمی اتنا لگ گیا
 جتنے افسران فوج اور ناظم وغیرہ تھے سب بیوش ہو کر گرے اور خداوند نے یکایک
 تخت اپنا بلند کر کے شعلہ کو اور پرخ کو غائب کیا اور تخت پھر نیچا کر کے یکایک اپنے تئیں
 ڈلا ہر کیا اور نعرہ کیا کہ سنم عکبرن امیہ زمزی ای مہرخ کیا میرا کھڑی سنہ دیکھ رہے ہو میں
 یہ سننا تھا کہ ساحران نامی نے نارنج ناریل ترنج گولے فولاد کے مارنا شروع کیے اور عمر نے
 خنجر کھینچ کر بیوش شدہ کے سر کاٹنا شروع کیے جو لشکر کہ بیوش ہوا تھا وہ تلواریں پکڑ کر دوڑا
 اُدھر سے لشکر مہرخ تو رہا بوچکا تھا ہی وہ بھی نعرہ اپنے مالکوں کے لشکر حربہ سحر کی پکڑ
 آگرا اور لگی گھسان کی مار ہونے دم بھر میں سیل خون جاری ہوئی شور و غوغا تا بلند آسمان
 پہونچا جدھر تھے شور و قتل و بلند تھا جدھر دیکھے لاش بالاسے لاش اور مردہ پر مردہ مڑ رہا تھا
 تلوار ہی تلوار علم تھی گویا تیغ ہی کا عالم تھا ایک عالم بیدم تھا ضرب تیغ نقد جان پر پڑ ہی تھی
 روح روان کے سکے کا چلن تھا دنیا نکمال بادشاہ مرگ کی تھی کہ ابیات

قیامت کی تھی محو تیرا گنی
 روان تھا ہم تیرے بعد تیر
 بڑھا کہ کے تکبیر سر و غا
 قضا یہ بگاری سوے اہل شر
 سرک جاؤ سر کی پریاں کمان
 لگے کٹنے مرنے جری جار سو
 کوئی حمد گر تھا کوئی تھا طمان
 یہ مرکب کٹا اور وہ ساکب گرا
 بھرے تھے قیلون سے سبشت و

دبان تھے جو سب بائیے دشمنی
 کمانوں سے ناصفت فوج و تدبیر
 عمر نے دبان پر نہ کی اعتنا
 رکھا ہاتھ جب قبضہ تیغ پر
 کہ انوکا سر و جلد مانگو امان
 چڑھے ستھ پہ تلوار کے جنگجو
 کہیں تیغ چمکے کسی جا سندن
 یہ کافر ہٹا اور وہ غازی بڑھا
 گری لاش پر لاش اور سر پہ سر

جبری سب تھے خون میں نہائے ہوئے اگر جتنے تھے گھوڑے اٹھائے ہوئے

عمر نے اس وقت جست کر کے قریب افراسیاب آکر چاہا کہ ایک پتھر مار کر کام اسکا تمام کر دینا قسمت چند تیلیاں پر یزاد ان طلسم شہنشاہ شہنشاہ کستی ہوئیں پیدا ہوئیں اور بادشاہ کو اٹھا کر تیلیاں اور چند پریوں نے آکر حیرت کو بھی اٹھایا اس وقت سرداران بیہوش شدہ کو فوج اٹھا کر سو بھارا لائے دلیروں نے تعاقب کیا پڑاؤ پر بھی پڑنے نہ دیا مال و اسباب خزانہ بازار میں سب لوٹ لین خیموں میں آگ لگا دی لیکن تیلیوں نے لا کر حیرت کو ایک مقام پر ہوشیار کر کے عرض کیا کہ واری اس طرح آپ بیہوش تھیں ہم کنیزیں نہ اٹھا لائے تو دشمن ہلاک ہو جاتے بلکہ یہ شکر وہاں سے رنجیدہ خاطر اڑے اور قریب اپنی بارگاہ کے جب پہنچے ہنگامہ کا بازار گرم دیکھا نعرہ کیا کہ بادشاہے نالائقان تم نے بیان بھی بیچھا بچھوڑا مہرخ وغیرہ نے جو حیرت کو اچھکھ دیکھا طبل باز گشت بجا دیا اور بفتح فیروزی مراجعت فرمائی اور اپنی بارگاہ میں آئے سردار بھی داخل خیام مذوی الاحرام ہوئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوئے عمر بھی بارگاہ میں آیا مہرخ سے مزدہ سنایا کہ امی ملکہ تم رنجیدہ نہو بلکہ خوشی کرو برق فرنگی زندہ ہوا اور اُسے جا کر زندان ظلمات میں ملکہ بران کو قید سے چھڑایا ہوا اب وہ اور بران دونوں ملکر بیان آیا چاہتے ہیں اس خبر کے سُننے سے ملکہ مہرخ نے سجدہ شکر خدا ادا کر کے حکم ترتیب انجمن عشرت دیا ساقی و سطرپ حاضر ہو کر داد عیش و نشاط دینے لگے یہ سب سواروں بمعشرت تانتر بیان ٹھہرے اُدھر برق فرنگی جو بران کے پاس سے روانہ ہوا تھا اول لشکر ناظمان نور افشان کی طرف آیا وہ فوج لیکر چل چکے تھے برق نے اُسے آکر راہ میں ملاقات کی اور جو کچھ پیام ملکہ نے دیا تھا وہ سب بیان کیا تاہم شاہان قلعہ طلسم غصہ ملکہ کا دریافت کر کے تھرا گئے اور کہا امی برق ماسی وجہ سے تو ہم بغیر قشر یف لائے ملکہ کے لڑنے چلے تھے کہ آپ آگئے برق نے کہا اچھا اب اتنا تم توقف کرو کہ ملکہ سحر کرنے لگی ہیں وہ آئیں تو جانا اور قابہ کرنا انھوں نے کہا کہ ملکہ اور زیادہ آزدہ ہو گئی برق نے کہا اب تو آہی گئے ہیں اگر آزدہ ہیں تو ضرور ناراض ہو گئی اور اگر خوش ہیں تو ہو گئی جان اتنا تم توقف کیا ہوا اور توقف کرو اب خلاف اسے ملکہ بیٹیں قدمی کرنا اچھا نہیں غرض کہ یہ لسنے سے برق کے انتظار میں ملکہ ایک مقام ٹھہری

حال اُسکا بیان ہوگا کہ بروقت ٹوٹنے پل پر یزادون کے یہ سب کیا جاننا بازی کرتے ہیں اور
 افراسیاب کو جو پر یزادان طلسم لیگئیں صحرا میں لیجا کر ہوشیار کیا یعنی ایک پری نے رنگ ٹنچہ
 افراسیاب کے چھڑکا اور ایک پری نے زانو پر اپنے سر رکھ لیا اور ایک باتون دبانے
 لگی آنکھ افراسیاب کی کھلی اٹھ بیٹھا پوچھا کہ تم کیونکر مجھ کو لائے اُنھوں نے عرض کیا کہ اے
 افراسیاب وہ سوامر آپ کو قتل کیا چاہتا تھا لشکر ہر چند لڑ رہا تھا مگر بت برسے خوف کی جگہ تھی
 کہ اُدھر تو سارا لشکر نرنج ترنج آکھوتا کر رہا تھا اور اُدھر وہ عیار تیر لگاتا تھا ہنسنے بخیال
 اسے کہ آپکے دشمنوں کو کوئی مضرت نہ پہونچے وہاں سے آپ کو اُٹھالیا اور بیان لے آئے بادشاہ
 یہ منکر انکو رخصت کر دیا اور آپ وہاں سے بغضب تمام تر جانب باغ سیب گیا کہ اور کوئی تدبیر
 ان نکمراموں کی کروں بیان ملکہ حیرت جب فوج مہرخ کے پاس آئی تو اُسے بارگاہ اپنی دستار کی
 اور لشکر فراری کو جمع کرایا آپ داخل بارگاہ ہوئی مگر فطر نرنج سے ناچ گاناسب موقوف کرایا آخر
 سرداران فوج نے آکر عرض کیا کہ اے ملکہ نرنج آپکا جاسے ہو بچا نہیں لیکن ہم جاننا زون نے
 بھی تو کوئی دقیقہ جان نٹا رسی میں باقی نہیں رکھا اور اب سحر اپنی اپنی خوب چاق و چست
 کرتے ہیں جگاتے ہیں اگر سامری نے چاہا تو ان باغیوں کو مارے لیتے ہیں آپ کیونکر بھڑائی ہیں
 اور یہ بھی مقدمات تقدیر کے ہیں نہیں معلوم سامری کو کیا منکھو رہو کہ بنی ہوئی لڑائی گھڑبائی ہو
 دیکھیے شہنشاہ نے آتے ہی سب باغیوں کو قید کر لیا تھا اُس وقت عمر ہزار شکل نکرایا اور
 دھوکا دیکر لے گیا اے ملکہ ہم یہ حیران ہیں کہ یہ ایسی صورت کیونکر بنجاتا ہو ملکہ نے کہا کہ اُسکے
 پاس بھی ایک تخت ایسا ہو کہ وہ اُڑتا ہو اُسی تخت پر وہ سوار ہو کر اور عظیم اُدھر ہکر پشیمان ہوا کہ
 اُس شعلہ پر جہنم لگا کر آیا اور حقہ ہائے نفی اُسے مارے کہ جسکے سبب سے آگ برسی
 اور موتی اُسے برسائے بعض حقون میں سے آواز پیدا ہوتی ہو اُنکے شق ہونے سے
 دناٹا ہوتا ہو وہ اُسے شق کیے اور اندام حقون کے خوشبو بھری تھی اور روغن ایسے ایسے
 اُسکے پاس ہیں کہ اُسکو اتش بازی کے مہتاب کی طرح جب وہ کام میں لاتا ہو نور ہی نو بھیل جاتا ہو
 بس یہ کرشمہ اُسے اپنی عیاری کا ہکود کھا کر فریب دیا سردارون نے عرض کیا کہ افسوس ہو
 ہم اُسکی ان باتون سے آگاہ ہیں اور فریب کھاتے ہیں ملکہ نے کہا جب سے وہ طلسم میں آیا ہو

بہت سی اُسکی ایسی باتیں کہ ہم اُس سے آگاہ ہوئے ہیں لیکن وہ ہمیشہ نئے طرز پر عیاری کرتا ہو اور ہم آگاہ جو ہوئے ہیں اسوجہ سے اب اتنا ہوا کہ ہم پہچان جا۔ تے ہیں بعض وقت میں کہ یہ عمر ہو یا کوئی اور عیار ہو ورنہ پہلے تو ان سوئے عیاروں کی شناخت نہو سکتی تھی یہ چار لشکر کے عیار پہچان نہون کہ ٹوٹی پھوٹی عیاری اُنکو یاد ہو وہ بھی کبھی کبھی بن پڑتی ہو یہ عیار سوئے بلائے مد اور آفت روزگار میں اگر یہ طلسم میں نہ آتے تو اب تک کب کا شہنشاہ تمام باغیوں کو قتل کر چکتے خیراب دیکھا جا ہیے کہ کیا ہوتا ہو غرض کہی سو سرداروں کی راستے ناظران در بند کی خطائیں معاف کیں اور اُنکو دربار میں آنے کی اجازت دی پھر ساقی و مطرب طلب فرما کر مشغول عیش و نشاط ہوئے اور ہر ناظران در بند نے دل میں اپنے خیال کیا کہ واقع میں غصہ ملکہ کا جاسے تھا ہکو غیرت لازم ہو اب ہم بھی عمدہ عمدہ سحر تیار کریں کہ جنکا کوئی جواب نہ دے سکے دیکھو اُس طرف کے ساحرہ کیسی بانبا زسی اور سر فروشی اپنے مالک کے ساتھ کرتی ہیں اور میدان کارزار میں گوے سبقت لیجاتی ہیں پھر جو وہ ہیں وہی ہم ہیں وہ بھی اسی طرح قلعہ دار اس طلسم کی تھیں اور ملازم بادشاہ تھیں اب شریک عمر ہو گئی ہیں لیکن اُنکی محنت کا نتیجہ ہو کہ اُنکو معلوم ہو کہ ہم سے لڑائی ایسے بادشاہ سے ہی کہ جو نہ اوند سا حراں ہو پھر ایسی محنت کریں کہ بادشاہ سے نہیں تو اوسکی فوج سے لڑنے کے قابل تو ہو جائیں غرض ایسا کچھ سوچ کر بعض شاہزادے چشمہ سامری میں نہانے اور سحر تیار کرنے روانہ ہوئے اور بعض شہر و آبادی کی طرف بعض الا کو پر جمشید کے بعض بیابان ہستی کی طرف چلے اور بعض نے یہیں مندروں کی جاب شروع کرائی بنگالی کا نور و دیس کے ساحر دیا کے کنارے بھیجے کہ وہ دو مہیا کر سحر جگانے لگے ہوم خانے درست ہو گئے بعد میں چڑھنے لگیں جھٹکے ہونے لگے یہ سب تو اب سحر درست کرتے ہیں اور دونوں لشکر اترے ہوئے ہیں ادھر برقی فرنگی بھی لشکر میں اپنے آکر داخل ہوا ہر ایک اسکو دیکھ کر نہایت خوشنود ہوا مہرخ نے گلے سے لگایا ہمارے تصدق اُتر دیا مخمور گلے میں باہیں ڈال کر رونے لگے کہ بھیا تمھاری صورت ہکو پھر خدا نے دکھائی ہزار ہار و پیہ کا صدقہ اُتر گیا عمر نے سب سرداروں سے کہا کہ اسے تم سب کیوں مال کو ضائع کرتے ہو جو کچھ دینا ہو مجھو دے ڈالو کہ میں خانہ کعبہ میں

بھجوا دو لگا وہاں عورت غراب اور مسالین مومنہ کو تقسیم ہو جائیگا سب عمر کی باتوں پر سنہستے تھے برق کو بہت بھاری خلعت پہنے دیئے عمر نے کہا لا بیٹا میں اپنے پاس رکھ چھوڑوں عید بقرہ کو پہننا تو خراب کر ڈالیگا برق نے سرداروں سے اشارہ کر دیا کہ انھوں نے عمر کے سامنے پھر کچھ نہ دیا مخفی طور پر مالا مال کر دیا عمر کو بھی بہت کچھ ملا عمر نے کہا اب میں تلاش بران میں جاتا ہوں برق نے سب حال زنداخانہ کا کہ اس طرح مجھ کو افراسیاب نے قید کر کے بھیجا ایسا مقام صعب ترین نے دیکھا اختر کے سبب سے راہ میں کچھ ضرر نہ پہونچا آخر یون افعی اور اثر در کو مار کر بین نے بران کو چھڑایا اب بران اپنا سحر تیار کرنے لگے ہیں آپ کو نہیں لگے نہیں معلوم کہ کس صحرا میں اپنے طلسم کے ہونگے آپ تو قف فرمائیے عمر یہ سنکر ٹھہر گیا اور کہا اچھا پھر جب تک ادھر اُدھر کی سیر ہی کریں غرض یہ عیار ایک جا تو ٹھہرتے نہیں ہیں اپنی فکر میں کبھی بارگاہ میں کبھی صحرا میں کبھی لشکر دشمن میں آتے جاتے ہیں کہ حال انکا بیان ہوگا مگر اب اس ذکر کو بیان پر چھوڑ کر حال ملکہ بران شمشیر زن بیان کیا جاتا ہے کہ ایسا

یہ لکھتا ہے راوی شیرین بیان
مبارک ہو حیرت کو کامل شکست
کہ تاکے ہو کفار کو پھر اجل
نیستان میں پھر گو بجتے ہیں یہ شیر
شکار انگنی پر نہایت ہیں لوٹ
کہ لکھنا ہو مجھ کو نیا صاحب را
وہ بران عالی گرنیک ذات
تو دل میں خیال اُسکے یہ اگے
لے دانسے تحفہ تو ہو بہت ساری
یہ تھا دلمین دشمن کو مہلت ندو

ذرا اب سنو سحر کی داستان
ظفر کا ہو ترخ کے پھر بند و بست
ذرا ہاں سنان زبان پھر سنہل
ہوا صید لاغر سے جو دل نہ سیر
کسی صید پر پھر کرینگے یہ چوٹ
سنہل اب زبان سلم پھر ذرا
سخن مختصر ملکہ خوش اوصاف
روان جب ہوئے برق کے ساتھ سے
کہ چلیے سوے گنبد سامری
ہوئے یہ روانہ اُسی سمت کو

ملکہ مذکور ایک آن واحد میں سناٹا مار کر اپنے طلسم کی سرحد میں پہونچی اور قلعہ ہفت رنگ میں نہ گئی کہ عرصہ ہوگا براہ کاٹ کر اُسی سمت کی راہ لی کہ جہاں گنبد سامری بنا ہوا وہاں اس مقام پر

روح سامری کا ہوتا ہو حیرت بھی اپنے طلسم کے جڑ سے ہفت بلا کو طو کر کے انگوٹھی جمشیدی لینے لگی تھی وہ مقام جمشیدی تھا لیکن اُسی کے متصل ایک مقام ہو کہ اُسی جگہ کو گنبد سامری کہتے ہیں اول زمانہ میں طلسم ہوش ربا اور نور افشان اس طرح ملا ہوا تھا کہ ایک ہی طلسم تھا اور حاکمان طلسم ہوش ربا اور نور افشان سے دوستی کا برتاؤ رہتا تھا نور افشان طلسم تھا بڑا عین ہو کہ مقابل طلسم ہوش ربا ہوا سو جب سے حاکمان طلسم نور افشان بادشاہ ہوش ربا سے مغلوب ہوتے تھے اور خراج لیتے تھے اتنا بڑا بادشاہ کوئی طلسمات کا کا ہے کہ تھا کہ جیسا بادشاہ لاجپن ہمدار جادو طلسم ہوش ربا کا تھا اُسی بادشاہ کو گرفتار کر کے افراسیاب نے حکومت طلسم لی ہو اور شہنشاہ ساحران بنا ہوا اسکے ساتھ بھی وہی طریقہ تمام شاہان اطراف طلسم نے کیا ہو اور سب نے اطاعت اختیار کی ہو اور کوکب بھی پیر بجائی اُس کا تھا اور ہمیشہ اس سے دیتا تھا اور عہد کے باعث سے اُسے سرکشی کی ہو حاصل مطلب یہ کہ طلسم نور افشان سے بھی راہ جانے کی بیابان ہستی اور الود جمشیدی کی ہو اور گنبد سامری پر جانے کی بھی راہ ہو جب کوئی اس طلسم سے چلے تو بیچ میں یہ مقامات مذکور ملینگے اسکے بعد طلسم ہوش ربا ملیگا اور جو کوئی طلسم ہوش ربا سے چلے تو اول یہ مقامات ملینگے اسکے بعد نور افشان ملیگا بس پران کو پہلے ہوش ربا سے نور افشان میں جانا پڑا اور پھر اتنا چڑھ کر مغربی دروازہ طلسم کی طرف سے چلی کہ اب پہلے بیابان ہستی اور صحرائے عجائبات اتنا سے راہ گنبد سامری مل لین تو ہوش ربا میں ہو نیچے غرض یہ مسافر وہ صحرائے نیزنگ و عجائبات و سیاح دشت افسون و عجائبات جب سرحد طلسم پر اپنے مغرب کی طرف کے پہنچے تو ادھر سے پھر عازم ہوئے کہ اب گنبد سامری پر جاؤں اور ادھر سے پھر ہوش ربا میں چلی جاؤں گی چنانچہ سرحد طلسم سے اپنے آگے بڑھی ایک دشت ہول خیز و وحشت انگیز میں گزر ہوا یہ پروردگار مہد ناز و نعم وہ صحرائے برآفت و ستم ہوش و حواس اُس دشت کو دیکھ کر اُسکے بجا نہ رہے مگر دل کوڑ کر کے کہ خدا کے تعالیٰ میرا نگہبان ہو آگے کو روانہ ہوئے ہر قدم پر صد اُسنائی دی کہ اے جانے والے اس جنگل میں کوئی بھولے سے بھی قدم نہیں رکھتا ہو مسافر خیال بھی گزر نہیں سکتا ہو کیونکہ اپنی جان خزین پرستم کرتی ہو باز گشت ہو میرے لیے پھر جاوے اور نوجوان یہ بڑے غضب کی جا ہو ملکہ نے

ان باتوں کا کچھ بھی جواب نہ دیا اور قدم ہمت آگے بڑھایا یہ حال نظر آیا کہ منزلوں تک زمین میں
جادو و نیزنگ کے فرش تھے جو بلندی تھی وہ اپنے خیال میں ہمسر عرش تھی ہر طرف آگ کے
دریا بہتے تھے شعلہ تابفلک جاتے تھے خیال کرنے سے پانوں میں دہم کے چھالے نکلتے تھے
زبانہ شعلہ تابفلک سرکشیدہ شمع

زمین آگ کی آسمان آگ کا	جدھر دیکھیے آگ آسمان آگ کا
------------------------	----------------------------

جو غارتھا دعویٰ انا جہنم کرتا تھا اپنے جلال سے انسان کو کیا ملک کو بیہم کرتا تھا جو بگولہ دشت
میں اڑتا تھا وہ ایک سیل آتش کا بنجاتا تھا اور اُس میں سے دیو سیاہ پیدا ہو کر ڈراتا تھا
مردے جو ساحران نامی کے مر گئے تھے وہ اس دشت میں نظر آتے تھے اپنی اپنی کیفیت
سناتے تھے انگارے اُچھالتے تھے اور کھاتے تھے سامری کے نام پر جو پیشی ہو کر
مر گئے تھے انکا اُسی دشت میں گزر تھا ہر ٹیلہ اور ٹیکرے برنگ آگ کے بنے نظر آتے تھے
پھر وہ خول بناتے تھے ابھی زمین پر پانوں رکھا ابھی ابھی پانوں کے نیچے دریائے سبز رنگ
پیدا ہو گیا آگے چلنا دشوار ہوا اُس دریا میں غوطہ کھایا پھر کسی نے بازو پکڑ کر کنارے پر پہنچایا
پھر جو قدم اُٹھایا اپنے تئیں دہن اڑو زمین پایا جان سے ہاتھ دھویا اپنی بیکیسی پر آنے والا
خوب رویا پھر جو آنکھ کھولی نہ اڑو در دیکھا نہ دشت و در دیکھا مگر ایک مختصر سا ویران گھر دیکھا
کہ نہ کا جھو پڑا سنے ڈھنگ کا بنا ہی دیو اسنے در وحشت کا گزر آرام اُس سے منزلوں دور
ساکن اسفل السافلین بھی نفور جو کوئی مقام مکان کی طرح کا پایا اُسکی چھت اچھت غائب بھی
کوٹھریاں دھبی ہوئی نظر آئیں کہیں دو چار گز کا چبوترہ چار بانج پتھر کا اور پڑا سنے بانس کا جھپھر
جھکا ہوا پڑا مگر اُس میں سے بوند لا اڑ کر بل بنجاتا اور پکارتا کہ کوئی ابھی نہیں آیا سامری نے
سیرا کھانا نہ بھجوا یا بہت بھوکا ہوں اس گھر کے مہمان کے خون کا پیسا سا ہوں ہو نہ چنے والے
وہاں کا حیران رہتا ہی کہ اس بلانے ایک ہی نوالہ کیا اس بیچارے نے تن برگ دیا پھر خدا
بچایا آنکھ لھلی تو اپنے تئیں ایک باغ میں جادو کے پایا کہ ہر تبا اُسکا اعجاز تھا ہر شاخ میں
جادو کا سناہ تھا آہ رسا سے بڑھکر ہر ایک شمشاد قمری کو کلیجا کھانے کی ترکیب یاد دید تگ
فشان ہر ایک نہر لہر اُسکی خدا کا قہر سبزہ وہاں کا زہر عجم جانکاہ گل وہاں کا عندلیب

جان کے لیے خار خدا کی پناہ نخل کی ٹھنڈی خطی نخل چوب تابوت ہر اک شاخ کف انفسوس
ہر اک برگ نیا سامان اور ساز و برگ خار و ن سے خلش پیدا گلون سے دشمن کے بوسیدہ
نرگس میں رنگ چشم عدو ہویدا سرکشی سر و لب جو کو آتی بھول وہاں کے ستیا حن کے حق میں
کائناتے بوسے مرغان چین نوحہ و شیون کرتے حال ستیا ران باغ پر روتے مسدس

بیر لبریز شرار و ن سے ہین مانند چنار فاختہ صورت منصور تو شمشاد ہر دار راہ وحشت ہی میں جم جاتے ہین ہر بار قدم ہو بہی سے نہ کبھی شکل ہی حسب لہوہ نما رنج نارنج سے حاصل ہو یہ حاصل ہو مزا خون انکور کے دانتوں سے ٹپکتا ہو بیان کبھی خاموش نہیں اس جہنستان کے طیور نوک ہر خار زبان ارنی گو سر طور نالہ جب کرتے ہین اک اک لگا دیتے ہین	شاخ عرعر ٹپکے ٹپکے ٹپکے ٹپکے یہ صنوبر کو لگا لکھن کہ ہوا سوکھ کے خار بیر مجنون سے بھی بڑھکر ہین قدم چار قدم سیب کو دیکھو تو آسیب کا دیتا ہو پتا ٹھنڈے لگائے کوئی میٹھے کو تو کھائے کھٹا تاک میخوار و ن کا ٹٹا کھٹکتا ہو بیان نالہ کش نخل پہ ہین دار پہ جیسے منصور لب شیون سے گل شمع تجلے کا ظہور ہر شرر میں یہ فلک دم میں جلا دیتے ہین
---	--

ملکہ بران اس باغ میں جب پہونچی بلبل روح اسکی نفس تن میں گھبراہی کہ یکایک ایک
آندھی سیاہ آئی چار طرف سے لیجیو گھیر دیکڑیو کا شور ہوا اور ایک نہر کا پانی تلاطم میں آیا
خدا کی پناہ وہ طوفان بپا تھا کہ طوفان نوح بھی ایسا نہوگا بعد اس طوفان کے ایک دیو تو مٹی کی
اُس نہر سے نکل کر اسکے قریب آیا اور پنجہ قوسی جانب اسکے بڑھایا منہ بھاڑ سا کھول دیا اسکو
نگلانا چاہا ملکہ نے چاہا کہ اُس سے مقابلہ کرے مگر اپنے نرگوں کی زبانی سنتی چلی آتی ہو
کہ ہیا بان عجائبات میں جب قدم رکھے تو وہاں کی بلائیں سب فرشتے قبر سامری کی کجاریز
اُسے کوئی لڑ نہیں سکتا چپکا کھڑا رہے وہ جیسا چاہیں آزار پہونچا یں دم نہ مارے جب
یہ سب مصیبتیں جھیل جائیگا تو گنبد سامری برہو ہو چکیگا اور اگر ذرا بھی ہاتھ پانوں ہلائیگا
تران ہلاؤن کا طعمہ ہوگا کشتی جان اس گرداب بلیات سے ساحل مراد پر نہ پہونچائیگا
اور وہی شخص وہاں جائیگا قصد کرے جو کوئی تحفہ اُس گنبد کا پہلے سے اپنے پاس رکھتا ہو

وگر نہ غیر شخص نہ جاسکیگا وہ تحفہ اول گویا نشانی ہو کہ یہ ایسا عاشق نام سامری ہو کہ باوجود مصیبت اٹھانے کے اور ایک بار بیان اُنکے پھر بھی خداوند کے درشن کا مشتاق ہو کر بیان آیا ہو اُسکو گنبد تک پہنچانا چاہیے پس یہ اس ملکہ کو معلوم تھا اسوجہ سے خاموش کھڑی رہی وہ دیو اُسکو پکڑ کر دہن میں رکھ کر نگل گیا کچھ بیان نہیں ہو سکتا ہو جو اُس محبوبہ نازک اندام کے جسم نازک اور روح لطیف پر صدمہ گزارا وہ موت کا آنکھوں کے سامنے پھر جانا وہ اُس دیو کی شکل مہیب وہ اُسکے منہ میں جا کر زندگی سے ہاتھ دھونا اگر اسطرح کا انسان خواب دیکھے تو یقین ہو اُس خوف سے سونا ترک کر دے اور لیٹے تو اس خیال میں کچل کچل پڑے اُس آرام جان عاشقان نے اُس مصیبت مرگ کو بھی اپنے اوپر اختیار کیا لیکن خلاق طلسم عالم نے پھر خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا یعنی بسبب اُس ختم واریہ کے جو اسکے پاس ہو شکم دیو میں زندہ رہی اور آنکھ جو اُسکی کھلی نہ وہ دیو دیکھتا نہ وہ باغ نظر آیا ایک دشت پر خار و مردم آزار کو سونمک کا چٹیل میدان نظر آیا کہ ایسا

ہزاروں جسمین فہرستیں سامان
نہ ٹھہرے قیس کا جسمین قدم تاک
زیادہ قلب مضطرب سے پریشان
اسید زلیست اُس سے منز لون دور
فلک نے اور ہی کچھ کام چاہا
تمنا جسکی تھی شایان تعذیر
رخ گلگون کو آنسو دھورے تھی
عرق بہتا تھا اُس مد کی جبین سے
کوئی دم کا وہ جلوہ دے رہا تھا

وہ تھا اک دشت وحشت خیز ویران
درازی اُسکی شرقت عدم تک
مصیبت زابہ شکل ہر جانبان
تہی راحت سے مثل بخت مجبور
وہاں تقدیر نے اُسکو بلایا
کہ یعنی وہ اسیر دام تقدیر
عجب سے سربزانو ہوئے تھی
طپش و زرخ کی پیدا تھی زمین سے
جراغ حسن مشتاق فنا تھا

دیکھا کہ لون کے جھونکے آتے ہیں چراغ زندگی کو بھجایا چاہتے ہیں درخت سر جھاڑ منہ ہار
بنائے کھڑے ہیں گویا بلا ہیں زمین سے اُگی ہیں نئی گردش فلک کی ہو کہ ہر قدم پر آنا ہو
ہر جگہ فرش خار ہو کاٹے تلوؤں سے بار ہوئے ہیں پشت پانک فکا رہوئے ہیں اس

آسمان حسن کے ستارہ قسمت کو فلک نے خاک میں ملا یا تھا خاک صحرا سرچھگی تھی
پوشاک بھی ملگھی ہوئی تھی پتلا پسینہ کا زمین بر بنجا تا تھا یہ خاک پھانکتی بدحواس سایہ
دخخان دھوڑھتی ہوئی چلی جاتی تھی کہیں سے شیر کے ڈکارنے کی آواز آتی تھی کہیں
کوئی بلا زمین سے نکل کر ڈراتی تھی اڑدے سنہ کھولے بیٹھے تھے زہرا گل رہے تھے
فلک سے آگ برستی تھی زمین لوہے اور تانبے کی طرح پیتی تھی اسی عالم میں یہ چلی
جاتی تھی کہ یکایک ایسا

لگے فریاد کرنے مرغ و ماہی
بہت سینہ میں ترپا قلب مضطرب
ہوا خورشید بھی محتاج تنگین
بلاک سامنے کالی سی آئی
یہ محنت خاک میں تیری ملاؤں
غرض بھاگی وہاں سے ہو کے ناچار
نہ گھبرا اس قدر ارمایہ ناز
نظر آئیگی صورت بہتری کی
بلا وہ اسکے پھر پیچھے نہ آئی
بہت مجبور و مضطرب تھے بس
نہ تھی راہ اور تھی وہ راہ آتش
اٹھا کر لیجلی راہ کو زمین سے
ہو اسب جسم جلا کر اسکا کولا
کہ ظلمات عدم کی تھی گواہی

بشکل ابراہمی کچھ سیاہی
ہجوم اشک سے دامن ہوا تر
یکایک مثل نخت ناتوان میں
زمین سے تا فلک چھائی سیاہی
چکاری وہ ادھر آتھ کو کھاؤں
اُسے دیکھا تو گھبرا ہی یہ دلدار
کسی نے پشت پر سے دی یہ آواز
دُہائی جلد دے تو سامری کی
بکاری یہ دُہائی ہو دُہائی
بڑھی دانسے جب آگے کو یہ بگیں
نظر آیا اسے اک چاہ آتش
بلا پیرا ہوئی پہلو سے اسکے
کنوین میں آگ کے لا کر ڈھکیلا
کھلی جب آنکھ دکھی اک سیاہی

اس تاریکی میں یہ ماہستابان جب روانہ ہوئی اختر مرورید نکال کر ہاتھ پر رکھ لیا کہ جسکے سبب سے
کچھ کچھ روشنی نظر آتی تھی یہ قدم اٹھائے ہوئے چلی جاتی تھی دل سے یاد خدا
کرتی تھی مگر زبان پر حمد و شکر نہ لاتی تھی اگر ذرا بھی کوئی لفظ دعا کا آجاتا یا نام خدا

سٹھ سے نکلنا جسم و جان میں تفرقہ پڑ جاتا وہاں کی بلا پھر زندہ بچھوڑتی یہ زبان اپنی سنبھالے
ہوئے مسطر ماند روانہ تھی کہ ابیات

نہایت تیز پر محفوظ و خرسند
بدن میں ہر طرف سے آگے لپٹے
پیا پھر خون تن اور دلمین خوش ہو
کہ ہم اسی سامری صدقے تمھارے
مگر سیدھا ہوا قسمت کا وہ پھیر
نگلکرا اسکو پھر جو اُس نے اُگلا
اٹھی واسن سے چلی پھر روتی آگے
چڑھیں اُرد پر دیکھے گنگار
بڑھی جب کچھ تو یہ سامان دیکھے
مقابل آگے کرتے اپنے تھے دار
ہوار نجیدہ اُس کا قلب مضطر
زمین میں گر کے بار آور فمر ہون
شجر کی طرح نہیں شاخیں ہوتا
نہ یہ واقف کبھی تھی آدمی میں
بنی دریا سے مچھلی خوب تیار
کنارے جا کے پھر دریا کے پونچھی
چلی آگے کو لیکن سخت حیران
نظر آدمی نہ کچھ صورت مندر کی
سراسیمہ پریشان دل جاگون
کہ جادو کی سراسر وہ زمین تھی

نظر پھر آگے بچھٹا دس وان چند
ہوئے وہ سترہ اس نازنین کے
کیا ستارے سے ٹکڑے بدن کو
اُڑے اک سمت کو اور یوں بھکار
رہی بیہوش یہ نازک بہت دیر
کہ پھر اک اثر دھاپا اس کے آیا
ہوئے سب زخم تن پھر اس کے اچھے
کھڑی پھر اُس نے دیکھی اک جگہ دار
حذر مانگا وہاں سے اور آگے
ہزاروں رنگ کے دیو ستمگار
گرمی یہ خاک پر بیہوش ہو کر
جب آیا ہوش دیکھا میں شجر ہون
ہوئے گل اور مگر بھی اُس میں پیدا
نہ تھا یہ ہوش میں انسان تھے گھیرن
شجر سے پھر ہوئے دریا کے زخار
روان تھی بھرا فسوں میں وہ مچھلی
بنی مچھلی سے آخر پھر وہ انسان
کئی دن تک رہی گردش سفر کی
غرض بعد از گزار دشت و ہامون
نظر آسا وہ اک جانب کو پونچھی

یعنی وہ ماہ و شش گل اندام اس طرح کی ایذا میں اور سختیاں سفر کی بھیلتی ہوئی ایک ایسے

مقام پر پہنچی کہ پہلے مین زمین سرسبز و شاداب تھی اور چار طرف اُس قطعہ گلزار کے چاروں ریا بہتے تھے ایک دریا دھوئیں کا تھا کہ بالکل سیاہ و بابل کا منہ تھا زمین سے فلک تک دھواں بھرا تھا یہ خاکدان عالم منبع و مخزن دھوئیں کا تھا زمین نہیں دودی جہاز اُسکو کنارہ و اوجہ جسم آفتاب میں ایسا دھواں وہاں کا لگا تھا کہ دھندلا ہو گیا پتہ منزل فلک کی چھت میں کا جل جہا تھا دنیا سیہ خانہ تھی کا جل کی کوٹھری نظر آتی تھی زمین سے دھواں ٹھکرا پچتا ب کھاتا تھا زلف سیاہ جانان کو شرماتا تھا عارض شاہد ارض پر کا کل پہنچ کھاتی تھی یا عجوزہ دنیا ساکتان عالم کو اور طالبان دنیا کو پہنچ مین لاتی تھی زمین پر یعنی اس دریا میں موجیں اُسی دھوئیں کی اٹھتی تھیں کندالفت بہر عاشقان زلف نظر آتی تھیں یہ عالم تھا کہ ابیات

شب تیرہ کا وہ دریا تھا محسن	وہن سے شب ہو سیہ تھا یہ رؤف
سیہ مثل نصیب تیرہ بختان	بلا گالی بھی تھی اُس سے پریشان

ایک طرف کو اس زمین ترہت آگین کے دریائے آتش تھا زمین سے آسمان تک آگ بھری تھی چار چار منزل تک شعلہ اُس آگ کا اُڑ کر جاتا تھا عفریت کہ جو آتش سے پیدا ہو اُس سے خوف کھاتا تھا ہوا میں وہ شراروں کا اُڑ کر جانا اور پچتا ب کھانا عیاذ باللہ آسمان کو اپنے جھوٹے کے جل جانیکا ایسا خیال تھا کہ یہ راج آبی میں پانی بھر کر رکھنے کے لیے برج دلو کے دُول کو چشمہ حوت میں ڈوبوئے رکھتا تھا انگارے بڑے بڑے چھوٹی چھوٹی چنگاریوں کو کھا جاتے تھے اتر دھ کی طرح ہر ساحل اُسکا سمجھ گھوٹے نظر آتا تھا دل اتر دروہر کا ہلاتا تھا کہ ابیات

فلک سے برستی تھی اُسما پہ آگ	زمین کا ارہ تھا جاؤن مین بھاگ
زمانہ کی سب گرمیاں وان تھیں جمع	جلا تھا اُسی خوف سے دل شمع

ایک طرف کو ہمیشہ ترہت قرون کے دریائے آب تھا جس سے بحر عالم کو خوف غرقاب تھا ساحل اُنکا خون ساکتان قدم دنیا کا پیا سا ہر موج اُسکی برابر کوہ کے اٹھتی ہر حباب گیندا فلاک ساموین خنجر زیادہ تر تیز نظر آتین جانین خوف سے دیکھ کر اُسکو کٹ جاتین جسم اُسکے کنارے پر قدم کوئی رکھے شور و غل پیدا ہو پانی آسمان سے جا کر مل جائے کشتی ہلال کو ڈوب جانے سے فلک بچائے

جہ تن آسمان نیلگون دودی جہاز بن جائے کہ ابیات

ہوا پانی میں ایسا توڑ پیدا	اب ساحل سے تھاراک شور پیدا
ہر اک موج اُسکی آفت سے ہم آغوش	جسے دیکھے سے رسم کے اڑین ہوش

اور ایک جانب اُس صحرائے پربہار وادے بے خار کے دریا کے سیلاب تھا نہایت نایاب تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اژدر دہر کو مالک آسمان و زمین نے پارا پلایا ہر پارے کی کان وہ دریا بنایا ہر لہر میں اُسکی جب اُٹھتی چاندی کے پتر بہتے نظر آتے جواب اُسکے سورج کی ایسی چمک دکھاتے زمین کا بوجھ بھار اُس بجز خار کے ہونے سے بڑھ گیا تھا ایک ایک موج اُسکا اٹھکر دیوار سیلاب کا لطف دکھاتا تھا ہوا کے جھوکے سے لہراتا تھا عکس سے اُس بجر کے روئے تکی چاندی کا نظر آتا تھا آفتاب کی تازت سے پارا پھلکر لہر میں لیتا تھا گویا چشمہ خورشید لہراتا تھا لہا لہا

کین جگر میں یون پارا تھا اُس جا	موس صبر ح ہر چرخ دیست
کبھی تھی بحر آفت خیز اُٹھتی	چمک جسکی تھی تابہ چرخ جاتی

اُن دریاؤں کے بیچ میں وہ جو بیشہ فرحت آگین تھا عجب بہار جا تھا اُس صحرائے تھی کہ شجر پراز ثمر مثل اہل تواضع سر جھکائے پھولوں کے درخت یک لخت خلق مجسم انسان نظر آئے پھل درختوں کے ایسے رنگین و خوبصورت کہ رنج آفتاب کو شرماتے نہرین بہ آب و تاب جاری و زان ہر سو باد بہاری چمن کی طرح پھریان روشن کی بہر روش نہایت خوش قطع بنین عروس باغ کی مانگ نکلی ہوئی قریب اُسکے ہری ہری گھانسی لگی جو کان و مزد بھی شرماتی رشک سے ہیرا کھلاتی نہرین فوارے جاری بلبون پر پیر اسی طاری پانی کی شفا فی پر جان چشمہ ماہ و مہر لہراتی ہر گل کے متصل بلبون کا ہجوم ہر سمت غنمہ سنجی کی دھوم ہر طائران خوش الحان گلستان اور بوستان کا سبق پڑھتا بلبل شیراز کی طرح استاد سی کا دم بھرتا خوشبو سے گلون کی تمام دشت مہکتا روح لطیف اہل لان کا ایچہ مسکن پاک طینتون کا ٹھکانا نسیم و صبا عنبر نشان ہر گل عطردان کی طرح کھلکر کھلا ہوا شکوفہ لٹکنے کی صورت بنا ہوا ہستم وہاں فصل بہار اور فضا ہر تختہ چمن غیرت بخش ہزاران گلشن ہر پھول پر ہزار طرح کا جوہن ہر فصل کے پھول لگے ہوئے سیوے تیار بلبل دل سو جان اُس باغ پوینا بر خزان کو وہاں سخت خار تختہ اسے چمن سر پر حکومت شاہ زمیں سے

کہین بہتر جلی سر زمین میں رعایا سبز و خرم ہر ایک نہال بادرد ہر دو دھون نہائی پوتون پھلی
شاخ شاخ سے مشتاقون کی طرح باہم لپٹے ہوئے درخت گلدار بیلا چنبیلی موتیا سوگرا نسیرین
باردار اشجارون میں سیب وہی و انار و ناشپاتی پر جو بن کہین سنبل دافع پریشانی کہین
زگس رفع کن حیرانی کیسی سوسن خزان کو آنکھیں دکھاتی یا بستان قدرت کی مدح زبان
مزرگان سے فرماتی ہر طرف نسیم مستانہ وار لڑکھڑاتی کہین طاؤس رقص سے مانوس
کہین گلوں پڑی ہوئے اوس کہ ابیات

جسے دیکھے سے دل ہوشاد ہروم
کہ جیسے عارض دلدار روشن
ہوا چلتی تو اک جو بن دکھاتا
گرہ کھلتی تھی دل کے مدعا کی
تو یہ دل محو تھا روئے گل تر
مزا جو چاہیے نہر بھل میں پیدا
بنا تھا مثل مہر آسمانی

نظر آئے نہال سبز و خرم
ثمر میں اس طرح پیدا تھا جو بن
بڑا ہر سمت سبزہ لسلہا
اگر غنچوں پر وان کی چشم والی
نظر پہنچی اگر سوئے گل تر
بہار عمر تھی سینہ بھل میں پیدا
کہین پھولوں کا طلس ارغوانی

ملکہ غنچہ دہن اس بیشہ فرحت آگین میں کچھ دیر ٹھہر کر راحت گزین ہوئی اور پھر آگے چلی
بہت دور تک وہی جنگل خوشاب اور نایاب پایا اور وہی چارون دریاؤں کو
دیکھا کہ گرد اس صحراے بہشت آئین کے موج زن میں جب کنارے پر اسن بیشہ فرحت
آگین کے گز رہوا دیکھا کہ صحراے بہشت آئین تو اس جنگل سے زیادہ تر سرسبز و نازاں
لیکن اُن چارون دریاؤں کے بدلے چار نہرین نہایت عمدہ اور شفاف پانی کی روان
تھیں اور کنارے اُن نہروں کے بنگلے جو اہر نگار بنے تھے جو بروج آسمان کو اجنبی
خوبی کے آگے شرماتے تھے اُن بنگلوں میں برج طلائی تعمیر تھے سراسر پری کی تصویر تھے
انہیں تخت جو اہر نگار گسرو دتھے اُن تختوں پر سامری کے پجارسے ساحران زمی عز
و باتو قمر جلوہ فرماتے کوئی شیر پیکر تھا کوئی چہرہ انسان کا دھڑیل زبان کا رکھتا تھا
کوئی سنگ کا چہرہ اور جسم انسان کا رکھتا ہر ایک ساحر و جادو پیشین نزالی شکنیں کا لکلی

کسی کا شیر کا منہ جسم انسان کا کسی کے دیش یا رہ سرد صحر جان کا کوئی اثر در دہان کوئی
 فیل دندان کسی کا پتلا کر گدن کا کوئی دیو پیکر کوئی اثر در بدن کوئی شررا نشان کوئی آدمی انسان
 اور نصف جان ہزاروں ساحر ایک ایک کے زیر فرمان بن گلوں کے گرد منہ صیان ڈالے
 اترے ہوئے اپنے اپنے گرد کی یاد میں گھنور چندن کی لگائی آنکھیں بند کیے شعلیں آتشیں
 ساگائے طلسمی کی اور ہڈیوں کی مردوں کے مالے بنائے چپ بیٹھے تھے سانسے
 ہو مسلک رہا تھا دھوان ہو مکتا بہ چرخ دوار حباتا تھا آفتاب بھی دہن کے جوگی کا
 چیلہ تھا جو پیشیا کرتا پھر تاہو زحل دہن کے جیساں کا دم بھرتا ہو ہندوی فلک کا نو مین
 دہن کا کنڈل ڈالے رہتا ہو حلقہ مہر و ماہ سے حلقہ بگوشی کرتا ہو زمین سے دم بم دہان کی
 خاک اڑتی تھی اوپر پڑی کی صورت اُس سے پیدا ہوتی تھی جوگی پاس جاتی تھی اور بھجن سامری
 گاتی تھی پھر غائب ہو جاتی تھی پھل درختوں کے بشکل انسان قہقہے لگاتے تھے
 ہنگام قہقہہ جا نور منہ سے نکل کر اُڑ جاتے تھے پھر شاخون پر بیٹھ کر تعریف سامری کی
 زبان پر لاتے تھے نہروں پر یا قوت و زمرہ کے پل بنے تھے اسکے اوپر درجے اور
 شہ نشین تعمیر تھیں سراسر بے نظیر تھیں انہر تصویریں پھر کی اور جواہر کی بصد فر تو تکین
 رکھی تھیں سانسے اُن تصویروں کے چوکیان صندل کی کبھی تھیں انہر اسباب
 عیش و نشاط دھرا تھا دن کو وہ تصویریں تھیں رات کو پر یان بن کر گاتی بجاتی تھیں منہ سے
 اُن تصویروں کے ہنگام تکلم موتی گرتے تھے بالوں سے نیلم کے ٹکرے جھڑتے تھے
 وہ سب دریامین جا کر بے تھے پھر مچھلیاں بن کر اُبھرتے تھے اور جوجو کا سامری کی
 شور کرتے تھے غرض عجب طرح کا نیرنگ ہر سمت آشکار تھا طرفہ عجائبات پر بار تھا کہ نظم

طلسمی تھے دہان کے کارخانے درختوں میں بھرا افسون و نیرنگ کوئی پھل شکل میں مثل پڑی تھا نمر کی جاگہ سب میں نمودار گلوں سے آتی تھی آواز دل کش	جدھر دیکھو تھے جادو کے ٹھکانے ہر اک پتے سے ظاہر سحر کا ڈھنگ کوئی گل نقشہ جادو گرمی تھا چمک بتوں میں جیسے عارض ہوا سنے انسان اگر اسکو تو ہو غش
---	---

سر ہر شاخ تھی ندی ہسارتی
پری کی شکل بنکرتا چٹا تھا
ہم سب جفتیان کھاتے تھے طائر
نکلے تھے انھیں بیٹوں سے سبجے
بھجن سب سامری کے وان پگانے

صد اغنوں سے تھی غنوں کی قی
دین سے دسہم اُگھٹا بکولا
کین سے اڑکے کچھ آتے تھے طائر
اسیدم ملے سب دیتے تھے بیٹے
وہ بچے اڑکے پھر بنگون پر جاتے

ملکہ سیار مقام عجائب و سیاح غرائب ان مقامات کو دیکھتی روانہ تھی چند قدم اور
آگے بڑھی تھی کہ سامنے ایک گنبد طلائی نظر پڑا جسکے دیوار ہا بجاری بیٹھا تھا اور وہ
ہو ابر ہزار ہا گھنٹا گنگا جانور جو اڑتے تھے اُس گنبد کے گرد پھرتے تھے تعریف سامری کی
گاتے تھے اور وہ ہوا پر بہت سے تخت استادہ تھے کہ اُس پر بیان سوار تھیں وہ سب
جنور ہاتھ میں لیے اُس گنبد کی مروجہ بنیانی کر رہی تھیں ہزار ہا ستار اُس گنبد پر ٹوٹا تھا
اور ابر رنگ برنگ کے دسہم اطراف سے آتے تھے اور اس گنبد پر سوتی اور پھول برساتے
چلے جاتے تھے پھر ستارے سنہری رو پہلے ٹوٹ کر گنبد کے گرد جمع ہوتے اور انہیں سے بھی
طائر خوش رنگ نکل کر اڑتے اور گرد گنبد پھرتے ہر بار گھنٹے بجتے ماقوس پہلے اندر گنبد کے
چودہ چاند اور پندرہ سورج گھومتے جنگی روشنی سے گنبد بالکل آگ کا انگار معلوم ہوتا
درختوں کے نیچے ہزار ہا جادو گر نیاں کھپاٹ اور کم سن ایسی کہ چار سو برس سے عمر میں
کم نہ تھیں آستیان بچپانے سامری کے دھیان میں بیٹھی پوجا پاٹ کر رہی تھیں سامری کے
نام پر جوگ سا دھی تھیں ملکہ مذکور نے پہلے سامنے گنبد کے جا کر سجدہ کیا اور لمبی جواہر
بے بدل جو کھٹ پر اُسکی چڑھائے پھروہان سے ہٹ کر ایک درخت کے نیچے آکر
اُسی جواہر کی بچھائی اور بیٹھ کر پوجا کرنے میں مشغول ہوئی ہ صنم زیبا عجب طرح کی کیفیت
پرستش میں بھی دکھاتی تھی روح سامری کو اپنی محراب ابرو کا سا جہ بناتی تھی تین پہر کا
اسنے جین سائی کی اور سامری کو پکارا کہ منتر کی جاپ کیا کی جو تھے ہر میں یکایک ہزاروں
گھنٹے گنبد پر بکے اور جنور جلد جلد گنبد پر پر بیان جھلنے لگین اندر سے گنبد کے آواز آئی کہ
بیٹی کو کب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان کی ہماری سرکار میں آئی ہو اُسکو سامنے ہمارے

گنبد کے لاؤ کہ حال اُس کا سُنگر اُسکو داد دین اور مراد کو پہنچائیں یہ حکم خداوند سامری کا
سُنگر لاکھون مہنت اور جادو گر سجدے میں گر پڑا اور دھن ہو یا سامری کا شور مچا پھر
ایک چوکی یا قوت نگار اپنے ہمراہ لیکر اُس چوکی کے گرد ہزار ہا ساحر چنور بال ہما کے
ہاتھ میں لیے نافوس پھونکتے گھسنے بجاتے گاتے بجاتے ہوئے اکتارہ چھپرے سانسے
بران کے آئے اور پکارے کہ ارے کچھی تجھ پر ہی سامری کی دیا ہو چل تجھ کو اپنی سرکار میں
طلب کیا ہو یہ لکڑی بران کو اُس چوکی پر یا قوت کی بٹھایا اور اُس چوکی کو اپنے کاندھے پر لیکر
سنگ پھونکتے بھجن گاتے لیکر چلے چنور دم بدم ملکہ کے سر پر ہوتے تھے اسی طرح سانسے اُس گنبد کے
لائے اور ہاتھ باندھ کر سجدہ کر کے عرض رسا ہوئے کہ یا خداوند یہ بیٹی کو کب کی حاضر ہو اذانی
کہ ای بران تو شریک عمر عیار کی ہو بیان کیوں آئی ہو کسے ہاتھ سے از خود رفتہ ہو گئی
بران نے سجدہ کر کے کہا خداوند خوب واقف ہیں کہ میں نے اور میرے باپ نے عمر کی
شرکت کی ہو مگر دین خداوندی کو نہیں بدلا ہو آپ ہی کے دین پر اپنے تئیں قائم رکھا ہو
یہ کہنا تھا کہ صدائے مہیب آئی اور سنائی دیا ہو ہر جھوٹ بولی ارے تو بہ کر اور جا جلد
نخل قدرت کے نیچے ٹھکر سوا پھر خداوند کے نام کا چاپ کر بھر آنا اور سچی بات زبان پر لانا بران کو
وہاں کے ساحر پھر چوکی پر سے اٹھا کر ایک درخت کے نیچے لائے کہ جسمیں پھل بصورت انسان
لگے تھے اُن پھلوں سے آواز قمتے کی آئی اور اُنھوں نے آپس میں کہا بھائی خداوند نے ہمارے
ایسے بیدار کیا ہو کہ جتنے جھوٹے ہیں اُن سب کے باپ ہم ہر لین یہ لکڑی سب بھی نام سامری کا
جتنے لگے اور ملکہ نے بھی سامری سامری پکاری جب سوا پر گزر گیا پھر ساحر اور جادو گر نیا
چوکی لیکر حاضر ہوئیں اور ملکہ کو سوار کر کے بڑی تزک اور احتشام سے سانسے گنبد کے لائے
ملکہ نے پھر اُتر کر سجدہ کیا آواز آئی کہ دی بندے قدرت باپ نے میرے البتہ دین ہمارا ترک نہیں کیا
اور تو نے تو طلسم آئینہ بن جا کر شہزادہ ایرج سے عشق جتا کر کلہ پڑھا اُسکے ساتھ شرابی پی
عمر میرے بیان مد توں مہمان رہا تو اُسکے ساتھ کھانا کھایا کی اور ہمارے سانسے جھوٹ بولتی ہو
ملکہ نے کہا یا خداوند پھر آپ کو تو سب حلال روشن ہو میں عشق کے چھندے میں پڑ کے
ناچار ہو گئی اب میری خطا معاف کیجیے آواز آئی کہ ای ملکہ ہم عمر کی تعریف سامری نامہ

اپنی کتاب میں لکھ آئے ہیں کچھ اسکی ملاقات میں برائی نہیں مگر تلو دین ہمارا نچھوڑنا چاہیے تھا کیونکہ اگر یوہن عمر کے ساتھ سب ہو جائیں گے تو ہمارا دین کا ہی کو رہیگا اچھا اب جو تو اس مشقت شاد کو اپنے اوپر گوارا کر کے بیان آئی ہو کیا حاجت رکھتی ہو اور کیا دل میں ٹھانی ہو بران نے رو کر عرض کیا کہ یا خداوند ایک تحفہ آبکی سرکار کا میرے پاس ہے کہ جسکے سبب سے آج تک میں بٹمنوں پر فتحیاب ہوتی تھی اب آپ واقف ہیں کہ افراسیاب ایسے ساحر ہے اور میرے باپ سے اور مجھ سے مقابلہ پڑا ہو پھر اب یہ چاہتی ہوں کہ کوئی تحفہ آبکی سرکار کا ایسا عنایت ہو کہ میں جا کر اس اپنے دشمن کو ماروں اور فتح اسپر پانوں یہ کنا تھا کہ آواز نہ مہیب آئی اور سنائی دیا کہ امی بران تو شریک عمر کی ہو اور افراسیاب ہمارے دین کی طرف داری کرتا ہو ہم کیونکر کوئی تحفہ دیکر اسکو تیرے ہاتھ سے مغلوب کراوین اور علاوہ اس مہی جھگڑے کی امی ملکہ بادشاہ آپس میں ہمیشہ لڑا کرتے ہیں کہ بوجہ بیت

ہفت اعلیٰ بگید بادشاہ | ہچنان در بند اسلمی دگر

پس وہ دونوں بادشاہ کینہ خواہ ہمارے بندے مٹتے ہیں اور ہکو اپنے بندے سب برابر ہیں ہم کسی کو غالب مغلوب اپنی طرف سے نہیں کرا سکتی ہاں اتنا البتہ ہم کرا سکتے ہیں کہ جسکی تقدیر میں روز ازل سے شکست لکھی ہو اسکو شکست ہوگی اور جسکی فتح ہو اسکو ظفر حاصل ہوگی پس ابھی ہم کچھ نہیں کر سکتے جب وقت شکست تھا رایا افراسیاب کا آئیگا اسوقت ہم تقدیر نئی کرینگے ایک کو غالب کرینگے اور ایک کو مغلوب بنا دینگے بران یہ سنکر دلی اور عرض کیا کہ یا خداوند پھر یہ بندی تیری تیری سرکار سے محروم پھر جائے آواز آئی کہ بران زیادہ ہوس نکر وہاں سے جب تو چلی تھی تو دل سے نیت کر کے چلی تھی کہ میں سرکار سامری سے کوئی تحفہ ایسا جا کر لاؤں کہ جس سے پتی پر یزادان توڑوں اور دریائے خون روان خشک کر دوں اب جو تو ہمارے سرکار میں مجھ و جہد تمام آکر پہونچی تو پانوں تو نے پھیلانے اور زیادہ طلبی کرنے لگی ہکو اپنے بندے سب برابر ہیں ہر چند کہ تو ٹھہر اور ترک ہو گئی ہو مگر پھر بھی دریائے رحمت ہمارا جوش میں ہو اگر سامان دریائے غارت کرنے اور بل ٹہرنے کا ہمسے مانے تو البتہ ہم عطا کریں باقی اور کچھ ہم تجھ کو نہ دینگے بران نے سجدہ کرنے کے

عرض کی کہ آپ کا فرمانا مجھ کو قبول ہو یا نہ ہو کہ یہی نیت دل سے کر کے گھر سے چلی تھی
 بس اتنا کہنا تھا کہ آواز آئی یہاں سے اٹھ کر سامنے نہر قدرت کے دہنی جانب کو چروان ہو
 جا اور اُس نہر میں نگی ہو کر نہا تجھ کو سحر وہ عنایت ہو گا جس سے تو پہل توڑ دیگی اور دریا غارت
 کر دیگی برائے یہ سُکر شادان و فرحان اُسی نہر کی طرف چلی اُس وقت پھر ہزاروں گھنٹے اور
 ناقوس بجنے لگے اور غلغلہ سامری کی جو کابلند ہوا اور ملکہ کے سر پر ہزاروں طائران
 خوش رنگ آکر اپنے پروں سے سایہ فگن ہوئے اور ملکہ کنارے اس نہر کے آئی دیکھا
 اُس نہر میں سیکڑوں سورج جگمگا رہے ہیں اور سپہیان برسے ہیں موتی انہیں پر بیان
 اُچھالتی ہیں ملکہ نے ایک جانکھیا تو رہنے دی باقی برہنہ ہو کر اُس نہر میں کودی اور
 غوطہ مار کر اُبھری اُس وقت سامنے سے ایک گرداب چکر مارتا ہوا قریب ملکہ کی جانب قریب
 پہونچا دیکھا کہ وہ گرداب ایک حوض ہو یا قوت کا کہ چشمہ خورشید کو اپنی آب و تاب کے ساتھ
 اندھا بناتا ہو یا بانی اس حوض میں مثل گوہر آبدار کے مصفا بھرا ہو پس جب وہ حوض قریب آیا
 آواز آئی کہ امی دختر کو کب اس حوض میں کود پڑ ملکہ آنکھیں بند کر کے یا سامری لکڑی اس
 حوض میں کود پڑی بس فوراً ایک ماہی خوش رنگ یا قوت کی بن گئی اور وہ حوض چکر کھاتا ہوا
 بلند ہوا پھر ہزاروں گھنٹے بجے اور ساحر وہاں کے بھجن گانے لگے جانور چھپانے لگے اور وہ
 حوض ملکہ کو ایسے سامنے اُس گنبد کے پہونچا کہ ترا جب زمین پر آیا آواز آئی کہ یہ منتر اے ماہی
 غوا ص چشمہ قدرت سیکھ لے اور پڑھ کر حوض سے نکل ملکہ کنارے اُس حوض کے منہ نکالے
 مچھلی بنی ہوئی سن رہی تھی کہ یکایک ستر کی آواز آئی جتنی لفظیں سنائی دین اسنے جلد بکین
 اور اُنکو پڑھ کر جست جو کی باہر حوض کے آئی پھر ویسی ہی نازنین صلی صورت پر بنی سجدہ کیا
 حکم ہوا کہ یہ حوض تجھ کو عنایت ہو جب لفظیں جو تعلیم ہوئی ہیں پڑھ کر جا ہیگی تو باہر حوض کے
 نکل آئیگی اور جب جست کر کے اس حوض میں جا ئیگی ماہی برن ہو جائیگی بس اُس حوض سے
 جب اصلی صورت پر بننا نہ جائیگی اور مچھلی بنی ہوئی جس دریا سے سحر اور جس پر گرے گی
 وہاں کے ساکنوں کو جلا دے گی اور وہ جسے لڑیئے تو غالب تو ہی آئیگی اور بانی دریا سے سحر کا
 روعن کی طرح اُڑ جائیگا میدان ہو جائیگا اسی ملکہ دریا سے خون روان شاہ جادو ان

جو کھلتا ہوا فرا سیاہ جادو اسکے بزرگوں نے جاری کیا ہوا اور اُس پر پل بنایا ہوا کچھ حلقہ
 طلسمی نہیں جو بغیر لوح کے فتح نہو پس وہ توفیق کر لیگی باقی دریا سے نیل وغیرہ حلقہ طلسمی میں
 اگر انہر کر لیگی توفیق نہ پائیگی وہ بغیر لوح اور طلسم کشا کے فتح نہو گئے بس جس دریا پر مگر وہ دریا
 کہ جو ساحر کے سحر کا بنایا ہوا ہو طلسمی نہو وہ تیرے گز سے غائب ہو جائیگا اور توفیق پائیگی
 اور علاوہ اُسکے اور بھی دھکوسلے سحر کے تو توڑ سکتی ہر وقت پر موقع و محل دیکھ کر کام اس
 حوض سے لینا اور اس امر کا ذکر کسی سے نہ کرنا گنہ ہمارا تیرے طلسم کی سرحد میں ہوا سوچو سے
 یہ تحفہ تجکو دیا گیا اگر افراسیاب سنیگا تو ہم سے شکایت کریگا اور اگر طلسم ہوش راہین یہ گنہ ہونا
 تو طلسم کشا اور عمر وغیرہ سے ہلکو بھی لڑنا پڑتا اور ہم کبھی تجکو یہ تحفہ نہ دیتے تیرے گھر میں رہنے سے
 مجبور ہو گئے اور اب خداوند بھی عرش اعلیٰ پر جانے والے ہیں باپ تیرا کبھی اس طرف رخ نہیں کرتا
 بڑا تعجب یہ ہو کہ ہمارا نام لیکر ساحر سحر کرتے ہیں اور اپنے گھروں میں سجدہ ہلکو کرتے ہیں مگر ہلکو
 بیان اگر پرستش نہیں کرتے پھر خداوند کو کچھ اسکی پرواہ نہیں اچھا اب جا منتر خوب بھی طرح سے
 یاد رکھنا اور پل پر یزادان توڑنا لیکن اتنا یاد رہے کہ بعد توڑنے پل مذکور کے یکا یک
 حوض سے نہ ٹکنا مع حوض اپنے لشکر میں جانا اور ایک رات مچھلی کے برن میں رہنا ورنہ
 خطا پائیگی کیونکہ اس تحفہ کے لئے سے ہزاروں ساحرون کی تیرے ہاتھ سے جان جائیگی ہماری
 ابھی دنیا میں بڑے بڑے پیارے پڑے ہیں کہ ہمارے نام پر قبر میں دفن زندہ بارہ بارہ برس
 رہے ہیں ہم انکے پاس ہر روز جاتے ہیں اور انکے ہاتھ سے شراب پیتے ہیں موہن بھول کھاتے ہیں
 بس وہ ساحر طردار افراسیاب کے ہیں ایسا نہو کہ بعد ٹوٹنے پل کے تجکو وہ آزار پہونچائیں
 ہکو ایسا معلوم ہوتا ہو کہ تو اب کچھ دنوں چولا چھوڑ دیگی اور مردہ پڑی رہیگی اس زمانہ میں
 تیری لاش کی اگر تیرے باپ اور تیرے طرفداروں نے حفاظت کی اور کلیجہ تیرا کوئی ساحر
 لٹکا نہ گیا جب تو زندہ تو پھر ہوگی ورنہ ہمارے جہنم میں جلائی جائیگی اور ملجھ ہو جائیگا بلا لایگا
 سزا پائیگی ای ملک کہ دنیا اس قابل نہیں ہو کہ ہمارے دھیان گیان کو چھوڑ کر کوئی کسی سے
 بیت کرے اور پار اپنا ٹھہرائے مجھے چاہیے کہ اب تو بہ کر کے دھیان لگا اور
 چین سے سلطنت کر عمر کی شراکت چھوڑ دے ہم تیری طرفدار ہی کریں گے اور افراسیاب

ایسا بادشاہ تیرا شریک حال ہوگا پھر عمر کچھ نہ کر سکیگا مار ڈالا جائیگا جتنے تقدیر کر دی ہو کہ کوئی ساحر عمر کو قتل نہ کر سکیگا ہم اُس تقدیر کو بدل دینگے ان کلموں کو سُنا کر اُس جگہ ایسی قلبِ ملکہ نہ کو رہتا تیر ہوئی کہ بالکل محبتِ عمر کی دل سے جاتی رہی اور یہی دھیان آتا تھا کہ ہاے کیا تو نے بُرا کیا جو عمر کو اپنے گھر میں رکھا اور اُسکی شرارت کی اور بخاطر اور تواضع اس سے پیش نہ آئے اب چل کر بیان سے اُسکو نکال دینا غرض پھر اُس نے سجدہ کر کے کہا کہ یا سامری تو برحق ہو اب میں رخصت ہوتی ہوں اور ارادہ رکھتی ہوں کہ سمتِ طلسم ہوش رہا جاؤں پس جب اپنے طلسم سے چلی تھی تب تو بڑی بڑی آفتوں میں بھنسی تھی اور مصیبت اٹھا کر یہاں تک پہنچی تھی اگر ہوش رہا کی طرف بیان سے جاؤنگی تو اور بھی زیادہ مصیبت اور آفت اٹھاؤنگی کیونکہ ادھر سے آپ کے گنبد کی طرف آنے کی ممانعت ہو بلکہ یہی حکم آپکا ہے کہ جو کوئی آئے وہ نور افشان ہو کر آئے ہاں وہ لوگ جو آپ کے نام پر مدت سے جوگی اور جو گنبد پر گزرتے وہ البتہ اس راہ سے آسکتے ہیں اور اٹھارے راہ میں اپنا مسکن رکھتے ہیں اور ان کے رہنے سے اور بھی زیادہ تر راہ کٹھن ہو گئی ہو کہ وہ اپنے سحر میں آنیوالوں کو مبتلا کر کے برسوں اور دشت ادیار کر دیتے ہیں ایک تو راہ میں الاؤ جمشیدی پڑتا ہے کہ وہاں ہمیشہ تاریک صورت کش و انداز فراسیاب رہتے ہیں پھر الاؤ کی آگ کو کون طو کر سکتا ہے پھر بیابان ہستی ملیگا وہ راستہ بھی طو ہونا بڑی مشکل ہو کہ بائیانِ طلسم ہوش رہا نے ہستی اور فنا کا ایک نمونہ بنایا ہے لہذا علاوہ بلیاتِ آبی سرکار کے ان ساحرانِ نامی سے کہ جنکا میں نے ذکر کیا ہے بچنا مشکل ہے اب آپ جدھر سے ارشاد فرمائیں میں جاؤں اور ایسا کچھ تحفہ مجھ کو عنایت ہو کہ راہ میں درپیش کوئی مصیبت نہ ہو بت جلد اپنے مسکن پر پہنچ جاؤں یہ عرض کرنا تھا کہ آوازِ گنبد سے آئی اور بندہ قدرتِ ہمارے گنبد کے دلہن کی خاک اٹھا کر اپنے ماتھے پر لگا لے اور جس راستہ سے آئی ہو اُسی طرف سے چلی جائے جسے کوئی نہ بولیگا اور راہ جلد طو ہوگی کچھ ہی دیر میں تو اپنے طلسم میں پہنچ جائیگی ملکہ نے خاکِ آستانِ گنبد اٹھا کر اپنی پیشانی پر تھپکھپکایا چہرہ بسانِ پرمی زاد حور و ش کے چمکنے لگا اور پیدا ہو گئے اسوقت وہ حوضِ جو عنایت پہنچا گھٹکر چھوٹا سا ہو گیا اور پانی اُسکا ایک جامِ نبور میں ملکہ نے بھر لیا اور اُس حوض کو

اٹھا کر اپنی جھولی میں رکھا پھر سجدہ کر کے دیر تک نڈوت کی اور عرض کیا کہ بندی تیری یا سامری جاتی ہو اس وقت ہزاروں طائر اڑے اور گردِ ملکہ کے پھرنے لگے گویا صدقے ہو کر کہتے تھے کہ امیرِ ہند قیامت ہے نصیب تیرے جو اس سرکار میں آکر اپنی مراد کو پہنچی یہ دن کسی کو کتب نصیب ہوتا ہو برسوں ہی خیال میں انسان روتا ہو دعا مانگتے مانگتے عمر بسر ہوتی ہر زبان گھسٹی ہو اور مراد پوری نہیں ہوتی ہر پران اڑ کر ملکہ کے پاس آئین اور سبار کبا د دینے لگین گھٹنے اور ناقوس بجنے لگے اور اس پر یوش نے پر پر داز داکر کے سناٹا بھرا سیہ اطراف صحراے عجائبات فرماتی ہوئی روانہ ہوئی اب جو کوئی بلا اسکو ملی وہ اگر گرد اس کے پھر می در بلا میں لکر غائب ہو گئی ہر ایک غول اور دیو صحرائی نے سامنے آکر عرض کی کہ اگر تو میرے کا نہ مٹے کو تخت آرام اپنا سمجھے اور سوار ہو کر چلے تو میں اطاعت میں حاضر ہوں دم بھر میں تجھ کو پہنچا دو ملکہ ہر ایک کو اپنا درشن دکھاتی کسی سے جو اب کچھ نہ دیتی چلی آتی تھی اب زکون میں کسی نے دیکھ لیا نہ کسی جانور نے گوشت بدن کا نوچا نہ درخت بنی نہ راہ کی صعوبت اٹھائی محنت سفر در پیش نہ آئی کچھ ہی دیر میں یہ اس صحرائے عجائبات سے باہر آئی اور سجدہ شکر بر گاہ قاضی الحاجات ادا کر کے آگے بڑھی بیان تک کہ آکر اپنے قلعہ بفت رنگ میں پہنچی اور آسودہ ہوئی بیان بھی کئی روز تک نام عمر سے اسکو نفرت رہی جب تین روز متواتر یہ نمائی اور وہ خاک اپنی پیشانی کی چھڑائی تب خیال شہزادہ ایلرج آیا حضرت عشق بھی کیا زبردست ساحر ہیں کہ انکے افسون کے روبرو سحر سامری ایک ادنیٰ شعبہ ہے جمشید کی روح کو بھٹکا کر انخون صحرا بہ صحرا بھرا آیا ہے کہ مسدس

عشق دوزخ کے دھوئیں میں آیتا	برق و شحرمن ہستی کو جلا دیتا ہے
خاک میں عالم و آدم کو ملا دیتا ہے	جلوہ خورشید کا ذیے میں دکھا دیتا ہے
ہو جہنم تو فقط ایک شرارہ اُسکا	آب حیوان سے بھی جتا نہیں اُسکا

جب یاد شہزادہ مذکور نے بقرار کیا خیال میں آیا کہ بغیر عمر بن اسمیہ کے یہ عقدہ بالا بخل حل نہ ہو بس لہرمت مضبوط باندھی کہ چلکر بل پر یزاد ان توڑوں اسوقت خیال میں آیا کہ اتنے بڑے امرا ہم پر تو نے قدم مارا ہو اسکی اطلاع اپنے پر عالی مقدار سے بھی کرنا روا ہے پس سوچکر ۱۲

اسنے ایک عریفہ اپنے باپ کو بھیجا کہ امی پدر والا قدر یہ کثیر ہر چند کہ بغیر اجازت جناب کے
 رونے لگی تھی خطا وار ہوں مگر اب اسید وار ہوں کہ میری خطا سے چشم پوشی فرما کر مجھ کو اپنے
 سامنے طلب فرمائیے کہ کچھ مجھ کو عرض کرنا ہو یہ عرضی ایک کنیز کو دی کہ وہ بادشاہ کی خدمت میں لگی
 شاہ قلم کو کیسے بلکہ خالی گنگوٹوں پوش کے پاس سے آیا تھا کہ کنیز نے جا کر عرضی ملکہ کی پہونچائی
 بادشاہ نے مضمون عرضی سے مطلع ہو کر دستخط فرمایا کہ اچھا امی فرزند آؤ جب جواب عرضی ملکہ کو ملا
 یہ لباس فرما تر دے سے آراستہ ہو کر تخت سحر پر بیٹھ کر سامنے بادشاہ کے آئی اور عرض سناہی
 کہ امی والد ماجد یہ کنیز اسطرح بیان سے بہرہائی عمر گئی اور اُسکو چھڑایا لیکن مجھ کو شاہ جادوان نے
 زندان خانہ میں اپنے ظلمات کے قید کیا برق فرنگی نے جا کر مجھ کو چھڑایا اب میں نے قسم کھائی ہو
 کہ اُسکے بدلے میں پل پر یزادان توڑوں اور دیارے خون روان خشک کردوں کو کب نے
 کہا یہ امر مشکل ہو پل پر یزادان بزرگان افراسیاب نے بنایا ہوا سکا باطل ہونا دشوار ہو
 بران نے کہا آپ کے اقبال سے اور سامری کے افضال سے آپ ملاحظہ فرمائیگا کہ
 بسان حرن غلط اُسکو یہ کنیز آپ کی مٹا دیگی اور ساکنوں کو دہان کے گور میں سلائیگی کو کب نے کہا
 کہ چہرہ بھی تیرا بہت رعب دار مجھ کو نظر آتا ہو سامری کی سرکار سے شاید کوئی تحفہ تجھ کو نیا ملا ہو
 تیری شہنشاہی خبر دیتی ہو کہ تو گنبد سامری پر گئی تھی بران یہ سنکر ہنس پڑی کو کب نے کہا
 اچھا اگر تو تحفہ گنبد سامری لیکر آئی ہو اور ارادہ رکھتی ہو کہ ساحران پیشین جو بزرگان
 افراسیاب سے تھے اُنکے نام نامی کو مٹا دے اور اپنا نام روشن کرے ان ساحرون سے
 معرکہ جیتے کوئی سبقت لیجائے تو بہت انسب ہو دیر نہ کر یہ بھی افسانہ رہ جائیگا کہ دختر کو کب نے
 اتنا بڑا معرکہ مارا اور باوجود زندہ ہونے شاہ جادوان کے اُسکے باپ دانے کے بنائی
 ہوئے چیز کو آن واحد میں مٹا دیا امی دختر تیری ہمت اور اولوالعزمی پر جان پر قربان
 اگر تو ایسی نہوتی تو میں کا ہیکو اپنا روح و جان تجھ کو سمجھتا اور ملک و مال تیرے سپرد کرتا
 مگر شاہ جادوان اس غضب کی لڑائی لڑیگا کہ اس سے سامری ہی بچا میں تو جان بچے
 پھر میں تجھ کو ایک سحر تعلیم کرتا ہوں اسکے پورا کرنے سے تجھ کو یہ طاقت ہوگی کہ بارہ ہزار
 ہتھلار وین تن ماش کے اُٹے کا تو بنا لیگی اور وہ پتلے نہ کسی کے مارے مر گئے نہ کانے کٹیں

بس وہ سناہ جادوان سے اور اُسکی فوج سے لڑنے کو کافی ہونگے اور فوج ناظران طلسم جو لڑنے کو تو نے بھیجی ہو اسکا ابھی کٹوانا اچھا نہیں ہو اُسکو ابھی روک دینا چاہیے ملکہ نے عرض کیا کہ پھر وہ سحر مجھ کو تعلیم فرمائیے کو کب اُسکو علیحدہ ایک حجرہ میں لیکیا اور ایک سحر اُسکو تعلیم فرمایا پھر ہنستا ہوا کہا ہر آیا ملکہ وہ سحر سیکھو وہاں سے رخصت ہوئی اور اپنے ملک میں آئی ایک نامہ آتے ہی بنام ناظران طلسم لکھا کہ اگر تم کو حکم لڑنے کا زبانی برق پہونچا ہو تو اس حکم کو بھی سچ جانتا مگر مصلحت اسوقت میں سوچی گئی ہو کہ تاحکم تانی پہونچے ہمارے کے خبردار قصد جنگ نہ کرنا بلکہ کوچ کر کے جہان کہین کہ مقیم تھے اُس جگہ سے بھی ہٹ کر اپنے طلسم کی سرحد کی طرف آکر اترنا کہ ہم اگر تم کو اپنے ساتھ لے چکے یہ نامہ طائر سحر کو دیا کہ وہ یکا بہت جلد لشکر ناظران میں جو لڑنے چلے تھے اور ملکہ کا انتظار قریب لشکر مہرخ پہونچ کر کر رہے تھے لایا اور افسردن کو بادشاہوں کو نامہ پہونچا یا وہ مضمون نامہ سے مطلع ہو کر حسب الارشاد ملکہ کوچ کر کے سرحد طلسم کی طرف گئے اور ایک صحراے وسیع دیا کیزہ و سبز دزار دیکھ کر فروکش ہوئے اور ملکہ بران نے دوسرا نامہ لکھا ملکہ مہرخ و بہار کو لکھا مضمون یہ تھا کہ امی حاکمان لشکر جانبدار عمر میں نے سنا ہو کہ آج کل تم نے وہ معرکہ مارا ہو کہ سامری بھی ایسے معرکہ کو فتح نہ کر سکتی مگر حاصدہ مہر جالیکن میری طرف سے اطمینان رکھو اور میں بخوبی اپنے ملک میں آرام تمام پہونچ گئی ہوں اگر چاہا خداے تعالیٰ نے جو ارادہ کہ برق سے بیان کیا ہو اُسکی تدبیر کر کے آتی ہوں بس باطمینان تمام تم لوگ تو سالن رہنا اور خواجہ عمر بعد سلام کہدینا کہ آپ کو فلان مقام پر طلسم ہوش ربا میں جانا چاہیے کہ وہاں میں آتی ہوں مجھے ملاقات ہوگی اور میں کچھ مشورہ کرونگی یہ نامہ محبت شناسہ بھی ایک پند سحر کا لیکر روانہ ہوا اور بارگاہ مہرخ میں پہونچا کر نامہ دیا وہ نامہ جب پڑھا گیا نہایت خوشنودی ہوئی اور خواجہ عمر جو بالائے دوائے کو گئے تھے کہ یہ کبھی بارگاہ میں کبھی لشکر حریف میں آمد و رفت رکھتے تھے اکامصل اب جو پھر کر آئے تو مہرخ نے وہ نامہ دیکھا باعمر مضمون نامہ آگاہ ہو کر حسب نشان دہی ملکہ مذکور اسی طرح کہ ضبط بیٹھا تھا اٹھ کر اس سمت چل نکلا اور بران نے ملکہ مجلس وغیرہ اور عمران و اختر ثبت سہیلان جو عزیزداران کو کب سے ہیں

بلو اگر اپنے ارادے سے مطلع کر کے فرمایا کہ میری عقب میں تم بھی باقی ماندہ فوجین طلسم سے لیکر آنا اور میں طلسم ہوش رہا میں ایک ہاڑ ہو کہ اسکو کوہ زبرجد نگار کہتے ہیں اس کوہ کے متصل چار ہاڑیاں ہیں ان ہاڑیوں میں صحابہ سبزہ زار ہو چئے جلدی ہیں ہر طرف و زان باد باری ہر سو ہر قسم کے درخون میں لگے ہیں شجر سب پھولے پھلے ہیں اکھاصل وہ مقام جائے عیش و آرام ہو پس وہاں جا کر سحر تیار کرونگی اور چند روز کے بعد آئے گی یہ سب افہام تفہیم کر کے دو گولے فولادی ہاتھ میں لیے اور بال اپنے بکھیر کر رخ انور پر پریشان کھڑے اور سناٹا بھر کر اڑی اور بالائے ہوا جا کر غائب ہو گئی کچھ ہی دیر میں کوہ زبرجد طلسم ہوش رہا قریب پہنچ کر ظاہر ہوئی میان عمر بن امیہ آچکا تھا اور ساحر بنا ہوا ہر طرف ملکہ کو ڈھونڈ رہا کہ یکایک ایک بجلی سی چمک کر غائب ہوئی اب جو دیکھا تو ایک درہ میں کوہ کے بران شمشیر زن اس ہیئت سے ایسا کہ بال سر پر پریشان آنکھیں مسخ منہ پر بھبھوت ملا ہوا فولادی گولے ہاتھ میں لیے ہو یہ دیکھ کر یہ قریب تر آیا اور کہا امی ملکہ فرمائیے کہ آپ نے کیوں مجکو طلب فرمایا ہو بران نے عمر کو پہچان کر کہا کہ خواجہ میں اس ہاڑ کے دے میں جاتی ہوں اور سحر تیار کرونگی از بسکہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ فوج لیکر تمھارے ساتھ چلوں اور افراسیاب سے لڑونگی بس اس وعدہ کا ایفا ضرور چاہیے اب تک تو میں جس طرح شاہان روے زمین باہم مقابلہ کرتے ہیں اُسی طرح لڑے نہیں یونہی جب سنا افراسیاب ہو گیا تو ہاتھ پاؤں ہلانا پڑا مگر بے لشکر کشی تو میں نے کی لیکن پھر بھی مقابلہ شاہ جادوان اپنے تئیں نہیں پاتی اسوجہ سے چاہتی ہوں کہ اگر لڑنے نکلوں تو کچھ لڑائی سنھلے اور کچھ تو زک شاہ طلسم ہوش رہا کو ہونچے امی عمر افراسیاب ابھی مہرخ سے بھی نہیں لڑا یہ لڑائی ان اُسے فقط دھمکانے کی راہ سے لڑی ہیں ورنہ افراسیاب کا غصہ خدا کی پناہ ہاں ایک دن غلٹنے نکلا تھا اور فوج طلسمی کو بلایا تھا مگر اُس وقت کھنت زیرہ اُس کے آکر اُسکو پھیر لے گئے ورنہ اُسیدن ساری زمین طلسم کی الٹ پلٹ ہو جاتی اور حیرت بھی مثل ایک جادو گر فی سکہ ہو جیسے ہار و غیرہ بین کھرت اتنی عظمت اُسکی ہو کہ زو جہ بادشاہ طلسم ہو ورنہ وہ بھی اب تک قتل ہو جاتی بس اُسکا لڑنا اور شکست کھانا

اس امر پر دلیل نہیں ہے کہ فوج افراسیاب یا افراسیاب کو شکست ہوئے اور تو بہ افراسیاب کیل
 دو طلسموں کی فوج پر بجاری ہو جس دن وہ لڑیگا آپ تماشا دیکھیے گا کیا آفت برپا کریگا بھی تو
 وہ لڑائی میں آجایا کرتا ہے اور ایک آدمی حریف کا سر کے مغلوب حریف کو گردیتا ہے طلب برجان
 یہ ہے کہ یہ سحر جو میں تیار کر لوں گی تو انشا اللہ بیل پر تیز اداں توڑوں گی اور فوج افراسیاب کو بھی
 مغلوب کر دوں گی اسوقت البتہ اس طرح لڑوں گی کہ جیسے شاہان طلسم مقابل ہو کر لڑتے ہیں
 بس آپ کو چاہیے کہ میں تو اندر درو کوہ کے جا کر مصروف سحر خوانی ہوتی ہوں تم میری حفاظت
 اس مقام پر کرو اور کسی کو مجھ تک پہنچنے نہ دے تاکہ سحر میرا جلدی سے پورا ہو جائے
 اور اگر کوئی درانداز رخنہ پرداز سی کریگا تو چلے میرا ٹوٹیکا اور پھر سے
 مجھ کو محنت کرنا ہوگی خواجہ نے کہا میں بدل و جان امی ملکہ حاضر ہوں انشا اللہ حتی الامکان
 ایسا انتظام کروں گا کہ کسی کو نہ آنے دوں گا جو کوئی مخالفوں میں سے اس میں قدم
 رکھیگا جانب جہنم بھیجوں گا آپ شوق سے اپنے کام میں جا کر مصروف ہو جیے ملکہ یہ سنکر
 اندر درو کے گئی اور ایک مقام پاکیزہ کو دیکھ کر جگمگوا اپنے ہاتھ سے صاف پاک کر کے
 گیار کی اور سانسے الگ بار کے بیچ کر مصروف سحر خوانی ہوئی اور باہر عمر نے ایک منہ صبی
 لکڑیوں کی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر درست کی اور صورت فقیروں کی ایسی بنا کر دھونی مار
 سکونت اختیار کی اب ملکہ بران کو تو مصروف سحر خوانی رکھیے اور لشکر ملکہ مذکور کو
 انتظار میں ملکہ کے چھوڑے چالاک کو جنگل میں پھرنے دیجیے اور مہرخ وغیرہ کو
 اپنے مقام پر بارام رکھیے افراسیاب کو رنجیدہ دل کبیدہ رہائی بران سے سمجھیے مگر
 جب تک بیان درستی سحر و ساحری ہو اسوقت تک اور حال نئی داستانوں کی
 سننے کبھی افراسیاب سے اور مہرخ سے مقابلہ اور چالاک کی چالاکیاں اور گاہے
 امیر اور لقا سے مقابلہ بیان کیا جاتا ہے

داستان داستان آتا اثر کو ہی کا واسطے مدد کرنے لقا کے اور لڑنا
 قاہر کو ہی سے آخر بعیاری عیاران زیر ہو کر سلمان ہونا پھر آنا زیور جاو

بہر مدد خداوند لقا اور عیاری عیاران پھر حال فرا سیاب اور عیاری
چالاک مار کا کل سیاہ پراور سفاک سے مقابلہ ہونا بیان عظم و شان
چالاک پھر جانا عمر کا بیابان گلریزین اور معمار قدرت کی داستان
اور آنا اُسکا اور شریک ہونا مرخ کا اور عیاری صرصر کی معمار پراور
چھڑانا اُسکو چالاک کا پھر قلعہ سحر بنانا معمار کا اور عمر کا قید ہو کر قلعہ عقیق
کوہ پر جانا اور مارنا ساحر و نکو اور معمار کے حسب حال داستان نامی نکس کا بیان مولفہ

گلے کچھ راز دل مجھ پر سب کو
پلا ہکو ذرا احسان کر کے
نغمہ ڈوبی ہوئی ہو خشک ہو کام
کہ محسوس میں نہ رکھنا کچھ بھی فی
گلا بھی دیر سے ہو اپنا سوکھا
جھلک پھر جام کی دیکھیں یہ نگین
و فور شوق سے رہتے ہیں بیوش
سخن لاؤں زبان پر اپنی مین نغز
سناؤں سب کو اک تازہ کہانی
جو بد میں اُنکا پھر بد ہی ہو انجام
کہ بنو یسیم من این قصہ نایاب

اٹھا پھر جام محسوساتی خدارا
لب مینا کو ترک جام بھر کے
بڑی حسرت سے تکتا ہوں سو جام
و فور شوق یہ کہتا ہو ساقی
مزا بھی سنبھ کا کچھ ہو پھیکا پھیکا
بہت عرصہ ہوا اشتاق موبین
اُلتا ہو ہمارے دل کا پھر جوش
پیون دو چار جام اور گرم ہو مغز
اشگون پر ہو پھر جوش جوانی
لڑین باہم لفتا و اہل اسلام
بیاساقی بدہ جام محسوسات

حیرت پردازان آئینہ خیال و نیرنگ بازان صورت حال
رثامان نقوش بوقلمون و نقاشان تصاویر مضمون آئینہ داران
پیکر و لفریب داستان و صورت نمایان معشوقہ ہوش ربا بی بیان

نیرنگ طرازی خامہ جادو نگار طلسم تحریر میں اسطرح دکھاتی ہیں اور افسون پردازی تقریر معرکہ
 بیان میں یوں غصہ شدہ لاتے ہیں کہ بران عالیشان تو سحر کو ہزار ہر جہ کے درہ میں طیار
 فرماتی ہیں اور سب اپنے اپنے مقام پر ہیں لیکن لقا شرک خدا جو ہاتھ سے قائم دیشان کے
 شکست کما کر داخل قلعہ عقیق کوہ ہوا سنا اس روز سے بہت رنجیدہ خاطر رہتا تھا کہ
 افسوس ہو کچھ کسی سے نہیں ہو سکتا ہو اور یہ مسلمان روز داغ بالائے داغ دیتے ہیں
 ایک دن اسی طرح مجھ مار ڈالیں اسکو رنجیدہ دیکھ کر سلیمان عنبرین ہو کو ہی نے جو قلعہ کوہستان کے
 فتح ہونے سے باقی ہیں اور قبضہ مسلمانان میں نہیں آئے ہیں انکے حاکم کو نئے تحریر کیے
 اور یہ بھی لکھا کہ بہت جلد خدمت خداوند میں اپنے تئیں پہنچاؤ ورنہ خداوند ناراض ہو کر
 یہاں سے چلے جائیں گے دیدار بھی انکا دیکھنا نصیب نہوگا سب ہاتھ ملل کے بچتاؤ گے اور
 علاوہ نامہ جانب کوہستان لکھنے کے افراسیاب کو بھی عرضی تحریر کی کہ امیر بادشاہ دیجاہ
 آپ نے گہر سلک کو بھیجا تھا وہ بھی بیان خداوند پر سے نثار ہو گئے اب کسی ساحر زبردست کو
 بھیجنا چاہیے کہ وہ اگر خداوند کی مدد کرے یہ نامہ حسب معمول پہاڑ پر رکھو ادیا پنچہ نامہ لیکر
 افراسیاب پاس آیا وہ شکست کھا کر عیاری عمر سے پریشان خاطر باغ سیب میں آیا تھا
 کہ پنچہ نے لا کر نامہ دیا واکر کے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر دستک سحر کی دبی فوراً زمین سے
 ایک ساحرہ اڈھیر پیدا ہوئی کہ بال سر کے کچھ سفید اور کچھ کالے تھے ہاتھوں میں تمرین موتیوں کے
 بندھین گئے مین مائے پڑے تھے اسنے سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ امیر سفاک جا دو ہنر
 تمھاری دختر کو پاس خدا سے باختر کے بھیجا تھا گہر سلک جادو گیا بھی اور لڑ کر مارا بھی گیا
 مگر وہ ابھی تک وہاں نہ پہنچی واضح ہو کہ اول بیان ہو چکا ہے کہ سفاک کی دختر ملکہ زیور جادو
 شاہ نے حکم دیا تھا کہ جا کر خدا کے باختر کی مدد کرو غرض کہ اسوقت سفاک جادو سے
 جو کہا کہ بیٹی تمھاری کیون نہ گئی یہ اپنی بیٹی کو چاہتی بہت ہو اسکو وہم دامن گیر ہوا کہ
 وہاں خداوند کے پاس جو جاتا ہو مارا جاتا ہو ایسا نہو دختر میری مار ڈالی جائے
 بس اسنے بدحواس ہو کر کہا کہ امیر شہنشاہ کیا لونڈی اس خدمت کے لائق نہ تھی کہ جو
 حضور نے ملکہ زیور کو ایسے مقام پر بھیجا کہ وہی جا کر سب غارت کر دیگی شاہ نے کہا

جو مناسب سمجھا وہ کیا گیا سفاک یہ سنکر خاموش ہو گئی اور کہا بہتر کیا جو کچھ کیا وہ بھی لونڈی
آپ کی مین بھی مگر اتنا تھا کہ وہ بچہ تھی مین اُس سے سمجھ دار تھی اس لونڈی امیدوار
اس امر کی ہو کہ مین خط اُسکے نام کا آپ کے پاس بھیجوں گی آپ اُسکے پاس بھیجوا دیجیگا
بڑا احسان اور فراوان عنایت ہوگی افراسیاب نے کہا ہو سکتا ہو مضائقہ
نہیں مگر تم ایک کام کرنا کہ نیکم جادو کے پاس کوہ ینلم پر وہ خط بھیج دینا وہاں سے وہ
مقام نزدیک ہو ہم اُس سے حکم کر دینگے وہ تمہارے خط کو زیور پاس ضرور بھیج دیگا اور
جواب منگوا دیگا اور علاوہ اُسکے میرے نامے روز آ یا جایا کرتے ہیں یقین خیریت روزمرہ
ملکر کی یہ لکھ کر کہا کہ اگر زیور نہ گئی ہو تو اسکے قلم مین تم جاؤ اور تاکید کر کے اُسکو بھیج دو
سفاک یہ سنکر رخصت ہوئی اسوقت بادشاہ نے اہل دریا سے مخاطب ہو کر کہا کہ
مین کیا کون جو کچھ اس اسد کے ہاتھ سے محکوزک ہو چکی ہو اور صدمہ گذرتا ہوا بتی جی جیتا ہوا
کہ کتاب جمشیدی سے حکم لیکر اُسکو قتل کر ڈالوں سب نے تائید کلام کی کہ حضور ہاں
مناسب تو ہو اگر کتاب مین نکلے تو جھگڑا لگ بھی کیجیے طاسم کشا بار ا گیا اور بکے چھلے
چھوٹ گئے پھر کسی سے کچھ بھی نہو سکیگا عمر وغیرہ سب بھاگ جائینگے افراسیاب
انکی باتوں سے ہنسر خاموش ہو ہا اور از بسکہ دل اسکا رنجیدہ تھا تو بہت دیر بیان ٹھہرا
سوار ہو کر ظلمات کی طرف چلا گیا کہ جا کر دیکھوں زندانخانہ پر کیا آفت آئی غرض یہ تو
ادھر گیا اور ادھر ملکہ سفاک نے جا کر زیور جادو کو مطلع کیا کہ ای فرزند تم بہت کام کرتی یقین
کہ نگوڑ مارا ہئے سحر کس دن کے لیے سیکھا لڑنا تو کسی سے ملتا ہی نہیں تو اب جاؤ خداوند لقا کی
مدد کرو اور مسلمانوں سے لڑو اُس نے کہا امی جان مجھے پہلے ہی بادشاہ نے فرمایا تھا
میری طبیعت کچھ ناساز ہو گئی تھی اسوجہ سے نہ گئی اب جاتی ہوں غرض ان بیٹیاں
دونوں خوب گلے سے ملین اور زیور نے حکم تیار سی اپنی فوج کو دیا بارہ ہزار ساحر
اور جادو گر نیاں سوار بیا سے سحر پر سوار ہو کر اسباب سحری ہمراہ لیکر بڑی
پیمک دمک سے روانہ ہوئیں دوڑ بجانا قوس ٹھکانا کل جلا اڑو در دمان پر تخت زیور کا
کسا گیا یہ بھی پوشاک نفیس پہنے زیور سے آراستہ ہو کر تخت پر سوار ہوئی جلو مین

فوج ساحران نابکار ہوئی روسے ہوا پر غلغلہ برپا ہوا آسمان کو چلے آیا خوشید فلک تھرایا کہ

ایلیات رکھا سر پہ تاج شہی ز رنگار	چڑھی تخت پر وہ زن نابکار
چھپا یا نہ مستنغ گوہرین	بصہ فخر وہ روسے شاست گزین
ز سر تا قدم ہو گئے تھن ہیں	لقا کی جلی سمت وہ بدحواس

غرض یہ ساحرہ عجیب و مخبوت شناس تو لقا کے پاس آتی ہی مگر لقا باغ مینا میں تخت پر
 رنجیدہ خاطر بیٹھا تھا کہ یہ ایک جوڑی ہلکارے کی سامنے مجرا گاہ پر آکر آداب بجالا رہے
 اور دُعا دیکر یہ خبر زبان پر لائے کہ یا خداوند اژدر کو ہی مالک قلعہ اژدر یہ آپکی عانت کرنے
 ارادے پر قریب تر پہنچ چکا ہو یقین ہو کہ داخل قلعہ ہو اس خبر کو شکر لقا نے حکم دیا
 کہ شیطان درگاہ جا کر بعزت تمام تر اسکو لائے بختیارک بیان سے روانہ ہوا اور وہ
 قریب قلعہ پہنچ چکا تھا کہ یہ اُس سے ملا باہم رسم سلام ادا کیا اژدر بھی گینڈے پر سے
 اُترا اور اُس سے باتیں کرتا ہوا ساتھ ہوا سب افسران لشکر پایادہ ہوئے باقی لشکر کو
 حکم دیا کہ بیان لشکر خداوند اُترتا ہو ابھی اندر قلعہ کے فوج کی چھاؤنی ہو اور زیر قلعہ بھی
 فوج اُترتی ہو تم ایسجگہ اُتر و فوج اُسکی اسکے کئے سے اُترنے لگی خیمہ و بارگاہ نصب ہوئی
 لشکر تو اُتر کر آسودہ ہونے لگا اور اژدر اندر قلعہ کے آیا اور باغ مینا میں آکر سامنے
 خداوند کے پہنچا سب نے دیکھا کہ یہ پہلوان آفت زمانہ ہر بڑا زبردست ہر نہایت
 چاق و چست ہر پر قوت و تکیہ و خو و بین ہر بہت معزز و پر تکین ہر غرض اُس نے آکر خداوند کو
 سجد کیا اور نذر وی دنگل زرین خداوند نے عنایت فرمایا اور خلعت دیا کہ یہ بیٹھاسا تی کو
 اشارہ ہوا کہ اُس نے جام شراب ارغوانی کا دیا جب دو چار جام اسنے پیے دماغ بادکھاب
 گرم ہوا پکارا کہ واہ واہ لقا کی پناہ اب تو لوگوں نے کیا نامزدی پر کمر باندھی ہے کہ
 خبر سے تو آتے ہیں اس ارادے کہ چلکر خداوند باختر کی مدد کریں اور جب بیان آکر
 پہنچتے ہیں تو فوراً مسلمان ہو جاتے ہیں پس لڑنے کا ہی کو آتے ہیں گویا گھر سے
 مسلمان ہونے کو چلے ہیں پھر کوارے نالا لقا گھر ہی میں مسلمان ہو جایا کر و متکو
 منع کون کرتا ہے اور ایسی تو حرکتیں کرتے ہیں اور پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے زیادہ

کوئی بہادر نہیں ہو پردہ دنیا پر خداوند لقا نے ہمیں کو سورا پیدا کیا ہو یہ طرفہ ماجرا ہو کہ بائیں نامرد می اپنے تئیں ایسا سمجھنا بختیارک نے یہ باتیں سن کر کہا کہ اے بہادر دوران بڑا بول نہ بولو ہکو تو اس وقت تمھاری ان باتوں سے ایسا ثابت ہوتا ہو کہ کین تم بھی مسلمان نہو جاؤ اژدر کو ہی نے کہا کہ ملک جی تمکو ایسا کلمہ نہ کہنا چاہیے لا حول لا قوۃ ہم ایسے نامرد نہیں ہیں کہ اپنے خداوند کو بھول جائیں بختیارک نے کہا کہ اُن لوگوں میں کب کوئی نامرد تھا جو تم انکو نامرد بتاتے ہو اژدر کو ہی نے کہا کہ مجھکو اس تقریر سے تو کچھ مطلب نہیں اب تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ آپ ہی فرق مرد نامرد کا کھلجائیگا بختیارک نے کہا ابھی تو تشریف لائے ہیں ذرا زیارت خداوند کی کر لیجیے ہم لوگوں سے مل لیجیے پھر آخر یا تو مرد آپ ہونگے تو مارے جائینگے اگر نامرد ہونگے تو وہی طریقہ کرینگے جسکو آپ بڑی دیر سے فرما رہے ہیں یہ خاموش ہو رہا اور لقا نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا آج بیرون قلعہ نکلے بوجہ حکم افسران لشکر لشکر کو کھڑیر قلعہ اُترا ہوا تھا لیکر پڑاؤ پڑنے کے مقام پر آئے پھر از سر نو تیاری تمام لشکر کے اُترنے کی ہوئی خیمہ و سراپردہ نصب ہوئی بازار میں آراستہ ہوئیں بارگاہ لقا پہنچ لشکر میں نصیب ہو کر پیراستہ ہوئے ہر طرف کھا کھم شروع ہوئے خورم کا بازار کھل گیا لقا بھی باغ میں سے آکر داخل لشکر ہوا اور بارگاہ میں سب کا دربار کیا اژدر کو ہی اپنی بارگاہ میں آکر آرام پذیر ہوا اسقدر رات اور دوسرا دن اسنے راحت و عیش میں بسر کی جب دوسرے دن مارسیاہ شب نے من کی طرح روز روشن کو نگلا اور اژدر شب نے عالم کا محاصرہ کیا کہ ایات

سبکدوشی ہوئی حاصل زمین کو	چھپا یا مہر نے عکس چین کو
مزاج شام گستاخی پر آیا	زمین کے پہلوؤں کو گدگدایا
سر شام اژدر نے بارگاہ لقا میں آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ لقا نے بھی اشارہ کیا کہ بہتر ہو بس بوجہ ارشاد خداوند طبل جمشیدی پر چوب پڑی صدائے شرف و فساد بلند ہوئی تاسیان خیمبری و نوسیان خیمبری ہلکارے چون شکل بدل اس لشکر میں حاضر تھے وہ خبر دریافت کر کے خدمت والا تہمت امیر کشور گیر اور بادشاہ اسلام با توقیر کے آئے اور بعد	

آداسے آد آب و تسلیم اس طرح گھر ریزی مچ و شنائے بادشاہی میں کرنے لگے ابیا

رکھے ہمیشہ تری تیغ کا رکھ تباہ	بحق اشہد ان لا اله الا الله
فلک پہ سیعہ سیارہ تاقیام جان	پھر اکریں تری مرضی شریف ہمراہ
ترا چراغ رہے تجھے سطر ج روشن	کہ جیسے پر تو خورشید سے ہو روشن
سجود سے ترے بہر ہوں ابنِ مین	رہے رکوع میں تاقاست سپہر و دناہ

ایک شہریار والا تبار اردو کو ہی نام ایک سردار کو ہستان سے بہر ایداد لقاے گمراہ آیا
لقائے قلعہ سے نکل کر بمقابلہ بندگان درگاہ خیمہ و بارگاہ آراستہ کرا کے طبل جنگ بجوادیا
کل معرکہ عناد و فساد کو تازہ کر یگا باقی خیریت ہی یہ لکھ کر جب ہلکارے کنارے ہوئے
امیر کے جانب بادشاہ نے دیکھا امیر مرضی بادشاہ کی معلوم کر کے حکم فرما ہوئے کہ بج طبل جنگ
ابو الفتح صفحہ انہما فی بجائے عمر اسی جگہ مقرر ہوئے نقار خانہ سلیمانی میں آکر نذر لیکر بنام
خواجہ جمع کرائی اور طبل سکندر پر سے غاشیہ اٹھوا کر دو وال دی صدائے طبل جو ٹھکوس
گئی دنیا میں ہیبت پھیلی دلاور آگاہ و خبردار ہوئے کہ کل معرکہ بند ہو دربار دربار سو پرستے
بادشاہ نے برخاست فرمایا ہر بہادر اپنے اپنے مقام پر آکر آلات حرب و ضرب کے دستی
کرنے لگا رات بھر قبضہ جنگ و جدال رہا بہادر بنشاش نامرد کو اضمحلال رہا جو ہر تیغ ہی کے
افسانہ بہادر پڑھا کیے عروس شجاعت ہی پر مردے نامرد بھاگنے کا تذکرہ کیا کیے
بہادر قبضہ شمشیر چمکاتے تھے کہ ہم سے گھاٹ نہ کرنا رخ دم جنگ نہ پھیرنا مرد کو چار طرقتے
گھینازبان شمشیر نے اس قول پر زبان دی تھی کہ ای شجاعت کے ذہنی میرا اور تیرا سات ہی
دامن تیغ ہو اور تیرا ہاتھ ہی غرض کہ تیرا بہادر کیے گئے کمانین جو خانہ کر گئی تھیں وہ
سینگ کر درست ہو میں گھوڑوں کی رکابین تسمہ درست ہوئے نقیب نقابت کیا کیے
چار پہری شورش رہی اور ہنگامہ طرفین میں رہا جب وہ وقت آیا کہ داغ سینہ فلک
جسم دہر پر چمکتا ہوا نظر آیا اور شب صورت یاد فراموش نظر عالم سے غائب ہوئی اسات

کہ جب ظاہر ہوئی صبح طرب خیر	بشکل روے جان حسن آسینہ
پھر الٹا عکس زلف شب زین سے	گھٹا کچھ نور شعلوں کی جبین سے

صبح کو حسب دستور لشکر خیل خیل اور ذیل ذیل میدان جنگاہ کی جانب روانہ ہوئے سردار ہر اسے
 اولے فریقہ نماز سحر مسجد کر پاس میں آئے امیر کے ساتھ نماز پڑھ کر سلام علیک کر کے درو
 آسمان جاہ ظل سبحانی پر جا کر جمع ہوئے صاحبقران دوران وظیفہ پڑھنے لگے دعا درگا
 کبریٰ میں کرنے لگے کہ یکایک ابوالفتح صفہانی نے آکر شہت پر زمین کہی امیر نے حالات لشکر
 دریافت فرما کر صندوق طلسم طلب فرمایا اور تبرکات انبیاء علیہ السلام جسم پر آراستہ فرمائے اور اشقر
 سوار ہو کر جلو خانہ بادشاہی میں تشریف لائے بادشاہ بھی شتان جنگ تھے کہ دفعتاً سرخ پردہ
 شہستان شاہنشاہی کی ڈیوڑھی کا چرخ پر کھچا آواز غولے کی سنائی دی امیر سے سردار کو
 مجرا گاہ پر جا کھڑے ہوئے اجرام نورانی ظاہر ہوا پنجشانی طلائی اور نقری پھٹتے ہوئے نکلے
 پھر فافو سہائے مینا نگار اور طلا کار ظاہر ہوئے اور عود عنبر کی لوٹے لپیٹ فلان ماہ طلعت
 نکلی یکایک تخت شاہی برآمد ہوا کمارون نے بڑھ کر بدلوایا زنا نہ سامان سب پھر گیا
 بادشاہ حجابہ برآمد ہوئے مرد ہر پکارے سلطان باکرم امیر محترم نگاہ رو برو صاحبقران
 دوران کا مجرا قبول ہوا بادشاہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا امیر نے مجرا کیا ہاتھ سینے پر بادشاہ نے
 رکھا پھر تو اور سردارون کا مجرا و سلام لیتے ہوئے سلطان والا تیار جانب لشکر حریف
 روانہ ہوئے دہل و نقارہ نوازش میں آئے کہ ہو جب ابیات

رخ آسمان جاہ و انجم نما
 قیامت دلیری کی تھی وہ پھین
 چلی فوج یون جیسے دریائی موج
 ہوئی شکل مرغ سب سرخپوش
 کہ تھے تاج سر مہر گیتی نورد
 پے قتل کفار دل پر ہوس
 روان جنگجو تھے بڑی آن سے

نہان تھانہ مقنع جان ربا
 زرہ کی وہ زطرس کی زیب بن
 تہور سے تہتے تھے سردار فوج
 پے عزت دین یل حق ینوش
 عمانے تھے فرق ہمایون پیہ زرد
 تیران ہر ایک کے وہ تہذی فرس
 بڑے عظم سے اور بڑی شان سے

غرض اسی حاتم و شان و کرد و فر سے مقام جنگ پر پہونچ کر ٹھہرے تھے کہ اُدھر سے لقا اپنے
 ہاتھیوں پر تخت کھجوائے فوج کو ہیمان و باختری ہمراہ لیے وارد میدان بھان ہوا زمین

کئی تھلکہ پڑ گیا آفت کا سا سنا ہوا دودر یا سے لشکر موج مارنے لگے اول بلیارون نے نکل کر
 جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان پاک و صاف کیا پھر سقون نے آپاشی کر کے گرد و غبار
 بٹھایا اور صف آراؤں نے بیمنہ میسرہ قلب و جناح ساتھ و گینگا ہ صفوں کو جایا امیر چالیس قم
 سرداری کا آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے سر پر علم اڑا دیا پیکر کے چھتیسوں شقی کھل گئے آواز
 انہیں سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی نقیب جاوٹش میدان میں للکارے
 دلاورون کو پکارے کہ ہاں امی بہادران ڈرنجا ناخون نہ کھانا قدم ہمت خوب جمانا یہ سحر کہ
 کارزار ہوا سین بہادران کو کب تنگ و عار ہی غرض ترغیب جنگ دلا کر نقیبوں کا ہٹنا تھا کہ
 اژدر کو ہی جو اپنے کرگن پر بصد کبر و غرور سوار پشت پر فوج کو ہیان نابکار لیے تھا گیندے کو
 بڑھا کر سامنے فیل لقا کے آکر اجازت خواہ ہوا کہ یا خداوند امیدار ہوں کہ حکم حرب نسبت
 اس بندے کے صادر فرمائیے خداوند نے فرمایا کہ جلد جا اور کام ان بندگان غلطی کا تمام کام اژدر
 یہ اجازت پا کر بصد کبر و فر گیندے کو دوڑا کر نات میدان میں پہونچا اور سلج شور مچا کھلا کر
 جانب لشکر امیر با تو قیرخ کر کے نعرہ رعد آسا کیا کہ ای ذقہ خدا پرستان و زبردستان
 تم میں سے جو کوئی کہ زبردست ہو آئے مقابلہ میں میرے یہ نعرہ شکر قاہر کو ہی نے مرکب اپنا
 صف لشکر سے جدا کیا اور سامنے تخت شاہی کے آکر عرض رسا ہوا کہ یا ظل اللہ اجازت میدان
 شاہ نے فرمایا کہ امی قاہر تم ہمارے مہمان عزیز ہو لڑنے نجاؤ آرام فرماؤ کوئی اور مقابلہ میں
 اس کافر کے جائیگا اُس نے عرض کیا کہ غلام نوازی حضور کے ہاتھ ہی اگر اجازت لڑنے کی ملیگی
 آبرو کیا خاک باقی رہیگی بادشاہ نے ناچار پسر خدا کہا اُس بہادر نے مرکب کو زیر تنگ
 درست کیا تاکہ عرصہ زندگی حریف پر تنگ کرے اور حبست کر کے خانہ زمین میں در آیا
 گھوڑا بصد شوکت اڑایا جب سامنے اژدر کے پہونچا اُس نے تہیہ نگاہ گیندہ اپنا اڑایا اور
 تکرار کر ماری کہ پانچ قدم پر گیندہ اُسکا اور تین قدم مرکب اُس بہادر کا پیچھے کو جا پڑا
 دونوں نے رانوں میں کشل کر سامنا کیا اور نیزہ اٹھا کر اٹکل کے سینہ بے گینہ قاہر ضرب
 لگائی اُس بہادر نے نیزے کو نیزہ کی سنان پر لیا ہا برسے نیزہ بازی ہونے لگی کہ ایما ت
 ہو سے رو برو دونوں باہم دگرا

لگے کرنے پھر نہیں تیزی کے وار
 ہوئے جن و جرات میں چالشگری
 تماشے میں تھے گرم دونوں حشر
 دہلتے تھے سینے لڑتا تھا دشت
 کھلے وصف باندھے جو تیز و ن کی بند
 کوئی منتظر تھا کوئی نا اسید
 جبری ہو تو ایسا زہے رزمخواہ
 کہ امی قاہر صفد و چہرہ زور
 عجب وار ہو یہ حسد کی قسم

عنان در عنان ہو کے با صد قرار
 بھڑکنے لگے آتش صفدری
 ہنر آزماتھے وہ دونیں زہور
 ڈیٹ وہ بلا کی وہ گھوڑوں کی گشت
 ادائیں تھیں دونوں کی جرات پسند
 دلیری تھی دونوں کی محتاج دید
 پکارا صف رزم سے کوئی واہ
 کہیں تھا سپاہ عجم میں یشور
 مہی ہن دلیران دین کے دھرم

غرض بعد وطن سنان ایک مقام پر قاہر ہنر بند باھکریزہ کو اس کے ہاتھ سے ہوا لی کیا
 بس اُس نے جھلا کر تیغہ گرا بنا پر ہاتھ ڈالا اور تلوار کھینچ کر سر قاہر پر تیغہ اتار اُس بہادر نے
 تلوار کی بارٹھ کو پٹ کر کے کلائی پر اُس کے ہاتھ ڈال دیا اُس نے گریبان میں ہاتھ ڈالا آخر
 دونوں پشت مرکب سے کودے اور سر گرم کشتی ہوئی دو دریائے لشکر سر گرم نظارہ تھے
 کہ کس کس بناؤ اور کس کس گھات اور داؤن سے دونوں سر ٹکراتے تھے دواہر میں مست
 سر گرم تلاش تھے آخر اثر در قاہر کو ریل کر چڑھتات قدم پر لیگیا تھا کہ ایک بار بولفتح عیار
 پکار کر کہا کہ امی قاہر اب بارگاہ تک کیا یوہن چلے جاؤ گے لشکر کو قائم کرو اس صدا کو سنکر قاہر
 سنبھل کر دونوں شانوں کو اُس کے پکڑ کر جو ریل اور سینہ میں سر اڑا کر جوئی دوڑا تو دس قدم پر
 ہٹا کر لیگیا وہاں بھی اُس نے لشکر مارا کہ پشت باتک اندر زمین کے اتر کیا مگر قاہر نے نعرہ اللہ اکبر
 جگر سے کھینچ کر اُس کے لشکر کو اکھیرا اور سر سے اُس کو بلند کر کے چرخ دیا چاہتا تھا کہ زمین پر
 مارے اُدھر سے اسیر با توقیر نے پکار کر آواز دی کہ امی قاہر اسکو زمین پر اتار دے بہادر
 جس کسی کو سر سے بلند کرتے ہیں خاک مذلت پر اُسکو نہیں ڈالتے ہن قاہر نے فرمان قضا جرایان
 صاحبقران دوران سنکر اسکو زمین پر اتار دیا ابو الفتح نے دوڑ کر حلقہ ہائے کنہ میں
 اُسکو گرفتار کر لیا اور کہا امی اثر کو ہی حال در شناختن خداوند عالم و عالمیان چہ سیگوئی اُسے

جواب دیا کہ میں نے معلوم کیا حقیقت میں دین و ایمین تمہارا بہت سچا ہے اور خداوند تمہارا
برحق ہے میں مسلمان ہوتا ہوں ابو الفتح نے اُسکو کند سے کھول دیا وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو
بمختیار کہنے جو یہ ماجرا دیکھا لقا سے کہا کہ با خداوند آپ نے یہ کیسا اپنا نظر کردہ کیا تھا
کہ بندہ خاص بھی جا کر بندگان مغضوب سے مل گیا اُس لٹورے نے کہا کہ بھلا ہمارے دل کا
حال در مشیت کا بھیہ کون جان سکتا ہے کہ ہم خوش کس بندے سے ہیں اور ناراض کس سے ہیں
مگر ہماری قدرت کا راز اگر کچھ پہچانتا ہے تو خوب تو پہچانتا ہے کہ تو نے اول ہی کہہ دیا تھا کہ مسلمان
ہو جائیگا۔ مختیار کہ اس کلمہ کو سُکر پھول گیا اور عنصر کو ہی کی جانب متوجہ ہو کر گویا ہوا کہ
امی عنصر اب تو کتے بھی ہلکے خون معلوم ہوتا ہے کہ جس روز تم لڑو گے اُسی دن تم بھی جسے
جدا ہو جاؤ گے اُنھوں نے کہا کہ یہ کام ملک جی بے ایمانوں کا ہے جسے آپ یہ امید نہ کیے
الحاصل اور کوئی تو لڑنے والا تھا نہیں کہ جبکہ بھروسے پر سیدانہاری ہوتی اور دوسرے
کشتی لڑنے سے قاہر کے دن بھی تمام ہو چکا تھا اور وہ زمانہ قریب تھا کہ کشتی گیر دہرنے
اثر در روز کو چٹ کیا تھا کہ بیت

نظر کی جانب مہربانم | اُسے پایا قریب خواب آرام

لقائے قبل باز کشت بجا دیا اور لشکر لیکر پھر امیر بھی قاہر کو ہی کے سر پر سے زرنار
کراتے پھرے لشکروں نے بستر پر پہنچ کر کھولی آسودہ ہوئے امیر داخل بارگاہ ہوئے
اُدھر لقا بھی اگر داخل بارگاہ نکلت پناہ ہوا بیان اثر در کو دنگل قریب دنگل قاہر بادشاہ نے
عنایت فرمایا اور امیر نے کہا کہ امی بہادر ہمارے یہاں کے یہ آئین اور دستور ہیں کہ جو
سردار جبکو زیر کرتا ہے مغلوب ہمیشہ اُسی کے سردار و من میں شمار کیا جاتا ہے اور اُسی کے
ماتحت بیٹھتا ہے اب تم ہمیشہ قاہر کے ماتحت رہو گے اثر در نے کہا میں بہر صورت اُنکا اور آپکا
دونوں کا تابع ہوں مجھ کو کچھ عذر نہیں یہ لکر قاہر کے پاس بیٹھ گیا الحاصل بعد کچھ دیر کے
در بار پر خاست ہوا قاہر اثر در کو لیکر اپنی بارگاہ میں آیا اور سب سردار بھی اپنی بارگاہ میں
جا کر آرام پذیر ہوئے ابو الفتح نے طلایہ کی گشت دے کی چوکیان قائم کیں رونین شکو اٹھنے لگیں
بازارین پھر رات تک حکم رہا کہ کھلی رہیں امیر نے اثر در کے واسطے حسب دستور اپنے بیان

چند آدمی ہر خدمت اور ایک بار گاہ مع عملہ اور فعلہ کے اور کچھ خان کمانے کے بھجوائے اور قاہر نے سب طریقے اُسکو سمجھائے کہ امیر ایسے یا کم آدمی ہیں پھر آپ بھی خاطر سے پیش آیا حکم دیا کہ قصہ سرود کی محفل آراستہ ہوئے پھر حنا منہ طلب کر کے ساتھ اپنے کھانا کھلایا اور برابر اپنے پلنگ اُسکا بچھوایا دو نون آرام گزین ہوئے باری دار پلنگ کے اگر حاضر ہوئے چار طرف اندر باہر سب پہرا ہو گیا اس انتظام کو دیکھ کر اژدر گھبرایا اور مستفسر ہوا کہ ای بھائی قاہر کیا بارگاہ کے اندر بھی پہرا رہتا ہو قاہر نے کہا اندر باہر سب جگہ پہرا رہتا ہو اسلیے کہ عیار وغیرہ اگر کچھ گزند نہ پہونچائیں اژدر نے کہا اندر بارگاہ کے تو پہرے کی کچھ ضرورت نہیں بیان کیا خوف ہو مثل چلی آتی ہو کہ چنانچہ وہاں اپنا گھر یہ بات تو عین نامردی کی ہو بھلا یہ بھی مجال ہو کسی کی کہ جو کسی کے کوئی گھر میں چلا آئے یہ کلام جو اس نا فرجام نے کیے تو قاہر کو بھی حرارت آگئی اور بغصہ اُسنے کہا اگر مرضی آپ کی نہیں ہو تو نہ سہی بیان کیا اگر آپ فرمائیں تو ہم جنگل میں چل کر تنہا رہیں یہ لکڑی کا حکم دیا کہ اندر باہر سب جگہ کے آج پہرے موقوف کرو کچھ ضرورت نہیں یہ لکڑی سب کو نکال دیا صرف چار خدمتگار رکھ لیے جبکہ دو پہر رات آئی اور تمام زمانہ سو گیا بیدار ہو ہی پاک پروردگار تھا چوکیدار بولنے لگے روندا اور گشت پھرنے لگے اور قاہر بھی سو گیا چاروں خدمتگار بھی سوئے اُسوقت اژدر نے اپنے دل میں تصور کیا کہ جو ملت نصیب میں تھی وہ تو ہو چکی مگر اب اُس حریت کا تو کام تمام کر اور سرکاٹ لے اور یوہن لقا کے پاس نکلا ہو اچلا چل یہ سوچ کر اٹھا تو سہی مگر ہر بہادر کے اوپر وار کرنا اور ایک بیک جا پڑنا آسان نہیں ہو اسوجہ سے یکایک اُسکو جرات نہ ہوئی پھر دل کو اپنے مضبوط کر کے خوب خیال کر کے دیکھا تو قاہر کو بالکل غافل پایا اُسوقت خنجر پکڑ کر اٹھا اور وار کرنے چلا مگر بموجب مثل جبکو خدا رکھے اُسکو کون چکھے اُسوقت ابو الفتح کہ شکو آپ بجائے عمر ہر طرف نلانی کرتا پھرتا ہو بس سب طرف سے ہوتا ہوا اسطون کہ جو آیا تو اُسکے دل میں خیال آیا کہ قاہر کو دیکھتے چلو کیونکہ اژدر آج ایک نیا شخص اُسکے ساتھ ہو یہ سوچ کر اندر بارگاہ کے چلا ہر ایک لازم نے اُسکو دیکھ کر کہا ای مہتر صاحب آج تو قاہر نے ہم سب کو نکال دیا ہو معلوم نہیں کہ خفا ہیں یا کسی نے کچھ غلطی کھائی ہو اگر ہکو موقوف کر دینا وہ چاہتے ہوں تو آپ سفارش کیجیے گا کہ ہمارا ادھر سیر آتا برقرار رہے آپ کو دعا کرینگے یہ کلام اُنکی

زبان سے ستر ابو الفتح اور بھی زیادہ متوحش ہوا اور اندر بارگاہ کے نہ گئی قنات چاک کر کے
اندرا کا حال دیکھنے لگا تعجب ماجرا نظر آیا کہ قاہر کو ہی تو غافل سو رہا ہو اور اثر درخیز کھینچ کر اسکی
بالین پر آیا ہو سر اسکا کاٹا چاہتا ہو پس یہ دیکھا کہ اُس نے جلد دربار گاہ پر جا کر زور سے کھنکھار کر اپنی
آواز سنائی اثر در جلدی سے خنجر میان میں کر کے اپنے پلنگ پر آکر لیٹ رہا اور خراٹے لینے لگا
ابو الفتح اندر آیا اور قاہر کو اُس نے جگایا جب وہ جاگا کما مقرر صاحب کمان تشریف لائے
اُس نے کہا کہ میں گشت کو آیا تھا جی چاہا اندر بھی چلا آیا قاہر نے پاس پہنچھا لیا خاطر کرنے لگا
ابو الفتح نے اُس سے چپکے سے سب ماجرا بیان کیا کہ یہ حال میں نے دیکھا اگر میں نہ آجاتا تو
کام تمہارا تمام تھا قاہر اپنے جی میں سوچا کہ یہ عیار بہن اپنا احسان مجھ پر جاتے ہیں بھلا اثر
ایسی حرکت کیا کرتا غرض ابو الفتح سے اُس نے کہا کہ بڑا احسان آپ نے فرمایا کہ میری جان بچائی
لیجیے اسکے پان کھائیے گا یہ کہا کچھ اشرافان اسکی نذر کین ابو الفتح وہاں سے چلا لیکن باہر
آکر یہ ایسا کچھ سانحہ دیکھ کر حیران رہا کہ کب جاتا تھا پھر قنات کے پاس آکر چپکا کھڑا ہو رہا اور
قاہر اپنے پلنگ پر لیٹا کچھ نہ خفتہ رہا ہو اور اثر در سوچ رہا ہو کہ کبھی عیار آکر قاہر کو جگایا ہو
اچھی طرح غافل ہو جائے تو اُس کا شمار اپنا کردار دھرا ابو الفتح کو عرصہ جو ہوا دل میں کہتا ہو
کہ تم تو یہاں پھنسے ہو اور اگر عیار ان لشکر کفار میں سے کوئی آکر دست بردی امیر یا اُس کے
فرزندوں پر کر جائے تو کیا ہو گا پس اور کچھ تدبیر کرو یہ سوچ کر چپکے چپکے اور لشکر میں پھرتا ہوا اپنی
فلک زمین جو چلا ایک مقام پر ایک فقیر گرشل لقا پرستان کے اُسکی قطع تھی اُس لشکر میں
بھیک مانگنے آیا تھا رات زیادہ گئی ایک جگہ پر سوہا تھا اُس کو اُس نے دیکھا پس فوراً رنگ
روغن عیار ہی کا لگا کر اُس کو بیوش کر کے صورت اُسکی قاہر کی ایسی صورت کی بنائی
اور اُس کو اٹھا کر دربار گاہ قاہر پر آیا اور ٹپکارا کہ قاہر کو ہی جاتے ہو اثر در اسنے
عرصہ میں قاہر کو سوتا جانکر اٹھا چاہتا تھا اُسکے چکارنے سے اسنے جواب دیا کہ ہاں بھائی
جاتے ہیں اُس نے اُسا قاہر کو زور سے پاس بھیج دیا حکم صاحب قرانی اُسے کہنا ہو اثر در نے قاہر کو
جگا دیا اور کہا کہ ستر ابو الفتح کے پاس ہے جو کہ ابھی آئے تھے قاہر آنکھیں ملتا ہوا باہر گیا کہ اُس
اُس نے اسکو الگ لگ کر حجاب بیوش کے منہ پر مار کر اسکو بیوش کر دیا اور ایک مقام پر

اسکو چھپا کر کپڑے اسکے اُتار کر نقلی قاہر کو پہنائے اور اسکو اُٹھا کر اندر بارگاہ کے لایا اور اُتر دے کہا کہ امیر نے شراب بہت عمدہ بادشاہ کے لیے کچھوائی تھی اُسوقت اسکے نمونہ کو چکھانے کے لیے انکو بلایا انھوں نے جو اسکو ایک جام پیا بیہوش ہو گئے ہیں اب انکو نشہ از حد ہو میں پلنگ پر سلائے جاتا ہوں شاید آنکھ کھلے اور پانی وغیرہ مانگیں تو تم خبر رکھنا ایسا نہو کہ کاٹالگ جائے اب امیر بھی آرام میں گئے ہیں اُنکی حفاظت کو جاتا ہوں میرا آنا اب نہو گا اُتر دے یہ کلام مسکرت بہت خوش ہوا اور کہا جی نہیں میں جاگتا رہوں گا غرض ابو الفتح قاہر نقلی کو سلا کر آپ باہر نکلا اور قاہر صلی کو اُٹھا کر ایک ایسے خیمہ میں لایا کہ بیچ لشکر میں چند خیمہ اور قاتین اور نگیرہ استادین اور انہیں اسباب ضروری عیاروں کا رکھا رہتا ہوا سوا سوا سٹے کہ خبوت کسی عیار کو خواہش شراب کباب وغیرہ کھانے پینے کی ہوتی ہو تو وہ بے تامل وہاں آکر کھاتا پیتا ہوا اور اپنے کام کو چلا جاتا ہوا دو چار پلنگ بھی وہاں لگے رہتے تھے بس اُسے وہیں ایک خیمہ میں پلنگ پر لا کر قاہر کو لٹا دیا اور عیاروں سے کہہ دیا کہ یہ قاہر کو ہی میں اُسے ہوشیار رہنا اور بیہوش رکھنا یہ لکڑی پڑوانہ ہو گیا اور وہاں اُتر کر وہی نے جب دیکھا کہ ابو الفتح کو گئے ہوئے عرصہ ہوا اور قاہر بھی نہیں چونکا خوب بیہوش ہو بس سوچا کہ خداوند لقائے تیری مدد کی اب بخوبی قتل کر چنانچہ اسن سچیا نے اُس اپنے محسن یا ایمان کا سراپا کھنڈل سے جُدا کیا بظاہر تو اسکو مارا باطن اپنے ہی طرقدار کو قتل کیا اور اتنا صبر کیا کہ وہ رات تمامی پر آئی اور وہ زمانہ آیا کہ تیغ مہر نے سرزنگی شب جُدا کیا اور سحر گویان چاک کیے ظاہر ہوئی ایسا

جو اُسے مشعل خورشید لیکر

سحر کا دانت تھا ہی شب کے اوپر

اُڑا رنگ اختر وں کا صورت دود

نشان شب ہوا عالم سے نابود

جب آثار سحر ظاہر ہونے لگے اُتر دے سر قاہر نقلی کا رومال میں باندھ لیا اور ماہر حکم کتب سوار ہوا کسی نے منع نہ کیا اس لیے کہ صبح ہو چکی تھی سمجھے کہ مسجد کرباس میں جاتا ہو یا ہوا کھانے نکلا ہوا اور یہ سوار ہو کر مرکب اُڑاتا لشکر سے نکل کر سیدھا لشکر لقائے میں ہو چکا اب یہاں دو گھڑی دن چڑھے خادم خدمتگار وغیرہ جو اندر بارگاہ قاہر کے اُسے اُس سچاے کا خون ناحق زمین پر بہا دیکھا شور و غل بلند کیا کہ افسوس کسی نے قاہر ایسے بہادر کو مارا

اُدھر لقا کو خبر ہوئی کہ اژدر کو ہی سر کسی کا کاٹے ہوئے لیے آتا ہے بختیارک نے کہا کیا خداوند تیرے صدقے بتا تو سہی کہ اژدر کو ہی سر امیر کا یا علمشاہ یا قاسم کا کسکا سر لانا ہو تو تو خداوند برحق ہوا تہی بات بتا دینا کیا بات ہو لقا نے کہا قدرت ایسی ماہیات باتیں نہیں بتاتے ہیں جس کسی کو قضا نے گھیرا ہوگا اُسکا سر ہوگا یہ حکم ملک الموت قدرت کورات کو سونے پر پہنے دیا تھا اُسوقت یاد نہیں ہو یہ لکچرکار کہ ایسے بندگان قدرت دیدے قدرت مرا اس شان پر اژدر اندر بارگاہ کے آیا اور سجدہ کر کے سر قاہرہ زریک لقا ہنسا اور کہا تو بندہ مقبول ہو عرض یہ بیٹھا ساقی نے اُسکو جام شراب دیا اُدھر امیر کو خبر پہنچی کہ اژدر سر قاہرہ کا لکچر لکچر اب لشکر لقا میں خوشی ہو رہی ہو یہ سننا تھا کہ دھوان دماغ سے نکل گیا اور فوراً تیغ ٹیک کر اُٹھے کہ بہ ایمان خود اگر قاہرہ مارا گیا ہو تو بغیر مارے اس حرام زادے کے بچھوڑو نگاہ یہ لکچر باہر آکر اشقر پر سوار ہوئے پھر تو اور بھی سردار فرامز مالک بہرام علمشاہ وغیرہ اپنے اپنے مرکبوں پر چڑھ کر عقب امیر چلے ابو الفتح کو توالی چوہترہ میں تھکا دینا کہ امیر سے جا کر کہوں آپ نجائے قاہرہ زندہ ہو مگر امیر نے اشقر کو تازیانہ دکھایا وہ مرکب بادیا ہو گیا یہ اُسکے تیزی رفتار کی کیفیت تھی کہ ابیات

دلین جو آئے گر کسی نقاش کے اُسنگ
سبزہ سمند یوز بناؤن مین یا سزنگ
کس سے یخ خدا بندھے صورت ہو کا رنگ

تصویر کھینچنے کے تکیں بخش کی ترے
گذری تمام عمر اسی سوچ میں اُسے
آخر قلم کو ہاتھ سے رکھ دے کی یہ کہے

ابو الفتح آخر پھر آیا اور اُس نے اکر یہ چالاکی کی کہ قاہرہ کو ہوشیار کر دیا اور سارا ماجرا لکھا اُسے شکر یہ ادا کیا اور مرکب سنگا کر سوار ہو کر خدمت امیر میں پہنچا امیر نے لقا کے لشکر لقا کے پہنچ چکے تھے کہ اُس نے اکر تسلیم کی امیر حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہو مگر اُس کے زندہ ہونے سے خوش ہوئے اس شان میں ابو الفتح بھی حاضر ہوا اور تمام ماجرا سے شبینہ معوض عرض میں لایا اور عرض کیا کہ اب حضور پھر چلین آخر وہ کافر بھاگ کر گیا ہو تو لڑنے نکلے ہی گا اُسوقت کام اُسکا تمام فرمایا گا امیر نے فرمایا کہ بہتر ہو اُسوقت قاہرہ کو ہی نے عرض کیا کہ حضور میں نہ پھونکا اگر پھر کر جاؤنگا تو نامزد کلاؤنگا مین جا کر اُس نامزد ازلی اور ابدی کو اُس کے خداوند کے سامنے

گو شمالی دونگا امیر نے فرمایا کہ امیر بہادر بادی کا نویسی دھرم ہو جو تو کہتا ہو شاہ باش مرحبا مگر تنہا جانے
 دینے کو جی نہیں چاہتا اچھا اگر یہ ارادہ ہو تو بسم اللہ میں بھی تیرا شریک حال ہوں اور
 دربار گاہ لقا پر آکر ٹھہرتا ہوں قاہر نے کہا زبے پرورش و عنایت یہ لکھ مر کب چمکا کر یہ آگے بڑھا
 اور سیدھا بارگاہ لقا کی طرف چلا امیر بھی پیچھے اسکے روانہ ہوئے اور سب سرداروں سے
 فرمایا کہ تم یمن منصرے ہو سردار چار طرف پھیلانے لیکن لشکریان لقا نے جو امیر کو دیکھا وہ
 خوب لوہا اہل سلام کا مانے ہوئے یمن کسی نے ہون بھی نکی اور قاہرہ دیر اندہ دربار گاہ پر آکر
 گونجا لوگوں نے اندر دوڑ کر خبر کی کہ قاہرہ ہی آپہنچا اور امیر اور سب سردار اُنکے لشکر میں
 پہنچ چکے یمن اثر دور تو نام قاہرہ لشکر حیران ہو گیا کہ وہ کہاں سے آیا شاید مسلمان ہو جانے
 سے یہ شرف بھی ہو جاتا ہو کہ لاکھ طرح مار و قتل نہیں ہوتے یمن بختیارک نے کہا کہ ای اثر دور
 اب تم کسی دنگل یا تخت کے نیچے جلا جا کر پوشیدہ ہو کہ ملک الموت تمہاری جان کا آپہنچایا
 قاہرہ کا ہزار آتا ہو جو بھوت، بنکر، ٹکڑے کا اور کھا جائیگا لقا نے سُکر کہا کہ یہ تقدیر یمن ہمارے
 بیچیدہ ہیں انکو کوئی سمجھ نہیں سکتا اس شان میں قاہرہ بسان شیر نر دھوڑیاں بارگاہ کی طرف کے
 آخر پردہ کے پاس پہنچا بختیارک نے کہا اب بھی کچھ نہیں گیا ہو لوگوں سے کہیے کہ وہ باہر دیکھیں
 لقا نے کہا مجھ سجدہ کرنے آتا ہو آنے دو بختیارک نے کہا آج تاک ہننے یہ تقدیر نہیں دیکھی
 کہ مسلمان ہو کر پھر سجدہ کرنے آئے غرض یہ باتیں ہوتی تھیں کہ قاہرہ اندر بارگاہ کے گھس آیا اور لاگارا
 کہ اسے او اثر دور بھیجا سپاہیوں کے لیے یہ دغا افسوس ہو تیرے حال پر اور ٹٹ ہو تیری زندگی پر
 اثر دور نے اسوقت اٹھ کر ایک تلوار ماری اس بہادر نے پیرا بدل کر تلوار کو خالی دیا اور اپنی تیغ
 نیز کھینچ کر اُسپر وار کیا اُس نے بھی تلوار کا دار کیا لگی شمشیر زنی ہوئے بختیارک پکار رہا تھا کہ امیر قاہرہ
 یہی اثر دور حرام زادہ بھیجا تھا را دشمن ہو اسکو ماری ڈالنا واجب ہو یمن بیڑی دیر سے اسکو
 لعنت ملاست کر رہا تھا کہ تم آگے اسکے کہنے کی تو قاہرہ نے سماعت نہ کی اور ایک مقام پر مکر کو بتلا کر
 گردن پُر اُس بھیانکے ہاتھ مارا کہ سر اسکا کٹ کر دور گرا اسوقت عنصر کو ہی وغیرہ نے قصد بلوہ کرنے کا
 کیا بختیارک نے کہا کیوں شامت آئی ہو باہر بارگاہ کے امیر بھی کھڑے ہیں خداوند ابھی تو
 باہر قلعہ کے نکلے ہیں بھاگتے راہ نہ ملے گی اسکو نکل جانے دو سب بارگاہ ورنہ خون سے لال ہو جائیگی

سنہ سنہ کی نعروں سے رات کو نیند نہ آئی گی کئی دن تک بستر خواب سیدان جنگاہ دکھائی دیا
 تھا ربا ای غنصر کیا جائیگا مر کے خداوند کی بہشت میں چلے جاؤ گے ہلو ابھی خدا کی کرناہی غنصر کیا
 خاموش ہو رہا اور بختیارک نے قاہر سے کہا حضور چاہیں تشریف رکھیں یہ کفش خانہ جناب ہے
 اور چاہیں تشریف لیجائیے اُس کا فرحاسر نے جیسا کیا تھا ویسا پایا ہم بھی نامرد کے شریک نہیں ہیں
 خوب کیا جو آپ نے اُسکو سزا دی اور وں کو بھی عبرت ہو گئی اب کوئی ایسا نہ کریگا قاہر اسکی
 باتوں سے ہنستا ہوا بفرغت و آسائش تمام بارگاہ سے نکلا اور خدمت امیر میں حاضر ہوا
 امیر اسکو ہمراہ لیے شادان و فرحان مراجعت فرما ہوا اور اپنی بارگاہ میں آئے تمام سردار
 قاہر سے ملکر خوشنود ہوئے قاہر نے اور امیر نے ابو الفتح کو بہت کچھ انعام جلد و سے میں
 اس خیر خواہی کے عنایت کیا بادشاہ نے جشن شاہانہ خوشی میں قاہر کے زندہ رہنے کے
 آراستہ فرمایا بیان تو سب خوش و خرم فروکش میں اُدھر کیفیت سنئے کہ کچھ ملازم اثرور کو ہی کے
 اُسکے مارے جانے سے لاش اسکی اٹھا کر اُسکے قلعہ کی جانب گئے بھائی اُسکا اُسکے عوض سے
 حکومت کرتا تھا نام اُسکا ماران کو ہی ہو غرض اُسکے سامنے جا کر اُن لوگوں نے عرض کیا کہ
 بھائی آپ کے اسطرح خداوند لقا کی بہشت میں گئے اور سر بارگاہ قاہر اکر اُنکا سر کاٹ کر
 چلا گیا یہ خبر سنکر اسکو بہت بڑا صدمہ ہوا اور کہا یہ خداوند سزا بیٹھا دیکھا کیا اور کچھ نہ بولا اور
 بھائی میرا قتل ہو گیا خداوند نے جان بوجھکر اُسکو قتل کرایا کیا کون اگر مقدمہ ایمان نہوتا
 تو خداوند ہی سے پہلے سمجھ لیتا ہر چند کہ بھائی نے میرے کی بہت بڑی نامردی کہ ایسا کچھ
 مردان عالم کو زیب نہیں تھا اور کبھی اسطرح کا خواب بھی بہادر وں کو نظر نہیں آتا ہو مگر خیر
 میرا بھائی تھا مجکو عوض اُسکا اُسکے قاتل سے لینا ضرور تر ہو میرا ارادہ تھا کہ میں خداوند کی
 مدد کو جاؤں مگر اب میرا دل ایسے خداوند سے کھٹا ہو گیا ہوا اب میں اپنے بھائی کا عوض لینے
 جاؤنگا یہ لکرا اسی وقت باقیماندہ فوج و سپاہ کو حکم تیار ہونے کا دیا اور کئی ہزار کو ہیوں کی
 جمعیت سے باحتشام تمام روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ بہت جلد لشکر لقا میں پہنچا
 بختیارک اکر اسکو بھی لگیا اسنے بارگاہ میں آکر خداوند کو مہر کیا سجدہ نہ کیا اور ونگل بیٹھا
 لقا ہنگارا کہ ای بندہ قدرت تو کچھ آزدہ معلوم دیتا ہوا سنئے کہا کہ یا خداوند مجکو رنج بہت بڑا ہے

کہ آپ بیٹھے دیکھا کیے اور بھائی میرا مار ڈالا گیا آپ اُس وقت زمین کو حکم دیتے تو قاتل بڑا درو کو
 میرے وہ نکل جاتی لگانے کہا کہ ایسے بندہ قدرت اگر تو رنجیدہ ہو تو میں تیرے بھائی کو بروزر نو
 جلا دوں گا یہ شکر اُسے سجدہ کیا اور کہا تو نہ پرورش کرے تو اور کون کرے غرض کہ بیٹھ کر شراب
 کشی کرنے لگے جب دماغ اُس کا گرم ہوا تو بیچارہ کہ ملک جی میں جاتا ہوں اور قصاص بھائی کا اپنے
 لیتا ہوں بختیارک نے کہا بہت گرمی نہ کرو آج آرام کرو کل مقابلہ کرنا طبل جنگ بجواؤ یوں
 کہاں جاتے ہو اُسے کہا ملک جی جس طرح کہ قاہر نے اکر سردر بار میرے بھائی کو مارا ہر ہی طرح
 اگر زور دے حمزہ سر بارگاہ میں نے اُس کا سر نہ کاٹا تو نام اپنا نہ رکھا میرا کلیجہ جب ہی
 ٹھنڈا ہو گا جب میں پورا قصاص لوں گا بختیارک نے کہا یہ امر بہت محال ہے کہ کوئی بارگاہ
 حمزہ میں گھس جائے اور کسی اُسے سردار کو مار کر زندہ چلا آئے دیکھا نہیں ایسا شاید تم ایسا
 کر جاؤ ماراں نے کہا بیان بھی ہم کہ چکے اور گھر سے بھی یہی ارادہ کر کے چلے تھے پھر اب
 کبڑکتے ہیں یہ لکڑگرز کو کا ندھے پر رکھ کر تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا اور
 یکے و تنہا باہر بارگاہ کے آکر جانب لشکر امیر کشور گیر چلا بختیارک نے ہلکارے خبر کو بھیجے کچھ
 افسر فط محبت سے پیچھے پیچھے اُسے روانہ ہوئے آخر یہ لشکر مسلمانان میں پہونچا لشکر کی وقت
 اور آرائش دیکھ کر دلیں کستا تھا کہ کیا جاہ و جلال ان مسلمانوں نے ہم پہونچایا ہوا واہ واہ واہ
 بازار فنگ بازار ہندوستان کو بہت آراستہ پایا سیر کرتا ہوا قریب بارگاہ سلیمانی پہونچا اس
 بارگاہ پر احتشام کو دیکھ کر عقل دنگ ہو گئی سراپردے اُس کے دور تک کھینچے تھے دربارگاہ سے
 دور تک اردو می سطلے آراستہ دور یہ جھاڑ فرشی استاد بیچ میں سڑک سُرخ سیر بافت و
 عقیق کی کٹی ہوئی گلاب کیوڑہ مشکون میں بھرے سقے چھڑک رہے تھے خواجہ خضر کا دم بھر
 رہے تھے بارگاہ پر کلس پا قوت کے چڑھے تھے جو ابھر کے سوراں پر بیٹھے تھے منقارون میں
 اپنے مالے مروارید کے لیے تھے دربارگاہ پر میل عادیان پوشہ ادیان پہلوان عادیان عجب
 درگہ سالاری دنگل پر بیٹھے تھے چالیس سٹلے سر پر بندھے تھے چالیس شدہ تحت الخنک کے
 چھوٹے ہوئے دیو تھا کہ قالب انسان میں سمایا نظر آیا ماراں نے دیکھ کر خون کھایا اندر
 ہلکارون نے پہلے ہی خبر عرض کی تھی کہ ماراں کو ہی اس ارادہ پر آتا ہوا آپ نے فرمایا کہ

آنے دو قاہر بھی کچھ ایسا حلو انہیں کہ جسکو وہ کھا جائیگا قاہر بھی سبب شجاعت ذاتی کے
 بشاش ہو کر عرض رسا ہوا تھا کہ اگر حکم ہو تو میں دروازے پر جا کر اُسکو روکوں بیان
 جناب بادشاہ کے رو برو وہ بے ادبی کریگا امیر نے فرمایا بھی تمہارے ساتھ تو ہم جی ہن
 کمان جاؤ گے اسی بہادر تم ایسے ہی ہو کیا کتنا عرض حکم پہلوان عادی کو پہونچ چکا تھا کہ
 آنے دینا سوچو سے اُسے نزدکا اور یہ گھوڑا بڑھا کر اندر بارگاہ کے آیا امیر نے کد با تھا کہ
 تیسری دھوڑی پہر روکنا اور کتنا کہ مع مرکب اندر نجا عرض جب چارویو مہیاں ڈر چکا اُسوقت
 پہلوان عادی کہ اٹھکر اسکے پیچھے پیچھے آتے تھے وہ سدا راہ ہوئے اور کہا اسی ماراں ان گھوڑ
 سے اتر پڑو نہیں جانتے کہ یہ جگہ بادشاہ فیروز کا لہ لشکر اسلام کی ہو کہ جو لجاے و ما داے
 غریبان بین یہ بھی سوچا کہ اندر مع گھوڑے کے جانے میں اُسے تکرار کرنا کیا ضرور ہے مطلب
 وہ فوت ہو جائیگا اگر یہاں تلوار چلی بس یہ گھوڑے سے اُترا پہلوان عادی نے بڑھکر آخر کی
 دھوڑی کا پردہ ہٹا دیا فرق زنجیر کو سرکا دیا یہ اندر آیا عجب ایک انجمن پہلوانان صفت شکن کی
 لکھی کہ انجمن انجم گردون بھی اسجنگ دیک کی ہوگی عجب رعیت داب نظر آیا کہ ترک فلک کو بھی
 اسجگر پر خیم کیے پایا اقبال سانے بادشاہ کے دست بستہ لبان سلامان حاضر تھا نصرت میں ظفر
 ہمتیرین دور سردارون کا بندھا ہوا دست راستی دست راست کو دست چپی دست چپ کو
 چہل ستون فرزندان گرامی حمزہ سے بچا ہوا بادشاہ سریر سلیمانی پر جلوہ فرما سنا سوتا جدار کا
 گرد حلقہ بندھا ہوا اٹھارہ ہزار چینی سترہ ہزار فرنگی بارہ ہزار ہندی اویچی بتا ہوا حاضر تھا امیر
 یصد تو قیر دنگل نا و عینر اصف بن برخیا پر جلوہ فرما تھے خشت ہائے زرین پر ہزارون عیار مانا
 عیار سی سے آراستہ کھڑے تھے ایک طرف بارگاہ کے کچر یاں تمام گھلی تھیں مقدمات مالی و ملکی کا فیصلہ ہوا
 سانے بادشاہ کے بقاصہ حور پیکر رقص میں تھے جام سردارون میں گردش پذیر تھا اس عظمت و جرات کو
 دیکھ کر وہ رعب ماراں پر طاری ہوا کہ بے اختیار اُسے جھجک کر فراشی مجرا امیر کو اور بادشاہ کو کیا
 امیر نے ہاتھ سر پر رکھا بخلق تاسر و بخندہ پیشانی فرمایا کہ آئیے تشریف لائیے یہ آئے بڑھا امیر
 اٹھنے لگے اُسے قسم دی کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں غرض کہ دنگل زرین پر آکر قریب پہنچا امیر نے
 پوچھا کہ بھیا مزاج تو اچھا ہو اور سانی کو اشارہ کیا کہ اُسے جام لا کر دیا اُسے پایا اسوقت امیر نے

پوچھا کہ کیونکر تشریف لانے کا سبب ہوا اب یہ شرمندہ ہوا کہ تو کیا کہے آخر کہا کہ آیا تو اسلئے تھا کہ قاہر کو مین قتل کرنا مگر آپ کے خلق نے بندہ بے دام بنایا سب غصہ جاتا رہا قاہر باس ہو جوتا تھا اُسے کہا ایسا دور میں موجود ہوں یہ لکرا اٹھا کہ آئیے جس طرح چاہیے مقابلہ کر لیجیے امیر نے بھی کہا کہ اچھا تو ہو حوصلہ نہ رہے اُس وقت اُسکو بھائی کا غم پھر تازہ ہوا اور اٹھ کر بارگاہ کا آگیا امیر نے حکم دیدیا کہ بارگاہ کے دروازے پر اکھاڑہ کھد گیا سر اچھے اٹھوا لیے حضرت قدر قدرت شاہ ہجواہ بھی دیکھنے لگے قاہر نے اگر مقابلہ کیا اول سب فنون سپاہی کے تلوار و نیزہ ہوئی آخر جب چشم زخم کسی کو نہ پہونچا اُس وقت نوبت کشتی کی پہونچی قاہر کو خدا تعالیٰ نے اسپر غالب کیا چند دیر کشتی رہی آخر قاہر نے گولے پر بھر کر جوارا چار دشا سنے چت کر دیا یہ وہاں سے اٹھ کر پھر بارگاہ امیر میں آیا اور عرض کیا کہ دین آپ کا برحق ہو جو آپ کے دین میں آئے کیا کہ امیر نے کلیہ طیبہ بتایا یہ کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا جو سردار کہ اس کے عقب میں آئے تھے وہ بھی بارگاہ میں آکر شرف بشارت اسلام ہوئے اور اُسی وقت پھر کر اپنے لشکر میں آئے پکارے کہ جسکو ہمارے ساتھ آنا ہو آئے کہ ہم مسلمان ہوئے عرض لشکر اسکا کوچ کر کے اُسی وقت ملحق لشکر امیر ہوا امیر نے جو سامان کہ اثر در کو عنایت کیا تھا وہ اب اسکو دیا بارگاہ اور ملازم وغیرہ اور خلعت سرداری عنایت فرما کر سرفراز کیا ہلکے ہو خبر کو آئے تھے وہ پھر کر بارگاہ لقائین گئے اور یہ خبر مفصلاً سب عرض کی بختیار ک پکارا کہ صلوٰۃ صلوٰۃ یا خداوند دیکھیے کیا گرما گرمی کر کے آتے ہیں کہ جیسے اب کھا ہی جائینگے مگر پھر ٹائین ٹائین فش آپ کا بندہ گندہ مارا ان کو ہی بھی مسلمان ہو گیا لقا خوب تہقہ مار کر ہنسا اور کہا اُسکے دلمین میری طرف سے پہلے شک آگیا تھا اب میں نے یہ اختیار کیا ہو کہ جو کوئی بندہ میرا اپنے دلمین میری خداوندی کا شک کریگا اور برحق مجھکو بخانے گا تو میں اُسکو اپنی جوار رحمت دور کر کے مسلمانوں کے حوالے کر دوں گا اور اُسکو اُنھیں بندوں کے ہاتھ سے ذلیل کر دوں گا یہ کہہ رہا تھا مگر بخیدہ خاطر تھا کہ یکایک آواز تڑا تے کی بالائے ہوا پیدا ہوئی اور برف برسنے لگی آندھی آئی لقا پکارا کہ بھنے ان کو ہیوں کو خوب سمجھ لیا اب بندہ قدرت کو طاسم سے بلایا ہو اسی گفتگو میں کہ ایک تخت روئے ہوا سے بارگاہ میں اُترا سبنے دیکھا کہ اُس تخت پر ایک ساحرہ نازک اندام دیا من

پیکر سوار ہو زیور جواہر کا وزیب بدن کیے کا نوں مین کرن پھول پہنے جو عقدہ نریا کو بھی شرتی
 ہاتھوں مین لنگن اور کرٹے جو حلقہ اطاعت مین دستگیر بڑے بڑے زرہ دستون کو کرین پہنے مائے موتیوں
 گلے مین ڈالے بھولی بھولی صورت پائچے کلائی پر ڈال کر تخت پر سے سنبھل کر اترتی اور سامنے
 خداوند کے آکر اس صنم زیبا نے تسلیم کی اور سجدے مین گری لقا پکارا کہ اے بندہ سر اٹھا کہ مین نے
 اپنی لعنت تجھ نصیب کی وہ سجدے سے اٹھی اور از بسکہ کم سن ہو تو مسکراتی ہوئی قریب تخت آئی
 بلا گردان ہو کر جواہر جو بہر نذر لائی تھی وہ نذر چڑھائی بختیارک نے کہا اے ملکہ نام نامی آپکا کیا ہو
 اکیلے آنے کا اتفاق ہوا یا لشکر بھی ساتھ ہو اُس نے کہا لونڈی کو زیور جادو کہتے ہیں لشکر بھی
 کچھ ساتھ لائی ہوں خداوند کی مدد کرنے کو حکم شاہ افراسیاب آئی ہوں یہ کہہ رہی تھی کہ وہ بھی
 تخت اور طہران سحر آکر اترے اور ساٹھ شتر اُسکی مصاحبین انیسین خواصین وغیرہ سب آکر
 دیدار خداوند سے مشرف اور فیضیاب ہوئیں سب نے نذر چڑھائی بختیارک نے خداوند سے
 کہا یا خداوند بعض بندے تو آپ ایسے پیدا کر دیتے ہیں کہ جو اور دن کی جان لیتے ہیں لقائے
 کما قدرت خود نور خالص اُسکے پیٹ مین اتارنے کے لیے ایسی صورت پیدا کرتے ہیں گر پھول
 جاتے ہیں اب یہ بندہ جو فیصلہ مسلمانوں کا کر دیگی تو ہم اپنے خاتون معظمہ بانیئے زیور یہ کلمے
 شکر مسکرا کر چپ ہو رہی مسکرا نا بھی سکا لاکھ لاکھ بناؤ دے گیا یہ معلوم ہوا کہ غنچہ کھلتے کھلتے رہ گیا
 غرض دنگل زرین پر یہ بیٹھی لشکر اُسکا متصل لشکر خداوند بختیارک نے جا کر اتر دیا بیان
 دور شراب ناب ہوا جلسہ جنگ و رباب ہوا ساحرہ نے سارا ماجرا جنگ مسلمانان کا بختیارک
 سے سنا اور خداوند کی بہت تسکین کی کہ آپ نہ گھبرائے مین ایک آن واحد مین آپ کی عنایت سے
 سب بندگان مغضوب کا استیصال کر دین گی بختیارک نے کہا چاہے فیصلہ انکار نہ کرو مگر تم
 سلامت رہو اور خداوند عرشا علی پر نہ جائیں کہ جنگی بدولت یہ صورتیں کبھی کبھی دیکھنے مین
 آجاتی ہیں ساحرہ نے کہا پھر اچھا طہل جنگ بچے بختیارک نے کہا صاحب اتنی جلدی نہ کرو
 ہمیں اپنی صورت تو دیکھ لینے دو پھر ہم کمان اور تم کمان ندی ناؤ سنوگ ہو وہی مثل ہو کاغذ کی ناؤ
 آج نہ ڈوبے کل ڈوب جائیگی زیور نے کہا ملک جی زیادہ مجھ کو نہ بناؤ بھلا مین ہوں ہی کیا اسی
 جڑی بھاڑ مین جائے ایسی صورت جس پر کوئی ناز کرے اترائے خداوند نے مجھ ایسی بستی بہت

پیدا کی دین ملک جی اپنے کام میں مصروف ہو لو صاحب سیرا پیلہ چڑا دیکھ کے ایسا رکھنے لگے آپ ہی
میں نہ رہے بختیارک ہنسنے لگا اور کہا ای ملک ہمتو تمھارے تشنہ پدار میں صد تیرے تیری صورت
سیرے کئے کو مان اور جان عالم ذرا عیاروں سے بچتی رہنا آج کی شب اور کل کا دن مجھے عیاروں
فریب وغیرہ سن لے پھر لڑائی آغاز کرنا خداوند تجھ کو اُنکے ہاتھ سے بچائیں ورنہ یہ صورت زیبا خاک
لمبائی سا حرمہ اس کے سمجھانے سے اُس شب کو دربار میں کچھ دیر بیٹھی پھر بارگاہ میں اپنی آکر
استراحت پذیر ہوئی دوسرے دن جب ساحرہ شب زیور انجم سے آراستہ ہو کر بارگاہ
زنگار میں آئے اور مہتاب نے ہالے سے طوق محبت اُس کا گردن میں اپنی پہنا کہ ابیات

ہوئی پھر شاہد شب جلوہ آرا	فلک پر ماہ کا چمکا ستارا
مرصع ساز قدرت نے پھر اکبار	ستاروں کے کیا گئے کو تیار

سرشام اُس ماہ تمام یعنی ملکہ زیور جادو کے کلفام نے اپنی بارگاہ میں آکر نفیر سحر کو دم دیا
لقائے بھی طبل جمشیدی بجوایا جاسوسان لشکر اسلام خبر مفصل دریافت کر کے خدمت بادشاہ
ذیشان میں آئے سر سحر جھکا کر دعا و ثنا ئے شاہی زبان پر لائے کہ ابیات

زبسکہ عہدین تیرے ہو رسم دادری	جو س کی بھی کوئی فریاد سن نہیں سکتا
گئی بنائے تعدی جان سے اب اسنے	بتان کی ناز و ادائیں رہا نہ ظلم و جفا
سوائے عشق ترے عہدین تعدی ہے	کٹا وہ ہاتھ کسی حبیب تک اگر پہونچا
شہا سحر کا گریبان چاک کرتے وقت	ہو خوف ایسا کہ کانپے ہو دست مہر سدا

ایک ساحرہ لالہ فام و بد انجام زیور جادو نام بہرامہ ادلقائے ناکام آئی ہو اور بمقابلہ بندگان
درگاہ عالی مقام نفیر سحر اسنے بجائی ہو کل کے رزق سحر کہ آرائی ہو یہ خبر سنکر شاہ نے امیر سے فرمایا کہ
آپ کی کیا صلاح ہو آپ نے ابوالفتح کو حکم دیا کہ بے ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ ابوالفتح نے جا کر
طبل جنگ پر چوب لگائی ہر ایک بہادر کو خبر ہوئی کہ بھائیو کل سحر کہ نبرد پیکار ہو دربار سے
سردار اٹھ کر اپنی اپنی بارگاہ میں آئے بادشاہ داخل شہستان ہوئے آج بہادروں کو گونہ
انتشار ہو کہ سحر سے ہر فرد بشر ناچار ہو دیکھا جاسے کہ انقلاب گردون دربار کیا کل دکھاتا ہو
یہ سحر کہ کس کے ہاتھ آتا ہو اس طرف سنجائی باختری مشتری حساری خوشی کرتے تھے کہ کل یقین ہو

لشکر اسلام مغلوب ہوا اور مال غنیمت ہمارے ہاتھ آئے، غرض بنگالی دریا کے کنارے کئی سو بیٹھ گئے
دور و بجانے لگے منتر پڑھتے جانے لگے زیور اپنی بارگاہ میں آکر سحر جگانے لگی ہر مقام پر جوت
کھڑی ہوئی اگیارسی ہوئی سیر آنے لگے بھیت پانے لگے آج کی رات ستارے آسمان پر روشن تھے
یا فلک کا میدان مرگھٹ تھا مردے پھٹکتے تھے ساحر زجل نام رشتہ لکشان کو شاخ سنبلمین
بانہ صکاریون تانتا تھا نبات انقش ارتھی کی صورت نئی پون اٹھانے کے لیے مرغ بٹمشیر برہہ
قوج فلک کو جھٹکا کیا چاہتا تھا سینچ برج دلو کا ڈول لیکر سر پر ڈالتا تھا آستان رہا تھا
جشنہ رحت کے کنارے پر سوچ کٹنے نہانے کا سیدھا تھا ہوا بھی آج برگیون کی طرح جنگل جنگل پھرتے
زمین و آسمان میں جدم نظر کیجیے ساحری کا کارخانہ تھا برگد کا درخت جٹا دھاری جوگی نظر
آتا برے سے ڈاڑھی تھے تو پڑانا پیشی کھلاتا بیل برے ہاتھ پانوں والا ساحر تھا دیو پتھان
بنکر جادو کرتا ہر درخت ایک پانوں سے کھڑا سحر کرنے میں مشغول نظر آتا یہاں لشکروں میں
دنیا سیاہ تھی کالی کی دہائی دیتے تھے جب پناہ تھی بیرون کا آنا بھیٹوں کے کلیجے کھانا
پھر سن سن کر کے جانا ساحر دن میں تو یہ ہنگامہ تھا بہادر وں میں تیغ و خنجر کا افسانہ تھا
نیام تیغ مار سفید کے لیے بانہی تھا سرکش بان ساحر بنکر تیر کا بیر بھیجتا تھا کلیجے چھیدتا تھا
تلوار کو خون چٹا کر سکھا دیا تھا کہ خون دشمنان چاٹنا بھیٹ میں سر لینا گلے کاٹنا گرزوں کو
سر بندھی کا تیرا دلایا تھا کہ سر چڑھ کر بغیر بھیجا کھائے نہ پلٹنا سنان کی زبان پہ منتر پڑھے کہ منتر
سچے چلے رن چڑھے کلیجا کاٹ بیر ہو چھوڑ جان مار کمانین بھی چاہ کش تھین عامل دہرنے اپنے
بچاؤ کے لیے شش جہت نہ تھا نقش سدس لکھا تھا جو درخت تھا وہ ہندسہ کی شکل کھائی دیتا تھا
کہ مربع نویس دہرنے ربع سکون کے نقش چل یہ ہندسہ پر کیے ہیں خلاصہ یہ کہ زمین و زمان
سب پر آشوب تھا آفت کا ہنگامہ اور جوش تھا کہ ابیات

وہ بیرون کی آمد کہ طوفان مرگ جھک تیغ و خنجر کی وہ الحذر نقیبون کا لکار ناہر طرف کہ بان ای جو انان رسم شعار	وہ لڑنے پر آمادہ خرد و سترگ جو آنکھوں میں انسان کے کرتی تھی جوانوں سے کہنا یہی صفت بھفت یہ ہر معرکہ کل کا بھی یادگار
---	---

رہے یاد گل تم سے یہ کار جنگ	انڈرنا کہ ہو موقع نام و تنگ
غرض چار پہرات یہی ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ خاد و رکو ہی فوج ضیا و جلال کو اپنے ہمراہ لیکر کوہستان مشرق سے نکلا زیر ران سبزہ فلک ایسا شوخ و چالاک تو سن تھا نور رخسار سے اُسکے عالم عالم روشن تھا کہ ابیات	
<p>فلک سے مٹ گئی تصویر کو کب کمر کرنے لگا ہر جنگ اور کوئی بولا کہاں اب وقت تاخیر ہو س اب گور سے دست و بغل ہو جھکا یا سر ہزاروں التجا سے اجل کا ہوئے جسم گرم بازار نہ حاصل ہو کہین الزام لینا بلا سے جان حبابی ہو گوارا</p>	<p>گئی جب عرصہ عالم سے وہ شب موذن بول اٹھا اللہ اکبر بشکل برق چمکے گرز و شمشیر کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہو یہ حمزہ نے دعا مانگی خدا سے کہ احوال بق مدد ہو تیری درکا زمان آبرو ہو فتح و دنیا نہ پاپیچھے ہٹے بڑھکے ہمارا</p>
<p>امیر باتو قیر تو دُعا کر رہے تھے اور لشکر گروہ گروہ میدان جنگ کی طرف روانہ تھے شور و آوازیں بھر لشکر سمع ہمایون امیر والا گھر میں بھی پہنچے آپ نے سر سجدے میں رکھ کر دعا ختم کی تھی کہ ابو الفتح خدمت قدس میں حاضر ہوا اور حال روانگی لشکر اُسے عرض کیا آپ نے بھی صندوق سلحہ سنجوگ سنگا کر خود ہوڈا اور زرہ داؤد سے جسم انور کو مزین فرمایا تیغ صمصام و مقام کامل تیغہ عقرت سلیمانی ہاتھ میں لیکر نیمہ سہرا بیل کمر سے لگا کر باہر برآمد ہوئے اور اشقر پر سوار ہو کر کچھ دور چلے تھے کہ سامنے سے مالک اتر رہا تھی ہزار نیزہ داروں سے آتے دکھائی دیئے سان نیزہ یون چمکتی تھیں کہ تارے سوانیزے پر اترے دکھائی دیتے تھے بہادران عرب عمامہ نورانی سر دھندھے تھے ایک طرف سے لندھو رکافیل نمایاں ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ رات جو گزرتی ہوئی ہو اب جاتی ہو اور لندھو رکافیل اسی سرخ روشن جو دکھاتا تو ثابت ہوا کہ اسی رات کا یہ آفتاب نکلا ہو غرض کہ سب سرداروں سے سلام علیک کرتے ہوئے در دولت پر امیر آئے کچھ دیر یہاں ٹھہرے تھے کہ جلوس سواری بادشاہ نکلتے لگا چوہاں بر بھی بڑا رلم بردار و غیرہ</p>	

سب جلو خانہ سے باہر نکلے سامان بادباری آگے بڑھایا چاسا سلامی لینے کو ایک طرف ٹھہرا فرنگیوں
 بگل بجایا ارگن کی دروی بھی ارستی بیلا بجاتے لگے کوس دہل کر گڑا تے روشنی نمود ہوئی لڑکے
 حسین و خوبصورت لوٹے لٹخون کے لیے عود برکی کا کٹنا اسپر ڈالتے منقلون کو جلانے گزر گئے
 زنانی دھوڑی تک زنانہ سامان آکر پھر گیا کماریان پیاری پیاریان زیور طلائئ میں غرق ناک
 بھون فرط نزاکت سے سیمٹے ہوا داربادشاہ کا کاندھے پر اٹھائے قریب پردہ سرخ ہو پوچھیں
 کمارون نے بڑھکرتخت پہنچا یا حضور عالم کے برآمد ہوتے ہی مردھون نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا
 شور و غل مچایا امیر نے مجرا گاہ پر جا کر اول مجرایا پھر تولندھو رہرام فرامرز جہور وغیرہ ہر ایک
 تسلیم سے کاسیاب ہوا تخت ظل اللہ کو جانب سیدان قلب میں بھکر لیچے کہ فرد

وہ عظم و شان شکر دیکھ کر واہ

فلک بھی کہ رہا تھا اللہ اللہ

غرض ہنگام سحر نور کا ترک انقب سقبت خدا کرتے ہوئے سوار دن کے گھوڑے ہم سے بھرتے ہوئے
 باجے عربی بکجے کوس و نقارے بجتے ہوئے سوئے داگاہ روانہ تھے اُدھر صبح ہوتی ہی ملکہ زیور
 جادو خواب مرگ سے اٹھ کر لشکر ساحران تیار کر کے میدان کی طرف چلے دنیا میں خرابی اس قحبہ نے
 ڈالی آندھی آبی کالی روے ہوا برابر آکر چھلکے ساحرون نے اثر و راہی اڑائے میرجورات کو
 قابو میں آئے تھے انکو بلا کر استخان کیا کنکری کو پہاڑ بنایا پہاڑ کو کنکر کیا درخت جلائے دریا کو
 جوش میں لاتے کوہ و دشت میں تزلزل ڈالتے طائران سحر کو اڑاتے ہوئے میدان میں پہنچے
 ایک طرف سے لقاے گمراہ ہاتھیوں پر تخت کچھو اے خواصی میں بختیارک ایسے شیطان کو
 بٹھائے دن پر چڑھا لشکر کو ہیان و باختریان ہنستا ہوا ساتھ تھا غرض جب یہ دونوں گروہ
 انبوہ انبوہ وارد میدان مصاف ہوئے ظلمت و نور کا مقابلہ شب و روز کا سامنا تھا ایک طرف
 وصدہ لاشربک لے کے ماننے والے ایک طرف اپنے خدا کو ساتھ لیے ایک حق پر دو سرانا حق پر
 لڑنے پر تل گئے ساحرون نے ڈرو بجایا بجلیان چمک کر گرین صحر جو آٹورن کی تھا اسکو جلا دیا
 ابر سحر برسا کر گرد و غبار بٹھا دیا میدان پاک و صاف ہوا آئینہ بزم مصاف ہوا صفین ترتیب پذیر تیز
 ملکہ زور جادو اپنے تخت پر سوار صف لشکر سے آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے صبح کا وقت تھا تو یہ معلوم
 ہوتا تھا کہ آفتاب نکل آیا ہوا امیر نے اسکی صورت کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا جو خدا نے تعالیٰ اسکو

ہدایت فرمایا اور مسلمان ہوتی دولت حسن ضائع نہ جاتی کسی مسلمان کے کام آتی غرض کہ شورش
 لشکر ترقی پر ہوا روئے ہوا پر اثر دیکھنا کرنے لگے روئے گیتی اثر زہر سے سوچ گیا منقلین
 دہر دہر جلتے لگے شعلہ روجاد و گریان بھر دک اٹھیں طاؤس و مہنس اڑا کر جو جو کا سامری کے
 غل مچا کر برقیں کو جلوہ دیکر قاصد ہوئیں کہ صفت لشکر اسلام پر جا پڑیں اس وقت نقیبوں نے کلگر
 نقابت کی کر دیکتوں نے کر کا کہا جب یہ سب کنارے ہوئے ملکہ زیور بہزار دن ناز و انا و بخت
 سامنے فیل لٹائے حرس بادیہ ضلالت کے اگر اجازت طلب ہوئی اس گبر نے کہا کہ جا تجکو
 اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا یہ وہاں سے تخت اڑا کر سامنے لشکر اسلام کے نات میدان میں پہنچی
 اور پکاری کہ اے بندگان مغضوب خداوند آؤ میرے مقابل میں اسکی سیب دینے سے یکایک صفت
 دست چپ میں طبل و نقارے بجے اور تہمتیں خاوری ماسون شہزادہ قاسم کے گھوڑا اپنا اٹھا کر
 سامنے تخت ظل اللہ کے اگر اجازت خواہ ہوئی بادشاہ نے انکو سیر و خدا سے پاک کیا یہ ہا و مرکب
 اڑا کر لطف چالشگری دکھاتے جو لانگاہ پر آکر مقابلہ ساحرہ بہ سیر میں ہوئے انکو دیکھ کر ساحرہ
 ایک قہقہہ مارا اور ایکہ طرف کوٹھنہ اٹھا کر پکاری کہ ارے ابھی تک تو نہ آیا کہاں مر رہا ہوتا کتنا تھا
 کہ بونڈ لا گرد گا جنگل کی طرف سے اٹھ کر قریب تر آیا اور اسین سے ایک سوار مسلح و مکمل اسب تانی
 نثراد پر سوار نکلا برچھا ہلاتا ہوا سامنے زیور کے پہونچ کر عرض رسا ہوا کہ اے ملکہ میں تو حسین حاضر تھا
 آپ کیون غصہ فرماتی ہیں جو کیسے بجالاؤن زیور نے کہا کہ یہ جو سامنے تیرے کھڑا ہو چکو قتل کرنے
 آیا ہو اس سے سمجھ لے اور جو کوئی بعد اسکے اور آئے اسکو بھی مارنا کہ ان لوگوں نے خداوند بھلا
 بہت عاجز کر رکھا ہے یہ سنکر اس سوار نے گھوڑے کو ہمیز کیا اور مقابل تہمتن خان پہونچ کر اسنے
 ایرٹھ گھوڑے کو زور سے کیا کہ گھوڑا اسکا لرزنے لگا اور اس طرح اس گھوڑے نے پیٹ اپنی جھڑپ
 کہ جس طرح مرکب پھریری لیتے ہیں بس پھریری لیتے ہیں زمین کے اندر سے ایسا عبا رنگا کہ اندھی
 آگئی اور دنیا کالی ہو گئی لشکر اسلام میں بھی کچھ پھرنہ دکھائی دیا اسیر بھی غافل تھے انکی بھی آنکھیں
 بند ہو گئیں اب جو آنکھ کھلی اور زمانہ روشن ہوا سبنے دیکھا کہ تہمتن خان کا سر کٹا ہوا پڑا ہے
 لاشہ خون میں تڑپ رہا ہے سر سے لہو تازہ جاری ہے ایرٹیاں جو رگڑی ہیں میدان میں گرے
 پڑ گئے ہیں صاحب طاقت کا دم مشکل سے نکلا ہے یہ جان لیکھا رہا ہے سلام آبدیدہ ہونے لاش اس

بایمان کی اٹھوانگائی اور بیان سے فیروز خان خاوری نے جاگراُس سوار کا مقابلہ کیا
 اُس سوار کے گھوڑے مین نہیں معلوم کتنا غبار بھرا ہوا تھا کہ ہر بار وہ پیٹھ جھاڑ کر نکالتا تھا
 اور دنیا کو سیاہ کرتا تھا پھر جو دیکھے تو سامنے لاش مبارز روزہ بجا کی پڑی نظر آتی تھی آنکھیں
 حسرت آلودہ کھلی ہین گردن کٹی ہوئی صورت زیبا خاک و خون میں ملی ہو اسی طرح تا بہ شام وہ
 سوار میدان میں کھڑا رہا اور میا زران ملک خاوری کے بعد دیگرے اُس کے مقابلہ میں جا بیٹے
 اور قتل ہو اے چالیس سردار شہر خاوری کے اُسے رو برو گئے مگر ہلاک ہو گئے پھیل پھیل پھیل
 کہ امیر نے قصد میدان میں نکلنے کا کیا بختیار رک اراہ امیر سمجھ گیا اُس نے طبل باز گشت بجا دیا
 ملکہ زیور میدان سے پھری سوار گھوڑا ڈال کر جانب صحرا چلا گیا لقا ہنستا ہوا زیور پر سے رو گوہر
 لٹاتا پھرا امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئے لشکر دن نے کمر کھولی اور آسودہ ہوئے
 ملکہ زیور بارگاہ لقا میں آکر بیٹھی اور مصروف سیخواری ہوئی بختیار رک نے کہا ای ملکہ کیا کہنا
 کیا خوب پاکیزہ سحر ہو اور واہ کیا اچھی طرح تم لڑی ہو لیکن امیر کے اسم عظیم کی تمنے کچھ تدبیر میں کی
 امیر کے نکلنے کا ارادہ میں پہچان گیا وہ آئے تو تمھارا سوار زندہ نہ رہتا یا تو ماش کا آٹا ہو جاتا
 اور اگر سحر تھا تو جہنم میں جاتا زیور نے کہا ملک جی میں دھوکے کی لڑائی نہیں لڑتی ماش کے
 آٹے کا سوار کیسا یہ سوار طلسمی ہو اور امیر آتے تو کیا ہوتا یہ سوار نہ مارے مرے گانہ کاٹے کٹی گام
 اطمینان رکھو اور آج پھر طبل جنگ بجاؤ و لشکر دشمنوں کا بہت ہو لڑتے لڑتے بہت عرصہ گزرے گا
 میں چاہتی ہوں کہ جلد فیصلہ ہو جائے بختیار رک نے کہا ای ملکہ بھولے سے بھی سوار کا ذکر دربار نہ کرنا
 ورنہ مار ڈالنے والے بھی بہت بیہ طب بن وہ بغیر مارے نہ چھوڑینگے زیور نے کہا کیا تمنے مجھ کو
 دیوانہ بنایا ہو یہ لکھنوی سحر کو دم دیدیا پھر وہی شورش وہی ہنگامہ برپا ہوا تادیر زیور اسی مقام پر
 رہی جب شہسوار زترین کلاہ آسمانی صحرائے مغرب کی طرف گیا اوسا حرہ شب کا بارگاہ
 عالم میں داخلہ ہوا کہ ایسا

طلسمی ہر جان کا کارخانہ	کبھی شب ہو کبھی دن کا اجالا
-------------------------	-----------------------------

ہوا تار یک عالم جب ہوئی شب	جراغ آسمانی سب تھے کوکب
----------------------------	-------------------------

ساحرہ اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آئی اُدھر امیر کشور گیر کو نفیر و طبل جنگ بجنے کی صدا ملکارونے

پونچائی اور بھی تقارے اسکندری اور حشامی گرد گردایا دل اور ون میں اُسی چرچے کا زمانہ
پھر آیا اپنی اپنی جگہ پر آکر پھر وہی مچلاپن دکھانے لگے وہی تیزیان وہی شوخیان جتانے لگے
کہیں تلوار چرخ پر چڑھی کہیں تیر و پیکان کو آبداری ملی کسی نے زرہ درست کی کسی نے طبع
سست چاق و چست کی اور ساحرون میں سحر کے جگانے کی گرم بازاری رہی پُر صنعت
زمانوں پر جاری رہی چار ہر رات یہی مشغلہ رہا جب مشعلہ افروز عالم نور آفتاب ہوا
عالم با آب و تاب ہوا کہ ابیات

جبین صبح پہراک نور آیا
شفق نے روشنی بخشی نظر میں

کہ جب اُس رات نے انجام پایا
گلابی رنگ پایا بام و درین

ہنگام سحر امیر باکرم مسجد کرپاس سے اٹھ کر جلو خانہ شاہنشاہی میں آئے بادشاہ اُسی شوکت
وجاہ سے برآمد ہوئے ہر ایک کا مجر اور سلام ہوا قلب لشکر میں لبان قلب تخت حضور لیکر جانب
داد گاہ مردان جنگ آزمائے کو سن تقارے اور دہل گرجے لگے نسیم سحری چلتی تھی یو میں
سی خنکی تھی باجے خوش نوائی کے ساتھ بختے تھے بہادر تہتے تھے اسی کرد فرسے وارد
دشت صفات ہوئے اُس طرف سے لقائے گمراہ بھی فوج لیے آیا زیور جاوونے آکر
ساحران نامی کا میدان میں پر اجمایا سامری جمشید کے نفرون کی صدا سے دنیا بھر کی بجلی سحر کی
میدان صاف کر گئی نقیب چاؤش لکار کر کنارے ہوئے زیور نے پھر اجازت لقا سے لیکر
اپنے تین میدان میں پونچایا اور مبارز طلب کیا اور سے آج امیر نے قصداً دل ہی بکھلنے کا
فرمایا اُس وقت ابو الفتح سے میدان قرق کر نیکو اشارہ کیا اُس نے دست بستہ عرض کی کہ
او شہر پار کل ہم عیار و دربار کفار میں حاضر تھے کہ ساحر نے بختیارک سے کہا کہ یہ سوار
طلسمی ہو اور آدمی ہو آئے کا نہیں ہو امیر آئینے بھی تو کیا کر لینگے اسی سبب سے من جاتا
ہوں کہ آپ تشریف نہ لیجائیں سدا اسم اعظم پر کوئی آفت آئی تو نباہی لشکر کا سامان ہوگا آج
یہ غلام تدبیر معقول اُس سوار کی کریگا جب آج مجھ سے کچھ نہو سکے اُس وقت آپ کو اختیار ہو
کل اسی سوار کی فکر میں گیا تھا کچھ پتا اُسکا نہ معلوم ہوا مگر آج بہادر ون کو تو لڑنے جانے دیکھے
اور میں سوار کی تدبیر کرنے پہلے سے جاتا ہوں آپ کچھ فکر نہ کیجیے امیر نے یہ سکر عرض کو اسکی

پڑیرا کیا اس عرصہ میں آج دست راست کی صف سے سرداران شاہزادہ بدیع و نور الدہر
 مثل فضل بن گیا ہو و غیرہ مقابلہ ساخرہ میں حسب اجازت بادشاہ گئے سوار طلسمی ہی طرح
 صحرا سے آیا اور گھوڑے نے اُسکے پیٹھ کو جھڑا جھڑایا غبار نکلتا تاریکی چھائی اور لاش لڑنے
 والے کی جب روشنی ہوئی تو نظر آئی تا بہ شام ہی معرکہ گرم رہا ساحرہ نے امیر کا نام لیکر پکارا
 نہ آپ نے حسب وعدہ ابو الفتح نکلنے کا ارادہ کیا قریب شام طبل باز گشت بجا لشکر و نو
 پھرے لقا آج بہت خوش تعریف زیور کرتا ہوا بارگاہ میں آیا امیر پھر کر اپنے لشکر میں
 آئے مگر کھول کر آسودہ ہوئے ابو الفتح آج پہلے ہی سے جنگل میں صورت بدلے ہوئے
 چھپا ہوا تھا کہ دیکھو ن سوار قدرت کمان جاتا ہوا الغرض جب سوار قدرت پلٹا اُس نے دیکھا
 کہ یہ آگے جنگل میں ٹھہرا اور ہر طرف دیکھ کر سامنے ایک چشمہ آب صاف کا بہ رہا تھا اُس میں مع
 مرکب کو دیکھا اور غوطہ کھا کر غائب ہوا اس عرصہ میں بالکل شام ہو گئی تھی وہ وقت تھا
 کہ ضیاء خورشید بھی دریائے ظلمت میں ڈوب گئے تھے اور چشمہ افلاک میں کنول
 ستاروں کے تیرتے نظر آتے تھے کہ ابیات

چھپی خط شعاعی جا بجا سے	تھکے جی التماس مدعا سے
برستے مغرب سے لہراتی ہوئی شام	ہوا خورشید پر احسان آرام

ابو الفتح سوچا کہ اس چٹنے میں جانا کاری وارد اور آج پھر ساحرہ نے طبل جنگ بجوایا ہوگا
 کل پھر یہی معرکہ لشکر اسلام پر آج کا سادر پیش آئیگا بہتر ہو کہ کوئی تدبیر کروں آخر سوچتے سوچتے
 اُس نے صورت اپنی ایک زن حسینہ و جمیلہ کی ایسی بنائی کہ زلف اُسکی جو دیکھے آشفۃ سری حاصل ہو
 سنبل لیا کیا اُسکے مقابل ہو دل سودا زدہ کو سلسلہ جذباتی عشق وہی سلاسل کرے دل عشاق
 اسی کا پابند رہے گیسو سیہ کے پاس جبین کا چمکنا وہ کالی رات تو یہ ماہتابان یا شب سے صفا
 کا طلوع ہونا بدر آن ابروؤں کے سامنے اپنے تئیں نہ نو بناتا ہو مگر کب اُنکا سا اپنے تئیں پاتا ہو
 ترک حسن نے قتل کی تلوار میں بنائی تھیں تیوریاں چڑھتیں تو وہ تلوار میں کھنچی نظر آتیں تھیں
 دل عشاق پر اُنکے چڑھنے سے خنجر چل جائے کشتگان ابرو چل جائے آنکھیں وہ کہ جنگل سامنے
 ہر دل بیمار زکس کو بھی انھیں کے عشق کا آزار دام غم میں اُنکے گرفتار شب و روز انھیں آنکھوں کی

یادین ہر ایک بیدار پلک سے پلک نہ لگی جب اُن سے آنکھ لگی با دام کی طرح دل مردم پسے کسی جاو
 کمان ایسی طاقت پائی سامری کو یہ شعبہ بازی کمان آئے سچوہ اُن آنکھوں کو یہ حاصل کہ
 بیک ایما و اشارہ مردہ دل زندہ ہوتا ہے یہ سحر سامری کب کر سکتا ہے چہرہ تابان میں مبنی کا ہوتا
 سبحان اللہ نیا اعجاز ہے کہ الف نور کا مابین خورشید کھنچا ہے کاتب قدرت نے نیا خط نور لکھا ہے
 کان ہر ایک جواہر کے کان فریاد عاشق سننے میں انجان آئینہ رخسار کے سامنے پانی پانی لب لعلین
 بہتر از عقیق یا فی دانت ہر ایک ہیرے کی کئی جان عاشق لینے پر دھنی دہن تنگ کی ایسی تنگی
 کسی غنچہ نے کب پائی یہ خلاق عالم کی ہر قدرت نمائی کہ بے نشان ایک چیز بنائی اُسکو دیکھ کر
 چشمہ حیوان بھی ظلمات میں نہان ہو سب پوچھتے ہیں کہ کمان ہے چاہ ذقن میں آپ سے ڈوبنے کی دلون کو
 ہوس بحر حسن کا گرداب ہو اُس کنوئیں میں گر کر یوسف کا دل بھی نہ نکل سکے پستان سینہ پر ایسے
 کہ کوئی انار نہ پھل سکے سرو سا قد اُس پر یہ مگر قدرت خالق خشاک و تر کہ ابیات مسدس

جان سو جان سے ہو خوبی پستان پر تیار ٹوہیان باز پہ دو رکھی ہین یا بہر شکار دو یہ گلہ ستے لب بام دھرے ہین گویا	ہر و سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہین تیار یا ہوئے تھمے دو نور کے روشن اکیار منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا
کبھی چھاتی سے دو پٹا جو وہ ہٹ جاتا ہے رخ دوپٹے کے اُلٹنے کو پٹ جاتا ہے بند محرم کے جو ہر وقت کسے رہتے ہین	شرم سے جسم و ہین اُنکا سمٹ جاتا ہے دم بیان عاشق بیدم کا اُلٹ جاتا ہے جان و دل طرفہ یہ بندش میں پھنسے رہتے ہین
ہو سراپا جو قیامت تو ہو آفت چھل بل نازک ایسی ہو کر چلنے میں سو کھاتی ہو بل رنگ لاتی ہو غضب طبع میں رنگینی ہو	ایسی رفتار چھلا دے کا بھی دل جائے نکل وہ لگا وٹ کے ہین انداز کہ دل ہو بیگل دور ابھی نام خدا دھیان سے خود مبنی ہو

بس اُس سے پارہ نے ایک قحالی ہاتھ پر برنجی رکھی چو یک اُسین جلتے ہوئے اور زیور طلا کار سے
 جسم کو آرائش دی اور کنارے اُس چیمے کے آئی دو تین پتھر بڑے بڑے اٹھا کر اُس چیمے میں
 گھاگم ڈالے کہ تمام پانی اُس کا تلے اوپر ہو گیا اور چشمہ میں بڑا تلامطم ہوا سوار سحر گھبرا کر باہر
 نکل آیا اُس نے دیکھا کہ وہی شخص ہے جو سیدان میں جایا کرتا ہے مگر اس وقت کھوڑا نہیں ہے

اور کچھ نہیں ہو غرض جب وہ سوار باہر آیا اُس نے اُس لالہ فام قلم حسن کو کنارے کنارے اُس چشمہ کے کھڑے پایا پکارا اگوہریم خوبی و آشنائے بحر محبوبی یہ پتھر تو نے ہی اس چشمہ میں پھینکے تھے اُس نے کہا تم سے کیا مطلب تم جاؤ ہم نے جس لیے پھینکے ہیں وہ آپ ہی آئیگا وہ سوار قریب اسکے آیا اور اسکی صورت دیکھ کر بقرار ہوا اور پھر اس صفائی اور ڈھٹائی پر تو مہر ہی گیا اُس نے کہا اے جانی یہ بڑی حرکت تھنے کی کہ اس میں ہم بیٹھے ہوئے تھے اور تم نے پتھر مارے اس غواص محیط خوبی نے سنکر کہا میں کیا جانوں کہ نگوڑے دریاؤں میں بھی آدمی رہتے ہیں اچھا اب نہ پھینکوں گی اے میان تمھارے چوٹ تو نہیں لگی اگر لگ گئی ہو تو تم مجھ کو مار لو یہ لکھر پکار رہی کہ یا خداوند تو اُس موئے سے بدل لالے کہ جس نے مجھ کو یوں خراب و خستہ کیا اُس سوار نے کہا اے مایہ حسن واداد گوہر دریاے ضیا و صفا یہ تو بتلا کہ کس نے تجھ کو خراب کیا اور کیوں تو یہاں جنگل میں آئی اور چشمے میں سنگ زن ہوئی اُس نے ایک ہ کی اور کہا کہ بیت

تلخ جینا ہو امین اور مزے وہ لوئیں | رونے دیکھیں ہمیں جب دلکے پھپھولے پھوئیں

اُس سوار نے کہا میں تیری ہر آن پر نثار اور ادا پر صدقے بتاؤ کہ کس نے تجھے ستایا ہے یہ اپنا حال تو نے کیا بنایا ہے اُس نازک بدن نے کہا اے میان اب تم سے کیا پردہ رہا اور چھپاؤں نگوڑا کمان تک اب تو آوارہ دشت و بادین ہو چکی ذات برادری سے گئی مان باپ چھوٹے کہیں کی نہ رہی میں قلعہ عقیق کوہ کی رہنے والی ہوں اور نیچ قوم نہیں اتم ذات کی ہوں اب اپنی ذات کیا بتاؤں خیر اسکو تو ہمیں تک رہنے دو میرے گھر میں ایک چھوکرانہ کر تھا کاروبار گھر کی ٹہل کرتا تھا وہ مجھ کو دیکھ کر فریفتہ ہوا اور میں بھی اُسکے دم میں آگئی اُس نے مجھ کو یہ سکھایا کہ پوجا کرتے بہانے سے سر شام تالابوں پر جایا کرو میں دو روز سے تو اکیلے آئی اور پھر گئی آج اُسی سے وعدہ کر کہ تالاب پر اتر کر کی طرف جانا اور ڈھیلے اس چشمہ میں پھینکنا میں پہلے سے اُس میں اسکر بیٹھ رہونگا جب ڈھیلے تم پھینکو گی میں نکال آؤنگا سو اُسی کے لیے میں نے یہ ڈھیلے پھینکے تھے اُس کا تو کہیں پتا نہ لگا تم البتہ نکل آئے یہ تو بتاؤ کہ تم سے بھی کیا کسی سے وعدہ اسی طرح کا تھا اُس سوار نے یہ سنکر قہقہہ مارا اور کہا یہ بھی کچھ قاعدہ کلیہ ہو کہ جو آشنائی کرے وہ تالاب ہی میں آکر بیٹھے یہ لکھر اُس گوہر گرا نایہ بحر حسن کو گلے سے اُس نے لگا لیا اور کہا اے سراپا نازیہ آئین بھی قدرت کے کھیل کے ہیں

خداوند نے میری آبرو بچائی منج قوم کے ہاتھ سے عزت برباد جاتی رہ لوٹا اٹھو انہیں معلوم
 کہ کسی سردار کی بیٹی ہر نہیں معلوم سوداگرزادی ہو تجلو اس سے بھلا کیا نسبت خوب ہوا
 کہ تو اس تالاب پر چلی آئی وہ لوٹا امارے ڈر کے جنگل میں آیا نہیں تجلو روزا سنے بھیجا شاہانہ
 تیرے دلو کہ تو اسکی محبت میں چلی آئی اسی طرح سمجھ لے کہ ہر بات میں وہ نکل جائیگا اور تجھے دعا کرے
 ایسا نہیں تیرے لیے سردار زادہ کوئی ہو تو زیبا ہو خبردار ایسا امر کبھی نہ کرنا کہ بیچ سے بیت کر کے
 اپنی عزت دینا اب اگر تو محبت کرنا چاہے تو میں سردار طلسم ہوش ربا کا ہوں اور ملازم ملازم زور
 جاؤ جو مصاصہ شاہ جادوان افراسیاب عالیشان کے ہیں انھوں نے بڑی محبت کر کے
 مجھ کو بلا ہی اور سحر بند کیا ہے میں حمزہ سے لڑنے کو آیا ہوں اور اُنکے حکم سے اس تالاب میں رہا ہوں
 تجلو مال دنیا سے مالا مال کرونگا اُس نازنین نے کہا کہ محبت تو سچ پوچھو یوں نہیں ہوتی کہ یکایک
 میں تم سے کرنے لگوں تم بھی میری کچھ دنوں منت کرو پانوں پر سردھرو تو میں تمھارے منہ سے سنہ
 ایک دن ملاؤں تم میری مچھی لیلو میں تمھاری لون پھر بڑھتے بڑھتے محبت بھی ہو جائیگی یہ سنکر
 وہ سو اُسکے پانوں پر گرا اور کہا ای جان جان اچھا تو اب اپنے اُس لونڈے کا خیال چھوڑ کر
 میرے گھر میں تو چل اُس نے کہا میرے گھر میں سب راہ میری دیکھیں گے دیر ہوگی تو سب جمع جائیں گے
 اُدھر کو وہ لوٹا راہ دیکھ کر کسی تالاب پر سے گھر جائیگا تو اور بھی آفت ڈھائیگا مجھ سے خفا ہو جائیگا
 میں اُس پر مرتی ہوں اگر وہ خفا ہوگا تو میں جان دے دوں گی اُس سوار نے کہا کہ ایک لمحہ بھرتے
 کوئی خفا نہ ہوگا اور ہم خداوند لقا سے لکر تیرے مان باپ کو راضی کر دینگے تیری عصمت کی
 خداوند سے گواہی دلو اَدینگے اُس نے کہا کچھ ہی کیوں نہیں تیرے ساتھ نہ جاؤں گی تو مجھ کو ہاں بجا
 بچھاڑیگا اور میں جانتی ہوں کہ جو میری گت بنا یرگامردوے حواس میں آلو مجھ اکیلی عورت کو
 پا کر تو نے تو پانوں پھیلائے ہیں ایسی گنگلی نہیں ہوں مجھ سے سب میری دائی بتلا چکی ہو کہ
 اس طرح مردوے عورتوں کو اپنے پاس سلائے ہیں اور اجی جو رو بناتے ہیں حسن و شخص مز
 کسی کی جو رو نہ بنوں گی جو چوری کی مٹھائی میں مزا ہو وہ کسی میں نہیں ہو میں آشنائی کرونگی
 وہ سوار بھولی اُسکی یہ باتیں سنکر اور اُسکو گود میں اٹھا کر تالاب میں کود پڑا ہر چند وہ مڑی اور
 بیتاب ہوئی مگر اُس نے نما ناجب اُسکی آنکھ کھلی اور تہ پر پانوں لگا دیکھا کہ یہاں پانی نہیں ہو

ایک مکان بنا ہو چھت پردے چمنوں سے آراستہ ہو پلنگ جو اہر کا رگستر دہ ہو نیچے اُسکے سنبھلے ہو
ہمہ اشیا سے راحت و نعمت دھری ہو وہ ساحر آکر مسند پر بیٹھا اُسکو پہلو میں اپنے لبسان دنگے
بٹھایا اور پکارا کہ اے جان جہان بیان ٹھہر کر ایک جام شراب پی لے پھر تجکو میں تیرے گھر
پہونچا دو نگا مگر تیرے فراق میں یقین ہو کہ میں زندہ نہ رہو نگاہت سے میں ملکہ زیور کو پیار
کرتا ہوں لیکن وہ میری مالک ہیں اسوجہ سے راز دل اُنسے کہ نہیں سکتا خداوند نے
اُنسے بہتر تجکو میرے لیے بھیج دیا ہو اب کیا پرواہ ہو اُس گلبدن نے انگوٹھا دکھایا کہ تیرے منہ کو
بجھلے میں تیرے ہتے چڑھوں گی یہ کبھی نہوگا اب وہاں اس ماہ پکیرنے یہ ہنگام گرم بازاری
نازد غمزہ کا گرم کیا کہ ابیات

کہ چشم شوخ مصروف حیاتھی	نگاہوں میں تصور کو نہ جاتھی
نہ تھیں بیوشیاں کیفیت سخن میں	نہ تھے اس طرح چرچے انجمن میں
قدم واقف نہ تھے نقش میں سے	زبان تھی آشنا بان اور نہیں سے

وہ ساحر اُسکے لپٹا جاتا تھا آخر اُسے کہا میرے آگ لگ جائے تیری مستی پر اگر میں اُس دریا پر
نہ آتی تو تو کس سے یہ جہ سیکوٹیاں کرتا لے اب بجو گھر جانے دے میرا مارے بھوک کے برا
حال ہو اُسے کہا کھانا نہیں موجود ہو کھا لو تو ہمارے سر کی قسم پھر ہم جانے دینگے اُسے کہا
کہاں ہو وہ سوار اٹھا کہ کھانا لاؤں اُسے کہا نہیں ہم آپ لائینگے تو بتا دے اُسے کہا دیکھو وہ سا
تپائی پر خوان کسار کھا ہو یہ نازکبدن اٹھ کر اُس خوان پاس آئی اور کہا میں پہلے دیکھ لوں کہ
اسمین کیا کیا ہو تو لے بھی جاؤں اور جو کچھ میری پسند کا ہوگا تو نہ کھاؤنگی یہ اکر خوان کو
کھولا وہ ساحر تو اپنی جگہ پر بیٹھ رہا تھا اور اُسکی آن دادا کا دیوانہ تھا اُسے وہاں خوان چھو
کھانا جو کچھ اُسمین تھا اُسکو آغشتہ بہار دی بیوشی کیا اور لیکر پاس اس ساحر کے آیا کھانا
سا سنے چٹا اور آپ بھی بیٹھا پھر نوالے کچھ بنا کر اس ساحر کے منہ میں دینے لگا اُسے کہا
اے کلفام تم آپ کھاؤ اور لاؤ میں نکلو کھلاؤں اُسے کہا اے شخص اب کچھ تیری محبت آتی جانی ہو
ہمارا مردہ دیکھے جو ہاتھ سے ہمارے نہ کھائے ناچار اُسے خوش ہو کر منہ کھول دیا اُسے
چند نوالے اُسکو کرائے اُسکا گرمی معلوم ہوئی کہا ٹھہر جاؤ میں پانی پی آؤں جب تک تم کھاؤ

یہ لکھ کر اٹھا طمانچہ بیوشی نے مارا کہ چرخ کھا کر گرا ابو الفتح نے فوراً خبر کھینچ کر مارا مگر خنجر اچٹ گیا اس نے
سیسہ کرچے میں گرم کر کے سنسی سے منہ کھول کر پلا دیا کہ دل جگر اسکا جل گیا اور آواز گیر و دار کے بدبوئی
وہ تالاب اور مکان بالکل سب نابود ہو گیا بیر دوتے ہوئے زیور کی طرف گئے اور بیان ابو الفتح نے
دیکھا کہ ایک غار بہت عمیق ہو وہ مکان اور تالاب کچھ نہیں ہو یہ اس غار میں اتراد لکھا کہ وہ
سردار جو مارے گئے تھے امیر کے وہ سب اس غار میں ہیں اور وہ گھوڑا بھی کہ جس پر بیہوار
چڑھ کر میدان میں جاتا تھا بندھا ہو مگر قریب جا کر جو دیکھا تو ناش کے اٹے کا ہو گیا ہو اور ایک
تختی اس سوار کی جھولی سے تلاش کرنے میں ملی وہ تختی ابو الفتح نے لے لی اور سردار وں کو لیکر
اپنے ہمراہ جانب لشکر امیر روانہ ہوا اور رات کو ملکہ زیور نے اس خیال سے طبل جگ نہ بجا یا تھا
کہ دو دن برابر میدان داری سوار کر چکا ہو ایک روز اسکو آرام ملنا چاہیے اب کل کے رز بھر
لڑو نگی اور اسکو طمینان تھا کہ میرے سوار پاس تختی ہو کہ اس کے سبب سے وہ طسم بند ہو وہ امیر کے
ہاتھ سے مارا نہ جائیگا اس طرح سے کہ جیسے نقادار گریان و خندان امیر کے ہاتھ سے مارے نہ گئے
اور انکو عمر نے عیاری کر کے ملا جال ہفت در بند فرعونہ آخر ایمرج نامہ میں ہوا حاصل کچھ دیر
بارگاہ لقمان ٹھہر کر بختیارک سے صلاح کر کے اپنی بارگاہ میں آکر یہ آرام پذیر ہوئے تھے رات
آدھی کے قریب آجلی تھی کہ یکایک بیرون کے رونے کی صدا کان میں آئی یہ گھبرا کر اٹھے سو پڑھا کہ بیر
سامنے آئے یعنی چند طائر سامنے آکر گرے اور پکارے کہ امی ملکہ ایک ساحرہ تالاب میں سو اڑ سکی
آئی اور اس نے آکر اسکو مارا امیر کے سردار وں کو چھڑا کر لیگی یہ لکھ کر وہ طائر غائب ہوئے اور زیور
یہ خبر سکر بدحواس ہو گئی کہ اب بڑی مشکل پڑے گی پھر دلو کوڑا کر کے گویا ہوئی کہ خیر سمجھ لیا جائیگا
یہ خدا پرست کمان جالیگی میرے ہاتھ سے مگر حیران تھی کہ ساحرہ کون تھی جو وہاں گئی ارے
جب میں گھر سے چلی تھی تو سوار کو پہلے سے من نے بھیج دیا تھا اور وہ بھی اسی جاہ آکر رہا تھا کہ
بتا اسکا ملنا ممکن نہ تھا اچھا اب اور کچھ تدبیر کردنی بیان تو یہ اس تردد میں تھی اُدھر ابو الفتح نے
سب سردار وں کو لا کر داخل بارگاہ سلیمانی کیا امیر بھی دربار برخواست کر چکے تھے لیکن خبر سکر
خوشنود ہوئے سردار وں نے خلعت آکر ابو الفتح کو دیئے اور بہت خوشی لشکر اسلام میں ہوئی
وہاں رات کو زیور فکر میں سوئی نہیں کر دین لیا کی اسوقت ایک خواص خاص نے اسکی

اُسکو سترود دیکھ کر کہا کہ اے ملکہ آپ کو فکر کس بات کی ہو اگر ان مسلمانوں کی فکر ہو تو مجھ سے ارشاد ہو کہ میں جا کر کام اُن خدا پرستوں کا تمام گردن زیورنے کہا اس سے کیا بہتر ہو مطلب سے مطلب ہو تم ہی سہی اُس خواص نے کہ جوشن جادو اسکا نام ہو اجازت پا کر تیاری کی اور اُسی رات کو بارگاہ زیور سے نکل کر جنگل کو روانہ ہوئی اتفاق روزگار سرہنگ عیار اس فکر میں لشکر ساحران میں آیا تھا کہ ہو سکے تو زیور پر کوئی عیاری گردن اُس نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بارگاہ سے نکل کر لشکر کے باہر جاتی ہو پس یہ بھی اُس کے عقب میں روانہ ہوا وہ ساحرہ کچھ دور چل کر اُڑی اور صحرا میں قریب درہ کوہ پہنچ کر اُتری اور زمین کو دہان کی لپ لپ کر اگیاری کر کے اُس نے جاہا کہ سحر کروں تاکہ آفت لشکر اسلام پر نازل ہو سرہنگ تو اسکے پیچھے چلا ہی تھا وہوند ہٹتا ہوا اِدھر پھر آیا اور اُس نے دور سے اُسکو دیکھا بس فوراً صورت ایک ساحر کے ایسی بنا کر راہ کترا کر ایک سی ہاتھ میں لیکر درہ کوہ میں سے نکلا مگر کہتا ہوا کہ واہ رسی رستی واہ رسی رستی میں نے آج تک کوئی قدر تیری نہ کی اگر چاہتا تو خدا پرستوں کی لڑائی فتح کر لیتا خیر اب کل مجھ سے کام لوں گا یہ کلام جوشن جو بھیجی تھی اُس نے بھی سنے اور اُسکو پکارا کہ بھائی ساحر ذرا ایمان آؤ یہ اُس کے سانسے لیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اُس نے کہا میں تو جوشن جادو ملازم زیور رہوں لیکن تم بتاؤ کہ یہ رستی کی کیا تعریف کر رہے ہو اور کل کیا کر دے اُس نے کہا دیکھ لینا کہ جو کچھ کریں گے اُس نے کہا آخر ہم بھی تو سنیں اُس نے جواب دیا کہ یہ رستی ہمارے پاس جادو کی ہو اگر کہو تو تمام عالم کو اس سے باندھ لیں اُس نے کہا واہ یہ رستی تو خوب ہو اہکو دوزادیکھیں کہ کس طرح کی بی بی ہو یہ سنکر سرہنگ قریب اسکے لایا اور کہا جی جادو بھی میرا راز کھل گیا وہ دیکھو تمہارے پیچھے کھڑے سُن رہے تھے اُس نے اسکے کُنے سے پیچھے پھر کر دیکھا اُس نے وہ رستی نہ تھی کہ نہ تھی اُس کے حلقے گردن میں پہنا دیئے اور جھکا مارا کہ حلقے گردن میں پہچی ہوئے اُس نے گرا کر خنجر سے سر کاٹ لیا غل و شور برپا ہوا کہ اسے مارا جوشن جادو کو لاش اُسکی پانڈے چکڑتی ہو سانسے زیور کے لائے اور کہا اس طرح ایک ساحر نے اُسکو مارا زیور بہت ہی پریشان ہوئی کہ یہ ساحر کون ایسے دشمن لگے ہوئے ہیں اس عرصہ میں وہ رات بھی تمام ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ جوشن طلائے مہربانی

فلک پر بندھا اور ہالہ ماہ کا کنگن شاہ شب کی کلائی سے اُترا کہ بیست

کھلے لفظ مثلث کے معانی

نود و دہشت کی تھی مہربانی

صبحم لتا دربار میں آکر بیٹھا زیور بھی آئی سجدہ کیا پھر اپنی جگہ پر بیٹھی ادھر امیر بھی دربار میں آئے بادشاہ سرور جہان بانی پر آکر رونق افروز ہوئے ابو الفتح کو خلعت عنایت کیا حال قتل سوار سنا پھر ابو الفتح نے حال قتل جو شن بیان کیا سر ہنگ کو بھی خلعت فاخرہ ملا وہاں زیور کو چپ چپ چکر بختیارک نے کہا کہ اے غنچہ گلزار حسن آج کیا اُس بڑی ہو کہ وہ گل کی روش بخندہ زنی نہیں کرتی ہو زیور نے کہا ملکی رات کو میرے سوار مار ڈالا گیا اور ایک خواص خاص بھی کام آئی راور میں حیران ہوں کہ خبر سنی میں نے کہ ایک کو تو ساحرہ نے مارا اور ایک کو ساحر نے بختیارک نے کہا ایسے مبارک باشند لگا تو لگ گیا ہم نہ کہتے تھے کہ کوئی انھیں یا اُنکے سرداروں کو ستائے اور اور پھر زندہ رہے اے زیور وہ ساحر اور ساحرہ نہ تھے وہ عیار تھے یا تو سر ہنگ تھا یا ابو الفتح تھا یہ انھیں کا کام ہو تم گھبراتے کیوں ہو ابھی تو دیکھو اور کون کون مارا جاتا ہو یہ سنکر اُس نے کہا ابو الفتح کو سن شیطان نے سب پتے عیاروں کے بتائے اُس نے کہا تو میں ابھی جا کر اس موئے کو پکڑے لاتی ہوں بختیارک نے ہر چند منع کیا ماما اور بیٹھے بیٹھے غائب ہو گئی اور لشکر اسلام میں آئی بیان وہی رونق اور پاکیزگی دیکھی بازار میں آراستہ پائین مگر غصہ میں بھری تھی ہر طرف ابو الفتح کو ڈھونڈھنے لگی وہ بارگاہ سلیمانی میں تھا کہ میں پتا اُسکا نہ معلوم ہونا چاہیے بازار میں سیر کرنے لگی بازار چار طاق بلقیس اور بازار فرنگ چوب شمشاد وغیرہ اُسکے بہت پسند خاطر ہوئیں انھیں بازاروں میں پھرنے لگی اور ابو الفتح بعد کچھ عرصہ کے بارگاہ سلیمانی سے نکل کر بازار کی طرف گشت کرنے چلا اور اُس نے دوسرے دیکھا کہ زیور بازار میں پھر رہی ہو حیران تھا کہ یہ بیان کہاں آئی اسی اندیشہ میں چاہا اُس نے کہ کوئی صورت بد لکرا سکے پاس جاؤں مگر اُس نے بھی دیکھ لیا تھا کہ وہ ابو الفتح کھڑا ہو اُس نے بزور سحر ہاتھ پاؤں اُس عیار کے بے کار کر دیئے اور وہاں سے نیچے نکل کر جو اڑسی ابو الفتح کی کمر میں نیچہ دے کرے اڑسی بازار میں غلغلہ ہوا مگر بازار سی کیا کرنے اور ساحر ابو الفتح کو پہاڑ بد لائی اور زمین پر اتار دیا ابو الفتح کی جب آنکھ کھلی چپکا کھڑا ہوا کہ تن بزمینہ قضا اُدھر زیور نے کہا ارے موئے کجخت غارت ہوئے تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے سوار کو مار ڈالا ابو الفتح نے کہا جی ہاں مارا تو ہو پھر آپ اپنا مطلب فرمائیے کہ کیا ہو زیور نے کہا لو موئے کی دھٹائی سمجھو اپنی جان کا بھی خوف نہ آیا کہ آخر اس سوار کا کوئی مالک بھی ہوگا پھر وہ مجھے

کس طرح پیش آئیگا ابو الفتح نے جواب دیا کہ میری اس بات سے دل جمعی ہو کہ کوئی میرے کچھ کر نہیں سکتا اور میں نے بیسویں کو مار ڈالا تمہیں بھی مار ڈالوں گا آج البتہ اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر تم مجھ کو چھوڑ دو اور میرے حال پر رحم کرو تو البتہ اب جو تم سوار بناؤ گی میں نارون گاڑیوں سے لے کر اسے غلہ سونہ میں تیری باتوں سے خوب آگاہ ہوں بھلا موسے تو مجھ کو کیا دم دیگا اور میں کب تیرے فقرے میں آنے والی ہوں لو صاحب اب جو میں اور کوئی سوار بناؤں گی تو یہ نارے شے اب کی جو مارا ہو تو اسکو معاف کر دوں ابھی کیوں نہ میں مار ڈالوں ابو الفتح نے کہا ایک خطا تو سب معاف کرتے ہیں مگر تیسری خطا میں سزا دیتے ہیں سو آپ بھی جب تین خطائیں میں کر دوں تو سزا دیجیے گا آپ کی تو ابھی ایک ہی خطا ہوئی آپ ابھی سے برہم کیوں ہو تین میں زیور سے لے کر کیا کتنا تیرے بیان کا اشارہ لے لیا جرات ہو کہ ایک تو خطا کر چکا ہو اب اور چاہتا ہو کہ دو اور کروں سو مجھ کو کیا غرض ہو کہ میں تیسری خطا کا راستہ دیکھوں اور علاوہ اسکے تم لوگوں کا تو کام ہی یہ ہو کہ تمام عمر دغا بازی سکاری کرتے ہو اور اپنی حرکت سے باز نہیں آتے یہ لکھ پھر پنجہ میں دا بکراڑی ابو الفتح کو سیدھی بارگاہ لقا میں لائی کہ دیکھو ملکی میں پڑ لائی ملکی نے کہا کہ شاباش میری شیرنی زیور نے لقا سے کہا کہ یا خداوند ہر اب میں اسکو قتل کرتی ہوں آپ کیا فائدہ پہنچاؤں اُسے کہ یہ تیرا گنہگار ہو جس نے بھی اجازت دی مار ڈال اُدھر بختیارک نے بھی اجازت دی کہ اسی زیور اگر کسی طرح کڑی پڑو گی اور مار ڈالنے میں جلدی کر دو گی تو البتہ بختیارک ہو گی مار ہی ڈالو تو بہت بہتر ہو اب مناسب ہو کہ جلدی کرو اسکے قتل میں ایسا نہ کہ لشکر اسلام میں خبر ہو جائے اور اُسے حمایتی آجائے تو مشکل پڑ جائیگی سب محنت تمھاری برباد ہوگی اور وہ نے بھی تائید کلام کی کہ اے ملکہ ملکی سچ کہتے ہیں کلبا د جادو اور آفت خیر جادو اسکی مصاحبین بھی گویا ہوئیں کہ واری جلدی مارے اسے سو نہی کاٹے کو کہ اسے سوار کو ہمارے مارا ہو یہ تقریر ایک خدمتگار پشت بختیارک پر کھڑا رومال جھل رہا تھا اُس نے بھی سُنی اور چپکے سے کان میں ملکی کے جھک کر کہا کہ ملکی آپ کا ایک مانہ دشمن ہو رہا ہو اور آپ اپنے مشورہ سے ابو الفتح بھانجے کو عمر کے قتل کرتے ہیں یہ بات سب سے مشہور ہو جائیگی اگر کوئی آپ سے آکر دعویٰ خون کریگا تو آپ کی جان مفت جائیگی اور عمر سے بھی شرمندہ ہونا پڑیگا اب ساحرہ قتل کرنے پر آمادہ ہو آپ عیار کو قتل ہوتے نہ دیکھیے تو اچھا ہے

بختیارک نے یہ کلام خیر خواہی کے زبانی خدمتگار جو سنے کہا سچ کہتا ہوں اور اٹھ کر اپنے خیمہ میں چلا گیا۔ وہ خدمتگار بھی اسکے ساتھ اسکے خیمہ میں آیا دیکھا تو بختیارک یہاں آکر لیٹ رہا ہوا خدمتگار نے آتے ہی چادر کو منھ پر سے ہٹایا اور کہا ملکہ کیون یہ ہم لوگوں سے بے اعتنائی بختیارک دیکھ تو سر ہنگ مصری ہو جان نکل گئی کہا جی پیر و مرشد کیا اُس نے ایک بکبا بیہوشی کا اُس کے منھ پر لہا اور اُسکو پلنگ کے نیچے ڈال کر داڑھی اُسکی سوڑ کر منھ اُسکا کالا کر کے اُسکو تو دہین چھوڑا اور اُس کے کپڑے پہن کر اُسی کی ایسی صورت بن کر بارگاہ میں آیا اور زیور کا ہاتھ پکڑ کر کہا میری دو باتیں سن لو تو اس عیار کو مارتا زیور نے کان اپنے لگا دیے اُس نے کہا کہ ای ملکہ دشمن کے مار ڈالنے سے مطلب یہ کہ تمام عالم میں شہرت کرنے سے مطلب ہے سر بارگاہ اسکے قتل کرنے میں نقصان ہو قتل نہ کرنے پاؤ گی عیار لگے ہونگے وہ ایک پتھر تیر مار دینگے کھوپری ترشکدہ درگاہی اس سے بہتر ہے کہ تم اُسکو ایک خیمہ میں لیجاؤ وہاں سرکاٹ لو تاکہ کسی کو خبر بھی نہ ہو اپنے کام سے کام رکھو زیور نے کہا تم سچ کہتے ہو کیا کنا ای شیطان درگاہ تمھاری عقلندی کا آخر کیوں نہ خوداوند نے ایسا ہی سمجھ لیا ہو جب تو عہدہ شیطنت تکو دیا ہو اور تم جو چاہتے ہو خداوند کو کہتے ہو وہ بڑا نہیں جانتے یہ لکرا ابو الفتح کو پکڑ کر ایک خالی خیمہ میں لٹکی جو خواصین کے ساتھ آنے لگین اُنکو بھی منع کیا سکوروک کہ شیطان کو بلایا اور چاہا کہ سر ابو الفتح جدا کرے بختیارک نقلی نے کہا کہ اُس وقت سحر اپنا اسپر سے اتار لو تاکہ آہستہ جان اسکی نکلے اُس نے سحر اتار لیا اُس وقت بختیارک نے ایک بیضہ بیہوشی ناک پر زیور کے مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہوئی مگر زمین پر گرتے گرتے اندر زمین کے سمالٹی بختیارک یعنی سر ہنگ ابو الفتح کو کھول دیا اور کہا جاؤ ابو الفتح بھی سحر نہ تھا ایک طرف کو ٹکلیا اور زیور جب اندر زمین کے پہونچی سرد پے زمین کے ہوشیار ہو گئی اور تڑپ کر باہر نکلی یہاں کسی کو بھی نہ پایا باہر نکل کر پوچھا کہ بختیارک شیطان درگاہ کہاں ہیں لوگوں نے کہا آپ ہی کے ساتھ گئے تھے پھر ہم نے نہیں دیکھا اُس نے اُس وقت ابو الفتح کو تلاش کیا جبکہ وہ بھی نہ ملا تو تاجدار ہو کر بارگاہ لقائین چلی آئی اور اگر ملک جی کو پوچھا یہاں بھی لوگوں نے وہی کہا کہ آپ کے ساتھ تھے ابھی تک تو یہاں نہیں آئے مگر یہ تو بتلائیے کہ آپ نے اُنکو کہاں چھوڑا جو آپ دھونڈھتی پھرتی اُس نے تمام حال اپنے ساتھ جانیکا اور بختیارک کے اند امارنیکا اور اپنے غائب ہو جانیکا بیان کیا

سب سے یہ کلام سنکر کما شاید خواجہ سلامت کے قدم طلسم سے بیان آگے معلوم ہوتا ہو کہ وہی ٹکوی لگی
 زیور یہ سنکر گھبرا گئی اور دھونڈھتی ہوئی خیمہ بختیارک میں پہنچی اور ہر طرف دھونڈھنے لگی
 ایک جگہ ملک جی کو دیکھا کہ ننگے پڑے ہیں یہ شرمناک آنکھیں نیچی کر کے پکاری کہ صاحبو بیان آکر
 تو دیکھو یہ کس طرح پڑے ہیں سپاہی نے کہا بی بی رات کو ایک مہتر مر گیا تھا اس خیمہ کی پشت کی طرف
 وہی پڑا ہو اسنے کہا مونڈی کاٹے تو دیوانہ ہو میں اندر خیمہ کے کہتی ہوں تو مہتر بتلاتا ہو غرض
 دو چار آدمی اندر آئے اور بختیارک کو اس حال سے دیکھ کر انھوں نے کہا کہ یہ کوئی ملک جی کے
 خیمہ میں دلی کر گیا ہو کہ حلال خور کو لا کر ڈال گیا ہو غرض کہ انھوں نے منہ پر بختیارک کے
 پانی چھڑکا کہ وہ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا اسے شیطان جا کر کپڑے پہن بختیارک ایک ہاتھ آگے
 ایک پیچھے رکھ کر خام خانہ میں کیا منہ دھو یا کپڑے پہنے پھر باہر آیا اور زیور کے ہمراہ لقا کے
 سامنے گیا اور سب حال پتایا بیان کیا اسنے سنکر کہا کہ کیوں اسے شیطان درگاہ تو بہت چھیڑ چھاڑ
 کیا کرتا تھا آج تو اسکی سزا کو پہنچ گیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند یہ تو آپ سچ فرماتے ہیں
 غلام تو اپنی سزا کو پہنچ گیا مگر کیا وجہ ہو کہ جو آج خداوند کی ڈاڑھی نہ مونڈی گئی کس واسطے
 کہ ہمیشہ کا یہ دستور چلا آتا ہو کہ جب تقدیر ہماری برگشتہ ہو جاتی ہو تو ساتھ ہی آپکی بھی تقدیر
 پھر جاتی ہو اور ریش خداوند کام آتی ہو لقا نے کہا تقدیر کا معاملہ کبھی یوں ہو کبھی دونوں
 تو ذلیل ہوا میں صاف بچ گیا قلم قدرت میں کسی کا اجارہ کیا ہو جدھر چھ گیا اُدھر پھر گیا ابکی یوں ہی
 چل گیا پھر اسکو میں کیا کروں غرض یہ تو اس طرح کہہ رہا تھا کہ زیور نے رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا
 کہ سرہنگ مصری عیار ابو الفتح کو بے گیا اور ایک مرتبہ تجلو مار ڈالے گا بہت دور تھی نہ پھر اس
 مضمون کو دیکھ کر زیور بہت گھبرائی بلکہ مثل مردہ ہو گئی اُس میں ایک پتلے نے سحر کے آکر سلام کیا
 اور کہا میں آپکی امی جان ملکہ سفاک کا بھیجا ہوا آیا ہوں یہ نامہ لیجیے اور جواب عنایت لیجیے
 اس ملکہ میں دو روز سے آپ کے ہمراہ ہوں اب اطلاع کیے دیتا ہوں کہ ابکی بار عمکاروں کے ہاتھ سے
 محمد و خداوند سامری آپ زندہ بچ گئیں مگر اب کسی طرح سے اسید نہیں ہو میں جا کر سفاک سے
 کہہ دیتا ہوں کہ وہاں بیٹی آپکی عیاروں میں گھر گئی ہیں کس لیے کہ اس ملکہ آپ غافل بہت ہیں کس طرح
 اپنی جان کی آپ کو پرواہ نہیں اس لیے دیکھیے وہ دو عیار اب بھی آپ کی فکر میں کھڑے ہیں

پھر تمہاری جان بچنے کی کون صورت ہو زیور نے اُس پتلے کے کٹنے سے اُس طرف دیکھا کہ جدھر اُس نے بتایا تھا واقعی دو عیاروں کو کھڑے پایا پس چاہا کہ دونوں کے واسطے دستک دینے کو ہاتھ اٹھائے اُس نے تو ہاتھ اٹھائے عیار دونوں کا فور ہو گئے جستین کر کے یہ کہتے ہوئے کہ اُسے فحیحہ کہہ کر ہاتھ اٹھائے تیرے نکالنے وہ پتلا پکارا کہ وہ گئے گئے اب دستک دینے سے کیا ہوتا ہو زیور شرمندہ ہو کر رگمی اور تنگی اور ابولفتح صورت بد لکر بارگاہ زیور کی طرف چلے وہاں پتلا بھی رخصت ہو کر روانہ ہوا اب زیور کو تو یہاں رہنے دو لگال پتلے کا سنو اُسکو سبب محبت کے بیٹی کے پاس سفاک جادو نے بھیجا تھا اور آپ افراسیاب کے پاس آئی تھی وہاں سے حیرت کے پاس آئی کہ ملکہ حیرت بادشاہ سے لکر مجھ کو اجازت بیٹی پاس جانے کی شاہ سے دلدادہ بنی غرض یہ حیرت پاس دنگل پر بیٹھی ہے کہ پتلا جا کر پہونچا اور اُس نے ملکہ حیرت کو مبرا کیا اُس نے اُسکو مطلق نہ پہچانا ملکہ گھبرا گئی کہ یہ غیر کا پتلا کیونکر آیا پس جلد اُس نے اپنی انگلی ایک کھڑی کی بغین معلوم کہ یہ کیا کیا اُس وقت پتلا پکارا کہ میں ملکہ سفاک جادو کا پتلا ہوں میرا قتل کرنا اے ملکہ روانہ ہو اور کسی طرح واجب نہیں سفاک یہاں بیٹھی رہیں اسلئے میں آیا آئندہ آپ سفاک کی اور ہماری مالک ہیں حیرت نام سفاک شکر خاموش ہو ہی اُدھر لشکر مہر خ بھی سامنے ٹھہرا ہوا ہوا دھر سے قرآن وغیرہ نے بھی صورت بد لکر قصد کیا ہے کہ بارگاہ حیرت میں چلکر آج سیر کرے چنانچہ دو عیار شکر اسلام کے بھی صورت بد لکر داخل بارگاہ حیرت ہوئے اور علیحدہ کھڑے ہو کر حال دریافت کر رہے تھے اور چالاک بن عمر بھی صحرا سے آکر بیعت مبدل داخل بارگاہ ملکہ حیرت تھا غرض یہ عیار تو فراش سپاہی بنے ہوئے موجود تھے کہ پتلے نے سفاک کے کہا اے ملکہ سفاک جادو و صاحبزادی آپ کی ملکہ زیور جادو و عیاران لشکر اسلام کے ہاتھ سے قریب ہو کر مار ڈالی جائیں انکو اس حال میں چھوڑ آیا ہوں یہ لکر سب ماجرا جو بیان ہو چکا پتلے نے بیان کیا سفاک جادو کے چہرہ کا رنگ سفید ہو گیا اور حیرت جادو بقرار ہو کر عرض رسا ہوئی کہ اے ملکہ آپ مجھ کو اجازت بادشاہ سے منگو ا کے روانہ کر دیجیے ایسا نہ کہ میری بھی کٹنے والی بندی کام آجائے میں پہلے ہی کہتی تھی کہ وہ لگوڑی لڑنا بھڑنا کیا جانے شہنشاہ نے نمانا یہ لکر پھر گویا ہوئی کہ اے ملکہ آپ اپنی طرف سے مجھ کو رخصت دیجیے میں اب ایک دم بھر نہیں ٹھہرنے کی مقر جاؤں پر جاؤں اے صاحب میری ساری جان لڑی بڑی ہو کھانا پانی حرام ہے

رات کو نیند نہیں آتی ہو حیرت نے کہا کہ بی بی اختیار ہو مگر میری یہ طاقت نہیں کہ میں تم کو بغیر حکم شہنشاہ
 افراسیاب کے ایسے مقام پر روانہ کروں اس میں ایک اور خواص پیچھے حیرت جاوے کہ کھڑی ہوئی تھر
 کہ نام اس کا مار کا کل سیاہ جاوے تھا کا کل اس کی افعی دوسری طرح تھی اسے سامنے اگر عرض کیا
 کہ اگر حکم ہوئے تو یہ کثیر ناچیز ملکہ زریور جاوے کی حفاظت کے لیے چلی جائے میرے لیے تو کچھ احتیاج
 اجازت لینے کی نہیں ہو میں جا کر وہاں اپنی آنکھوں سے رنگ ڈھنگ دیکھوں اور باغیوں کو بھی
 غارت کر دوں ملکہ زریور میری شہزادی زمین میں نے انکو گودیوں میں کھلایا ہو بھلا مجھ سے تو کاہیکو
 ہوگا کہ وہ لڑیں اور میں بیٹھی دیکھا کروں حیرت نے پوچھا کہ بی بی تم کون ہو سہ فاک نے عرض کیا
 کہ جی یہ میرے سیکے کی خواص ہو اب اسی ایک کبخت کا تو دم باقی رہ گیا ہو جس سے میرے سیکے کا نام
 چلا جاتا ہو کہ ملکہ کے سیکے کی ہو نہیں تو اب ہو کون امی ملکہ میں اسکو اپنا روح و جان جانتی ہوں
 اور کل کچھ بھر کا اختیار اسی کے ہاتھ ہو خواہ سیاہ کرے یا سفید اور میں سچ کہوں اس سے بھی کوئی با
 سوا سے خیر خواہی آج تک نہ ہو زمین نہیں آتی حیرت نے کہا بھرا چھا امی سفاک اسکو بھیجو اور
 سنو میری جان شہنشاہ سے تم بھی کہ چلی ہو کہ حضور مجھے بھیجے آنکھوں نے نہیں بھیجا بادشاہ کی ضد
 تم جانتی ہو یہی انکے مزاج میں آگئی اب اسے تم ضد نہ کرو اور مجھے نہ کہو او شاد میرا کہنا نہ مانیں
 تو یہی بھی بات جائے اور میری جان وہاں جا کر تم کیا کرو گی اگر میرے منہ میں خاک خداوند نے
 قضا زریور کی گئی ہو تو تم روک نہ سکو گی سفاک نے کہا بھرا امی میری بیوی صبر بھی تو نہیں آتا اچھا امی
 مار کا کل سیاہ تو جا بارہ خواصین جو تیرے تابع ہیں انکو ساتھ لیا اور خیمہ وغیرہ اپنے ساتھ سامان
 راحت لے لے فوج اپنے ہمراہ لیا کر گیا کرگی لشکر تو بی نا جو صاحبزادی صاحب ساتھ لیکٹی ہیں بھر
 کیا ضرور مار کا کل نے کہا مجھے لشکر لے جانے کی کیا ضرورت ہو میرے پاس وہ چیز ہو کہ جاتے ہی لشکر
 حمزہ کو بات کرنے کی بھی مہلت نہ دوں گی سفاک نے کہا صاحب میں کسی کی لونڈی باندی تو ہوں نہیں
 بادشاہ آئے اور اجازت لیا کہ میں بھی آئی مار کا کل نے کہا آپ نے بھی نہ بایگا کہ میں وہاں فیصلہ کر دوں
 حیرت نے کہا آخر وہ چیز تیرے پاس کیا ہو کہ جو دم بھر میں سبکو غارت کر دیگی ہم بھی تو اسکو دیکھیں
 کہ وہ کس طرح کی ہو یہ کلام سنکر مار کا کل سیاہ نے اپنی چوٹی میں سے بیضہ عقاب جمشیدی کا نکال لیا
 دکھلایا اور کہا کہ حضور اسکو ملاحظہ کریں ہمارے شہنشاہت سے یہ ہمارے خانہ ان میں چلا آتا ہو

اور تاخیر اسکی یہ ہو کہ جب مین اسکو ماروگی طبقہ زمین کا الٹ دوں گی کیسے ہی بڑے لشکر پر ماروں سب غارت ہو جائے حیرت نے کہا واقعی یہ بہت بڑی نایاب چیز ہو اب ہماری خاطر جمع ہوئی اور سفاک دیکھ کر کہا کہ مار کا کل بھی بڑی خاندانی ساحرہ معلوم دیتی ہو اچھا ای مار کا کل تم سداوار اور فتح کر کے جب آؤ گی تو اپنا مرتبہ پیش شہنشاہ دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے غرض مار کا کل نے رخصت پا کر اپنے خیمہ میں آکر دس خواصوں کو اپنے ساتھ لیا اور تخت سحر تیار کر کے ایک اتر و سحر پر خیمہ لدوا سکے کوہ حقیق کا راستہ لیا چلتے وقت سفاک نے کہا یا تھا کہ آج جا کر کوہ لاجورد کے قریب مقام کرنا اور کل وہاں سے کوچ کر کے طلسم آئینہ کی طرف کوچھوڑ کر سیدھی طلسم سے باہر نکل جانا اور خداوند کے پاس پہنچ جانا احاصل جب وہ جلی چالاک تو ایسی باتوں کی فکر میں رہتا تھا کہ کوئی کار نمایاں کروں بس حال سب اسکے کوچ و مقام کا سن لیا تھا اُس سے پہلے بارگاہ سے نکل کر کوہ لاجورد کا راستہ پکڑا اور مثل برق و باد کے راستہ طر کر کے یہ کوہ لاجورد کے قریب تر پہونچا اور وہ ساحرہ تخت سحر اُڑاتی آتے آتے قریب شام کوہ مذکور کے قریب پہونچی اور جب فلک لاجوردی سے سیاح عالم مراجعت کر کے کوہ مغرب کی طرف گیا کہ ابیاست

کھلے دل کے کنول گرمی ہوئی کم	شعاع سر کچھ ہونے لگی کم
نگاہوں میں ہوئی ٹھنڈک سی پیدا	بڑھی سائی بشکل شوق شیدا
فلک کی چادر نیلی ہوئی صاف	دکھایا اخرون نے نور شفاف

کوہ لاجورد کے دامن میں چشمے تراوت آنکھوں کو دینے لگی اور جا نور بسیرا لینے لگے ہر طرف وہ سایہ ڈھلا ہوا آمد شام کا ہنگامہ جانوروں کا چھپانا کو سون تک سبزہ زار چھوٹوں کی بہار سنائے کا عام دشت و در کا بصورت نا امیدان سنائے میں آنا کچھ عجب لطف دکھاتا تھا مار کا کل نے وہاں پہونچ کر ایک چشمہ کے کنارے مقام پاکیزہ پر خیمہ اپنا استادہ کیا اور آگے خیمہ کے فرش بچھوا کے مع اُن دسوں عورتوں کے بیٹھی اور شراب پینے لگی سیر سبزہ زار کرنے لگی چالاک نے دور سے اسکو آتے اور اُترتے دیکھا تھا بس بدل اس بات پر آمادہ ہوا کہ کسی طرح اس مار کا کل کو قتل کر کے بیضہ عقاب لے لوں کس لیے کہ یہ فوجہ لشکر امیر میں جا کر آفت ڈھائیگی نہیں معلوم کیسی بڑے کیسی نہ بڑے توہین اسکا کام تمام کر دے غرض اس عیار نے صورت اپنی ایک زن حیمہ کے ایسی بنائی گل خشا

سمن پر تھالی سرو قامت کم سن لڑکھنے کے دن آئینہ رخسار اسکا اسکندر لکھنیاں مین
آوارہ پھر آئی وہن تنگ چشمہ حیدان کو بھی شرم سے نابود کرے آفت کا پر کالہ قیامت کا ٹکڑا سر سے
پاتک نیکی اپنی قد و بالا کی روبرو قیامت کو بھی ادنیٰ افتنہ بتائے کہ مسدس

وہ چھیرا بدن اور وضع وہ بانگی بانگی	کا مدانی کی وہ انبا ہوئی گرتی بھاری
یہ پھین چشم مین پوشاک کی دیکھی تپتی	پریان قربان ہوئیں اسکی جو صورت کبھی
تھی وہ یوسف کہ حسینان جہان مرے	سب زلیخا کی طرح جان فدا کرتے تھے

اُس صورت پر آراستہ ہو کے ایک تھالی برنجی ہاتھ مین لیکر اُس تھالی مین کچھ پھول رکھ کر اور چانول اور
ریوڑیان وغیرہ سامان نذر چڑھانے کا تیار کر کے تھالی کو ہاتھ پر رکھ کر جھم جھم کرتی جانب خیمہ
مار کا کل روانہ ہوئی اور جب اُسے سامنے سے یہ ماہ پیکر نکلی سلام تو اُسکو کر لیا باقی آگے قدم اٹھاتا
اُسے کہا ای بی تم کمان جاتی ہو اور کمان سے آتی ہو تم تو مین سچ کون ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو یہ مین
جانتی ہوں کہ کپڑے اور گنا پہنے ہو پھر مین کچھ چھین تو لونگی نین اسی سامری اتنی رکھائی بھی اچھی نین
ذرا ادھر آؤ لفظ بھر ٹھہر کر جلی جانا وہ نازک بدن یہ سن کر بھری اور اُسے پاس کر تھالی کو تو رکھ دیا اسکی
بلا مین لین گرد پھرنے لگی مار کا قتل خواص بھی اتنی خوشام کرنے سے پھول گئی اور سمجھی کہ اب تیرا
ستارہ بھی حرفی پر آیا غرض کہ اُس زن خوبرو کا ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھالیا کہ ای بس بس زیادہ باتیں نہ بناؤ
مجھ نگوڑی کے گرد پھر کر کیوں مجھ کو گناہ کرتی ہو لو آؤ بیٹھ کر کچھ اپنا حال بیان کرو یہ نازنین بھی ہلکے بھکی
اور کہا ای ملکہ مار کا کل نے کہا بی مین ملکہ ملکہ نین ہوں میری شہزادی زندہ رہے ہزار برس
وہ البتہ ملکہ مین تو اُنکی لونڈی ہوں اس نازنین نے کہا ہمارے تو آپ شہزادی مین ہم کسی کو
کیا جائیں اچھا ای بی بی اب مجھ نگوڑی کا حال سنو کہ میرا خاوند بہان قریب ایک گائون ہو کہ وہاں
رہتا ہر گری بی ایسا ظلمی نگوڑی اور بدگمان کہ مین کیا کون ایک تو اس مرلیے مین یہ عادت ہو کہ
کسی وقت چھوڑتا نین بس ہر وقت اُسکو یہی شغل ہو کہ بغل مین اسکی پڑی رہوں مین سچ کون مجھ کو
ایسا مرد و اچھڑ پڑا معلوم ہوتا ہر اور ذرا کسی سے ہنسکر بات کرو تو چھٹالا لگاتا ہو کین آئے جانے
نین یہ تاج بڑی مشکون سے پوچا کرنے کے بہانے سے چندن تالاب پر جاتی تھی میرے
جی مین آیا کہ ذرا جنگل کی بھی سیر کرتی چلون میرا اُس مردوے سے ناک مین دم ہو مگر کیا کروں

گڑبھرا ہنسنا ہو کہ نہ اُگلے بنتا ہو نہ نکلتے اب یہ ٹانگ کھولتی ہوں تو لاج ہو اور وہ ٹانگ کھولتی ہو
 تو لاج ہو مان پاپ کے کیے کو بھرتی ہوں میں سچ کمون جیسا میں بیاہ کے آئی تھی اُسکی اب دھی نہیں تھی
 روز کے جلاپے سے اہو پنڈے کا سوکھ گیا مار کا کل نے کہا بی بی شکر کرو کہ تمہارا تو بڑا سہاگ ہو
 ایسا کسی کو نصیب کہاں ہوتا ہے سامری کل جہان کی سہاگنوں اور بیٹیوں کو نصیب کرے اُس نے
 کہا بھاڑ میں جائے ایسا سہاگ آگ لگے ایسے سہاگ کو آپ بھی خوب ہیں میں درگزر ہی ایسے
 سہاگ سے میں تو مر جاؤنگی اتوی بوی اب میں چاہتی ہوں کہ کسی طرح ملکہ حیرت پاس ہو چن چن اور
 افراسیاب کی ملازمت کر کے نوکری کر لوں وہ موپڑا جھک مارا کرے جب اپنی لعل سی جان گھل گھل
 تمام ہو گئی تو سہاگ کو لیکے چائینگے بس اسکے بیان تو روٹی کھا لو کپڑا پہن اور میرا جی چاہتا ہو کہ باغ کی
 سیر ہو گا نا روز سنون شراب پیوں چین کروں دنیا کا سیر تماشا دیکھوں میں گلوڑ مارا کیا جانوں یہ
 گائے بھینس کی طرح کھلی بھوسی کھالی اور کھونٹے میں بندھی رہی یا تو یہ ہو یا خصم کی بغل ہو دوسری
 کوئی بات ہی نہیں مار کا کل ایک قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا یہ کو بی بی مزا تمہارے دل میں بھرا ہوا نام
 سامری سے جیوڑا آپ کا مزیدار ہو پھر بھلا یہ بیٹیوں کا طرز کمان اور کوئی مرد آدمی کا ہیکو جائز کر گیا
 اُس عورت نے کہا سامری قسم میرے دل میں کوئی بُرائی نہیں میں بھی اُس کی بخت کو چاہتی ہوں نہیں
 چاہتی کہ اُسکو چھوڑ کر کسی اور کو کر لوں یا کوئی یار کروں لیکن میں کیا کروں میں تو کبھی بچنے سے
 آج تک اکیلی رہی ہی نہیں باپ مان کے بیان بھی کم سے کم ہونگے تو پچاس ساٹھ آدمی فقط گنتی کے
 تھے کہ ایک ہی گھر میں رہتے تھے ہم سب ملکر باغوں کی سیر کرتے تھے و نرات آپس میں ہنستے بولتے گاتے
 بجاتے رہتے تھے مار کا کل نے کہا اسی سے بیٹیوں کو دبا دبو کے رکھتے ہیں کہ اُسکا دیدہ ہوئی ہو جائے
 ان باتوں میں اور ساتھ والیوں نے کہا بی بی پھر تمہیں کیا ہوا انکو ہو سکے تو اپنی بی بی کے پاس بھیج دو
 وہ ملکہ حیرت کے پاس نوکر رکھا دینگی ایک بولی کہ میری جان اب چاہیے کہ یہ دب کر رہیں اور
 خصم کا گھر کریں تو یہ ہوتا نہیں انکا دل اب اور طرف ہو آپ نہ بھیجے گا تو یہ آپ ہی نکل جائینگی
 مار کا کل نے کہا اور خصم تیرا جو مجھ سے دعویٰ کرے تو وہ بخت کیا میں جواب دوں گی اُس نے کہا آپ کہہ دیجئے
 کہ جو رو کو تیری کوئی بھگا نہیں لیگیا موجود ہو جو تجھ سے راضی ہو لیجا ورنہ اُسکے باپ سے ہے
 ملاقات تھی ہمارے لڑکوں کی برابر ہو ناراض کو کیونکر بھیج دین ایسی وہ سو کیا داعیہ دھکا کر گیا

بالکل جھٹھڑا آج باتون بین اب وہ زمانہ آیا کہ چاندی نے کھیت کیا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اوس گرنے لگی جنگل میں پھول کٹوراسے کھلے نظر آنے لگے چشمنہ لہرانے لگے عجیب طبع پر سیر گزار کا زمانہ تھا کشتی شراب کی کھینچا مار کا کل نے کہا نو شراب ہو آج رات کو بیان تم ہو دیکھو کہ تمہارا بیان ڈھونڈھتا ہوا بیان آتا ہو یا نہیں اور آتا ہو تو کیا راگ گاتا ہو چالاک کے سلام کر کے جام اس کے ہاتھ سے لیا اور اُسے کہہ دیا کہ میں ابھی لڑنے خدا پرستوں سے جاتی ہوں تم میرے ساتھ اس طرح جلو جب میں اُدھر سے پھر ونگی تو نگو حیرت کے پاس لیچلوں گی اس ناؤ میں نے کہا بہتر ہو جس طرح آپ کی مرضی بلا سے روز کی آفت سے تو کچھ دنوں بھی رہوں گی یہی نہ کوئی کہیں گا کہ چودھری کی بہنو کھل گئی خیر کہ لیگا سیرا حال تو سامری ہی خوب جانتی ہیں اور اسی ہو ہی جب سیرا سوان مجھ سے ملا کر گیا تو پھر کوئی مجھ کو کچھ نہ کہے گا غرض وہ جام انکو بچا کر اُسے گریبان میں اُٹھایا اور ان عورتوں نے کہا حضور انکو گانے بجانے سے بھی شوق ہو بھلا آج تو اپنی گائیں ہو اگر انکو گانا سنو ادب کیجیے سچ ہو یہ بیچاری ترسی بلکہ عیش و راحت کی ہر ایک نے کہا ہو ہو نگوڑی کی صورت تو پیاری پیاری ہو دوسری نے کہا اسی سے تو مرد وادن رات لیے پڑا رہتا ہو مار کا کل کی طبیعت بھی اسکو پیا رکرنے لگی تھی اسلیے اُسے گوارا بھی کیا کہ اسکا بیان آئیگا تو کیا کر لیگا اب تو افراسیاب کی پیاری ہو وہ سب طرح اسکے خاوند کو راضی کر دیگا غرض اُسے اپنے بیان کے گائیں کو بلایا وہ آؤ ٹھہیں اور ساڑھا کر سانسے مار کا کل کے گانے لگین چالاک چپکا بیٹھا رہا اور بعض بعض مقام پر اُسے کہا او ٹھناک بھون تیور سی چڑھائی سنھ پھیر پھیر لیا ایک آدمی سے باتیں کرنے لگا مار کا کل نے کہا ایوی گانا سننتی ہو کہ باتیں بنا کر اور کا فر ابھی کھوتی نہ دیکھو گائیں تو اپنی جان لڑا میں ہیں اور تم خیال نہیں کرتی ہو چالاک نے کہا میں ایسا سنھا گانا نہیں سننتی کہ نہ جب کا سر درست نہ تال ٹھیک مار کا کل نے کہا آٹھا اب تم ایسا گانا جاتی کہ ان گائینوں کو کہ جو اس فن کی کبھی ہیں انکو بے سُر اور بے تال باتاتی ہو اُسے کہا دیکھئے طنبور سے ایسے ملائیں میں کہ پردے تک انکے ٹھیک نہیں ہیں کھب کی جگہ گندھارا اور گندھارا کی جگہ پنجم بھلا یہ بھی کوئی طریقہ گانے کا ہو اور بجانے کا مار کا کل نے گائینوں سے کہا کہ کیوں یہ کیا کستی ہیں اُنھوں نے کہا کہ بی بی ان سچ کستی ہیں مگر انکے ہم بھی مشتاق ہیں ذرا کچھ بجا کر گائیں بڑی سمجھ

بوجھ انکی معلوم نہی ہو مار کا کل نے کہا بی بی پھر تھیں کچھ شغل کرواٹنے کہا حضور یون تو کون ایسا
 بشر ہو کہ جسکو گانا رونا یا دھنیں بھلا میں کیونکر کہوں کہ میں خوب گاتی ہوں مار کا کل نے کہا کہ ان
 باتوں سے بالکل ثابت ہو گیا کہ تم خوب گاتی ہو اور تلو بڑا دخل ہو اور تم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ میں عیش
 دوست ہوں جب ایسی نہیں ہو تو کیوں تنہائی سے گھبراتے ہو بان صاحب معلوم دیا کہ یہ لڑکی
 عالی خاندان سے ہے اب ہمارے سر کی قسم ہماری جان کی قسم جو انکار کرو گے پھر تو گاؤ اس وقت
 چالاک نے ٹھہرا لیکر اسکو وقت دیکھ کر ملایا اور بجانا شروع کیا سبحان اللہ اسکے فرزند ہیں
 کہ جنکو اکھان داؤسی عنایت ہوا ہو اُسکے بچانے اور گانے کا کیا کہنا فلک بر قاص نے دائرہ ماہ
 اتھرتے لیکر اسکی سنگت کرنا چاہا زہرہ کو وہ نغمہ اور ترانہ دل سے پسند آیا رو دیوار و دشت و بحر
 سب مست ہو گئے ہو ابندھ گئی درخت صحن ہو کر زبان برگ سے تعریف کیا چاہتے تھے بلکہ تعریف
 کے لیے ہم تن زبان بن گئے تھے گلون نے کان ادھر ہی لگا دیے تھے گریبان چاک کیے تھے
 چاندنی سامنے لوٹ رہی تھی غش میں پڑی تھی دریاب ساحل سے واہ واہ پکارا چاہتا تھا شوق
 آکر اُبتا تھا جوش دل پیدا تھا جانور اپنے اپنے آشیا نون کو چھوڑ کر باہر نکل آئے تھے اور گرد اس
 بلقیس و ش کے کہ فرزند عیار ثانی سلیمان ہی جمع تھے اللہ اللہ ادھر تو کھڑے گلون کے شراب
 شبنم سے لبریز ہوا فرحت بیز چھاڑ کے دانگ گلزار کا عالم چاندنی رات اور ایسے مقام پر ایسا نغمہ کہ ایسا

زہرہ بھی ہزار جان سے شیدا	رقاصہ سرخ کو تھا سودا
مرغ فلک جو تند خو ہو	جلا دہو اور جنگ جو ہو
اس زہرہ جمال کا تراش	وہ بھی ہوا سسکے تھا دوا نہ

مار کا کل اور دسوں خواصون اور گائیکون کا تو یہ حال ہوا کہ روتے روتے غش آگیا اپنا اپنا زمانہ
 عاشقی جو یاد آیا آنکھوں سے دریا آنسوؤں کا بہا یا چالاک نے پانی چھڑک کر سبکو ہوشیار کیا مار کا کل
 نے پاس بٹا کر پیشانی پر اسکی بوسہ دیا اور ہاتھوں کو چوم لیا گائیکون نے کہا بی بی بھلا ایسا گانا بجانا
 سات جنم میں بھی نصیب نہو گا یہ تو راجہ اندر کے اکھاڑے کی پری ہیں مار کا کل نے کہا واقعی لائق
 صحبت سلاطین روزگار یہ حسین ہو جب ہی اسکا جی خاوند سے گھبراتا ہو جلا ایسی طبیعت دار
 عورت کا غریب کے گھر میں گذر کمان وہ بیچارہ مجھو اگر ملیگا تو سمجھا دوئی کہ اس طبعن کا وصل

ایک بار بھی مہینے میں میسر ہو جائے تو اسکو غنیمت سمجھا رہے یہ عورت نہیں کچھ بھی ہو کہیں ایسی عورتیں کسی کے ہاتھ آتی ہیں میں سچ کہوں اسکو روٹی کی کیا پرواہ ہوتی ہی دیر میں ہم سب کو ایسا نشہ راضی اور اسنے اوپر مائل کیا ہو کہ اب جی چاہتا ہو کہ یہ جان تک ملنے تو دیدیجیے یہ لکڑی کا ادب خوب رو اور بھی کچھ کمال نکلا تھا ہوا اسنے کہا جی میں ناقص العقل کیا جانتی ہوں آپ سردار ہیں جو پرورش فرمائی ہیں اور کیا یہی گانا بجانا ایک دھول لگی کی بات آتی ہوا اسنے کہا وہ دل لگی کی بات کون سی ہو اس شہیدہ پرواز نے کہا یہی جیسے ایک قرابہ پانی سے آپ پھر لیے اور اسنے سامنے رکھیے میں ایک بوٹی اس شکل سے توڑ کر اس میں ڈال دوں گی وہ پانی سب شراب سرخ ہو جائیگا آپ سب صاحب پیسے گاؤں شرابوں سے مزاجی اچھا ہوگا نشہ بھی خوب ہوگا مار کا کل نے کہا واہ صاحب یہ تو خوب بات ہو اچھا دیکھیں اسنے جواب دیا کہ خواہ پانی کی شراب بنو ایسے خواہ اس میں رنگ ترے کو لے جس چیز کو چاہیے شریک کیجیے نیز وہ نے کہا ای ملکہ اس وقت رنگ ترے کی شراب بنو ایسے مزاد کی غرض جلد جلد رنگ ترے کا عرق نکال لیا دسوں عورتوں نے ملکر جلد ایک قرابہ عرق نکال کر بھر دیا اور کہا لیجیے شراب بنو ایسے چالاک نے کہا کا سے لے آؤ چند کا سے آئے اسنے قرابے سے عرق کو نکال کر ان کا سون میں بھرا اور پھر کا سون سے قرابے بھرنا شروع کیا اسی الٹ پھیر میں ہوش سرخ رنگ اس عرق میں ملا دی اور قرابے سے بوتلوں میں بھر کر کہا لیجیے شراب تیار ہو سب نے کہا تمہارے تو کہا تھا کہ ہم ایک بوٹی اس میں ملائیں گے اسنے کہا تو واہ ہم تمہارے سامنے ملائے تھے اس سے کیا کچھ ہونے اس میں شراب تو نہیں ملائی اب سب پی کر دیکھیں کہ یہ شراب ہوا یا نہیں اور بھی ترے کہیں ہو کہ معلوم ہیں ابھی ایو بی بیوں تم کیا کیا دیکھو گی مار کا کل نے کہا کہ او شکست اگر تیرا میان کچھ جھگڑا کریگا تو ہزاروں روپیہ خرچ کر کے اس سے طلاق دلوا دوں گی اور تجھ کو اپنے پاس رکھوں گی مہاجو کیا کمال کی عورت ہو میری آنکھوں میں خاک دل لگی کی چڑیا ہو غرض کہ تعریف کر کے اس شراب کے جام بھر بھر کے دسوں عورتوں کو اور گائینوں کو دے دیے اور آپ بھی دو جام اس کے پیسے سب نے تعریف کی کہ واہ واہ کیا بوباس ہو اور مزاجی ہو اب کچھ دیر میں نشہ ہوا ایک عورت نے آنکھیں اپنی بند کر لیں اور کہا یا سامری بچانا دوسری نے اس سے پوچھا کہ ارے تو نے آنکھیں کیوں بند کر لیں کیا دکھائی دیا اسنے کہا تو تو اندھی ہو دیکھ تو سہی کیا بڑا سانپ آسمان پر اڑا ہوا جاتا ہو ایک خواص مار کا کل کی برابر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے سر کے بالوں میں ایک تعویذ مینا لی

زنجیر میں بندھا ہوا لٹک رہا تھا وہ اُسکو کھنکھجور سمجھی اور اُس نے رمال سے پہلے اُسکو جھاڑا وہ تو بندھا ہوا تھا کب گرتا ہوا اب اُسکے ذہن میں اُس نقشہ کی دھن میں یہ آیا کہ اُسکو جوتی سے مارے بس یہ سوچ کر جلدی جوتی اٹھا کر ایک سر پر ماری اور پکاری کہ اے ملکہ آپ کے سر میں کھنکھجور اکھسا جاتا ہے مار کا کل بال اپنے نوچنے لگی اُس خواص نے غل مجا دیا کہ اسے لوگو دوڑو ملکہ کو کھنکھجور سے نہ کاٹنا چالاک ہنس رہا ہے کہ اچھا کھنکھجور سے نہ کاٹا ہے غرض مار کا کل خوب اپنے سر میں جوتیاں مارنے لگی اور سب عورتیں اس کے بچانے کو دوڑیں کہ کھنکھجور سے کو سر میں سے نکالیں ان کے اٹھنے سے طمانچہ ہوشی نے مارا کہ سر نیچے ٹانگیں اوپر سر کے بل گرین اور کھنکھجور مار کر بیہوش ہوئیں پس چالاک نے پہلے جوڑے میں سے مار کا کل کے بیضہ عقاب جھینڈی نکال لیا اور اُسکے سر کو خنجر سے کاٹ ڈالا غلغلہ بیرون نے مجایا اُس نے جلد اُن بارہ خواصوں کا بھی سر جدا کیا شور قیامت زاہر باہو اہل عملہ جو لوگ کہ مار کا کل کے خدستی ساتھ آئے تھے اپنے اپنے مقام سے اٹھ کر دوڑے کہ یہ کیا ماجرا گذر چالاک نے دیکھا کہ اب اور ساحر آتے ہیں پھر اب اُسے لڑنا کیا کہ یہ سب تین تین روپیہ کے نوکر ہیں کوئی بڑا سردار نہیں کہ وہاں عیاری کا مزا ہوتا بیضہ مل چکا اب چلو غرض ایک طرف کو قطرہ کر کے راہی ہوا اُن لوگوں نے اُسے لاشہ مار کا کل اور اُن خواصوں کا اٹھایا اور قاتل کو ہر چند تلاش کیا پتا نہ ملا ناچار وہاں سے روتے پینٹے لاشیں لیکر پھرے اور راستہ طوکر کے لشکر حیرت میں آئے اس عرصہ میں وہ سات بھی تمام ہو چکی تھی اور وقت آیا تھا کہ سر مار شب کو سنگ بلور میں خور سے ترک دہرنے کچلا اور راجن عقاب دہر سے

بیضہ زہرین دہر پیدا ہوا کہ ایسا

رہا باقی نہ دان ساقی نہ شیشا	ہوا حسن سحر کا شور پیدا
کہ شب نے کوس رحلت کا بجایا	نہ پھر آنکھوں نے وہ سامان پایا

صبح دم حیرت دربار میں خواب گاہ سے اُگر بیٹھی تھی سفاک اور سب ساحرہ حاضر تھیں کہ یکا یک شور گریہ وزاری کا لون میں پونچا اُس نے خبر منگائی کہا مار کا کل کے ساتھ جو لوگ گئے تھے نالان و گریان آئے ہیں حیرت نے سامنے اُنکو بلوایا اُنھوں نے لاشیں وہ سامنے رکھ دیں اور کہا یہ کوہ لاجورد کے دامن میں آج اُتری تھیں بارڈالی گئیں سفاک تو یہ سنکر سنائے میں آگئی اور کہا ہائے آج جیسے میری مان نے دوبارہ انتقال کیا اے لوگو میرے میکے کا تو نام منگیا صرصر اور صبار قمار

حاضر تھیں انھوں نے کہا مقرر کسی عیار نے اسکو بھی مارا حیرت سے رتہ جمشیدی دیکھا اس میں معلوم ہوا کہ چالاک بن عمر نے عورت بنگر اسکو مارا ہو بس یہ معلوم کر کے کہا بی بی ہمیں سے غلطی ہوئی کہ مار کا کل سے سرور بار اُسکے راز کی باتیں پوچھیں عیار تو موے گھات میں لگے ہی رہتے ہیں اور اب ایک بیٹا عمر کا اور آیا ہوا ہے چالاک بن عمر بس اُسے کہیں سن پایا اسکا حال وہ اُسکے پیچھے گیا اور اُسی نے اُسکو مارا سفاک نے کہا ایسا بایمان خود میں جب تک اب نگر امون سے بلا اپنی مار کا کل کے خون کا نہ لے لوں گی چین مجاہد نہ آئیگا بھلا یہ بھی تو یاد کریں کہ کسی کو ستانا ایسا ہوتا ہے حیرت نے کہا جو جس سے ہو سکے وہ کرے میں تو یہ جانتی ہوں کہ اُن لوگوں کا اقبال رہا اور ہمارا اب مار ہو سفاک نے کہا کل ہی جو میں نے لشکر مہرخ کو نہ غارت کر دیا تو نام اپنا نہ رکھا اس سے چالاک کے پکر کر یونیاں اُسکی کاٹوئی اور چیل کو دن کو کھلا دوں گی یہ لکھ دو پتلے موم کے بندور سحر بنا کر اور اُنکے جسم میں شیطانون کو بٹھا کر زندہ کر کے حکم دیا کہ تم جادو ملکہ زبور جادو کے پاس اور اُنسے بہت خبردار رہنا اگر کوئی عیار اُنکو بیہوش کرے تو اُنکو تم اٹھا لانا قتل نہ ہونے دینا اور اُنکے حال کی خبر ملو پوچھ جانتے رہنا وہ دونوں چلے اُڑ کر جانب عقیق کو روانہ ہوئے اور اُدھر چالاک بیضہ لیکر راہ کو طو کر کے اسی جنگل میں کہ جو لشکر مہرخ اور حیرت کے قریب تر تھا اُکر ٹھہرا کہ بیان سے لشکر حریف کا حال دریافت کر کے عیار بیان کر دنگا بیان بعد بھیجنے پتلون کے سفاک نے کہا پھر اب شام کا کون راستہ دیکھے اور طبل جنگ بجوائے مجھ کو تیار سی سحر کی کیا کرنا ہے اور آگاہ مہرخ کو کس بات سے کرنا ہے آگاہ و اُسکو کرتے ہیں جو ذرا کم زور ہوتا ہے اُسکو تو اب سب طرح کا سامان ملن ہے نہ مقابل شہنشاہ اپنے تئیں وہ جانتی ہے اے ملکہ حیرت میں ابھی جا کر اُسکے لشکر پر گرتی ہوں اور جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے کرتی ہوں حیرت نے کہا آپ کو اختیار ہو بس یہ سنکر اُس نے نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادو گر بیان کہ ہر ایک اُنہیں نایاب زمانہ سحر جانتی تھیں اور آفت کی ہر کالہ تھیں سامری اپنے تئیں اسوقت کا گنتی تھیں نفیر کی صدا سنکر جھولیان سحر کی گلوں میں ڈالکر اور متقلین سلگا کر شفق سینہ در کی ماسے پھینک کر متول مدجی تھالیان ہاتھوں میں لیکر بازو بطن ہنس و اژدر وغیرہ پر سوار ہوئیں جو جو کا سامری کے غل مجا سفاک تبھی تخت سحر پر بارگاہ سے ٹکڑے سوار ہندی شہنائی سحر کی چھنکی ہندی فلک ناز بنگر منڈلایا آسمان نے منقل آفتاب کو سلگایا افسون تازہ پر صکر نیا فتنہ اٹھایا ہرطن

و مھدان ہوم کا چچا گیا خاکدان عالم سیہ خانہ بنا جوگی زمانہ کا پانچواں نال دنیا ایک ہو نکاتہ کھپاٹ پڑانی
 جادو کرنی ہو گروہ بھی گھبرائی کہ کہیں ایسا نہو منتر کسی کا مجھ پر چل جائے زمانے کی حالت بدل چکی ہو
 نوع دیگر حال ہو چکا ہو انقلاب ہو اچا ہتا ہو وہ غوغا ہو اسکا حاصل تمام دنیا پر آشوب ہو گئی ہو اسحر کی
 چلنے لگی آندھیاں آنے لگیں خوف سے جانیں جانے لگیں سفاک لشکر لیے آگے بڑھی طائران
 سحر نے سامنے مہرخ کے جا کر صورت انسان کی پیدا کی اور لٹکا رہا کہ امی ملکہ دوران ہوشیار ہو جا
 کہ سفاک جادو بڑا دعویٰ کر کے بغیظ و غضب تانتر آپ کے لشکر پر آتی ہو اسکی خواص چالاک کے
 ہاتھ سے ماری گئی ہو اسکا قصاص لینا چاہتی ہو یہ خبر سنتے ہی ملکہ مہرخ نے بھی نفیر سحر کو دم دیا
 ادھر ہنگامہ آفت زار ہوا جلد جادو گریان جو ہر وقت مرنے پر تیار و مستعد رہتے ہیں اپنی اپنی
 سواریوں پر سوار ہو مین مہرخ بھی تخت اپنا اڑا کر چلی ایک طرف سے بہار و مخمور بارگاہ سے
 نکل کر بڑھیں بیرون کی آمد کے سنائے شروع ہوئے متقلین اسقدر جلین کہ آفتاب کے جسم کو گرا دیا
 اسکو بھی بخار چڑھ آیا تھا ہندوئی فلک ایسا گھبراہٹ بزدلی سے برج جدی میں چھپنے آیا خستہ و خوار کے
 حواس خمستہ درست نہ تھے آفتاب کے آگے پیچھے آ کر بچتے تھے کبھی سیدھے چلنے تھے کبھی اُلٹے
 پاؤں بھاگتے تھے ستاروں کے بھی برے ستارے آئے تھے مریخ پر ساڑھ سستی سنیچر آیا تھا آفتاب کو
 اُس نے اپنا مددگار بنایا تھا عطار دکی سب مدد مدد بھول گئی تھی زہرہ امیرے اللہ بچا نا کہ یہی تھی
 غرض زمین و زمان میں ہلکے پڑا تھا عجب عالم اس فوج کے چلنے سے ہوا تھا کہ ایسا

دی لمر بند مین گرہ پر گرہ
 سحر کے ابر سے تھا کج بلی بن
 پشت گا و زمین سچسکتی تھی
 دشت مین آج خوب گل بوٹا

کیے آراستہ جو خود و زرہ
 نکلے خیموں سے اسطرح بن بٹھن
 ارض زیر قدم و لگتی تھی
 لگا کئے وہاں یہ گل بوٹا

ہر طرف سے خیل خیل ساحران و بجاہ اسب و طاوڑ و اژدر سحر پر چڑھ کر روانہ ہوئے مہرخ اور
 بہار و مخمور بڑی آن و بان سے طاوڑس و ہنس اڑتی جانب میدان روان تھیں فوج میں
 وہل و نقارہ و نفیر کی آواز سے از زمین تا بصرخ برین ہیبت طاری تھی آندھیوں سے دنیا تمام
 کالی تھی اسی طرح سب ہمیشہ شجاعت کے شیر نہایت دلیر بچہ ہوئے تلاش میں اپنے صید زبون

مقابل حریف آکر پہنچے اور صف آرا ہوئے اور دھرتو سفاک اپنی فوج کو ترتیب کرنے لگی اور
 مہرخ چالاک اپنے لشکر دلیر و مہیاک کو آراستہ فرمانے لگی اُن دونوں لشکروں کو مقابل میں
 بھڑکے حال بران شمشیر زن بیان ہوتا ہوا کہ وہ پرستش گزین بتخانہ ساحری و بت جادو طرار
 صنم خانہ عہدہ سازی افسون پردازی جو درہ کوہ میں بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی ہار لونگ بھولہ راٹھے
 کیلین وغیرہ سب اسباب ساحری سامنے اپنے رکھ کر وہ منتر چوسکے باپ کو کسب نے اسکو
 تعلیم فرمایا تھا پڑھنے لگی اور کئی روز کے عرصے میں اُسے بارہ ہزار پتلے موم کے بنا کر سامنے کھیلے
 اُن پر وہ افسون پڑھتی جاتی تھی اور دم کرتی تھی یہاں تک کہ بزور سحر بقدرت خداوند عالم وہ پتلے زندہ
 ہو گئے اُسوقت ملکہ نے اپنی فصد کھول کر خون میں اپنے اُنکو نہلا یا کہ وہ اب مثل جو انان قوی تن کے
 دراز قامت ہوئے اور سب رویں تن اور آہنی بدن ہو گئے ملکہ نے ایک ایک شلخ درخت اُن سبکے
 ہاتھوں میں دیکر کچھ افسون پڑھا کہ وہ شاخ مثل تلوار بران کے ہو گئے اُسوقت اُن پتلوں سے
 اُسے حکم دیا کہ پرواز کر کے بیان سے ہمارے لشکر میں جاؤ کہ وہ لشکر قریب لشکر مہرخ فرخندہ سیر اُترا
 ہوا ہر تم سب وہیں مقیم ہو میں جب آکر دریائے خون روان پر گردن اور پیل پر یزادان توڑوں اُسوقت
 فوج حیرت اور افراسیاب پر تم سب آکر گرنا اور کار دشمن ناکام تمام کرنا وہ سب عرض پیرا ہوئے
 کہ ہم اے ملکہ ایک کو تو زندہ نہ رکھینے کس لیے کہ ہلکا گر ہلاک اور غارت کیجیے تو آپ کیجیے دوسرے کی مجال
 نہیں کہ جو ہلکا مار سکے ملکہ نے کہا جب تم اس لطائی کو فتح کر لو گے تو میں تمکو بھینٹ پوری تمھاری دوں گی
 وہ پتلے خوش ہو کے پرواز کر کے روانہ ہوئے بعد اُنکے جانے کے ملکہ بھی درہ کوہ سے باہر نکلی عفریہ بنا ہوا
 سندھی میں بیٹھا تھا اُسے ملکہ کو دیکھا کہ رنگ رخسار اغوانی تھا اب سب محنت کے زعفرانی ہر بال سر کے
 کھلے برقع سنہرے بھجوت ملا ہوا ہو گاتی بندھی ہو ہر تن موم سے شعلہ آگ کا ٹکلتا ہو غرض عفریہ اپنے مقام سے
 اُٹھ کر ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ چرخ شعبہ گریز اُن داؤد پر قربان فسون ساز عالم کی جان کہ وہ
 کام جسکے لیے معتکف بتخانہ ساحری ہوئی تھی پورا ہوا یا نہیں اُس غارت گراویان خاطر مکان عالم نے
 جواب دیا کہ خواجہ تمھاری مہربانی اور اقبال سے اپنے باپ کے اب مجکو وہ طاقت حاصل ہو کہ افراسیاب
 موندی کاٹنے کی ہڈیاں توڑ کے رکھ دوں گی اور مرحلات طلسمی ہر چند کہ وابستہ لوح ہو مگر اُن پر بھی حکم کروں
 تو درہم و برہم کر دوں گی عفریہ نے کہا شاہاش مرحبا اچھا اے ترک جفا پیا اب میرے لشکر کی جانب نصرت فرما ہو

راوی کہتا ہے کہ دوپٹے سحر کے ملکہ کے باپ کو کب روضہ فیض نے بھی واسطے نگہبانی ملکہ کے بطور مخفی مقرر فرمائے تھے کہ ہر وقت کی خبر ملکہ کی منجھو پونچانے رہیں چنانچہ اس وقت ملکہ نے نکل کر کچھ کہہ کر سے اپنی طاقت و قوت کا حال بیان کیا وہ سب بتوں نے جا کر کو کب سے بیان کیا کو کب روضہ فیض بہت ہنسنا اور اسے ایک مدبر کی کہ جس کا حال آئندہ لکھا جائیگا کا حاصل سمجھ کر اور ملکہ بران علی شان درہ گوہ سے شادان و فرحان جانب لشکر مہر خ حشمت نشان روانہ ہوئی چنانچہ کچھ ہی دور یہ گئی تھی کہ سامنے کچھ چمک ہوئی اور روشنی مثل نور تابندہ کے دکھائی دی عمر نے کہا ملکہ ہوشیار ہو جاؤ دشمن کی آمد معلوم ہوتی ہے ملکہ سحر بڑھتی ہوئی آگے بڑھی یکا یک سامنے ایک دیوار بلور کی نظر پڑی کہ از زمین تا چرخ برین سر کشیدہ ہے اور لاکھوں ستارہ اس میں چمک رہا ہے اور اندر سے دیوار کے لمحہ لمحہ بھر کے بعد صورتیں رنگ برنگ کی پیدا ہوتی ہیں اور غائب ہوتی ہیں کبھی پرانے سرکار الٰہی اور قہقہے مارتی ہیں کبھی دیوان سیاہ منیر نکالتے ہیں اور نعرہ مار کر غائب ہوتے ہیں کبھی انسان مثل معشوقان حور بیکر و باسمن بر کے دیوار سے نکل آتے ہیں اور اپنی صورت زیادہ دیکھا کر مسکراتے ہیں پھر غائب ہو جاتے ہیں دیوار نہیں نگار خاندہ بین ہو روح مانی بھی جس سے چین چین ہوا رنگ بھی اسکے اوپر سے نثار کیا ہے مصور قدرت نے مرقعہ دہر کا نقشہ اتار کر دیوار کا رخ و نیامین یہ آئینہ کے اندر لگایا ہے یہ بات نگار خاندہ میں کہاں یہ دیوار تو ہستی و عدم کا نمونہ تھی کہ ابھی ابھی تو مست تھا ابھی نیست ہوا بی ثباتی دنیا کا پتہ دیتی تھی اُسی کی نشانی تھی کہ حیات و دنیا بس اتنی ہے دیوار بلور مثل بجر کے تھی اور تصویریں ان میں مثل حباب کے نکلتی تھیں اور غائب ہوتی تھیں اس طلسماتین نیا طلسم اُس دیوار سے ظاہر تھا کہ گاہے چنان گاہے چین کا نقشہ دکھائی دیتا تھا اُس دیوار کو دیکھ کر عمر نے کہا کہ اے ملکہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم راہ بھول کر کسی سرحد طلسم کی طرف نکل آئے اب یہ دیوار آگے راہ نہیں ہو مناسب یہ ہے کہ ادھر سے پھر چلو اور راہ لشکر کی تلاش کرو ویران نے کہا کہ میری بھی عقل کام نہیں کرتی ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے لیکن اتنا جانتی ہوں کہ بیان طلسم ظاہر میں مرحلہ طلسمی کہاں خواجہ ہنوز دہلی دورست جب شہزادہ اسد ظلمات میں جائیں اور زمین کے نیچے جو طلسم ہے اس کو توڑیں دریاؤں میں در آئیں جب مرحلہ طلسمی ملے ابھی بیان مرحلہ کہاں مگر ان افراسیاب نے میرے آنے کی خبر شاید سن لی ہو اور اسے سحر کیا ہے ہم اس کے سحر میں

گرفتار ہو گئے ہیں عمر نے کہا شاید ایسا ہی ہو پھر آخر اس کی تدبیر کیا ہو ملکہ نے ہنس کر کہا کہ میں تو خود اپنا
 سحر آزما یا چاہتی تھی اُس بھڑوسے کی تلاش میں جاتی تھی جب تمھارے لشکر میں پہنچتی ضرور ہی
 اُس سے لڑتی پھر اب ہی سہی دیکھو تو کہ یہ کیا سیرا کر لیتا ہو اب میں اُس دیوار کو اڑا کر اُس پار
 جاتی ہوں اور اسکی بنیاد کو گراتی ہوں عمر نے کہا کہ پھر میں کیا کروں اُس نے کہا میں تمھیں بھی لیے چلتی ہوں
 یہ لکھ کر عمر کو پنجہ میں داب کر اور سناٹا بھر کے بزور سحر پہ اڑی دل بھی داسکا اڑنا بیان کیا گیا تھا کہ
 اپنے باپ کے سامنے یہ اڑی تھی اور عمر کو زنجیر سحر غوال سے ملک طلسم ہوش ربا سے اٹھا لیکر گئی تھی
 اور کوئی ساحر اسکی بلند پروازی کے مقابل نہ پہنچ سکا تھا اب تو کئی طرح کے سحر اسکو ملے ہیں
 بہت بڑا زور اسکو ہوا ہے اس طرح اسنے سناٹا بھر کہ یقین تھا دیوار کلخ دنیا بھانہ جائیگی لیکن
 جب بلندی سر دیوار پر پہنچی دیوار اور زیادہ بلند ہو گئی اور سر پہ ایک آسمان فولادی مثل
 چادر ظماتی کے کھینچا پایا لویا جھٹ اُس دیوار کی بنی تھی اُس نے وہاں سحر دم کر کے جا ہا کہ اُس میں
 جاکر ٹکراؤں اور اُسکو توڑ جاؤں لیکن دیوار کے اُونچے ہونے سے وہ چھت بھی اُونچی ہو گئی
 یہ عمر کو لیکر پھر زمین پر اُتر آئی اور ایک مرتبہ ایسا سحر کو زور دیا کہ سقف بلند بے ستوں کے تو جانکا
 دل سے تہیہ کیا اور سناٹا بھر کر اڑی ابکی اور بھی زیادہ دیوار اور وہ چھت اُونچی ہو گئی دم اُسکا
 اُگیا اور سحر نے جواب دیا پھر زمین پر اُتر آئی اور مثل عقل سے سارے راز دانان افلاک عرش پر دانی کا
 ارادہ دل میں مصمم کو کے تیسری مرتبہ پھر پروردانہ کھولے اور قریب سقف پہنچ کر جا ہا کہ ٹکراؤں پھر
 جو غور کیا تو دیوار اور سقف کو اُونچا پایا اُسوقت یہ زمین پر نہ اُتری اور وہیں روئے ہوا پر ٹھہر کر
 اُس نے ایک گولا فولادی اپنے جوڑے سے نکالا اُسوقت ایک آواز ترانے کی آئی اور جھک پیدا ہوئی
 اور اُس دیوار کے اوپر ایک بری زاد خورتزاد رشک شمشاد بلکہ شمشاد نے بھی یہ قد و بالا کمان
 دیکھا قد اُسکا طوبی تھا رخ اُسکا لالہ تھا نہیں نہیں لالہ کا نہ رنگ کمان رخ اُسکا گلزار بہشت کا
 گل تھا وہن تنگ راز عاشقان سیدل بے تامل تھا آج کل پلو کا دو پٹہ اوڑھے آئینہ بلور میں
 ہاتھ میں لیے دیوار پر سے بڑھ کر سامنے آئی اور وہ آئینہ ملکہ کو دکھایا اور سسکر کر فرمایا کہ اے
 برائے خبردار خبردار جلے ادب سے قدم باہر نہ دھرنا اتنا اس نازنین کے منہ سے نکلتے ہی
 اس دیوار میں ہزار ہا رخنہ پیدا ہو گئے اور ہر سوراخ کو یاد مان ساحر تھا کہ اُس میں سے صد

یا سامری با جمشید آنے لگی غلغلہ سامری و جمشید کے نام کا زمین سے فلک تک بلند ہوا ملکہ پیران
اس آئینہ کو دیکھ کر اول توحیران رہ گئی مگر اسکو غصہ از حد تھا اس آئینہ پر آٹ جو کے سیاہی روئے
آئینہ پر دوڑنے لگی اور اُس نے وہ گولا نولادی ہاتھ میں سنبھا لکے پرواز کی جیسے ہی قریب سقوت پہنچی
اب وہ چھت بلند نہ ہوئی اسنے چاہا کہ اسکو توڑ جاؤں پس سر اگر اس چھت میں مارا ایسی ٹکڑی کہ
سر گھوم گیا اور چرخ کھا کر زمین کی جانب چلی اُس دیوار سے چند پتلیاں رشک فرمیں بیکرنگین اور
انھوں نے اسکو روک کر زمین پر اتار دیا عمر کی بھی آنکھیں بند ہو گئیں تھیں اب جو آنکھ کھلی
کہ اُس دیوار میں ایک دروازہ لگا ہوا کہ مع پرے اور چوکھٹ بازو وسیعہ سب اسکا یا قوت احمر کا
دیوار بلور کی دروازہ اُس میں یا قوت کا سبحان اللہ وہ سفیدی میں سرخی یہ معلوم دیتا تھا کہ سفیدی
سحر عید میں شفق پھولی ہو نہیں نہیں وہ دیوار مثل روئے ناسیدان سفید تھی مگر دروازہ باب
اجابت دعا تھا با مثل وہاں بامرادان سرخ رواور خندان تھا آفتاب آسمان تقری میں جڑا تھا
دور تک عکس اُسکی سرخی کا پڑا دیوار پر بھی گلابی بن آگیا تھا عمر اور ملکہ اسکو دیکھ کر دنگ تھے
سکتے کے دو تون لوڈ سنگ تھے کہ یکایک کسی نے پکار کر کہا جلد ہی مشاہدہ کفندہ آئینہ عجائبات
داخل دروازہ ہو یہ صدا سنتے ہی پیران کو تاب نہ رہی خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر اندر دروازہ کے قدم
زن ہوئی اندر جا کر جو دیکھا زمین و آسمان یہاں سب بلور کا ہو سر اسر کا رخسانہ نور کا ہو اوپر بجائے
آسمان کے ایک چھت بلور کی بھی ہو زیر قدم زمین بھی بلورین ہو طور اُس نور کو دیکھ کر ایسا جلا کہ
شعلہ کلیجہ سے نکل کر اور جل کر سرمہ ہو گیا چشم دہر رشک سے گویا سفید ہو گئی ہو نہیں نہیں یہ سفیدی
آشوب چشم زمانہ نہیں ہو حلقہ نورانی زمین و زمان کو مالک دیتا ہے عطا کیا ہو زمانہ صافی مزاج ہوا ہو
سفید پوش بنا ہو کثافت کو جسم دہر کثیف سے پاکیزہ طینت نے دور کیا ہو ملکہ اور خواجہ سیرکنان
جب اور آگے بڑھے سامنے ایک باغ بلور کا بنا نظر آیا کہ بلور کے ترشے ہوئے ناندے گلدار رکھے ہیں
تھائے درختوں کے بلورین بنے ہیں انہیں بلور ہی کے درخت بھی لگے ہیں پھول بھی بلور کا ہوتا ہو
بلور کا ہو لیکن پھل اُس میں اصلی لگا ہو اگر انار کا درخت ہو تو سب بلور کا ہو مگر انار اُس میں اصلی انار کی طرح
لگا ہو ہر دانہ اسکا یا قوت رمانی کو شرماتا ہو لالہ رخاں کا دل اسکو دیکھ کر رشک سے خون ہوا
جاتا ہو اسی طرح سیب و بی و ناشپاتی کے درخت بار و ثمر سے بھرے کھڑے ہیں گویا شاہ

صمیم رخسار گہنا پانا پہنے دین ہر طرف نور کا سما ہر جود رخت کا پٹا ہر پردہ بیضا معلوم ہوتا ہر بلکہ بیضیا کو
بھی داغی بتاتا ہر کمین سورج کھی کا کھول آفتاب تھا مگر بلورین ہونے سے اب چاند چودھو دین
رات کا ہوا ہر طلسمات کا سما ہر گاون میں خوشبو گلاب کے پھولوں کی اور ہر قسم کے پھولوں کی
آتی ہر نگہت گھما سے باغ ارم کو شرماتی ہر طرف نمرین جاری لب گردان نمرود کی بھی بلورین
بنی ہوئی بیچ میں اُس باغ کے ایک بنگلہ باد کا بنا ہوا ہر معلوم ہوتا ہر کہ چاند نکلا ہوا ہر دووازے
چاہتا ہر طرف اُس بنگلے کے یا قوت احمر کے لگے دین چاند میں سورج چلتے ہیں ہر دروازے سے جدا
نازنین فرہنگ اور گل رخسار سیاب عیش و عشرت لیے استاد ہیں گویا بہشت کی حورین ہیں اندر کے
اکھاڑے میں بریان جمع دین بعض انہیں سے پکارا ریان چاندی کی لیے ہیں اور سامنے جو پچکاری
مارتے ہیں جو رنگ کے پچکاری میں سے لکڑی زمین پر گرتا ہوا اسی طرح کے رنگ کی گھانس زمین سے اُٹتی ہے
اور پھولتی ہے زمین کی اُنکی پچکاری میں بجائے رنگ کے بھری ہے بس ان پر یوں نے ملکہ اور خواجہ کو
تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے ملکہ با ادب اندر اُس مکان کے قدم رکھنا کہ شاہوں کے شاد جہان پناہ
جناب معلی القاب آپ کے برہا ایشان کو کب روضہ خیر فلک نشان تشریف رکھتے ہیں ملکہ نے جب یہ
حال سنا چہرہ اسکا فرط نشاط سے بسان ہر درخشان کے چمکنے لگا کس لیے کہ دیوار کے توپوں نے دین جو عجب
آئی تھی تو عمر سے شرمندہ ہوئی تھی پس خواجہ سے پھر کر اسنے کہا کہ خواجہ یہ دیوار میرے باپ کے
سحر کی تھی جسکو میں باطل نہ کر سکی اگر افراسیاب کی بنائی ہوئی ہوتی تو اسکو بنیاد ستم کی طرح وھا دیتی
عمر نے کہا اے ملکہ آپ ایسی ہی ہیں غرضکہ دونوں باتیں کرتے ہوئے اندر اُس بنگلے کے آئے دیکھا کہ
فرش آسمین قائم و سجاد کا بچھا ہر دیواروں میں تصویریں نصب ہیں آئینہ لگے ہیں اور آئینوں کے اندر
کی تصویریں بولتی ہیں طوطیاں زمزمہ سرائی کرتی ہیں سامنے صدر میں ایک تخت بلورین گسترہ ہے
جو اس میں نصب کیا ہوا مگر کوئی تخت نشین نہیں ہے تخت خالی بچھا ہوا ملکہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہو گا ایک
چند تصویریں آئینہ کے اندر سے پکار رہی ہیں کہ حضور شہنشاہ عالم تشریف فرما ہیں اور اے ملکہ تم سلام نہیں کرتی
اب جو ملکہ نے غور سے دیکھا تو کو کب روضہ خیر فلک شاہی پر جلوہ فرما ہوا ملکہ نے دلیں کہا پہلے میں اس قدر
اندھی ہو گئی تھی کہ بادشاہ بکھو دکھائی نہ دیا خیر جو ہوا وہ ہوا اب اسے اس وقت کچھ لینا چاہیے پس یہ
سوچ کر اسنے تسلیم کی اور عمر بھی بہر آداب و سلام خم ہوا کو کب نے بجنہ پیشانی پر بچھا کہ خواجہ

تمہارا مزاج تو اچھا ہے عمر نے کما شہنشاہ کی جان و مال کو دے عا کیا کرتا ہوں شکر ہے خدا کا کہ اب تک
تو اچھا ہوں اور بادشاہ آسمان جاہ کیوان کلاہ خدا کے تعالیٰ کا احسان ہے کہ جس نے مجھ کو اور آپ کو
پیدا کیا ہے اور بادشاہ مین آپ کا زیر بار احسان اور مرہون منت حد سے زیادہ ہوں کہ اب تک آپ کے
احسانوں کا شکریہ ادا کروں واقعی آپ میرے سر پرست اور مہربانی میں اور کیونکر نہ ہوں کہ اب جیسے بادشاہین نظم

دریائے نوال و کوہ مسکین
کرتا ہے ہلال خود منسانی
اک آئینہ دار ہے سکندر
تسخیرِ علم سے ہفت کشور
نیسان کی طرح قلم گہر ریز
شمشیر و نگین و تخت وافر
خالق نے کیا جہان کا مختار

اسلام پناہ و رونق دین
ہو جسے رکاب تک رسائی
رتبہ وہ دیا خدا نے برتر
تحریرِ مسلم سے چار دفتر
کھت صورت آفتاب زر ریز
تھیل و حسنہ فوج و کشور
اُس کا ہے نقش چار و چار

اور شہنشاہ آسمان اور نگ جیسے تو آپ عالی پایگانہ صاحب زور و ذہین ویسے ہی صاحبِ جزا و سی حقو
دلاور ہیں اُن کی شجاعت میں کچھ فرق نہیں کیا کہ کون کیسی صاحبِ جرات اور ہمت ہیں رسم اگر ان کے
دل کی ہمت کو دیکھتا تو ہمت ہا رجاتا اور سامری اگر ان کے سحر کو جانتا تو ساحری دیکھتے اپنے بھلاتا
ایسے لوگ دنیا میں کم پیدا ہوئے ہیں یہ کلام ہو رہے تھے کہ دو کرسیاں جو ابر کار زمین سے نکلیں
اشارہ ہوا ایک پر بڑاں اور ایک پر عمر شکن ہوئے اس وقت کو کب نے فرمایا کہ اور عمر تنے بھی
تعریف بڑاں کے شجاعت کی فرمائی تھاری دلاوری عقل سے مجھ کو بعید معلوم ہوا خواجہ سلامت
یہ تنگ خاندان بموجب مصرع بدنام کنندہ نکونائے چند ہوئے تھے کس بات کی اس کی تعریف کی
ایک بار تو یہ مقابلہ افراسیاب میں گئی ہر چند کہ اُس کی لڑائی کو خوب اس نے جھیل بھڑوہ دی ہو اور یہی تھی
جو اُس سے لڑی اور نہ یہی ہو کون ایسا ہو جو شاہ جادوان کلائے کون ایسا ہو جس کے قبضہ میں طلسمات
عالم ہوں کون ایسا ہو جو جائے لاجپن تاجدار پر بیٹھے کون ایسا ہو جو آئینہ سحر میں ہمیشہ رہے
اور کوئی اُس کو نہ دیکھے اور ہر رنگ سے وہ نظر آئے کون ایسا ہو کہ جو ریز میں طلسم بنائے ایک ایک
ادنیٰ ادنیٰ سحر اُس کا بے تراز سحر ساحران والا تیر ہو وہ فلک ساحری کا ماہ ہو وہ بادشاہ دنیا ہر غرض

اُس سے لڑکے اس نے ذلت اٹھائی بغیر میری اطلاع جا کر بہت بڑی قید کی مصیبت جھیلی اگر برق جا کر نہ چھڑاتا تو اُس قید خانہ سے نکلنا اسکا مشکل تھا مین ایک مدت تک مقابلہ کرتا لیکن طلسم نہ توڑ سکتا اور تا وقتیکہ کہ طلسم ٹوٹا نہین یہ چھوٹی نہین بھر کیا ضرورت تھی جو بغیر میری اطلاع یہ وہاں لگی بران نے کہا کہ امیر بادشاہ جیسا آپ نے فرمایا سچ ہو مین اس سے بھی بدتر ہوں جیسا آپ کہتے ہیں لیکن خواجہ سلامت قید مین اُس افراسیاب خانہ خراب کے تھے اور اس کے قتل کا ڈھنڈھ صورا تک بٹ گیا تھا پھر اگر مین اُنکو چھڑانے نجاتی تو یہ قتل ہو جاتے کو کب نے کہا کہ انکے رہائی کی بھی جو کچھ تدبیر کی بہت اچھا کیا مین راضی ہوں اور خوشی ہوں مگر کیا مین اُٹ گیا تھا یا مین تدبیر رہائی نہ کر سکتا تھا یا مجھ سے اجازت لیکر جانے مین کچھ بُرائی تھی بران نے کہا آپ نے فرمایا تھا کہ خواجہ کی ہر حال مین خبر داری کرنا اور اُنکی محافظہ رہنا اُسی حکم کی پابندی کی گئی اور فرط الفت خواجہ سے مجاہد تاب نہ رہی بے اختیار اُٹھو دڑی اچھا خطا ہوئی سعادت فرمائیے کو کب نے کہا کہ خیر وہ تو سب کچھ ہو گیا گذشتہ رات صلوات لیکن اب جو تو آمادہ رزم افراسیاب ہو تو کس بھروسے پر بران نے کہا کہ مین آپ کے فرمانے کو بموجب جلد پورا کراؤں اور پتلے روئین تن بنا کر روانہ کراؤں کو کب ہنسنا اور کہا یہ پتلے کیا مال ہیں افراسیاب کی ایک اُٹ مین جلجائی گئے امیر بران ابھی تو نے سحر افراسیاب کے دیکھے نہین مین ایک استاد نور افشان سے پڑھا ہوں اور وہ میرے استاد سے بھی پڑھا ہوا اور چالیس استادوں سے جو بڑے بڑے نامی ساحر اس طلسم مین تھے اُن سے پڑھا ہوا اور ایک ساحر حجرہ باطن مین طلسم ہوش ربا کے رہتا ہوں کہ اُس نے آج تک روئے دنیا اور رخ شاہ گیتی کو دیکھا ہو نہین سوائے طبقہ زمین کے اور کہ مین اُسکا ٹھکانا نہین سامری کو طفل مکتب سمجھتا ہوں دو ایک سبق اُس سے میرا استاد نور افشان جادو رسالہ نیرنگ سامری کے پڑھا ہوا اور اس پڑھنے پر میرے استاد کو بڑا ناز ہو کہ مین ملک اطلس گلگون پوش جادو شاگرد استاد سامری سے سبق پڑھا ہوں چنانچہ اسی ملک اطلس نے بارہ برس تک اپنا لوٹا اس افراسیاب کو بنایا اور اپنی بغل مین سٹلایا جب اُسکو یہ قدرت حاصل ہوئی ہو کہ اُن واحد مین کتنی ہی دور کیوں نہ وہ جگہ ہو طلسم مین یہ پہنچ جاتا ہوں اور ہمیشہ اُنکے سحر مین رہتا ہوں اور کوئی اُسکو دیکھتا نہین اور ہر رنگ سے ہر جگہ ظاہر ہوتا ہوں اور طلسم کی ہوا اُسکی مطیع ہو کہ مین کوئی باتیں کرے خبر اُسکو پہنچتی ہو

ساحرون کا خداوند ہو اُس ایسے شخص سے مقابلہ کرنے کی ہوس کرنا امر نیست مشکل و رکالیت دشوار
یہ باتیں سنکر ملکہ نے اپنے دل میں کہا کہ ابھی کل تو اُنھوں نے کہا تھا کہ توجہ پورا کر لے تو اُنھوں نے جانا آج
ایسا کچھ یہ فرما رہے ہیں نہیں معلوم کیا بھید ہو ملکہ خائف بھی ہوئی کہ ایسا نہوا فراسیاب سے
اُنھوں نے میل کر لیا ہوا اور ادھر گھر بھی کلام کو کب سے گھبرا یا کہ آج تو یہ شوکت افراسیاب کی
بیان کر کے جو مبریٰ طرہ دار ملکہ بران ہو اُسکو بھی ڈراتے ہیں اور دل اُسکا توڑتے ہیں پس ایسا کچھ
سمجھ کر عہد نے کہا کہ ای بادشاہ یوں تو فرمانا آپ کا بجا ہو لیکن وہ سزا افراسیاب کیا کر سکتا ہو
بایمان خود اُسکا آئینہ سحر اسطرح توڑ دوں کہ سبکو حیرت ہو جائے اور اُسکے ملک اطلس کا جانتے ہو
اگر میں نے رخت ترک دہر بچاؤ کر زیر زمین جا کر ٹکڑے ٹکڑے نہ اڑایا تو کچھ کام ہی نہ کیا وہ حرام زادہ
بھی کوئی ساحر غدار ہو پھر سحر سامنے عمل عیاری کے کیا چل سکیگا ای بادشاہ حق ہی ہو ورنہ حق
باطل حق کے سامنے نہیں ٹھہرتا ہمارے خدا نے فرمایا کہ جارا الحق و زہق الباطل ان الباطل کان فہو قاتل
کو کب نے کہا کہ یہ امر آپ نے اپنی نسبت جو فرمایا بہت صحیح اور درست ہو آپ ایسے ہی ہیں بلکہ
یہ ناشدنی ابھی اس قابل نہیں دیکھیے بھی اُسکے دل میں یہ خیال آیا ہو کہ میں افراسیاب سے
مل گیا ہوں کیونکہ ای بران میں غدار ہوں اور عہد شکن ہوں بران نے لرز کر کہا ای بادشاہ بھلا
میری مجال ہو جو آپ کو غدار کہوں بادشاہ نے فرمایا کہ میں اسلیے ای عہد یہ باتیں کرتا ہوں کہ ابھی
یہ غیرت کو کام میں لائے اور سحر و ساحری سیکھے ابھی ایک سوال میں کرتا ہوں اُسکا یہ جواب دے
بھلا ہل پر نیرادان توڑنا یا اور کوئی مرحلہ افراسیاب کا بنایا ہوا توڑنا تو مبسا دشوار ہو ابھی
ایک دیوار بلور کی میں نے بنائی تھی اور سراسری یہ میرا سحر تھا صرف اسی امتحان کے لیے کہ
بران کو بڑا دعویٰ ہو دیکھوں اس دیوار سے یہ کیونکر نکل سکتی ہو چنانچہ خواجہ آپ تو اُسکے
پہنچے میں دبے ہوئے تھے انصاف سے فرمائیے کہ اُسکی کیا حالت گذری و کسی طرح اُس چھپتا
اور دیوار بلورین سے نہ نکل سکی پھر میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب بڑے بڑے ساحران
نامی مثل صورت نگار و مصور و صنعت و ابریق وغیرہ یہ چاروں طرف سے میدان جنگ میں
پھرنگے اور آسمان فولاد کے بنا کینگے اور منیہ تیردن کا برسائینگے اور شاہ جادوان اگر کینگے اندھی
پیدا کریگا کہ سیاہی اُس اندھی کی آسمان فولادی ہوگی اور ہوا کے جھونکے تیرقضا ہونگے اور

بوندین دیوس یاہ ہونگے پھر وہ آندھی اسکو اڑا کر ظلمات عدم اور قفر قنارین لہجائیگی یا نہیں
 یہ کیونکر دشمن کے آسمانوں سے نکال جائیگی اور انکی زمین سحر پر ٹھہر کر بانوں جمائیگی بس ہی ہوگا
 کہ لشکر سارا کام آئیگا اور یہ ذلت و خواری اٹھائیگی اور سنو سیزی جان جب کسی کا کوئی گھر برباد
 کرنے جائیگا تو وہ کوئی دقیقہ کیا اٹھا رکھے گا ابھی تک افراسیاب نے کوئی کہ ایسی نہیں کی ہو
 کہ جس سے خود خواہ ہی فتح چاہیے ہو سہل نکارے سے لڑتا چلا آیا ہو اسوجہ سے مہرخ وغیرہ اسے
 مقابلہ میں تھے ہوئے ہیں ورنہ تو یہ بھلی تھی اگر ایک اپنے طلسم کے کنوین کو کھول دے قیامت آج
 ایک بار بادشاہ نے شرمناک طلسم کو بجا دیا تھا اور تخت طلسمی پر چڑھ کر اسے لگایا تھا پھر سارا لشکر
 مہرخ کا بیہوش تھا بادشاہ نے خود ہی طرح دی اور سب کو ہوشیار کر دیا اور ناسی دن خاتمہ تھا کیون
 خواجہ آپکو یاد ہو حکم نے کہا سچ ہو اس میں کچھ خرافات نہیں اور واقعی بادشاہ طلسم سے سوا
 طلسم کشا کے اور لوح کے بغیر کون لڑ سکتا ہو کو کب نے جواب دیا کہ اب تمہارے انصاف سے کہا اے حکم
 اسی واسطے میں اس چھو کڑی کو نصیحتا نہ کہتا ہوں کہ تیرا رتبہ و مرتبہ میرے طلسم میں بہت بڑا ہو
 کوئی اس سرزمین پر مجھ سے نہیں لڑ سکتا ہو اگر ہاتھ اپنے اونچے کر دے تو ملا زمان طلسم مجرم پرافت
 و خدا دین لیکن غیر جگہ تو قوت بازوی کام آئیگی کچھ شہزادی ہونا کام نہ آئیگا بس غیہ جگہ مثل ایک ساحر
 یہ ہو ان ساحرہ جلیل استدر ہو کہ صاحب ملک و مال ہو بس اسی قدر رتبہ ہو چاہیے کہ ایسا رتبہ ہو
 کہ جیسے بادشاہ طلسم یہ نہیں مکن چنانچہ اگر اتنے بڑے ساحر اور اسکی فوج سے لڑنا منظور ہو تو ان
 پتلون کے بنانے پر ناز ان ہو سحر کو خوب زور دوا در متواتر چلے کشی کرو مقامات عمدہ پر جاؤ چشمہ ہا
 سامری و جمشید میں نہاؤ معبد گاہ سامری پر جاؤ گنبد سامری کی بھی زیارت کرو ہر جگہ کہ گنبد
 سامری تک جانا مشکل ہو مگر کیسا ہی مشکل کیون نہوسب آفتین جھیلو اور اس لائق ہو لو کہ
 ان اب ہم برابر کا مقابلہ افراسیاب سے کر سکیں گے اسوقت ہم سحر میں اُسکے برابر ہیں گو مرتبہ
 بادشاہت طلسم اور ہوتا ہم اتنا تو ہو کہ سحر میں اُسکے ہمسر ہو جائیں تو کہنے میں بات آئیگی کہ
 سحر میں تو ہم سہری کر گئی مگر رتبہ سلطنت طلسمی سے مجبور تھی عمر نے کہا حضور نے جو کچھ فرمایا
 بجا ہو لیکن آپ اطمینان کامل رکھیے انشاء اللہ سب آسان ہو جائیگا آپ نے سنا ہوگا کہ نبی اللہ
 ساحر شمیم و کاشغور و ننگالہ و اندر کوٹ و جاوہران و اُم الجبال و عنظرا آبادین جمع تھامین نے سب کو

دور و زکی لڑائی میں جانب ملک عدم بھیجا داسہ قتل مسنے بغیر لوح کا طلسم بنایا تھا پھر اُسکو
اُس جید ذلیل نے جہنم میں بھیجا بیان بھی انشا اللہ ایسا ہی ہوگا کو کب نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا
گمراہوں کو تو یہی زیبا ہو جیسا میں نے کہا ہوا و عمر مجھ کو اپنی بات کا بہت بڑا خیال ہو انسان کو لڑائی کا
بند و بست ضرور چاہیے تم بھی جو اُن ساحرون سے لڑے ہوگی تو تمھاری اعانت کے لیے حمزہ
صاحب قرآن اور اُنکے سردار اور لاکھوں آدمی ہونگے اب سامنا اسطرح کا دپیش ہو کہ ہر وقت
خیال رہتا ہو کہ ایسا نہ ہو کوئی بیچ ہمارے طرفداروں یعنی مہرخ وغیرہ پر پڑ جائے کہ اپنی بھی سبکی
ہوئے لہذا اب میں نے اپنے فرزند ارجمند جمشید بن کو کب کو بھی بلایا ہو کہ وہ ظلمات افراسیاب
لشکر کشی کر کے گیا ہو اور مدت ہوئی کہ انھیں ملکون میں لڑ رہا ہو پھر اب کیا ضرورت ہو کہ اطراف
طلسم میں لڑے بادشاہ طلسم ہی سے کیون نہ آکر لڑے اگر اُسکو قتل کیا تو سب ملک پایا غرض وہ بھی
آئیگا اور بران کو ہدایت کرتا ہوں کہ اب یہ ایک پہاڑ پر جائیں کہ نام اُسکا کوہ رخشان ہو زور وہاں چاند
نکرو روح سامری آکر کرتی ہو غریبوں اور وہاں کے چلہ کشوں کی فریاد سننی ہو اور جو مردمانگو ملتے ہو
اور سحر جو وہاں بیٹھ کر پڑھو روح سامری اُس سحر کے شریک حال رہتی ہو اور جہاں اُس سحر کو پڑھو
روح سامری آکر مدد کرتی ہو چنانچہ وہاں جا کر یہ چلہ کشی کرے اور ہر شب وہاں جایا کرے ذکوہ آکر اپنے
ملک میں نامی اور نامور ساحر جو اُسکے ملازم نہیں ہیں اور رئیس قوم اور اپنے گھر سے مرفا حال ہیں
اور شوق کی راہ سے سحر سیکھا ہو اور خوب کرتے ہیں اُنکو جمع کرے اور میں بھی اپنے طلسم کے تحفہ
بہت کچھ نکالوں گا اور اُس ملکہ کو دوں گا اور میرا ارادہ ہو کہ اسی چھو کری کو لسی مغرور سسر کش
افراسیاب سے لڑاؤں آپ کم اُسکے مقابلہ میں جاؤں اور اسی عمر ایک سیرا دست ہو کہ وہ
بیابان گلرہ زمین رہتا ہو نام اُسکا کمال قدرت ہو ایسا ساحر ہو کہ ساحران جہاں اُسکا نام لیکر
سحر کرتے ہیں اور وہ سحر سے قلعہ ایسا بنا تا ہو کہ کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر وہ قلعہ فتح نہیں کر سکتا ہو
چنانچہ وہ ساحر بیابان گلرہ کا جو مالک ہو جہاں قدرت شاہ جادو اُسکا ملازم اور سرداروں میں ہو
اور جہاں قدرت اُس بیابان کا بجائے خود حاکم ہو نہ مجھ کو خراج و باج دیتا ہو نہ افراسیاب کو
اور باعث اسکا یہ ہو کہ وہ بیابان داخل طلسم ہوش رہا ہو لیکن بہت سے سردار ایسے ہیں کہ وہ رفیق
اور جان مشار لاچین تاجدار بادشاہ سابق طلسم ہوش رہا کے ہیں پس جب لاچین قید ہوا تو وہ اپنے

ملک میں خود حاکم بن بیٹھے اور کسی طرح انھوں نے اطاعت اس نکر ام فراسیاب کی نفرمانی اور
 فراسیاب بھی خاموش ہو رہا اس سبب سے کہ طلسم میں ان لوگوں کے ساتھ لڑنے میں قتل اور
 خونریزی حد سے زیادہ تر ہوگی اور انہیں بعض ملک جحفہ جات طلسمی میں اور بعض کو ہستان طلسم کے
 بادشاہوں اور استادان زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں پھر کیا ضرور ہو کہ ایسے شخصوں سے بگاڑ
 کیا جائے ایسا نہ کہ وہ سب قوت پا کر اپنے بادشاہ کو رہا کر لین تو سب محنت برباد ہو جائے
 غرض اب میں معمار کو نامہ لکھتا ہوں کہ اگر ایک قلعہ سانسے قلعہ طلسمی کے یعنی شہر نابہر سان کے
 بنائے اور اس قلعہ میں سبار لشکر مہرخ کا مقیم ہو بروقت جنگ و جدال کے باہر آیا کرے اس میں
 فائدہ یہ ہو کہ فراسیاب کا بیجہ کیس وقت بھی لشکر مہرخ پر قابض نہ ہو سکے ابھی تو بیچ میدان میں لشکر
 اٹرا ہوا ہو سب طرح کے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہو اور اگر معمار ہمارا شریک حال ہوگا تو بہت بڑا فائدہ ہو
 اسی عمر سات شہزادے حقدار یا بان گلرزی کی سلطنت کے قید میں فراسیاب کے ہیں کہ وہ بچاے
 نو جوان ہفت ملک کی سلطنت کرتے تھے لاجپن کے ساتھ قید ہوئے میں نے اتنا سنا ہے کہ دہریا
 نیل پر قید ہیں اور ایک دروازہ یا بان گلرزی کا دریا سے نیل کی طرف ہو کہ اسکو بادشاہ طلسم شہنشاہ
 بند کر دیا ہو اور دوسرا راستہ ہوش با کے اندر سے ہو وہ کھلا رکھا ہو مگر سرحد پر بڑے بڑے ساحر
 نامی مقرر ہیں میرے طلسم سے راستہ نہیں ہو لیکن ایک راہ ہو کہ اسکو راہ نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ راہ
 بالکل بند ہو اسلیے بند ہو کہ اس طرف طلسم نورافشان ہو ایسا نہ کہ کوئی وہاں سے اگر ملک میں
 فساد برپا کرے پس ایک زنجیر آتش دور تک یعنی جہان تک میرے طلسم کی سرحد ہو چھنچی ہو اس
 زنجیر کو نہ کوئی توڑ سکتا ہو نہ کھول سکتا ہو نہ اڑ کر جاسکتا ہو لیکن معمار کو جو میں بلاؤنگاہ اپنے بادشاہ
 پوچھ کر میری ملاقات کو آیا کرتا ہو تو پھر کھا کر کوہستان کی راہ سے میری پشت طلسم سے اس طلسم
 داخل ہوتا ہو پس اسی بران میرے کہنے پر عمل کرنا خبردار ابھی کوئے غفلت و نادانی میں قدم نہ دھنڑا
 اور جلدی اس کام میں نہ کرنا یہ لڑائی شاہان طلسم کی ہو رو باہ کے شکار میں شہر کے شکار کا ساما
 کرنا ہوتا ہو دشت عجلت میں سرگشتہ نہ پھرنا یہ تو شاہ جادوان ہو اگر کوئی ادنی دشمن ہوتا تو اسکو
 یہ آجھٹنا کا خرد مند ہی تھا بران نے کہا اسی پر والا قدر ابھی تو میں ایک چلہ کر کے تھکی ہوئی
 خستہ اٹھستہ آئی ہوں ابھی تو مجھے کوہ رختان پر نجا یا جا گیا کوکب نے کہا دیکھیے مزاج

ایسا عیش و وسعت ہو گیا ہو کہ تکلیف کسی طرح کی دل گوارا نہیں کرتا پھر وہ تکلیف شاقہ یعنی مقابل
دشمن کی کس طرح اٹھ سکی اور طعن سنان طعنہ حریفان کی طبیعت کب تحمل ہوگی اچھا دوچار و زٹھ کر
اپنے مقام پر بالشرک خواجہ بین شراب پیو راحت کرو سیر و تماشا دیکھ کر دل بہلاؤ پھر وہاں جانا اور جو
مین نے کہا ہو عمل میں لانا اور مین بھی تدبیر میں جاتا ہوں اب تو بدولت خواجہ سلامت کے
افرا سیاب سے اور ہم سے گڑی اٹکی ہو خود حافظ و ناصر اتنا بادشاہ کے منہ سے نکلتے ہی آواز
رہا تے کی آئی آنکھ بند ہو گئی اب جو دیکھنا وہ دیوار تھی نہ باغ تھا نہ بنگلہ تھا مگر عمر کو ایک کارخانہ
عجیب و غریب اور نظر آیا یعنی اُس نے دیکھا کہ وہ چار دیواریں بلور کی جو گہ بن تو ایک طرف کی دیوار
ناکب ہونے سے ایک باغ و لذت پر اور بے نظیر نظر آیا کہ ہر برگ اُس کا جادو تھا ہر پھل اُس کا خوبرو تھا
لطافت و مان کی نرون پر صدقے تھے ہوا وہاں کی نسیم پر نثار تھی کیا لکھوں کہ کسی بہار تھی دوسری
طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو ایک پہاڑ لا جو رد کا دکھائی دیا کہ ایسا پہاڑ بہار دار روح فراد
جستہ دیکھ کر بے قرار کوہ لا جو ردی آسمان اُس پر نثار کبھی خواجہ کی نگاہ سے نہ گذرنا تھا طرح طرح کے
گل اُس پر کھلے تھے اور چشمہ بسان چشمہ آفتاب لہریں لیتے تھے چھوٹا چھوٹا تھا اور ہزار ہا اُس پہاڑ میں
سنے تھے اور ہر درمیں اُس کے ایک پرینا دھرتیکین ہر جبین ہزاران ناز و انداز استادہ تھے اُن کی صورت
زیبا اگر دیکھے شیریں فراد دار پتھر سے سر ٹکرائے تیشہ عشق سر میں مار کر مر جائے کوئی نازکین
کوئی حور بیکر کوئی لالہ فام کوئی سبزہ رنگ اور کوئی حیرت سے انگشت بدندان کوئی پائے نازک
دوسری سان پر رکھے ہوئے ایک بانوؤں سے استادہ واقعی باغ خوبی کے سرور دان کوئی ناز
پائے کلائی پر ڈالے کوئی پانچائے کو چھوڑے پٹے نکالے کوئی چار سو حیرت سے نگران کوئی
جھڑے ہاتھ میں لیے ادھر ادھر خرمان کوئی تصویر کی صورت اُس در کے چوٹے میں جڑے
ہوئی یون بے حس و حرکت کھڑے ہوئی غرض ہر ایک صورت میں لاثانی اُٹھتی جانی کہ ایسا
آنکھیں وہ جس سے کہ ہوئے محنت آنکھ چرائے
وصف بینی سے ہر اک دم ہو کہ دم ناک میں کئے
بلیبلین دیکھ لین تو دور ہوں گلزاروں سے
باغ میں زکس بیمار کو سکتا ہو جائے
کوئی گزناک بھی رگڑے تو نہ وہ پاس ٹھائے
خار گذرے آنکھیں اُن پھولوں سے خساوتے
یتسری طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو بیابان سبزہ زار پر بہار دکھائی دیا کہ اسی بیابان میں خضر کا سبھا

گویا وادی امین تھا گلہائے رنگین سے سراسر نگار خانہ چین تھا گویا خاتم دشت پر جڑا ہوا نگین تھا جو تھی
 طرف جو دیوار غائب ہوئی تو ایک دریائے زخار کو موجزن پایا کہ کنارے کنارے اُس بجزافسون کے
 ہزاروں تختہ لالہ وافرمان کے کھلے تھے اور جہان تک سیاح چشم سیار ہوتا تھا وہی چین کھلا نظر
 آتا تھا اور دریا موجیں مارتا تھا رقص عشق کو شرماتا تھا خواجہ اس عجائبات کو دیکھ کر دنگ بسان
 تصویر سکتے کے رنگ تھے کہ یکا ایک آواز تڑاتے کی آئی اور ایک جانب سے زمین شق ہو کر پانچ کشتیاں
 از خود نکلیں کہ تورہ پوش بادے کے اُنپر پڑے ہوئے تھے آواز آئی کہ خواجہ سلاست یہ کشتیاں
 قسم ہر سامری جمشید کی کہ آپ کے لائق نہیں اسوقت جمشید سامری کے خزانہ پر بجو دست رس بھی
 نہیں ہوا آپ دل میں رنجیدہ ہو جیسے گا ان کشتیوں کو قبول فرمائیے اور رکھ لیے عہنے بخوشی خاطر انکو
 بایں تورے اشرفیوں کے اُنہیں رکھے دیکھے ہیں آواز آئی کہ ان اشرفیوں کو بھلا آپ کیا لیجیے گا
 آپ کے قابل کمان ہن مگر غر بالو تقسیم کر دیجیگا عہنے جواب دیا کہ شاہ کو کپ واقعی ایسے حوصلہ کمالی کا
 بادشاہ ہر سیرے تو لائق ہن لیکن اُسکے دینے کے لائق نہیں ہر جب ہی اسقدر عجز و نیاز میں سبالغہ ہر
 حساب دوستان در دل میں نے بخوشی خاطر قبول کین خدائے تعالیٰ عمر و دولت ایسے بادشاہ عالی
 حوصلہ کی زیادہ کرے بڑا صاحب جود و کرم ہو اور سواسے اسکے ہمارے اور اُس بادشاہ کی کیجائی اور
 یگانگت کا طور ہو کچھ مضائقہ نہیں وہ جو عنایت فرمائیں ہمکو منظور ہو یا رزندہ اور صحبت باقی
 آج اگر قلیل اُنھوں نے دیا ہو تو کل کثیر عنایت فرمائینگے کچھ آج ہی پر تھوڑی موقوف ہو اُنسے
 تو ملتا ہی رہے گا سال کے تین سو ساٹھ دن ہن پھر سمجھ لیا جائیگا یہ کمران توڑ دن کو نذر زنبیل کیا
 اور ملکہ بران کو ہمراہ لیکر ایک دہ میں کوہ کے آیا اور وہاں زنبیل سے فرش نکال کر بچھا یا شراب کیا
 مہیا کیا اور صرف میخواری یہ دونوں ہوئے انکو تو اس حال میں چھوڑیے اب حال جنگ جدا
 ملکہ مهرخ فرخ فال اور سفاک بد اعمال سینے کہ یہ دونوں لشکر مقابل ہن آچکے ہن مبارز
 میدان دلاوری و نبرد آزمایان عرصہ شجاعت گستری اسطرح تو سن قلم جنگاہ قرطاس ہن جولان
 فرماتے ہن کہ جب مهرخ دلاور مقابل لشکر سفاک بد اختر ہو پچی بجلیان گر کر آڑ بھاڑیوں کے
 دفع ہوئے ایر سحر بر سے گرد و غبار مٹھا صفت آرائی ہوئی نقیب و چاؤش کوٹکا لکڑ کٹر سے ہوئے
 اسوقت اول سفاک اڑ پر چڑھ کر مقابل لشکر مهرخ آئی اور پیکاری کہ ای لشکر یان کھرام مجکو

کچھ تھسے عداوت نہیں اور نہ کسی طرح کا تم لوگوں سے سروکار ہو صرف اس واسطے چڑھ آئی ہوں کہ چالاک بن عمر نے میری خواص خاص مار کا کل سیاہ کو ناحق مار ڈالا ہو پس تم اس میرے گنہگار کو گرفتار کر کے میرے حوالہ کرو اور یا میرے حوالہ نہ کرو تو اپنے لشکر سے نکال دو میں خود اس کو پکڑ لوں گی اور اگر ایسا نہ کرے تو تمھارے لشکر کو غارت کر دوں گی اگر اپنی بہتری چاہتے ہو اور خیریت تمھیں منظور ہو تو میرے کہنے پر عمل کرو مہرخ نے اُسکے جواب میں پکار کر کہا کہ تمھاری تو عقل نائل ہو گئی جو تم اس طرح کی گفتگو کرنے کو میرے ساتھ آئی ہو اپنے ہوش کی خبر لو کچھ سودا ہو گیا ہو تم مجھ سے دینی کر دو گی تو کیا کر لو گی اور دوستی کر دو گی تو کیا سرفراز کر دو گی اگر تم کو اور نا منظور ہو تو تاخیر نہ کرو بیان تھے کون کی کرتا ہو دیوانہ پن کی باتیں نہ کرو بھلا مجھ سے کیونکر ہو گا کہ چالاک بن عمر کو تمھارے حوالہ کر دوں پس اب خبردار زبان ناپاک سے اپنے نام ہتر مہتران و ہتر ہبران چالاک عالیشان کا نہ لینا جو کچھ تھے ہو سکے قصور کو تا ہی نہ کرو میں دیکھوں تو کہ تم کیسی ساحرہ ہو اور کیا میرے واسطے کرتی ہو سفاک ان کلمات کو سنکر برہم ہوئی اور اپنے لشکر کی طرف پھری صفت لشکر میں جا کر سپاہی لشکر ہر مزاج و کو حکم دیا کہ ہاں جنگ آغاز کرو وہ مرکب سحر کو اڑا کر میدان میں آیا ادھر سے بھی ایک ساحر نکلا سامنا کیا لیکن ہر مرنے ایک تیغہ سحر ایسا اُسکے مارا کہ وہ بیچارہ دو ٹکڑے ہوا اس وقت مہرخ نے ایک نارنج سحر کا تخت پر کھڑی ہو کر جانب سفاک جادو پھینکا اُس نے نارنج آتے دیکھا ایک ترنج مارا کہ نارنج مہرخ تو زمین میں گر کر سود ہو گیا اور ترنج مہرخ پر گیا مہرخ نے بھی رد سحر کیا اور ایک تیرکمانیں رکھ کر مارا کہ سفاک نے آگے بڑھ کر دستک دی کہ بچہ قراولی لیے پیدا ہوا اور اُس نے تیر سحر بھی کاٹ ڈالا اس وقت سفاک نے پکار کر کہا کہ اے مہرخ دیکھ تو میں کیسی بلا مجھ پر نازل کرتی ہوں میرے ہاتھ سے بکرجانا محال ہوا اپنے تیر کا جواب دیکھ کہ کیا دیتی ہوں اب تجھ سے دیر تک کون لڑے اور تماشہ دیکھا کرے قضا ہی تیری آگئی ہو تو میں کیا کروں یہ لکڑا ایک تختی فولاد کی اپنی جھولی سے سحر کی نکالی کہ وہ شبکے مثیل پارہ آہن جتیری تھی کہ پس اُس تختی کو اُس نے زمین پر پھینک دیا اور ایک نارنج نکلا لکڑا سحر اُس پر دم کر کے اُس تختی پر مارا کہ وہ نارنج شق ہوا پس یکایک وہ تختی غائب ہوئی اور بجائے اُسکے ایک دیوار فولادی مشبک یعنی سوراخ دار پیدا ہو کر مابین لشکر مہرخ و سفاک حائل ہو گئی جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی وہی دیوار نظر آتی تھی لشکر سفاک بے امان زبرد دیوار اسطرح کو پوشیدہ ہوا

بس اُس دیوار کے سوراخوں میں یکایک ہوا بھری اور آواز سائین سائین کی پیدا ہوئی پھر ہر ذرین
 سے تیر اُسنے لگے اور لشکرِ مہرخ میں گرنے لگے گویا کماندار دہرنے لٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا شروع کیا تھا
 دیوار تھی یا تنگ خاندان تھا نہیں نہیں آسمان سحر کا برج قوس تھا یا ترک زمانہ نے تیر اجل کا
 ان بچا سون کو نشانہ بنایا تھا دیوار نہ تھی ملک عدم کی حد کھنچی تھی اُدھر سے اجل صورت خدنگ بنکر
 آتی تھی اور سینہ بکینہ لشکرِ ان مہرخ کے پار ہوتی تھی کچھ ہی دیر میں لشکرِ مین بل بل پڑ گئی آفت
 برپا ہوئی نہرِ ہا سا حوضِ نشانہ تیر سحر ہوا اس لشکر کے تیار ہونے سے ایسی بل جل پڑی تھی کہ لشکرِ بران
 جو قریب تر اس لشکر کے آگیا تھا اُس میں بھی غلغلہ برپا ہوا اور بنا بر احتیاط وہ لشکر بھی طیار ہو گیا
 اور چند بادشاہان در بند طاہر اپنے اُڑا کر اس ہنگامہ کے دیکھنے کو بیان آگئے اور حسب اتفاق
 ملکہ مجلسِ جادو بھی مع اپنی مان کی تلاشِ بران میں بیان آئی تھی وہ بھی آکر اُس جنگ کو دیکھنے
 لگی اور اُن سب نے دیکھا کہ تیر اُس دیوار سے نکلا اب سپہِ مین سحر کی توڑتے ہیں اور ایک ایک تیر
 چالیس چالیس ساحر و کسینہ توڑتا ہوا اور اب دریا کی طرح روے ہوا پر تیر سوج مار رہے ہیں مینہِ زمین پر
 تیرون کا برس رہا ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ زمانے میں ہوا چلنے کے بدلے تیر ہی چلتے ہیں روے ہوا پر
 عقاب سے ملو ہر دینا نے اڑ جانے کے لیے پر نکالے ہیں اس قدر حادثات بھی عالم میں نہ پیدا ہوتے
 ہونگے جس قدر کہ تیر اس لشکر میں بھرے ہیں مہرخ و بہار و منجھور و پنجہ سحر کے پیدا کر کے قزاقیوں سے
 تیرون کو کٹواتی ہیں سپہِ مین سحر کی آڑ کیے ہیں لشکرِ سب برباد ہو رہا ہو کوئی تیر نشانہ پر نشانہ بنکر پڑا ہو
 کسی کے تیر جگر کے پار ہوا ہو کوئی لاشہ پڑا ہو کوئی زخمی سسک رہا ہو گویا پیرِ نال دنیا کے ارمان
 دلی آج ہی تو نکلے ہیں کہ کیسے کیسے نوجوان نشانہ تیر اجل بنے خاک و خون میں لوٹ رہے ہیں
 یہ حال دیکھ کر مجلس نے کہا کہ اما جان آپ کو کوئی ایسا سحر یاد نہیں ہو کہ جس سے یہ دیوار سفاک
 سحر کی ٹوٹ جائے ہمارے جادو نے کہا بیٹا قصہ زمین بر سر زمین یہ ساحرہ سرحدِ طلسم ہوشن باہر
 تحفہِ طلسم سے اُس نے کام لیا ہو ہم اُس کا کیا کر سکتے ہیں اور علاوہ اُس کے ہم تابعِ ملکہِ بران ہیں اگر
 اس وقت ہم لڑیں تو ہمارے ساتھ ناظرانِ طلسم بھی لڑینگے پھر ایسا نہ ہو کہ لشکرِ ملکہِ بران کا ہماری
 فوات سے برباد جائے اور ہم برا الزام آئے ہاں اگر مہرخ بھاگ کر ہمارے لشکر میں چلی آئیگی تو اس وقت
 اُس کی حمایت اتنی کرینگے کہ اُس کو قتل نہونے دینگے اور بنا چارسی لڑینگے کہ یہی حکم ملکہِ بران کا ہو

کہ لشکر مہرخ کی ہر شخص ہمارے طلسم کا حمایت کرے یہاں تو یہ باتیں تھیں وہاں تیرون نے لشکر بان
مہرخ کا دم بند کیا نفس و رقص پیچیدہ ہزار ہا کے سینہ کو توڑا اب وہ زمانہ آیا کہ یقین تھا بھگدر
لشکر میں پڑے اور کوئی میدان میں ثابت قدم نہ رہا ابیات

لکھا ہو کہ جب مہرخ شیر زور نواں دم وہ سب بانی دشمنی کمانوں سے ناصفت فوج قدیر ہفت سے کمان تک نہ تھی ایسی راہ دل اہل دل سے نکلتی تھی آہ بڑھی فوج ساحر سپاہ شریہ جسمے تھے دلاور سب ان حصار	بڑھی جانب شکر مکر و زور قیامت کی تھی محو تیر فگنی ردان تھا بہم تیر کے بعد تیر جوڑے تیر تھے مثل تیر نگاہ یہ جانوں کہ ہم سب ہوئے اب تباہ لگانے لگے فوج غازی تیر خدا کی تھا رحمت کا بس انتظار
---	--

جب لشکر ظفر پیکر مہرخ ناسوت تباہ و برباد ہونے لگا اور آگے کی صف ٹوٹ گئی اب لوگ پیچھے
ہٹنے لگے اس وقت مہرخ نے تاج سر سے اٹک کر طنز کعبہ کے رخ کیا اور درگاہ بے نیاز میں محتاج
ہو کر پکاری کہ احکم الحاکمین و یا غیاث المستغیثین تو نے مجھ کو سلطان کیا ہو تو نے ہی توجاہ و حشمت کا
سامان دیا ہوا حیرت اکرم ابیات

تو ہی ہو سزا دار حمد نام کہ کافر سے ہلکو سلمان کیا دکھائی آئین جس نے راہ امان ترے رحم سے ہیں ہر ایت پہ ہم بلا میں جو ہیں سب یہ اب دور میں	مجھی نے عطا کین یہ ہم کو نعم بڑا تو نے ہم پر یہ احسان کیا محمد سا ہلکو دیا پشتبان ہوئی دور سے بدی اور نہم ترے عون و یاری سے منصور میں
---	---

انہو کریم حکم دے فتح غیبی گو کہ یہ کافران بھیجا ہمارے ہاتھ سے مثل کاخ شکستہ سنہ زم اور منہم ہوں
یہ دعا اسکی درگاہ خدایں قبول ہوئی یکایک بوند لاگرد کا ایک طرف سے صحرا میں پیدا ہوا اور خود سے
جو دیکھا تو مہر مہتران و بہر بہتران فرزند رشید ریش تراشندہ کافران و سہر زندہ جاوید گران قتل کفار میں
نہایت سفاک مہر چالاک بانہ ہائے عیاری سے آراستہ پیدا ہوا اور اسنے دیکھا کہ لشکر مہرخ تباہ و برباد

ہو رہا ہو بس اُس نے بیضہ عقاب جمشیدی کو کہ جو مار کا کل سیاہ کو مار کر اس نے لیا ہوا درز بانس قصبہ کے
وصف تو اُس بیضہ کا سن چکا تھا ہی بہت جلد کمر سے نکالا اور غور کر کے دیکھا تو اُس پر بہ خط طلائی
یہ لکھا ہوا بھی پایا کہ خواہ جمشید پرست ہو یا لقا پرست یا خدا کے نادرہ کا پوجنے والا مسلمان ہو یا
انکہ افراسیاب کی پرستش کرتا ہو کوئی ہو اُس بیضہ کو کسی لشکر پر گو وہ کیسا ہی زبردست لشکر اور
مالک انکا کیسا ہی بہتر اور زبردست ہو یہ مارے تو وہ لشکر ب غارت اور تباہ ہو جائیگا اسمین
چاہے ساحر ہو یا غیر ساحر کوئی کیون نہ ہلاک اور برباد ہو جائیگا اور اس بیضہ کے سامنے طاقت
قوت اُسکا کچھ پرو بال نہ نکال سکیگا سوائے ہلاک ہونے کے کچھ بن نہ آئیگا لیکن اُس بیضہ کو مار کر
لشکر حریف پر آپ بھاگ جائے اور اگر انگشتی سامری و جمشید بھی اپنے پاس رکھتا ہو تو کچھ بھاگ
جانے کی ضرورت نہیں صاحب فوج کیسا ہی صاحب قوت ہو گا مگر اُس شخص سے مقابلہ نہ کر سکیگا جسکے
پاس انگشتی ہوگی اس مضمون کو دیکھ کر چالاک نے دلمین کہا کہ ایک انگوٹھی تو مجھ کو امیر کشور گبنے
حنایت فرمائی ہو بھلا وہ سامری کو کیا جانیں لیکن ایک اور انگوٹھی بروقت ملاقات ملکہ بہار کے لشکر
اسلام میں تو نے پائی تھی اسکو تو دیکھ کہ وہ کیسی ہو بس اُس نے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی کو اتار کر دیکھا تو
ایک انگوٹھی میں کچھ لکیریں سی بنی ہوئی نظر آئیں خیال کیا کہ یہی حال جب بھی ہوا تھا کہ لکیریں
اُس انگوٹھی کی دکھائی دین تھیں مگر پڑھی نہ گئی تھیں اس چالاک ب بیضہ کو اس سے ملا کر دیکھ
غرض اُس نے بیضہ کا عکس اُس انگوٹھی پر ڈالا تو اسمین یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ جسکے پاس بیضہ عقاب
جمشیدی ہو بس اسکو چاہیے کہ اُس انگوٹھی کو ہنکر جسطرف کے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہو اسی طرف
ہاتھ میں بیضہ لے اور لشکر دشمن پر مارے پھر تماشہ دیکھے کہ اس بیضہ نے کیا کام کیا اور یہ انگوٹھی کچھ بھی
کام آئیگی برباد نہ کرے غرض چالاک اس مضمون سے آگاہ ہو کر بہت شاد کام ہوا اور شادان و فرحان
آگے گام زن ہوا اور تو یہ بیضہ لیکر چلا وہاں عمر اور بران درہ کوہ میں بیٹھے شراب پی رہے تھے اور
کھانا دونوں نے نوش کیا تھا اور خواجہ نے چاہا تھا کہ کچھ لکیریں کا دل بہلا سکے بلکہ ایک آواز آئی کہ خواجہ تم ہا سے
گلزار پر بہار سے کیون چلے آئے او وہاں آکر بیٹھو یہ سنکر عمر نے ادھر ادھر جو دیکھا تو وہی سامان
جو دیوار بلور کے گرنے سے چار طرف دکھائی دیا تھا یعنی باغ اور پہاڑ اور دریا اور صحرا یہی دکھائے
دیا خواجہ اور بران بے اختیار اٹھ کر اُسی باغ دلپذیر میں داخل ہوئی آگے بڑھ کر ایک بارہ درمی

سراسر جواہر جڑے آراشگی میں سراسر سیری بنی ہوئی نظر ٹہری اندام کے فرزند کی تخت آراستہ تھے اور شاہ کو کب تخت فیروزہ نام پر جلوہ فرما خواجہ نے تسلیم کی اور ملکہ اور خواجہ حسب ایاد شاہ کرسی پر متمکن ہوئے عمر نے جسارت کر کے کہا امیر بادشاہ آپ تو ہم سے رخصت ہو کر کچھ تدبیر کو گئے تھے پھر اب یہاں کیونکر تشریف لائے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک سر ہزار سودا کیونکر جاتا اب دیکھو تمہیں حال اسکا وضع ہوا جاتا ہو یہ فراہی رہا تھا کہ دفعتاً آواز مہیب آئی عمر اور امکہ آواز کی طرف دیکھنے لگے وہم انکو لکھیا کہ انکو پنچہ دکھائی دیا کہ ایک تحصیل زربفت کی وہ پنچہ کیسے ہو اور اس تحصیل پر خط طلسمی بطور نقش کے کچھ لکھیں بنی ہین بس بادشاہ نے وہ تحصیل ہاتھ میں لی وہم خواجہ اور ملکہ کا سنگیاد کیا تو پنچہ وغیرہ کوئی نہیں ہو بادشاہ بیٹھا ہو مگر رنگ رخسار بادشاہ زرد ہو چہرہ پر فکر و تردد کی گرد ہو خون جسم مبارک کا خشک معلوم ہوتا ہو تران نے کھڑے ہو کر بعد ادب اس طرح عرض کیا کہ ابیات

ای جان جهان آنر نیش
دروہم دگمان آنر نیش
اسرار نمان آنر نیش
بر دیدہ و ران آنر نیش

قربان تو صد جہان جانست
حرفے ز کمال تو نیا یار
بر حنا طر و شن تو روشن
انوار تحبسی تو طنا ہر

ایموشن شاہ عالی پاگاہ چشم زخم زمانہ آپ سے دور رہا سوقت مزاج ہمایون کو مبتلا کئے فکر و تردد پاتی ہون گل رخسار جناب کو صصر الم سے خمول و پژمرده نظر کرتی ہون کیا اسکا سبب ہو اور باعث اضطراب کہ انجام اسکا سوائے صواب کے اور کچھ نہ ہو کیا ہو بادشاہ نے کہا کہ میں فکر میں اپنی جانا چاہتا تھا کہ یکا یک بیرون نے سحر کی خبر مجھ کو دی کہ لشکر مہرخ تباہ ہوا دیوار سحر نے انکو بے پشتیان بنایا ستون زور و قوت کو اس کے گرایا ہو چنانچہ ابھی جو پنچہ وہم آیا تھا تو یہی خبر لایا تھا کہ سفاک جادو وادار زیور جادو کو ایک تختی تحفہ جات طلسمی سے ہاتھ آئی تھی اور اس پر اسکو بڑا نا تھا پس اس تختی کو اس نے اگر دیوار شیکہ دار فولادی بنایا ہو اور تیر ستم برسا کر سارا لشکر مہرخ کا غریب کو بیاہر بھلہ پڑا چاہتی ہو مہرخ بھی ایسی دلاور ہو جوا بتک اسی میدان باران تیر میں استادہ ہو اور دعا کر رہی ہو چنانچہ مجھ کو فکر ہو کہ اسکی دفع کی تدبیر کروں عمر نے یہ ماجرا لشکر ملکہ تران سے کہا کہ امی ملکہ ہمارے لشکر کے متصل تمہارے ناظمون کا بھی لشکر اترتا ہو او بس وہ لشکر مدد نہیں کرتا ہو تران نے کہا خواجہ وہ

میرے حکم کے منتظر ہونگے کہ ملکہ اگر حکم دے تو ہم لڑیں عمر نے کوکب سے اُسوقت عرض کی کہ امیر بادشاہ
 پھر آپ ہی کچھ تدبیر برائے خدا تعالیٰ جلد فرمائیے کوکب نے ہنس کر کہا بی بران صاحب آپ کے لشکر میں
 کہ جسکے بھروسے پر آپ شاہ ساحران سے لڑنے چلیں تھیں کوئی ایسا ساحر ہے کہ جو اس دیوار کو غارت کر دے
 ملکہ بران کو بھی اُسوقت تیہہ آگیا اور کچھ تو براہ ادب نہ کہ سکی مگر منہ لال کر کے اتنا کہا کہ حضور اب کچھ
 تدبیر درباب دفع دیوار نہ فرمائیں میں خود جا کر اُسکو توڑتی ہوں کوکب نے کہا خواجہ دیکھیے انکی یہ
 سمجھ ہو کہ ذرا سی بات میں غصہ آگیا بران نے کہا ہاں وہ بات ہی کیا ہے میں جا کر ٹکڑا رونگی یا تو
 میں نے اُس دیوار کو گرادیایا کاخ جسم و جان کو اپنی برباد کر دیا دیا اور گرا دیا کوکب نے کہا تمام عمر تو
 تھنے عیش و عشرت میں سب سحر اپنے برباد کیے اور غارت کر دیئے اب یہ حوصلہ ہو تم یہ نجاتی تھیں کہ بموجب
 مصرع جنگے رتبہ ہیں سو اُنکو سوا شکل ہوڑ میں بادشاہ نادبی ہوں کبھی تو میرے ملک پر
 کوئی چڑھ آئے گا یا ہلو کسی ملک پر چڑھائی کرنی ہوگی پھر ہلو اپنے رتبہ کے موافق سحر کرنا ہونگے اب
 جہالت کو کام نفاؤ اور چالیس وز کوہ رخشان پر جا کر سحر کو تیار کر لو پھر مجال کسی ساحر کی نہوگی جو چہرے
 مقابلہ کر سکے یہ لکڑ کوکب نے ایک دستک جو دی تو ساٹھ پریزا دان و درگوشی مصرع پوشش بہ جبین جو کلین
 حسن میں نکلیں سپارہ دل را جنگی ایک غمزہ جانستان پر جان خشاں قربان حاکم کشور حسن و جمال و
 مالی اقلیم خوبی و کمال ایک تخت الماس کا دسے پر اٹھائے سانسے حاضر ہو میں بادشاہ اُس تخت کو دیکھ کر
 اپنے مقام پر سے اٹھا اور دُندوت کرنے لگا اُس تخت پر ایک کتاب رکھے ہوئے تھے بادشاہ نے دُندوت
 کر کے وہ کتاب اٹھائی کچھ اسباب ساحری بھی اُس تخت پر تھا اُسکو بھی قبضہ میں کیا اور کتاب پر غلات
 زرینتی چڑھے تھے سراسر جو اہر دوز بنے تھے بس اُسکو دور کر کے کتاب کو کھولا اور کہا خواجہ یہ کتاب
 ہمارے پیر اور بزرگوں کے وقت سے چلی آئی ہے جتنے عمدہ سحر اگلے ساحران نامی کے کیے ہوئے ہیں
 اس میں لکھے ہیں میں اُسکو دیکھتا ہوں اور ایک نقش اس میں سے نکال کر لکھتا ہوں کہ وہ دیوار غارت کر دو
 اور اس کتاب میں حال بھی جو کچھ گذر رہا ہو معلوم ہوتا ہے جس حال جنگ و سرخ و سفاک بھی دیکھتا
 جاؤ نگاہ لکڑ مشغول کتاب بینی ہوا یہ تو کتاب دیکھنے لگا ادھر چالاک جو انگشتی جمبیدی و ریشہ جمبیدی
 لیکر بڑھا قریب دیوار پہونچ کر غرہ زن ہوا کہ باش او قبحہ بدکار و ناہنجار پلید و مپاک ساحرہ سفاک نے
 تیرہ سوان و خیرہ روز گاران ساحران عتہ اریون تمھاری شامت آئی ہے کیون دنیا تھے سر پٹھائی

میں آپہنچا تمھاری جان کا ملک موت یہ نعرہ اُسکا سنکر لشکریان مہر خیا تو بھاگا جاہتی تھی تھم گئی اور
 برق فرنگی عیارِ سلحدہ کھڑا ہوا اپنے لشکر کی بربادی پر دستِ تاسف مل رہا تھا اور فکرِ عیاری میں تھا
 اُسنے بھی نعرہ سنکر چالاک کو دیکھا اور بیقرار ہو گیا پکارا کہ ای بھائی چالاک ای سردار میں مشرود
 کمان جاتے ہو میرے پاس پھر کے چلے آؤ وہاں مینھ تیر و نکا برس رہا ہے چالاک نے سنکر کہا کہ
 ای برق تم کچھ اندیشہ نہ کرو اگر اس دیوار میں اور گروہ ساحرانِ غدار میں گھس کر عیاری نہ کی تو پھر
 کام ہی کیا کیا ای بھائی تم اپنی جان بچائے وہاں کھڑے رہو اور دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہے میں ان کا فو کو
 غارت کیے دیتا ہوں اس کلمے کو سنکر برق وغیرہ سمجھے کہ چالاک شاید مسحور ہو گیا سحرِ سفاک میں
 اور دماغ و دل اُسکا قابو میں نہیں رہا ہے جب تو ایسے کلمات مہل کہتا ہو اور دیوانہ وار اسی نیت میں
 بے پرواہی سے جاتا ہو رات بھی نہیں ہے جو یہ عیاری کر کے نکل جائیگا غرض برق کو تاب نہ رہی
 اور پھر اُسنے پکار کر نرا دی کہ بتیا چالاک کتنا ہمارا مانو اور پھر آؤ اگر نشہ شراب کا بہت ٹکڑا ہو گیا
 تو وہ نشہ آگے بڑھ کر ہرن ہو جائیگا اور تم سفت مارے جاؤ گے کیون جان دینے جان بوجھ کر جاتے ہو
 چالاک نے ابی مرتبہ برق کے کلام کا جواب کچھ بھی نہ دیا اور حبت کر کے بڑا پردیوا سحرِ سفاک کے
 پہونچ ہی تو گیا اور اس طرح للکارا کہ سفاک کے کان میں بھی آواز اُسکی پہونچی اور اُسنے ساحر و
 اپنے ہتھسار رکھا کہ یہ کون ڈانٹ رہا ہے ساحر وں نے کہا کوئی عیار ہو وہاں برق نے دیکھا کہ چالاک
 قریب دیوار پہونچ گیا اور مینھ تیر و نکا برس رہا ہے مگر اُسکے اوپر کوئی تیر نہیں پڑا بس اُسنے پکار کر کہا کہ ای
 مرشد زادے آج کیا تم کچھ سحر بھی سیکھ کر آئے ہو چالاک نے پھر جواب دیا کہ پھر ٹکڑا کیا ہاں بیشک
 ہم سحر سیکھ کر آئے ہیں کچھ شبہ نہیں کہ ہم ساحر ہیں اور اگر ایسے نہوتے تو اس جگہ پہونچ و خطر کھڑے
 کیون ہوتے اس عرصہ میں سفاک نے ایک پیکان آبدار سحر کو نکال کر بزدل سحر کھینچ کر اُسپر مارا اُسوقت
 چالاک نے بیضہ کو چرخ دیا اور باند کیا ہرنگ ستارہ سحری اُس میں چپک پیدا ہوئی اور وہ پیکان
 اُٹھا کر پھر سفاک نے دستک پکڑا اُسکو تو رد کیا لیکن اُس بیضہ کی روشنی بجلی کی طرح اُس دیوار کے
 سوراخوں میں سمائی بس اُس روشنی کو دیکھ کر سفاک تو بدحواس ہو گئی اور جلد بزدل سحر پانوں
 اپنے زمین پر مار کر غرقِ زمین ہو گئی اور تیر جو اُس دیوار میں سے آتے تھے وہ روشنی ظاہر ہونے سے اور
 اور سوراخوں میں پہونچنے سے بند ہو گئے اُس عرصہ میں اُسنے چرخ دیکر بیضہ دیوار پر مارا آواز ایسی

ہولناک آئی کہ یقین تھا کاخ زبردستی آسمان پھٹ پڑے چار دیوار رنج مسکون اڑا اگر گویا گرے اور
حصار رابع عناصر عالم جیسے ڈھ گیا وہ دیوار تھرائی اور لرزی اور زمین پر گر کر فولادی تھی ریزہ ریزہ
ہو کر خاکدان دنیا میں خاک کی طرح برباد ہو گئی بنیاد ستم ڈھ گئی کاخ جو ر و فساد منہدم ہوا اور اُس پر یہ طرہ ہوا
کہ بوجہ مثل سنگ آمد سخت آمد یعنی سنگ ریزہ اُس دیدار کے فولادی گولون کی طرح لشکر بیان سفاک پر
اگر گرنے لگے اور سینوں اور سر کو توڑ کر بارگزر نے لگے اب تو کہہ کر دکھنا ثبات کا معاملہ ہوا ہزار ہا ساحر اسی
میدان میں گر کر ٹوٹے لگا کلاو اسید مہادم دبا کر بھاگا بھیر دن یا تو خوشی میں تھا اب ناچنے لگا خدا سے یا
سامری بچا نایا جمشید بچا نا کی بلند ہوئیں آوازیں مہیب آنے لگیں ساحروں کے مرنے سے آندھی سیاہ
آئی پھر برسنے لگے وہ سیاہ ان تمام پر آفت ہو گیا ادھر سے لشکر طفر احتشام مہرخ عالی مقام بھی حربہ سحر
پکڑ کر اور تلواریں لیکر جو بڑھاپھر تو یہ نقشہ ہوا کہ زمین جہان ساعوان کو کھنڈل ڈالا ہر ایک کو غارتیستی
دکھا دیا الحمد بھی نصیب نہوی قصر تن میں جان جو لگین تھی وہ ٹوٹا گھر سمجھ کر گھبرا کر بھاگی جاتی تو
کسان جاتی فی الحال شاہی جہنم خالی تھا وہیں جا کر قرار لیا کاخ بدن برباد ہر ایک ناشاد و نامراد چالاک
نے خنجر کھینچا دس دس کے سارا انا شروع کیے ساحرون کے سحر اُس پر اثر نہ کرتے تھے آفت تھی انسا

چلی مہرخ نامور سوئے جنگ
دکھانے لگی لطف چالشگری
گئی جانب اسفل اسافلین
لگے ہونے باہم غضب گیر و دار
بگڑنے میں جنگ لکھتے لاکھوں بناوا
زمین کا دہلکا اڑانا وہ خاک
سبارز سے یک دوسرے کا بجایا

اڑا اگر فرسوس کے عنان بید رنگ
ہوئی گرد اک دوسرے کی جبری
ترپ نے لگے خاک پر سب لعین
ہوئے حملہ ورد و طرف کے سوار
وہ گردش ستورون کی وہ اوجاوا
وہ نیزون کی جنبش وہ دشمن کی تاک
قیامت کے حلقے وہ بانگے لگاوا

ادھر ساحرون نے سحر نے آفت بربائی تھی کبھی دریا پیدا تھا کبھی ابر سحر چھایا کبھی آگ برسی کین
وٹھوان پیدا ہو کر آنکھوں میں ساحرون کے سرمہ بنا جس نے اندھا کیا وہ بیرون کا غل باجو نکاشوا
کہا تک فکر ہو کہ شو نشویر بربا تھا ہزارون ساحر جب سفاک کے کام آئے بھگدڑ گئی جان
بجانی مشکل ہوئی اور ملکہ سفاک بڑی دیر میں زمین سے نکلی اور اپنے لشکر کا حال پر نہیں متحرک ہو سکی

اشک خونین ہوئی اور بغضب تمام تر گولہ فلاحی لیکر چالاک کی طرف چلی پکاری کہ ارے اوجو نامرگ
تیرا ہی نام چالاک ہو میں تو تیری تالاش میں تھی اور اسی لیے لڑنے آئی تھی کھڑا تو رہ ایسے تیسے
کہاں جاتا ہو چالاک نے بھی بڑھکر لڑا کہ ارے او قحبہ الزادی میں خود تیری فکر میں پھرتا ہوں
اتو سہی ٹانگین چیر کر پھینک دو نگاہیں یہ دونوں مقابلہ میں آہی چکے تھے کہ زمین شوق ہوئی اور ایک
ساحرہ نوٹے برس کی بڑھیا زال دنیا کی نانی بہت پرانی جیسا زندگانی کی کمر خمیدہ لاٹھی لیے
زمین سے نکلی کہ غبارہ جاو و نام رکھتی تھی اور سفاک کی دایہ ہوا اور اُس نے قریب سفاک نے ہی
اُسکی جوتی پکڑ کر دھڑکھنچی اور پکاری کہ ارے کبخت ہتھیلی کیوں اپنی جان دینے کو بی جاتی ہو
جوتی سے ایک خواص مار کا کل ماری گئی تیرے ناخن پا پر سے ایسی ایسی کتنی صدمے ہوئے جاؤنگی
بڑے بڑے ساحر و ن سے تو یہ لڑائی فتح ہی نہیں ہوئی تو اسکو فتح کیونکر کر لی ان سو دن کھڑی ہوئی
تو آج کل رتی زور ہو کوئی زہر فحیاب ہو گا میں اسوقت بلہا کر بحال رقعہ جمشید میں دیکھا دوڑی لی
کبخت میرے پانوں میں چوٹ بھی لگی کھٹنا ٹوٹ گیا مگر کیا کروں ہوڑھا میرا دم چٹنے کی اور پھر پھٹنے کی
طاقت نہیں اُسپر بھی دلے صبر نہ کیا سچ ہو پلائی کی محبت بڑی ہوئی ہوا اسی یہ کلچر کی آگ ہو نہ آتی
تو دانی بندی ہو کر کے رہ جاتی کبھی ایسی حرکت تو نہ کرنا جو یوں پرانی آگ میں طلسم ٹرنا میری جان
کچھ حیرت آپ کی جان پھیر نہ دیتیں یہی کہتیں کہ ہائے افسوس کہنے والی انا بندی یوں ہو گئی وہ تو کمر
چپ ہو رہیں اور تیرے دشمنوں کی جان جاتی بھلا تیرا کہ بھر خیال ہو تیرا بھلا ہوا تیرا بھی نہیں سمجھتی
کہ جبکہ پاس بقیہ عقاب جمشیدی ہو گا انشتری جمشیدی نہ ہوگی چل جلدی اسے سفاک کے
مقابلے سے یہ کمر جوٹی پڑ کر زمین میں کھینچ کر لیے ہوئے چلی گئی لشکرانِ مہرخ نے تمام ساحر و ن کو
اُسکے لشکر کے قتل کیا کچھ اڑ کر و بفرار لائے کچھ زمین میں سمائے زمین کو سنگ و لاج کر دیا کہ بہت سے
اندر ٹپ کر ہلاک ہو گئے روئے ہوا پر ساحر و ن نے عقاب بکر بنقار و ن سے کمر کر اویا تمام زمین
و زمان میں موت پھیل پڑی تھی دلالِ جل نے نرخ جان کو ارزاں کر دیا تھا اسکا اصل کچھ جو بیچ گئے
وہ بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کی طرف گئے لشکرانِ مہرخ نے خیمہ و بارگاہ تک انکے جاکر مارا اور
آگ لگا دی ورنال داساب لوٹ کر طبل فتح و ظفر بجا کر خوشی خوشی پھرے چالاک کے اوپر سے
زرنار کر ایا زرفیہ و مسرخ کا انبار ہو گیا اسقدر لگا غرض مہرخ چالاک تو بہت تمام بارگاہ میں لکرائی

لشکر نے بھی کڑھولی اور اسودہ ہوئے ادھر کو کب نے کتاب میں اپنے مقام پر یہ سب ماجرا دیکھا اور کتاب سے نقش کی تلاش موقوف کر کے اسی حال کو دیکھ گیا اور فتح کی کیفیت دیکھا فرط عشرت سے چہرہ کا رنگ سرخ ہو گیا اور تشویش خاطر عاظم جاتی رہی عمر نے جو اب چہرہ مبارک بادشاہ مذکور کو دیکھا تو اور بھی رنگ نظر آیا معلوم ہوا کہ اب کوئی بات خوشی کی اس کتاب میں بادشاہ کو نظر آئی ہو یا کوئی منتر فتح پانیکا اس میں لکھا دیکھا ہو بس یہ دریافت کر کے اس نے عرض کیا کہ ایشو منشاہ کیا آپ نے فوج سفاک جادو کے غارت کر نیکی تدبیر کوئی تنگالی جو آپ کو اس قدر خوشی حاصل ہوئی کو کب نے کہا کہ نہیں اب میں کیا تدبیر تنگالی لکھا وہ لشکر تو خود ہی غارت ہو گیا اور اسی عمر تم نے غارت اس کو کر دیا یعنی کوئی فرزند ارجمند تمہارا چالاک نام بیان آیا ہو اس کے ہاتھ انگشتی جمشیدی اور سیفہ عقاب جمشیدی آگیا تھا اس نے ان دونوں چیزوں کے زور سے تمام لشکر کو اس طرح سفاک جادو کے شکست دی اور دیوار کو گر کر خاک میں ملا دیا سب لشکر مارا گیا کچھ جو بچا وہ بھاگ کر حیرت پاس گیا یہ حال لشکر عمر دین بہت خوش ہوا اور دوسے کہتا تھا کہ اللہ اکبر اب اس ناشدنی چالاک نے اگر یہ مرتبہ پیدا کیا ہو کہ جب سے طلسم میں آیا ہر تلک و الدیای بادشاہ جادو ان اس کے ساتھ ساتھ آیا اور ہر جگہ اس کو دھوکا دیا مشوقہ کو اس کی قتل کر یا سلیمان جادو کو مارا اور اس ناشدنی نے میری نذر کچھ بچی لیا اب چکر اس سے کہ نہ حاصل کرنا چاہیے یہ سوچ کر کو کب سے کہا کہ ای بادشاہ چہرہ مجھ کو بھی لشکر صرح بڑ بھیجے کہ کتنے لکھ لکھ خواجہ ہم تمہاری کل دعوت کر نیگے اور مشورہ کچھ تم سے کرنا ہر بعد مشورہ کے پھر نہ چلے جانا شکست کر دینگے عمر یہ سن کر خاموش ہوا اور یکایک ہوائے سرد کے جھونکے آئے آنکھ خواجہ اور لکھ نیران کی بند ہو گئی بعد کچھ کے جو آنکھ کھلی تو بسنے اپنے تین قامہ کو کہ یہ دارالامانہ طلسم تو آفتاب میں اپنے تین پایا وہاں بادشاہ نے خواجہ کی دعوت کر نیکا انتظام فرمایا اور شمع را روشن کر کے آئین مشاورت کو منیعہ فرمایا یہ تو معمار قدرت کے بنانے کی مصلحت کرتے ہیں لیکن وہ لشکر سفاک کے جو بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کے قریب پہنچے اس نے ان کو بلوا کر حال شکست کھانیکا دریافت کیا اور اس لشکر کے بھاگ کر آئیسے سارے لشکر میں حیرت کے بلکہ سارے طلسم میں غل اور شور مہر لگا کہ میان عمر اور برق تو بیان عیار تھے ہی کوئی بیٹا عمر کا چالاک نائے آیا ہو اس نے توافقت برپا کر لی جو وہ تو سحر و ساحری سے بھی نہیں ڈرتا ہر دن دھاڑے دھین دھوکری

کرتا ہے ساحرون کے غول اور لشکر میں گھس آتا ہے بڑے بڑے لشکروں کو اور اُنکے سرداروں کو
 بہگاتا ہوا اور چونہ بھاگو تو راہ عدم دکھاتا ہوا بڑا غضب ہوا سیالاک کا ایسا کوئی ساحر شایین
 اب زندہ رہنا ساحرون کا دشوار ہے کیونکہ ایک تو انکی عیاری ہی کیا کم تھی دوسرے سحر انھوں نے
 سیکھا ایک تو کڑوا کر دوسرے نیم چڑھا اب سارا طلسم بکھرا ہوا ہر باد کو دینگے کوئی صورت
 بچاؤ کی نظر نہیں آتی ملکہ شکوہ زرین قبا کی بارگاہ میں بھی یہی تکرار تھا کہ اب طلسم ہر باد ہوا شکوہ
 کہا کہ سفاک کی دیوار بنائی ہوئی تو کوئی ساحر تو نہیں سکتا وہ کیونکر مٹی لوگوں نے کہا وہ بیضہ
 عقاب جمشیدی پا کر اُس عیار نے غارت کر دی شکوہ نے کہا پھر سفاک کیا ماری گئی لوگوں نے کہا
 معلوم نہیں کہ کس طرح بھاگ کر بھی شکوہ نے کہا تو پھر سیالاک پاس نہ گئی بھی ہو گی سامری کی یہ بات
 تھیں کہ مصو بھی خیمہ سے باہر آیا اور اُس نے لشکر میں آکر دیکھا کہ غدر ہو گیا ہے سب لشکری کہہ رہے ہیں
 کہ اب طلسم سے نکل چلو اور اپنے مال و اسباب کو جا بجا سے اٹھا کر گاڑو دروازے مکانوں کے
 بند ہیں چند روز آمد و رفت موقوف رہے بلکہ اسباب کنوؤں میں پھینک دیا سے میان اپنی جان ہے
 تو جہان ہے یہ باتیں سنکر مصور نے بارگاہ حیرت میں جا کر ملکہ مذکور سے کہا کہ امی ملکہ اب ہلکے نہایت
 خجالت ہوتی ہو کمان تک ذلیل ہو کرین اب ہلکے اجازت ملے کہ یا تو اپنا گلا کاٹ کر مر جائیں یا ان ملکوں کو
 غارت کر دیں اور اُس عمر مکار کی بوٹیاں کاٹیں ملکہ نے کہا آپ نہیرہ جمشید بن آپ کو اجازت
 میں دوں یہ میری مجال نہیں آپ کو ہر طرح کا اختیار ہے جو چاہیے وہ کیجیے میں آپ کے لوا کی بندی
 گندری اور آپ کی کنیز خاص ہوں اگر آپ کو کچھ فرمانا ہے تو شہنشاہ سے فرمائیے کہ انھیں بھی تو
 خیال کچھ آئے اور کچھ غیرت کو وہ کام فرمائیں مصور نے کہا سچ کہا تم نے کل میں جا کر بادشاہ
 ساحران سے کہو لگا اور اُنکو آدہ انکی غارت کرنے پر کرونگا یہ لکڑی شریک بزم ہوا اور صلاح
 جنگ و جدال کرنے لگا اب ہر طرف طلسم میں مشورہ لڑائی کے ہوئے ہیں اور سیلابی نگر میں
 جو ہو وہ خیال لڑنے کا رکھتا ہے مریخ آج کل شرف پیر ہوا صدائے اقل اکھریٹ ہر زبان پر جاری ہے
 عجب زمین خونریز ہے کہ ہر طرف یہی چرچا ہے تلوار کا سورج دنگو چکتا ہے سپروں کی سیاہی
 رات بنتی ہو لیل و نہار بھی ہتھیاروں کی صورت نظر آتے ہیں دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہے
 اب حال مذہب کو کب بیان کیا جاتا ہے کہ اُس نے کیا صلاح کی ہے

نامہ نگاری خامہ نگین بیان کی نامہ لکھنے میں معارفیت کے اور آنا اسکا پاس
لوکب کے اور وہاں سے لشکر مرخ میں آتا اور پکڑ جانا عیاری سے صرصر کی اور
ذلت اٹھا کر شریک مرخ اور عمر بدل ہونا اور نشان قلعہ کا بنا کر اپنے ملک میں
پھر جانا اور قید ہو جانا حسب تحریر افراسیاب جادو جہاندار شاہ کے دربار میں
اور چھڑانا اسکو جا کر عمر عیار کا پھر عتیار بیان چالاک کی اور قید ہو ناعمر کا جہاندار کے
یہاں اور جانا لشکر امیر میں قید ہو کر اور لشکر امیر کو سحر وارید و صدف کے ہولکے سے
نجات دینا پھر آنا لشکر حیرت میں اور داستانیں متعلق اسی بیان کے اور
حالات صرصر و چالاک وغیرہ اور جنگ جدال لشکر حیرت و مرخ نیک سیرت لمولفہ

وہ خود سے جو آئے کام ساقی
کر ساقیا جام مے سے معمور
سیخوارون کا دل کریمگی راضی
کرنا ہو مجھے نہایت تکلف
دعوت کا ہو اسکی کرنا سامان
اور اس میں بچھا ہو فرش کھواب
گلہ ستہ ہوں بزم عاشقی کے
شیشے سے پری یہ نکلے بن ٹھن
پوشاک دلہن کی جو نہ شہانی
نیرنگی نشہ ہو ہو دیدا
پھر بادہ کشون کے کام میں آئے
لکھنا ہو طلسم کا تماشا
دل شاہ ہوں رند سب فراوان
مطرب سے ہو دلکو ساز ساقی
خوبی بیان ہو جس کا حصہ

بان اچھیر سے لار قاصد ساقی
نوبہ شکنی ہو اپنا دستور
حیرت میں بڑی ہو سخت قاضی
مخوہ سے میں کرنا اب تو قف
آتا ہو جو گھر میں مے سے ٹھکان
ہر اس سب سے ہو مکان بھی نایاب
طاؤن ہو چھوڑ دے ہوں شیشے
ہو دستہ راز پہ خوب جو بن
ایسا ہو لباس اس ارغوانی
میخواری میں ہو طلسم پیدا
شیشے سے ہو وہ جام میں آئے
وے ساقیا جام حیرت افزا
ہو جام لبون پہ لب ہوں خندان
سستی کے اٹھاؤں ناز ساقی
آنکھوں میں سحر و لپ پہ قصہ

بس جاہ لکھو وہ اب فسانہ
استاد بفق قصہ خوانی
مشتاق ہو جسکا اک زمانہ
این کرد ز کلک دُشانی

نیرنگ طرازان طلسم تحریر و طلسم سازان نیرنگی تقریر مستظہران کلام عجائب و اعجاز نمایان بیان نو اور دغائب نامہ نگاران دیوانگدہ الفت و قاصدان منازل کشور محبت راہت افزایان عرصہ و داد و تیغ کشان معرکہ ایجاد معرکہ دوستی و الفت میں اسطرح لشکر کشی فرماتے ہیں اور طلسم اتحاد میں نیرنگی سودت یون دکھاتے ہیں کہ جب غبارہ جادو ملکہ سفاک کو تہ زمین میں کھینچا لگیسی تو بہت دور جا کر زمین سے نکلی سفاک اپنے بربادی لشکر پر اشک حسرت بہانے لگی غبارہ نے پھر اُسکو بہت کچھ سمجھایا اور اسی طرح قلعہ میں اُسکے لاکڑا سکودا خل کیا یہ تو ترتیب فوج و سپاہ میں مصروف ہوئی اور بیٹی اُسکے مقابلہ میں اسیر کے قلعہ کو عقیق پر ساکن ہو حال اُن دونوں کا پھر تحریر ہوگا مگر خواجہ عمر کو جو کوب دعوت کر نیکی لیے قلعہ کو کعبہ میں لگیسی پس حکم اہلکاروں کو دیا کہ سامان دعوت و ضیافت مہیا کرو کارپرداز حسب ارشاد حمل میں لاکڑا سانی و مطرب اگر حاضر ہوئے بکا و لون نے طعام عمدہ و لذیذ تیار کیے ایک شب اور ایک دن بڑی دھوم سے خواجہ کی دعوت رہی جب تیسرے دن خوان پر ایوان فلک سے قفلِ ماہ کی اٹھالیسی اور دیباے سفید سحر کا دسترخوان بچھایا گیا کہ ابیاست

نمود صبح نے جلوہ دکھائے
صدائے رخصت شب دی گجرنے
نگاہوں نے نئے سامان پائے
محبت کی نگاہوں سے سحر نے

صبح دم بعد فراغ طعام صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئے کوب اور عمر اور پرتان ایک جگہ پر بیٹھے ناچ دیکھنے لگے اور سبکو اہل دربار سے ہٹایا مشورہ کرنا شروع کیا کوب نے کہا کہ پہلے میں نے ایک نامہ معمار کو لکھا تھا مگر وہ اب تک نہیں آیا معلوم نہیں کہ اسکا کیا سبب ہو لیکن خیر جب نہ آیا نہ سہی اب تو اپنی غرض اُس سے لاحق ہو اگر وہ کچھ ناراض ہو گیا ہو تو اُسکو راضی کرنا چاہیے اور بیان بلانا اُسکا مناسب ہو عمر نے کہا ای بادشاہ پھر وہ رہتا ہو جس ملک میں اُسکا راستہ تو آپ نے فرمایا کہ بہت محنت گزار ہو اگر مناسب جاسیے تو مجھ کو اسطرح بھیجیے کوب نے کہا بیا بان گلزار میں ایک باغ ہو کہ باغ جمشید ہی اُسکو کہتے ہیں اور

اُسی کے برابر ایک دریا کے جمشیدی ہو بس وہیں پر وہ رہتا ہو اور میرے باپ شہنشاہ اختر جادو سے
 اور اُس کے باپ تعمیر قدرت جادو سے بہت ملاقات تھی اور دوستی حد سے زیادہ تھی اسیدو سے مجھے پتہ
 اُس سے بھی رہا تھا۔ ہو اور اُسی زور پر میں نے اُسکو نامہ لکھا تھا ورنہ وہ میرا کچھ مطیع اور نوکر نہیں ہو
 بلکہ سامری اور جمشید کا پیارا بند ہو اور جس طرح اُسکو خداوند سامری نے ملک مال دیا ہو اُسکی بھی جدوایا
 ہمیشہ مغرور رہے ہیں اور عجب کو اُسکی محبت پر دعویٰ ہے یقین ہو کہ میں غرور ہو کر اگر لکھوں تو وہ دوڑا
 اُسے عمر کے کما پھر جس طرح مناسب جانے وہ امر کیجیے خواہ نامہ اُسکو لکھیے خواہ کسی کو بھیجیے کو کب نے
 اسوقت قلدران طلب کر کے ایک تختہ و طاس پر اپنے ہاتھ سے نامہ معمار کو تحریر کیا مضمون کا تختہ

نامہ کو کب روٹھیمہ بجانب معمار قدرت جادو و متضمن یہ مضامین تو دو ضخیم مولفہ

جو کروں وصف سامری تسطیر
 ساحری اُنکے نام سے ہو عیان
 حد سے باہر ہو انکی بھی توصیف
 رحم کا اُنکے ایک ہو یہ اثر
 جسے خود اُنکے اُنکا سر توڑا
 لکھے جاتے ہیں دوستی کے کبیر
 نیز آسمان سبا و حشم
 مخلص بے ریا و بے ہمتا
 اختر برج آسمان و داد
 گل گلزار دوستی و صفنا
 یعنی معمار قدرت جادو
 بعد اُسکے ہو یہ پیام مرا
 پیغمبر دوست سے رہیں ہر آن
 واہ وا واہ تھا یہی لائق
 اُسٹا دنیا کا کارخانہ ہو

لاؤن ایسی کمان سے میں تحریر
 ہیں وہ معبود سحران جہان
 لکھوں جمشید کی میں کیا تعریف
 مہربان ایسے تھے وہ بندوں پر
 کیا منجاک کو وہ زور عطا
 بعد تعریف سامری جمشید
 گوہر شاموار بحر کرم
 معدن فیض و جود و لطف و عطا
 نیک خونیک خلق نیک نادر
 زینت بزم حسری و ولا
 صاحب ہمت و کرم خوش خوش
 پہلے ہوئے اُنھیں سلام مرا
 دوستی کے کمان ہو یہ شایان
 ہر وقت میں آپ تھے فائق
 سچ ہو ان منقلب زمانہ ہو

یاد بلبسل کو گل کی ہو بھولی
 کو یہ تاثیر سوزا لفت ہو
 مہر سے مہ پر دوڑتا ہو سپکور
 باغ میں سنکے نالہ بلبسل
 ہجر نے ہلکویوں ستایا ہو
 ہر گھڑی دلو اپنے ہو یہ نلال
 ہوں میں فرقت سے رات دن چین
 کہ مرا وہ محب عالی سب اہ
 حال جو آج کل ہمارا ہو
 عرض میں اُسکے گوہر جائے حجاب
 سامنے اپنے تنگ ہو درپیش
 فتح افرا سیاب کا لڑنا
 وان سے آیا عمر ہمارے پاس
 اُسکو مغلوب ہمنے جب پایا
 ہوئے ہم اُسکے جان و دل سے شریک
 جو کوئی ہو شریک عاجز کا
 شہ افرا سیاب ہو دشمن
 فوج کی ہر طرف چڑھائی ہو
 نہیں پاتے ہیں اس قدر مہمت
 ہم تو مجبور اس سبب سے تھے
 نہ سمجھنا کہ یہ شکایت ہو
 دیکھ کر میرا نہ اُسے اُلفت
 بیان تشریف لائیے گا ضرور

سروسے قمریوں نے نفرت کی
 شمع و پروانہ بین عداوت ہو
 اپنی ہی سیبان دیتا ہو وہ ضرور
 خار ہنس ہنس کے دیتے ہیں سب گل
 جس سے ہونٹوں پر دم اب آیا ہو
 نہیں معلوم دوست کا کچھ حال
 ہو دو عاقل سے یہ بشیوں دشین
 جلوہ گر ہو بیان بصورت ماہ
 کمان لکھنے کا اُسکے یارا ہو
 ضبط کرنے کی پر نہیں ہوتا ب
 روز دشمن سے جنگ ہو درپیش
 حال یہ تم نے بھی سنا ہوگا
 رخ سے ظاہر تھی اُسکے صورت یاس
 خوف معبود دل میں بس آیا
 قول یہ ٹھیک ہو مے نزدیک
 اپنے معبود کا ہو وہ پیارا
 حال بیڑ سب ہریان کا شفق من
 شہر مذکور سے لڑائی ہو
 کہ کرین اپنے دوست کی خدمت
 آپ کیوں ہلو اس قدر بھولے
 دوستی کی یہ سب حکایت ہو
 اب نہ کیجیے گا اس قدر غفلت
 تاکہ دل دوستوں کا ہو سرور

حال دل اپنا کچھ سنائیے	طو ارنے کا بھی دکھائیے
حق الفت کو مانے گا بہت	تھوڑے لکھے کو جانے گا بہت
آئیے گایمان منسہ و راہ یار	خط کے لکھنے کی بھر نہو تکرار
سہجہ گاکے دُعا کرا دُعا نہ	ختم تا اس جگہ کہ و ن نامہ
رہے تو زندہ تا صد و سی سال	دوست ہوں شاہ داد و عد و مال
ذات کو نیری حشر تک ہو قرار	تیرے دشمن تمام ہوں فی النار

یہ نامہ محبت شہنامہ بادشاہ نے ختم کر کے مہر شاہی اُسپر ثبت کی اور ایک پتلا سحر کے زور سے موم کا بنا کر زندہ کیا اور اُسکو وہ نامہ دیکر روانہ فرمایا کہ جہاں معمار قدرت ہو وہاں یہ نامہ جا کر دنیا گر موقع محل دیکھ لینا دشمنوں کو نہ اسکی اطلاع ہو تخلص میں رسم و راہ ہو پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا اور صبح اے جمشیدی پہونچا اُس صحرا میں مکانات اور عمارتیں وہم کی معمار قدرت نے بنائی ہیں پتلے کے پہونچنے کی خبر ہو ا سحر نے جا کر معمار کو پہونچائی کہ ایک پتلا نامہ کو کب کا لیے صحرا اے جمشیدی میں آیا ہوں معمار یہ بات سُن کر گویا ہوا کہ خیر بڑی بات اور بڑی عنایت کو کب کی ہمارے حال پر ہوئی کہ ہلکویا دیکھا ہو وگرنہ ہم تو یہی جانتے تھے کہ کو کب نے ہلکویا موش کیا اور محبت قدیمانہ کو گوشہ دل سے سہو کر دیا یہ سکر و ربان قدرت کو حکم دیا کہ تم جا کر جلد نامہ دار شہنشاہ عالی شان کو ہمارے پاس باعزازت مائے او خبردار کوئی سنع نہ کرے اور نہ کچھ پوچھے و ربان قدرت حکم کے ساتھ ہی دوڑا گیا اور جا کر نامہ بر کو کب ہمراہ اپنے لایا معمار قدرت اُسکو دیکھ کر اپنی حکیم پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور نامہ کو دونوں ہاتھوں سے لیکر کہا کہ صاحبو کو کب روضہ حقیقت میں ہمارے مالک اور حاکم ہیں اور ہم اُنکے ملازم و فرمان ہیں یہ لکیر نامہ کو جو داکیا مضمون نامہ شکایت آمیز براہ دوستی لکھے دیکھے اور حال لڑائی کا افراسیاب لکھا دیکھا اور یہ بھی لکھا دیکھا کہ فوج کی چڑھائی بجانب طلسم ہوش رہا ہو گئی بران لڑ چکی اے معمار اب تم سے ہلکویا صلاح کرنا ضرور ہو بس تم کو مناسب ہو کہ ازراہ محبت قدیمانہ دیکھتے ہی نامہ کے اترتے کلیت تمکو ہو گی مگر جلد نہ رہانی فرما کے قدم رنجہ کرو کہ ہم تمکو اپنا قوت بازو جانتے ہیں معمار قدرت نے نامہ کو پڑھ کر کہا افراسیاب ہمیشہ سے شکبہ و مغرور اور دیوانہ مزاج ہے اب زیادہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو خبط ہوا ہے کہ ہر ایک سے ناحق کو پر خاش کرتا ہے مگر خبر معلوم ہوا کہ قضا اسکی آئی ہے اچھے کے گھر مینا دیا

کوکب کو اسنے بالکل بے یار و مددگار سمجھ لیا ہوا چاہتا ہو کہ وہ باؤ ڈالے ملک شہنشاہ کو کب چھین
 و ربان قدرت اور بے نظیر قدرت سرشار قدرت نے کہا کہ کیون حضور یہ کوکب بن اختر جادو
 نامہ آپ کے پاس آیا ہو یا کسی اور بادشاہ نے لکھا ہے معمار نے جھلا کر کہا چپ رہو چھوٹا منہ
 بڑی بات کوکب بن اختر کہتے ہو یہ انکی پرورش ہو جو مجھ کو نامہ لکھا شہنشاہ طلسم نور افشان ہین
 و ربان قدرت نے کہا کہ آپ سے اور بادشاہ مذکور سے تو دوستی از حد ہے پس آپ کو کتنا سبب کہ آپ
 جاکر اس لڑائی میں شریک ہوں معمار نے کہا مجھے افرا سیاب بھی خوب جانتا ہے میرا راہ ہو کہ میں جا کر
 افرا سیاب کو فہمائش کر کے باہم کافساد و شواہد و ن اور کوکب اور افرا سیاب کو گلے ملوا دوں
 یہ لکڑاں پتلے کو جو نامہ لکھا تھا خلعت حیات ایک مدت کے لیے عطا فرمایا اور کہا کہ دنیا کا یہ بادشاہ
 واقعی جیسے غفلت ہوئی کہ انک آپ پاس نہ حاضر ہو سکے اب ضرور ہم آتے ہین بتلایہ جواب لیسکر
 مراجعت فرما ہوا اور پاس کوکب کے آیا جواب نامہ سنایا کوکب نے کہا اسے کچھ دیا ہے تجھے اسنے کہا
 ایک مدت تک زندگی دی ہے کہ اچھا جا بیا بان عجائب میں رہ جب بلایں جب آنا پتلا چلا گیا اور
 کوکب نے کہا اے بران جلد سامان عیش اور ترتیب بزم ہیل کرو کہ معمار آتا ہے بران جلد جلد ضرورت
 انتظام ہوئی مکان شاہی تو آراستہ تھا ہی مگر اسپر بھی اور زیادہ تکلف کیا کہ عمدہ عمدہ اشیاء منگا کر
 وہاں رکھے پُرانی چنیرین دور کی گئین میزین کرسیاں فرش تخت سب جواہر کار آراستہ کیے از سر نو
 مکان کو دھن کی طرح سجا وہاں معمار قدرت نے بعد رخصت کرنے پتلے کے خود بھی سواری طلب کی
 ملازموں نے عرض کی کہ ہم بھی ساتھ چلیں کہا نہیں بھئی میں اپنے بادشاہ کی زیارت کو جاتا ہوں زیادہ
 مجمع لیجانے سے کیا حاصل ہو کچھ کسی کو شوکت تو دکھانا منظور نہیں کوکب مجھے خوب جانتے ہین
 کہ جتنا میں ہوں تم سب دربار میں جانا رشاہ قدرت کے جب جانا کہ دنیا میری طرف سے کہ وہ
 ایک دوست کی ملاقات کو گئے ہین یہ سنکر سب ملازم اسکے ٹھہرے یکایک ایک مکان بہت عمدہ
 بنا ہوا روئے ہوا پر اڑتا ہوا نظر آیا معمار قدرت اڑ کر اس مکان میں گیا وہ مکان پھر ایک
 جنگلہ بن گیا لمحہ بھر میں روئے ہوا پر ایک باغ پُر بہار لگا ہوا دکھائی دیا جو ترہ پر معمار گرسی بچپانے
 بیٹھا تھا وہ باغ سن سن ایک طرف کو چلا راہ میں اسی طرح سے وہ کبھی مکان کبھی جنگلہ کبھی باغ
 کبھی صحرا بنتا تھا معمار غائب تھا اور وہ روئے ہوا پر اڑتا چلا جاتا تھا بیان کوکب کے بیان سامان

ہو رہا تھا کہ یکا یک جھونکے ہوئے سرد کے آئے کوکب نے خواجہ کی جانب دیکھا اور ایسا کچھ
 اشارہ کیا کہ مابین خواجہ عمر اور کوکب ایک دیوار بلور کی جھوٹی سی حائل ہو گئی اور آواز ٹرافے کی
 آئی اب آدھے مکان میں تو عمر ہو گیا اور نصف مکان میں اس طرف کو کوکب بران کو خواجہ کی
 تنہائی کے خیال سے اسی طرف کر دیا باوجودیکہ ہزار ہا دروازہ اُس مکان میں تھا لیکن برابر آدھا دروازہ
 اُدھر مکان ہو گیا اس وقت بران نے کہا خواجہ دیکھا تم نے کوکب نے کیسا پیارا اور تحفہ سحر کیا جو یہ
 کسی رہی تھی کہ یکا یک آسمان پر ابرنا رنجی لبان شعلہ آتشی نمودار ہوا اور ڈنکا بجنا سنائی دیا پھر
 مکانات وہم کے بکرتیا رہنے لگے خیال میں آتا تھا کہ بنگلہ کوٹھی مکان عمدہ روئے ہوا پر بنا ہو لیکن
 پھر جو دیکھا تو کچھ بھی بنایا عمر نے دیکھا کہ کبھی تو بنگلہ بہت عمدہ اور تحفہ بنا کبھی مکان منجستہ عالمیشا
 نظر آیا پھر وہ غائب ہو کر بارہ درسی عظیم الشان تیار ہوئی جس کے آگے سا بان زربفتی کھنچا تھا
 استاد کا مصع کار بنا تھا فرش شاہانہ احمین گسترہ تھا بعد لمحہ کے کوٹھیاں بنی ہوئی دیکھیں
 پھر قلعہ برج دبا سے آراستہ نظر آیا عجیب و غریب معاملہ تھا کہ طرح طرح کے مکان بن بھی
 جاتے تھے اور پھر غائب ہو کر دوسری طرح پر نظر آتے تھے غرض کہ جب وہ ابرا اور مکانات قریب
 زمین کے معلوم دینے لگے تو کوکب اٹھ کر ٹپٹنے لگا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ آمد معمار کی ہو اسی تاثیر
 ایک مکان اُن مکانات میں سے زمین پر اُترا اور احمین سے ناقوس اور کھنٹے ہزار ہا رنہ بختے
 سنائی دے اور برج اُس مکان کے کھل گئے اب کوکب تخت کی جگہ سے دوڑ کر صحن مکان میں
 برائے استقبال آیا اُدھر اُن برجوں میں سے جالیس اتیت سامری کے دھوتیاں تہہری باندھے
 پھر چھوت سب جسم پر ملے سونے کی کر دھنی کسے نشقے ماتھون پر کھینچے احمین لال لال کیے نقلین
 سلکتی ہاتھ میں لیے اترے یہ بھی معمار کل سحر تھا کہ اپنی جگہ پر سے تو اکیلا سوار ہوا تھا یہاں اس
 حشم و خدم سے اُترا اُن امتیون کے بعد پھر کھنٹے بجے اور جرجو کا سامری کے غل ہوا اور تین سو
 نازنین نہ جبین دُور گوش مصع پوش سرا با غرق دریاے جواہر حسن میں بہ از مہ نور عیدی ہاتھوں
 لیے اُتریں اُس کے بعد معمار قدرت قبائے عمدہ گلے میں پہنے مالے موتیوں کے گردن میں ڈالے
 برج سے نکلا اور کوکب کو صحن خانہ میں منتظر اپنا دیکھ کر ہر تسلیم خم ہوا کوکب نے دوڑ کر گلے سے
 لگا لیا اور ہاتھ بکڑ کر اندر مکان کی بارہ درسی کے لیے ہوئے آیا یہاں بھی کوکب نے مسند پر لا کر

ہاتھ چھوڑا معمار نے ہر چند چاہا کہ مین اسکے سامنے مسند پر نہ بیٹھوں لیکن کوکب نے نہ مانا اور
 قسین دیکر بٹھایا ہر چند کہ کوکب معمار سے قوم میں بھی اچھا ہوا اور حکومت اور لیاقت میں بدرجہا
 زیادہ ہو لیکن نہایت خاطر داری کی اور محبت قدیم جانی پھر وہ ملازم معمار کے بھی اگر مودب
 فرش پر بیٹھے کوکب نے ساتی کو اشارہ کیا اُس نے جام میاں غوانی معمار کو دیا اُس وقت معمار کھڑا
 ہو گیا اور تسلیم بجالایا اور صفت و ثنا کوکب کی کرنے لگا کہ ابیات

کوکب ہی ہوا افتخار شاہان
 منشور عطیہ اکی
 خورشید کرم چراغ ہستی
 صدق مفاہرہ و معالی
 سلطان جهان و ابن سلطان
 دانائے رموز شہر یاری
 طوبی علم و بہشت پرچم
 توفیق حسن و کلام تیرا

سلطان ستارہ فوج ذی شان
 عنوان کتاب دین پناہی
 آئینہ معدلت پرستی
 متاب سما و قدر عالی
 قیصر چشم و خدیو گیہان
 مفتاح کنوز ملک داری
 خاقان زمان شہ معظم
 فرمان قصا میں نام تیرا

یہ تعریف کر کے جام میاں لیکر بیک جرعہ در کشید کیا کوکب نے حکم دیا کہ رقاصان مہر سیا حاضر ہوں
 حسب ارشاد وہ وہ زن حور و ش حاضر ہو کر مہرا بنے دکھانے لگیں کہ دل رقاصہ دہر کو بھیانے لگیں
 اور ادا و ناز سے ہر آن قیامت دکھانے لگیں یہ اُنکے حسن کا انداز تھا کہ ابیا

بخت برگشتہ کا فرکان کے تصدق انداز
 دم عیسیٰ کے لیے موج تبسم و مساز
 پابزنجیر اُسے سلسلہ عمر و راز
 ناز کے وقت گریبان دو عالم ہو نیاز
 ہوئی کوئی گرہ دہر کی یاں محرم راز

گردش دہران آنکھوں کی بلا گردان ہوا
 جنبش لب لبخن آبروئے چشمہ خضر
 ہوسر دہرین اُس زلف کا سودا کہ ہوا
 نذر ہنگام ادا ایک جہان کا دل دین
 تیوری گانٹھ کا کب ہمہ کھلے ہو عقدہ

بڑی دیر تک یہ ہنگامہ نشاط گرم رہا جب دماغ خوب باد ناپ سے گرم ہوا اُس وقت معمار قدرت
 کہا کہ ای شاہ عالیجاہ آپ نے جو مجھ کو اب یاد فرمایا ہوا ہے فخر و افتخار میرا میں جانتا ہوں کہ تفقدات و

عنایات سلطانی جو کچھ میرے حال پر بند دل ہو کسی پر نہیں جمشید و نچھ ایسے دست دروان بادشاہ دوست پرورد قدیم ملازم کی قدر کرنے والے کو سلامت بصد حشمت و جاہ رکھے لیکن بکھر بھی درباب جنگ جو مشورہ کر نیکار یا فرمان واجب الادعا میں تھادہ کیا ہو یہ فرامیچہ اب شہنشاہ کے ملازموں سے اور افراسیاب سے کیا بالکل بگڑ گئی بھلا ایسا ہو سکتا ہو کہ کوئی پہلو صالح کا نکلے کوئی یہ کلام سنکر جو اہر زواہر بیان کو دامن حال میں اُسکے یوں گرایا کہ اہر دوست قدیم دے مخلص صمیم اے

اختر برج عظمت و اجلال	گوہر درج دولت و اقبال
مخلص با وفار و ست کیش	ہر گھڑی جنگی ہو مجتہد بیش

اب کوئی صورت آشتی کی باقی نہیں بلکہ اب تو صلح کا نام بھی نہ لینا چاہیے اے شفیق من میرا ارادہ کسی طرح افراسیاب سے لڑنے کا نہ تھا اسی خیال سے کہ وہ معین و ناصر اپنے بہت رکھتا ہو اور صاحب فوج کثیر و مال بیشمار ہو مگر کیا کروں مقام ناچاری ہو کہ اُسے بے واسطہ میرے ساتھ ارادہ لڑنیکا کیا یعنی میری محنت جگر نور بصر ملکہ بران شمشیر زن واسطے شکار کے اُس طرف کو ایک دن جانکا اُسے اُسکو گرفتار کر لیا مگر جمشید نے کچھ عیاروں کو اُس پر مہربان کر دیا کہ اُسکے سبب سے وہ چھوٹی جب تھنے یہاں جڑنا اپنی فوج کو بہر مقابلہ روانہ کر دیا کچھ لوگ پہلے سے افراسیاب کے ملازم بڑے ہوئے تھے اُنھیں کے شامل میں لشکر ہمارا بھی اُسکے لشکر کے مقابل میں ابُل ترا ہوا ہو دیکھا چاہیے کہ اب کیا ہوتا ہو اُسوقت بیٹھے بیٹھے میرے خیال میں آیا کہ جنگ دوسروں و جمشید جانے کہ کیا درپیش آئے لاؤ اپنے دوست کو تو اس ماجرے سے اطلاع دوں بلکہ اُسکو بلا کر دیکھ لوں کیونکہ اب لڑائی شروع ہو گئی تار اگر خدمت جمشید میں جانا ہو گیا تو حسرت دیدار باقی رہی اب ہم نے تھک دیکھ لیا دل شاد ہو گیا اگر تم سے ہو سکے تو اُس زمانہ میں پورے ہمارے پاس آیا کر دو اور ہو سکے تو اتنی تکلیف فرماؤ کہ جیسا قلعہ طلسمی افراسیاب کا بنا ہوا ہو کہ وہ گنبد نور شہر ناہر سان کھلاتا ہو اور حد اُسکی طلسم ظاہر سے تا طلسم باطن ہو اور کبھی وہ ظاہر ہوتا ہو کبھی پوشیدہ رہتا ہو چنانچہ ویسا قلعہ تو تیار ہونا مشکل ہو اور خیلے شکل ہو اور کمان میسر ہو سکتا ہو کس لیے کہ اکابرین طاسات نے جمع ہو کر اُسکو تیار کرایا ہو مگر یہ جانتا ہوں کہ تم بھی بے بدل قلعہ بناتے ہو اگر ازراہ محبت قدیم مہربانی کر کے ایک دیوار شہر بنادہ کی ایسی بناؤ کہ کوئی اُسکے اندر بغیر طلب ہماری نہ اُسکے تو بڑی عنایت ہو کہ ہم سب بھی بد جمعی تلم

مع اپنے لشکر کے وہاں رہیں اور اُس سے مقابلہ کریں ان باتوں کو سنکر معمار نے کہا کہ امیر بادشاہ
 آپ اس قدر اس غلام سے سماجت اور منت کیوں فرماتے ہیں نکمہ وردہ قدیم ہوں اور مجکو آپ کے غلام
 فرمانے سے تو کچھ عذر کسی کام میں نہوگا نہ کہ آپ کے ارشاد سے عذر کرنا یہ کبھی آپ مجھے سمجھیں گے گا
 دیوار کی تو کیا اصل و بنیاد ہو اگر آپ فرمائیے تو میں قلعہ اس قلعہ سے بہتر و تحفہ تیار کر دوں کہ وہ قلعہ طلسمی
 بے صل ہو جائے مگر آپ کو مناسب نہ تھا کہ افراسیاب سے آپ بگاڑتے کس لیے کہ آپ ہدوئوں
 آپس میں پر بھائی اور بندہ سامری و جمشید کے ہیں چنانچہ آپس میں لڑ کے سوائے نقصان کے اور کیا تصویب
 اگر وہ گھرتا ہوا تو دین سامری برباد گیا اور یہ گھر برباد ہوا تو دین جمشیدی کو ضعف آگیا ساحران
 عالم مارے مارے پھر ننگے کوئی نام بھی سامری کا نہ لیک سب خدا سے نادیدہ کے پوجنے والے
 جمع ہونگے اذان کی آواز کان میں آئیگی جتنے پیر اور دیوتا ہیں سب طلسم چھوڑ کر بھاگ جائیں گے
 سایہ رحمت سامری ہمارے سروں پر سے اٹھ جائیگا خیر پھر اب توجہ ہوا وہ ہولگرمین چاہتا ہوں
 کہ اپنا حوصلہ بھی نکال لوں ذرا جا کر اُس سنگ کو سمجھاؤں اور راہ راست پر لاؤں اور آپ سے اسکو
 ملاؤں قدیم باتیں محبت کی یاد دلاؤں لڑائی کا سنجہ کالا اگر یہ قصہ برطرف ہو جائے تو اچھا کو کب نے کہا
 تمہیں اختیار ہو مگر اتنا جانتا ہوں کہ وہ مانے گانین مفت میں بات جا لگی اور سخت ملال ہوگا امیر دوست
 کیا تلو اس حال کی خبر نہیں ہو کہ ملکہ مہجین مالک طلسم تھیں اور وہ اس کے ساتھ نکل گئی تھی اسکو
 پکڑ لیا ہوا اور افراسیاب کے ساتھ اب مہرخ نانی مہجین کی لڑ رہی ہے اور افراسیاب اسکو کچھ
 نہیں کر سکتا ہے پھر کیا ضرور ہو کہ اُسکی منت کیجیے اب اسکا ادب اسے آیا ہوا ہے جب وہ ایک ادنیٰ اپنی ملازمین
 لڑائی فتح نہیں کر سکتا تو تمہارا کیا کر لیا اور اب تو یہ توبہ پہنچی ہے کہ بہار سگی بہن حیرت کی اور
 ملکہ مخمور جو معشوقہ بادشاہ تھی اور نافرمان مشکین بویا قوت وغیرہ سب افراسیاب سے
 بگڑ گئی ہیں اور شریک مہرخ ہو کر لڑ رہی ہیں دس بارہ لاکھ ساحر و نکاحا جماع مہرخ کی طرف ہے
 بہت سی لڑائیاں افراسیاب لڑ چکا سیلہ بھی چاہہ زمر کا کیا مگر ان لوگوں کا کچھ نہ کر سکا وہ میرا
 کیا کر لیا گامین نے تو براہ دوستی کو بلایا ہوا اور خواہش دیوار بنانے کی کی ہے کچھ دلال بیچ کا نہیں مقرر
 کیا ہو کہ آپ میری جانب سے اسکو جا کر سمجھا بیٹے اور منت کر کے میری سبکی کیجیے معمار نے کہا
 کہ ان سب باتوں کی مجکو اخبارات سے خبر ہو روز دربار میں جہاندار کے پرچہ اخبار جاتا ہے سب

کیفیت معلوم ہوتی ہو مگر اتنا جانتا ہوں کہ مہرخ چاہے کہ افراسیاب سے لڑ کر زندہ بچ جائے تو یہ ممکن نہیں جس دن اُسکو غصہ آگیا اُس دن دیکھ لینا کہ صفحہ ہستی پر نشان مہرخ بھی باقی نہ رہا کوکب نے ہنس کر کہا ای برادر یہ خیال خام اور تصور ناتمام ہو جب نمود ایسے خداوند اور جمشید ایسے جاگتی جوت کے خداوند دنیا میں باقی نہ رہے اور ادنیٰ ادنیٰ آدمیوں سے ہلاک ہوئے تو یہ افراسیاب کیا ہو جمشید نہ کریں جو کبختی آئے اب ایک نشانی تو اُسکے بد اقبالی کی یہ ہو کہ سلیمان اُس نے بگاڑی اور ایک شخص ایسا اس طلسم میں اگر شریک مہرخ ہوا ہو کہ اُس سے یہ افراسیاب تو کیا ہزار ایسے افراسیاب ہونگے تو شکست کھا گئے اور مہرخ ہی فتح پائیگی معمار قدرت نے یہ سن کر کہا وہ کون شخص ہو اور اُس کا کیا نام ہو اور کیا زیر دستی رکھتا ہو کیا بڑا ساحر ہو کسی بڑے طلسم کا کہ جو ہوش رہا سے بڑا ہو بادشاہ ہو کون ایسا ہو جو افراسیاب کو شکست دیدیگا ایوایان خود فراسیا وہ ساحر ہو کہ سوائے سامری کے اب کوئی اُس سے لڑنے والا نہیں اُسکے ہر موئے بدن میں ہزار ہزار سحرین کوکب نے کہا اُس شخص کا نام کیا تھے نہ سنا ہو گا ایوایان وہ شخص جسکو سر بزدہ ساحران عالم خود خداوند سامری لکھ گئے ہیں اُسکی قضا ہی خداوند نے پیدا نہیں کی وہ ایسا ہو کہ لقاجواب خداوند دنیا پر ہیں انکی ڈاڑھی کو اُس نے اپنے پیشاب سے سوڈا اُسکا قول ہو کہ بر ریش خداوند شامیدم و تراشیدم وہ شخص بہت خدایوں کو باطل کر چکا ہو لشکر امیر میں رہتا ہو دامہ کو اُس نے مارا فرعون کی خدائی کو بگاڑا آخرات سختگو بقیاسے زرتین تن تابوت معلق صندوق معلق کمان تک بیان کروں ہر ایک نے اُسے مارا وہ اب شریک مہرخ ہو افراسیاب کہاں اُس سے لڑ سکے گا ان کلمات کو سن کر معمار قدرت نے کہا ایو بادشاہ یہ تو آپ عمر کا ذکر کرتے ہیں یہ لکر معمار قدرت شہر آنے لگا اور کہا ایو بادشاہ آپ نام ایسے شخص کا نہ لیجیے گا میری زمین نام اُسکا سن کر استاد ہو گئے کوکب نے کہا کیون نام اُسکا سنو ہر جو تم ایسا کانپے اور دُرسے معمار نے کہا نہیں منحوس تو نہیں ہو مگر وہ دشمن ساحران عالم ہو جو ہمارے خداوند کا دشمن ہو وہ ہمارا دشمن پہلے ہو اور سخت مدعی ہو کوکب نے کہا تمہارے خداوند کا تو دشمن نہیں ہو بلکہ پیا بندہ ہو وہ کتا ہو کہ مجھو خداوند بہت چاہتے تھے میری قضا پیدا نہیں کی مجھو کچھ قومن عنایت فرمائیں معمار نے کہا یہ بھی سہی لیکن وہ شخص بڑا مکار و غدار ہو اور دغا شعار ہو اسوجہ سے میرا دل سینہ میں اُسکا نام سن کر تھرتاتا ہو اور معلوم ہوتا ہو کہ شاید تم سے

اور اُس سے ملاقات ہوئی ہو جو تم اس طرح سے کہتے ہو اور اُسی کے ہر کائے ہوئے ہو اسی بادشاہ خداوند کا پیار تو ادنیٰ ادنیٰ بندوں پر تھا اس لیے کہ خداوند بھولے بہت تھے جس نے اُنکو اچھا کہا اُسی کا رتبہ انھوں نے بڑھا دیا یہاں تک کہ دیکھو ضحاک کو ایسا رتبہ دیدیا کہ اُس نے خداوند کو آئندہ سے چروا ڈالا اسی بادشاہ آپ اُس کے دم میں نہ آئے اور اُس سے ملاقات ترک کیجیے درنہ اس غلام قدیم کا انا آپ کی خدمت میں اب نہ ہوگا کیونکہ وہ دین کو بھی آپ کے خراب کر گیا اور فتنہ نو سرا کر ہی چکا ہو کہ بادشاہوں آپس میں لڑو اگر اپنا مطلب نکالوں پھر ایسی صورت میں دوستوں سے تباہی گھر کی دیکھی نہ جائیگی کوکب نے کہا مجھ سے تو ملاقات اُس سے نہیں ہوئی مگر بران تمھاری بھتیجی سے اُس سے رسم و اتحاد ہو بلکہ وہ پاس اُس کے موجود ہو اور وہ چھو کری لاکھ طرح میں سمجھاتا ہوں اُسکی الفت سے ہاتھ نہیں اٹھاتی ہو معمار نے کہا ای بادشاہ اب آپ مجھ سے صاف صاف آپ کو قسم ہو اپنے دین بیان کہ بیان کیجیے یعنی اُس نے آپ کو اپنے مکر و فریب سے ملا لیا ہو یا نہیں اور وہ آپ سے مل چکا ہو آپ کے پاس آچکا ہو یا نہیں اُس وقت کوکب نے ناچار ہو کر کہا کہ اسی معمار سچ تو یہ ہے کہ وہ میرے پاس سرحد طلسم ہوش ربا کے مرحلات طو کر کے بطور فریادیوں کے آیا اور میں نے اُسکو اپنا شریک حال بنایا چنانچہ اُسکا حال کچھ میں نے نامہ میں بھی لکھ لکھا تھا بھلا تم سے کس بات کا پردہ ہو جو مجھ پر صعوبت گزری وہ تم پر پہلے گزریگی اور تمکو اُسکا سنبھالنا پڑیگا میں نے تو بھائی اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو وہ مجھ پر بھی عیاری کرے اُسکو ملا لیا ہو اور بڑی خاطر اُسکی کہتا ہوں اب تم بتاؤ اس میں کیا صلاح ہو آیا اُسکو میں بکر قتل کر ڈالوں یا اپنے گھر سے نکال دوں اُس سے ملا رہوں یا اُسکو بگاڑوں جو تم مشورہ دودہ کروں معمار نے ہنس کر کہا کہ ای بادشاہ آپ کی عقل سے بہتر میری عقل نہیں جب آپ اُسکو ملا چکے تو زبان ایک ہو خلاف عہد شاہوں کو کرنا نہایت بُرا ہے اگر اب آپ اُسکو نکال دیجیے گا تو وہ بد عہدی کا الزام رکھ کر آپ کو ذلیل کرے گا اور سوائے اُس کے میری خاطر سے آپ یہ فرماتے ہیں ورنہ آپ اُس سے عہد و میثاق دوستی کر چکے ہیں اچھا جو آپ کی مرضی انچہ مرضی مولانا احمد اولیٰ دوستوں کو آپ کے بہبودی سے مطلب ہو اب ذرا آپ اُسکو میرے سامنے بلوائیے کہ میں بھی اُسکی صورت دیکھوں کہ کیسی شوکت و شہامت رکھتا ہو جو ایسا مشہور زمانہ ہو اور خداوندوں سے ادب بیان کرتا ہو شاہان عالم کو تخت سے اُتار کر تختہ تابوت پر سلاتا ہو یہ سننا تھا کہ کوکب نے

ایک پتلے کو ہلا کر حکم دیا کہ جا کر بڑا ان کے پاس سے خواجہ عمر بن اُمیہ ضمری کو ہلا لے تیل حسب ارشاد
 اس دیوار کو اڑ کر ذرا کے اُسطرف کیا یہاں خواجہ پس دیوار تمام گفتگوئے کو کب و معمار
 سن رہے تھے اور جانتے تھے کہ کوکب باتین بنا کر کوئی پہلو ضرور میری ملاقات کرانیکا معمار سے
 نکالے گا پس آپ نے بھی زنبیل سے تاج گوہر نگار نکال کر سر مقدس پر رکھا تھا اور قبائے قلم کار
 زساندود پرستان کی نکال کر زیب جسم کی تھی چکا جو اہر دوزم سے لگا کر خنجر کی جوڑی لگائی تھی کہ
 دستہ خنجر الماس تراش تھے مالے جواہر کے گلے مین پڑے انگشتریان لعل و الماس نشست مین بھین
 زیر جامہ بھی بہت نادر تھا بانہ عیاری کے نیچے عبا کے پوشیدہ تھے اُسوقت ایک بادشاہ
 ہفت کشور کی طرح آراستہ تھے اور مسند زرین پر بڑا ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ پتلے نے جا کر
 آپ کی صورت زیبا کو دیکھا اور فرط رعب سے سود تسلیم کی پھر عرض رسا ہوا کہ ای آفتاب سپہ عیاری
 خواجہ عمر بن اُمیہ ضمری بادشاہ کوکب رشتہ ضمیر نے حضور کو ہلایا ہو مناسب جانے تو جلدی تشریف
 لیجیے کیونکہ معمار قدرت سے ملاقات کرائینگے اور وہ زیادہ دیر نہیں ٹھہریگے بڑا ان نے نام معمار سنکر
 سخت جواہر نگار طلب فرمایا اور آپ بھی سوار ہوئے برابر اپنے خواجہ سلامت کو بٹھالیا اُسوقت سترہ
 اٹھارہ سو خواص نازک اندام و منبر کہ ایک ایک انہیں حاکم کشور و لبرای و مالک اقلیم خوبی بہتری تھی ببا
 اور زیور سے آراستہ دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے گرد تخت کے عمدے ہاتھوں مین لکیر
 روانہ ہوئیں اور چار سو پر یزاد و رزاد مور بچھل پر ہاکی ہاتھوں مین لیے سر پر دو نورن کے
 مروجہ جنباں ہوئیں چتر مضعی سر پر گردش پذیر ہوا نقیب اور چوہدار آوازیں لگانے لگے اور
 اُس مکان کے دوسرے دروازے سے نکلا کراس دروازے کی طرف جو آدھا مکان کوکب
 کی جگہ کا ہو چلے بڑی دھوم دھام سے جا کر دردار لا مارۃ کوکب پر اترے بڑا ان خواجہ کا ہاتھ پکڑے
 ہوئے اندر بارہ دری کے آئی کوکب نے اشارہ کیا کہ معمار کو چچا لکر سلام کرے بڑا ان نے
 چچا جان لکر تسلیم کی اُس نے کہا بر خوردار عمر دراز آؤ بیٹی میری آنکھیں تمھیں ڈھونڈھتی تھیں
 کوکب عمر سے نہ کہ سکا کہ آپ بھی سلام کریں عمر یوہن چیکا کھڑا ہوا ہاں بڑا ان کی پیشانی پر
 معمار نے بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑ کر سامنے بٹھالیا پھر جو نظر اٹھا کر دیکھا تو عمر پر نگاہ پڑی ایک
 عجیب اخلفت انسان کو دیکھا کہ جس کا سر زریں کا ایسا ہو کعبہ سے گال مین خوبانی سے ناک لگا

ریش ہو موتی مروارید کے ایسے دانت رسی سے ہاتھ بانوں طباق سا پیٹ زیرہ سے آنکھیں چھڑکنا
وہڑنیچے کا اوپر کا تین گز کا نو گز کا آدمی لباس فرمانروائی سے آراستہ سانسے کھڑا ہو معمار یہ صورت دیکھ کر
گھبرا یا کہ شاید یہ بھی کوئی دیوتا ہو جو اس صورت پر خداوند سامری نے اسے خلق کیا ہو وہ تو عمر کو دیکھ کر
گھبرا یا اور عمر نے اُسکو گھور کر دیکھا ایسے وہ بدحواس ہو کر گھبرا کے اٹھ کھڑا ہوا کہ یا سامری بچاؤ اور پکارا
کہ خواجہ سلامت میری بھی تسلیم آپ کی خدمت میں پہنچے آپ نے بڑا احسان و کرم کیا کہ جو بیان
قدم رنج فرمایا کو کب نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ معمار کی جان صورت خواجہ کی دیکھ کر نکلی جاتی ہو بس
دل سے خیال کیا کہ یہ اقبال عمر کا ہو جو ایسے دشمن سخت کا صورت دیکھتے ہی یہ حال ہوا عرض سنئے عمر سے
کہا کہ خواجہ سلامت جن دوست کی کہ میں آپ سے تعریف کیا کرتا تھا وہ آپ ہی ہیں معمار قدرت جادو
عمر نے یہ سن کر کہا ہاں رہے نصیب میرے جو آپ سے ملاقات ہوئی اور معمار قدرت جادو مزاج ہاں
تو آپ کا اچھا ہو آپ کے اشتقاق حمیدہ کا ذکر بانی شاہ کو کب سن کر میں نہایت مشتاق ملازمت کیمیا
خاصیت تھا باسے طالع باد رہوئے جو آپ کی زیارت نصیب ہوئی معمار نے کہا خواجہ میں بھی بہت
اشتیاق آپ کی ملاقات کا رکھتا تھا اسی لیے بادشاہ کے لکھنے سے فوراً سر کو قدم بنا کر حاضر ہوا آئیے
ٹھہر جائیے عمر جا کر برابر کو کب کے بیٹھ گیا معمار نے کہا آپ سے ایک بات میں ڈرتے ڈرتے
پوچھتا ہوں سچ بتلا دیجیے گا وہ یہ کہ آپ شاہ کو کب کے دوست ہیں یا دشمن عمر نے کہا یہ بات تو
کچھ میرے بتانے کی نہیں ہو شاہ کو کب خود ہی اپنے دل سے دریافت کر لین اگر وہ میرے دشمن ہوں
تو میں بھی اُنکا دشمن ہوں اور اگر دوست ہیں تو میں بھی اُنکا دوست ہوں دل آئینہ ہر شخص کا ہوتا ہے
ہر صورت اُس میں جلوہ گر ہوتی ہو اور یوں تو اور معمار بموجب مصرع ضرورت کی کچھ دوستی ضرور
اگر وہ میرے دشمن بھی ہیں تو میں اُنکا دوست ہوں معمار نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا اچھا اب تو
شاہ افراسیاب سے اور کو کب سے بگڑ گئی ہو اور آپ سے بھی بگڑی اٹکی ہو اُسکی تدبیر آپ نے
کیا کی ہو عمر نے کہا دو بار اُس موزی کو بھی قبضہ میں لا کر سر کاٹنا میں نے چاہا مگر وہ اپنے جال سے
نکل گیا مگر اب بجل و قوۃ الہی کمان جا گیا کیونکہ اور معمار تم جانتے ہو کہ سر کاٹنے میں کچھ عرصہ میں لگتا
ایک نہ ایک دن مقرر خنجر میرا اُسکی گردن پر چل جائیگا اُس میں کچھ فرق نہ جانتا معمار یہ سن کر صورت
متحیر ہو کر عمر کی دیکھنے لگا اور کہا آپ سچ فرماتے ہیں عمر نے اُسکو متحیر دیکھ کر ایک کاغذ کر سے

نکالا اور معمار کو دیا کہ اسکو پڑھیے اسین تفصیل وار نام ساحران مقتول کے لکھے تھے کہ جسکو خواجہ نے
تیر تیغ کیا تھا اور ذلیل کر کے مصور وغیرہ کو چھوڑ دیا تھا اور افراسیاب کو بیوش کیا تھا معمار کے
حواس اس کا غم کو دیکھ کر جاتے رہے قریب تھا کہ دم نکلیا اے آخر کو بعد دم بھر کے درلو قوی کر کے
عمر سے کہا کہ اب ہم جا کر افراسیاب سے تمہاری صفائی کرادین عمر نے کہا خیر اسکا بھی کچھ مضائقہ نہیں
ہم بھی راضی ہیں اگر وہ اسکو چھوڑ دے مہ جبین کی شادی اسد سے کر دے اور صاحبقران کی
اطاعت کرے اور جہاں خزانہ نذر کرے اور سب طلسم میں دین اسلام شائع کرے ہر ایک ساحر اسلام
قبول کرے پس ہمارے اسکے صلح ہو ورنہ بہر صورت اسکی قضا ہو معمار نے کہا شادی مہ جبین کی آپ نے
کس کا نام لیا ہے کہ کر دے عمر نے کہا اسد دلاور کا جو طلسم کشا ہو معمار نے کہا مقرر یہی نام ہو طلسم کشا
ہوشربا کا میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے مگر جس طلسم کی لوح نیکی وہ فتح کیونکر ہو گا خواجہ صاحب
ہو تو رنج اس بات کا ہے کہ مفت میں طلسم کو کب کا بھی تباہ ہوا اور تم بھی مارے گئے عمر نے کہا میری دوستی
مجلو کون مار لیگا میں نے تو آج تک افراسیاب ایسے لاکھوں ساحر مار ڈالے کا شمیہ کا شفر غنظی آباد وغیرہ
سیکڑوں شہر پر باد کر دیئے ساحر شمش کو اندر دریا کے گھسکر مارا معمار ان باتوں کو سنکر بیوش ہو جاتا
تو عجب نہ تھا کو کب نے کہا خواجہ آپ معمار کو لشکر مرخ میں جانے کیون نہیں دیتے اور چپکے سے کہا
کہ وہاں جانے سے اس پر ایسے بیچ پڑ گئے کہ یہ آپ ہی افراسیاب سے بگڑ جائیگا خواجہ نے یہ سنکر معمار سے
کہا اچھا آپ حجت تمام کرنے کے لیے اگر غم رکھتے ہیں کہ افراسیاب پاس جائیں تو تشریف لیجائیں اور
اسکو سمجھا لیں دیکھیے تو کیا درپیش آتا ہے وہ تنگ و مغرور کب کسی کا کنا خاطر میں لاتا ہے معمار یہ سنکر اٹھا
اور اپنے ساتھ کے لوگوں کو دہن چھوڑ کر آپ ایک اثر در آتشین پر سوار ہو کر روانہ ہوا اُسوقت ایک تیلے کے
باتھ ناسہ کو کب نے مرخ کو لکھا کہ ہم نے معمار کو تمہارے پاس بھیجا ہے یہ ساحر بہت مغرور ہے
دعوئی برادری اور برابر ہی رکھتا ہے اسکی بڑی خاطر اور مدارات کرنا اور کوئی بات اسکے رنج کی
نہو نے پلے تھلا تو ناسہ لیکر چلا گراہ نزدیک سے بزور سحر معمار بھی چلا تھا یہ تیلے سے پہلے لشکر
مرخ میں جا کر پہنچا وہاں کے ساحرون نے جو اسکو آتے دیکھا آمادہ بہ رزم و بیکار ہوئے
اور غلغلہ ہوا ہر ایک نے شور و غوغا مچا یا لیکن تیلے نے کو کب کے پہنچ کر ناسہ مرخ کو دیا
مرخ مضمون ناسہ سے آگاہ ہو کر سب اپنے سرداروں کو ہمراہ لیکر بہر استقبال تخت سحر اڑا کر

چلی اور جا کر معمار کو برابر اپنے تخت پر سوار کر کے بڑی تعظیم و تکریم سے اندر بارگاہ کے لابی حد سے زیادہ تعریف شوکت و جلالت کی اُسکے فرمائی اور اندر بارگاہ کے تخت کے برابر نیم تخت بچھا کر بٹھایا اسوقت چاک و برق و صرغام و جانسوز عیار بھی موجود تھے اور بہار و غیرہ سب مغز جادو گرنا بیٹھی تھیں معمار قدرت نے بھی تعریف و سرخ از حد کی اور کہا مہر جادو خوب تمہیں مقابلہ فرمایا کیا کر اب ہم آئے ہیں کہ تم سے اور اُس سے صفائی کر دینگے خواجہ اور کوکب کو تو ہم راضی کر آئے ہیں ایک تم سے کتنا تھا سو وہ بھی کہ لیا اب حیرت کے پاس جاتا ہوں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ احتیاج پیشاب کی ہوئی کہا میں چوکی پر جاؤنگا کوئی آفتابہ رکھ دینا لوگوں نے دوڑ کر آفتابہ چوکی پر لگایا معمار اٹھ کر پشت بارگاہ پر چوکی لگی تھی وہاں آیا اور چوکی پر بیٹھا بیان تمام لشکر میں غلغلہ ہو رہا تھا کہ معمار قدرت اب ہماری جانب آیا ہو قلعہ تیار ہو گا قضاے کار صرصر شمشیر زن بھی بصورت مبدل اُس لشکر میں آئی تھی اُس نے بھی یہ حال سنا اور وہم اُس کو دامن گیر ہوا کہ اگر قلعہ بنایا گیا تو اور بھی مشکل سخت ہوگی لازم ہو کہ تو معمار کو پکڑ لے جا بس یہ سوچ کر راہ کترا کر دربار گاہ پر آئی اور گھات میں لگی رہی جب معمار اٹھ کر چوکی پر آیا یہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے جانب بیت الخلا آئی بیان صرف قنات گھری تھی جھت نہ تھی جب معمار اندر گیا یہ بھی جست کر کے اندر آئی جب تک وہ سنبھلے سنبھلے اُس نے بیضہ بیوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیوش ہو گیا اُس نے پشتارہ میں اُسکو باندھا اور قنات چاک کر کے ایک طرف کو نکلی سبب چوکی بیان لگانے کے سوائے صاحب احتیاج ضرورت کے لوگ کم آتے ہیں یہ صحرا کی طرف پشتارہ بدوش گئی اور وہاں ہر سہ جو سیدھی ہوئی اپنے لشکر کی راہ پکڑی بیان جو معمار کو عرصہ ہوا تو لوگوں نے جا کر چوکی پر دیکھا معمار کو پناہ قنات کو چاک دیکھا تمام بارگاہ میں غل برپا ہوا کہ معمار کو کوئی پکڑ لیگیا چالاک نے اگر دیکھا تو بچا نا کہ یہ پتیرہ صرصر کا ہی برق نے بھی سنا کہ استانی کا یہ کام ہی مہر خ نے جو سنا تو بھاس ہوئی اور کہا افسوس کوکب اب کیا کیگا تدبیر اسکی رہائی کی ضرورت چاہیے اور ہو سکے تو صرصر کو راہ میں کو چالاک نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے کچھ اندیشہ فرمائیے میں جا کر معمار کو لاتا ہوں اگر صرصر بارگاہ پر پہنچ گئی ہوگی تو میں اندر سے بارگاہ کے لاؤنگا وہ کہاں میرے ہاتھ سے بچکر جائیگی اگر میں نے اُسکو ذلت ندی تو نام اپنا چالاک نہ پایا یہ کنکر چل نکلا پیچھے اُسکے برق بھی روانہ ہوا چالاک دست راست کو برق بائیں طرف چڑھکے چلے مگر صرصر جو پہلے چلی تھی معمار کو لیے ہوئے

بارگاہ حیرت میں پہنچی حیرت اتفاق سے اُس وقت بارگاہ میں تھی اندر طلسم کے گئی صرصر نے جو اُسکو
 نہ دیکھا تو پوچھا کہ ملکہ طلسم کہاں گئی ہیں لوگوں نے کہا اندر طلسم کے گئی ہیں صرصر یہ سنکر ہستیارہ لیے ہوئے
 بل پر نیرادان طوکر کے اندر طلسم کے گئی وہاں بھی حیرت گنبد نور پر نہ تھی مگر باہر گنبد کے ایک مقام پر
 فرش چھوڑ کر بیٹھی تھی ناچ دیکھ رہی تھی چند مصاحبین ہمراہ نہیں صرصر نے اگر تسلیم کی اور ہستیارہ سا
 رکھ دیا اُس نے پوچھا کہ اس ہستیارہ میں کس دلائی ہو اُس نے کہا معمار قدرت کو حیرت نے کہا اسی یہ تو
 جہاندار قدرت مالک بیابان گلرنگ کا صاحب ہو تجھے کیونکر مل گیا اُس نے کہا یہ طرفدار سی کرنے کو
 صرخر کی آیا ہو تمام لشکر میں شور مچا ہوا ہو کہ اب قلعہ بنایا جائیگا حیرت نے کہا تو نے کار نمایان کیا
 جو اس جھگڑے کو اول ہی سے طوکر دیا اچھا گنبد نور کے قصر میں وہ جو مکان سامنے بنا ہو وہاں ایک
 پلنگ بچھا ہوا ہو اُس پر لیجا کر اتوا اسکو لٹا دے اور پرے دالان کے چھوڑ کر دش بارہ ساحرون کو پہرے
 پر برائے حفاظت مقرر کر دے اور خوب بند و بست کر کے اصرصر حسب حکم وہاں معمار کو لیگی اور
 سب انتظام کر کے اس خیال سے کہ اندر طلسم کے کون آئیگا پھر حیرت کے پاس آئی اُس نے اکیس پارچہ کا
 خلعت صرصر کو دیا صرصر تو مال مال ہو کر اپنے مقام پر متمکن ہوئی بیان تو یہ سانحہ گذرا لیکن اور ماجرا
 سنیے جس وقت نامہ کو کب معمار کو پہنچا اور عازم ہوا کہ کو کب پاس جاؤں پس یہ تو کو کب کب
 آیا وہاں ایک سارا فرا سیاب کا دوست بھی معمار کے پاس اُس وقت تھا وہ اپنی جگہ پر اسکے جاتے
 بعد آیا اور اُس نے نامہ جملہ حال کا افراسیاب کو لکھا کہ اس طرح معمار کو کو کب نے بلایا ہو وہ اُسکے
 پاس گیا ہو آپ ہوشیار ہو جائیے یہ نامہ افراسیاب کو جب پہنچا اُس وقت حیرت کا نامہ بھی
 پہنچا کہ صرخر کے لشکر میں معمار آیا ہو اور اُسکی شرکت کرنیکا اسکا ارادہ ہو بادشاہ یہ دونوں نامہ پڑھ کر
 متفکر ہوا کہ تیسرا نامہ حیرت کا آیا کہ معمار کو صرصر پکڑ لائی ہو یہ نامہ پڑھ کر بادشاہ کو خوشی ہوئی
 اور اُس وقت جواب لکھا کہ ای ملکہ معمار کو بہت ہوشیاری سے رکھنا میں بھی آتا ہوں حیرت کو
 جب نامہ شاہ پہنچا اُس وقت اُسکو شراب کا نشہ بہت تھا وہ اٹھکر اندر ایک قصر کے کہ وہاں تیلے
 اور بت ہزاروں رکھے ہوئے تھے اُنکے دیکھنے کو چلی گئی اور حال چالاک سنیے کہ یہ جو وہاں
 چلا تو پہلے اُس نے صورت بدل کر بارگاہ حیرت میں جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ صرصر اندر طلسم کے
 معمار کو لیگی بس یہ بھی اُسی طرف چلا اور دریائے خون روان پر پہنچا نشان قدم صرصر کا وہاں لکھا

اُس نے بھی چلنے کا قصد کیا جب پُل پر نیرادان پر قدم رکھا دریا سے خون روان جوش میں آیا
یانی اُس کا معلوم ہوا کہ آسمان سے لگ گیا کف دریا اُس وقت آفتاب تھا آسمان اُس جگہ کا ایک جابجھا
اور علاوہ دریائیں جوش اُس سے ایک دیوار چالاک کو یانی کی سُرخ رنگ نظر آئی جس سے طبیعت
سخت گھبراہی حال اُس پُل کا اور دریا کا بارہا لکھا گیا ہو لیکن سبب یاد وہی ناظرین پھر درج ہوتا ہو
کہ ضرور چاہیے بیان کیا گیا ہو کہ یہ مقام طلسم بند ہو اور چار درجہ کا بنا ہوا ہو اُس کے نیچے کے درجہ میں
دریا۔ سٹخون روان جاری ہو اور اوپر کے درجوں کا یہ نقشہ ہو کہ ہر درجہ میں بارہ بارہ ہزار دھڑالی
انہر کے بنے ہیں اور ایک درجہ میں جو بارہ ہزار دھڑالی انہن ایک ایک پر نیراد کھڑی ہو اور ایک
سمت کو کچھ جنہن کہ وہ شیر پر سوار شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے مستعد جنگ ہیں اور ایک درجہ میں
بہت سے درہن اور ہر درہن دوزنگی آپس میں شمشیر زنی کر رہے ہیں مگر تلواروں کا اُنکی ہر عالم ہی
کہ بہان وہ تلوار جس زنگی کے جسم پر لگ جاتی ہو پس وہ ایک ہی دارہن دو ٹکڑے ہو جاتا ہو
باوجود کہ وہ دونوں وار کو روکتے بھی خوب ہیں لیکن اگر ہاتھ پڑ جاتا ہو تو پھر قلم ہی ہو جاتا ہو
اور قاتل اُسی مقتول کے دونوں ٹکڑے جسد کے ملا کر تلاش پھرتا ہو وہ پھر زندہ ہو جاتا ہو اور
لڑنے لگتا ہو اور اُس کو قتل کر کے یہی حرکت وہ بھی کرتا ہو وہ بھی جی اُٹھتا ہو غرض اسی طرح سے
سب آپس میں قتل و قمع ہوتے ہیں مگر مرنے والے بھی نہیں اور تیسرے درجے کے درون میں ایک ایک
پرنیراد بیٹھی ہو نہایت شوخ و شنگ تابیدہ آسمان سے بہتر فلک حسن کے قمر وہ پرنیرادین موتی
بھولیوں میں بھرے اُچھالتی ہیں کہ وہ موتی سب دریائیں گرتے ہیں اور دریا سے سبز و سُرخ
زرد و مچھلیاں نکل کر اُنکو نگاہانی ہیں اور اوپر اُس درجہ کے جو برج بنے ہیں اُن برجوں میں
ایک ایک پری حسن میں بہتر از ماہ مشتری شہنائیاں سُنھ سے لگائے کھڑی ہیں اور پُل پر نیرادان
بالکل الماس کا ہو کہ مثل برق کے چمک رہا ہو سنڈیرین اُسکی بہت بلند ہیں اور جا بجا مینار
اُس پر بنے ہیں اور محبت اُن میناروں کی ایسی ہو کہ آدھے آدھے مینار اوپر کے ایسے نظر آتے ہیں
کہ جیسے دھڑ آدمی کا ہو اور اُس مینار میں سے آدمی نکل رہا ہو لیکن پاؤں کا پتا نہیں اور وہ
آدمی بھی دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہو اور دونوں طرف فضیلون پر پُل کے کچھ پران ہیں
کہ سراسر زرد و زلیو سے آراستہ گولے فولادی ہاتھوں میں لیے آپس میں گیند دھڑ کا کھیل رہی ہیں

اور اس طرح گیند بازی ہوتی ہو کہ کوئی گول زمین پر گرنے نہیں پاتا ہو برابر تار بندھا ہوا ہو اور ہر گیند سے
بھول مثل ہوائی اور بہت بھول کی آتش بازی کے جھڑتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہو کہ سہرا بھولوں کا
لٹک رہا ہو چالاک نے تو کبھی یہ تماشہ دیکھا نہ تھا حیران ہوا اور سیر کھڑے ہو کر دیکھنے لگا
اس عرصہ میں برق بھی ہر طرف سے پھرتا ہوا یہاں آکر پہنچا اور چالاک کو پل پکھڑے دیکھ کر
اسنے پوچھا کہ کیوں بھائی صاحب کچھ سرائے آپ کو معمار کا ملا یا نہیں چالاک نے کہا کہ صبر
تو نکل گئی اور اسی طرف سے گئی ہو مگر ہم یہاں طلسم کا ایسا انداز دیکھتے ہیں اس سبب جاتے ہو
غوف کھانے ہیں مقام نا چاری ہو برق نے کہا پھر کوئی تدبیر ضرور کرنا چاہیے اور معمار کو لانا ضرور
کیونکہ وہ ہمارا اہم ان عزیز ہو اور دوسرے خواجہ کو کب کے پاس ہیں انھوں نے وہاں سے بھیجا ہو
اگر کچھ سچ پڑ گیا تو بڑا ہوگا خواجہ الزام دینگے کہ تم لوگوں سے نگہبانی ایک شخص کی ہو سکی چالاک نے
کہا اگر یہ ہو تو ہم جاتے ہیں چاہے کچھ ہی کیوں ہو ہو عیاری جیسے طلسم ظاہر میں کرنا ویسے باطن میں
برق نے کہا یہ سب سچ ہو مگر اندر طلسم کے کوئی جانیں سکتا راہ نہیں اس میں ساحر ہوا غیر ساحر
وہی شخص جاتا ہو جس کو افراسیاب کی اجازت ہو یا افراسیاب بلا لیتا ہو جب جانا ہوتا ہو اے
بھائی یہ طلسم مثل اور طلسم کے نہیں ہو یہ مقام بہت سخت اور دشوار گذار ہو جب سے میں یہاں
آیا ہوں دو مرتبہ اندر طلسم کے گیا ہوں اور خواجہ بھی ہزار دشواری گئے ہیں چالاک نے کہا
اگر تم ہو آئے تو ہم کو بھی دو ایک مرتبہ جانا ضرور چاہیے برق نے کہا ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا وہاں کا
گیا پھر بہر تانہاں اور بڑی مشکل سے زندہ رہتا ہو ساحران آدم خوار و مردم آزار نا خدا ترس
رہتے ہیں مسکن شیاطین و آسیب ہر جگہ ہو خدا پناہ جان اُن سے بچنا مشکل ہوتی ہو روٹی نہیں ملتی
بانی نہیں ملتا ہو چالاک نے کہا کچھ کیوں نہ ہو برق تم تو ہو آئے اور مجھے یہ باتیں عیاری کی
کرتے ہو اب تو جو خدا کی مرضی ہم جائینگے ضرور یہ لکھا اسنے قدم آگے بڑھایا شور و غوغا پانی کے
اندر سے پیدا ہوا کہ لیمبو کھیر لیا ریو اور شعلہ ہائے آتشی دریا سے نکل کر اور ہر طرف سے پیدا ہو کر
تا بفلک سرکشیدہ ہوئے برق نے دوڑ کر پکارا کہ اے بھائی چالاک واسطاً اپنے دین مذہب کا
پھراؤ کیا غضب کرتے ہو کیوں اپنی جان مفت دیتے ہو دیکھو اب بھی کچھ نہیں گیا ہو او پھراؤ
چالاک نے اسکی خاطر سے کہہ دیا کہ اب جھا آتا ہوں اور وہاں سے دکھلانے کی راہ سے پھرا

اور سامنے ایک درہ کوہ تھا اُس میں چلا گیا برق بھی مطمئن ہو کر ایک طرف روانہ ہوا چالاک چہرہ کوہ سے نکل کر پل کی طرف روانہ ہوا مگر برق نے خیال کیا کہ دیکھو تو چالاک کیا کرتا ہو پھر اُس نے جو تالاش کیا تو دیکھا کہ پل پر جاتا ہو اور پل پر قدم رکھتے ہی پھر جوش و خروش پیدا ہوا ہر حساب دریا کا چشم خونخوار بن کر آنکھیں دکھانے لگا پھٹے پھٹے لال لال دیدن سے ڈرانے لگا اور قدم جب چالاک آگے بڑھتا ہوا پیچھے پڑتا ہوا دیر معلوم دیتا ہوا کہ ہزار کوس پر مین جاگتا ہوں لیکن پھر کوئی سمجھا دیتا کہ اور چار طرف اُس دریا میں سے اردور آتشیں اور ماران سیاہ زہریلے نکلتا شروع ہوئے اور پر یون وہی گیند یعنی گولے فولادی اُس پر برسانا آغاز کیے عیاذ باللہ ہر سمت سے آتشباری ہونے لگی زمین و آسمان سب ایک انگارہ نظر آتا تھا بیچ میں اُس کے سمندر کی طرح چالاک جاتا تھا ہر طرف سے آواز گھنٹ گھڑیاں بجنے کی آتی تھی اور صدا ہائے مہیب سے دل دہلتا تھا زنگی جلد جلد لڑتے تھے اور مرنے تھے ننگ خون آشام دریا سے نکل کر حملہ کرتے تھے زمانہ کا مزاج بر خلاف تھا دریا نہ تھا ترک دہر کا دل جوش میں فرط غضب سے آیا تھا یا بخارات دل دہر کے نکلتے تھے کہ آگ کے شعلے بنگلے تھے وہ جگہ گردنا تھی دوزخ سے بھی زیادہ گرم اور پورا زہر تھا ادھر آگ ہستی تھی شرمیل باران کے یا تر شہاب کے آتی تھی شعلے بگولے کی طرح پچھتا پچھتا تھے شیطاں آگ منہ سے اگل کر رخت ہستی جلایا جاتے تھے اُس مقام پر شر و شعلہ بیز کا یہ حال تھا کہ آیات

شور پانی کرے تھسا رہہ کے	اس طرح چھوٹتے ہیں جون چھل
سنگ پر یون تھی آب کے اب دھا	بجھاتی پر جون گرے نزلہ حار
ساغر مہر گرم تھسا یان تلکس	شیشہ آتشی ہوا تھسا فلاک

یہ کیفیت اُس سرزمین طلسم کی دیکھ کر چالاک گھبراتا تھا مگر اس کا جسم آتش اور ہر بلا سے محفوظ تھا اور قدم اٹھانے خدا کو یاد کرتا چلا جاتا تھا اور دل سے کہتا تھا کہ برق فرنگی کا قول بالکل غلط نظر آتا ہے یہاں تو یہ سب شعبہ صرف دکھلانے کا ہے کچھ ضرر نہیں پہنچتا ہے اور چالاک کبھی کسی کے کہنے پر نہ چلے اگر تم ڈر کے رہ جاتے ہرگز بیان نہ آسکتے برق کو نہیں معلوم تھے کیا عداوت تھی جو منع کرتا تھا اسی طرح کے خیال دل کرتا ہوا جاتا تھا مگر یہ نہ جانتا تھا کہ میں بسبب انگشتی جمشیدی کے بچتا ہوا جاتا ہوں اور

ہر بلا سے محفوظ ہوں اس حاصل یہ تو جست و خیر کرتا ہو پل کے اوپر سے گذر کر اُس پار دریا کے
خون روان کے پہونچا کر دل میں حیران تھا کہ کیونکر میں بچ آیا اور برقی اس پار کھڑا دیکھا کیا
دل میں بہت متحیر تھا کہ چالاک ضرور کچھ سہر سیکھ آیا ہو غرض جب چالاک اُس پار پہونچا سامنے قلعہ طلسمی
نظر پڑا کہ دروازہ بہت وسیع اور دراز اُس میں لگا ہوا اور گنبد نور سامنے بنا ہوا منزل تک دیوار
قلعہ کی لکھنی نظر آتی ہو دروازہ کھلا ہو ہزار ہا ساحر و نکاحہر اہر چالاک بھی الگ جاکر صورت ایک
ساحر جلیل القدر کی ایسی بنا کہ کانوں میں جواہر کے کنڈل ڈالے یا تو ت رنگ سانپ گلے سے لپٹے
دھوئی پتا میری باندھے موتی اور مونے کا اٹا ہاتھ میں لیا بازوؤں پر جوشن مرصع کا رباندھے
کر دھنی سونے کی کمر سے لپیٹی منقل سونے کی آگ اُس میں دکھتی ہا تھ میں لیکر اندر دروازہ کے آیا
کسی نے اُس کو روکا نہیں یہ سمجھ کر کہ یہاں سوائے اجازت یافتہ ساحر کے اور کوئی آئینہ نہ سکتا ہو
چالاک بے اندیشہ دروازہ سے گذر کر جب آگے بڑھا شہر پار ہوا اُس کو نظر پڑا ہر طرف ساحر و نکاحہر
بستی دیکھی رعیت فرط عشرت سے ہنستی دیکھی کئی مرتبہ کیفیت اُس شہر کی بیان ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی
اختصار کیا گیا یہ دوکانیں اور مکانوں کو دیکھتا ہوا چلا کہ ہر قصر حسب کا قصر فریدون اور نوشیروان پر
طعنہ زن تھا بیان کے مکانات دیکھ کر طاق فریدون کے دل میں رشک سے روزن تھا یہی وہ
تھا مختصر یہ کہ یہاں کا ہر ایک ادنیٰ مکان بھی بہت نایاب و قطعا رتھا بالکل پرستان کا ایسا نقشہ
نظر آتا تھا دل اُسی جا رہنے کو چاہتا تھا ہر طرف پری پکروں کا جماؤ ہر سمت جہان جہان و گروہوں کا
بناؤ و کانین آسائے خریدار و دکاندار پر استہاشیائے نفیسہ و آئینہ و اجنبیہ عمدہ کا انبار ہر چیز نایاب
و پر بہار چالاک سیر دیکھتا ہوا گنبد نور کے متصل آیا اُس کو بھی تر اطلسم کا پایا تین درجے کا ایک
قصر فلک رفعت بنا پایا کہ جو ملکہ طلسم کی تخت نشینی کا مکان ہو اطراف میں اُس کے ہزار ہا قصر بنے تھے
نقش و نگار میں ارژنگ چین اور نگار خانہ مانی کو شرماتی تھی روح نعمان بن منظر اُس مکان کی گرد آویختی
نثار تھی شہان اللہ کیا عمارت قطع دار تھی خورنق بہرام کی حقیقت اُس کے سامنے بے حقیقت نظر آتی تھی
صفائی عمارت اکینہ اسکندر کو اندھا بناتی تھی اوپر گنبد کے ملکہ حیرت نہ تھی انھیں مکانات میں سے
ایک مکان میں مسند نشین عزت تھی ساحران نامی حاضر تھے فن ادب سے ماہر تھے سامنے
ملکہ کے گلہ سے طلسمی چنے تھے عطر دان پاندان چو کھڑے رکھے تھے صرصر شمشیر زن بھی حاضر تھی

اور معمار کو سامنے والے ایوان میں کہ اُس قصر سے علیحدہ وہ مکان تھا وہاں پلنگ پر جا کر
صحرے نے لٹایا تھا ساحرون کو پہرے پر بٹھادیا تھا چالاک ساحر بنا ہوا اندر اُس مکان کے کہ
جسمین حیرت تھی آیا اور ایک طرف کو اپنی فکر میں استاد ہوا اور اُسے حال و بار سب دیکھا خیال کیا
کہ خدا کی قدرت بہت بڑی ہو کہ جو ایسی بادشاہزادی اور ایسے زبردست ساحر افسر سیاب پر
ہم لوگ فتح پائیں اور اُن ملا عنان عذار کو خاک میں ملائیں اللہ اکبر کیا جاہ و جلال ہو کیا ملک ہو
کیا خزانہ و مال ہو اسی فکر میں تھا کہ صحرے کو اُسے خلعت پند رہنے ایک طرف کو استاد دیکھا اور
صحرے نے بھی کہ دستور عیاران ہونے آدمی کے آنے سے اُسکو خوب دیکھ لیتے ہیں چار طرف
دیکھا چالاک پر نگاہ بڑی مدت سے طرفے عیارون کے یہ دیکھتی آتی ہو اور عیارہ زبردست ہو
اُسے بنگاہ اول پہچانا کہ یہ چالاک عیار ہو اور اُسکی آنکھ چالاک کی آنکھ سے اسطرح لڑی
کہ چالاک بھی سمجھ گیا کہ اُسے تجکو پہچانا یہ تو راہ کتر اگر اُس وقت باہر اُس قصر کے نکلیا اور صحرے
اُسکو دیکھ کر متوجہ ہوئی تھی کہ میں حیرت سے اُسکے آنے کی حقیقت کون اُسے اُسکو باہر جاتے
نہیں دیکھا پس حیرت سے اُسے کہا کہ ایو ملکہ دوران وہ دیکھیے چالاک بن عمر معمار کے چہرے کی
فکر میں یہاں آیا ہو اور استاد ہو حیرت نے اُسکے کہنے سے اُسی طرف پھر کر دیکھا تو چالاک کو پایا
پس خفا ہو کر صحرے سے کہا کہ اری چڈو تو کیا کچھ دیوانی ہو گئی ہو یا نشہ زیادہ ہو گیا ہو جھنگ پی کر آئی ہو
جو ایسی بات بیوقوفی کی منہ سے نکالتی ہو اری یہ تو بھلا تو اپنے دل میں سمجھ کہ چالاک دریاے
خون روان طر کر کے اندر طلسم کے کیونکر آیا اور در شہر ناپرساں پر مزاہا ساحر بیٹھا ہوا تھا اُسکی
آنکھوں میں خاک اُسے کیونکر چھونک دی صحرے ان باتوں کو سن کر سمجھی کہ ملکہ سچ کہتی ہیں تجکو شبہ
ہو گیا واقعی یہاں عیارون کا آنا دشوار ہو اگر کبھی آئے ہیں تو پکڑ کر آئے ہیں یا ایک بار برق
چادر جمشیدی کی وجہ سے آگیا تھا ایسا کچھ سوچ کر یہ بھی خاموش ہو رہی اور دربار میں اوس باتیں
ہونے لگیں اور چالاک جو باہر اُس قصر کے نکلا تو اُس مکان کی طرف آیا کہ جہاں معمار قید ہو
وہاں اُسے دیکھا کہ بہت سے ساحر ایک مکان کے دروازے پر بیٹھے ہیں یہ بھی ٹھلتا ہوا اُسی
طرف پہونچا اور اُنکے قریب آکر پہلے تو کھڑا رہا پھر کہا کہ بھائیو یہ مکان تو بہت سرد معلوم دیتا ہو
ملکہ جس قصر میں بیٹھی ہیں وہ تو بہت گرمی کی جگہ ہو میں تو بوکھلا کر چلا آیا اُن ساحرون نے

یہ کلمات سنکر جواب دیا کہ بھائی صاحب حقیقت میں تو ہم تم ایک ہی ہیں کیونکہ تم بھی اس طلمس میں رہتے ہو اور ملازم ہو شاہ ہوا رہم بھی ہمیں کے ساکن اور ملازم ہیں لیکن دل میں اپنے آدرودہ ہونا کہ ہکویان ٹھہرنے کو انھوں نے منع کیا اور بھائی ہم مجبور ہیں اس مقام پر کسی کو حکم مالک کا ٹھہرنے دینے کا نہیں ہو پس لازم ہو کہ تم بیان سے چلے جاؤ اسجگہ ٹھہرنے میں ہمارے تمھارے دونوں کے لیے قباحت ہو کیونکہ بیان ایک ساحر زبردست قید ہو چالاک نے نام قیدی کا جو سنا تو مستفہد ہوا کہ کون ایسا زبردست قید ہو کہ باہر مکان کے بھی کسی کو ٹھہرنے کا حکم نہیں انھوں نے کہا بھائی معمار قدرت اس ساحر کا نام ہو چالاک نے معمار کا نام سنکر گردن ہلائی اور کہا خوب ہوا جو قید ہوا بڑے دعوے سے قلعہ بنانے آیا تھا مگر اسون کا طرفدار بنا تھا سرکشی سے بہت سر اٹھایا تھا اور بھائی اسی طرح سب نکھر ام قید ہو آئیں تو البتہ خوشی کا مقام ہو یہ کہہ کر کہا اچھا بھائی کام سے کام ہو وہ بات کیوں کریں جسمیں تمہارا نام آئے ہم جاتے ہیں مگر گرمی میں آئے تھے اگر کو تو پانی تھوڑا وہ جو گھر اسانے رکھا ہو اُسین سے پی لین ساحرون نے کہا شوق سے پانی کی سنا ہی نہیں ہاں چالاک گھر ونچی پاس گیا اور سر پوش گھڑوں کے اٹھا کر سبکو دیکھا وہ ساحر اُسکو پانی کی اجازت دیکر اُسین یاتین کرنے لگے اور اسنے بیوشی پانی میں ملا دی اور ایک گھر سے کچھ پانی اُنڈیل کر دکھانے کی راہ سے پیا اور کہا بھئی پانی بھی بہت سرد تھا کہ پینے سے کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا کیوں بھائی کیا برت اُسین ڈالی ہو اچھا سامری کے حوالے کیا ہم چلے مگر تم بھی کتنے بیروت لوگ ہو کہ ایک چلم بھی نہ پلائی آگ ہوتی تو تمباکو اور چرس ہمارے پاس تھی دو دم مار لیتے کہ گرم ہو جاتے یہ جو اُسنے کہا وہاں دو چار ساحر چرس کے عادی تھے وہ بولے کہ آؤ بھائی آگ ہم دین یہ تو خواہ خواہ ڈرے جاتے ہیں اسے قیدی اندر مکان کے قید ہو یہ بیچارے قیدی کا کیا کر لینگے ان باتوں سے ساتھ والے بھی خاموش ہو رہے چرسیون نے چالاک کو بلا کر پاس اپنے بٹھایا اور کہا بھائی دیکھو وہ ٹھیک آگ کی سلگا رکھی ہو چالاک نے کمر سے کیسی تمباکو کی نکالی اور چلم اُسے لیکر اُسپر جمائی اور کچھ چرس نکال کر اُنکو دکھائی اور کہا یہ ہو تو کشمیر مگر سال جہان کے مقابلے میں ہو اور بہت نایاب ہو یہ کہہ کر تھوڑی سی چلم میں جا کر آگ پھٹک کر کچی اور اُنکو دی کہ لو بھائی سر کر و انھوں نے کہا نہیں پہلے تم سر کر و اُسنے کہا واہ ہم تمھارے سامنے سر کریں اسے بھائی ہم تو تھکے پست پینے والے ہیں

انھوں نے کہا وادواہ یہ آپ نے خوب کی ایک نے کہا ان بھائی کا مزاج بہت اچھا معلوم ہوتا ہی بہت گل آدمی ہیں غرض باتیں بنا کر انھوں نے دم لگائے چالاک نے دوسری جملہ اور جالمر اور ون کو دی جتنے تھے سب نے دو دو ایک ایک دم لگائے اور تعریف کرتے جاتے تھے کہ بھئی واہ کیا تحفہ چرس ہو کچھ دیر میں سب کو گرمی معلوم ہوئی اور تشنگی پیدا ہوئی اٹھ کر انھیں گھڑوں میں سے پانی پیا اور سینے سیر ہو کر پیچھنک مارا سب بیہوش ہو گئے چالاک نذر مکان پر وہ اٹھا کر داخل ہوا اور صورت صرصر کی بگرنیگ پر سے معمار کو اٹھا کر پشتارہ باندھ کر دوسرے دروازہ سے مکان کے نکلا وہاں اور دربان استادہ تھے انھوں نے صرصر کو پشتارہ لیجاتے اور اندر سے مکان کے نکلتے دیکھ کر کہا کہ آپ اس طرف سے تو گئی نہیں پھر کہھر سے اس مکان میں آئیں صرصر نے جواب دیا کہ ہلکو سامری جمشید نے یہ بھی قدرت دی ہو کہ چاہیں ظاہر ہو کر جائیں چاہیں پوشیدہ داخل مکان ہوں کہ کسی کو نظر نہ آئیں اور جس مقام پر جی چاہا ہو یوں ہزار مرتبہ گئی ہیں اور اگر ایسی قدرت ہم میں نہوتی تو ایسے ایسے ساحران نامی کو ہم پر مگر کیوں لے آتے لو دیکھ لو یہ پشتارہ معمار قدرت کا ہو ملکہ حیرت جادو پاس لیے جاتی ہوں یہ مکر قدم شاطری مارتا ہوا سیدھا ایک طرف کو روانہ ہو گیا مگر راہ میں اور بہت سے ساحر دیکھے کہ گنبد نور کے محافظ تھے اور یہ اندر سے گنبد نور کے ابھی نکلانہ تھا آخر کی ڈیوڑھی پر ان محافظوں نے اسکو روکا کہ بی بی صرصر کیا لیے جاتی ہو اُس نے کہا کہ ملکہ حیرت نے ایک شو اپنی بارگاہ میں بھیجی یہی میں اُسی کو لیے جاتی ہوں انھوں نے کہا کہ ہلکو تو آدمی راہ میں معلوم ہوتا ہی صرصر نے جواب دیا کہ پھہرا تو کام ہی یہ ہو کہ آدمی کو لاتے ہیں اور لے جاتے ہیں اور نہیں کیا ہم بوجھہ کسی کا مزدور بن کی طرح ڈھوٹے میں اور بال و جواہر ٹھوڑی کسی کا باندھ کر لیجاتے ہیں جو کوئی بھڑکا چھناں ہکورو کے ٹوکے اور پکڑے تم تو آج ایسی تحقیقات کرتے ہو گویا مجھ کو چوٹی مقرر کیا ہو بھلا مجھ کو کیا مطلب ہو جو آدمی لا دوں اور چور بنوں جی میں آتا ہو کہ اس پشتارے کو تمھارے سر پرار کرنا پاراستہ پکڑوں جو کوئی اچھے گا تو کہہ دینگے کما پنے دربانوں سے پوچھ لو وہ لوگ یہ باتیں سنگر خائف ہوئے اور کہا واقعی بی صرصر تم سچ کہتی ہو کہ تمھارا کام آدمی کا لانا اور لیجانا ہی لیجاؤ خفا نہ ہو ہلکو کیا کام ہو روک ٹوک سے صرصر بستی جھاتی وہاں سے لیکر آگے بڑھی مگر جب کوئی دس بارہ قدم دروازہ باقی رہا تو دروازہ

نظر سے غائب ہو گیا اُس وقت اُس نے اپنے دل میں کہا کہ برقِ فرنگی سچ کہتا تھا میرا سنے خیال کیا کہ لاؤ انگشتری جمشیدی کو دیکھوں یہ سوچ کر اپنے ہاتھ کو دیکھا تو انگشتری پر نگاہ پڑی اُس میں لکھا دیکھا کہ اب چالاک میرے سبب سے تو اس مقام پر چلا آیا مگر اب مجھ میں طاقت نہیں ہو کہ میں تجھ کو باہر مکان طلسمی کے پہنچاؤں مگر ان اگر بیضہ عقاب جمشیدی تیرے پاس ہوتا تو البتہ تو یاہر جاسکتا تھا اب تو بغیر امداد ساحر زبردست کے نکلنا یہاں سے دشوار ہو مندی مندی تادور قیامت ہمیں جا مندی اب چالاک یہ مضمون دیکھ کر انگوٹھی کا حیران ہوا اور آندھی آئی غلغلہ امداد فراسیاب ہوا تمام طلسم میں شور مچ گیا کہ شہنشاہ آتے ہیں ہزار دن ساحر دوڑ پڑے ہوا سر دھچکنے لگی ابر سرخ نمودار ہوا ساحر دن میں سے کوئی سجدہ کرنے لگا کوئی ادندھے منہ گر کوئی ڈنڈوت کرنے لگا کھنٹے اور گھڑیاں اور ناقوس اور جھانجھ بجنے لگے اب چالاک سمجھا کہ اب برے پھنسے بس اُس نے گھبرا کر جو دیکھا تو اُس مکان کا کوٹھا اُسکے خیال میں آیا کہ سوائے اس جگہ کے اور کوئی مقام پوشیدہ ہونے کا نہیں ہے یہ زینہ اُسکا تلاش کر کے جلد تر بالا خانہ پر آیا وہاں ایک راوٹی پڑی تھی اُس راوٹی میں جاکر چپکا بیٹھا وہاں سے بھی ایک طرف کو کھٹا ہوا تھا تو وہ مقام جہاں حیرت تھی دکھائی دیتا تھا اُصول یہ تو وہاں بیٹھا اور افراسیاب اُسی قصر میں کہ جہاں حیرت تھی آکر اُترا حیرت نے اُٹھ کر مچا کیا شاہ نے ہاتھ پکڑ کر تخت پر برابر اپنے بٹھالیا حیرت نے ایک سوا یک کشتی جواہر اور سوا سو کشتی اشرفیون کی بندر پکڑی اس اثنا میں صرصر بھی خلعت عطیہ حیرت پہنے ہوئے آئی اور نہایت خوش و خرم ہامیدانعام سامنے بادشاہ کے آکر کھڑی ہوئی جب شاہ نے اُسکی طرف دیکھا اُس نے مچا کیا شاہ نے بھی اُسکی تعریف فرمائی کہ اے صرصر تو نے بڑا کام کیا اُسکے صلے میں بہت کچھ تو بانیگی صرصر نے بادشاہ کی دونوں ہاتھوں سے بلائیں لین اور کہا اے بادشاہ یہ سب آپ کا اقبال ہو میری کیا اصل ہو جو میں کچھ کر سکوں آپ کے اقبال سے پنجہ میرا اتنے بڑے ساحر پر قابض ہو گیا اور میں ایسے موزیوں سے بچ کر اُسکو لے آئی شاہ نے کہا اس امر میں بہت مجھ کو حیرانی ہو کہ معمار بڑا اپنے مذہب کا پکا تھا یہ کیا وجہ ہو کہ اب سب لوگ سامری اور جمشید سے برگشتہ ہوتے جاتے ہیں یہ کیا شاست اعمال ہر ایک کی ہو کہ اپنے دین کو خود چھوڑ کر خدائے نادیدہ کو پرستش کرتے ہیں کیا مرنے سے نہیں ڈرتے کبھی آخر سامنا سامری کا ہو گا یا نہیں پھر کیا جواب دینگے

حیرت نے کہا پھر دوزخ میں خداوند کی جلیٹے اور کیا ہوگا افراسیاب نے کہا اچھا ان امور سے کچھ مطلب نہیں اس صرصر نوجا کر معمار کو میرے سامنے لے آصرصر بوجہ حکم چند ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر چلی اور اس مکان کے دروازے پر پہنچی کہ جہاں معمار کو چھوڑ آئی تھی دربان وغیرہ اسکو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کیوں بی صاحب ہو نچا آئیں اس نشتر سے کو دوسرے نے کہا اسے بھائی دریافت کرنے کی کیا احتیاج ہو وہ لیگی تھیں تو پہونچا آئی ہونگی تم ان عیار نیون کے مفد مہ میں زیادہ دخل نہ دیا کرو تمہیں کیا مطلب ہو جو پوچھتے ہو صرصر نے یہ باتیں سن کر کہا کہ تم نے کیا کہا کہ پہونچا آئیں میں کیا لیگی تھی جو پہونچا آئی اُس نے کہا کہ جسکو تم لیکر آئی تھیں اُسی کو ابھی لیگی تھیں صرصر نے کہا ار واہی ہوا ہر کون چھوڑ آئی تھی اورے کون گئی تو کتنا کیا ہو کچھ دیوانہ ہوا ہر دربان نے کہا آپ تو گالیاں دیتی ہیں ہماری جانے جوتی کہ آپ کسے لیکینگین اورے آئیں آپ ہی اپنے منہ سے آپ چھوڑتی ہیں اور مالزادی بنتی ہیں ہم نہیں جانتے جا کر دیکھیے اس کلمہ پر صرصر اسکو بنگاہ قہر گھورتی ہوئی کہہ رہا ہوں مونڈھی کاٹے سمجھوں گی اور دربان ساتھ والے کتے ہوئے کہ تم نے اتنا پوچھ کر آفت بلائی اُس نے کہا جی آفت کیا آئی بہت ہوگا نوکری چھوٹ جائیگی تو صاحب ہم کیا اب ہر ایک کی باتیں سننا کریں گے بیان تو ایسی باتیں ہیں مگر وہاں صرصر دوسرے دروازے پر جو آئی تو ساحرون کو بیہوش پڑے دیکھا اندر مکان کے جوگئی تو معمار کا پتا نہ پایا پتیرا چالاک کا لگا پایا بسج ماجرا دیکھ کر بدحواس ہو گئی اور سب ساحرون کو باہر آکر اُس نے ہوشیار کیا اور کہا ارے کبختو یہ کیا ستم کرنے کیا کہ تم سب مر رہے اٹھو نے کہا سبحان اللہ واہ واہ آپ بھی کیا خوب آدمی ہیں کہ ہکو الزام دیتی ہوئی آئیں سوتا کون ہو اور غافل کون تھا ہم تو سب جاگ رہے ہیں صرصر نے کہا اگر تم ہوشیار تھے تو معمار کو کون لیگیا وہ بولے کوئی لیگیا ہوگا اسکو ہم کیا جانیں مگر ہم جاگتے ہیں صرصر نے کہا شہنشاہ آئے ہیں اب تمہارا جاگنا معلوم ہوگا معمار کو کوئی لیگیا اور تم جاگتے تھے اتنا سنتے ہی ہلکارے جو لگے ہوئے تھے وہ بھاگے اور جا کر شہنشاہ کو اطلاع دی کہ معمار وہاں نہیں ہو اس میں صرصر بھی آئی اور اُس نے بھی سب حال بیان کیا افراسیاب نے سب ماجرا سن کر اپنے دونوں ہاتھ بند کر کے کھولے ہاتھوں میں سے ایک پتلا پیرا ہوا اور اڑ کر سامنے آیا افراسیاب نے کہا پھل جا کر کہ معمار کو لیکر آ جا لاک جلد حاضر ہو پتلا اڑ کر جانب آسمان گیا اور بلندی پر چھ کر

اُسے باد از بلند پیکار کر کہا کہ ای چالاک بن عمر جس مقام پر کہ تو بیٹھا ہو معمار کو لیے ہوئے وہاں سے جلد معمار کے سامنے شہنشاہ ساحران کے حاضر ہو کہ شہنشاہ قسم یاد فرماتا ہو کہ میں تجکو طلسم کے باہر نکال دوں گا اور اگر میرے حکم کو تو نے نہ مانا اور معمار کو نہ لایا تو مقر غارت کر دوں گا پتلا تو یہ منادی کر رہا تھا اُدھر مہنت جادو نام ایک ساحر نے ہاتھ باندھ کر افراسیاب کے سامنے عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپ نے جو پتلے سے منادی کرائی ہو مگر وہ لیجانے والا اُس مقام پر کاہکیو ہوگا جو آواز پتلے کی سنکر آئیگا وہ کب کا چلا گیا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ وہ جانہیں سکتا طلسم سے مہنت نے کہا کہ چالاک پاس انگشتی جمشیدی ہو اور بیضہ عقاب ہو پھر وہ کیون ٹھہرنے لگا افراسیاب نے کہا بیضہ اُسے دیوار سفاک پر مارا وہ اسکے پاس باقی نہ رہا اگر کوئی تمیز دار لائق ساحر ہوتا تو بیضہ سے دیوار بھی توڑتا اور اُسکو ہاتھ سے نہ کھوتا وہ سحر کی قدر کیا جانے بیضہ اُسے کھینچ مارا وہ برباد ہو گیا خالی انگشتی سے اب وہ جانہیں سکتا اُدھر اُدھر ہوگا مہنت یہ کلام سنکر خاموش ہو رہا وہاں پتلے نے جو بار بار پکار کر کہا تو چالاک نے آواز اُس پتلے کی سنی اور دلیں آیا کہ سامنے بادشاہ چلون مگر بسبب انگشتی کے صدائے پتلے سحر نے تاثیر کامل نہ کی اگر انگشتی نہوتی تو ضرور سامنے سحر ہو کر جاتا اور انگشتی ہونے پر بھی اتنا اثر ہوا کہ گھبرا کر زینہ پر اُس کو ٹھکے کے آیا دیکھا تو تمام طلسم میں غدر ہو رہا ہو ہر ایک ساحر کہتا ہو کہ اے بھائی اپنے اپنے مکان کے دروازے بند کر دو وکانوں کو بڑھاؤ ایک بار برق طلسم میں آیا تھا تو سب بازار لٹ گئی تھی اب کے کوئی چالاک ہو کہ وہ آیا ہو پھر وہ تو چالاکی کری ہو گا نگہبان قلعہ مکانات کے دروازوں پر بیٹھتے جاتے ہیں دوکانوں کے بند ہونے کی آواز آتی ہو خلقت بھاگی جاتی ہو یہ حال دیکھ کر چالاک سمجھا کہ بیشک تم مارے گئے اسی شش و پنج خیاں آیا کہ انگوٹھی میں معلوم ہوا تھا کہ بغیر ساحر زبردست کی اعانت کے نکلتا یہاں سے دشوار ہو اس سے معمار تو ساحر زبردست ہو وہ تیرے پاس ہو اُسکو ہوشیار کر کے حال بیان کر کیا بعید ہو کہ جو یہ تجکو نکال لیجئے یہ سوچ کر حبت کر کے پھر اُس راوٹی میں آیا اور معمار کو پشتار سے سے کھول کر ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلے دیکھا کہ ایک راوٹی میں پڑا ہوں اور ایک حیار وہ کہ بارگاہ ہرج میں تھا میرے پاس کھڑا ہو یہ اٹھ بیٹھا اور مست فسر ہوا کہ میں کمان ہوں اور کیا ماجرا ہو چالاک نے جملہ حال صرصر کے پکڑ لانے کا اور اپنے بیان آئینکا اور مکان سحر سے نکال کر اُس راوٹی میں لایا

اُس سے بیان کر کے کہا کہ اے معمار اب تم سے کچھ تدبیر ہو سکے یہاں سے نکل چلنے کی تو کرو ورنہ میری اور تمہاری جان مُفت میں جاتی ہے میرا جو کام تھا وہ میں کر چکا اس امر سے ناچار بہون کہ تمہیں لیسکر نکل نہ سکا اب افراسیاب یہاں آیا ہوا ہے اور اُس کا پتلا منجھو کئی بار پیکار چکا ہے اور بار بار میرے دل میں آتا ہے کہ میں اُس کے سامنے چلا جاؤں اور دروازہ مکان کا منجھو نکل جانے کے لیے معلوم نہیں دیتا ہے بس اب تم جلد تر کوئی بندوبست کرو معمار قدرت نے ہنسکر کہا کہ تم گھبراؤ نہیں میں تم کو لیے چلتا ہوں میں تو افراسیاب کے سمجھانے کو آیا تھا مگر سچ کہا تھا کوکب نے کہ وہ بالکل خردماغ ہے اور کوڑ مغز ہے پھر وہ میرا کہا کا ہیکو مانگا ایسے کو نصیحت کرنا بالکل بے سود ہے بموجب مصرع ترسیت نا اہل را چون گردگان برگنبدست + یہ لکھ چالاک کو پنجہ میں داب کر اُس کو ٹھکے کے دوسری طرف یہ کو دایاں جو آکر دیکھا تو صدمہ پتلا سحر کا معمار کو اور چالاک کو ڈھونڈھ رہا ہے اور غلغلہ بلند ہے اسیمن ایک پتلے نے چالاک کو اور معمار کو جاتے ہوئے دیکھا کہ کوٹھے پر سے اتر کر پنجہ سے چالاک کو اُس نے چھوڑ کر کہا میرے پیچھے چلے آؤ اور یہ دونوں جاتے ہیں بس پتلے نے غل مجاہد کہ وہ جاتے ہیں وہ جاتے ہیں آواز پتلون کی افراسیاب نے بھی سُنی اور بیکار ہو کر کھڑا ہو گیا اور پیکار کہ او معمار قدرت خیرہ سرتیرہ روزگار کہاں جاتا ہے خبردار جانے کا ارادہ نہ کرنا اُس آواز کو سنکر معمار نے کہا کہ اے تو کیا بکتا ہے معلوم ہوا کہ اندھا ہو گیا ہے اور اسقدر غرور تیرے کا سہ دماغ میں سمایا ہے کہ اب تجھ کو کچھ دکھلا دی نہیں دیتا ہے یہ لکھ چالاک کو پنجہ میں دابکر اڑا اور قندیل فلک ہو گیا پھر پتلون نے غل مجاہد کہ وہ گئے وہ گئے اور معمار کا کہنا بھی کہ تجھ کو غرور ہو گیا ہے شاہ طلسم نے سُنا بس غصہ میں آکر قصد اڑنے کا کیا ملکہ حیرت جادو اٹھ کر کمرے لپٹ گئی اور بادشاہ کو کھینچا کہ وہ اڑنے سے گرا کرنے میں لات حیرت کے لگ گئی وہ سمجھی کہ بادشاہ کو میں جو مانع جانے کے لیے ہوئی تو اُس نے عمالات ماری بس پھر تو بگڑ کر بولی کہ بھڑا میں جائے ایسا کھچو لھے میں جائے ایسا سات اے صاحب تم اسقدر گھبرا کیوں گئے ہو لو اپنا راجہ نہ کر رکھو تم آدمی کو آدمی ہی نہیں سمجھتے ہو لو صاحب میرے لات مار بیٹھے اور کوکھ کو ٹھکرا نا بُرا ہوتا ہے میری چلتی کوکھ سامری قسم میری کمر میں درد ہونے لگا یہ لکھ تیوری چڑھا کر منہ بنایا افراسیاب نے ٹھڈھی میں ہاتھ ڈالا کہ اے جان من میں نے آپ سے جانکر لات

نہیں ماری تھے مجھ کو کھینچا میں خود گر پڑا اچانک لات تمھارے لگ گئی یہ کہکھو شام کرنے لگا
اُس نے کہا بس بس اب باتیں نہ بناؤ معلوم ہوا کہ اب ہماری کم بختی سب طرح سے اُگئی ہو تمھارا توبہ
حال ہو کہ ادنیٰ اعلیٰ ہر ایک پر دوڑ پڑتے ہو یہ کون حرکت بیجا ہو شاہ نے کہا پھر کیا کروں اتنے ساحر
بیٹھے تھے کسی نے بھی حوصلہ عقب معمار جانے کا کیا ملکہ نے کہا تو منہ سے کہنا چاہیے تھا کہ لو اُسکو
جب کوئی نجاتا جب ہی کہتے خیر ہمارا ادبار ہوا بیاں ملکہ تو بگڑتی ہو شاہ خاطر اُسکی کر رہا ہو وہاں
معمار جو بلند ہوا شہر ناپرساں سے ایک ہی ستائے میں نکلا کربل پر آیا یہ ساحر زبردست ہو سب
طرح کے تحفہ اپنے پاس رکھتا ہو اسوجہ سے جب شعلہ ہائے آتش اور بلیات دریا نے سرکشی کر کے
اُسکو آزار پہنچا ہوا اُس نے سحر پڑھا ادھر انگشتی دست چالاک میں تھی اسوجہ سے دریائے
راہ دی یہ صحیح سلامت اس پار اتر کر چالاک کو تو پنجہ سے چھوڑ دیا اور کہا تم اب لشکر میں جاؤ
میں بھی دو تین روز کے بعد آؤں گا اور اپنی ذلت ہونے کا مزا اُس افراسیاب حرامزادے کو دکھاؤں گا
یہ کہکھو ایک سمت کو روانہ ہوا اور چالاک بارگاہ مہرخ کی طرف چلا کہ جاکر ملکہ سے رہائی معمار کا حال
بیان کروں اُدھر حیرت جاوے بارگاہ رنگین حصار کو نکلو اگر باہر طلسم کے استلہہ کرایا اور وہاں
اُکڑ داخل ہوئے اور افراسیاب اُس کے پاس سے اُٹھ کر جانب ظلمات چلا گیا مگر چالاک جو جانب
بارگاہ مہرخ چلا اُسکو راہ میں معمار پھر ملا کہ ایک سمت کو جاتا تھا اور کچھ سوچتا جاتا تھا چالاک نے
اُسکو روکا اور کہا اے معمار اگر آپ کے خلاف مزاج نہ تو دو قدم پر بارگاہ مہرخ ہو وہاں تشریف لیجیے
اُسودہ ہو جیے و نیز وہاں سب متفکر آپ کی گرفتاری سے ہونگے اُنکی تسکین بھی کیجیے وہ سب آپ کو
دیکھ لیں میں زبانی جا کر جو کمونگا تو کسی کو یقین آئیگا اور کسی کو نہ آئیگا اور مہرخ مجھ سے آزر دہ
ہونگی ہم لوگ عیار ہیں جو کچھ انعام اکرام ملنے والا ہو گا وہ کچھ نہ ملے گا آپ کا ہرج ہی کیا ہو دو چار جام
شراب کے پی کر چلے جائیے گاہ کہ کلمات سُکر معمار قدرت ہمراہ چالاک چلا اور دونوں آکر
داخل بارگاہ مہرخ ہوئے مہرخ کو نہایت خوشی ہوئی اور بڑی خاطر معمار کی کی احوال پوچھا
اُس نے تعریف چالاک کی فرمائی کہ اس طرح جا کر اُسے مجھ کو چھڑایا ورنہ بڑی مجھ کو ذلت شاہ جادو
دیتا مہرخ نے حکم ترتیب جلسہ عشرت دیا جام و ارغوانی کا دور چلنے لگا صدائے ہوشا ہوش و
نوشا نوش بلند ہوئی رقص رقص کرنے لگے بیان تو سب مصروف عیش و نشاط ہیں وہاں بارگاہ

رنگین حصار میں حیرت جادو جو آئی ہو تو نہایت آزرہ خاطر اور ملول ہو رہی ہو اور حال معمار اور چالاک سب سے بیان کر رہی ہو اُنہیں مصوٰر اور صورت نگار جادو بھی آئے اور اُنھوں نے حال زبانی ملکہ صرصر سے کہا کہ تو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ میں عیار کو خوب پہچانتی ہوں مگر آج تو نے کیوں نہ پہچانا جو چالاک قید سے آکر معمار کو چھڑا لیا صرصر نے کہا قضا و قدر سے کیا چارہ ہو اسکو میں کیا کروں اور میں نے تو ملکہ سے عرض کیا تھا کہ چالاک آیا ہو ملکہ نے فرمایا کہ بیان کوئی نہیں آسکتا میں بھی سمجھی کہ ملکہ سچ فرماتی ہیں بس یہی ڈھوکا ہو گیا پھر ہونے والی بات اُس سے سب ناچار ہیں حیرت نے کہا اچھا ایک مرتبہ وہ قید سے نکل گیا پھر اب کیا نہیں پکڑا سکتا جا دیکھ تو کہ معمار کہاں ہو اور ہو سکے تو پکڑ لا صرصر یہ سُکر کچھ غیرت میں آکر صیقل قرار کو اپنے ہمراہ لیکر پھر روانہ ہوئی اور صورت بدل کر لشکر مہرخ میں آئی بحر عیاری میں غوطہ مار کر ایک دُر مقصد اُس نے حاصل کیا فوراً چوہدار کی صورت بنکر اُس طرف پہنچی کہ جہان مہرخ کی مجرئی رنڈیاں اُتر رہی ہوئی تھیں بیان آکر جو دیکھا تو خیمہ اور پالین استادہ ہن فرش دریوں چاندنیوں کے کچھ بین رنڈیاں جوان جوان بیٹھی ہیں کوئی مقابہ کھولے آرائش و زیبائش میں اپنے مصروف ہو کوئی بیٹھی تعلیم لیتی ہو عاشق تن جمع ہیں کوئی کسی یار سے ہنس رہی ہو اسی طرح یہ دیکھتی ہوئی ایک رنڈی سندرنام کے ڈیرے پر پہنچی کہ اونچی رنڈی تھی اُسکا ہاتھی جو انعام میں ملا تھا ایک طرف بندھا تھا خیمہ بھی مثل بارگاہ کے بہت بلند اور وسیع تھا نوکر خدمتگار وغیرہ سرگرم کار تھی دو چار خوشامدی ہر وقت مرد آدمی وضع وہاں بیٹھے رہتے تھے رنڈیاں یعنی نوچیان ہر طرف بصد آرائش و زیبائش پھرتی چلتی تھیں دو ایک چاہنے والے بھی ادھر ادھر لگے ہوئے تھے بعض سے اشارے ہوتے تھے بعض سے جگت بازی ہوتی تھی صرصر چوہدار تو بنی ہوئی تھی ایک نازنین نہایت خوبصورت گلہام کو اسنے تجویز کر کے قریب جا کر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا امی ذرا ادھر آؤ سنو تو اُسنے کہا بھی ہائے اللہ تم سے نہ بولو اُسنے کہا واہ واہ تم کو خوب ہوا رہے صاحب میں تم سے ایک بات پوچھوں گا اُسنے کہا کہ جو کچھ پوچھو اُمی جان سے پوچھو میں کیا جانوں اُسنے کہا نہیں تم سے پوچھ لینگے تو کیا قباح ہوگی ذرا ادھر آؤ وہ نازنین اُسکے کہنے سے پشت خیمہ کی طرف چلی آئی اُسنے کہا میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تمھارا سر ڈھاکا گیا ہو یا نہیں

وہ شرمناکریچی گردن گر کے چپ ہو رہی اُس نے کہا شرمانے کی بات نہیں ہو بیان ایک سردار والا تیار
 معمار قدرت آیا ہو اُس سے کئی لاکھ روپیہ کی یافت ہو اُس نے یہ منکر چاہا کہ اپنا ہاتھ چھڑا کر کھلا
 ہنستی ہوئی بھاگ جائے صبر نہ ہنسی سے اُس کے منہ پر ہاتھ پھیرا کہ وہ بیوش ہو گئی اُس نے اُسکو
 اٹھا کر اور علیحدہ مقام تنہائی میں لیجا کر کپڑے اُس کے اتارے اور رنگ روغن عیاری لگا کر اُسی کی
 ایسی صورت بنی اُسوقت اُسکی صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کی عجیب کیفیت تھی کیونکہ ایک تو وہ
 خود ہی حسینہ جمیلہ نازنین عورت تھی دوسرے طرہ اُس پر بناوٹ تھی ماسکاکل ہے اُسکی جان عشاق
 بچنا دشوار وہ زلفت اُسکی پریچ و خمدار کہ دام دلکش اُنکو کنار و انہار دن بلاتین اُنکے بلون سے
 پیدا خم کا کل کا قریب چشم آنا چند سے مین آہوون کو پھنسا ناظر آتا عید کا چاند جبین اُسکی مہ پارا
 یا انق مطلع انوار یا صبح صادق کے آثار مہر و مہ کارنگ سامنے اُس کے پھیکا آئینہ اسکندر سامنے
 آجانے سے شرمندہ چاند اُسکا ماتھا ٹیکا اُس کے اوپر نیا تماشاکہ چاند کے اندر تارا چین جبین بحر
 خوبی کی موجیں چین بر جبین جسے مصو چین رہیں ابرو کو برق دم لھے تو بجا ہو ہر ایا سے اُنکی
 بجلی گرا ناظا ہر ہوتا ہو ہزارون اُس کمان ابرو کے عشق میں چلے کش جان کمان ابروان خیمہ چشم
 قتان بعینہ تو سن ناز شوخی اور دلبری کا اُس نے پیدا اندازا بلق لیل و نہاری کو آنکھیں دکھاتی نازیانہ
 سرہ دنبالہ دار کا لگاتی سرگین آنکھیں تو آہو تھیں اور سرہ شاخ آہو ہر چشم اُسکی آفت اور فتنہ جو ناک
 اُسکی چہرہ پر حسن کی ناک خود بینیوں کو ہر وقت اُسکی تاک وہ گورے گورے رخسار نرم و ناز کر چکے
 بوسہ کی ہوس رہی عمر بھر اگر جان دیکر بھی بوسہ اُسکا میسر ہو تو مفت ہو سراسر خوبی میں طاق ہو
 ہر چند کہ بظاہر جفت ہو لعل سے لب لعلین کی اُسکی تشبیہ کیا اُس میں یہ تبسم یہ نزاکت یہ ادا ہے
 دلربائی کجا وہ لب واقعی رکھتے ہیں اعجاز میسما اسی طرح ہر اعضا اُسکا بے مثل و لا جواب بحر خوبی
 میں وہ درنا باب چھاتیاں سینہ پر اُبھری ہوئی انار وہی وسیب کو شرماتین باغ حسن کے
 نخل میں یہ دو ٹر عہد تھے وہ چھاتیاں دو انار پر سو بیا رہنا میں کیا وصف حسن اُسکا کیا چاہے
 از سر تا پا جس کا یہ نقشہ ہو کہ مسد

اُسکا سایہ ہو پری بنے اُسی پر فتون
 جھوٹا سحر اور اٹھکھیلیوں کی چال فتن

دیکھنا چاہیے لیائی کو بچشم مجنون
 معجز عیسیٰ مریم کا ہر رفتار سے خون

کیسی مستانہ قیامت کی چھبیلی ہر چال	لبک اور ہنس تو خود رفتہ بہن آہو پال
ہاتھ ایک کو لے پو اور ایک ہوا لائے ہا	لبک بچتی ہوئی اس چال سے دل پاگامان
سینہ اُچھا ہو اگر دن میں خم اور کچھ خندان	نکتی چوری کی نظر سے وہ چلی شرم کنان
پیر ٹھکر کے جو بازیب کی جھنکار کرے	خفتہ خواب عدم کیسے نہ بیدار کرے
قاش پر وہ کرے جب آئینہ زانو کا	سر کے بل پھینک کے آئینہ سکندر آیا
آب آئینہ سے پانی ہو بہت سا چاہا	ڈوبتا چینی بھرا پانی نہ یوسف کو ملا
آئینہ رویون سے یون نسبت زانو تھی عیا	آئینہ داری ہو مانند حضور کو ران
شعوخ و شتاج تھے وہ کافر بیدین عیار	رام اُس بت نے کیے مومن و کافر دیندار
ہو قیام اُس کا قیامت تو بلا کی رفتار	ستم و جور و جفا سب کے نرالے اطوار
دھنگ سائے تھے نئے چھبئی انداز	طور تھے تازہ کرشمے بہن نئے ناز نئے

اس صورت سے آراستہ ہو کر اُس رنڈی کو ایک گھر سے مین ڈال کر پتوں وغیرہ سے چھپا کر آپ اٹھلاتی ہوئی اُس خیمہ میں کہ جہان سے وہ رنڈی آئی تھی آئی ناگہ نے اُس کو دیکھ کر پوچھا اری سند رکمان گئی تھی اسنے کہا حضور ما دھر ہی اُدھر تھی وہ خاموش ہو رہی اس عرصہ میں چوہدری سلطانی آیا کہ چلو حضور میں بجا کرنے کو بلا یا ہو ناگہ نے کڑے سونے کے ہاتھ میں پہنے انگیا ٹھیک جست زیب تن کر کے ململ کا چنما ہوا دوپٹا اوڑھ کر چوہدری میں سوار ہوئی رنڈی کو بھی پاس ٹھہا ایک طرف اگالہ ان لگا لیا پائے آگے ڈھیر کر لیے کہا روولی اٹھا کر چلے پیچھے پیچھے سازندہ سے بھی روان ہوئے غرض یہ جا کر جلو خانہ میں اُتری ایک طرف کو صحنی بارگاہ میں ملی فرشن کچھ گیا اسباب و بان رکھا گیا سنا وہاں پھرنے لگا نوچی آراستہ لنگھی چوٹی سے ہو کر ناچنے چلی ناگہ آکر ایک طرف بیٹھی ملکہ اور اہل و بار کو تسلیم کی یہ تو اس طرح ناچنے آئی مگر صبار قمار جو اُس کے ساتھ آئی تھی اُس سے اُسنے کہدیا تھا کہ میں تو جا کر کسی طوائف کی صورت پر بنے بارگاہ میں پہنچوں گی تجکو چاہیے کہ بارگاہ میں اگر کوئی عیار ہو تو اُسکو یقین عیاری بارگاہ سے اٹھا لیجانا اور ایسا کچھ اپنے خیال میں اُسکو مصروف کرنا کہ وہ سیرادھیان مطلق نہ کرے پس صبار قمار ایک خواص کی ایسی قطع بنکر داخل بارگاہ ہوئی بیان چالاک کرنی پر سامنے معمار کے بیٹھا تھا اُسنے جو نگاہ اٹھا کر حسب دستور عیاران چار طرف

دیکھا تو ایک خواص کو اجنبی صورت پر دیکھا رفتار پر جو اُسکی نظر پڑی صاف پتیرہ سے پاؤن پڑ
دیکھا پس پہچان گیا کہ یہ عیارہ ہو بس یہ بھلا وا دیکر اٹھا کہ میں پکڑ لوں صبار رفتار تو اسکو اپنی جانب
مصروف کرنے آئی تھی بس وہ جلد باہر جلو خانہ میں چلی گئی چالاک پھر ٹھہر گیا سمجھا کہ وہ نکل گئی
لیکن ہر طرف اب ہوشیاری کی راہ سے نگران رہا صرصر جو کسی بنکرائی ہو اُسکی جانب چند ان خیال
نہیں کیا اور صبار رفتار بعد کچھ عرصے کے پھر داخل بارگاہ ہوئی اور ایک طرف اگر ٹھہری چالاک نے
جو اُسکو دیکھا معلوم کیا کہ عیارہ پھر آئی معلوم ہوتا ہو کہ یہ گھات میں لگی ہو اُسکو پکڑنا چاہیے بس
یہ سوچ کر پھر اپنی جگہ پر سے اٹھا اور راہ کتراتا ہوا اُسی کی جانب چلا کہ دھوکا دیکر پکڑ لوں صبار رفتار
ترجہی نظر سے دیکھ رہی تھی وہ پھر بھاگ کر حلی اتفاق سے جلو خانہ کی طرف چالاک جا چکا تھا
اُدھر نہ گئی اُسکے ساتھ بارگاہ فرا اگر چلی چالاک بھی اُسکے پیچھے بارگاہ سے نکل کر چلا پھر تو تمام
بارگاہ میں اندر باہر غلغلہ ہوا کہ صاحبو ہوشیار ہو جاؤ عیارہ بچیان بارگاہ میں آئی ہوئی نہیں بہت بڑی
کوہر ایک شخص اپنے مقام پر متنبہ ہوا اُس عرصہ میں صرصر ناچنے لگی اور اس طرح گائی کہ ہر ایک
محو ہو گیا مگر ہر شخص سبب شور ہونے عیارہ بچیوں کے متوحش ہو رہا تھا اسوجہ سے کچھ اچھی
طرح اُسکا رنگ نہ جما اور معمار نے جو نام عیارہ بچیوں کا سنا گھبرا کر کھڑا ہو گیا مہرخ نے کہا
کیونکہ کمان کا ارادہ ہوا اُسنے کہا میں اب جاؤنگا یہاں عیارہ بچیان آمادہ بہ عیاری ہیں مجبوزات
ہو چکی ہو اب ٹھہرنا مناسب نہیں ہو ایسا نہ ہو کہ پھر کوئی بیچ پڑ جائے انشا اللہ اب جو وہاں سے
آؤنگا تو سزائے معقول ہر ایک باغی کو دو ننگا مہرخ بھی اس کلمے سے خاموش ہو رہی اور
یہ اٹھ کر جانب جلو خانہ روانہ ہوا صرصر ناچ رہی تھی اُسنے ناکہ سے کہا کہ یہ سردار مجبوزات سے
بلا گیا ہو شاید کچھ مجھ پر مفتون ہوا میں جاتی ہوں اور اُس سے باہر بارگاہ کے جا کر باتیں کرتی ہوں
ناکہ نے لالچ میں اگر اجازت دی صرصر جلد باہر بارگاہ کے گئی اور معمار کو جاتے دیکھ کر کپارا
کہ اے نوجوان ذرا ٹھہرنا اندر بارگاہ کے تو غلغلہ عیارہ نیاں تھا بدینو جب معمار نے اُسکے حسن
منو بی سرا جھی طرح نظر نہ کی تھی اسوقت ٹھہر گیا اور غور سے جو اُسنے دیکھا تو ایک بُت
شوخی و شنگ جسکا دل اور چھاتیان دونوں سنگ ماہ لقا یوسف جمال شمع رو گل اندام
مہر ضیا عیسیٰ خصال سمن بولالہ فام دریائے دلبری کی گوہر برج حسن کی مہر منور راحت دلمانے

مضطرب صیب خیر و محبوب خوشخو گلر و بلبل خوشمن جو چشم آہو بنار و ادائیری جانب آئی ہو اور سرسکرانہ بین
خنجر موج تبسم دل پر پھرتی ہو غرض اُس آفت جان نے قریب آکر دونوں ہاتھ کمرین ڈال دئے اور کہا
یا سامری ایسا بھی بے مروت میں نے تمسا کوئی مرد و انہیں دیکھا اس طوائف پنہ کے پیشہ میں
ہزاروں مردوں سے میں نے دیکھ ڈالے لیکن تمہاری سی صورت آج تک میں نے نہ دیکھی تھی میں
سچ کہوں جب سے میں نے تمہیں دیکھا ہو میرا تو یہ حال ہوا ہو کہ مسکس

پیار کرتی ہوں مگر ٹکڑی مری چاہ نہیں کھا کے سو گند آسایں نے کہ وادہ نہیں ہو گیا جان کا لیوا مجھے کر کے مقتول	آپ اترائے ہیں یا خیر سے آگاہ نہیں تم سے کیا رسم ہو خوبن سے مری راہ ایڑی چوٹی پر ہوئے عشق کو قربان کر دنا
دل ہوا تپہ فدا تم نہیں واقف پیار سے دن جو حسرت میں گیا شام الم کے مار سے خاک میں آپ کی الفت نے ملایا جو بن	ہو کے خون رہ گئے آخر دل و جان بیچار رات پھر صبح ہوئی ہجر میں گن کرتا رہے آتش عشق نے پھونکا دل و جان کا بخر

بس اب میں ٹکڑی کمان جانے دوں گی سامری کی قسم ہو جان دوں گی اگر میری رہائش نظر التفات
نہ کرو گے معمار نے جو ایسی خوب صورت کم سن معشوقہ کو ایسا عاشق خصال پایا دل سے کہا کہ
یہ بھی ایک دولت لازوال ہو جو سامری نے تجھے عنایت کی ہو ارے نادان مصرع
چاہنے والی کسکو ملتی ہو ڈرا سکو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے بس یہ سوچ کر اُس نے کہا اوی جانی واسے
مایہ عمر و زندگانی بھلا میں کیا جانوں کہ کون مجھے محبت کرتا ہو اور میری الفت میں آہ و نالہ کرنا ہو
اب معلوم ہوا کہ ٹکڑی مجھے الفت ہو اچھا تم ٹکڑی میں بعد چند روز کے پھر پھان آؤنگا اس وقت
ٹکڑی اپنے پاس بلاؤنگا اس صنم زیبا صورت نے ایک ڈھیلہ ہاتھ اس کے اوپر مارا کہ چل مرد سے
حواس میں آ اپنا تو یہ حال ہو کہ ایک گھڑی فرقت میں کتنا محال ہو اور یہ جب آئینگے تب مجھ کو
بلاؤنگے جب تک تم مجھ کو جیتا پاؤ گے ہاں قبر پر روتے ہوئے آؤ گے یہ کہہ کر چپکے سے کہا کہ
سامری کی قسم ناگہ روز پیام سر ڈھکنے کا ہر ایک امیر سے دیتی ہو میں اس نام سے بھاگتی ہوں
اور کہتی ہوں کہ جسیر دل آیا ہو سامری کرے وہ امانت اپنی پوری پاس ہے اوی میان تیرے صدقے
اب مجھ کو تم اپنی فرقت میں نہ تڑپاؤ جہاں جاتے ہو وہاں ساتھ لیتے چلو مجھ کو گھر میں چھوڑ کر بیان پلاؤ

نالہا گرواد فریاد کرے کچھ اُسکو دیکر راضی کر دینا معمار دل میں اپنے سوچا کہ یہ مال تو خوب ملا کہ یہ ناکند
 ابھی ہو پھر کسی کی جو روٹی نہیں اچھا تو ہر اسکا محل کرے بس یہ سوچ کر اسکا ہاتھ بکڑ کر اشارہ جو کیا
 ایک تخت اس کے چوڑوں کے نیچے آگیا معمار بھی اُس تخت پر سوار ہو لیا اور اُسکو لیکر چلا بیان
 کچھ عرصہ میں نالہ نے اپنی نوچی کو تلاش کیا تو اُسکو نہ پایا باہر کے لوگوں سے دریافت کیا اُنھوں نے
 کہا کہ ہم نے تو دیکھا کہ وہ معمار قدرت کے تخت سحر پر بیٹھ کر چلی گئی نالہ یہ سن کر سامنے مہرخ کے
 آکر بیٹھے لگی اور کہا واری میری روزی کا ٹھیکر تو معمار قدرت صاحب لیگے مہرخ نے کہا تجکو
 سرکار سے تنخواہ بدستور ملا کر لگی اور حال دریافت کر کے نوچی تیری دلا دی جائیگا گنا کپڑا بھی منگا دیا
 جائیگا نالہ ناچار وہاں سے پھر کر اپنے مقام پر آئی وہاں کچھ دیر کے بعد اُسکی نوچی کو کڑھے میں پڑھ کر
 ہوش آیا اور گھبرا کر اُٹھی اپنے حال کو دیکھ کر گھبرائی اور وہاں سے ہٹون وغیرہ کو باندھ کر جلد ترخیمین
 آئی نالہ نے پوچھا کہ اسی تو تو معمار کے ساتھ چلی گئی تھی اُس نے سب حال چوہدار کے آکر بلا لیا جانیکا
 بیان کیا اب نالہ اور خائف ہوئی کہ وہ جو معمار کے ساتھ گئی ہو وہ معلوم ہوتا ہو کہ عیار بھی ہو دیکھیے
 اگر معمار کو مار ڈالا تو ہم لوگوں پر بڑا الزام آئے گا اُس نے نوچی کو کپڑے پہنائے اور پھر لیکر سامنے مہرخ کے
 گئی اور سب کیفیت معرض عرض میں لائی مہرخ نے فوراً طاٹر سحر اور پتلے وغیرہ بارگاہ حیرت کی طرف
 روانہ کیے کہ اگر معمار کو عیار وہاں بکڑ کر لائے تو محکو اُسی وقت خبر دینا طاٹر وغیرہ تو اُس طرف بھیجے
 اور طواف کو گئے اور لباس کھوجانے کے عوض بہت کچھ روپیہ دیکر راضی کیا بیان تو مہرخ ہمتن گوش
 بنی ہوئی متحیر اور متفکر بیٹھی ہو لیکن وہاں صرصر کا حال سننے کہ معمار تخت اُڑائے اُسکو لیے روانہ تھا
 اُس نے اشارہ راہ میں معمار سے پوچھا کہ اس وقت آپ کہاں جاتے ہیں میں نے سنا ہے کہ آپ کا وطن
 بیابان گلر نیر ہو کیا وہیں جانے کا ارادہ ہو معمار نے کہا اے سراپا ناز حسن خدا ساز اپنے وطن بھی
 جاؤنگا مگر پہلے میرا قصد کوکب پاس جانے کا ہے کہ پہلے اُسے بیان کا سب حال بیان کر لوں تو
 پھر اپنے وطن میں جاؤں صرصر نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر تو اس کے ساتھ ملک کوکب میں
 چلی گئی تو وہاں خواجہ عمر موجود ہیں وہ پہچان کر تجکو بکڑ لینگے پھر تو چھوٹ بھی نہ سکے گی اور وہ سوا
 ساریاں زادہ تجکو ذلیل بھی بہت کرے گا دوسرے یہ کہ وہاں کے جانے سے کیا مطلب ہو راہ ہی
 میں کام اسکا تمام کرادے اُسکو بکڑ کر لیجیل یہ سوچ کر ایک مقام پر اُس نے کہ وہاں دامن کو ہستان تھا

اور دور تک سبزہ لہلہا رہا تھا طح طرح کے گامائے پوٹلمون کھلے تھے ہوائے سرد عیسیٰ دم مسیح
نفسن زان تھی پہاڑ گلدستہ ایوان بہار تھے پھولوں سے بھرست تھے مشاطہ بہا بنے سر کوہ پر سہرے
پھولوں کے باندھے تھے چشمہ لطیف اور صاف بہر طرف لہریں لیکر دل سیاحوں کے لہراتے تھے چشمہ
چشم بین تراوت اُنکے دیکھنے سے آتی تھی دل انسان کو اپنے اوپر اُبھارتی تھی درخت زمین کے
بارا شمار سے بوسہ لیتے تھے جانور اپنے زمرہ سرائی کرتے تھے یہ عالم اس صحرانے تھا کہ بیت

این سبزہ و این صحرا بوسے ز جنوں دارد | دیوانگی و مستی امر و ز شکون دارد |

اُس صحرانے کو دیکھ کر صحرے نے معمار کی گردن میں باہین ڈال دیں سعادۂ وہ لہرایا بدن وہ تن کو گرم
کی گرمی پہونچنا قوت حیوانی ہیجان میں آئی جلد اُس نے بھی رخسار پر رخسار رکھ دیا وہ فرط عجب
حسن سے چپ بیٹھا تھا اُس نے ہنگامہ مستی اٹھایا غلیان شہوت ہوا اُس ماہ پارہ نے بعد اخلاص
آنکھوں کو گردش دے کے مسکرا کر کہا کہ ای معمار ایسا سبزہ اور ایسا صحر بھی کم دیکھنے میں آیا ہو
ابھی ناک کو کب یقین ہو کہ بیت دور ہوا اگر تمہارا جی چاہے تو اس پہاڑ کے دامن میں کسی
چشمہ کے کنارے اتر کر گھڑی دو گھڑی ٹھہرو ہنسو بولو عیش کر لو پھر آگے چلنا معمار فرط مستی
یچین تو ہو گیا تھا ہی اس بات کو غنیمت کیا فوز عظیم سمجھا اور یہ بھی خیال کیا کہ بیشک یہ کمان برو
تھچہ ہزار جان سے قربان ہو از بسکہ لذت وصل سے ابھی آگاہ نہیں ہو اسوجہ سے سادہ مزاج ہو
جو آپ ہی خواہش کرتی ہو اگر بھولی بھالی نہوتی مبی جھتسی عورت کھیلی کھائی ہوئی تو ناز و غمزہ جتاتی
اب دلبری کی راہیں مار رکھنے کی چوٹیں اسکو سکھائیں گے اور طر حدار محبوبہ بنائیں گے جب اپنے گھر میں
اسکو پہونچائیں گے خوب مزے اڑائیں گے بس ایسا کچھ سوچ کر اُس نے کہا ای جان میری جان تجھے قربان
اگر تیرا جی سیر کرنے کو چاہتا ہو تو اتر پڑ میں تو تیرے بہار باغ حسن کو دیکھتا تھا دنیا کی بہار سب
بری جانتا تھا اور نظارہ گلشن جمال کا کرتا تھا اب تیری مرضی سے ناچار ہوا یہ کہ تخت اُس نے ایک
چشمہ کے کنارے اُتارا کہ اُس کے قریب ایک ضرغہ درختوں کا بھی تھا بس اُس چشمہ کے کنارے
معمار نے چاور کمر سے کھول کر بچھائی اور بیٹھا وہ نازنین پانی میں پانوں ڈال کر خوش فعلی کرنے لگی
اور لٹھنوں تک پانچے چڑھالیے معلوم ہوا کہ شمع فانوس پیرہن سے ماہر نکال آئی وہ پانوں
اُس کے نگارین اور گوری گوری پنڈلی معمار کی جان نکلنے لگی چاہا لپٹ جاؤں اُس نے کہا ٹھہرو تو تو تم

سوان ستاؤ گے مین ذرا تھسے الگ جا کر پانی سے کھیل لون سُٹھ ہاتھ دھو کر ابھی آتی ہوں اُسے کما
 مین جھکو اس جنگل مین اکیلانہ جانے دو لگا شیر بھڑیے کا ڈر ہو اُسے جواب دیا کہ مین دور نہ جاؤں گی
 گز دو گز تھسے ہٹ کر سُٹھ دھوؤں گی یہ لکڑ کچھ دوا سکے پاس سے ہٹ کر کنارے چشمے کے بیٹھی
 اور پانی مین ہاتھ ڈالا اسوقت اُس بجر خوبی کے عشق مین موجین پانی کی کنارے سے دریا کے
 سر ٹکرانے لگیں پانی کے دلمین بھی جوش محبت پیدا ہوا شور اُسے بھی شل نالہ عاشق کیا غرض
 برسبیل اختصار ہر مقام پر لکھتا اس جلد کا مرکز ہر صرصر نے ہاتھ سُٹھ دھو کر ایک بیضہ بیوشی اپنے
 پاس سے نکالا کہ وہ بیضہ کئی طرح کے رنگ سے رنگا ہوا نقش دار تھا سبز سرخ زرد لکیرین اور
 پھول اُس پر بنے تھے بس وہ بیضہ لیکر اٹھلاتی ہوئی گاٹ کا عالم ابھرے پن کا دکھاتی ہوئی
 معمار کے پاس آئی اور کہا ارجی ارجی مین سُٹھ دھو رہی تھی یہ انڈا وہاں پڑا تھا نہیں معلوم
 کس جانور کا ہو کہ ایسا انڈا مین نے کبھی اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا معلوم ہوتا ہو کہ رنگین مچھلی
 جو دریا مین نہیں ہوتی ہو وہی کنارے پر آ کر یہ انڈا دے گئی ارے نہیں نہیں مین سمجھ گئی یہ ولایتی
 کچھوے کا انڈا ہو اور صاحب اس مین سے خوشبو بھی آتی ہو سامری کی قسم مجھے دل سے بھاتی ہو یہ
 کہتی جاتی تھی اور اس طرح کمر کو لون کو بل دیتی تھی کہ نامرودا در زاد کو بھی سستی آتی تھی معمار نے اُسکی
 باتوں سے ہاتھ بڑ کر اُسکو دھکینچا کہ جانی مین ترپ رہا ہوں اور تم پانی سے کھیلتی ہو اب میرے ساتھ
 سولو تو پھر سیر کرنا اُسے کہا سامری قسم دیکھو میری کلائی ٹوٹ جائیگی اور نگوڑا یہ وقت سونے کا کون ہے
 رات کو سوتے ہیں یا اسوقت جنگل مین میری ایسی کیا کھاٹ کٹی ہو کہ غافل ہو کر سو رہوں اور نگوڑی
 ہو ابھی ٹھنڈھی چلتی ہو نیند تو خوب آئیگی مگر مین سچ کہوں جان بھی جائیگی معمار نے کہا واہ وہ سونا
 مین نہیں کتا ہوں او جنیا ذرا میرے پاس بیٹھیے تو سہی اُسے کہا او اب مین سمجھی تم مجکو جو رو
 بناؤ گے ہمیشہ جانے مین ان باتوں کی باضی نہیں مین او صاحب تمھاری صورت دیکھنے کی
 مشتاق ہوں مین صاحب تمھاری ہتے پر پر نہ چڑھوں گی معمار نے ایک نانا اور اُسکو جب
 آغوش محبت مین کھینچا اُسے کہا اچھا اچھا مین تمھاری کنیز ہوں مین جانتی ہوں کہ مردے اپنے
 مرنے کے واسطے رحم نہیں کرتے ہیں دیکھو سامری کی قسم میرا بیٹا ابھی پھینکا ہو کئی دن سے بخار رہا
 اسوقت تمھاری زبردستی سے دل دھڑکنے لگا مگر تمکو اپنے مرنے کی سوچھی خیر اس انڈے کو

سو نکھو اور بتاؤ تو کہ یہ کس کا اندھا ہوا ہے دل سے کہا کہ سو نکھو کچھ کہ بھی دے کہ یہ اُس کا اندھا ہوا ہے اُس کو لیکر
اُس نے سو نکھا سو نکھتے ہی بیہوش ہو گیا اُس نے بچا چادر عیاری اُس کو کند سے خوب مضبوط باندھ کر
پشتارہ اٹھا کر پشت پر لگایا اور ڈیڑھ گریہ عیاری کی لگا کر وہاں سے روانہ ہوئی اور تمام طلسم کی
راہوں کو تو یہ جانتی ہی اور عیارہ ہو یا نوں شاطری مار کر راہ کو طو کر کے اپنے لشکر میں پہنچی راہ میں
کسی عیار سے بھی ملاقات نہ ہوئی اور اُس نے معمار کو لا کر سامنے حیرت کے ڈال دیا اور کہا لیجیے وہی
معمار یہ موجود ہے اب جو چاہیے اسکے حق میں لیجیے حیرت نے یہ حال دیکھ کر خوشنود ہو کر اُس کو پھر
بہت بھاری خلعت دیا اور کہا اے صرصر اب اسکو تو حالت بیہوشی ہی میں قتل کر ڈال صرصر نے کہا
بہتر اگر یہ میں جانتی تو سر کاٹ لاتی یہ لکھ پشتر سے اُس کو کھول کر نیچے گھسیٹ کر چاہا کہ ہاتھ ماروں
اور گردن اُسکی قائم کروں یہاں بیان راوی کا ہو کہ کوکب نے معمار کے چلتے وقت سحر بھی اپنا ساتھ
اسکے کر دیا تھا کہ یہ جائے تو بارگاہ افراسیاب میں لامحالہ ذلتیں اٹھائے تاکہ دل اسکا افراسیاب
کی طرف سے پھر جائے مگر اُس سحر کی تاثیر رکھی تھی کہ معمار قتل نہ ہونے پائے پس جیسے ہی صرصر نے
نیچہ مارا وہ سحر کوکب کا سونے کی جریب بن کر باہر میں تلوار صرصر و معمار حائل ہو گیا کہ شمشیر صرصر
اُس جریب پر بڑی معمار تو قتل سے محفوظ رہا مگر وہ جریب طلائی ٹوٹ گئی اس عرصہ میں چالاک
جو پیچھے صبارت قرار کے گیا تھا جب اُسکو وہ نہ ملے تو وہ پھر کر بارگاہ میں صرخ کے پاس آیا صرخ نے
کہا اے چالاک تم کو عقب عیارہ گئے تھے صرصر کبھی بنی ہوئی آئی تھی وہ معمار کے ساتھ گئی ہو میں
دل سے دُعا کر رہی ہوں کہ خداوند معمار کو شرس اُسکے بچائے چالاک نے کہا میں جاتا ہوں خبر کو
یہ لکھ اٹھا تھا کہ جائے اُس وقت طائران سحر نے اگر خبر دی کہ صرصر معمار کو بارگاہ حیرت میں لائی ہے
اور قتل کر رہی ہو پس چالاک یہ خبر سنتے ہی فوراً روانہ ہوا اور راہ میں ایک ساحر زبردست کی
صورت بن کر کہ جیسے سامری کے منشی بڑے جوگی ہوتے ہیں اس صورت پر بنا ہا تھا میں ایک کڑا
پڑا ہوا لنگوٹا بندھا موئے زہار باہر نکلے ہوئے کنڈل کان میں پڑے ہوئے سانپ وغیرہ تن سے
لپٹے ہوئے یہ تو اس صورت سے بارگاہ میں حیرت کے آیا اور صرخ بھی بارگاہ سے غائب ہو گئی
اور معمار کو بچانے چلی بیان چالاک اندر بارگاہ کے جب پہنچا پکارا کہ صاحبو مجھ کو شہنشاہ نے
ظلمات سے بھیجا ہے کہ جاؤ معمار قید ہو کر پھر آیا ہوا اُسکی فضل اس تیغ سے ہو دیکھو یہ تیغ مجھ کو دیا

سوائے اس تلوار کے یہ اور کسی حربہ سے ناسا جائے گا تم سب ہیٹ جاؤ میں قتل کروں سب
 ساحرون نے کہا ازین جہ بہتر آپ ہی اسکو ہلاک کیجیے ہکو تو اسکے مرجانے سے مطلب ہو
 چالاک تیغہ لیکر آیا تھا وہ ہی تیغہ تو لکر آگے بڑھا مگر صرصر عیارہ زبردست ہو اُس نے پہچانا کہ
 یہ جوگی نہیں اور فرستادہ شاہ جادو ان نہیں عیار ہو پس پہچان کر اُس نے صورت نگار سے پایا کہا
 اُدھر حیرت کو بھی شبہ گذرا تھا کہ بروقت قتل یکایک جوگی کا آنا یہ کوئی فتور ہو غرض صورت نگار کو
 جب ایما صرصر سے شبہ ہوا کہ یہ کوئی عیار ہو پس اُس نے ایک گولاسحر کا سامنے چالاک کے پھینکا
 اور کہا ایسا مری کے اتیت اس گولے کو اٹھا کر معمار قدرت پر مار کہ یہ اس سے جلد تر مرجائیگا
 مہر خ تو زور سحر پوشیدہ روئے ہوا پر تھرا رہی تھی اور صحن بارگاہ میں یہ سب کرشمہ ہو رہا تھا اُس نے
 جو دیکھا کہ یہ گولاسحر کا ہو چالاک سے ہرگز نہ اٹھیکا بلکہ خود گرفتار ہو جائیگا پس اُس نے سحر پڑھکر
 مصور کے سحر کو کہ صورت نے اُسی سے یہ سحر لکھا ہو رد کر دیا اور ایک رقعہ قلم سحر سے لکھ کر
 چالاک کی گود میں پھینکا اُس نے آنکھ بچا کر اُس کا غد کو جو دیکھا تو لکھا پایا کہ ایسا چالاک منہ مہر خ
 میں نے یہ گولاسحر کا جانکر سحر کر دیا ہو کہ اب یہ تجھ سے بخوبی اٹھیکا پہلے اسکا اٹھنا دشوار تھا اب یہ
 گولا ایسا ہو گیا ہو کہ اگر تو اٹھا کر صورت نگار پر مارے تو یقین ہو کہ یہ اسکا کام تمام کرے پس
 اب تو خوف نہ کرا اور اسکو اٹھا کر مار اُس قحبہ صورت نگار پر یا مصور پر پس چالاک نے یہ
 مضمون معلوم کر کے جلد وہ گولا جھٹک کر اٹھا لیا اور چرخ دیا سب جانتے تھے کہ معمار پر لگائیگا
 مگر اُس عیار طرار نے مصور پر اسکو مارا صورت نگار نے اُس گولے کو اُتے دیکھ کر مصور کا جلد
 ہاتھ پکڑ کر اپنی طرٹ کھینچا اور سحر کیا کہ سات سپرین از خود پیدا ہو کر اُس پر اڑ ہو گئیں مگر وہ گولا جو پڑا
 تو سپرین کو توڑ گیا مصور تو غرق زمین ہوا مگر اور ساحر جو سامنے کھڑے تھے اُنکو اُس گولے نے
 جلا کر رکھ کر دیا یہ ماجرا دیکھ کر حیرت جادو نے ایک بیضہ سحر کا مارا کہ اُس میں سے دھواں اور
 سیاہی نکلا کر مثل جادو ظلمات کی پھیل کر مہر خ جہان کھڑی تھی وہاں تک پھیل گئی اور چالاک
 معمار وغیرہ سب اُس تاریکی میں پوشیدہ ہو گئے اور صرصر تو اپنی کبختی سمجھ کر علیٰ وجہ جاکر کھڑی ہوئی
 تھی وہ حیرت کے پیچھے اب جاکر کھڑی ہوئی پھر حیرت نے دو گولے اپنی انگلیاں سے نکالے
 ایک گولے کی تو یہ خاصیت ہو کہ کیسے ہی زبردست جادو گر اس تاریکی کا پیدا کرنے والا ہو مگر اس

گولے کے مارنے سے وہ تاریکی دفع ہو جائے اور روشنی ہو جائے مقیدان تاریکی رہا ہو جائیں اب حیرت نے چاہا کہ وہ گولا جو ساحران زبردست کو ہلاک کرتا ہو معمار پر ماروں مگر دوبار آیا ہوا ہوا اس گھبراہٹ اور جلدی میں وہ گولا تو نہ مارا دوسرا گولا جو دفع تاریکی تھا اٹھا کر مارا اور بہت فرحناک ہوئی کہ اب میں نے کارِ یغان تمام کیا مگر قسمت میں غمناک ہونا تھا وہ گولا جو اُس تاریکی میں جا کر بیڑا سب اندھیرا اور دھواں ہوا ہو کر اڑ گیا اور پہلے سے زیادہ روشنی ظاہر ہوئی ہر ایک چیز بخوبی نظر آنے لگی چالاک نے جلد گل بیوشی کے دفع ہونے کا معمار کو سنگھایا جب اُسکی آنکھ کھلی اٹھ بیٹھا اور اپنا حال دیکھ کر کہ میں بارگاہ حیرت میں گرفتار بیٹھا ہوں بہت پریشان ہوا اور ازل سے عاقل ہو سمجھ گیا کہ پھر تو بگڑ آیا ہو بس یہ سمجھ کر اُس نے سحر کیا کہ کندھ صحر کی جلگئی اور یہ سیدھا ہوا اسوقت بارگاہ میں غافلہ ہوا کہ لہجہ گھیر پوجانے پائے صد ہا ساحرا اسکے گرفتار کرنے کو دوڑ پڑے اسوقت مہر مخ نے ایک کچھاسوئیونکا مارا کہ وہ سوئیاں صد ہا کے جگہ سے ہار گزر گئیں ساحر و سحر مرنے کا شور بیدن نے مچایا باہر جلد جلد لشکر تیار ہونے لگا مگر ہر ایک کہتا تھا ارے بھائی ان عیاروں کے مقدمہ میں کون بولے یہ ایسا وار کرتے ہیں کہ گردہ گردہ لشکریہ بن کو بیوشن کر دیتے ہیں ساحروں کے مرنے سے اندھیرا بھی ہو گیا معمار اُسی اندھیری میں اڑ کر اپنے لشکر کی طرف چلا چالاک جست کر کے ایک سمت کو بھاگا جب مہر مخ نے انکو نکلیاتے دیکھا بس یہ بھی سناٹا بھر کر چلی معمار دم بھر میں مہر مخ کی بارگاہ میں آکر پہنچا چالاک بھی راہ کتر آکر آیا بیان غافلہ تیاری فوج حیرت سکر ہار وغیرہ نے نفیر سحر کو بجایا تھا یہ لشکر بھی تیار ہو رہا تھا کہ مہر مخ آکر پہنچا ادھر خبر طائران سحر نے فوج کے تیار ہونے کی حیرت کو پہنچائی اُس نے کہا صاحبو بیکار کا ہنگامہ کرنا اچھا نہیں اُن لوگوں کا اقبال یا اور ہوا وہ سب نکل گئے پھر کیا ضرور ہو لڑنا بھڑنا سانپ ٹنگلیا لکیر کو پٹیا کرو اُس نے بھی طبل آسایش بجوایا فوج نے تیاری سو قوت کی بیان مہر مخ جو آئی اُس نے معمار کو باعز از تمام مقام صدر پر بٹھایا ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا ساقی نے جام و ارغوانی دیا معمار نے کہا میں بڑے غضب میں گرفتار ہو گیا تھا مگر عیار تمہارے لشکر کے ادھیار بچیان افراسیاب کی بڑے غضب کی ہیں مگر عیار اُسے بھی زبردست ہیں اگر آج عیار تمہارے بیان کے سرفروشی نہ کرتے تو میں مقرر مارا جاتا ادنا ای ملکہ اس بامر میں عقل میری حیران ہو کہ اب

اب مجھ کو وہاں پکڑ کر کون لے گیا تھا ملکہ مہرخ نے کہا ہکو پہلے ہی خبر مل گئی تھی کہ معمار قدرت بگٹے توینز
 مگر پکڑ آئیے کیونکہ وہ ایک بلا کو اپنے ساتھ لیتے گئے ہیں اور معمار تم سے کسی سے راہ میں ملاقات ہوئی تھی
 اور تم اپنے ساتھ لے گئے تھے معمار نے کہا۔ مجھ سے تو کسی سے ملاقات نہیں ہوئی مگر وہاں ایک عورت
 وہ جو تمہاری بارگاہ میں ملیج رہی تھی جبکہ میں یہاں سے چلا تو وہ مجھ کو آکر لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ میں
 تمہاری عاشق ہوں مجھ کو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو کہ میری جان تم پر سے قربان ہو میں اُس کو اپنے ساتھ
 عورت جان کر لے گیا اور ایک کوہ کے دامن میں اس کے کہنے سے ٹھہرا اُس نے جھیل پر جا کر ہاتھ منھ دھویا
 اور ایک انڈا کسی جانور کا اٹھا کر لائی اور مجھ کو سنکھایا کہ بتاؤ یہ کس جانور کا انڈا ہے اُس کے سو گھنٹے سے میں
 بیہوش ہو گیا پھر مجھ کو نہیں معلوم کہ کیا گذرا اور بارگاہ خیرت میں پھر سیری آنکھ کھلی چالاک نے
 کہا کہ وہ عورت جو تم پر عاشق ہوئی تھی وہ کسی نہ تھی وہ صرصر عیارہ ہمارے استاد اور والد ماجد کی
 منظور نظر ہوا اور سرکردہ عیار بچپان ہے وہ آپ کو بفن عیار می عاشق بنا کر لے گئی تھیں معمار نے
 نام عیارہ کا صرصر سنکر کہا خیر کچھ مضائقہ نہیں اب تو وہ غفلت میں اپنا کام کر گئی مگر اب جو میں جاؤنگا
 تو انکی تدبیر کرتا جاؤنگا اور خیر بھی تو اپنی نشانی کچھ بنا کر بیان چھوڑتا جاؤنگا کہ انکا قابو میرے اوپر
 نہ چلے غرض یہ باتیں کر کے شراب و کباب کی صحبت میں مصروف ہوا تلخ ہونے لگا بعد کچھ عرصہ کے
 جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اُس نے کہا کہ میں اب رخصت ہوتا ہوں چالاک نے کہا کہ
 آپ نے فرمایا تھا کہ میں کچھ نشانی چھوڑتا جاؤنگا سو اُس کے باب میں کیا ارشاد ہوتا ہے معمار نے کہا اور
 چالاک نے خوب وقت پر یاد دلایا اب چھا چلو میں میدان جنگ میں ایک نشان اپنا گاڑ جاؤں یہ لکھ
 باہر بارگاہ کے ٹکڑے کب سوار ہوا اور دریا کو قریب کھڑا ایک بہت بڑا میدان وسیع دیکھا کہ رانی
 جھولی سے سحر کی ایک گولا سنگ مرمر کا نکالا اور کچھ اسماں سے پڑھکر اُس گولے کو زمین پر مارا ایک ایک
 اُس گولے میں سے چمک ہزار در ہزار برقیں چمکنے کی پیدا ہوئی اور آواز مہیب آئی اور کرک کرک کی طرح
 وہ گولا زمین کے اندر سما گیا اور اس قدر گرد اُڑی کہ جہاں روشن تیرہ و تار ہو گیا معمار نے پھر دستار
 کہ وہ گرد سنکر گناہ سے ہوئی اور آندھی موقوف ہوئی اب جو دیکھا تو ایک برج ہشت پہل بطور لا
 کے بنکر تیار ہوا کہ آٹھ دروازے اُس میں لگے ہیں اور ہر دروازے پر ایک ایک برج بنا ہے ہر برج
 میں ایک ایک حبشی قرنا منٹھ سے لگائے ہوئے کھڑا ہے قرنا بھی مثل صور سرفیل ہے اور دروازے پر بھی

اُس گنبد کے طرح طرح کے عجائبات پیدا ہن انشاء اللہ حال معمار کے قلعہ بنانیکا آگے تفصیل وار لکھا جائیگا ابھی تو اُس نے یہ نشان بنایا ہو غرض جب یہ نشان بنا چکا اُس وقت مہرخ وغیرہ ہر ایک رخصت ہوا اور بیان سے سناٹا بھر کر چلا کہ مین راہ میں اُس نے نہ بھر کر دیکھا اور نہ کسی سے بات کی نہ ٹھہر غرض منازل طلسمات طو کر کے کوکب کے پاس قلعہ کو کبیہ میں پہونچا اور بران اور عمر اور کوکب ملاقات کی اور تمام حال جو کچھ کہ اس پر ہوش سامین گذرا تھا بیان کیا کہ اس طرح چالاک نے میری مدد کر کے مجھ کو بچا یا ورنہ میری آبرو اور جان دونوں گئی تھیں عمر نے سارا ماجرا سنکر پوچھا کہ معمار قدرت جا اب کہو کہ تمہارا کیا ارادہ ہو معمار نے جواب دیا کہ خواجہ سلامت ہے اور افراسیاب سے تو اب بالکل بگڑ گئی مین مقرر اُس سے لڑوں گا اُس نے میرے برور مجھ کو گالیان دین اور کما کھڑا رہا و تیرہ سرخیرہ روزگار کمان جاتا ہوں خواجہ اُس وقت چالاک میرے پنجہ میں تھا اور مین اُس کے گھر میں تھا بولنا مناسب نہ سمجھا کچھ کلیات سخت لکھ مین چلا آیا وہ میرے پیچھے آتا تھا لکڑی کی جو روئے اُس کو روک لیا خواجہ اب اگر تم سب جا ہو تو اُس سے مل جاؤ مگر مین نہ ملو گا اسمین کچھ ہی کیون نہ میرے لیے ہو جائے اب مین بیابان گلرزمین جاتا ہوں کہ مالک وہاں کا جہاندار شاہ قدرت زبیرہ جمشید ہو اور مجھ کو فی الحال اُسی کی ذات سے تعلق ہو اور جہاندار شاہ مطیع تصویر جمشید ہو اُس کے بیان خداوند جمشید کی شبیہ بولتی ہو اور حکم و احکام دیتی ہو مین جا کر جہاندار شاہ سے سلیبنا حل عرض کرونگا اور تصویر جمشیدی کو بھی عرض اپنے حال کی دوں گا اب حسب طرح وہ میرے مقدمہ میں چل کرے اُسی کے بموجب عمل کرونگا اچھا لیجیے اے کوکب روشتن ضمیر سامری کے سپرد آپ کو کیا کوکب نے کہا بھائی ذرا ٹھہر کر شراب پی لو کھانا کھا کر اسودہ ہو لو تو پھر جانا اُس نے کہا مجھ کو اُسے ہوئے عرصہ بہت گذرا اور اُس سے ایک دن پہلے سے مین دربار مین جہاندار کے نہیں گیا تھا اب مجھ کو آپ جانے ہی دین کوکب نے کہا سدھار نیچے معمار وہاں سے اپنے امتیون اور خواصون کو لیکر اُسی طرح مکانا سحر کے بناتا ہوا روانہ ہوا اور اپنے مکان کو چلا گیا بعد اُس کے جانے کے عمر نے کوکب سے کہا کہ جس مشورہ کے لیے مجھ کو آپ نے پلایا تھا وہ تو اے کوکب پورا ہوا اب مجھ کو بھی رخصت فرما کہ جا کر حال لشکر کا دیکھوں اور بران نے کہا مجھ کو اجازت دیجیے کہ مین کوہ رخشان پر سحر تیار کرنے جاؤں اب جب تک کہ افراسیاب کو مین مار نہ لوں گی چین مجھ کو نہیں ہو کوکب نے کہا خواجہ مجھ کو سحر سے ایسا

معلوم ہوتا ہو کہ ابھی بڑا کچھ بڑا ہوتا معمار سے اور افراسیاب سے باقی ہوا رہا جو کچھ اسکی تدبیر کرنا ہوگی اس سبب سے چندے ابھی دونوں صاحب یعنی بران اور تم بیان استقامت کر و جسوقت مناسب ہوگا میں تلو روانہ کروں گا عمر نہ کہ بہت اچھا غرض خواجہ سکونت پذیر ہوئے اور طلبہ عشرت بران نے آراستہ فرمایا اسوقت کو کلب سے باب تکم واکیا اور کہا اے بادشاہ عالی جاہ یہ تو فرمائیے کہ معمار قدرت کا مکان بیان سے کتنی دور ہے جو کلب نے کہا کوئی بیس پچیس روز کی راہ ہو عمر نے کہا تو ہم دو تین روز میں جاسکتے ہیں کو کلب نے کہا بغیر استعانت کسی ساحر و دست کے وہاں جانا دشوار ہے خواجہ یہ ملکون کی سرحد میں ہیں بیان پڑ انتظام ہر بادشاہ نے کیا ہے کہ ایسا نہ وقت بے وقت کوئی غنیمت چڑھ آئے اور ملک ہاتھ سے نکلیجائے عمر نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ لکھ مصروف عیش و نشاط ہوا وہاں ملکہ حیرت جادو کو بھی خبر پہنچی کہ معمار قدرت لشکر کے سامنے ہمارے ایک نشان بنا گیا ہے اسنے مفصل خبر دریافت کر کے افراسیاب کو لکھ بھیجا پھر سحر نے وہ نامہ شاہ کو جب پہونچایا وہ فوراً سوار ہو کر بارگاہ حیرت میں آیا اور ہر ایک سے حال معمار دریافت فرمایا گیسو سے بن شہاب اور شہاب جادو نے عرض کیا کہ حقیقت میں معمار قدرت ایک نشان اپنا بنا کے چلا گیا ہے افراسیاب نے کئی سو ساحرون کو واسطے دیکھنے اُس برج کے جو معمار بنا گیا تھا روانہ کیا انھوں نے جا کر برج کو دیکھا اور آکر عرض کیا کہ ایک برج میدان میں ایسا بنا ہوا ہے کہ جب تک معمار قتل نہ ہوگا یہ برج کسی سے نہ ٹوٹے گا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نشان قلعہ بنانے کا معمار ڈال گیا ہے بیان وہ آکر قلعہ بنائے گا افراسیاب نے کہا یہ کیا کہتے ہو کہ یہ برج کسی سے نہ ٹوٹے گا اُس برج کی تو کیا اصل ہے اگر ہزار برج معمار کا بادشاہ جہاندار قدرت شاہ بنائے تو اُسکو آن واحد میں باد فنامیں اُڑا دوں اور میرا اُس برج کے بنانے میں نقصان ہی کیا ہے وہ چاہے تو سارے شہر میں برج اور قلعہ بنا تا پھر سے میں کیا اُس برج کے بنانے سے ڈر گیا مجھ کو فقط خیال یہ ہے کہ سالکان بیابان گلر نر مالک تصویر خداوند جمشید میں اُن سے بگاڑنا اچھا نہیں ورنہ ابھی اُس برج کو میں تو ڈالتا اور معمار کو اگر میں پکڑ بھی لیتا تو اُسکو گوشمالی دیکر جہاندار کے پاس بھیجتا اے حیرت تم یہ خیال کرو کہ عمر نے کچھ بیابان گلر نر کے بادشاہ پر کوئی احسان تو کیا نہیں اور میں ہر سال لاکھوں روپیوں کا تحفہ تجا لفت اس سبب سے کہ یہ نیرۂ جمشید ہے اور مالک

تصویر جو تو اُسکو بھیجا کرتا ہوں بس اگر جہاندار یہ سب حقیقت سننے کا تو یقین ہو کہ ہماری طرفداری کریگا اور عمر کے ساتھ دوستی ہرگز نہ کریگا اب اُسکو اس حال سے اطلاع دینی لازم ہو کہ وہ خود معمار کو پکڑ کے میرے پاس بھیجے یا اُسکو وہیں خود قتل کر ڈالے کیونکہ وہ حاکم معمار کا ہوا اور معمار اُس سے کسی طرح اور نہیں سکتا یہ لکھ کر موجب ایبات

ویرنویسندہ را گفت شاہ یکے نامہ نبوشت از رنگ وار چو قرطاس جنبی شد از باد خشک بموبد سپرد آن بہ پیش روان در گنج کبشا و افشا سیاب زد تیار و دیبا و خرد حیر ہم از بارہ و گوہر شاہوار پرستندہ در پیش خادم چہل چو بہ صد پرستار با ماہر دے	کہ پیش آرقطاس و مشک سیاہ براو کردہ صدگونہ رنگ و نگار نمودند ہرے بران پُر ز مشک سہ فراز و بیدار دل بجز دان ز رومو کہ بہ حجامہ با آب و تاب ز مہر و زعفران ز مشک و جمیر ہم از طوق و زعفران و گوشوار بر و برگہ شستند شاداب دل برقند شادان دل و قازہ روے
--	---

یعنی لاکھون روپیہ کا مال و اسباب جو اہر پوشاک وغیرہ چار سو قرا بے شراب عمدہ کے اور خواصین حسین و خوبصورت وغیرہ سب ہمراہ نامہ دار کے روانہ فرمایا اور نامہ میں مضمون یہ منشی عطار و مستم نے تحریر کیا۔

نامہ افرا سیاب جادو بجانب بادشاہ بیابان گلر نیز یعنی جہاندار قدرت شاہ جادو متضمن بہ مضامین محبت آئین و درخواست طرفداری خویش و پرودہ لکوفہ

پہلے لکھے خاصہ وصف جمشید پھر وصف لکھون مین سامری کا توصیف لقائم سلم گئے کیا تکلیف و ستم اٹھاتا ہوا حمزہ چہ ہو رحم اُس کا ایسا	بر لائق ہین جو ہماری اسیر ہو سلسلہ جن سے ساحری کا بندون یہ ہو سر بان وہ ایسا عارت نہیں اُنکو کرتا ہوا بندون سے ہو بھاگا بھاگا پھرتا
---	---

اور اُسکے سوا میں جتنے معبود
ہو باغِ خدائی کا ہر اک گل
کب وصف بیان ہو جسے انکا
اب مطلب دل کا کچھ بیان ہو
گلہ ستہ گلشن جوانی
غواص محیط آشنائی
رونق وہ تلج و کشور و تخت
سرخیل شہان جسد عالم
اللہ رکھے تجھے سلامت
ہو بچین تجھے تحفہائے تسلیم
تحریر کروں بیان کا کیا حال
گردش میں ہو آگیا زمانہ
نظرون میں ہو میری خار گلشن
ہم سب کا ہوا فلک عدو ہو
گھیرے ہیں محتالانِ پرفتن
آہو بھی جدا ہوئے ہیں بن سے
ماتم ہو خوشی کی انجمن میں
نظرون میں ہو خارِ اب گلستان
قمری سے جدا ہوا ہو شمشاد
بلبل کو نہیں ہو گل کی اب یاد
سنبھل ہو مثالِ مو پریشان
کاٹا ہو گشتک رہا جگر میں
کرتے ہیں فسادِ بان فساد

رتبہ میں ہر اک ہر اک سے افروز
سو جان سے انجمن کے ہم ہیں بلبل
از روئے ادب ہو ترکِ اولاد
اُس سے جو محبت دوستان ہو
نوباوہ باغ کا سرائی
ہج درجہ بادشاہی
زینت وہ جاہ و لشکر و بخت
سر حلقہ و اوران اکرم
تیری رہے نسل تا قیامت
گلہ ستہ انجمن ہو تعظیم
ہر ایک بشر کا ہو برا حال
گندم کی طرح پسے ہیں دانہ
اب دوست بھی ہو گئے دشمن
غل آہ و بکا کا کو بکھر ہو
حیوانوں سے چھٹ گئے ہیں مسکن
بو گل سے جدا ہو گل چین سے
گل کو بھی ہو بیکلی چمن میں
نرگس ہو برنگِ چشم حیران
ہو قیدالم میں سر و آزاد
گلشن میں صبا ہوئی ہو برباد
لالہ کا ہو داغ دلِ منسایان
مشر ہو بیاہر ایک گھر میں
غم دیتی ہو ہلکو جان شادی

ہر گھسریں پڑا ہوا ہو ماتم
 ظاہر ہوئے تپہ میرے حالات
 آرام نہیں مجھے کسی دم
 ہوسب سے زیادہ بیقراری
 جو اپنے تھے دوست دل سے پیار
 کو کب کہ تھا اپنا پیر بھائی
 آئے ہوئے ہیں بیان جو عیار
 کچھ دین کا پاس ہو نہ الفت
 برباد ہو دین سامری کا
 طاؤس و ہبسا اور غمخور
 مہر خ کے شریک سب ہوئے ہیں
 یہ حال تو ہوگا تیکو معلوم
 اب اور نئی سنور وایت
 ہو ساحری جنگے آب گلین
 جو بندہ خاص سامری ہیں
 معمار جو ہو تمھارا سردار
 دین اُسے عمر سے ملے لکھو یا
 آثار تمام اُسکے ہیں بد
 منظور ہوا ہو ہم سے لڑنا
 بس لکھتے ہیں تیکو دوستی سے
 معمار کو کر کے تم گرفتار
 ہو دین تمھارا جو وہ اپنا
 برباد ہو ساحری کا گلشن

اختیار و ن سے ناک میں ہوا بوم
 اب نظرون میں میری دن بھی ہو
 غم سے ہو میرا عجیب عالم
 ہو اس لیے اور اشکباری
 دشمن وہ ہوئے ہیں اب ہمارے
 کی اُسے بھی ہم سے اب جدائی
 وہ اُنکا ہوا ہو دل سے غمخوار
 دشمن کی طرح سے ہو عداوت
 اب مٹا ہو نام ساحری کا
 ہوسب کو عداوت ہے منظور
 جی توڑ کے ہے لڑ رہے ہیں
 مدت سے ہو اُسکی ہر طرف دھوم
 ہو اُنکا سان مجھے یہ حیرت
 جہشید با ہوا ہو دل میں
 اب اُنکی طبعیتیں بچدی ہیں
 ہو اُسکو بھی سامری سے انکار
 یان آکے ہو اُسے بس یہ بویا
 تیار کیا ہو ایک گنبد
 تیار سی قصر سحر کو بنا
 جب نامہ ہمارا اُنکو پہونچے
 یان بھیجدو ہو یہی سزاوار
 کب ہوگا بھلا تمھیں گوارا
 ساحر تو خیزین ہوں شاد دشمن

الف ت کا یہی ہوا سب تقاضا	یہ تھوڑا لکھا بہت سمجھنا
الف ت کا قلم نے پہنا جامہ	اب ختم دعا پہ ہو یہ نامہ
تم تخت نشین رہو بصد عثمان	ہو ملک تمام زیر فرمان
دُنکا بجے ہر طرف تمہارا	دشمن کا جگر ہو پارہ پارا
ہو زیر نگین تمہارے شاہی	اب ماہ سے لیکے تا ہما ہی

یہ نامہ تمام کر کے ایک معتمد خاص کو دیکر روانہ کیا کہ وہ سب تحفہ جات کو تخت و فیلاں سحر پر پار کر کے رگزلے منزل مقصد ہوا اور راہ بیابان گلریز کی طلسم ہوش ربا سے بھی ہو بس اسی راہ سے بعد قطع مناوول و طومر اصل کر کے داخل بیابان منکور ہوا اور اُس سے تو یہ نامہ دار گیا اور اُس طرف معمار اپنے مکان پر آکر پہونچا مگر شدنی امر میں چارہ کیا ہو معمار اور بسکہ ہوش ربا میں دوبار قید ہوا اور سفر کی زحمت بھی اُس کے لیے ہوئی تھی اس وجہ سے گھر پہونچ کر دربار بادشاہ میں نہ گیا خیال کیا کہ ایک روز آسودہ ہولون تو دربار جہاندار شاہ میں جا کر حبلہ اجرا فراسیاب اور کوب کی لڑائی کا اور مغروری شاہ ہوش ربا کی اور پناذلت پانا سب بیان کروں بس ہو تو یہ نازک دماغ اپنے مکان پر پٹھر کر غسل فرمایا اور آسودہ ہوا اور ایک دن تو کوب کے یہاں اُس کو گزرا تھا ایک روز راہ میں تیسرے روز گھر میں اپنے رہا وہاں اس عرصہ میں نامہ دار پہونچ گیا وہ دربار میں جانے بھی نہ پایا تھا کہ خبر جہاندار کو پہونچی کہ نامہ دار شاہ جادو ان افراسیاب جادو کا آیا ہو اُس نے اپنے بیان کے سردار بہر استقبال روانہ کیے کہ وہ لوگ پیشوائی کر کے نامہ دار کو دارالامارۃ بادشاہی پر لائے بادشاہ مذکور نے باعزاز تمام سامنے اپنے طلب کیا نامہ دار نے آکر مجھ کیا اور بعد ادب وہ سب تحفہ جات جو ہمراہ لایا تھا پیشکش کیے اور نامہ سر سے کھول کر ہاتھوں پر رکھا جہاندار شاہ نے نیم قد اٹھ کر تعظیم دی نامہ کی اور نامہ ہاتھ سے نامہ دار کے لیکر قائم جادو اور مقیم جادو کہ دو تون یہ مصاحب خاص ہیں اُن کے حوالہ کیا کہ اس کو پڑھو مقیم جادو نے لفافہ سے نامہ نکال کر پڑھنا آغاز کیا اور از بسکہ معمار اُن کے ابنائے جنس سے ہو اس وجہ سے اُس سے حسد رکھتے ہیں نامہ کو خوب نک مچ لگا کر پڑھا مضمون نامہ معلوم کر کے جہاندار کے چہرے کا رنگ سفید ہو گیا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ صاحب اگر افراسیاب طلسم ہوش ربا میں

حاکم نہ رہا تو یہ سمجھ لینا کہ تم ساحرانِ جان کی مٹی خراب ہوگی سب مارے مارے پھر نیگے سامری کے مندر و ن میں گدھے لوٹینگے اور سنگ تو بہ تو بہ عفت عفت کرینگے افراسیاب خداوند ساحرانِ ہوا اور اُس سے بگاڑ گویا جمشید سے بگاڑنا ہی یہ معمار کو کیا ہوا تھا جو وہاں جا کر پھر اکچہر دین کا بھی پاس نہ کیا اور نہ کچھ میرا خوف آیا یہ کلماتِ زبانی بادشاہ سُنگرقاٹم جادو نے عرض کیا کہ ای نبیرہ جمشید معمارِ قدرت بڑا سرکش و مردِ برہم ہے وہ آپ کو اور کسی کو خیال میں کب لاتا ہو اپنے تریک کسی کو موجود کب گنتا ہو ہمیشہ سے اُسکی عادات خراب ہیں ابک ادنیٰ تو اُسکی یہ حرکت ہو کہ لوگوں کی لڑکیاں زبردستی چھین لیا کرتا ہو اور قرض لیکر تو عمر بھر بھی ادا کرنا نہیں جانتا ہو جان شہر کے لاکھوں روپیہ آتے ہیں بسببِ خوف کے وہ بیچارے خاموش ہیں اس شہرِ یارِ عمر کے پاس زنبیل ہو اُسے لاکھ دو لاکھ روپیہ دینے کے ہونگے وہ لالچ میں آکر ملگیا ہوگا اور یقین ہو کہ لالچ میں آکر وہ حضور کے دشمنوں کے در پر ہلاکت ہو تو کیا بعید ہو پس ایسے شخص کا زندہ رکھنا بہتر نہیں یہ تو ضرور دیکھو کہ اگر طلسم ہوشربا میں وہ قید ہو کر جائیگا تو وہاں عیار اُسکے دوست اور طرفدار موجود ہیں وہ قتل ہونے دینگے لہذا میں سے اُسکا سر کاٹ کر بھیجنا چاہیے جہاندار شاہ نے حالتِ غضب میں اسے اُنکی پسند فرمائی اور نامہ دار افراسیاب کی دعوت کا سامان فرمایا اور ایک قصرِ عالیشاہ میں باغِ از تہا مترا ترا یا طائفے ناچ کے بھیجے بکاؤل نے لذیذ و عمدہ کھانے پکا کر کھلائے وہاں تو یہ جلسہ جہادِ الامارۃ میں حکمِ حاضر ہونے کا معمار کے جہاندار نے دیا فوراً ایک ستمِ چوہا سلطانِی کے روانہ ہوا اور معمار سے جا کر کہا کہ جلد چلیے حضور نے یاد کیا ہو معمار سمجھا کہ کچھ آفت آئی ہو جب تو بادشاہ نے اس قدر تاکید بظاہر فرمائی ہو پس اُسی وقت لباسِ درباری سے آراستہ ہو کر طاؤس سحریر سوار ہوا اور حاضر دربار ہوا بادشاہ کو تسلیم کی شاہ نے منہ پھیر لیا نفرت ظاہر فرمائی اور کہا ای بے ادب یہ کیا حرکت تھی کہ بغیر ہمارے حکم کے تو طلسم ہوشربا میں گیا اور یہ فساد ظاہر کیا کہ شاہ جادوانِ افراسیاب ذیشانِ مجھ سے شکایت فرماتا ہو اور نامہ متضمن بہ پاسداری دین و شکایت آمیز مجکو لکھا ہو معمار نے جواب دیا کہ ای بادشاہ کیوان کلاہ کو کب روئِ ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان سے اور مجھ سے دوستی ہو اُسے مجکو بلا بھیجا اور مجھ سے حالِ افراسیاب کا بیان کیا تھا کہ مجھ سے وہ لڑتا ہو پس میں نے چاہا کہ میں جا کر

افراسیاب کو سمجھاؤں اور دونوں میں صفائی کراؤں اسپین ملو اگر جھگڑا مٹاؤں چنانچہ اس
عزم پر جب داخل طلسم ہوشیار ہوا دوبارہ مجھ کو عیارہ سے گرفتار کر کر ڈلتین دین اور میرے قتل کا
درپور ہاسا ترمی نے مجھ کو بچا یا اور یہ سانچہ پیش آیا اُس وقت میں نے بھی جھلا کر ایک برج سحر سے
اُسکے دھمکانے کو بنایا اور آپ سے اطلاع کرنے کو وہاں سے چلا آیا ایک روز گھر میں رہا آج حاضر
ہونے کو تھا کہ حضور نے بلا بھیجا اسپین میری کیا خطا ہو افراسیاب تنکیر اور مغرور ہو گیا ہو
جہاندار نے یہ کلمات سن کر کہا کہ او بد زبان شاہوں کی جناب میں یہ گستاخان اگر وہ تنکیر اور مغرور ہو
تو ہم پہلے بوجھلے تجھ کو اب کو کب کی ملاقات پر ایسا کھنڈ ہو کہ ہم لوگوں سے دعویٰ ہم سہی کیا
تیرا کاسہ دماغ خود بوسے کبر و خور سے مملو ہو گیا ہو خیر اگر تو افراسیاب کے ہاتھ سے بچ کر چلا آ
تو میرے ہاتھ سے کب بچے گا یہ کمر اُس نے اپنے تلج سے ایک موتی توڑ کر سینہ معمار پر مارا اور بکارا
کہ اگر یہ تاج عطیہ خداوند جمشید رہے تو معمار گرفتار ہوا زبیکہ یہ بنیرہ جمشید اور مالک شہید جمشید
معمار کی کیا حقیقت ہو اگر افراسیاب کو کب وغیرہ پر تحفہ جات طلسم سے کام لے تو وہ
بھی مغلوب ہوں بس معمار قدرت بجیس و حرکت ہو کر گر پڑا بس اُس نے حکم دیا کہ ایک قفس اپنی
لاؤ چنانچہ وہ قفس جب آیا معمار کو اسپین بند کر کے مقیم جادو کے سپرد کیا کہ آج کے روز اسکو
تو قید رکھ کل میں اسکو قتل کر دنگا اور سراسکا پاس افراسیاب کے بھیجوں گا مقیم یہ سن کر اٹھا
کہ اسکو لیجاؤں اُس وقت قائم جادو نے عرض کیا کہ ای بادشاہ اسکو میرے حوالہ فرمائیے کہ میں اپنے
مکان میں قید کر دنگا اور بہت حفاظت سے لکھونگا بادشاہ نے کہا اچھا تو یہی لیجاؤں عرض کیا
کہ پھر میں اپنا سحر اُس پر قائم کرتا ہوں یہ تو اب بے بس ہو جسکا جی چاہے اُسکو مسح کر لے ہاں
اگر چھوٹا ہوا ہوتا تو البتہ مشکل سے مسح ہوتا آپ اپنا سحر اُس پر سے اُتار لین یہ لکھو خوب سحر میں اسکو
جکڑ کر بادشاہ سے سحر درکرایا اور قفس کو تخت سحر پر رکھا کرکی سو سا حمر گرد و پیش اُسکے مقرر کیے
کہ وہ سب حربہ سحر کے پکڑے ہوئے اور منتر جتر پڑھتے ہوئے ہمراہ تخت چلے اس صورت سے
قائم جادو اسکو اپنے گھر میں لایا مکان اُسکا بھی بہت نایاب مثل قصر سلاطین شاہان دے پڑ
نقیر تھا اور آراستہ بصورت تصویر تھا معمار کے ملازم خبر گرفتاری سن کر روئے ہوئے آئے
اور ہمراہ قید معمار چلے جب معمار قائم کے گھر پہنچا اپنے ملازموں سے کہا کہ یار وہ ہنسنے

تمہارے ساتھ کیا کیا سلوک نہیں کیے ہیں اب اگر تم سے ہو سکے تو ہمارے احسانوں کے بدلے میں جا کر کوکب اور عمر سے ہمارے اس حال کی خبر کر دینا میں تمہارا ممنون احسان تاجہ زیست ہو گا سب ملازم اس کے اس کلمہ کو سُکر رونے لگے اُس میں قائم معمار کو لیکر اپنے قصر میں داخل ہوا اور معمار کے ملازموں کو گھر کا کہیوں مجرم کے ساتھ چلے آتے ہو وہ بیچارے سب مایوس ہو کر پھرتے اور قائم نے جس جگہ کہ خود آرام کرتا اور وہاں لاکر چھت میں قفس کو لٹکا دیا اور روز سے اندر تک پہرہ سحر و ناکام سفر کر کے باطمینان تمام متمکن ہوا مگر ملازم جو پھر کر اپنے مکان پر آئے ہر ایک ساحر تو یہ سمجھ کر کہ دریا میں رہنا گریستے پیر اچھا نہیں اگر ہم کوکب سے خبر کرنے جائیں اور بادشاہ سنے تو ہیرا آفت آئے اس سے مناسب ہو کہ خاموش ہو رہیں ہر ایک خاموش رہا ایک ساحر کہ بڑا خیر خواہ اور نیک حلال تھا شہناز جاو نام اُس کو تاب نہ رہی اور خیال کیا کہ چاہے جان جاتی رہے مگر حق نمک ادا کیجیے اور اپنے مالک کی رہائی کی تدبیر ضرور چاہیے پس یہ سوچا کسی جیل سے اسنے سفر اختیار کیا اور بیابان گلرین کے باہر ننگل سیدھا سرحد طلسم نور افشان میں آیا کوکب کو تہذیب و سحر معلوم ہی تھا کہ آفت ضرور تر معمار پر آئیگی پس پتلے لگا رکھے تھے کہ جو کوئی آکر سرحد پر میرے پاس آنا چاہے فوراً اُسکو لے آنا چنانچہ شہناز نے سرحد پر آکر صدا دی کہ اے کوکب مجھ کو اپنے پاس بلا لیجیے کہ آپ روشن ضمیر ہیں اُسی وقت ایک پنچہ پیدا ہو کر اسکی کمر میں پڑا اور قلعہ کو کلبیہ میں لے آیا سانسے کوکب کے پہونچا یا جب یہ کوکب کے روبرو آیا تسلیم کر کے رونے لگا اور تمام ماجرا نامہ دار کے جانیکا اور معمار کے قید ہونیکا معرض عرض میں لایا اور کہا کہ اب کل وہ قتل کیا جائیگا اور سر اُسکا افراسیاب کے پاس آئیگا عمر یہ حال سُکر رونے لگا اور کہا افسوس جو طرفدار اپنے ہیں وہ بجائے کیا مصیبتیں اٹھاتے ہیں اور آفت میں پھنستے ہیں اگر میرا جانا بیابان گلرین میں ہوتا تو میں معمار کو اس قید سخت سے رہائی بحکم خدا دیتا اور جہاندار کے دربار میں عیاری کرتا اور ایسا اُسکو ٹھیک بناتا کہ وہ بھی کچھ دنوں کو یاد کرتا کہ ہاں عمر کے طرفدار کا ستانا ایسا ہوتا ہے یہ لکیر بادشاہ سے کہا کہ اے شاہ کوکب اگر مجھے آپ وہاں پہونچا سکیں تو برائے دین و مذہب خود جلد لیجیے تاکہ میں کچھ کوشش وہاں پہونچ کر کر دوں کوکب نے کہا کہ خواجہ میں پہلے ہی کہ چکا ہوں کہ وہ راہ نہایت دشوار گزار ہے ہم لوگ نہیں جاسکتے وہی لوگ جاتے ہیں جسے جہاندار سے رسم و راہ ہو وہاں کے پہونچنے

والے آمد و رفت رکھتے ہیں اور دوسرے اگر دروازہ ملک سے تھک لیچاؤں تو راہ دور بہت ہو اور
 ممکن نہیں کہ بادشاہ بیابان کو خبر میری اور تمھارے آنے کی نہوجائے کیونکہ جو وہاں پہنچتا ہے سب کو
 اُسکو خبر دیتا ہوا رہا پوشیدہ راہ سے جانا وہ راہ وہ جو کہ جسکے مابین میں زنجیر آتشین حائل ہو ہمارے
 بزرگوں سے ایک عمل چلا آتا ہے کہ جو کوئی وہاں جانی کا قصد کرے تو جانے سے تین دن پہلے اس
 عمل کی تسبیح پڑھے پھر بخوبی زنجیر کو پھانڈ جائے اور کسی کو اطلاع نہو سو اب تین دن کا وقفہ باقی
 نہیں رہا جب تک میں اور تم اس عمل کو پڑھو نگا اسوقت تک معمار قتل ہو جائیگا یہ لکھنا جادو
 کو عمدہ مقام پر اُتر دیا ہاتھ مٹھ اُس نے دھو یا شراب پی اُسودہ ہوا اُسکی تو دعوت وغیرہ کا سامان
 اُس نے مہیا کرایا اور خواجہ سے اس بات میں مشورہ ہونے لگا ادھر انداز نے بعد دعوت وغیرہ
 کے ایلیچی افراسیاب سے کہا کہ جب تک آپ کے مزاج میں آئے یہاں تشریف رکھیے اور اگر
 جانے کو جی چاہے تو تشریف لیجائیے بادشاہ جادوان کو میرا سلام نیاز لکھ میری طرف سے
 عرض کر دیجیے گا کہ معمار کا سر کاٹ کر آپ کے لکھنے کے بموجب میں بھیجے دیتا ہوں اور میں بدل
 آپ کا مطیع اور فرمان بردار ہوں ایلیچی یہ پیام شکر شادان و فرحان رخصت ہوا بادشاہ نے بہ عزت
 تمام اپنی سرحد سے باہر پہنچایا ایلیچی مذکور خد مت بادشاہ جادوان میں آیا اور پیام جہاندار
 مفصلاً معرض بیان میں لایا بادشاہ نہایت شاد ہوا بند غم سے آزاد ہوا ادھر جب کچھ لایا ہوا
 باقی رہا اور کرن خورشید کی دریائے ظلمت میں ڈوبنے لگی دھوپ ڈھلگئی سایہ ہلکا لگا ہر طرف
 پھیلا عمر نے صحبت کو کب میں پھر وہی ذکر معمار کی رہائی کا نکالا کو کب نے مجبوری ظاہر کی
 عمر نے اسوقت کہا اچھا یہ تو آپ سے ہو سکتا ہے کہ آپ اُس زنجیر تک مجھ کو پہنچا دیں کہ جو مانع فتن
 بیابان گلر نیر ہوا اگر آپ وہاں کے لے جانے میں انکار کرئیے تو میں کسی طرح نہ مانوں گا اور آپ کو ضرور
 وہاں تک لیجاؤں گا کو کب نے کہا کہ وہاں کوئی ایسا نہیں ہے کہ جسکی صورت بنکر تم اُدھر چلے جاؤ گے
 اور اگر صورت بھی بدلے گے جب بھی نہ جاسکو گے پھر کیا ضرور ہو سفر کی زحمت اٹھانا اور اگر
 ساحر شینگے کہ کو کب بیابان گلر نیر میں گیا تھا مگر جانہ سکا تو ہنسنیگے ان صورتوں میں مناسب
 نہیں اُدھر جانا عمر نے کہا کچھ ہی کیوں نہو آپ مجھ کو لے چلیے جب عمر نے بہت اسرار کیا مجبور ہو کر
 کو کب لے چلنے پر راضی ہوا اور سخت سحر تیار کر کے عمر کو بٹھا کر روانہ ہوا اور اپنے طلسم کی

سرحد تک سیر کرنا گیا جب وہاں سے آگے بڑھا خواجہ کو پنجہ میں دا بکرا اڑا اور قندیل فلک ہو گیا اور سناٹا مارے ہوئے سرحد بیا بان گلر نیر میں پہونچا اور ایک ہی مرتبہ کے سنائے میں زمین پر اتر آیا اور خواجہ کو ہاتھ سے زمین پر رکھ کر آپ پھر لینڈ ہو گیا عھر کی آنکھیں میوج ہوا سے بند ہو گئیں تھیں اب جو آنکھ کھلی تو عجب صحرائے ہول خیز و وحشت انگیز دیکھا کہ روح قالب میں بیچین ہو گئی اور پائے ثبات نے جواب دیا یہی دل میں آیا کہ امی عھر تاپے داری بکریز گرد تو پہاڑ بڑے بڑے عظیم الشان سیاہ رنگ کے دیکھے جنکے درون سے شعلہ نکلتے تھے پہاڑ کے درے وہاں اژدر آتش نشان تھے صحرائیں بگولے سیاہ رنگ کے اڑتے تھے اور درخون پر گرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ تو جوانان گلشن کے سر پر بھوت سوار ہیں درخت خاردار اور جلے ہوئے نظر آتے تھے مسافر خیال کو بھی ڈراتے تھے پتے کھڑکھڑاتے تھے گویا درخت بھی زبان برگ سے یہ سناتے تھے کہ امی آنے والے بیا بان گلر نیر کے نخل مہستی ہمیشہ سحر و نیرنگ سے یہاں قطع ہو گا خبردار یہاں ہرگز قدم نہ رکھنا علاوہ ان بلیات کے جب عمر نے دل مضبوط کر کے قدم آگے بڑھایا یکایک زمین سے غبار سیاہ رنگ اڑا اُسکے بعد تمام جنگل لال ہو گیا آنکھیں خواجہ کی بند ہو گئیں آپ جو آنکھ کھلے دیکھا ہر سمت آگ لگی ہوئی دل سے کہ وقار بتا عذاب الہی پروردگار عالم بچا نایہ کیا طلسم عالم کے دل سے لگی ہوئی جب خوب غور کر کے دیکھا تو آگ نہیں ہو گھمائے سرخ رنگ قلعہ کوہ سے تپا پائین کوہ اور دشت میں کھلے ہین جنگی سرخی سے تمام جنگل آتش بہار ہو رہا ہو یہ نیرنگی سحر کی تھی جو پہلے آگ لگی نظر آئی تھی اب وہی آگ گل ہو گئی ہو اور صحرا سرخ و دہلی بھی جاتا ہو دل بہار میں بھی آگ لگاتا ہو خواجہ یہ کیفیت دیکھ رہے تھے کہ یکایک کلیان گلوں کی کھل گئیں اور اُسکے اندر سے پتلیاں چھوٹی چھوٹی خوش رنگ باہر نکلیں اور پکاریں کہ امی آنے والے بیا بان گلر نیر کے تو کمان ہو یہ کلمات جو خواجہ نے سُنے سمجھے کہ تم مسحور ہو رہے ہو اُسکے چلنا کیسیا یہاں گرفتاری کا سامنا ہو بس یہ سوچ کر آپ نے کلیم کو زنبیل سے نکال کر اڑھ لیا اور غائب ہو گئے وہ پتلیاں تادیر تو کھڑی پکارا کین از بسکہ کلیم کے سبب سے خواجہ مسحور نہ ہوئے تھے اسوجہ سے اُنکی صدا نے کچھ اثر نہ کیا جب کوئی آنے والا اُس جگہ اُن پتلیوں کو ثابت نہ ہوا زمین پر قہقہہ مار کر گرین اور لوٹ کر مرغ خوشنارنگ

بکراؤ گلیں وہ درخت پھولوں کے بند ہونے لگے اور کلیوں نے چٹک کر یہ شگوفہ چھوڑے کہ
 پریزا دان طلسم بے نشان کا نشان بادشاہ سے دینے کیون جاتی ہو ابھی ٹھہر وایسا نہو کہ تم
 خود مورد الزام و قصور ہو جاؤ وہ طاہر خوش رنگ یہ کلمات سنکر شاخون پر آکر بیٹھے اور زمرہ
 سرائی کرنے لگے اسطرح چھپائے کہ خواجہ باوجود گلیم اوڑھے ہونے کے محو ترنم مرغان بوستان
 سحر ہوئے لیکن آپ بھی دعا ہائے صلیک ابراہیم پڑھتے جاتے تھے کچھ انرا انکی نغمہ سرائی کا
 امیر ہوا اور وہ طاہر منقارین اپنی اُن پھولوں پر گرو کر رس اُنکا پینے لگے اور سندھ کلیوں
 اور پھولوں کے ایسے کشادہ ہوئے کہ وہ جانور اُنمین غائب ہو گئے درختوں کا بھی کچھ دیر
 میں نشان باقی نہ رہا اسی طرح کا صحرائے وحشتناک پھر نظر آنے لگا عمر گلیم اوڑھے ہوئے
 پھر آگے کو قدم زن ہوا پھر غلغلہ شور نشور ایسا برپا ہوا کہ اسے کیا غضب ہو پرائے گھڑین
 چلا آتا ہوا اور ہم سب کو اندھا بنایا ہو کہ دکھائی نہین دیتا ہو عمر نے دیکھا کہ اب نئی طرح کا طلسم
 دینرنگ اس دشت پر خط میں ظاہر ہونے لگا ابیات

کبھی دن ہو گیا اُس جا کبھی رات
 چمک کر برق سینہ شعلوں کا برسا
 کہ بھیکے کوہ بھی اور سارا صحرا
 چلا جاتا تھا ناگہ ایک آہو
 نہایت خوبصورت صاحب زور
 ہوا دان چار شکر کا اتارا
 نظر آنے لگا دن صورت شب
 نظر آنے لگا وہ ہی سیا بان
 اڑے اور آئے اُسکے قرب پہلو
 زمین و آسمان سے اک اٹھا شور
 نہایت فکر سے مطلع ہوا صاف
 ہوئے موجود سراسر اپنے کیلے پست

ہوئے درپیش ہر جا سخت حالات
 کبھی گھر آیا بادل خوب گر جا
 پھر اُسکے بعد پانی خوب برسا
 غرض وہ دیکھتا سامان ہر سو
 مقابل اُسکے آکر بن گیا مور
 وہ کوکا اور ہر جانب پکلا
 گھرے اُسپر بشکل ابروہ سب
 گلیم اوڑھے ہوا دان سے گزرا
 مگر اک نخل سے دو مور خوشرو
 رہی اُسکی نہ وہ حرات نہ وہ زور
 کہ آؤ ساحران ملک اطراف
 یہ سنتے ہی کئی سو فیل بمست

زمین میں سب نے خرطوموں کو کاڑا یکایک دو جوان چست و طرار صدادی لے ہم آئے اب نہ گھبرا یہ سُنتے ہی اُسے پھر جوش آیا ہوا شفاف میدان صورت دل	اکھاڑے نخل سب جنگل اُجاڑا ہوئے پیدا پس پہلو سے اکبار قوی رکھ دل خدا پر کر بھروسا ذرا ٹھہری طبیعت ہوش آیا نیا یا کوئی بھی اپنے مفتا بل
---	---

اسی صورت سے خواجہ عجائبات اُس جنگل کے ملاحظہ فرماتے ہوئے روانہ تھے جب کلیم اُتارتے تھے آفت میں گھر جاتے تھے پھر ڈر کر کلیم کو اوڑھ لیتے تھے اور پچھلے پہر دن میں تو کوکب انکو لیکر بیان آیا ہی تھا کچھ عرصہ میں وہ زمانہ آگیا کہ قحاح طلسم ظلمت شب نے لیج طارا اچھر خورشید کو جیب مغرب میں رکھا اور نیرنگی بیدائے عالم میں کوکب ماہ و مکشاشان کی ظاہر ہوئی کہ ایسات

فلک نے لیکے سُتھر پردا من شب جھپا دن خوف سے پاس لگی شام	جمایا اور ہی صورت کا سطلب مزا جو ن نے بھی چاہی رسم آرام
--	--

قریب شام عمر عالی مقام اس صحرا کو طر کر کے ایک ایسی جگہ پہونچا کہ چار طرف تو پہاڑوں کو سدر راہ دیکھا اور نیچے پہاڑوں کے دریا بہتے نظر آئے جدھر سے کہ یہ آیا تھا وہ ہی راستہ کھلا تھا اور آگے جانے کے لیے اُن پہاڑوں اور دریاؤں کے بیچ میں راہ تھی مگر وہاں یہ آفت پیدا تھی کہ ایک زنجیر آتشین قد آدم زمین سے بلند کھینچی تھی اُس پہاڑ کے سرے سے دوسرے کو تک وہی سلسلہ جاری تھا جانے والا سخت عاری تھا اُس زنجیر سے شعلہ آتشی نکل کر ہر طرف گرتے تھے اور زمین پر اُنکے گرنے سے نئی نئی آفتیں پیدا ہوتی تھیں یعنی وہ شعلہ زنجیر سے چھوٹ کر زمین میں سما جاتے تھے اور تہ زمین سے پتلے آتشیں تلوار برق کردار ہاتھ میں لیے نکلتے تھے اور پرواز کر کے گرد اُس زنجیر کے طاہروں کی طرح چکر لگاتے تھے اور پھر زنجیر کے قریب آکر غائب ہو جاتے تھے اسی طرح کبھی پتلے زمین سے کبھی جانور پیدا ہونے لگے اور گلہائے بوقلمون اُگتے تھے اور اُن پہلوں سے چہرے انسانوں کے نکل کر باتیں کرتے تھے عمر نے جو اُس زنجیر کو دیکھا معلوم ہوا کہ گویا یہ زنجیر جہنم سے منگائی ہو آہ خذوہ نفلوہ ثم اُجیم نسلوہ اسی کی اور بیان کے ساکنوں کی شان میں آئی ہوا اب اسی پروردگار عالم کس طرح اُس طرف

جاؤن کیا کر چھلاؤن اسی سوچ میں ایک طرف کو ٹھہرا اور گلستان عیاری کی سیر کرنے لگا کوئی گل مراد پر ہاتھ نہ آیا پھر اسی بھرکاری میں غوطہ لگایا کوئی گوہر مراد نہ پایا آخر دشت فطرت میں بہ طرف دوڑنے لگا منزل مقصد پر پہنچ گیا خیال میں گذرا کہ اے عمر قرغول اور باد مہرے حضرت جبریلؑ کی باندھکر اُس زنجیر کو فراجا سوائے اسکے اور کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی ہو پس یہ سوچ کر اُس نے ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ کی ایسی صورت اپنی بنائی یعنی چہرہ مثل قمر روشن چہاتوں اکبھرنے کا نرالا جو بن قد باغ حسن کا شمشاد قمری دل جسے دیکھ کر سر گرم فریاد کر کے نہایت قطعہ اخلاصہ یہ کہ عجب حسن کی بہار بندلی ماتھے پر لگی ہوئی پیشانی سینہ و رے رنگی ہوئی سُرخ اور طعنی جو اہر دوز اوڑھے ہوئے انگلیا کرتی پہنے ہوئے جھولابا دلہ نگار گلے میں ڈالے پٹیان نکالے موتیوں کے ثمرن ہاتھوں میں باندھے گریبان پر سے دوپٹا ہٹا ہوا سینہ پر جھنوکا دکھنا انگلیا سے چھاتیوں کے رنگ کا چھوٹے نکلتا انگوٹھیاں ہاتھ میں لعل و الماس کی پہنے اس صورت پر تیار ہو کر گاتی دوپٹہ کی باندھکر قرغول اور باد مہرے حضرت جبریلؑ کی نکالکر باؤن میں باندھے کہ جسکی تاثیر سے کئی گز بلند ہو سکتا تھا اور طحا الارض بھی ہوتا تھا پس اس صورت سے گلیم اوڑھے ایک طرف اُس زنجیر کے اگر گلیم اُٹا کر روئے ہوا پر اُس نے سناٹا جست کا لیا پھر کہ یقین تھا کئی کوس پر جا کر گر لگا زنجیر تو نیچے رہی اور یہ اس سے بلند ہو کر جو چلا زمین اور زمان میں وہاں غلطہ بلند ہوا کہ لینا بکڑنا جانے نہ دینا نہ کون ساحرہ ہو کہ جو ایسی دلیرانہ اس طرف سے جاتی ہو مگر کیفیت سنیے کہ گوکب جو انکو چھوڑ کر جنگل میں غائب ہو گیا تھا تو اسی زنجیر کے متصل بالا بالا اگر بزدل سرٹھہرا تھا اور برمی دیر سے سحر بیٹھا پڑھ رہا تھا اسکی تاثیر سے بہت بے اُس زنجیر کے محافظ غافل ہو چکے تھے وہ سب گویا ہوئے کہ اسے میان یہ کوئی ساحرہ ملک گوکب کی یا ہوش رہا کی جو ہمارے ملک میں جاتی ہو ایسی کوئی اولوالعزم نہوگی جو دروازہ سے ملک کے آتی اپنے سحر کے بھروسے پر ادھر سے گذری ہو جانے بھی دو اور اُسکو یقین ہو کہ پاؤں گے بھی نہیں دیکھو تو کہ کس سنائے میں جاتی ہو یہ وہ کہی رہے تھے کہ آن واحد میں خواجہ زنجیر کے اُس پار جا کر گرے ہر چند شعلہ آتش زنجیر سے بلند ہوئے لیکن یہ برکت باد مہرہ خواجہ تک نہ پہنچے اور یہ جب ادھر زمین پر گرے آندھی سیاہ آئی اور تمام بیابان میں آگ برسنے لگی

اور ایسے شعلہ ہائے آتش چار طرف بلند ہوئے اور گرد و غبار اور تاریکی چھائی کہ جہاندار شاہ اپنے قصر میں بیٹھا ہوا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ یہ خاکدان عالم خراب ہو گیا اور قصر دنیا کی بنیاد بگڑ گئی ڈھ پڑا و فتنہ آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کہ صور اسرافیل کے مشابہ تھی جہاندار شاہ گھبرا گیا اور پکارا کہ یا خداوند اے جہاندار جمشید الامان اور اخصیض بچانا اپنے بندوں کو اسی طرح تادیب مصروف و عار ہا بیان خواجہ نے اُس پار زنجیر کے آکر غلغلہ جو برپا دیکھا جلد تر گلیم کو اوڑھ لیا اور جمشید کے واسطے وغیرہ بادشاہ کے دلانے سے وہ ہنگامہ موقوف ہوا اور جب وہ غلغلہ برپا ہوا کوکب روئے ہوا پر سے خواجہ کی دلیری دیکھ رہا تھا اور اُنکی جبرأت پر تعجب ہو کر تلاش کرتا تھا اب جو آفت برپا دیکھی سناٹا بھر کر ایک طرف چلا گیا کہ ایسا نہو کسی آفت میں گھر جاؤں کیونکہ یہ مقام خداوند جمشید کی شبیہ کا ہے اور بعد موقوف ہونے اس شور اور ہنگامہ آفت نیز کے جہاندار شاہ قدرت نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ بالضرورت آج کوئی غیر ہماری سرحد میں داخل ہوا ہے جو یہ سانحہ درپیش آیا ہے ہر ایک نے دست بستہ عرض کی کہ آپ سچ فرماتے ہیں آپ نبیرہ جمشید ہیں آپ کو سب حال روشن ہو لیکن محافظان بیابان و ملک و قلعہ حاضر خدمت ہو کر آنے والے کا حال عرض نہ کرتے جو کوئی آتا خبر ضرور دیتے اُسنے کہا ایسا کوئی زبردست آیا ہے کہ محافظان بیابان نے اُسکا پتا نہیں پایا ہے لوگوں نے کہا نامہ دار شاہ افراسیاب جو خدمت ہوا ہے انھیں میں سے کوئی خواص ساحر زبردست شاید سیر کرنے رہ گیا ہے وہی کسی جگہ آ گیا ہوگا جہاندار نے کہا اب میں دادا جان کی تصویر تو تکلیف دہ اور اُنسے پوچھوں تو معلوم ہو خیر معلوم ہو جائیگا جو کوئی آیا ہوگا کمان تک چھپے گا یہ لکڑیاں خاموش ہو جائیں اور خواجہ جو اس زنجیر کو پھانڈ کر آگے بڑھے اب یہاں وہ کوئی آفت نظر نہ آئی انھوں نے جانا کہ بس زنجیر ہی تک روک ٹوک تھی اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقام قلعہ ہے اور یہاں امن و امان ہے بس یہ معلوم کر کے ایک جگہ ٹھہر کر ساحرہ سے انھوں نے صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی کہ انون میں کنڈل ڈالے ہاتھوں میں لوسے کے کڑے پہنے جھولا گلے میں ڈالادھوتی پتھیری باندھی کھنور چندن کی تمام جسم میں لگائی کھڑاؤں پانوں میں پتھر مال ہاتھ میں لیکر یا جمشید یا جمشید کہتے ہوئے آگے بڑھے اب دیکھا تو عجب صحرا سے سبز و زار و نواح دیکھا ہے کہ سبحان اللہ

ہر طرف تختہ لالہ دیا سمن کے لگے ہیں گلہاسے خود رو بھی کھل کر اپنا جو بن دکھاتے ہیں رات کو شل
جراغ روشن نظر آتے ہیں ماستارے فلک صحرایں نکلے ہیں کہیں گیند اکھلا کہیں چاندنی کا
پھول چمک رہا گل شبو کی خوشبو پھیلی ہوئی ہو گلون کی چمک سے چاندنی خجالت زدہ ہو کر سیلی ہوئی
ہر طرف جوش بہار ہو دامن صحرایشل رو سے یار ہو کہ ابیا ست

نظر آئے نہال سبز و شاداب	کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب
نمرخوش رنگ پیٹے لہلہاتے	ہوا چلتی تو اک جو بن دکھاتے

عمر ساحر بنا ہوا سیرکنان جب اور آگے بڑھا ایک دروازہ قلعہ کا نظر آیا بالکل طلائی ہجر کا تھا
اور یا قوت سرخ اُس میں جوئے تھے آفتاب میں ستارے ہر رنگ میں رخ نظر آتے تھے دروازہ
برج اسد تھا اُس میں داخلہ مریخ تھا کئی ہزار ساحران غدار بطور محافظ اور نگہبانوں کے دروازہ پر
اُترے ہوئے تھے ہوم خانے جا بجا اسادہ تھے بستر لگے تھے دروازہ درخیزان بجتی تھیں بھین
ہوتے تھے طول ہر جگہ اچھا نہیں عمر تو ساحر بنا ہوا تھا ہی بے مہایا اندر قلعہ کے داخل ہوا اُن
ساحروں نے بسبب اسکے اُسکو نوکا کہ جانتے تھے کوئی شخص اندر شہر کے غیر انہیں سکتا ہو
یہ ساحر بھی نہیں کا رہنے والا ہو جب عمر اندر شہر کے آیا اُسکو طلسم پایا ہر طرف عمارات عالیشان
بتھ کر کی دلچسپ اور قطعہ ارکان بنے تھے ساحر نیاں اور ساحر جوان جو ان لباس و زیور سے
آہستہ ہر طرف خوش و خرم پھرتے تھے دکانیں رنگین اجنسہ لطیف سے آراستہ تھیں دکانوں میں
دکاندار لباس رنگین پہنے بیٹھے تھے ہر طرف مایہ حسن و ناز سے وہ شہر بھر نظر آتا تھا انہی رنگین
ادائی پر وہ شاہ ملک حوران میں کو شرماتا تھا کہ ابیا ست

نظر آئے جو کو چہ سب معطر	زمین سے لطف خوشبو تھا برابر
مقرر آب پاشی کے تھے اسجا	گلاب نوکشیدہ کا گمان تھا
کہ چھڑکا ہو کسی نے بسکہ ہر سو	چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
کہیں آواز خوشش آتی مگر دور	کہ دل سُٹنے سے جسکے ہوئے سرور
ہر اک جا دیکھیے وان جو مکان تھا	سنور صورت حسن بیان تھا
وہاں سے تھی صدا اُسے رقص پیدا	اُسی آواز کی تھی روح شیدا

عمر چھرتا ہوا شہر میں رئیسان شہر کے مکانات کی طرف آیا اور ایک شخص سے پوچھا کہ اسی برادر
 قاکم جادو کا کہن سا مکان ہو اُسے کہا ارے میان انکا مکان تو وہ سامنے نظر آتا ہو مثل
 مکان بادشاہ کے دور سے بلند ہی دکھاتا ہو کیا تکونین معلوم ہو یا تم بیان کے رہنے والے نہیں ہو
 عمر نے کہا چہ خوش آپ بھی خوب آدنی ہیں یہ بھی کچھ ضرور ہے کہ تمام شہر کے ساکن قاکم جادو کے
 کو جانتے ہوں ازاں عملہ ایک مین ہی ہوں کہ بہت سے رئیسان شہر کو نہیں جانتا ہوں ہلوگون
 کچھ ضرورت تو ان امیر دن سے پڑتی نہیں اس سبب سے مکان بھی نہیں جانتے آج ایک
 ضرور سے آپ کے پاس جانا تھا اگر تم سے دریافت کیا تو کیا قباحت ہوئی اُنکے مکان کو پوچھنے میں
 ہم اس شہر کے رہنے والے نہ تھمے اُسے کہا بھائی خفا نہ سوچ جو انسان سے سو ہو جاتا ہو
 عمر نے کہا میں آیا بھی ایک مدت کے بعد ہوں پوش رہا میں ایک کام کے سبب چلا گیا تھا اس
 وجہ سے اب جو دیکھتا ہوں تو اس شہر کی قطع ہی کچھ بدل گئی ہو میرے سامنے دیکھو یہ محلہ آباد
 نہ تھا اب آباد ہو یہ مکان بالکل گرا پڑا تھا اب بنگیا ہو اُسے کہا سچ کہتے ہو اچھا جاؤ وہ سامنے
 مکان قاکم کا ہو عمر وہاں سے اُسی مکان کی جانب آیا دیکھا کہ یہ مکان مثل ایوان بادشاہی کے
 نہایت مرتفع اور وسیع معلوم ہوتا ہو مصلکہ اس پر چاندی کا کیا ہو چاندی کا ڈال بنا ہوا ہو چاندی
 رات میں مثل ماہتاب کے چمکتا ہو کمرے اور برج تعمیر ہیں ڈیوڑھی پر ملازم دربان وغیرہ حاضر
 عمر نے بے تامل اندر مکان کے قدم رکھا اور محافظان مکان سے جو آنکھ ملی اُسے کہا بھائی اچھی
 طرح سے تو ہو وہ اُسکے بے دہشت جانے سے سمجھے کہ یہ شاید کوئی ناز بادشاہی ہو اور قاکم کا
 دوست ہو بس یہ سمجھ کر خاموش ہو رہے اور خواجہ نے آخر کی ڈیوڑھی پر ہونچکر اندر مکان کے
 تو نہ گیا باہر ہی سے آواز دی کہ اسی قاکم جادو جلد میرے پاس آؤ قاکم یہ صدا سنکر گھبرا یا کہ
 یہ کون ایسا میرا ہمسرا گیا جو اس طرح بیابان کا نہ اور گستاخانہ محکوم پکارتا ہو بس جلد تر اٹھکر باہر آیا
 عمر کو بصورت اکابر و جلیل القدر ساحر دیکھ کر دست بسر ہوا عمر اُسکو دیکھ کر رونے لگا اور
 نازدار گریہ ناک ہوا وہ اُسکو روتا دیکھ کر اور بھی بدحواس ہوا اور کہا اے برادر بیان تو کرو کہ
 تمہارا آنا کہاں سے ہوا اور کیوں میری صورت دیکھ کر روتے ہو عمر نے کہا میں تکوروتا ہوں کہ
 کوئی دم میں سرشتہ زندگی تمہارا منقطع ہوا چاہتا ہوں از بسکہ مجھ سے تلو الفت کمال تھی اسوجہ سے

روتا ہوا دوڑا آیا اور کسی کو کیا پڑی تھی جو ایسی آفت میں ٹکوا کر خبر کراتا ایسا شفق کوئی ایسی حرکت کرتا ہو
 قائم اپنے دل میں سمجھا کہ تو معمار کے قید اپنے پاس رکھنے کو لایا ہو شاید بادشاہ سے کسی نے
 میری جانب سے کچھ لگایا ہو یہ ساحر دربار میں حاضر ہو گا خبر سن کر تیری محبت سے تیرے پاس آیا ہو
 یا کوئی اور شاید سبب ہو اس سے دریافت کر لیں یہ سوچ کر اُس نے کہا ای بھائی تمھاری محبت اور عنایت
 کہ جو تھمتے اس وقت میرے حال پر صرف فرمائی ہو کچھ شک نہیں مگر اب امیدوار ہوں کہ جلد تر اس
 راز جان لگاؤ۔ سے بھی اطلاع پاؤں تاکہ کچھ اُسکی تدبیر کروں عمر نے کہا کہ امیر بادریہ راز بادشاہی میں
 یوں عام طور پر نہیں بیان ہو سکتے ہیں اگر تلو سننا ہو تو علنیہ چلو قائم اُسکو ہاتھ پکڑ کر اندر مکان
 لے گیا عمر نے وہاں جو ساحر وغیرہ پہرے پر بیٹھے تھے اُس نے کہا کہ تم سب باہر چلے جاؤ قائم نے
 بھی کہا کہ ہاں جلد بیان سے ہٹ جاؤ وہ سب باہر مکان کے چلے آئے عمر نے دیکھا کہ چھت میں
 قفس لٹکا ہوا کسین معمار بند ہو اور وہ ہائے اوج ساحری و عنقائے قاف سے گری پاؤں
 ہاتھ سمیٹے اس پنجری میں پڑا ہوا اپنے حال پر زار زار رو رہا ہو باقی تمام مکان قائم کا بہت
 آراستہ ہو رہا ہو روشنی سے بہار و زور و روشن وہ رات ہو ہر طرف آراستہ شیشہ آلات ہو بسج
 تخلیہ ہوا عمر نے فوراً ایک طمانچہ منہ پر قائم کے مارا کہ اونا لائق تو کچھ سمجھ بوجھ کے کام نہیں کرتا ہو
 قائم کو طمانچہ کہا کر غصہ آیا کہ یہ اچھا کوئی نصیحت کرنے والا آیا ہو کہ خبر تو مفصل نہیں کہتا ہوا اپنے
 اڑھائی جانول بگھار رہا ہو اُس غصہ میں اُس نے چاہا کہ اٹھ کر اُسکو پکڑ لوں ہاتھ خواجہ کا بیہوشی
 بھرا تھا طمانچہ پڑنے سے بیہوشی ناک میں جا چکی تھی وہ اُٹھتے ہی بیہوش ہو گیا عمر نے
 دو انہ کی کنڈی بند کر کے اسباب جو کچھ جلدی میں اٹھ سکا وہ نذر زنبیل کیا پھر جال مار کر
 مع قفس معمار کو چھت سے اُتارا کیونکہ وہ سحر بہ سحر قائم تھا جب اُسکو اُتار چکے خنجر سے سر
 قائم کا جدا کیا تن پر قائم نہ رکھا قیام اُسکو و زرخ میں دیا جب وہ داخل جہنم ہوا معمار پر سے
 سحر اُتر گیا خواجہ نے اُس جلدی میں اُسکو زنبیل میں ڈال لیا ادھر شور قائم کے مرنے کا بلند ہوا
 اندھی تند چلی رات وہ کالی کالا ہوا ہو گئی جو جو مکانات کہ قائم کے سحر سے بنے تھے وہ سب
 ڈھ پڑے اور اُسکے نیچے جو ساحر کہ مقیم تھے سب دیکر فی النار و السقر ہوئے اور اس وقت کا
 ہنگامہ قیامت نہ ایسا تھا کہ زبان قلم کو یا را اُسکے بیان کا نہیں ساحر وغیرہ جو پہرے پر تھے

مکانات گرنے سے اٹھ کر بھاگے عمر بھی مجھ سے شکل اور طرح کی ساحر کی بنا کر یہ کہتا ہوا کہ
 بھائیو جلد بھاگو بڑی آفت آئی ہو جو لوگ کہ قوسی دل تھے وہ بھی اُسکے بھگوانے سے بودے ہو
 بھاگے کہ واقعی بیٹھے بٹھائے یہ کیا آفت آئی خواجہ بخونہ تمام وہاں سے بھاگ کر سیدھے در شہر پہ
 آئے اور کہا بھائیو کوئی ادھر سے گیا تو نہیں دربانوں نے کہا کوئی نہیں کہا نہیں گیا تو بادشاہ نے
 مجھے بھیجا کیون ہو دیکھو میں خبر لاتا ہوں یہ کہہ کر جلد تر باہر دروازے کے جا کر سحر امین ایک طرف
 کو ایک پہاڑ چینی کا تھا اُسپر چڑھ گیا اور وہاں سے بیٹھ کر شور و غوغائی اہالیان شہر سننے لگا
 یہ تو بیان بآرام و مطمئن قلب ساکن ہو مگر ہم تن چشم بنا ہوا نہایت ہوشیار و خبردار بیٹھا ہو مگر
 وہاں شہر میں ساحرون کے مرنے کا ایسا غوغا بلند ہوا اور وہ شور و محشر آشکار ہوا کہ تمام شہر کے
 ساکنوں نے دروازے اپنے بند کر لیے اور دکاندار دکان بڑھا کر بھاگے اور جہاندار شاہ
 جو شب کے دربار میں سریر حکومت پر جلوہ گر تھا اُسنے بھی یہ غوغا سنا اور گھبرا کر اہل دربار سے
 کہا کہ دریافت تو کرو یہ شور شہر میں کیسا ہو کیا کسی کے مکان پر ڈانکا گرا ہو کیا ماجرا ہو ملک کا
 دوڑے اور خبر لائے کہ اس شہر یا رُسنا جانا ہو کہ قائم جادو مر گیا اور آپ سے نہیں مرا کسی نے
 مار ڈالا ہو بادشاہ نے کہا کوئی معتبر جائے اور خبر لائے کہ کس نے اُسکو مارا مقیم جادو بقیار ہو کر
 دوڑا اور قائم کے مکان پر اگر جو دیکھا تو سب عمارت اُسکی گری پڑی ہو ملازم بھاگ گئے ہن میرانی
 بچھائی ہو یہ دیکھ کر اُسنے جو لوگ باقی تھے اُنسے پوچھا کہ اے میان تلو کچھ اطلاع ہو کہا لک تمھارا
 کس طرح مارا گیا اور کس نے اُسکو قتل کیا انھوں نے کہا چنے کسی کو اندر مکان کے چلتے نہیں دیکھا
 مگر ایک شخص البتہ آیا تھا اور دروازہ اندر چلا گیا اور دروازے ہی پر آخر مکان کے اُسنے قائم کو
 پکارا وہ باہر آئے وہ شخص رونے لگا اور نہیں معلوم کیا کیا اُسنے باتیں کیں پھر قائم اُسکو اندر
 مکان کے لے گئے سبکو اندر سے مکان کے باہر نکال دیا تھوڑی دیر کے بعد اندر سے غافلہ آنکے
 مرنے کا بلند ہوا پھر چنے اُس شخص کو نہیں دیکھا کہ کدھر گیا اور کب بھاگا یہ حال سن کر قہقم نے
 اپنا گریبان چاک کیا اور اندر مکان کے جا کر لاش قائم کو اٹھوا کر جہاندار شاہ کے پاس
 آیا اور جلد ماجرا لے گزشتہ جو کچھ اُسنے سنا تھا بیان کیا جہاندار نے کہا مقرر کوئی بخوبی خداوند
 جمشید کا آیا ہو معمار کو جو قائم نے قید کیا دیکھو مارا گیا یہ سب فتاد کو کب یا عمر کا معلوم دیتا ہو

خیر کمان میرے ہاتھ سے جائینگے جس وقت میں نے تصویر سے داد اجان کی عرض حال کیا
 طلسم نور افشان تک غارت ہو جائے گا کوکب کی بھی جان جائیگی شریہ جادو نامی ایک ساحر
 حاضر دربار تھا اُس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ آپ سچ فرماتے ہیں معمار صفا در سلسلہ انون کا ہوا ہے
 اور لشکر امیر حمزہ زیر حقیق کوہ پڑا ہے جو در بند اثروریہ کے پاس ہے اور وہ در بند اُس ملک سے
 بہت قریب ہے افراسیاب کے بزرگوں نے راستہ وہ بند کر دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عیار اُس
 لشکر کا بیان اُسی راہ سے آگیا ہے اُسی نے قائم کو زندہ نہ رکھا اور معمار کو رہا کر لے گیا کہ انھیں لوگوں
 کی وجہ سے معمار قید بھی ہوا تھا پھر اُن عیاروں کو تاب کمان جہاندار نے کیا یا تو جو کچھ تم کہتے ہو
 یہ امر ہو یا کوئی ساحر یا ساحرہ مسلمانوں کے دوست بیان رہتے ہیں بس انھوں نے یہ حرکت
 ہمارے شانے کو کی ہے مگر خیر کسی نے یہ امر کیا ہے وہ جیسے بچکر بیان سے جانیں سکتا ہے کچھ دن آج
 باقی تھا کہ ایک غلغلہ قیامت زابند ہوا تھا میں نے دعا کی کہ خداوند نے رحم فرمایا میں جانتا ہوں اُسی
 وقت سے انتظام قتل قائم کیا جاتا تھا خیر اب تو غفلت میں کام کرنے والا اپنی سی کر گیا تمام بیابان کا
 روزاخبار میرے پاس آتا ہے اب کمان تک وہ بچے گا اور محافظان بیابان کو سزا دینا بھی چاہیے کہ
 وہ بہت غفلت کرتے ہیں اسی طرح کی باتیں کر کے اُس نے ساحروں کو اُسی وقت حکم دیا کہ جاؤ اور قاتل
 قائم کی تلاش کرو اور ایسے ساحر روانہ کیے کہ معمار سے جو سحر میں غالب آسکیں کس لیے کہ جانتا تھا
 ہمراہ عیار معمار بھی ضرور ہو گا اور وہ اڑیگا صد ہا ساحر ہر سمت کو روانہ ہوا اور دیوان بیابان کو
 عتاب امیر محکم پہونچا کہ اگر تمھاری سرحد سے قاتل قائم نکل گیا تو سب کو جلا دوں گا اب نہروں
 پتلے اور دیو اور پریزا دان طلسم اور ساحر و ساحرہ وغیرہ تلاش میں روانہ ہوئے اور بادشاہ
 دوپہرات تک اسی بند و بست میں رہے حکومت پر جلوہ گر رہا بعد دوپہرات کے دربار بظاہر
 کر کے ساحروں کو انعام کا بھی امیدوار کیا کہ جو کوئی قاتل کا پتہ لگائیگا بڑا رتبہ ہماری سرکار سے
 وہ پائیگا ایسا کچھ انتظام کر کے داخل شہستان ہوا وہاں رات بھر خواجہ کوہ چینی پر درختوں
 کی آڑ میں دبکے ہوئے بیٹھے رہے جس وقت کوہ لاجورد فلک پر عیار مہر قدم زن ہوا اور عالم

نام شعاع خورشید سے روشن ہوا ایسا

کہ جب شب بنگی اک نقطہ حال آٹما بستر سے پھر شاہ خوش اقبال

ہوا ابر سیاہ شب جو پھر کم تجسس کا ہوا سامان فراہم

ہنگام سحر جہاندار برآمد ہو کر تنبیہ برائے تالاش قاتل قائم کرنے لگا اور عصر صبح کو پہاڑ پر سے بطور مخفی اترادل سے کتنا تھا کہ اب کسی طرح بیان سے نکل چلنا چاہیے بیان کب تک بیکار رہو گے مفت میں زیر باری ہوگی اپنے پاس سے روٹی کھانا پڑے گی شہ سے بھی نکل آئے ہونین تو وہاں دو ایک پیسہ روز کی مشقت ہی کر لیتے دو چار کام کسی جوہری کے کرتے کہاں تک ٹکونہ دیتا ضرور ہو پچھو جو اہنڈر پکڑتا اس سوچ میں ایک جھیل کے کنارے آکر اسٹادہ ہوئے اور فکر کرنے لگے کہ کس طرح چلنا چاہیے اسی فکر میں دو چار قدم آگے بڑھتا تھا اور پھر ہٹ آتا تھا اب جو غور کر کے دیکھا تو زمین سے گھانسن ہری ہری اُگ آئی ہو اور اُس گھانسن میں خود بخود گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون پھول رہے ہیں اُسوقت یہ گھبرایا اور سوچا کہ بیان جس جگہ تم ٹھہرو گے گرفتار ہو جاؤ گے کس لیے کہ ایک تو مقام ایسا سخت و صعب دوسرے جب سے قائم کو قتل تمنے کیا ہوا بادشاہ بیان کا تالاش میں تمھاری ہوگا کچھ ہی دیر میں آفت آیا چاہتی ہو اس سے مناسب ہو کہ معمار کو زمبیل سے نکالوں اور اُس سے کچھ مشورہ کروں بس یہ سوچ کر اُس نے قفس نکالا اور اُس میں سے معمار کو نکال کے زمین پر رکھا قفس پھر داخل زمبیل کیا اور معمار کو ہوشیار کر کے اُس سے سب ماجرا کہا کہ ہم تمھاری محبت میں طلسم نور افشان سے بیان آئے اور تمھیں قائم کو مار کر چھڑا لائے اب تم کوئی تدبیر کرو کہ ہم تم بیان سے چلین معمار کے عمر کو دیکھ کر اس باختہ ہو گئے اور گویا ہوا کہ خواجہ سلامت پہلے یہ تو آپ ارشاد فرمائیے کہ آپ کو اس مقام پر نیزنگ و فسوں میں پہونچایا کس نے اور آپ آئے کس طرح سے کیونکہ یہ جگہ ایسی نہیں جو کوئی بیان آسکے اور کیا تاب کسی کی جو ادھر آنے کے لیے کوئی رُخ بھی کرے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ بیان کسی طرح کا قصور کر کے کوئی نکلی جائے عمر نے یہ سن کر جواب دیا کہ ای معمار ہکو ہمارے خدا نے اکبر نے بیان پہونچایا سو اُسکے اور کس کو قدرت ہو جو مجھ ایسے بندہ ذلیل کو ایسی جائے عمدہ و جلیل پر پہونچائے وہی خدا کے تعالیٰ ہمارا ہر وقت اور ہر مہم میں مددگار ہو اور وہی ہکو بیان سے بچا کے ہر ایک آفت سے پھر منزل مقصد و راحت پر لیجا بیگا کہ وہ سب سے زبردست ہو تم کچھ ہمارے آنے کا تعجب نہ کرو اب فکر بیان سے چلنے کی کرو کیونکہ پہلے تو

تم یہاں کے سرداروں میں تھے جہاں جی چاہتا تھا آتے جاتے تھے اب باغی ہوئے تمہارے لیے چوکیاں بیٹھی ہو گئی اگر میں اکیلا ہوتا کچھ مکر کر کے نکل جاتا تمہارے ساتھ لے جانے میں البتہ ذرا مشکل پڑیگی تو تم کوئی تدبیر ہو سکے تو کرورنہ میں تو پھر لے جاؤں ہی گا عمر تو یہ باتیں کر رہا تھا اور صفت پروردگار عالم کی کرتا تھا کہ دفعتاً دامن کوہ سے صدا ہائے مہیب آنے لگی یہ معلوم ہوا کہ جیسے فیل روزگار نے چیخ ماری عمر سمجھا کہ کوئی آفت آئی فوراً گلیم عیاری اوڑھ کر یہ تو غائب ہو گیا اور معمار سے کچھ دور جا کر الگ کھڑا ہوا کہ شاید یہ مسحور بہ سحر ہو تو میں تو بیچ رہوں اور یہاں معمار پھر حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہوا خواجہ کھڑے کھڑے میری نظروں سے پنہان ہو گئے آخر معمار عمر بھی ساحر زبردست ہو یا یہ امر ہو کہ جس ساحر کی قید میں ہم ہوئے اُسے عمر کی ایسی صورت بنا کر تھسے کچھ راز دوستی عمر کے دریافت کرنا چاہتا تھا ورنہ عمر کا بیان آنا اور قائم کو مارنا بس مشکل ہوا نسی شش پنج میں یہ کھڑا تھا کہ سامنے سے ایک ساحر سامری وقت نہایت قوی ہیکل دیو صورت سخت بدسیرت سیاہ فام کر یہ منظر آنکھیں لال کیے جھولا گلے میں ڈالے لٹھا ایک لوہے کا کاندھے پر رکھے تھم باندھے پیدا ہوا معمار سمجھا کہ یہ وہی شخص ہو جو ابھی عمر بنا ہوا تھکاؤ فمائش کر رہا تھا اب یہ اس صورت سے آیا ہو بس یہ معلوم کر کے اُسے کہا کہ اس شخص ان باتوں سے کیا مطلب نکلتا ہو اور کیا فائدہ ہو کہ تو صورت بدل بدل کر میرے سامنے آتا ہو میں خود حیران تھا اس امر میں کہ بھلا وہ کہاں اور یہ مقام کہاں اور کیونکر یہاں اُنکا آنا ہوا قسم ہو جمشید و سامری کی کہ میرا کچھ قصور یا سمن نہیں ہوا ورنہ بلکہ کچھ سروکار اُس سے ہو میں اُسکی صورت سے بھی آگاہ نہیں تم ناحق مجھ سے ایسی باتیں کرتے ہو اُس ساحر نے یہ کلمات سن کر جواب دیا کہ ارے تو کیا دیوانہ ہو یا اپنے تئیں بناتا ہو جو اس طرح دیوانہ دار کہتا ہو اور یہ تو نے کیا کہا کہ وہ کہاں اور یہ مقام کہاں اور وہ کیونکر آیا معمار نے کہا میں تو دیوانہ نہیں ہوں جسکو کہ میں کتا ہوں وہ تمہیں تو ہوا نکار کرنے سے تمہارے ہوتا ہی کیا ہو میں پہلے ہی سے پہچان چکا ہوں اس کلمہ پر اُس ساحر نے کہا ارے حرام زادے ایک تو قائم جادو کو تو نے مارا اور دوسرے مجھے دیوانہ پن کر کے پچھا چاہتا ہو بھلا اب ہم تجکو زندہ بھڑکے یہ لکڑا ایک نارنج اُسے معمار پر مارا معمار تو اُس سے باتیں کر رہا تھا اس سبب سے

خافل تھا دوسرے یہ سب ساحر ملازم جہاندار قدرت کے ہیں معمار اُسے بگاڑ کر سر بر زمین پکاتا کر
اُسے اتنا کیا کہ دستک جو سحر کی دمی وہ نارنج زمین پر گر کر سرد ہو گیا اُس ساحر نے ایک مرتبہ ایک خیر
جھولی سے نکالی اور پکارا کہ اے سلاسل عظیمہ شبیہ خداوند جمشید جلد اس گندگار کو باندھ لے
وہ زنجیر معمار کے دست و پامین آکر لپٹ گئی اور ہر چند اُسے رو سحر پڑھا وہ کسی طرح نہ چھوٹی
آخر معمار اُس میں بندھ کر گرا اُس ساحر نے آکر اُسکو بزور سحر اٹھایا اور لیکر روانہ ہوا کچھ دور گیا ہو
کہ ایک ساحر سامنے سے آتا تھا اُس نے اُسکے پاس آکر کہا کہ بھائی صاحب واہ واہ کیا خوب منے
کام کیا ہے کہ جو اس مقتدری کو پکڑ لیا میں بھی اسکی تلاش میں بڑی دیر سے حیران و سرگردان
پھر رہا تھا بلکہ میرے اوپر کیا موقوف ہوا اسکے واسطے تو صد ہا ساحر نکلے ہوئے ہیں اور ہر جگہ
دھونڈھ رہے ہیں مگر چلو خوب ہوا کہ جو تمھارے ہاتھ یہ آگیا لیکن اسی برادر جو کچھ انعام کمولیا
اُس میں ذرا اہلو بھی یاد رکھنا بھول نہ جانا کیونکہ ہم بھی تمھارے برابر ہی آکر پہنچے ہیں اگر دم بچ بھی
پہلے پہنچتے تو پھر ہمیں اسکو باندھ لیتے لیکن کچھ مضائقہ نہیں جیسے تم ویسے ہم ہمارا تمھارا معاملہ
واحد ہوا اسکے گرفتار ہونے سے مطلب تھا خواہ تمھارے ہاتھ سے یا ہمارے ہاتھ سے ہو وہ مطلب
جمشید نے پورا کر دیا میں اسکو پکڑتا تو بھی رو بروے شاہ لے جاتا تھے قید کیا ہے تو بھی وہ ہی
مطلب ہوا چھا اب جلد چلو ایسا نہ کہ جو مکر اسنے قائم کے ساتھ کیا ہے اسی طرح تمکو بھی فقرہ
دیکھ نکلیجائے وہ ساحر اس ساحر کی باتوں کا کچھ جواب تو نہ دیتا تھا چپکا معمار کو لیے چلا جاتا
تھا ان دونوں کی باتیں خواجہ نے جو علیہ و کلیم اوڑھے کھڑے تھے سنیں اور جلد منہ پر
ہاتھ پھیر کر یہ کارے کہ یا جناب آدم صفی اللہ جد پاک میری صورت ایک پر ضعیف کاہ کش کی سی
ہو جائے داد تو پوتے کے کہنے میں رہا کرتے ہیں لمحہ بھر میں وہی صورت ہو گئی کہ چہرے پر چھ پان
پڑی ہوئیں قامت خمیدہ بدن کی رگین اور پسلیاں سینے کی نکلی ہوئیں سر پر بال بالکل رولی کے
گالا سر ہلتا تمام بدن میں ریشہ ایسا بڑھا کہ پیر فلک کا اُستاد کچھ ہی دنوں کے چرخ سکار سے
چھوٹائی بڑائی ایک انگو چھا سر سے پیٹے رانوں کی کھال لٹکی ایک لنگوٹا ڈھیل ڈھیل باندھا
انہیں بڑی بڑی اُس میں رکھے ہوئے گھر یا ہاتھ میں اس صورت سے بنکر ایک جگہ ان دونوں
ساحر دن کی راہ میں آگے اُسے آکر بیٹھا اور گھانس چھیلنے لگا مگر سبب ضعف و نقاہت

ورعشہ کے کھڑی گھانس کی اوپر بڑے اوپر ہی سے پھسل جاتی تھی جھپکتی نہ تھی اور ہاتھ پائوں
تھراتے جاتے تھے جب وہ ساحر اسکے پاس آکر پہونچا اسکو ایسی محنت بیودہ اور بیکار میں مبتلا
دیکھ کر پہلے تو ہنسے پھر کچھ رحم اٹکوا یا اور ترس کہا کر گویا ہوئے کہ اے بڑے میان تم بڑے بے
وقوف معلوم ہوتے ہو اے طاقت ہاتھ پائوں میں تو مطلق نہیں رہی ہو اور گھانس پھیلنے کو
گھر سے نکلے ہو اے کیا لڑکا کوئی تیرے نہیں ہو اور عزیز و اقربا میں کوئی ایسا نہیں جو ایسے
وقت میں روٹی پانی کی خبر لے یا ایام شباب میں تو نے ہی اس قدر سیدھا کر لیا ہو تا جو اس طرح ہاپے
میں تیرے کام آتا اور تجکو آرام ملتا اس بیان کو سنکر اُس پیر نے کہا کہ جمشید تجکو سلامت کھین
عزیز و اقربا لڑکے بالے سب میرے موجود ہیں اور جوانی میں کیا بھی بہت ہو ایسا کہا یا ہو کہ کسی کو
نصیب نہوگا لیکن میری عادت میں نہیں ہو جو کسی کا احسان لون اپنی غیرت میں آپ دراجا ہوں
اور پھر جلد و چار پیسے جو کچھ تقدیر کے برسے ہیں وہ ملجائے ہیں بس اُسی میں گزار کر ہوں
اور سنو میرے صاحب دینے کی بھی حد ہوتی ہو اب جو کچھ میرے پاس باقی ہو وہ نالا لاقون کو میرا
دینے کو جی نہیں چاہتا ہو ورنہ اب بھی میرے پاس وہ دولت ہو کہ بادشاہ جہاندار قدرت نے
بھی نہ دیکھی ہوگی بلکہ نام بھی نہ سنا ہوگا ساحرون نے کہا بڑے میان ہم بھی تو سنیں کہ تم نے
جوانی میں کیا ایسا پیدا کیا تھا جو دوسرے کو ملن نہیں ہو اور ہم سے تو بیان کرو ہم تمھارے
کوئی سا جھی تو ہیں نہیں جو سنکر تم سے دعویٰ کرینگے بڑھے نے کہا کہ اس تقریر سے کیا مطلب ہو
خیر ہم جھوٹ ہی کہتے سہی تم چلے جاؤ اپنی راہ لو کوئی بھی اپنی کمائی کا حال بیان کرتا ہو جو میں تم سے
اپنا حال کہنے بیٹھوں اتنی ہی دیر میں میری گھانس پھیلنے کی ہرج ہوئی ورنہ کچھ پھل ہی جاتی
ارے میان تم اپنی راہ کیون کھوٹی کرتے ہو بڑھے نے یہ جو کہا وہ ساحر اور زیادہ مجبور ہوئے
بڑھے نے خوب سا انکار کر کے اور اٹکو مشتاق بنا کر کہا تمھاری خاطر ہو جو بتاتا ہوں میں نے
دونگینے شیریں کچھراج کے پائے ہیں وہ بیٹے میرے مجھے مانگتے ہیں اب میں اٹکو نہیں دیتا
ہوں بھلا تم ہی بتلاؤ کہ آج تک تم نے نام بھی شیریں کچھراج کا سنا ہو بھلا دیکھنا تو درکنار وہ
دونوں ساحر بیان سنکر گھبرائے بلکہ ایک نے کہا اے میان یہ بڑھا بڑھا ہے کے سبب سے
سہرا ہترا ہو گیا ہو نہیں معلوم کیا ہیودہ بکتا ہو آؤ چلو بھی کہیں کچھراج بھی شیریں ہوتا ہو بڑھے نے

جاؤ جاؤ میان ٹکڑے ٹکڑے ہوں ہی سمجھ کے تو میں بتاتا نہ تھا اور انکار کرتا تھا آخر ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے اعتبار نہوا نہ مگر اب تو میں نے تم سے بتایا ہے تو لازم ہے کہ تمہیں دکھلا بھی دوں بھلا کیا یاد کرو گے کہ ایک ادنی گھسیارے کے پاس ہم نے ایسی نایاب چیز دیکھی تھی مگر میان میں غریب آدمی ہوں تم اگر ان نگینوں کو دیکھ کر مجھ سے چھین لو تو میں کیا کروں اگر دعویٰ بھی کرونگا تو لوگ جھوٹا کہینگے ساحروں نے قسم کھائی کہ نہیں ہم زبردستی کسی طرح کی نہ کرینگے بڑھے نے کہا میرے بیٹے اور عزیز وغیرہ بھی سب واقف ہیں میں اُن سے گواہی دلوں گا لڑکھا دیکھ لو یہ لکڑو دنگینے اپنے لنگوٹے سے اُسے نکالے نگینے ہاتھ پر کیا رکھے کہ تمام جنگل منور و روشن ہو گیا فاک فیروزہ نام یا قوت آفتاب کو اُن نگینوں پر نثار کرتا تھا جو ہری روز نگار کی آنکھوں میں خیرگی آئی وہ دونوں ساحر دیکھتے ہی اشتیاش کرنے لگے اور منہ میں پانی بھرا آیا کہا بڑے میان اگر تم کو تو سم ذرا ہاتھ میں لیکر انکو دیکھیں بڑھے نے کہا لو دیکھو اور وہ جو صفت میں نے انکی بیان کی ہے کہ شیریں پکھراج ہو تو چکھر کی بھی دیکھو اُن دونوں نے وہ نگینے بڑھے سے لیے اور ہاتھ پر اپنے رکھ کر رنگ و صہنگ سنگ اُنکے دیکھے اور کہا کیا قدرت جمشید کی ہو واہ واہ واہ کہ اس گھسیارے کو اور یہ دولت ملاز دال عنایت فرمائی ہو اور پھر اُس پر یہ خداوند کی قدرت ناملی ہو کہ یہ بیچارہ انکو کام میں نہیں لاسکتا ہو کھانس چھیلتا ہو اور اس پر نہ سالی میں دکھ بھرتا ہو اور کجنت بیٹھے بھی اسکے نالائق معلوم دیتے ہیں کہ ایسی چیز کی قدر نہیں جانتے ہیں اگر یہ نہیں دیتا تھا تو اسکی منت کر کے اس بڑھا پے میں چین دیکر اس سے لیتے مثل چلی آتی ہو کہ محنت سے عظمت ہوتی ہو بیٹا بکر کھاتے ہیں کوئی باپ بکر نہیں کھاتا ہو چہ جا کہ وہ تو اُسکے فرزند ہی ہیں یہ لکڑو کہا بڑے میان بیچ بتا کہ یہ تم نے کہاں سے پائے ہیں بڑھے نے کہا کہ میں نے کچھ مفت تو پائے نہیں لاکھوں روپیے دیکر خریدے ہیں ایک روز کا ذکر ہو کہ میں دریائے جمشید میں نہانے گیا نہا کر کنارے اُسکے کھڑا تھا وہاں ایک شخص انکو کھڑا بیچ رہا تھا اور بھی لوگ وہاں تھے مگر کسی کو یہ جنچے نہیں اور کسی نے قیمت انکی نہ لگائی میں نے جو انکو دیکھا بس دل لوٹ ہو گیا سمجھا کہ یہ نگینے نایاب ہیں بس میں نے اُس شخص سے قیمت انکی پوچھی اُس نے کہا کیا کہوں کہ کیا قیمت مانگے بہر صورت میں نے اُسکو راضی کر کے یہ لے لیے اُسوقت اُس نے کہا اے شخص یہ

خداوند جمشید کے مندرون میں کے جواہرین اور ان کے پہنے ہوئے ہیں تو ان کی ہمیشہ زیات کرنا اور تاثیر ان کے پہننے سے انہیں یہ ہو گئی کہ یہ بیٹھے ہو گئے ہیں نام انکا شیرین پھر اچ ہوشاں جان کو بھی آج تک یہ خداوند کا پہنا ہوا تحفہ دستیاب نہیں ہوا خبردار اپنی جان کی برابر رکھنا اور کوئی بے ادبی ان کے ساتھ نہونے پائے ورنہ بھیک مانگنے لگے گا پھر میرا صاحب اب میں اتنا روپیہ کہاں سے لاتا کہ بتخانہ بنواتا خداوند کی شبیہ وہاں رکھ کر اُسکے کانوں میں یہ پہنا تا اور روز انکا پوجا کرتا جب میرے یہاں بھی برکت ہوتی اب تو میں لنگوٹی میں رکھتا ہوں اور اسی سبب سے گھانسن چھیلتا ہوں لو اب نگینہ مجھے دو اور تم اپنی راہ جاؤ ساحرون نے کہا پھر جگوان کی شیرینی کیونکر معلوم ہوا اُس نے کہا منہ میں رکھ کر دیکھو نگینے اور زیادہ آبدار ہو جائینگے اور مٹھاس تمھاری حلق میں اتر جائیگی اور ایسی شیرینی ہوگی کہ کبھی تم نے تو کیا تمھارے باپ نے بھی نہ کھائی ہوگی ساحر لگنیوں کے دیکھنے سے بڑھے کی خوشامد کرتے تھے کلمات درشت بھی سن کر چپ ہو رہے اور دونوں نے لگنیوں کو اپنے منہ میں رکھ لیا اور پھر جو منہ سے نکالا نگینے زیادہ چکنے لگے اور شیرین تمام دہن ہو گیا یہ شیرین کامی دلیل ان کی ناخ کامی کی تھی خواجہ نے ایسے وہ نگینے بنائے تھے کہ اوپر اُسکے مٹھائی بیہوشی آلودہ لگائی تھی پس وہ مٹھائی جواہر کی حلق سے اتری پہلے تو کچھ سرور معلوم ہوا اور اسی حالت سرور میں کہا بڑے میان انکو تم ہم سے قیمت لیا دید و عمر نے کہا قیمت ان کی تم کیا دو گے ان کی قیمت تمھاری جان شیرین ہو یہ نگینے بتوں کی جان بچکین ہیں اب تم مشتاق ہوئے ہو تو جان دو گے وہ یہ سن کر نگینے پھینک کر دوڑے کہ اب بے ادب ہم تجکو مار کر لے لینگے بس جیسے ہی یہ جھپٹے طمانچہ دیو بیہوشی کا پڑا کہ سر نیچے مانگین اوپر دھم سے گوسے عمر نے بنا براعتیاط کے گلیم اوڑھ لی اور لمحہ بھر غائب ہو گیا پھر بصورت اصل ہو کر ظاہر ہوا اور سامنے معمار کے آیا پکارا الا نا شاہ عیاران عیار عمر بن امیہ نامدارا معمار تو جو ان ساحرون سے بکی بکی باتیں کرتا تھا اور اپنے دشمنوں کو دوست جانتا تھا بھلا تیرا کہاں خیال ہوا رے میں وہ ہرن کہ دریائے عمان و قلزم و محیط میں گھسکر ساحر شمش کو میں نے مارا یہاں تو تجکو بھلا کو کب کچھ دور لے آیا تھا اب خوب سمجھ لے کہ قاکم جادو کو میں نے ہی مارا اور تجکو چھڑایا اور اب اُن دونوں حرام زادوں کو بیہوش کیا دیکھا تو نے قدرت خدا کے تعالیٰ کو

کہ کیا اُس نے جو قدرت و قوت عنایت فرمائی ہو یہ سب اُسی کی قدرت ہو ورنہ میری کیا اصل ہو کہ جو
ایسے مقام پر آگیا پسے بڑے ساحرون پر غالب آؤں اب تو یقین کرنا چاہیے کہ ہم افسر سیاب
بھی اسی طور سے اگر منظور خدا ہو تو مار ڈالینگے کچھ فرق نہ پڑیگا یہ لکڑی معمار کے سامنے سیسہ گرم کیا
اور اُن دونوں ساحرون کو مستحکم کچھیر کر پلا دیا وہ تڑپ کر ہلاک ہو گئے اور صدا ہائے دارو گیر
بلند ہوئیں بعد کچھ دیر کے آوازیں آئیں کہ مارا نیا سان جادو اور مہوت جادو کو افسوس
مارا اور کام تمام کیا مطلب دلی کچھ نہ حاصل ہوا معمار نے زنجیر سحر سے کھلگیا اور خواجہ کی دلیری پر
تھرا کر جلد عمر کو خیمہ میں داکڑاڑا کہ خواجہ تم نے بڑا غضب کیا انتہا کے سفاک اور بہت چھٹا تم ہو یہ
کہتا ہوا اور تو کہیں نہ جاسکا خواجہ کو غار کے اندر لیکر آگیا اور پوشیدہ ہو کر بیٹھا اور بوٹے لے
پیدا ہو کر لاش دونوں ساحرون کی اُڑا کر سامنے جہاندار کے لیگئے اُس وقت اُنکے سروں سے
دو طائر نکلے اور پکارے کہ اے نبیرہ جمشید یہ دونوں معمار کو گرفتار کیے ہوئے لاتے تھے
راہ میں عمر گھسیارا بنا ہوا ملا اور انکو فریب دیکر اُس نے بیوش کر کے مار ڈالا جہاندار نے کہا خیر معلوم
ہوا کہ عمر کا قدم بیان آیا ہوا ہوا اب تدبیر اسکی معقول کیجا یگی کہان میر سے ہاتھ سے بکرا جا رہا
لاشین انکی لیجا کر اٹھواؤ ساحرون نے لاشیں تو اٹھوائیں اور آپ دارالامار سے اٹھکر
داخل شبستان ہوا جہان یہ سوتا بیٹھتا ہو وہ آئینہ قد آدم لگا ہوا آئینہ ہنیں ہو مرآت خیال کہیے
جو صورت نمائے ماجراے گزشتہ و حال ہو چار طرف اُس آئینہ کے چوکھٹے میں تصویریں ہادی
اور جمشید کی لگی ہن کہ وہ سب ہنستی ہنیں اور ایک کنارے پر رقعہ جمشیدی لگا ہوا ہو کہ
کہ جسکے حرف کیڑوں کی طرح سے رنگتے ہنیں کوئی اور شخص سوائے جہاندار کے اس
رقعہ کو ہنیں پڑھ سکتا ہو آئینہ شفا فی میں آئینہ خورشید کو اپنے مقابلہ میں اندھا بست تا ہو
روح سکندر کو برائے منہ پر کھا ہو اُس بادشاہ نے جاتے ہی غلاف اُس آئینہ پر سے اٹھایا
اور ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا دل سے نیت کی کہ حال عمر اور معمار معلوم ہو کہان ہن اُس
میں معلوم ہوا کہ فلان غار میں معمار عمر کو لیکر بیٹھا ہو بس یہ دیکھ کر اُس نے رقعہ جمشیدی کو منتر
پڑھ کر دیکھا کہ حرف اُسکے قائم ہوئے اور اُس میں یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ اُسے او بے وقت و حق
تو نے بڑی خطا کی کہ جو معمار کو قید کر کے عمر کا قدم اپنے شہر میں بھی داخل کرایا اگر تو اسکو

قید نہ کرتا تو سحر کبھی بیان نہ آتا اب سحر کو تو ایسا ویسا سمجھے ہوئے ہر عمر وہ عیار ہو کہ تمام خداوند اس کے
 ہاتھ سے بھاگ کر عرش پر گئے اور دنیا میں نہ ٹھہر سکے اب لقا بھاگتا پھرتا ہر خیر اب دیکھ لینا وہ اس کے
 کو تو بیان زندہ نہ چھوڑے گا جب سے وہ بیان آیا ہو تین ساحر تاملی و نامور کو قتل کر چکا ہو اب
 تمام ساحر یا تو مطیع اسلام ہو گئے یا اس سے جا ٹیگے جہاندار نے جو یہ مضمون پڑھا جسم کا خون
 خشک ہو گیا اور فرط خون سے کانپنے لگا گردست استقلال سے دامن صبر کو نہ چھوڑا بلکہ ضبط
 کر کے خاموش ہو رہا اور بخیاں مدعی ہو جانے کے رقعہ کے مضمون کسی سے بیان نہ کیا آپ باہر
 دربار میں آیا ایک صاحب مقرب اس کا ہواُس نے جو رنگ رخسار اس کا متغیر دیکھا تو پوچھا کہ
 اسو شہر پار خیر تو ہوا سوقت حضور کا چہرہ بہت اُترا ہوا ہو کچھ اس کا سبب ہم غلاموں سے بھی
 ارشاد فرمائیے جہاندار نے کہا بھائیو کیا اپنا حال میں تم لوگوں سے بیان کروں سوائے
 اس کے کہ شاید غضب جمشید کا مجھ پر نازل ہوا ہو عمر میرے گھر میں گھس آیا ہوا درمیں بہت
 خیران ہوں کہ وہ کیونکر بیان تک چلا آیا لیکن اتنا جانتا ہوں کہ اور جہان کین عمر آگیا اپنی فطرت سے
 بچ آیا کیا مگر بیان اس کی قضا لائی ہو میں ابھی ابھی اس کے قتل کرنے پر قادر ہوں اور تو سہی میرا نام
 جہاندار قدرت نیرہ جمشید جو میں اس کا کام نہ تمام کروں یہ لکھتا رہی اپنے صاحبین کو
 لیکر اندر شیستان کے گیا اور کچھ دانہ ماش کے سحر پڑھ کر جو اُس آئینہ پر کہ حسبِ کاحال پہلے بیان ہوا
 مارے کُن دانوں کے پڑنے ہی خود بخود پٹ اس کے مثل دریچے کے لگے تھے بند ہو گئے اور بعد
 اس کے کچھ سحر دیر تک پڑھا کیا جب وہ سحر ختم ہوا دستک دی اور پکارا کہ عمر اور معمار کو لا سحر اس کا
 اُن دونوں کے پکڑنے کو چلا وہاں عمر غار کے اندر معمار سے کہہ رہا تھا کہ امی بھالی اس غار میں
 تم کب تک بیٹھو گے اس سے تو میں اکیلا ہی اچھا تھا اب تک تو میں شہر میں جا کر کچھ نہ کچھ نظام
 کرتا اب تھکوا لازم ہو کہ وہاں سے نکل کر کہیں اور چلو مجھ کو بھی لیتے چلو معمار نے کہا خواجہ
 یہاں بیٹھنا غنیمت سمجھو مجھ سے تین دن تک سحر نہ کرے گا آج کل میں سحر تین دن کے لیے
 بھول جاتا ہوں اس کا قصہ بہت طویلانی ہو میں تم سے کسی وقت کہہ دوں گا اب تم بھی دعا کرو نہ
 بیان کوئی اور آفت نہ آئے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یکا یک ایک بجلی چمک کر اُس غار میں گری عمر تنک
 سننے لگا اور کلیم اُڑھے اُس وقت تک دیکھا کہ ایک چابک آتشین معمار کی اور میری

کمر سے لپٹا ہوا اور وہ چابک برائے ہوا بلند ہوا اب یہ بھی دونوں لٹکے ہوئے چلے اسوقت
 عمر نے کہا کیوں اور معمار قدرت افسوس صد ہزار افسوس آخر گرفتار ہو گئے نہ اگر کچھ نکل کر پیدا
 کر لیتے تو اچھے رہتے معمار اپنے دل میں کہتا ہوں کہ کس قدر مطمئن قلب یہ شخص ہے کہ ہر جگہ اسکو
 فکر پیدا کرنے زر کی ہو گویا قضا کو جانتا ہی نہیں اور اس مصیبت کو کہ جسکا سامنا ہو کچھ شمار ہی
 میں نہیں لاتا ہوا حاصل جب وہ چابک سے خوب بند ہو گیا تو دونوں تہوج ہوا سے بہوش ہو گئے
 شہر میں غفلتہ رائے گرفتار ہونے کا پڑا ہر ایک زن و مرد رو باہم سے تماشائی ہوا بسکی انگلیں
 سمت آسمان کی تھیں جیسے اہل اسلام چاند عید کا دیکھتے ہیں اس طرح کی کیفیت نظر آتی تھی
 کسی طرف سے صدا آتی تھی کہ دیکھو وہ جاتا ہوا جاتا ہوا کوئی کہتا تھا بھئی واہ کیا چابک
 کمر سے لپٹا ہوا کسی کی زبان پر تھا کہ بعد مدت اب یہ حضرت دھرے گئے کوئی باناری کہتا تھا
 اب چار دوسے کے نیچے آئے اسی طرح رعایا و مردمان شہر تو اپنی اپنی کہتے تھے اور چابک
 انکو لیے جاتا تھا تا انکہ سامنے شاہ بیابان گلرنگ کے لایا بیان جو عمر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک
 ایوان عظیم الشان بادشاہ کا مکان نہایت آراستہ بنا ہوا صحن میں اسکے باغ نگارین لگا ہوا
 بارہ درسی کے چوتھے پر کرسی یا قوت کی بچھی ہو اُسپر جہاندار قدرت شاہ بیٹھا ہوا اور تمام سردار
 حاضر ہیں قاعدہ ادب سے ماہر ہیں بارہ درسی بھی نہایت سچی ہو باغ بھی ایسا گلزار پر بہار ہو کہ
 بہار گلشن حسن سبزہ رنگان دہر اُسپر نثار ہو مختصر یہ کہ جہاندار کو عمر نے دیکھ کر سنہ بنا یا اور ہاتھ
 بھی بہر سلام نہ اٹھایا اُسنے اس سے پوچھا کہ ارے عمر تیرا ہی نام ہو اور تو ہی معمار کے رہا
 کرنے کو آیا ہو اور قائم کو تو نے ہی مارا ہو عمر نے ہنس کر جواب دیا کہ پھر اس میں آپ کو شک کیا معلوم ہوتا
 یہ سب کام میرے بائیں ہاتھ کے کھیل ہیں اور عمر بھی میں ہی ہوں آپ فرمائیے کہ میرے دریافت
 کرنے میں یہ مطلب ہو اگر آپ یہ جانتے ہیں کہ میں اسکو قتل کر ڈالوں تو یہ ممکن نہیں جہاندار نے کہا
 اب جم بکج بھی بیان سے جلے جاؤ گے عمر نے کہا تیری یہ بھی مجال ہو کہ تو ہکڑو رکھے یا قصد ہمارے
 قتل کا کرے بھلا تو بیان کی حکومت ہی پر گھنڈ رکھتا ہو تیرا وہ جمشید لٹو اتو مجکو بار سکے اس
 کلمہ پر جتنے ساحر کہ وہاں کھڑے تھے سب نے توبہ توبہ کر کے سنہ میں اپنے طمانچے لگائے
 اور کانوں میں انگلیاں دے لیں اور جہاندار نے غصہ میں آکر کہا کہ ای غصبناک جادو

جلد حاضر ہو دیتے ہی اُس جگہ کی زمین شق ہوئی اور ایک ساحر جلاو وضع ہلا کو طینت آنکھوں سے
 جسکی خون ٹپکتا کر دھند باندھے تیغ برہنہ ہاتھ میں لیے نکلا اور حاضر حاضر لکھڑا سنے بادشاہ کے
 آیا بادشاہ نے اُس سے فرمایا کہ حکم خداوند جمشید سے مارا ایک تیغ کہ پہلے سر معمار کا اڑ جائے
 وہ یہ حکم سنکر پتیرا بدلتا ہوا تیغ کو توڑتا ہوا سر پر معمار کے آیا عمر نے دیکھا کہ معمار کو اب مقررہ لڑا
 بس ایک ہی جست اپنے مقام پر سے اُس نے کی کیونکہ جب بادشاہ نے قتل کرنے کو جلاو دہلا یا تو چابک
 سحر اپنا کر سے اُن دونوں کے کھول دیا تھا بس عمر نے قریب معمار پہونچ کر جال الیا سے نکال کر مارا
 اور اُسکو کھینچ کر زربیل کر لیا غضبناک نے جو دیکھا کہ عمر نے معمار کو غائب کر دیا بس اُس سے
 پوچھا کہ تو نے معمار کو کہاں چھپا لیا اور وہ کہاں غائب ہو گیا عمر نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا اور چاہا کہ
 گلیم اوڑھ کر میں بھی غائب ہو جاؤں مگر غلغلہ جو ہوا کہ عمر نے معمار کو چھپا لیا جہاندار نے گھبرا کر
 کہا کہ کہیں عمر بھی نہ غائب ہو جائے سحر کر دیا کہ عمر جیس وحرت ہو گیا اور گلیم نہ اوڑھ سکا اُسوقت
 اُس نے آبدیدہ ہو کر نظر حسرت و یاس سے جانب فلک دیکھا لوگوں نے کہا کہ اسے تو نے آسمان کو کیا
 دیکھا اور ہماری بات کا جواب کیوں نہیں دیتا جو عمر نے کہا آسمان کو میں اس سبب سے دیکھتا ہوں
 کہ ابھی ایک نور ساطع الانوار ہوا تھا وہ نور معمار کو تو اُٹھا کر لے گیا اور جکو چھوڑ کر چلا گیا میں جانتا
 ہوں کہ جمشید خود آئے تھے اُسکو تو نے گئے اب یقین ہو کہ میرے لینے کو آئیے یہ کلمات سنکر
 جہاندار نے کہا یہ کیا معاملہ ہو کہ جمشید کو نہ غصہ بڑا بھی کتا جاتا ہو اور جمشید اُسکی حمایت بھی کرتے ہیں
 میں اب شبیہ خداوندی کو کھاتا ہوں یہ کہا سجدہ کیا اور پکارا کہ اے محافظان صندوق جمشیدی
 صندوق لے آؤ کئی بار ساسی طرح سے جب اُس نے کہا یکایک روئے ہوا پر ہزار ہا گھنٹہ جبتا
 سنائی و یاد مہرین وہ صحن مکان ساحران نامی اور پریرادان حسین سے پڑ ہو گیا کہ سب مو جھل
 بال ہوا اور پڑاؤس کی ہاتھ میں لیے تھا اور کھنٹے اور دوڑو بجاتے تھے پھر دیکھا تو ہوا سے
 شعاعیں مثل شعاع آفتاب تاہاں سہری کی طرح زمین پر لگنے لگیں اور موتی اور جواہر برسے
 لگے عمر نے کہا جمشید تم برساتے ہو اور ہم ترستے ہیں کیسا ہم حقاروں کو ان بجا یا لائن
 بے حق کیا ہو کہ باندھ کر ٹھایا ہو اس کلمہ کے کہنے سے عمر کے پاس بہت کچھ جواہر برسکر
 دھیر ہو گیا اور آواز آئی کہ ہمارے بندہ خاص سے کوئی یہ جواہر نہ لے اس صدا کو سنکر سب

ساحر تھمڑا نے لگے اور جہاندار نے کہا صاحبو میں نہ کہتا تھا کہ بغیر امداد خداوندی یہ شخص ایسا
 زبردست نہوتا اب مجھ کو یہ قتل ہوتا نظر نہیں آتا اسی عرصہ میں بعد گوہر و جواہر باری کے چار
 پریزا دین ایک تخت کا ندھے پر رکھے اتریں کہ وہ تخت تمام جواہر نگار تھا اور اُس پر ایک صندوق
 جواہر آگین رکھا تھا جس پر ہزار ہا سہرا موتیوں اور جواہر کا بندھا تھا اور پچھو لون سے وہ صندوق
 بچھپا ہوا تھا اُسکے اترتے ہی سب ساحر مع بادشاہ کے کھڑے ہو گئے اور سجدے میں
 گوہر پر یوں نے وہ تخت لاکر چبوترہ پر رکھ دیا جہاندار نے سامنے صندوق کے آکر سجدہ کیا
 اور کہا حضور برآمد ہوں یہ کہنا تھا کہ صندوق کا پٹا کھل گیا اور ایک آفتاب اُسمین سے سامنے ہوا
 اور اُس صندوق پر آکر جانا فلک ساحری کا واقعی خورشید تابان تھا جہاندار نے سوا سو شہنشاہ
 اُسکے سامنے نذر پکڑیں اُسوقت وہ آفتاب تو بلند ہو گیا اور اندر سے صندوق کے ایک پتلا
 سوا بالشت کا نکلا اور اُس نے اُن اشرفیوں پر ہاتھ اپنا رکھ دیا جہاندار سمجھا کہ نذر سیری قبول
 ہوئی یکایک ہزار ہا گھنٹہ اور ناقوس بجے اور سب ساحر و ن نے جیشید کا غل مچایا اور جہاندار
 ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے شبیہ جد بزرگوار غلام اس بات کا اسید وار ہو کہ مجھ کو یہ حال معلوم ہو کہ معمار کو
 اس عمر نے کہاں چھپا دیا اُسکو واقع میں کوئی اگر لے گیا جہاندار تو یہ کہہ رہا تھا کہ عمر نے پکار کر کہا
 اے شبیہ جیشید ہی ہمارا بھی سلام قبول ہوئے اس کلام کو سنکر اُس پتلے نے تیوزی چڑھائی اور
 جہاندار سے کہا کہ تو نے برا غضب کیا کہ ہمارے بندہ مقبول کو اپنے ملک میں بلایا معمار کو بھی
 اسی نے غائب کیا اور اسکی زنبیل میں موجود ہو چنے جو اُسکو زنبیل دی ہو تو اُسمین سات شہر آباد ہیں
 اور سات دریا بہتے ہیں ایک معمار کی کیا اہل ہو وہ چاہے تو سب تیرے ملک کو زنبیل میں
 رکھ لے اور تیرے ملک پر کیا ہو اور دو چار شہر رکھ سکتا ہو اب یہ مجھے قتل نہوگا ہلکونا حق تو نے
 بلایا ہو اگر تو قتل کرنا اسکا چاہتا ہو تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ کبھی قتل نہو سکے گا اس فعل کو بھی کر
 ایمان پورا کر لے میں مانع نہیں ہوں جو تقدیر خداوند کرچکے ہیں وہ ضرور ہوگی یہ سنکر جہاندار نے
 سوا سو اشرفی رخصتی پھنڈر پکڑیں گھنٹے اور ناقوس بجے وہ آفتاب جو بلند ہو گیا تھا اُتر آیا پتلا
 پہلے صندوق میں گیا اور آفتاب غائب ہوا تخت پر یوں نے کا ندھے پر اٹھالیا اُسوقت
 جہاندار نے کہا اے پریزا دان خدمتی خداوند ذرا تم جاؤ وہ ٹھہر گئیں جہاندار نے عمر سے کہا کہ

اور کلاب معمار کو دیکھ کر کھانسی سے کھانسی پاس وہ کمان اُس پتلے نے تجھ سے جھوٹ کہا اور
 تو ناحق کو تجھ سے اُچھتا ہوا جہاندار نے کہا کہ میں چالیس ہزار روپیہ تلو دوں گا اگر تو معمار کو دیدیگا
 روپیہ کا نام سن کر خواب کے منتظر میں پانی بھرتا ہوا کلاب جہاندار نے کبھی معمار کو نہ دیتا مگر روپیہ وہ
 بڑی چیز ہو کہ آخر کو دینا ہی پڑا اچھا روپیہ منگوائے جہاندار نے اُسی وقت چالیس توڑے
 منگا کر سامنے رکھے عمر نے کلاب میر سے ہاتھ قابو میں کر دیکھے کہ زنبیل سے معمار کو نکالوں
 بادشاہ نے حال زنبیل شہید جمشید سے تو سنا ہی تھا اب اس فوج کے ہاتھ قابو میں کر دیے
 اسے مگر ہاتھ نہ کھلے حال الیا سے نکالا سب جانتے تھے کہ اب یہ معمار کو نکالے گا وہ تو سب
 متحیر ہو کر دیکھ رہے تھے کہ عمر نے حال روپیہ پر مارا اور توڑے کھینچ کر زنبیل میں رکھنے
 جہاندار نے روپیہ کو مٹا کر جو تلو دیکھ کر جلد اس کے ہاتھ پھر بے قابو کر دیے اور غضب تمامہ
 عمر کی طرف دوڑا اور ساحر دن۔ نے غل مچا یا کراے وہ روپیہ بھی لے گیا لے گیا کاجو
 غل ہوا عمر ہنسا اور گویا ہوا کہ ہاتھ کو لے رکھتے ہو تو میں تم سب کو لیتا اور چھوڑوں گا تھوڑی
 جہاندار اس وقت تیغ سے کھینچ کر سر پر عمر کے آہی تو گیا اور پکارا کہ اس عمر قسم ہو خداوند جمشید کی
 کہ اب میں اس جرم پر تجھ کو وارڈوں کا عمر نے کہا یا تم مارڈالو گے یا پھر ہمیں مارینگے جہاندار نے
 کہا ہاں ہی بات ہو تو بے یہ لکھ کر جاتا تھا کہ تیغ مارے بیکار ہاں ہاں کا غل صندوق کے
 اندر سے بلند ہوا اور گھنٹے اور ناقوس بجے اور وہ تخت پر یاں لیکر بلند ہو گئیں جہاندار نے
 ڈر کے ہاتھ اپنا نوک لیا اور عمر نے کہا کیوں ٹک کیوں ہے مارو نہ ای دیکھو تو کہ وہ تیغ ہم پر پڑا ہو
 یا تمپر جہاندار نے پھر غصہ کھا کر قصد کیا کہ تلوار ماروں لیکن وہ صندوق جو پر یاں لیکر گئیں یہاں سے
 کچھ دور پر ایک مندر ہو کہ یہ صندوق وہاں رہتا ہو اور آفتاب جادو نام ایک ساحر نائب
 خداوند جمشید اُس مندر میں حکومت کرتا ہو جہاندار شاہ بھی اُسکا مطیع ہو اور وہ خداوند جمشید کا
 شاگرد اور لے پالک مشہور ہو جہاندار اُسکو باپ اپنا جانتا ہو بس یہ صندوق جو وہاں گیا پتلے
 خورشید کو آواز دی کہ ارے جلد جا جہاندار عمر کو قتل کر رہا ہو مفت کی زحمت ہم لوگوں کو ہوگی
 کو کب اور چالاک اور سب عیاروں کی اور امیر کی مع کل لشکر اسلام کی افراسیاب کو چھوڑ کر
 اسی بیابان پر چڑھائی ہوگی جان غضب میں بھنسیگی جلد جا کر جہاندار کو اس کام سے باز رکھو اور

ہتمد عتاب اُسکو منع کر مین روک آیا ہوں لیکن تو جا کر اُسکو مار کے سمجھا جو راز کہ مین نے بیان کیا ہو
مسلمانوں کے غلبہ کا وہ اُس سے نہ بیان کرنا اور عمر کو وہ عقیق مین بھجوا دینا یہ سنکر آفتاب بیٹھے بیٹھے
غائب ہو گیا اور یہاں جہاندار آمادہ قتل عمر ہوا ہی تھا کہ یکا یک ایک برق آسان برج کی اور صدائے مہیب
آئی بعد اُن آفتون کے ایک آفتاب چمک کر زمین پر گرا اب تو سب کی آنکھیں بند ہو گئیں بعد لمحہ کے جو
آنکھ کھلی ایک ساحر کو شیر پر سوار تازیا نہ مار رہا تھ مین لیے دیکھا کہ چہرہ اُسکا بزرگ آفتاب تابان تابان ہو
اور تمام بدن سرخ کندن کی طرح دکھتا ہو مستعد درکان اور ناک سے آگ نکلتی ہو اور ہر ایک روئان بدن کا
شمع کی طرح جل رہا ہو پس اُسکو دیکھتے ہی ہر ایک ساحر بہر تسلیم خم ہو گیا جہاندار نے بھی جھک کر فرامشی بجا
کیا اُس ساحر نے شیر پر سے اتر کر ایک ہی طمانچہ جہاندار کے رخسار پر ثراق سے لگا یا اور کہا او بندہ
گستاخ و بے ادب تجکو کچھ خداوند کے منع کرنے کا خیال نہ آیا کہ جب تو عمر کو قتل کرنے چلا تھا تو صندوق
قدرت سے ہان ہان کی آواز آئی تھی اور آخر شبیہ خداوند ناراض ہو کر چلی گئی اور اب تک ناراض ہو
کیون تو عمر کو قتل کرتا ہو اُسے کو نسا تیر ملک و مال چھین لیا ہو اگر معمار کو اُسے آکر رہا کیا ہو تو نیر کیا نقصان
ہوا ہو معمار اگر مسلمان ہو گا تو اُسکا آپ ایمان جائیگا اُسکا ثمرہ آپ وہ پائیگا تو شاہ افراسیاب کو
لکھ بھیجنا کہ مین نے آپ کے فرمانے بموجب معمار کو قتل کرنا چاہا تھا جب اُسکو قید کیا عمر اُسکو آکر رہا
کر لے گیا پس مین اب اُسکو اپنے دربار مین نہ آنے دوں گا آپ کو اُسکے قتل کرنے کا اختیار جو مین اُسکے
قتل سے خوش ہوں گا ناراض نہوں گا اور مین آپکا بدل شریک ہوں پس امرنا چاری مین افراسیاب
بھی ناراض نہوں گا اور عمر کہ جو بندہ خاص خداوند سامری ہو اُسکے خون مین بھی تو شریک نہوں گا عمر کا
مرتبہ تو کیا جانے ہم جانتے ہین جو کچھ کہ کتابائے خداوندی مین اس کے مرتبہ لکھے ہین عمر نے یہ
کلمات سنکر کہا دیکھیے ہمارے قدر شناس آگئے سچ ہو جو جس مرتبہ کا ہوتا ہو وہ ہی انسان کا رتبہ
پہچانتا ہو آفتاب جادو یہ باتین سنکر ہنسا اور کہا خواجہ واقعی قول آپ کا صحیح ہو یہ لکھ ایک پتلے سے
کہا کہ خواجہ کو بآرام تمام اٹھا کر حد کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین چھوڑا کیونکہ وہاں خواجہ کے
مالک امیر با تو قیر بھی ہین اور خداوند لقا بھی ہین یہ اُسے وہ اُسے سمجھ لیگے ہکو دخل دینے سے
کیا مطلب ہو پتلا یہ کلام خیر انجام آفتاب نیک نام سنکر پنجہ بنکر خواجہ کی کمر مین بڑا اُسوقت جہاندار
نے اپنا سحر دفع کر دیا کہ خواجہ سحر نہ رہے دست و پاس قابو مین آگئے پنجہ تو ادھر اٹکولیکر روانہ

اور معمار زنبیل خواجہ مین ہین اور کوکب شفیق میر بیان گلر نیسے پھر کر اپنے مقام پر آیا ہو تران کو اتھا
 خواجہ عمر کے آنے کا ہوا بھی سوتیا کرنے کوہ نور افشان پر نہیں گئی ہو لشکر صرخ بفتح فیروز زنی اپنے مقام پر
 اتر اہوا ہوا ان سب کو اس حال میں چھوڑ کر حال لشکر لقا بیان ہوتا ہو کہ زہر و شاہ کے پاس ملکہ
 دیور جادو بن سفاک جادو اپنی بارگاہ سے آکر روز بیٹھی ہو اور اُسکا سوار جو مارا گیا ہو تو بہت
 پریشان حال فکر میں نئے سچ کی ہو اور ہر تمام کو ہی اس بات پر آمادہ ہوئے ہین کہ ایک جنگا سیسی کو دکا سیمز
 یا تو امیر کو مار ڈالو یا سب ملکہ جادو اور لقا بھی اپنی جان سے عاجز ہو چکا ہو شکستین بہت کھا چکا ہو
 ترود میں تخت خداوندی پر بیٹھا ہو چنانچہ اسی تردد و فکر میں ایک روز بیٹھا تھا کہ یکا یک آسمان پر چلیاں
 چلکین اور سیاہی ہر طرف چھائی پھر میٹھ موتیوں کا برس القا نے کہا تقدیر کی کہ کوئی بندہ قدرت بہر
 جان شاری آتا ہو یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دو تخت روئے ہو اسے نیچے اترے اُنہر دو ساحر کر یہ منظر سوار تھے
 گلون میں مائے موتیوں کے ڈالے اور تمام جواہر طلائی احمر کا دیور جا بجا مناسب طور سے پہنے
 منقلین آگے سلگائے ہوئے تخت سے نیچے اترے اور سامنے خداوند لقا کے آکر سجدہ کیا پھر ندی
 خداوند نے جلعت عنایت کیا دنگل زرین دیا کہ یہ دونوں بیٹھے تختیار رک نے باہر جا کر انکے ساتھ
 لشکر جو آیا تھا اُسکو اتر دیا بارگاہ میں جام و ارغوانی کا دور چلنے لگا جب دماغ اُن ساحران بجیا کا بادہ
 ناب سے گرم ہوا خداوند کی خدمت میں عرض رسا ہوئے کہ ہم قلمہ عقیق کوہ کے متصل جو طلسم کی
 سرحد ہو دہان رہتے ہین آپ سے بہت نزدیک ہین اکثر ہمارے دل میں آیا کہ خداوند کی زیارت
 چلکر کرین اور اُنکے دشمنوں سے لڑیں لیکن شومی قسمت سے حاضر ہونے کا اتفاق نہوا اب یہ عاجز ہوا
 جو آپ کے سامنے بیٹھی ہین یعنی ملکہ دیور جادو و انکی مان ملکہ سفاک کا پیام ہکو پہونچا کہ اے
 مروید جادو اے صدف جادو جلد تر خدمت خداوند میں جاؤ اور اپنی لڑکی کو مسلمانوں کے
 ہاتھ سے بچاؤ از بسکہ انکی مادر گرامی سے اور ہم سے عرصہ سے رسم و راہ ہو اور وہ ملکہ اکثر ہمارے
 پاس آیا کرتی ہین جب تک جی چاہتا ہو تشریف رکھتی ہین فرمانا اُنکا ہکو قبول کرنا پڑا ویز مشتاق زیارت
 خداوند بھی تھے پس آکر حاضر ہوئے لقا نے کہا کہ جتنے یہی تقدیر کی تھی کہ ان دونوں میں تم اگر حاضر
 ہو گے اور کاربائی نمایان کرو گے اُن دونوں نے عرض کیا کہ خداوند آپ نے ان بندگان خوابی
 اپنے اس قدر طاقت اور زور کیون عطا فرمایا اور اُنکے حال پر اتنا رحم کیون آپ کرتے ہین کہ

جو وہ گستاخانہ قدم خدا و ب سے بڑھاتے ہیں اور ملازمان خداوند کو عاجز و مجبور کرتے ہیں اب انکے مقدر میں کیا تقدیر ایسی نہیں ہو سکتی کہ وہ سب مغلوب ہو جائیں لہذا نے کہا کہ ہم اپنی قدرت کے کھیل کھیلے ہیں انھوں نے کہا تو پھر ہمارے ارادے یہ تھے کہ خداوند کی طرف سے لڑکرندگان مغلوب و سزائے واقعی دین وہ سب ارادے ہمارے بیکار ہیں کیونکہ جب آپ ہی کو انکا غارت کرنا منظور نہیں تو پھر وہ ہم سے کیا افراسیاب سے بھی نہ ہلاک ہونگے لہذا نے جواب دیا کہ اگر میں اُن پر رحم نہ آتا تو وہ پھر زندہ کیونکر رہتے میں نے تو اُنکو پیدا کیا ہے اگر میں ہی اُن سے خفا ہو جاتا تو ٹھکانا کہاں تھا تمہیں خیال کرو کہ دن بھر میں کتنے گناہ میرے کرتے ہو پھر میں سب معاف کرتا ہوں وہ ساحر بولے کہ یہ آپ نے جو فرمایا تو بالکل سچ ہے اگر آپ نہ رحم فرمائیں تو کون رحم کرے لہذا نے کہا اب میں بھی اُن سے خفا ہو گیا ہوں مگر وہ پردہ انکا غارت کرنا منظور ہو چاہتا ہوں کہ کسی خاص بندہ کے ہاتھ سے اُنکا استیصال کر اؤں تاکہ بدنامی میرے واسطے نہ بصدف و مروارید نے کہا یوں تو ہم اُنکے غارت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے ہیں لیکن اگر خداوند کی نظر رحمت اور نگاہ عنایت ہمارے حال پر ہو تو البتہ ہم دم بھر میں اُنکو مٹا دیں اور قہر خداوندی سے وہ خود برباد ہو جائیں لہذا نے کہا سنے اُن سبھوں کو اب تمہارے سپرد کیا تم جانو اور وہ جانے بلکہ اُن سبکی موت بھی سنے تمہارے ہی ہاتھ میں رکھی مروارید جادو نے اُنھ کو بجا کیا اور کہا اگر خداوند نے ہمارے حال پر یہ عنایت فرمائی ہے تو پھر طبل جنگ بھی ہمارے نام پر بجوائیے اور ہماری جان فشانہ کرنا ملاحظہ کیجیے دیکھیے تو سہی کہ ہم کیا نئی طرح کی لڑائی لڑتے ہیں بختیارک نے کہا اس بات کا تو ہمیں یقین ہے کہ تم جو چاہو گے وہ کر جاؤ گے مگر عیاروں سے بچے رہنا کہ وہ ساحروں کے بھی اُستاد ہیں انھوں نے جواب دیا کہ ملکی ہم اُن ساحروں میں نہیں ہیں کہ عتیار ہمارے اوپر عتیار کر سکیں ہم اُنکو بھی کھا جائیں گے غرض اسی طرح کے لاف و گزاف یہ دونوں مرتد کیا کیے جب گوہر کو اکب صدف شب کے بطن سے آبر و افزائے بازار فلک ہوئی اور نور افشانی نگین مہر

گم ہوئی چھ سہارے پُراز چمک دمک ہوئی کہ ابیات

دکھائی ماہ نے شکل جان تاب
چتا کچھ مہر گردون کا نہ پایا

سحر گزری ہوا باتوں میں دن خواب
قمر لیکر ستاروں کو پھر آیا

سرشام حسب ارشاد لقاے بد انجام طبل جنگ بجا لگا کرے لشکر اسلام کے خبر سنکر بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوئے اور سامنے امیر بلند احتشام و بادشاہ عالی مقام زمین ادب کو چومکر عرض پرائے کہ ظم

باد بہار روئے حسن زان پر طمانچہ زن کرا سکو تو یقین کہ درند و گزند کے آہو کے دشت میں جو سستی ہو صدائے پا از در ہوئے ہین ہم کے یاں تک ضعیف خشک	گلشن میں تیرے عدل سے ہر برگ ہر نال یہ خون تیرے عدل نے دل میں دیا ہو ڈال چھینے کو میر ڈھونڈتے ہین خانہ شعل کرتے ہین اُنسے مورچہ سُندھ میں سدا خلل
---	---

ای بادشاہ عالیجاہ دوسا حرم و ارید و صدق جاد و قریب کوہ عقیق سرحد طلسم کے پہننے والے حسب اشتعالک سفاک مادر زیور جاد و آئی ہین بہت کچھ لاف و گزاف لب پر لائی ہین اب طبل جنگ گرا کر بجا آیا ہو باقی خیر و عافیت ہو یہ لکھ لگا کرے تو کنارے ہوئے اور حسب ایما شاہ جم قدرا میرٹا سورنے ابو الفتح حیار سے ارشاد فرمایا کہ خدائے مابزرگ ست تم جاکر ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجاؤ اور خبر گوش دلاؤ ران میں رزم کی پہونچاؤ ابو الفتح نے حسب دستور نقار خانہ سلیمانی و سکندری میں اگر نقارہ اسکندری پر چوپ لگائی جسکی صدائے ہیبت زما سے زہرہ عدو آب آب ہوتا تھا حرم و ارید و صدق بھی اپنے مقام پر اچھل پرے بختیارک نے کہا کہ یہ مسلمانوں کی پہلی بسم اللہ ہو انھوں نے کہا کہ معلوم ہوا حمزہ بڑا جاہ و جلال رکھتا ہے اور اُسکے مقابلے کے لیے بڑی ہوشیاری چاہیے یہ لکھ خداوند تھا سے کہا کہ ہم سحر تیار کرنے اپنی بارگاہ میں جاتے ہین آپ بیان اپنے لشکر کی درستی فرمائیں یہ لکھ اپنے مقام پر اٹھکر آئے اور بعد فراغ اکل و شراب دونوں خوک کے خون سے نہائے پھر اسباب سلحری لوٹک اگ دھتورے کے پھل وغیرہ سامنے رکھکر مصروف سحر خوانی ہوئے لشکر میں انکے دوڑ و بجنے لگا بیرون نے شور و غل مچا یا کڑا ہیان پوچھون کو دی گئیں بھیٹیں دیو تاوان دی گئیں منتر کی چاپ ہونے لگی لشکر اسلام میں سلج خانے کھلے بادشاہ سرشام ہی سے داخل شہستان ہوئے سردار اپنے اپنے مقام پر اگر تگاری جدال و قتال کرنے لگے نیزون کا آج ارادہ ہوا کہ راست بازی چھوڑ دیجیے سیدھی سیدھی تو یہ ہے کہ زبان سنان سے دشمن کو میڑھی سنائیے نیزون نے کہا راستی دکھا کر سنیون میں گھر کیجیے خانہ تن سے

جان عدد کو نکال کر در بدر کیجیے خنجر گلو گیری دشمن کا دعویٰ رکھتے نیچہ سرکشی کرنیکا ارادہ رکھتے تیغین مثل اہل تواضع گردن جھکائے دل میں کاٹ پھانس کے ٹھہرائے ہر طرٹ پلٹنوں اور رسالوں میں باجے بچتے نائے رزمی کا شور بلند نقیبوں کی صدا خاطر بہادران کے پسند شجاعت کا ڈٹکا بجتا تلوار کا سکہ جاری ہر سمت تیاری میدان داری گھوڑوں کی رکاب میں اور تسلیں وغیرہ درست کرائے جانے دو پہرات سے دلا اور ہناتے ہر ایک مجاہد کفن سر سے لپیٹے مشت خاک گریبان میں ڈالے کہ یہی خاک بجائے لحد کے ہر اسی طرح لڑتے مرتے کا چرچا تا بہر ہر بہادر کی زبان پر رہا جب وہ وقت آیا کہ زرہ آہن شب کو ترک دھڑنے جسم پہ سے اتارا اور تیغ مہر کو غلاف مشرق سے نکال کر چمکایا کہ ابیاست

شفق کا رنگ چمکا خوب فی الحال
ضیا شائع ہوئی نزدیک اور دور

ہوا مشرق کی جانب آسمان لال
ہوا سُرخ سے پیدا شعلہ نور

صبح دم امیر ذوی الاحشام مسجد کرباس میں بیٹھے دعا کر رہے تھے کہ سب خبرداروں نے مرکب اپنے اپنے طلب کیے تاکہ خدمت بادشاہ میں جا کر حاضر ہوں شاطر جو سطل میں آئے طرفہ ماجرا نظر آیا یعنی راجہ سالباہن کا ایسا کرشمہ دیکھا جتنے گھوڑے تھان پر کھڑے دیکھے سب مٹی کے تھے نہ دست پائیز قوت نہ تن میں جسم حرکت تصویریں گلی تھان پر کھڑی تھیں حسرتیں اُنکے چہروں سے برستی تھیں سامنے سرداروں کے پاس آئے اور عرض کیا کہ حضور چکر ملاحظہ فرمائیں ہماری محنت آج فلک نے خاک میں ملا دی گھوڑوں کو مٹی کی تصویر بنا دی اب ہم کسکو آپ کی سواری کے لیے لائیں اور اتنا بڑا گلہ اسپان کمان ہو جو از سر نو مرکب ابھی آئیں سرداروں نے جو سطل میں آکر دیکھا تو واقعی شاطروں کا بیان صحیح ہو ہر ایک گھوڑا بیکریجان ہو تصویر آدھی ہو سمجھے کہ یہ جو ساحران ناکام آئے ہیں انھوں نے بزدل سوچ گھوڑے مٹی کے بنائے ہیں خیر دیدہ باید کہ چہ میشود تن بہ رخصتہ قضا یہ لکھن سلسلہ جوگ سے آراستہ ہو کر جانب مسجد کرباس روانہ ہوئے بیان امیر مشغول وظائف الہی تھے کہ مقبل وفادار نے آکر عرض کیا یا امیر محترم عالی ہم آج طرفہ ماجرا گنہ ماہو کہ کبھی ایسا سانحہ درپیش نہیں آیا یعنی سب ساحر و خیر ساحر لڑتے تھے تو انسانوں سے لڑتے تھے مگر گھوڑوں اور جانوران لشکر سے بے قصور سمجھ کر کوئی نہ بولتا تھا آج جملہ سرداران حضور پیدل آتے ہیں گھوڑے سب کے مٹی کے ہو گئے ہیں امیر نے یہ خبر سن کر فرمایا کہ جو مرضی میرے رب کی شیطانون سے سوا شیطنیت کے اور کیا ہو سکتا ہو ساحران غدار نے یہ شعبہ دکھلایا ہو یہ فرما

تبرکات انبیاء علیہم السلام جسم مقدس پر پیراستہ فرما کر باہر برآمد ہوئے اشقر دیونا فقط مٹی کا نہوا تھا دیوانہ
بن قدس نے اسکو لاکر حاضر کیا امیر سوار ہوئے اشقر بھی اس طرح روان ہوا کہ جیسے کوئی گھوڑا خوب
تھکا ماندہ ہوتا ہوا میر کے سوار ہونے کا غلغلہ ہوا کہ صاحبقران سوار ہوئے لیکن کوئی سردار آج جلوین
نہیں ہے سردار جو پایادہ روانہ ہوئے تھے جلد تر خدمت والا نعمت امیر میں آئے اور مجھ کو کیا امیران سبکو
پایادہ دیکھ کر آجیدہ ہوئے اور خلق صاحبقرانی متقاضی نہوا کہ آپ سوار ہو کر چلین پس آپ بھی اشقر پر سے
کو دھڑکے اور پیدل سب کے ہمراہ جلو خانہ شاہی میں آئے یہاں بادشاہ بھی شور گھوڑوں کے
مٹی کے ہو جانے کا سن رہے تھے بہت جلد تشریف فرما ہوئے پردہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرنی پر کھینچا
جلوس سواری شاہ لشکر اسلام برآمد ہوا پھر تخت شاہی کو کماروں نے کما ریون سے بدلوایا جب
حضور عالم پناہ برآمد ہوئے امیر اور سرداروں نے گردن بھر لیم علی قدم راتب یکے بعد دیگرے خم کی
شاہنشاہ نے بعد سلام لینے کے ہر ایک کو پیادہ ملاحظہ فرما کر دل میں خیال فرمایا کہ تم نے جو حال مرکبان لشکر کا
سنا تھا وہ سچ معلوم ہوتا ہے پس یہ سمجھ کر مضطربانہ درج دہن سے گوہر کلام درباب ستفسار حال نکالے
سرداروں نے عرض کیا کہ مرکب ہم سب کے مٹی کے ہو گئے ہیں بادشاہ بھی تخت پر سے اتر پڑے اور
کہا ہم تم سب کے سردار ہیں ہلکو بھی پیدل ہی چلنا مناسب ہے سرداروں نے عرض کیا کہ ہم سب کا آپ کی
سواری کے ساتھ چلنا باعث افتخار ہے حضور کو مناسب نہیں کہ پیدل دادگاہ مصافحہ تشریف لیا جائے
بادشاہ نے فرمایا کہ نہیں بھی آج یوہن چلنے کو جی چاہتا ہے اور اس میں تم لوگوں کے لیے کہنے کو بھی ہوگا
کہ ہمارا بادشاہ آج پیدل جنگاہ میں آیا ہم کیونکر سوار ہو کر آتے خلاف آداب تھا ورنہ ہلکو گھوڑے بہت
ممکن ہو سکتے تھے سردار سب خاموش ہو رہے اور بہت سے محبت بادشاہ اپنی جانب خیال فرما کر
دل سے دعا کرتے تھے کہ اے بادشاہ کون مکان و خلاق زمین و آسمان ایسے بادشاہ عادل بعیت نواز کو
بجاء و جلال تابرو ز قیام سلامت باکراست رکھنا آج کے دن عجب رونق اس لشکر پیادگان کی تھی کہ شاہ
اسلام قلب لشکر میں پایادہ روان سر پر چتر زرین گردش کتان سردار گرد حلقہ کیے آفتاب کو ستارے گھیرے
ہوئے کوس و دمانے کینڈے اور گاؤان لشکر پر لڑے تھے گھوڑے سب مٹی کے ہو گئے تھے
نسیم سحری چلتی شاہ شب کی زندگی میں دو ایک ساسین باقی ہیں فلک جو فتنہ رکاوہ ادنیٰ ظلم ہے کہ شہسوان
حوضہ امارت و جلالت کو آج پیدل پھراتا ہے اور پائنتادگان کے سامنے اُن سرکشوں کو ذلت تمام

لاتا ہی غرض یہ لشکر مع بادشاہ و امیر نامور کے عرصہ کارزار میں اگر پہونچا اور حسب دستور صفوف آراہی کر کے
اُس طرف بڑی دھوم سے سواری لقاے مردود کی آئی کہ ہریان اشرا گھوڑے اڑاتے تیغیں چمکاتے
ہمراہ تھے مروارید و صدف از دران سحر پر سوار رشت پر کئے ہزار ساحران غدا نیزنگیان سحر کی دکھاتے
آئے ملکہ زیور جاو و بھی تخت پر سوار کنیزان و مصاحبین کو ساتھ لیے ایک طرف آکر ٹھہری اور تخت
لقا کا ہاتھیوں پر کھنچا ہوا قلب لشکر میں قائم ہوا اور مروارید نے جو کل لشکر اسلام کو پیدل کھڑے کیا
لقا کے سامنے آکر مجرا کیا اور بختیارک سے کہا ملک جی دیکھو ہم نے کیسا انتظام کیا ہے کہ آج تمام ہزار
امیر کے پیاد میدان میں آئے ہیں اور ہمارے لشکر کے سامنے ادنیٰ کی طرح استاد ہین آج البتہ معلوم
ہوتا ہے کہ یہ بندگان مغضوب ہیں ورنہ بندگان مغضوب کا خاص بندون سے بھی زیادہ جاہ و جلال تھا
لقا نے اسوقت اپنی ڈارسی پر ہاتھ پھیر کے کہا کہ اے بندگان قدرت یہ قدرت کی تقدیر کی ہوئی ہو تم سب نے
رات ہی بھر میں میری قدرت کو دیکھا کہ یوں سے دُور کرو یا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند ہم میں سے
کون ایسا مسخرا ہے جو تجکو خداوند نہیں جانتا اور تجھ میں قدرت نہیں سمجھتا مگر ساتھ ہی اس قدرت کے میں بھی
تقدیر کیے دیتا ہوں کہ اگر آج ہی تو نے لشکر حمزہ کو فارت کر دیا تو کر دیا ورنہ خوب یاد رکھنا کہ پھر یہ بندگان
مغضوب قطعاً عقیق کوہ سلیمان بھی پھین لینگے اور قدرت کو تقدیر گر کر نہ کرنا ہوگی لقا نے کہا کیا یہودہ بکتا ہے مروارید
نے عرض کیا کہ شیطان قدرت آج خوش ہیں جو چاہتے ہیں فرماتے ہیں یہ لکھرا جازت خواہ برائے حرب و پیکار
ہوا لقا نے کہا کہ جاسپر اپنے یہ قدرت کے تجکو فرمایا یکلمہ سنکر وہ کا فر خاسر بسان خرچہ لکرا زور اڑا کر میدان
میں آیا اتنے عرصہ میں میدان رزمی پاک و صاف ہو چکا صفین جم چکی تھیں نقیب بولکر شگئے تھے کہ مروارید
نے وسط میدان میں پہونچ کر نیب دی کہ اے بندگان معتب و مغضوب درگاہ خداوندی آؤ میرے سامنے
کیونکہ تم اپنے جاگتی جوت کے خدا کو دل سے اب بھول گئے ہو اور خداوند تم سے حد کا ناراض ہیں دیکھو
اور خوب غور سے سمجھو کہ جس خداوند نے تم سبھوں کے مرکبوں کو آن واحد میں مٹی کا کر دیا اور جان و رو
کو بیجان بنایا ہے پھر وہ تم خاک کے پتلون کو کیا مسخ نہیں فرما سکتا ہے کیون اپنی بربادی اور حسرتابی
چاہتے ہو اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے جو تم سب اگر سجدہ کرو اور خداوند کو معبود برحق اپنا جان و مین تم سب کا
قصور معاف کرادو نگا اسکے جواب میں تمام لشکر اسلام نے لقا کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا اور لچھا گالیوں کا
باندھ دیا اسوقت مروارید نے کہا بس اب کچھ زبان سے نہ کہنا میں نے بہت بُرا کیا جو تمکو نصیحتانہ

سمجھایا اور زمان تیغ سے اب جواب و سوال کرو اور سزا اپنی زبان و رازی کی پاؤ اس کلمہ پر سردار اور
فرزند امیر سب تو مجھ بھلائے ہوئے تھے ہی قائم نے مشورہ کیا کہ اول تو میں جاتا ہوں میرے بعد کل لشکر
میرا ہر طرف سے حملہ کر کے اس مرتد کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے غرض چالیس ہزار آدمی اس کام کے لیے منتخب
فرما کر اپنا قدم آگے بڑھایا اور بادشاہ لشکر اسلام سے دست بستہ اجازت حاصل کر کے پیرے بدلتا بانگین کی
دکھانا مقابلہ تعریف میں چلا جب کچھ دور میدان کو طو کیا مروارید نے دیکھا کہ قریب چالیس ہزار آدمی کے اس
شہزادہ کے پیچھے پیچھے آتا ہے پس یہ دیکھ کر سمجھا کہ ان مسلمانوں کا ارادہ بہت بدی کا معلوم ہوتا ہے چنانچہ
رات کو ان دونوں ساحران نابکار نے سحر تو تیار ہی کیا تھا اور اس افسون کو آزمایا تھا کہ اس سحر ہمارے
جا اور جگہ مرکبان لشکر دشمن کو مٹی کا کرد سے سرداران اسلام پر اسلئے شب کو سحر نہ کیا تھا کہ بہت سہو آدمی
بارگاہ سلیمانی میں رہتے ہیں وہاں سحر جانہ سکیگا اور دوسرے سرد میدان عالم عالم انکے حال زار کو دیکھیں گے
ذلت و بدیل میدان میں آنے کی ہوگی پس اس وقت اس نابکار نے پکار کر کہا کہ یہ شہزادہ قاسم ہیں جو میرے
سامنے آتے ہیں از بسکہ یہ نبیرہ خداوند لقا ہیں انکو زیادہ تکلیف دینا نہ چاہیے یہ لکڑاژد پر سے اپنے
اُترا اور ایک لکیر زمین پر اپنے اور قاسم کے مابین میں کھینچا پکارا کہ یہ شہزادہ بھی مع اپنے رفقا کے
مرکبوں کی طرح مٹی کا ہو جائے اس کہنے کے ساتھ ہی قاسم مع اُن چالیس ہزار آدمیوں کے مٹی کا
ہو کر ایک ہی مقام پہنچ گیا میدان جنگ تصویر خانہ نیامرقع لڑائی کا مصور سحر نے کھینچ دیا امیر نے یہ معاملہ
جو دیکھا کلیجہ ٹھنکھ کو آیا اور قصد کیا کہ اسم عظیم کا پانی ان تصویروں پر چھپڑ کر دین لیکن ہزاروں آدمیوں پر
دفعاً پانی چھڑکنا ممکن نہ تھا دوسرے یہ بھی جانتے تھے کہ اکثر سردار سامنے ہمارے قتل ہو گئے ہیں اور
پھر زندہ اگر ہم سے ملے ہیں یہ مٹی کے سردار اب سحر کے پتلے ہیں اصل نہیں ہیں یہ سمجھ کر خاسوش ہوئے
اور ادھر مروارید نے پھر نعرہ کیا کہ اور اے مسلمانان تم سے جسکو تمنا ہے مرگ ہو وہ میرے سامنے
آئے یہ نعرہ سُکر دست راست کی صف کے کل لشکر چوہ گری پر آئے اور دارائے دولت آراے
صاحب گرزگران جانشین حمزہ صاحب قرآن لندھو رہیں سعدان نے قدم اپنا آگے بڑھایا بادشاہ سے
اجازت میدان رسی حاصل کر کے گرز کو ہتھوڑا سے ہولے پھلا اسکے پیچھے پیچھے بھی ہندو یوں نے قدم بڑھایا
اسلئے کہ حکم امیر بھی نسبت ساحر کے ہو گیا رکاری اور عشیاری کر کے بہ صورت جسطرح چاہیں
اسکو ہلاک کریں چنانچہ دس ہزار آدمیوں نے ہمراہ لندھو جانیکا ارادہ کر لے قدم بڑھایا تھا کہ

ہروارید نے کہا یہ شخص بھی زبردست ہوا ملک ہندوستان جانشین صاحبقران ہوا اسکو بھی تکلیف دینا
 تازیانہ ہو یہ لکڑیوں پر اتر کر لکیر کھینچی اور پکارا کہ خط کش یہ بات ہو کہ کندھو بھی مع اپنے ملازموں کے
 جو میرے سامنے آتے ہیں مٹی کے ہو جائیں یہ کہتے ہی کندھو راوہ بچاس ہزار آدمی مٹی کا ہو کر میدان
 میں کھڑا رکھیا یہ حال جو امیر نے دیکھا رو دیا پھر دل سے کہا کہ جو مرضی مالک بروہو کی اُس طرف اب تار
 بندہ کیا مروارید نے پھر نہیب دی ایک ایک روپیہ وغیرہ سرداروں نے نکل کر اس خالکدان
 دنیا کو خالک تصاویر مرقع آدمیان دہرنا دیا اسی طرح جو نکلا اور مقابلہ میں اُس ساحر کے گیا مٹی کا ہو گیا
 اُس وقت اُس کافر نے ہکا بکا کر کہا کہ اے حمزہ دیکھا تو نے کہ کیا نقشہ تیرے حمایتیوں کا ہوا امیر نے ارشاد
 فرمایا کہ اے کافر بزبان تو مجھ کو ایسے شعبہ دون سے کیا دھمکا تاہو میں ہرگز نہ ڈر دوں گا اگر ایک دم میرا باقی رہ جائے
 تو بھی تجھ پر اور تیرے خداوند پر سوائے لعنت کے اور کچھ نہ کہوں گا مروارید نے خفا ہو کر پھر مبارز
 طلبی کی غرض رومی وغیرہ دگر باقی و صفائی جو مقابل میں گیا مٹی کا ہو گیا یہ ماجرا دیکھ کر بختیارک پھولا اور
 گویا ہوا کہ یا خداوند اب تقدیر آپ نے سیدھی کی ورنہ آج تک تو ہم غضب خداوندی میں گرفتار تھے
 مگر اب دشمن بھی مبتلا ہوئے بلا ہوئے اسی طرح لڑتے لڑتے وہ دن تمامی پر آیا شہسوار تو سن فلک نے
 زمین و زمین مہر کو پشت سبزہ فلک سے کھولنا چاہا کہ بیت

رہی کم دن کی باقی زندگانی	چلا پھر شہسوار آسمانی
---------------------------	-----------------------

اُس وقت طبل آسائش ہروارید نے بجوایا اور کہا اب پھر چلنا چاہیے کل حمزہ کی بھی میں تدبیر کروں
 تو نام ان بندگان مغضوب کا صفحہ ہستی سے مٹا دوں بختیارک نے کہا یہی کرنا واجب ہو شاہ باش تم پر
 سمجھ کے آدمی ہو کس لیے کہ جب تک حمزہ کی فکر نہ ہوگی لشکر اسلام کا غارت ہونا غیر ممکن یہ باتیں کرتے ہوئے
 لشکر لیکر بچے اور پڑاؤ پر آکر لشکر نے کھولی اور لقا داخل باسگاہ ہو کر سخت خدائی پڑ پڑھا مروارید اور
 صدف بھی آکر بیٹھے اُن دونوں کو لقا نے خلعت گزارا باعنائیت فرمایا ساقی و مطرب حاضر ہوئے
 جلسہ عیش و مسرت گرم ہوا ادھر امیر نے بادشاہ اسلام کو سمجھا کر شبستان میں بھیجا اور آپ اُسی مقام
 جنگاہ پر کہ جان سب مٹی کے ہو گئے ہیں خیمہ سادا کر فروکش ہوئے اور وہ لوگ جو مٹی کے ہو گئے تھے
 اُن سب کے اوپر بھی خیمے استو کر دئے لشکر اسلام نے ہر غرض ملول و غمین تھا اور اپنے سرداروں
 کے لیے مصروف و مابہر گاہ رہا عالمین تھا محلات و محلات میں یہی گرام برپا تھا ہر ایک شہزادے اپنے

دارف کے لیے روتے تھے اور اشکون سے منہ دھونے تھے اور دعا کرتے تھے یہاں کی یہ کیفیت ہی
 لیکن اس طرف جب دماغ ہر ایک کا بادہ ناب سے گرم ہوا بختیارک ایک ہی نقطہ شیطان ہی اُسکو قرار کب
 پڑتا ہو اُسے پھر وہی ذکر چھیڑا کہ اے مروارید ہمتے سناہو کہ حمزہ آج میدان جنگاہ میں فروکش ہوا ہو پھر دیکھو
 کس قدر محبت اپنے سروارون سے رکھتا ہو یقین ہو کہ وہ ہم لوگوں کے ٹکڑے ٹکڑے اور پُرزے پُرزے
 اڑا دیگا پس اُسکی فکر جملہ واجبات سے ہی کس واسطے کہ وہ صاحب اسم عظم ہو اور جزیرہ بیکل بھی اُسکے پاس
 موجود ہو سچا سپر کسی کا اثر نہیں کرتا زبردست ایسا ہو کہ اُسے دیوؤں کو مارا ہو اگر آج اُسکی تدبیر نہ ہوئی
 تو کل تم وہ روزید دیکھو گے کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہو گا یہ باتیں شکر صدق جادو نے کہا ملک جی
 تم سچ کہتے تھے حمزہ تو اتنا بڑا صاحب طاقت بھی ہو اگر کوئی ضعیف سا ضعیف دشمن ہو تو اُس سے بھی
 غفلت سرسرمات کی نشانی ہو اچھا میں جاتا ہوں اور اسم عظم بند کر کے حمزہ کو قید کیے لیتا ہوں یہ لکرا اپنی
 سحر کی جھولی سے ایک شیشہ نکالا اور اُٹھ کر جانب لشکر امیر روانہ ہوا اتفاق سے حیاران لشکر اسلام
 کہ ہر وقت بارگاہ دشمن میں بہ امر جاسوسی رہتے ہیں اُسوقت سر ہنگ بھری صورت بدلے ہوئے
 بارگاہ لقائیں موجود تھے اُسین گفتگو بختیارک کی فنی اور صدق کو جاتے دیکھ کر یہ بھی اُسکے پیچھے چلا
 اور ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر نہائی کے مقام پر پہونچ کر آواز دی کہ اے صدق جادو وٹھہر جا جو کچھ
 مروارید جادو نے کہا ہو وہ سن لے صدق اُسکے پکارنے سے ٹھہر گیا اور یہ قریب اُسکے پہونچا اور
 کہا مروارید نے کہا ہو کہ رات کا وقت ہو تم بیگانے گھر پر جاتے ہو بہت ہوشیار رہنا اور اپنے تئیں
 عیاروں سے بچانا کہیں ایسا نہ کوئی عیار دھوکھا دیکر تمہارے دشمنوں کو زک پہونچا وے
 صدق نے کہا میں بہت ہوشیار ہوں تم جا کر کہہ دو کہ آپ خاطر جمع رکھیں میرا کوئی کچھ نہ کر سکیگا
 اُسے کہا کہ تم خاک ہوشیار ہو دیکھو ابھی وہ پیچھے کھڑے ہیں صدق نے اُسکے کہنے سے پیچھے
 پھر کر دیکھا اُسے ساتون حلقے کند کے گانٹھ کر مارے کہ اُسکی گردن میں پی ہوئی وہ گھبرا کر ادھر بھا
 اُسے بیفہ بیوشی منہ پر مارا وہ بیوش ہو کر گرا عیار مذکور نے پشتا رہ میں اُسکو باندھ کر پشت پر
 لا دا اور لیکر بھاگا ایک صحابین لا کر پشتا رہے کو زمین پر دے مارا صدق کو کھول کر خبر سے گویں
 اُسکی رگڑی مگر کسی طرح گلانہ کتاب تو یہ گھبرایا اور پھر اُسکو پیٹھ پر لا کر دیکھا گا بیان تک کہ اپنے لشکر میں
 آیا از بس کہ رات کا وقت تھا ایک نان بابی کا تنور گرم ہو رہا تھا اور شعلہ آتش اُسین سے اٹھتے تھے

اُس نے پشتارہ صدق اُس تنور میں ڈال دیا کہ وہ جل کر خاک ہوا اور بیرون نے اُس کے غل مچایا آواز دارو گیر کی بلند ہوئی نان بائی دوکان چھوڑ کر بھاگا اور سرسنگ امیر کے پاس آیا سب حال صدق کے مارنے کا معرض بیان میں لایا کہ اس طرح وہ آپ کے ہم غم کو قید کرنے کو آیا تھا میں نے اُسے وہل جہنم کیا اس حال کو شکر یا وجودیکہ امیر باوقیر رنج و مدد میں تھے مگر ہنس پڑے اور اُدھر بیرو تے ہوئے سامنے مروارید کے گئے اور پکارے کہ صدق جا دو سرسنگ مصری کے ہاتھ سے خداوند لقا کی بہشت میں گئے یہ شکر اُسکو ایک سنّاٹا آیا بلکہ یقین تھا کہ کلیجہ پھٹ جائے آب و تاب چہرہ کی جاتی رہی موتی کی طرح گرج کر بغضب تمام تر اُس مادرِ قعبہ نے ایک بیضہ سحر جوڑے سے نکال کر جانب آسمان پھینکا کہ وہ بیضہ اوپر جا کر پھٹا اور اُس میں سے دھوان نکلا اور وہ دھوان ابر بنا اور جا کر لشکر امیر پر محیط ہوا اور اُس میں سے پانی برسنے لگا وہ پانی بھی عجب سنگدلی کی تاثیر رکھتا تھا کہ تمام لوگ لشکر امیر کے ادنیٰ سے اعلیٰ تک سب بیوش ہو گئے سوائے امیر کے کوئی ہوشیار نہ تھا اور لمحہ بھر میں وہ پانی کی طغیانی ہوئی کہ پناہ پانی مشکل پڑی ہو اچلتی تھی وہ پون پانی کو گھیر کر لاتی تھی ہوشیاران عالم کو بیوش بناتی تھی ہوشیاری کو خواب سحر نے بہا دیا تھا دریائے غفلت اُٹھا ہوا تھا آسمان سے پانی کے ساتھ بیوشی برستی تھی ہوشیاری اُس لشکر میں قدم رکھنے کو ترستی تھی کہ بموجب بیات

جس طرح سے جنگ کو دل اُٹے
ہر چشمہ کی آنکھ میں تھا ڈھلکا
تنبخیر بڑھی چلی ہوا سرد
تھی باڑھ پر تیغ بجز زخار
چشمے آنکھیں دکھا رہے تھے

مانند سرشک بادل اُٹے
پیانہ بحر بھر کے جھلکا
چھائی جو گھٹا بڑھا غم و درد
دھارا تھا ہر ایک سیف کی دھار
سرتن کے حباب اُٹھا رہے تھے

اس بارش بر سرِ بحر میں امیر احم عظم پڑھتے جاتے تھے مالک بر وجر کو یاد فرماتے تھے کہ یکایک ہوا سرد کے جھونکے آئے بعد اسکے کچھ شعلے چکے مروارید جا دو کو سامنے استادہ پایا اور وہ کافراں بگڑا کہ ہر کوئی ایسا بہادر خدا پرستوں میں جو میرے سحر کو رد کر سکے اور میرا سامنا کرے امیر یہ سن کر قہقہہ شہر تمام کر کھڑے ہوئے فرمایا کہ ادھن کیون دیوانہ ہوا ابھی تو میں تیرا سر توڑنے کو موجود ہوں جب تیرا جی چاہے مجھ سے لڑے مروارید نے کما خیر حال تیرا معلوم ہوا تو نہایت سخت جان ہوا اب

میں تیری بھی فکر کرتا ہوں پھر سب کو ایک ہی مرتبہ قتل کرونگا یہ لکڑ غائب ہو گیا اور بارگاہ میں آیا جاسے
گذشتہ زبان پر لایا بختیارک نے حال سن کر کہا کہ اے مروارید کیا غضب تنے کیا کہ سبکو چھوڑ کر چلے آئے
سب کو مار ڈالتے پھر امیر سے سمجھ لیتے مروارید نے کہا کہ یہ بات مناسب نہ تھی میں امیر کو پکڑ لوں تو
سبکو قتل کروں جس میں کوئی دغدغہ باقی نہ رہے یہ لکڑ بیٹھا اور تاج و کھنہ لگا کر اسم اعظم بند کرنے کی
فکر میں ہوا اب اسکو تو اس حال میں رہنے دو لیکن دو کلمہ داستان شاہ عیاران عیار عمر بن امیہ نامہ دار کی منظر

مجھے بھی دوسے کر سہار ساقی
ترقی ہو مے کیف بیان کو
ہو جسکے زیور معنی سے تزئین

کہان ہوا دوسے غمخوار ساقی
وہ دوسے تاکہ بھولوں دو جہان کو
لکھوں پھر میں فسانہ ایک نکلین

آرایش دہندگان عروس سخن دہر ہفت سازان زیور شاہ بجن معشوقہ دلفریب کلام کو محفل بیان میں
اس طرح جلوہ طراز فرماتے ہیں اور آئینہ مضمون کو یوں دکھاتے ہیں جب شاہ عیاران عیار سبک طرار
عمر بادقار بیابان گلرین میں پہونچے اور معمار قدرت کو زنبیل میں ڈال دیا تو اسوقت جہاندار نے
انکو گرفتار کر لیا اور چاہا کہ قتل کرے اسوقت شبیہ جمشید کی طرف سے آفتاب جاو و آیا اور اسنے
حکم دیا کہ عمر کو وہ عقیق میں بھجوا دو چنانچہ بموجب اسکے حکم کے جہاندار نے ایک پنجہ سحر کو حکم دیا کہ اسکو
لیجا کر وہ عقیق میں چھوڑ آوہ پنجہ خواجہ کو لیکر روان ہو اور دامن کوہ عقیق میں لا کر چھوڑ دیا اب جو
اپنے تین اوپر عقیق کوہ کے پایا اور دیکھا کہ لشکر امیر کا سامنے پڑا ہوا ہے اور بارگاہ لقمان طبل اور
نقارہ خوشی کے ہج رہے ہیں تمام کفار خوش و خرم پھر سے ہیں یہ ماجرا دیکھ کر اسکو یقین ہو گیا کہ خواجہ
کسی طرح کی خوشی ان کفاروں کے تیئں ہوئی ہے خدا خیر کرے تو چکر خبر لشکر امیر کی تو دریافت کر کہ وہاں تو
کوئی امر رنج کا طور میں نہیں آیا ہو کہ یہ سب خوش ہو رہے ہیں یہ سوچ کر لشکر امیر میں جو آیا تو دیکھا کہ ہزار ہا
آدمی مٹی کے کھڑے ہوئے ہیں اسکو کمال حیرت ہوئی اور وہاں سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ تمام لوگ لشکر کے
مع دوکاندار وغیرہ سب بیوش اور ہوش اوپر زمین کے برب فرش فرش پڑے ہوئے ہیں یہ ماجرا
دیکھ کر عمر کو اور زیادہ تردد دامن گیر ہوا اور گھبرا کر اندر ایک خیمہ کے چو گیا تو دیکھا کہ امیر با تو قیر کے دتھا
کھڑے ہوئے نہ یہ آسمان دو نون ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے ساتھ گریہ و ناری کے اس طرح سے بیکار
بیٹھا کر رہے ہیں کہ اے خلاق ہر دو عالم تو اس مرتے خوب آگاہ ہو کہ یہ غیب ذلیل و حقیر جاو و پکش

خاندان کچھ کا ہوا اور یہ مرتبہ اور حکومت جو کچھ کہ تو نے اپنی عنایت سے اُس بندہ ناچیز کو عنایت کی ہے فقط تیری یہ
بندہ نوازی تھی دگر زمین اس لائق کا ہے کو تھا کہ جو ایک سردار بھی ایسا مجبوس میرا تابسل امیدوار ہوں کہ اگر
تو نے میرے حال کے اوپر نوازش فرمائی ہے تو پھر اُس میرے نام کو برقرار رکھ اور یوں تو بہر صورت تو
مالک ہو میں تیرا ہر حال میں شکر گزار ہوں جو کچھ کہ میرے حقیقین بہتر سمجھ وہ ہی کہ کہ میں تیرا بعد ار ہوں مجبوس
کیا عذر ہو اس تقریر کو عمر نے جو سنا تو اُسکو تاب باقی نہ رہی کہ عاشق حمزہ کھاتا ہی بتیاب ہو کر پکارا کہ اے آقا
عمر غلام بھی تیرا حاضر ہے امیر نے جو آواز کو عمر کی سنا تو بے قرار ہو کر دوڑ پڑے اور عمر کو گلے سے لگایا
اور فرمایا کہ اے یار وفادار و مونس غمگسار حمزہ قسم ہو اُسی پیدا کرنے والے کی کہ جس نے ہلکا اور تلو خلق کیا ہے کشتیے روز
تمہاری ہی یاد میں بسر ہوتا تھا اور بے اختیار دل ملاقات کو چاہتا تھا مگر شکر ہے اُس پروردگار کا اور لاکھ لاکھ
احسان ہے اُس کا کہ وقت اخیر تو ملاقات ہو گئی عمر نے بھی یہ حال امیر کا دیکھ کر اپنے تئیں بے حال کر دیا اور بعد
جزع و فزع بسیار استفسر ہوا کہ یا امیر خیر تو ہو کیا حال ہے امیر نے جملہ ماجراے جنگ و وارید بیان کیا عمر نے
کہا کہ یا گل بوستان صاحب قرافی آپ کسی پھول میں مثل بوکے پوشیدہ ہو جائیے میں جا کر باغ ہستی پر اُسکے
خزان لاتا ہوں اور دخل سہی باہر نا بکار کو خیر ظلم سے قطع کرتا ہوں امیر نے فرمایا کہ پوشیدہ ہونا کام بہادر ورن کا
نہیں ہو میں خود تلو اور پڑ کر نکلتا اور اس فوج بھیجا پر کرتا ہوں اگر خدا حامی و مددگار ہے تو یہ ساحر کیا نا بکار ہوں
باتوں میں عمر کی نگاہ رخسار بے نظیر امیر یا تو قیر پر پڑی دیکھا کہ گل رخسار مر جھایا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ
بڑی دیر سے کچھ نوش نہیں فرمایا ہے یہ دیکھ کر عرض کیا کہ یا امیر آپ نے کچھ تناول نہیں کیا ہے عمر کی اس بات
سے امیر ہنس پڑے فرمایا کہ بھلا جسکے اوپر ایسا سانحہ عظیم گذرے اور اُسکے جگر بند یوں مبتلائے مصیبت
ہوں اُسکو کھانے پینے سے کیا خاک رغبت ہو عمر نے کہا حمزہ فرزند و بلند مرتبتا ہے جب تو کھانا کھاتے ہیں
برائے خدا کچھ تو نوش کیجیے یہ سب انشاء اللہ رہا ہوئے جاتے ہیں مسحور بہ سحر میں یہ لکھ کچھ کلیجہ اور کباب
زنبیل سے نکالے اور قسم وغیرہ دے کر امیر کو کھلائے پھر ماہی کا جام دیا کہ امیر نے پیا اس میں بیہوشی
ملی تھی امیر بیہوش ہو گئے عمر نے آپ کو اٹھا کر زنبیل میں ڈال لیا اور وہاں سے جانب صحرا روانہ ہوا
اور ایک درہ میں پہاڑ کے آگے ٹھہرا اور ہاتھ کو سونگھا اور ہاتھ کی بیٹھ کو سونگھا تین سو ساٹھ مگر تازہ دم
دست بستہ سامنے آئے ایک کو اُنہیں سے پسند کیا اور رنگ روغن عیاری لگا کر صورت اپنی مثل
ایک ایتیت کے بنائی کا نون میں کنڈل ڈالے اور ہاتھوں میں لوہے کے کڑے پہنے فلاد کی کڑھنی ہاتھ

موئے زہار باہر نکلے ہوئے لگاؤ کا کسا ہوا مچھین بڑی بڑی ہاتھ میں کچھ سلگتا ہوا بایں سہیت کڈائی
 جانب لشکر لقا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ لقا پہنچا پکارا کہ ابے اوحرام زادے نطفہ حرام دلو لڑنا
 مروارید چادو تو کمان گیا ہوا ایسی جوتیان مارو گا کہ فرخ ہو جائیگا اسکے گالیان دینے سے لشکر کے لوگ گولا
 گرد جمع ہو گئے اور کہا کہ مروارید نے آپ کا کیا گناہ کیا ہر گالیان دیتے ہوا تیرت نے کہا وہ حرام زادہ
 اندھا ہو گیا ہر دیکھتا نہیں ہر کہ چھپکلی کے پیٹ سے رات نکلتی ہو اور بھینس انڈے دیتی ہو اسی طرح
 کی باتیں محل لوگوں نے سنیں سمجھے کہ دیوانہ ہو اور ہلکاروں نے دوڑ کر بارگاہ میں خبر مروارید کو پہنچائی
 کہ ایک اتیت آپ کو گالیان دیتا ہوا آتا ہوا اُسے کہا آئے دو کوئی خبر نہو کیونکہ وہ کوئی بندہ مقبول خداوند
 اس اثنائ میں اتیت اندر بارگاہ کے آیا اور بیان بھی خوب سی گالیان مروارید کو دین مروارید نے
 کہا یہ کوئی سودائی ہو یہ لکڑ کھڑا ہو گیا اور کہا کہ آپ تشریف لائے ہیں تو آئیے یہ سودائی بن چھوڑ
 دیجیے اتیت نے کہا سودائی تو اور تیرا باپ میں دوسرے لقا کے پاس سے آیا ہوں بھلا میں
 تجھ سے پوچھتا ہوں کہ لشکر سلیمان کو تو نے کس کے کہنے سے غارت کیا مروارید نے کہا تم بیٹھو تو میں
 بتاؤں تم تو دیوانے بن کی باتیں کرتے ہوا تیت نے کہا پھر تو نے وہی کہا دیوانہ تو آپ ہو گا امین
 بختیارک نے کہا کہ اتیت صاحب انڈر گالیان نہ دیجیے انھوں نے بڑا کام کیا اتیت نے کہا اچھا
 میں اسے گالیان دیتا ہوں کہ اب تک انکے سر کیوں نہ لٹو اڈا لے میری عمر ایک ہزار چار سو چار برس کی ہو
 اور اسی سال امان جان نے دو دھڑ بڑھائی کہ اب اسے لازم ہو کہ جلد سب کا کام تمام کرے مروارید
 نے کہا پہلے اہم عظم حمزہ بند کروں پھر جیسا آپ کہتے ہیں میں وہی کروں گا ان باتوں میں بختیارک کی
 بایں نیلی کے تلے رگ اور بختیاری پچھ کی گھبراہٹ کے ادھر ادھر دیکھنے لگا اور پکارا کہ بار کچھ ہو نہ وہ
 آگئے مجھے ہوا پھر ہی ہوئی معلوم ہوئی تھی یہ لکڑ کھڑا ہو گیا اور فید اُتار کر ناچنے لگا اور کہا مروارید
 جلد سلیمان کو چھوڑو سنیں ورق اُلٹا چاہتا ہوں کوئی دم میں نہ تو ہو یہ لقا ہر لوگ حیران ہوئے کہ
 ملک جی کو بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہوا ابھی تو اچھے تھے دیوانے کیوں ہو گئے امین بختیارک نے اتیت
 سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہوا اتیت نے کہا مجھے عمر جاو کہتے ہیں عمر کا نام سنکر ملک جی کا دم نگل گیا اور
 عمر نے کہا ملک جی یہ ذرا تم لاگ چلو تو مجھے کچھ کہتے کہنا بختیارک لائے ساتھ گوشہ بارگاہ میں مقام
 تنہائی ہر آیا عمر نے وہاں کہا ملک جی حراج تو چاہا ہر بختیارک نے کہا وہاں لوگوں اس وقت عمر نے

بائیں آنکھ کا تل دکھایا کہ بختیارک کے رستے سے جو اس منتشر ہو گئے اور قدم پر چمکے گرا اور کما حضور میں
تو آپ کا غلام کا غلام کا تلام بلکہ جہلام ہوں مارے اس لقا بڑ جو کہ ہر چند میں منع کرتا ہوں کہ اپنی
حرم زدگی سے باوا نہیں مانتا اب آپ کی جوتیان کھائیگا تو سیدھا ہو گیا اور غلام نے بیس ہزار روپیہ
بارہ ہزار اشرفی اور بہت سا جواہر بد ریان دو شالون کی حضور کے لیے لے رکھی ہیں آپ تو جانتے ہیں
میں چھ مہینے پیشتر سے مسلمان ہوں یہ لکھ کر کلمہ پڑھنے لگا عمر نے کہا بھی تمہارے سبب سے کچھ قرض
ہمارا ادا ہو جائیگا مگر تو دورنگی مسافق ہو خیر و نطفہ حرام اگر کسی سے یہ راز کہا تو ماہی ڈالو ننگا
بختیارک نے کہا کیا طاقت جو زبان پر بھی آئے یہ لکھ کر وہاں سے بارگاہ میں اگر کرسی پر بیٹھا
اور بختیارک بھی اگر اپنی جگہ پر متمکن ہوا اور پکارا کہ صلوٰۃ بر محمد و لعنت بر لقاہم سر کو ہی نے کہا کہ اسے
نہ ہمارے خداداد کو کیوں کہتا ہو بختیارک نے کہا یہ تو قدیم سے مثل چلی آتی ہو ایک دن تم بھی ہی کیوں
اچھ لقا سے اشار دین میں کہا کہ وہ عمر آیا ہو یہ کیسی تقدیر تو نے کی اُس گیدی نے کان میں اس کے کہا کہ اگر
یہ تقدیر نہ کرتا تو کیا کرتا مجھ کو منظور نہیں کہ سب بندے میرے قتل ہو جائیں بختیارک نے مروارید جادو
سے سب بیان کیا کہ جلد خبر لے عمر آگیا اُس کو یقین نہ آیا مگر سوچا کہ اس ایتھ کو گرفتار کر لینا چاہیے پھر
اُس کے سمجھ لینے یہ سوچ کر اپنی کمر سے رقعہ جمشیدی نکالا اور اُس میں دیکھا معلوم ہوا کہ یہ امریچ ہو جس
ماش کا دانہ نکال کر سوچ پڑھنے لگا اور پکارا اونا بکار کمان جائیگا میرے ہاتھ سے عمر بھی کرسی پر سے
سنبھل کر کھڑا ہو گیا اُسے وہی ماش کا دانہ جو مارا عمر کے آدھے دھڑ کا دم نکل گیا عمر نے جلد زنبیل سے
امیر کو نکالا اور ہوشیار کر کے کہا کہ یا امیر مروارید سے سمجھ لیجی صاحب قرآن از بسکریہ ان جنگ
میں مسلح و مکمل آئے تھے اسوجہ سے اسوقت بھی ہتھیار لگائے تھے بس عقرب سلیمان کی کھینچ کر
ساحر پر حملہ آور ہوئے اور اس کے حریہ کو رد کر کے ہاتھ مارا کہ تلوار سر پر بیٹھ کر ٹانگوں سے نکل گئی
دو پرگالہ کیے اُس کے مرنے کا شور و غوغا برپا ہوا آواز آئی کہ مارا مروارید جادو تمام عالم میں تاریکی چھائی
اسی تاریکی میں لقا تو تخت پر سے کود کر بھاگا اور امیر نے فرعون اللہ اکبر کہا سردار ان لقا ہمیشہ سے لوہا مانی
ہوے ہیں یہ بھی رو بفرار لائے اور امیر قتل کرتے ہوئے انکو چیل باہر لشکر لقا شور و غوغا سنکر تیار ہونے
لگا جلد جلد کمر بندی ہوئی اور اسطرح مروارید کے قتل ہونے سے لشکر اسلام پر سے سحر اتر گیا سب
بیعت چلی پر آئے اور کھوڑے بھی جو مٹی کے ہو گئے تھے یہ سب تو قدیم جاندار ہونے کے شواہد ہیں

جلد مرکبوں کو پاس سرداروں کے پہونچایا ہر ایک شیر مہینہ شجاعت ننگ بہر جلاوت سوار ہو کر قلم جنگ
مین بہر شنادری روانہ ہوئے یہاں امیر لشکر شریلقا سے مقابل ہوئے تھے کہ لشکریان اسلام اگرے
اور دولشکروں میں باہم زد و کشت شروع ہوئی نعرہ بہادران سے گنبد لیلی سائبان آسمان لرزان تھا
دشت کوہ ہلتا تھا گرد سپاہ سے دنیا تاریک تھی تلوار کی چال ڈھال پر بہادر مرتے تھے تیغ کے نیچے
سردھرتے تھے زبان شمشیر و سنان و تیر سے صدائے دھاوہ اور زہازہ آتی تھی فرط خوف سے
جان جاتی تھی محیط رزم میں ہر بہادر غوطہ زن تھا تلوار کا سردوست جان کا دشمن تھا ہر سمت
کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگے تھے دریا خون کے بے تھے نقشہ تھا کہ اپنا

یکے حملہ بردند از آسان کہ کوہ	بدرید از آوازایشان گروہ
نوگفتی کہ دریا بجو شد ہمین	سپہر روان خون خرد شد ہمین
چکا چاک برخاستہ باہک سران	ہمان زخم شمشیر و گرز گران
از ان کافران کشتہ شد لشکرے	ہر ان کس کہ بدزان دلیران سرے
ہمہ کشتہ گان را ہم درنگند	تلے گشت برسان کوہ ہلند
ہمہ طلب گہ پاک در ہم دریم	درفش سپہدار شد پدید
خوین سر بسر گفتی از جوشن است	ستارہ ز نوک سنان روشن است

لقائے گمراہ مع سرداران روسیہ تاب مقاومت نلا سکا جانب قلعہ کوہ عقیق بھاگ کر روانہ
ہوا غازیان دیندار و مجاہدان بہتور شعار مال و اسباب کفار غارت کر کے خیام و ہار گاہ جلا کر
اپنی بارگاہ کی طرف پھرے طبل آسایش پر چوب پڑی امیر عمر پرستہ ز زینار کرتے ہوئے
جب روانہ ہوئے عمر نے کہا کہ یہ مال کیون غارت کرتے ہو جو کچھ لٹاتے ہو ہمیں کو دے دینا
ایک رات کی تو ہماری تمھاری ملاقات ہوا اسی طرح کی باتیں کرتے ہوئے بارگاہ سلیمان میں
آئے لشکر نے کمر کھولی سردار اپنے اپنے خیموں میں جا کر آسودہ ہوئے بادشاہ بھی دخل شہستان
ہوئے شب بھر آرام فرمایا دوسرے روز جب چادر مشک فام سے شاہ روز نے چہرہ روشن
ایجاد دکھایا جان کو سوز نسیم آیا کہ ایہا ست۔

جو برزوز دلدل دلفش سفید	ستارہ شد از تیرگی نا اسید
-------------------------	---------------------------

خردش آمدارنائے وزگا و دؤم | همان نعرہ پسیل و روئی نہ خم
 صبح دم شہنشاہ گیتی ستان سریر جہان بینی پر اگر جلوہ فرما ہوئے عمر بھی حاضر دربار ہو کر کسی پرستگن ہوا
 سب سردار سالار اپنے اپنے مقام پر اگر بیٹھے امیر و نکل ناد عنبر پر جلوہ فرما ہوئے عمر کو خلعت بہت
 بھاری عنایت کیا سب سردار گلے سے عمر کے لئے اور کرب غازی کو عمر نے خوب ساگنے لگایا کرتے
 حال اسد کا پونچھا عمر نے کہا کہ یہ تو بڑی داستان تھی مگر اسد زندہ ہیں یہ کہہ کر حال افراسیاب
 و کوکب وغیرہ کا بیان کیا غرض بادشاہ نے حکم عیش و صحبت رقص سرود کی برپا ہوئی حجام عمر
 گردش میں آیا اسطرف لقاہریت خوردہ قلعہ کوہ حقیق میں اگر چھپا تھا دوسرے دن سب لشکر
 بھاگا ہوا مجتمع ہوا اور اس گہر کو پھر سب نے تخت خدائی پر بٹھایا سردار وغیرہ اُسکے بھی جمع ہوئے
 سلیمان عنبری موفے جا بجہا نامہ بنا رطلب امداد روانہ کیے اور حکم ترتیب مجلس عیش و

داستان شوکت بیان لوٹنا بختیاگ کو عمر کا اور ملاقات کرنا ملکہ سروسیمین تن اپنی
 زوجہ سے پھر کچھ لیجانا مولج جادو کا عمر کو طلسم ہوش ربا میں اور ماننا معارف قدرت
 کا سواج جادو کو اور چھوٹا عمر کا پھر عیاری چالاک کی افراسیاب پر اور آنا
 اثر در سوار روئین تن کا پودر پیر عیاریان کرنا چالاک کا لمو لفقہ

ترا سخوارا بتو نیم جان ہو
 نہیں طاقت تجبس کی بھی باقی
 تو سر آنکھوں سے مرخانہ میں دُن
 مبارک باد دینے آئی حسرت
 خوشی سے رند سب بنکارین ملکہ
 کوسے عشوہ گرمی پھر یار پر فن
 صدائے نے کی پھر ہر جان مشتاق
 خدا سے اپنے دل میں جو ایسے کہتا
 عطا کر صحت کا تل نہیے اسب
 بجایہ سیر مغان کی ناؤں غدت

کمان ہوا میرے ساتی کمان ہر
 کمان پاؤں تجھے اے میرے ساتی
 ذرا بھی تو رست رفتار پاؤں
 کروں پیر مغان کی پھر زیارت
 ملون یاران ہم مشرب سے اپنے
 نظر پھر آئے دخت رزگا جو بن
 جدائی بزم رندان کی ہوا ب شاق
 پڑا چپ بستر غم پر ہون رہتا
 کہ اپنا فضل کر تو مجھ پہ یارب
 کروں جلدی سے یارب غسل صحت

<p>بچے مہ خانہ میں چپک و دوت و نو صد اقلقل کی پھر شیشہ سے اڑے بط مہ کشتی مہ پر ہوا سوار خوشی کے ہر طرف کو چھپے ہوں ہر ایک آنکھوں پہ پھر پھلاے مجکو زبان پر ہو یہی ہر ایک کے تقریر کہ مہ خانہ میں اے حضرت جاہ انہیں سے ہم تو یہ غواری ہیں سیکھے انہیں کے دم سے مہ خانہ ہو آباد سناساتی یہ راز دل زبانی خدا کو دیر کسبیا ہو فضل کرتے کہاں تک جاہ یہ حسرت کی باتیں زبان پر لاؤ ایک افسانہ نگین سیح خوش لقاے این روایت</p>	<p>چلے رندون میں دور سا غم صراحی قسمتہ بلدی لگائے تو مجھ سے رند کا بیڑا ہو پھر بار ہم رندون میں اڑتے تھے ہوں شریک بزم پھر فرمائے مجکو کہ تیرا شکر ہوا اے رب تقدیر جو پھر اگلے ہماری عیش کی راہ یہی استاد برحق ہیں سبھوں کے یہ وہ ہیں جن سے ہو پر مغان شاد مگر باقی ہو حسرت کی کہانی جو وہ جاہ ہے تو دم بھر میں شفا سے یہ غمگینی کے دن عشرت کی راتیں نہیں ہو مہ نو تم ہو نہ غمگین چنین زندہ کند مردہ حکایت</p>
<p>رہجوران بستر ناکامی و بیمار ان شفا خانہ خوش کلامی مریمان بساط داستان گوئی و طبیبان امراض سرگرائی و دلجوئی دارالشفائے تحریر میں برائے علاج بے تابی دل اسطرح جاتے ہیں اور حکیم خرد سے یوں معالج فرماتے ہیں کہ جب طبیب مطب خانہ عیاری و بناض دارالعلاج مکاری دظاری یعنی عمر بن امیہ ضمری کام مروارید جاو کا تام کو کے ایک دن بارگاہ سلیمانی میں مشغول عیش و عشرت رہا آخر شفا خانہ دہر سے حکیم مہر بخاست کر گیا اور مرض صفر و مبدل بہ مرض سودا ہوا عالم میں تاریکی چھائی دن گیا اور رات آئی ابیتا</p>	<p>سوئے پستی ہوا افتادہ دامن ہوا آخر بشکل گردش سال نظر کے سامنے جو تھا نہ پایا</p>
<p>کہ اتنے میں وہ اوج روز روشن پس از رفعت گھٹا کچھ دم میں اقبال شباب شام نے جو بن دکھایا</p>	<p>سویں پستی ہوا افتادہ دامن ہوا آخر بشکل گردش سال نظر کے سامنے جو تھا نہ پایا</p>

طپش پر آئے وہ دل رکھے جو مضطر	فروغ شمع نے روشن کیے گھر
<p>قریب شام عمر خوش اندام خمیہ میں ملکہ سرو سیمین تن گلفام کے برائے ملاقات آیا ملکہ مذکور کہ بہت پیاری بی بی اُسکی ہو آمد خواجہ سنکر ملکہ نے بھی خوب اپنے تئیں آراستہ و پیراستہ کیا تھا پیم عشرت کو بصد حسن و زیبائش ترتیب دیا تھا شیشہ آلات سے خیمہ سجایا تھا فرش کلافت بچھا تھا مسند پر تکلف آراستہ تھی کشتی میں ایک طرف جمی تھی چنگیہ جو کھڑے پاندان عطر دان سامنے مسند کے رکھے تھے لباس و زیور سے جسم نازک ملکہ گل اندام مزین بھی تھا یہ نقشہ نظر آتا تھا کہ مسند</p>	<p>سینہ صاف تھا آئینہ صورت روشن دقت گفتار جو ہنس پڑتا ہو وہ غنچہ دہن واہ کیا حسن دکھاتا ہو گلے میں مالا</p>
<p>دانت موتی کی لڑھی راسمین بنیں جاکے سخن سینہ میں ہوتے ہیں دانتوں کے گہر عکس فلن سوتیوں کا نظر آتا ہو گلے میں مالا</p>	<p>گوری گوری وہ ہستی ملی ہو کہ بلور کا جام نفرتی نظرت ہو یا جسمین کہ سونیکا ہو کام صاف شجرت کی تحریر یہ مکتوب میں ہو</p>
<p>سرخے رنگ حنا اُسمین شراب گلفام یا نظر آتا ہو لبریز شفق ماہ تمام رخ یوسف کی حکیم دیدہ یعقوب میں ہو</p>	<p>الغرض جب عمر و گل خمیہ ملکہ ہوا ملکہ نے آکر استقبال کیا مسند پر لیجا کر بٹھا یا جام و ارغوانی بھر کر دیا جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا تو اسوقت کہا کہ اتنی مدت کے بعد تم طلسم سے آئے ہمارے لیے کیا تحفہ لائے خواجہ یہ سنکر آبدیدہ ہوئے اور کہا میں اسلیے خاص کر تمہارے پاس آیا ہوں کہ جو کچھ تمہارے پاس زیور ہو وہ لیجاؤں اسی ملکہ میں انتہا سے زیادہ قرضدار ہو گیا ہوں کیونکہ جب سے شہزادہ اسد طلسم میں گئے ہیں قید ہو گئے ہیں اور کئی لاکھ کالشکر جو مطیع اسلام ساحرون کا ہو وہ سب میرے ذمہ ہو ایک کو تنخواہ ماہ بمہا میں دیتا ہوں پھر انہیں بڑی بڑی شہزادیاں اور سردار ہیں کہ جنگی تنخواہ کئی کئی لاکھ روپیہ ماہواری کی ہو یہ سب خرچ میرے ہی اوپر ہو اور افراسیاب ایسے بادشاہ سے مقابلہ ہو ایک ایک عیاری کرنے میں ہزار ہا روپیہ خرچ ہوتا ہو اس صورت میں بیچارہ میں اکیلا کہاں سے خرچ لائوں قرضوں کو</p>
<p>کر کے کام نکالتا ہوں تمہیں گناہنا دید و کہ کچھ دن گئیں ملکہ یہ باتیں سنکر ہنسی اور کہا خوب میں بھلا کیا جانوں کہ آپ محتاج ہیں یا تو نگر مجھ کو تو پہنے سے مطلب ہو بی بیوں کو روٹی کپڑا</p>	<p>میں ہزار ہا روپیہ خرچ ہوتا ہو اس صورت میں بیچارہ میں اکیلا کہاں سے خرچ لائوں قرضوں کو کر کے کام نکالتا ہوں تمہیں گناہنا دید و کہ کچھ دن گئیں ملکہ یہ باتیں سنکر ہنسی اور کہا خوب میں بھلا کیا جانوں کہ آپ محتاج ہیں یا تو نگر مجھ کو تو پہنے سے مطلب ہو بی بیوں کو روٹی کپڑا</p>

شریح اخراجات نہ ملے تو وہ کیونکر رہ سکتی ہیں یہ لکھنؤ خواجہ کی لکڑیوں نے لگی اُس وقت آپ نے کہا ہا افسوس کہ ان کے حور تون کو سوا سے اپنے مطلب کے اور کسی کی فکر ہی نہیں اچھا صاحب ٹھہرو میں دیتا ہوں یہ لکھنؤ زنبیل سے آپ نے کچھ کیلین لوسے کی اور گرہین ہلدی کی اور کوڑیاں جھنجی ٹوٹے ہتھیار دہینے گا ٹھٹھے کی ٹوپیاں بھوٹے ٹکینے نکالے اور کہا صاحب لو گھبراؤ نہیں اگرین یہ جانتا کہ یہاں اگر اس آفت میں گرفتار ہونگا اور لوٹا جاؤنگا تو کبھی نہ آتا ملک نے یہ سب چیزیں دیکھ کر اپنے اوپر سے صدقہ کر کے پھینک دیں اور کہا درگور میرے دشمن یہ چیزیں لین عمر نے وہ پھر اٹھا کر نذر زنبیل کہیں محل میں انکی باتوں سے قہقہے اڑنے لگے غرض بہت کچھ انکو چھیڑ کر ملک نے حکم دیا کہ گائین خوش گلو زہرہ جبین آمین اور گانے بجانے لگیں جام بادہ ارغوانی کا دور چلنے لگا لکڑیوں کے قینچیاں بندھ گئیں جام و گلابان سینہ پر آگئیں خوامین سانسے سے ہٹ گئیں و و نون مصروف حدیث و نشاط ہوئے شب ساسی جلسہ عشرت میں بسر ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ ساقی دہرنے جام ماہ کو بادہ نور سے خالی کیا اور زہرہ نے دن اپنا سنبھال کر ملک پوشیدگی کا رستہ لیا کہ ایسا

ہوا حسن سحر کا شور پیدا
سحر چکی اٹھے لوگوں کے بستر

رہا باقی نہ ساقی نہ شیشا
صداد ہی طائر دن نے ہر شجر پر

صبح کو و نون اٹھ کر حمام میں گئے پھر خاصہ وغیرہ نوش کر کے ملک سے خواجہ رخصت ہو کر شبستا امیر میں آئے یہاں بی شان امیر کے مستفسر حال شہزادہ برقع الزمان واسد ہوئے ان سے سب کیفیت بیان کی پھر اپنی بی بیوں سے عمر ملا اور ہر ایک نے انکو خرچ وغیرہ مانگ کر چھیڑا آخر سب سے رخصت ہو کر خواجہ باہر آئے اور امیر سے مع تمام سرداروں کے ملکر رخصت ہوئے کہ یا امیر اب میں ذرا کوہ عقیق کی سیر کر کے طلسم میں جانے کی کچھ فکر کرتا ہوں انشا اللہ زندہ ہوں تو پھر اگر ملونگا یہ لکھنؤ بارگاہ سے لشکر اسلام میں آیا اور ہر طرف پھرتا ہوا کو تو الی چوترو میں آکر ٹھہرا یہاں جتنے عیار تھے سب سے ملا پھر صورت اپنی مثل ایک حمام کے بنائی انگرکھا پانچااس میں سکھ کا پہن کے سر پر گپڑی ملا زمان شاہی کی طرح باندھ کے ایک کسوت رومال میں لپیٹی ہوئی بغل میں دایمی ڈیا مریم کی کمر میں رکھی اور جانب کوہ عقیق روانہ ہوا دل میں ہی فکر تھی کہ کسی طرح ان کا فردن کو موٹڈیئے غرض جب دروازہ قلعہ پر آیا دربانوں نے ساکن

قلعہ مذکور کو سمجھ کر جانے دیا یہ بازار کی سیر کرتا ہوا دارالامارہ شاہی کی طرف جانکلا وہاں لقا بھی اپنے تخت پر بیٹھا تھا اور بختیارک سے کہہ رہا تھا کہ یا خداوند عمر نے حمزہ کو بیٹ سے نکالا لقا نے کہا ایک دن میں نے حالت نشہ میں زنبیل قدرت دی تھی یہ لکڑی غصہ کو ہی سے کہا کہ تنے ان بندوں کی میرے بے ادبی دیکھی میں کمان تک ان پر رحم کروں اگر میں چاہتا تو سب مار ڈالے جاتے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک بندہ کے ساتھ میرے لاکھوں بندے ہیں بس طرح دے جاتا ہوں اور چپ رہتا ہوں سب اہل دربار نے کہا برحق تو ایسا ہی سچم ہوا اس بات میں بختیارک کو خیال آیا کہ ایسا نہو عمر گھر میرا لوٹ لیجاے یہ سمجھ کر دارالامارہ سے باہر آکر نچر پر سوار ہوا اپنے گھر کی طرف چلا راستے میں عمر نے اسکو جاتے دیکھا پکار کر کہا کہ ملک جی ہمارا سلام پہنچے بختیارک لایا ہوا تھا پہچانا نہیں اور پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا کہ تنے ہیں نہیں پہچانا ہم وہ ہیں کہ جسنے تھقین مونڈا اور تمہارے باپ کو مونڈا ملک جی نے اب غور کر کے دیکھا عمر نے بائیں آنکھ کا تل دکھایا ملک جی کا دم نکل گیا اور کہا اے اے غلام اُترا پڑتا ہو آپ سوار ہو کے چلیے عمر نے کہا تم جلد ہم بھی آتے ہیں یہ لکڑی بختیارک سے پہلے اُسکے خیمہ میں جا پہنچا اور توشے خانے کے داروغہ سے کہا کہ جلد اسقدر روپیہ اور مال نکال کے رکھو ملک جی آتے ہیں اس عرصہ میں بختیارک بھی آیا داروغہ اُس سے کہا کہ اس سچام نے جو کچھ کہا ہو وہ بجالاؤن اُسنے کہا کچھ مال الگ کر رکھا ہوا داروغہ نے کہا جی ہاں بختیارک نے کہا بارہ ہزار روپیہ نقد ایک چنگیر پاندان عطر دان جو گھر ٹے کا لے آؤ اور جو اہرنگار جو اسباب ہو اُسے الگ کر دو داروغہ نے کہا بہت خوب یہ لکڑی خزانہ کی طرف روانہ ہوا ایک خدمت گار کو ساتھ لے لیا عمر نے جو یہ ماجرا دیکھا بختیارک سے کہا ملک جی تم ٹھہرو میں آتا ہوں یہ لکڑی خیمہ کے باہر نکلا اور کچھ دور چل کر پکارا اُسے بھی ٹھہر جاؤ داروغہ اور خدمت گار دونوں ٹھہرے عمر نے داروغہ سے کہا آپ تشریف لے لیجیے میں اس سے کچھ کو نکال دوں گا داروغہ تو آگے بڑھا اور یہ خدمت گار کا ہاتھ پکڑ کر الگ تنہائی میں لایا وہاں لا کر حباب بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کیا اور کہہ مے اُسکے لیکر آپ اپنے اور معجزہ سے صورت اسکی ایسی بنکر اسکو کسی گرمے میں ڈال دیا پھر آپ دوڑ کر داروغہ کے پاس آیا اُسنے پوچھا کہ یہ حجام کیا کرتا تھا جواب دیا کہ ملک جی نے کچھ اسباب الگ رکھنے کو کہا ہوا داروغہ نے کہا

وہ کون سا اسباب ہو گا آپ تو شک خانہ میں چلیے تو میں بتاؤں وہ اُسکو لیکر تو شک خانہ میں آیا اور اسباب الگ کر کے خدمت گار سے کہا کہ اسکو خالی صندوق میں بھر و خدمت گار اسباب زمین میں ڈھیر کرنے لگا داروغہ نے کہا اے ہم صندوق میں رکھنے کو کہتے ہیں تو الگ رکھتا ہو خدمت گار نے کہا کیا ڈاکا پڑتا ہو رکھ دیجئے جب جی چاہیگا اور اگر مال کے لٹ جانے کا ڈر ہو تو لٹ جا پاؤش کے صدقہ سے داروغہ نے یہ سنکر اُسکو ایک دھکا دیا خدمت گار بھی چھٹ گیا اور ایک طمانچہ داروغہ کے مارا ہاتھ آغشتہ بداروئے بیہوشی تھا داروغہ طمانچہ کہا کر بیہوش ہو گیا عمر تمام مال داستان وہاں کا لیکر بختیارک کے پاس آیا اُس نے کہا سب اسباب رکھ دیا جواب دیا سب اچھی طرح رکھا آپ اطمینان رکھیں بختیارک بولا وہ تو نہیں آئے اُس نے کہا کہ آپ تو اپنی خوشی سے دیتے ہیں پھر وہ نہ آئے تو کیا کیا جائے اُس نے پھر پوچھا کہ داروغہ کہاں ہو اُس نے کہا وہیں ہو بلوایے بختیارک نے ایک خدمت گار کو بھیجا کہ بلا لا خدمت گار نے جا کے دیکھا داروغہ بیہوش پڑے ہیں مال لٹ گیا ہو روتا ہوا کیا ملک جی سے سب حال کہا ملک جی نے ہائے کر کے کلیجہ پکڑ لیا تو شہ خانہ میں جا کے دیکھا ذرا اسباب نہ پایا پکارا کہ ہائے خدا اُسکو غارت کرے مجھ کو لٹ لیا اب میرے گھر میں آنا نہ نصیب ہو خدمت گار یعنی عمر نے کہا ملک جی کیون غم و غصہ کرنے ہوا بھی ایسے ایسے چار حصہ دار تمہارے پاس ہونگے تم تو شعور دار ہو آدھا یون گیا آدھا وون گیا ملک جی اُسکی تقریر سے گھبرائے آپ ہی کہا کہ خیر میری باپوش کا صدقہ گیا عمر نے کہا وہاں دوسرے قفل لگوا دو جان مال باقی ہو بختیارک نے کہا تو ہی میرا قدیم نوکر ہر سچ کتا ہو یہ کہنے اُسی مقام پر گیا جان باقی مال کھا تھا عمر نے دیکھا کہ ایک مکان ہو اُس میں قفل لگا ہو اُس نے بڑھکر قفل پر ہاتھ لگایا انگلیاں انکی کھان تھیں قفل کھل گیا کہا ملک جی یہ قفل جھوٹا لگا ہوا تھا اس میں دروازہ کھول کے اندر گئے عمر نے دیکھا بت بڑا مال ہو کہا ملک جی میں ایک حویلی کرایہ کو لی ہو وہاں یہ اسباب لے کے رکھ دو اور اگر کو تو میں بھی لیجاؤں بختیارک نے کہا تو کیونکر لیجاؤں گا عمر نے کہا یہ کون بڑا کام ہو ہم تو تم تک کو لیجاؤں اور ہم امانت دار بھی ایسے ہیں کہ جو کچھ رکھواؤ قیامت تک ندین بختیارک یہ گفتگو سنکر پہچان گیا یقین تھا کہ مرجائے پکارا کہ لیجیے لیجیے یہ آپ ہی کا ہو میں تو آپ کا غلام ہوں اُس نے کہا آنکھیں بند کر بختیارک ناچار آنکھیں بند کر کے کھڑا ہوا عمر نے جال الیا سے مار کر سب مال نذر نسیل

کیا بختیارک سے کہا آنکھیں کھول دے اُس نے جو آنکھیں کھولیں دیکھا سب مال غائب عمر نے کہا کہ لے تیرا شیطان حافظ ہو میں جاتا ہوں یہ لکڑاُس مکان سے باہر نکلا بختیارک وہاں سے روتا بیٹا لقا کی بارگاہ میں آیا اور سب احوال بیان کیا عمر بھی خدمت گار کی صورت بن کر بارگاہ میں موجود تھا کہ لقانے بختیارک پر رحم کھا کے بہت سارو پیہ اور جواہر دیا اُس نے عمر کو اپنا خدمت گار سمجھ کر کہا کہ اس سب کو اٹھو لیجا دو چار سپاہی ساتھ لے عمر نے پھر کے بائیں آنکھ کاتل دکھایا اور کہا کچھ آدمی کی ضرورت نہیں ہو بختیارک بکار لیجائیے لیجائیے آپ ہی کا مال ہو لقانے کہا کہ او شیطان کیا کتا ہو کہا کتا کیا ہوں تمھاری میری دونوں کی تقدیر اُلٹ گئی ہو غرض یہ بکتے رہے عمر مال زنبیل میں رکھ کر بارگاہ سے نکل گیا اب یہ تو طلسم میں جا نیکی فکر کرتا ہو لیکن اب حال نکبت افراسیاب حشران حال بیان کیا جاتا ہو کہ میت

بہین و تین مغزنا در ہسیان

کنون مینو یسم یکے داستان

جرچشان نخواستہ سحر و ساحری اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ افراسیاب جادو و فکر جنگ ملکہ بَران شمشیر زن میں اپنے مقام پر متمکن تھا کہ یکایک طا ئران سحر سامنے آ کر گئے اور بمثل لشکر انسان ہو کر عرض پیرا ہوئے کہ اے شہنشاہ عالی بارگاہ معمار قدرت کا حال ہم نے سنا ہو کہ اس طرح عمر نے جا کر بیابان گلرزمز اُسکور ہا کیا یہ لکڑ بولہ ماجرا جہاندار کا جو کچھ اوپر بیان ہو چکا عرض کیا افراسیاب نے اہل دربار سے کہا کہ صاحبو مجھ کو یقین نہیں آتا کہ بیابان گلرزمز میں عمر جائے سب نے کہا بجا ہو اُس وقت باغبان قدرت وزیر بھی حاضر دربار تھا اُس نے عرض کیا کہ آپ کتاب سامری میں دیکھیے سب حال معلوم ہو جائیگا بادشاہ نے حسب دستور قدیم کتاب سامری کو طلب کیا اُس میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ اب عمر قلعہ کوہ عقیق میں ہو یہ دیکھ کر کپارا کہ اے باغبان اگر کتاب کو نہیں مانتا ہوں تو ایمان میں فرق فرق آتا ہو اور اگر مانتا ہوں تو قیاس میں نہیں آتا کہ عمر کوہ عقیق میں کیونکر گیا کمان بیابان گلرزمز کمان مقام کو کب کمان قلعہ کوہ عقیق مگر کتاب کی آزمائش کرتا ہوں یہ لکڑ ایک ساحر مولیٰ جادو نام کہ سرداران موزمین سے تھا اُس سے حکم دیا کہ تم جا کر کوہ عقیق سے عمر کو پکڑ لاؤ اور بارگاہ حیرت میں لیجا کر ملکہ مذکور کے سپرد کرنا اور کہنا کہ اسی وقت اسکا سر کاٹ ڈالو یہ لکڑ ایک تصویر اُس کے حوالہ کی کہ جس صورت پر عمر ہوگا یہ تصویر ویسی ہی صورت بن جائیگی مواج

وہ تصویر لیکر باغ سیب سے باہر نکلا اور اذدھر سو پر سوار ہو کر جانب کوہ عقیق چلا بعد اُسکے جانے کے افراسیاب بھی سوار ہو کر لشکر حیرت میں آیا گھنٹہ و گھڑیاں بچے ساحر سجدے میں گرے غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ آئے حیرت بہر استقبال آئی بارگاہ میں لجا کر تخت پر بیٹھا یا ساقی نے جام شراب دیا دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا اسوقت حیرت سے بادشاہ نے کہا کہ ہنئے عمر کو پکڑو بلوایا ہر مولج جادو گیا ہر ہمارے سر کی قسم جسوقت وہ گرفتار ہو کر آئے اُسی وقت مار ڈالنا حیرت نے کہا سامری وہ دن کرے کہ وہ موٹھی کاٹا پکڑا دے طائران ہر ملکہ ہرخ بھی اس بارگاہ میں بامرجاسوسی بطور مخفی حاضر تھی وہ یہ خبر لیکر سامنے ملکہ ہرخ کے آئے اور جو کچھ زبانی افراسیاب سنا تھا عرض بیان میں لائے یہاں ضرغام عسپارہ موجود تھا اُسنے کہا میں جاتا ہوں اور خدا چاہتا ہے تو خواجہ کو چھڑا کر لاتا ہوں یہ کمر روانہ ہوا اثنائے راہ میں اُسکو چالاک بن عمر ملا اُسنے اُس سے سب حال بیان کیا چالاک نے کہا تم کلال کی صورت بنو میں کلالی بنتا ہوں یہ لکرو دونوں رنگ روغن عیاری لگا کر بصورت مذکور تیار ہوئے ضرغام نے ایک انگوچھا سر پر باندھا مزی گلے میں بینی دھوتی باندھی بوتل شراب کی کمر سے لگائی اور چالاک نے پشیمان سر پر نکالین مانگ میں سیندور بھرا میتھی ماتھے پر لگائی سسی ہونٹوں پر جانی گلدی بان کی منہ میں لیکر سرخ چندری اوڑھی لنگا گنگام کا پینا سوا می لنگے پر لگائی رنگ چہرے کا مہر و ماہ کو شرماتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زہرہ فلک سے اُتر آیا ہوا اسوقت اُسکے جمال جہان آرا کا یہ نقشہ تھا کہ جان خوبان جہان تھی اور رشک حور و غلمان تھی قربان اُسپر مردک چشم انسان تھی دانتوں سے موتی بے آبرو ہوتا لب لعلین سے لعل میر اکھاتا سیم دہن کا حلقہ دل پر ارمان تھا قد بالا الف جان کھتا لام زلف پر نشان تھی یسے لیسو بلائے سر یارمان تھی کنا تک وصف اُسکا کیا جائے یہ اشعار اُسکی صفت میں کافی ہیں اشعار

یا کھنچا ہر محاک حسن پر کوئی خط زر
لکشان یا مغب دیہ جور میں آئی ہر نظر
اُسی سر کی ہر قسم مع شب کیسوی
بدلے خود شید کے مہتاب سے پیدا ہر بحر

شعرا کہتے ہیں وہ مانگ ہر سلک گوہر
یا یہ ظلمات میں جاری ہوئی نہر کوثر
شانہ کتا ہر زبانی یسے پہلو ہر
نور اپنے کرد جبہ روشن پہ نظر

کیا صفائی ہو کہ بانی جمالت سے گھر
لوح سیمین تو اسے کیا یہ بیضا کیے

بجز حسن حسیان ہوا تر آیا ہو قمر
غش نہ آجائے اگر برق تجلی کھیلے

اس صورت سے تیار ہو کر آگے آگے کلال اور پیچھے پیچھے کلالنی انوٹ بچھوئے پاؤں میں پہنے
چھم چھم کرتی چلی راہ میں چالاک نے ضرغام سے کہا میں چل کر ڈہائی سو دن گا کہ یہ میری زوجہ ہو اور
مجھ سے راضی نہیں ہوتی اور تو کہنا میں ہرگز اسکی راضی نہیں اور لڑتا مجھ کو باتیں سناتا اسی طرح
سے سمجھا کر دونوں لشکر حیرت میں آئے اور لڑنے لگے ضرغام نے کہا رہ تو جا مالذادی میں
تجھے شہنشاہ کے سامنے لیجا کر ذلیل کرونگا یہ تو یاروں کے پیچھے دیوانی ہو مجھے خطرے میں
نہیں لاتی آج تیری سب حقیقت کھل جائیگی کلوارنی نے کہا دور بھڑوے تو کیا میری حقیقت
کھولے گا پہلے اپنی ہنیدہ کی تو خبر لے کہ جو لونڈاں پر جان دیتی ہو اور لونڈے اُسے گھیرے گھیر
بھرتے ہیں ابھی پرسون کا ذکر ہو کہ سلا ریادار و کبڑے کا لڑکا تیرے سامنے اُسکو دور پنی
دے گیا اور وہ اُس سے ہنسا کی موے جھڈ تو بیٹھا دیکھا کیا اتنا بھی نہ کہا کہ یہ تو کس
کرتی ہو اور آگے کیا کون جسکا پاپ اُسکا پاپ لیکن کورے بنے سے اوپار سائی لکھا رنے
سے جان جلگئی اس سبب سے اتنا شہ سے بھی نکالا نہیں مجھے کیا مطلب کہ میں کمون مولا
سنار سے تین پیٹ رکھوائے اور گروائے کلوار نے کہا کہ تو ایسی کہاں کی ڈال کی ٹوٹی ہو یہ
کو کہ میں طرح دے جاتا ہوں نہیں تو ایک یا تیرا صبح کو پکڑوں ایک شام کو ابھی پندرہ روز اُدھر
کا ذکر ہو کہ جتن کبڑے کا لونڈا جو آیا تو اُسے تو کوٹھری میں لیگی وہ تو کمون میں آچڑا دونوں کوٹھری
سے گھبرا کے نکلے خیر اس سے کیا مطلب ہو تو میری جو رو ہو کہ نہیں تجھے میری مان بہن کے
خراب ہونے سے کیا مطلب میں تجکو زبردستی اپنے قبضہ میں لاؤنگا کلوارنی کہا تیری کیا طاقت ہو
جو زیادتی کر کے میں حلال خور کے پاس جاؤنگی تیرے پاس نہ ہونگی بھڑوے اپنے دل میں
سمجھا گیا ہو کلوار نے دوڑ کے جھوٹے پکڑے کلوارنی نے کہا ڈہائی شہنشاہ کی غل جو مجا افراسیاب
نے بارگاہ میں سنا اور حکم دیا کہ یہ کون لڑتا ہو بلا لاؤ کچھ ملازم آئے اور دونوں کو سامنے لیگے
دونوں نے سلام کیا شاہ نے پوچھا کہ کیوں لڑتے ہو یہ کیا ماجرا ہو کلوار نے کہا یہ میری
جو رو ہو اور مجھ سے راضی نہیں ہوتی بادشاہ نے کلوارنی سے پوچھا کہ تو کیوں نہیں راضی

ہوتی اُس نے کہا اے بادشاہ اگر آپ غلام کے عوالہ کر دین مجھے منظور ہو اور اُس کا ساتھ نہیں منظور ہو
یہ سوانہ روٹی دیتا ہوں نہ کپڑا دیتا ہوں اور مارے مارے میری ہڈیا چور کر دین جو کماتا ہوں رنڈیوں میں
اڑاتا ہوں کلوار نے کہا کہ یہ بالکل جھوٹ کستی ہے یہ خود یار بادشاہ فراسیاب نے دونوں کا
حال سن کر حکم دیا کہ اچھا تم دو ایک مہینہ ہماری سرکار میں رہو جسکی بُرائی ثابت ہوگی اُسکو سزا
دی جائیگی کلوار نے کہا کہ میں اپنی دوکان رکھا چاہتا ہوں میں بیان حاضر نہیں رہ سکتا مگر ہاں اس
عورت کجبت کو حضور رکھیں شاید آپ کے بیان رہ کر درست ہو جائے بادشاہ نے حیرت سے
کہا تم اس عورت کو اپنے پاس رکھو حیرت نے اُس عورت سے اشارہ کیا تو میرے پیچھے آگھری ہو
وہ پشت پر جا کر کھڑی ہو گئی اور کلوار دعا دیکر باہر بارگاہ کے نکل آیا بعد دو تین گھڑی کے
افراسیاب ملکہ حیرت کا ہاتھ پکڑ کے ایک مکان تنہائی میں جلاسب ملازم تو ٹھہرے رہے
مگر یہ عورت پیچھے چلی گئی جبکہ افراسیاب اُس مکان میں گیا وہاں پرے پرے ہوئے تھے سامان
عیش و عشرت مہیا تھا حیرت نے اُس عورت سے کہا تو بیان پرے پاس کھڑی رہ کچھ کام
ہوگا تو پکار لینگے یہ وہاں ٹھہری رہی بادشاہ اور حیرت دونوں گئے مسند پر بیٹھے بوسہ کنار
اور ملاحظہ ہونے لگا لیکن بیان چالاک نے دیکھا کہ پردہ کے پاس ایک طرف کو چند ڈالیان
دھری ہیں کسی میں سیوہ ہو کوئی بھولون کی پرہیز سنے پکار کر کہا کہ اے ملکہ اگر حکم ہو تو لونڈی ڈالیان لے
آوے حیرت نے کہا اے اُس نے ڈالیوں میں سیوہ آخستہ بداروس بیہوشی اور بھول بھی
بیہوشی کے بسے ہوئے لگائے اور اُس میں سیوہ اور بھول نکال لیے پھر وہی ڈالیان سامنے
لیجائے رکھ دیں اور باہر نکل آیا حیرت نے کچھ بھول اٹھا کے سونچے اور افراسیاب نے
ایک ہی تراش کر آپ بھی کھائی اور ملکہ کو بھی کھلائی کچھ ہی دیر میں نشہ ہوا بیہوش ہو کے گر پڑے
چالاک نے اندر جا کے خنجر کھینچا کہ دونوں کو مار ڈالوں اُسوقت جانشوز بن قران کہ پہلے سے
خدمت گار کی صورت بن کر اُس مکان کے گوشے میں چھپا کھڑا تھا اُس نے آتے ہی پیچھے سے چالاک
کا ہاتھ پکڑ لیا یہ جو دیکھے تو ایک سیاہ فام خدمت گار ہو پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے اپنا نام بتایا
اور کہا اے بھائی چالاک یہ کیا غضب کرتے ہو ابھی آفت برپا ہو جائیگی یہ افراسیاب
جاوے اسکی قضا ہی نہیں ہو ورنہ ہم اتک کب کا مار ڈالتے چالاک نے یہ سن کر جو کچھ

اسباب اس مقام کا اٹھ سکا وہ لیا اور جاسوز نے کپڑے چاہا کہ حیرت کے آثار لون اُسوقت صدائے
 مہیب آئی زمین کو ترزل ہوا یہ دو عیار اس مقام کے سرائچ چاک کر کے بھاگے وہاں مینہ برسنے لگا
 اور پرزاد ان طلسم نے زمین سے نکل کر پکاریاں حیرت و افراسیاب کے ٹنھ پر لگائیں دونوں کو
 ہوش آیا اُس مقام کا عجب حال ابتر انھوں نے پایا کہ اسباب بالکل لٹ گیا ہو سمجھے کہ یہ کام عیاروں کا ہو
 پس بادشاہ نے منغض ہو کر حیرت سے کہا کہ اے ملکہ تلو میری جان عزیز کی قسم جسوقت وہ لک لک
 پاساربان زادہ گرفتار ہو کر آئے خیر طلسم سے تمھارے رہائی پناے فوراً سرکاٹ ڈالنا اور میں
 ظلمات میں جاتا ہوں وطن بھیجدینا یہ لکڑی ظلمات کی طرف تخت سحر پر بیٹھ کر چلا گیا ملکہ حیرت اُس
 مکان تنہائی سے نکل کر بارگاہ میں آئی اور تخت نکبت پر متمکن ہوئے سب حال اہل دربار سے بیان کیا
 ادھر دونوں عیار لشکر اسلام کے بھی فکر عیاری میں گرد بارگاہ کے پھرنے لگے یہاں تو یہ ماجرا ہو لیکن
 مواج جو بہر گرفتاری عمر روانہ ہوا تھا بعد کچھ عرصہ کے قریب لشکر امیر با توقیر آکر پہونچا اور تخت پر سے
 اپنے اتر کر ہر طرف تلاش خواجہ کی کرنے لگا اتفاق سے ایک مقام پر صحرائین عمر بیٹھا ہوا فکر عیاری
 کر رہا تھا کہ کسی طرح سے اندر طلسم کے جادو اُسے جو خواجہ کو تنہائی میں بیٹھا دیکھا تصویر جو لایا تھا
 اُس پر نظر کی معلوم ہوا کہ ہاں یہی عمر ہو بس روئے ہوا سے نیچے بنکر جو گرا خواجہ کی کمر تھا مگر بلند ہو گیا
 اور جب روئے پر پہونچا پکارا کہ اے مفتی بد ذات ہو شرط کہ تجلوہ میں سے پھینک دوں
 یہ لکڑی جھٹکے خواجہ کو دیے خواجہ نے کہا کہ اے سودی میں کوئی انسان ہوں یا دیو ہوں جو تو اس قدر
 جھٹکے دیتا ہو اور تجلوہ لیے جاتا ہو بہت بچپائے گا تو نہیں جانتا ہو کہ میں سرمد زندہ جادو گر ان
 ہوں مواج نے کہا کہ شنشہ نے قسم کھائی ہو کہ ابکی عمر کو زندہ چھوڑ دنگا اب تو مارا جا ہیگا مگر
 کیون بچپائے لگا یہ لکڑی قندیل فلک ہو گیا خواجہ کی آنکھیں موج ہو اسے بند ہو گئیں اور وہ
 کچھ دیر میں اٹکولے ہوئے بارگاہ حیرت میں آکر اتر املکہ مذکور سہر حکومت پر جلوہ گر تھی کہ
 اسنے آکر عرض کیا یہ گنہگار حاضر ہو بلکہ کو تو حکم بادشاہ تھا ہی کہ جب عمر آئے فوراً قتل کرتا بس
 تصور پذیر ہوئی کہ جلا د کو بلا کر قتل کرانے میں عرصہ ہوگا اور اس کے معین و مددگار آجائینگے چاہیے
 کہ تو کسی سردار سے حکم دے کہ وہ سرا سکا کاٹ ڈالے یہ سوچ کر مواج سے حکم دیا کہ اے بھادر
 تمھیں سرا سکا کاٹ ڈالو مواج تیرے کھینچ کر آمادہ قتل ہوا تھا کہ خواجہ کو بھی ہوش آیا اور دیکھا

کہ میں بارگاہ حیرت میں ہوں سمجھے کہ اسی نیبانی نے تجھ کو کڑوا دیا یا ہر اور ایک ساحر کو سر پر تیغ
کھینچے آمادہ اپنے قتل پر پایا بس اس جلدی میں اور کیا ہو سکتا تھا سو اسے اسکے کہ زمیں سے
انہوں نے معمار قدرت جادو کو نکالا اور ہوشیار فوراً کر کے کہا کہ اے معمار یہ ساحر جو کھڑا ہو
مجھ کو کڑوا دیا ہو اور حیرت چڑھو کی یہ بارگاہ وہی ذرا خبردار ہو جاؤ ورنہ ہم اور تم دونوں ہلاک ہوا
چاہتے ہیں تم معمار سے یہ کہ رہا تھا کہ موج نے یہ ماحرہ دیکھا اور کہا اور غضب دیکھو اُس نے
تو پیٹ سے پائون نکالے معمار کو نکالا بس تیغ تو کھینچ چکا تھا ہی ابھی پڑا کہ خواجہ کا سر اڑا وہ
معمار نے فوراً ہاتھ اپنا سپر کر دیا کہ تلوار ہاتھ پر پڑی اور اُچٹ گئی اور معمار نے اُٹھ کر ایک طمانچہ
سج کا اس زور سے مارا کہ موج غرق ہو جاتا ہوا سر پیٹ گیا تڑپ کر ہلاک ہو گیا صد اسے
دارو گیر و گردار بلند ہوئی برق چمکی آری کی ہوئی صدائی مارا موج جادو کو عمر جو سر
سے موج کے زمین سے اٹھ کر بھاگ نہ سکتا تھا وہ سر اُس کے مرنے سے دفع ہو گیا اس آفت
کے آنے سے حیرت تخت پر سے کھڑی ہو گئی تھی سب سرداران ہان ہان کر کے اُٹھے تھے کہ عمر نے
دوڑ کر نسبت حیرت پر اپنے تین پونچایا اور کفن کے حلقہ گانٹھ کر جو مارے ساتون حلقے بچی
ہو گئے مگر حیرت سے سو گیا کہ سب بند الگ ہو گئے اور حیرت تڑپ کے نکلے عمر نے پھر
تو خنجر کھینچ کر لٹ ماری کہ سنون کی ٹانگین کاٹیں اور جست کر کے بہتوں کے سر اڑا دیے اور خواجہ کی
یہ استاد فن عیاری میں دیکھئے کہ جو سر کاٹا اسکی پاڑی اور ٹوپی لی سر زمین پر گرے نکلے تھے
غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ لیمو کھیر پو جانے نہ دیکھو جب غوغا زیادہ ہوا خواجہ نے دیکھا کہ تم کھڑا
بس گلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہوا اور پکارا کہ اے معمار ہم تو جاتے ہیں تم بھی آؤ معمار اپنے
سے سحر دکر تاجا تھا اور لڑ رہا تھا جب یہ صدا سنی یہ بھی بزور سحر اڑ کر چلا اسوقت اندھیاں
اُٹھ رہی تھیں جلیان چمکتی تھیں بیرغل مچا رہے تھے طوفان عظیم برپا تھا کچھ ساحر دن نے
تغائب معمار کرنا چاہا پھر سمجھے کہ یہاں ایسا کچھ دن رات ہوا کرتا ہے کیون آفت میں اپنے
تین پھنسا ئیں بیکار ہو یہ سمجھ کر باز رہے لشکر جن بھی قزاق ہوئے تھے اور تیاری ہو رہی تھی
کہ معمار پیچھے پیچھے اور خواجہ آگے آگے نکل کر روانہ ہوئے وہ آفت موقوف ہوئی
لشکر بھی اُس کے اُدھر منح کو بھی خبر پہنچی کہ موج جادو خواجہ کو کڑوا دیا لیکن خدا نے

انکو بچایا اس طرح وہ دونوں بارگاہ سے ٹکڑا کرتے ہیں مہرخ نے چند ساحران نامی کو بھیجا کہ جلد جا کر انکی خبر لو اگر کوئی امر نوعد گیر ہو تو خبر کر نامع لشکر میں بھی آؤں گی سرداران گرامی یہ حکم سنکر چلے گئے تھے کہ اثنائے راہ میں سرداران خواجہ اور معمار ملے یہ بغلیکیر ہوئے اور شادان و فحان لشکر میں آئے لشکر میں بھی غفلت انکے آنے کا ہوا مہرخ ایسا خوش ہوئی کہ بارگاہ سے باہر نکل آئی اور معمار سے ملی پھر اندر بارگاہ کے لاکر مقام صدر پر بٹھایا عمر بھی گری پر آکر بیٹھا ساتی و مطرب حاضر ہوئے دور حجام ارغوانی چلنے لگا مگر معمار حیران تھا کہ میں تو اپنے ملک میں تھا کوہ عقیق میں کیونکر گیا اور پھر بیان کیونکر آیا آخر خواجہ سے حال پوچھا انھوں نے سب کیفیت کو کب کی اور اپنی عیاری کی مارنا قائم جاو و وغیرہ کا اور آنا آفتاب جادو کا اور بھجوانا گوہ و عقیقہ میں سب بیان کیا اس عرصہ میں چالاک بن عمر بھی آیا اور اُس نے خواجہ کو بیٹھ دیکھا جھک کر سلام کیا خواجہ نے منہ پھیر لیا اُس نے کسوت عیاری سے ایک تاج حسین لعل اور گوہر شب چراغ لگے تھے خواجہ کو تہ دیدایہ کر ورون روپیہ کا مال دیکھ کر خواجہ نے ہاتھ پھیلا دیے اور گلے سے لگایا اور کہا اے فرزند مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم کھڑے ہوئے ہو اور مہرخ سے پھر تعریف کی کہ یہ ہمارا فرزند رشید اب مثل ہمارے ہی مہرخ نے انکی عیاری کا حال سنا تھا کہ جوا بھی افراسیاب پر کی ایک خلعت بہت بھاری مشکوٰۃ عنایت کیا اور عیار بھی آئے اور خواجہ سے ملے پھر اپنی جگہ پر بیٹھے اور تاج شروع ہوا یہاں تو جلسہ عشرت گرم ہو اور ہنگامہ مسرت آراستہ ہو لیکن اس طرف حیرت نے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ اس طرح مواج عمر کو لایا میں نے حکم قتل دیا اور تلوار کھینچ کے چلا تھا کہ عمر نے زنبیل سے معمار کو نکالا اُس نے مواج کو مار ڈالا اور دونوں نکل کر چلے گئے تھے کہ میں نے روکنا چاہا عمر نے کندھاری میں تو گر پڑی اور وہ دونوں نکل گئے یہ سب حال لکھ کر طائر سو کو دیا کہ وہ لیکر بادشاہ پاس لایا بادشاہ کو اس وقت نشہ شراب بہت تھا نامہ پڑھ کر سب نشہ ہرن ہو گیا اور اس وقت تخت یا قوت نگار پر سوار ہو کر یہ تحمل تا متر بارگاہ حیرت میں پھر آیا دیکھا کہ حیرت نہایت مثل اپنے زلف کے پریشان ہو بارگاہ بھی جا بجا خون سے زینکین تھی اور جلی ہوئے بادشاہ نے ملکہ کو گلے سے لگایا تسکین و دلداری کی پھر تخت پر بیٹھا اور سو بڑھکر دستک دی فوراً اندھی پیدا ہوئی اور اُس اندھی سے ایک

جادوگر سپاہ نام و کر یہ منظر جھولا سحر کا گلے میں ڈالے شیر پر سوار نکلا بادشاہ کو اُس نے مجرا کیا
بادشاہ نے فرمایا کہ ای روئین تن شیر سوار کو مزاج تو اچھا ہے اُس نے کہا غلام دُعا کرتا ہے بادشاہ
نے ایک ونگل زرین دیا یہ بیٹھا پھر بادشاہ نے فرمایا کہ اب تمھارا اور مہرخ و معمار قدرت
سامنا ہوا اُس نے عرض کیا کہ آپ حکم دین تو میں سلمی سے سامنا کروں مہرخ تو کیا مال ہو اور
معمار قدرت تو ایسے ہزاروں بنا کے چھوڑ دیے اور اے شہنشاہ آپ ہی نے اتنا نامل کیا
کہ ان نکلوا من نے یہ قدرت پائی ورنہ کیا انکی حقیقت ہو شاہ نے کہا کہ میرے نکل خوار تھے
اس سبب سے رحم کرتا ہوں مگر اب اسد کو مار ڈالو نگا وہ طلسم کشا ہے جب وہ مارا گیا پھر اُسے
کیا ہو گا اچھا اب تم اپنا لشکر طلب کرو اور طبل جنگ بجوا کے ان باغیوں سے لڑو ساحر
مذکور یہ حکم سن کر اپنے قلعہ کی طرف گیا اور سپہ سالاران لشکر کو بلا کر حکم تیار سیپاہ دیا اُسی وقت
ایک لاکھ بیر سوار و اژدر سواروں کا لشکر تیار ہوا شور و شہسپاہ سے شیر چیخ برج اسد میں
چھپنے لگا بہرام فلک کا مسکن برج حل ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار گوش فلک کے پار ہوئی بیرون
کی چار سمت کو پکار ہوئی دوڑو بجائے سنگا پھنکا آندھیاں آئیں طوفان عظیم برپا ہوا یہ اس
فوج کا نقشہ تھا کہ ابیاست

چو آواز طبل آند و کرتائے	برآمد بجنبد لشکر ز جائے
بر آنکونہ را نید کیسرتور	کہ پر شد ہمہ روئے گیتی ز شور
ہم از جنگ آورد و روز کین	باورد گم بر بلرزد زمین
گزیدہ ز شکر دود و دھزار	زرہ وارد برگستان در سوار
بجائے جوانان شمشیر زن	چل سالکان خواست از انجمن

اسی کرو فر و احتشام سے بعد قطع مسافت راہ بارگاہ حیرت کے متصل ہو نچا لشکر اسکا بیرون
حیرت نے آکر اُتر دایا یہ بارگاہ میں آیا دنگل زرین پر متمکن ہوا بارگاہ فلک فرسا اُسکے لیے بھی علیحدہ
نصب ہوئے لشکر میں بازار کھل گئی کٹورا کھنکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی افراسیاب بھی
ایسی مقام پر ابھی ہوا اس سے لکھراسنے طبل جنگ بجوا یا بیتا تک کہ جب موقع دہرستہ رنگ ضیائی
خورشید مثل طائر حواس پریشان اڑا اور تصاویر کو اکٹبا کا جلوہ نظر آیا کہ نظم

مثال غنچہ دل گرمی سے تھا تنگ
ستارہ روشنی سے خوب چمکا

خبار آلودہ تھا متاب کا رنگ
ترقی پر جو اقبال قمر تھا

سر شام حکم روئین تن بر سوار طبل جنگ پر چوب پڑی نفیر سحر سحر دین میں بجے غلغلہ زمین
و زمان میں پڑا تیاری آلات حرب و ضرب میں ہر شخص مصروف ہوا جاسوسان لشکر مہرخ یہ خبر
لیکرسا نے ملکہ مذکور کے آئے اور بعد عرض نما کے شاہی خبر آمد روئین تن اور بجوانا طبل جنگ کا
معروض بیان میں لائے ملکہ موصوفہ نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ کے خواجہ
عمر ابھی بیان موجود تھے انھوں نے نقار خانہ میں جا کر طبل پر چوب لگائی کرنا گودم ملا زمانہ
شر و فساد قریب تر آیا سرداران ملکہ مہرخ برائے درستی سحر اپنے اپنے خیموں میں آئے ملکہ
مہرخ بھی ساحری کی فکر میں آرام پذیر نہ ہوئی اسی اثنا میں چالاک بیباک اپنے مقام پر سے
اٹھ کر اس ارادے سے روانہ ہوا کہ اگر بن پڑے تو اس روئین تن حرام زادے کو پکڑ کر سائے
خواجہ کے لاؤں جب یہ بارگاہ سے نکل گیا اسوقت مہرخ نے خیال کیا کہ چالاک نہیں معلوم ہوتا کہ
فرمایا کہ چالاک ابھی موجود تھے نہیں معلوم کہاں گئے عمر نے کہا وہ بارگاہ افراسیاب میں پہنچا
ہوگا اور یقین ہو کہ اس روئین تن کا کام تمام کرے مہرخ نے کہا خدائے کریم اٹھا گھسان ہر
خواجہ سچ تو یہ ہو کہ فرزند اور شاگرد آپ کے بلائے بے درمان ہیں بیان تو باقین ہو رہی ہیں اور
وہاں بہترین بہتر چالاک بن عمر صورت خد متکار کی ایسی بنکر داخل بارگاہ حیرت خیرہ سر ہوا
دیکھا کہ بیان افراسیاب بیٹھا ہو مگر غلیبہ ہو شب کا وقت ہو حیرت اور چند مقرب سردار حاضر ہیں
اور روئین تن بر سوار بھی دگل پر بیٹھا ہو شراب کا پیالہ گردش میں ہو چالاک بھی ایک مقام پر
چپکا کھڑا ہو رہا اور باقین سننے لگا چنانچہ رات زیادہ آئی تھی افراسیاب نے خاصہ طلب کیا
داروغہ بلینچ خانہ نے جلد دسترخوان لا کر چنانعت خانہ آراستہ ہوا شاہ حیرت کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا اور کہا
ایروئین تن تم بھی آؤ اسنے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور عرض کیا کہ میرا اسوقت کچھ جی نہیں چاہتا ہوں
شاہ نے فرمایا کچھ تو چل کر کھاؤ کہا بہت خوب غرض سب آکر دسترخوان پر بیٹھے روئین تن کا
واقعی کچھ جی نہ چاہتا تھا صرف کباب کھانے لگا اسوقت حیرت نے کہا کہ ایروئین تن تم کچھ
کھاتے نہیں ہو خالی بیٹھے ہو اسنے کہا میں ٹھہر کر کھاؤنگا میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ میرا جی

ہمین جا ہتا ہر شاہ جادوان نے فرمایا کہ اچھا انکی بارگاہ میں کھانا بھیج دیا جائے اُسی وقت سوا سو
 خوان کھانے کے آراستہ کیے گئے کہ جسمین انواع و اقسام کے کھانے لذیذ اور خوشگوار تھے
 غرض مزدوروں کے سر پر خوان رکھوا کر چوبدار شاہی ساتھ ہوا اور کھانا اُسکی بارگاہ میں
 گیا چالاک نے چاہا کہ میں بھی اس کھانے کے ساتھ جاؤں اور کچھ تدبیر کروں لیکن موقع نہ ملا
 وہ چوبدار جو ساتھ تھا نہایت ہوشیار تھا کہ اپنے سایہ سے بھی رم کرتا تھا چالاک اسکے
 پیچھے پیچھے آیا تو سہی مگر اُسکو بیہوش نہ کر سکا خاموش ہو رہا اور رادھہ اُدھر پھرنے لگا اس
 عرصہ میں روئین تن بھی بارگاہ شاہی سے اٹھکر اپنی بارگاہ میں آیا چالاک نے اُسکو جاتے
 دیکھا سمجھا کہ اب یہ جا کر طعام فرستادہ شاہ جادوان زہر مار کر گیا پس اُسی وقت کچھ تدبیر کرنا چاہیے
 یہ سوچکر اُسنے بازار سے تحفہ مٹھائی خرید کے اور اُسکو آغشتہ بداروئے بیہوشی کر کے قابون میں
 لگا کر ایک خوانچہ تیار کیا تورے پوش اسپرڈالا اور ہاتھ پر رکھ کر روئین تن کی بارگاہ کے
 دروازے پر آیا صورت تو خدمتگار کی ایسی بنے ہی تھا جب دروازہ پر آیا دربانوں نے
 روکا کہ میان اندر جانے کا حکم نہیں ہو میں ٹھہرو اُسنے کہا تم تو اندھے ہو دیکھتے نہیں کہ شاہ
 طلسم کا خدمتگار ہوں اور اُنھیں کا بھیجا ہوا آیا ہوں یہ بکوان اور مٹھائی کھانے کے
 ہمراہ بھیجنا بھول گئے تھے اب بھیجی ہو اچھا تم نہ جانے دو میں جا کر عرض کیے دیتا ہوں کہ وہاں
 کے دربان بڑے شورے پشت ہن وہ بارگاہ میں نہیں جانے دیتے ہن دربانوں نے
 یہ کلمات سن کر باہم کہا کہ میان جانے بھی دیکھو اُن آفت بلایا چاہتے ہو یہ مکر اندر جا کر روئین تن
 سے عرض کیا اُسنے کہا جلد بلاؤ ایسا نہ کہ بادشاہ خفا ہوں دربانوں نے باہر آکر چالاک
 سے کہا جاؤ میان جاؤ حضور بلا تے ہن چاک بچالاک کی تمام اندر آیا دیکھا کہ چند مصاحبین
 بیٹھے ہن اور روئین تن کھانا کھا رہا ہوا اُسنے وہ خوانچہ سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کہ
 شاہ جادوان نے یہ مٹھائی اور بکوان بھیجا ہو ہمراہ طعام اول بھیجنا فراموش کیا تھا روئین تن
 نے اٹھکر اس خوانچہ کی تعظیم کی اور اس مٹھائی کو لیکر تھوڑی تھوڑی سبکو دی اور کچھ آپ بھی نوش
 کی اس عرصہ میں چالاک باہر نکل آیا تھا اور بیان بیٹھ کر اپنے پاس سے کچھ میوہ اور مٹھائی نکال کر
 کھانے لگا دربانوں وغیرہ نے جو لوگ کہ یہاں موجود تھے اس سے کہا کہ اے میان کسی کی

صلاح بھی نہیں کرتے کیا تم بہکو پوچھتے تو ہم کھانے نہ لگتے چالاک نے کہا خالی صلاح سے کیا فائدہ
تھا اس قدر ٹھہائی تھی نہیں جو میں صلاح کرتا اچھا ہمارے سر کی قسم ایک ایک ڈلی اب جو ٹوکا ہو
تو لو کھا لو انھوں نے وہ اسکی خاطر سے لیکر کھالی اور جب سب نے وہ ٹھہائی اور یکو ان جو یہ
دے آیا تھا کھایا روئین تن نے کہا میرے سر میں درد ہوئے لگا شاید نیندا ہی ہو لوگوں نے
کہا آپ آرام فرمائیے یہ جا کر بلیک پر لیٹا اور لوگ بھی اپنے اپنے مقام پر گئے مگر وہ بھی وہاں پہنچتے
ہی بیوش ہو گئے ہر طرف دو ایک خدمتگار جو چھپی کرنے رہ گئے تھے وہ روئین تن کے پاس ہوشیار
رہے یہاں باہر دربان بھی ڈلی ٹھہائی کی کھا کر بیوش ہو گئے چالاک سمجھا کہ اب بارگاہ میں
بھی سب بیوش ہونگے تو چل کر پنا کام کر یہ سوچ کر اندر آیا دیکھا تو خدمتگار رچی کر رہے ہیں اور
ہوشیار ہیں ان سے اسنے کہا کہ کیا حضور نے آرام کیا مجھ کو کچھ عرض کرنا تھا خدمتگاروں نے کہا
تم جگاؤ ہماری تو مجال نہیں جو بیدار کریں اسنے کہا اچھا میں بھی ٹھہرا جاتا ہوں شاید آنکھ آپ
سے کھلے یہ لکرو وہاں بیٹھ گیا اور پردانے بیوشی کے اڑانے لگا ان پردانوں کے چلنے سے
دھواں ہوا اور خدمتگاروں کی ناک میں گیا وہ بھی بیوش ہوئے اسنے اٹھ کر روئین تن کو اور
زیادہ بیوش کیا اور فکر کرنے لگا کہ کیونکر لیجاؤں آخر خیال میں آیا کہ اسطرح بجل پس اسنے اُسکو اٹھا کر
ایک خان میں رکھا اور ہاتھ پاؤں سمیٹ کر باندھ دیے پھر اوپر سے کسنا کسکے تورے پوش ڈال کر
وہ خان سر پر رکھ کر باہر نکلا اور جس کسی نے لشکر میں اُسکے دیکھا پوچھا کہ کیا لیے جاتے ہو کسا
افراسیاب نے روئین تن کو کھانا بھیجا تھا میں لیکر آیا اب افراسیاب کو انھوں نے
یہ بھیجا ہو یہاں تو یہی لگا رہتا ہوا نے جانے میں پانوں ہمارے ٹوٹے ہیں وہ لشکر کی سینکر خاموش
ہو رہا اور یہ وہاں سے صحیح سلامت اُسکو لیے ہوئے بارگاہ ملکہ مہرخ میں آیا یہاں جو لوگ کہ
حاضر دربار تھے وہ حیران ہوئے کہ یہ تو خدمتگار شاہ طلسم ہی خان میں کیا لایا ہو اور اس گہرے
کیا بھجوا یا ہو اس عرصہ میں اسنے خان کو سامنے خواجہ کے کھولا کھیلے کہ خواجہ ابھی سونے
نہ گئے تھے مدت کے بعد جو ملاقات ہوئی تھی تو مہرخ سے بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ اسنے عرض
کیا اتنا تو غلام سے ہو سکا منم چالاک یہ گہرا ہنجا روئین تن پر سوار حاضر ہو مارے اس حلقہ
کو خواجہ نے کہا اے مہرخ اسکو قتل ہی کر ڈالو مہرخ نے کہا یہ روئین تن ہی یوں قتل ہو گا یہ کس

مہر خ نے چالاک کو خلعت دیا اور معمار قدرت بھی موجود تھا یہ عیاری دیکھ کر حواس باختہ ہوا عمر نے چالاک کو گلے سے لگایا چالاک نے عرض کیا کہ اچھا اسکو ابھی بیہوش رہنے دیجیے میں اور فکر میں جاتا ہوں یہ کمکریہ پھر وہاں سے بجلت تمام تر روانہ ہوا اور خیمہ میں روئین تن بر سوار کے آیا جلد صورت اپنی اسی کی ایسی بنائی اور خند متگا رجو بیہوش پڑے تھے انکو ہوشیار کیا اور کہا اسے ٹکرا مون تم غافل ہو کر سو رہے عیار ابھی آیا تھا منجھو جھشید نے بجایا میں اب بیان نہ ٹھہر دنگا یہ کمکریہ کچھ عتاب خطاب در بانوں پر باہر نکل کر فرمایا اور سوار ہو کر بارگاہ افراسیاب میں آیا بیان بادشاہ جادوان کھانا کھا کر پلنگ پر لیٹا تھا حیرت ابھی پلنگ پر نہ گئی تھی نیچے مسند پر بیٹھی تھی اختلاط ہو رہا تھا کہ یہ جا کر ہوشیار ہوئی وہاں نے پلنگ کے خبر عرض کی بادشاہ کو اسکی خاطر بہت منظور تھی حکم دیا کہ اچھا بلا لویہ سامنے گیا اور بیٹھا کما عیار نے مجھ پر عیاری کی تھی خداوند جھشید نے بجایا بیسیا میں غرور کرتا تھا ویسا میرے سامنے آیا آپ میرے ملاز مون سے حال پوچھے سب نے کہا کہ ایک شخص آیا تھا اُس نے ٹھکانی کھلائی تھی پھر ہکو نہیں معلوم کہ کیا ہوا افراسیاب نے کہا کہ عیار بڑے زبردست ہیں وہی تم بجائے سامری کا شکر کرو اور اب بہت ہوشیار رہنا یہ باتیں کرتے کرتے افراسیاب کے پلنگ کے گرد پھولون کی ڈالیاں رکھی تھیں اُس نے کہا کہ کیا خوب خوشبو ان پھولون سے آتی ہو میں نے کبھی ایسے پھول نہیں دیکھے یہ بادشاہ کے باغ کے رین ای ملک حیرت ایک ادھر درخت اسمین کا منجھو بھی عنایت فرمائیے گا کہ میں اپنے باغ میں لگاؤنگا حیرت نے کہا اچھا اب تو اسکو اٹھا کر سو نکلھو اُس نے چند پھول اسمین سے لیکر سو نکلھے اور ہاتھ میں عطر بیوشی ملا تھا وہ سب پھولون میں ملکر کما ای ملک واہ واہ واہ عطر بھی اسکے سامنے گرد ہو لیجئے فرادیکھیے تو کیا خوشبو آتی ہو حیرت نے کہا جیسی تم تعریف کرتے ہو ایسی خوشبو تو انہیں تھی اُس نے کہا لیجئے سو نکلھیے تو سہی اُس نے لیکر سو نکلھے اور تعجب ہو کر کہا واقعی آج تو تعجب خوشبو کہ شام جان موطر ہوا جاتا ہوا افراسیاب کو بھی تعجب ہوا اور اُس نے بھی لیکر سو نکلھے جو لوگ کہ وہاں حاضر تھے گواہی دلوانے کے لیے سبکو دو دو چار چار پھول دیے کہ سب نے سو نکلھے اور کچھ عرصہ میں بیہوش ہو گئے لیکن اتفاق روزگار اتنے عرصہ میں روئین تن کو بارگاہ

مہر خ میں ہوش آگیا بیوشی اتر گئی اور اپنے تئیں اُسے بندھا پایا سحر پڑھ کر جلد کھولا دیکھا کہ
مہر خ کی بارگاہ میں ہوں یہ لکھ کر اُسے بزدل سحر پر پیدا کر کے پروان کی کیونکہ خواجہ اور مہر خ ایسے محو تھے
باتیں کرنے میں کہ اُسکی زبان میں نہ سوزن دیا تھا نہ اور کوئی انتظام اسکی حراست کا فرمایا تھا اور
یہ بھی گمان تھا کہ اب چالاک آتا ہوگا اسکو سپیسہ گرم کر کے پلا دینگے الحاصل یہ کھلا ہوا تھا
اگر سیدھا بارگاہ افراسیاب میں آیا بیان تخلیہ پایا اور مہر خ افراسیاب وحیرت ہر ایک کی
خواب غفلت میں مبتلا دیکھا اور ایک شخص کو اپنی ایسی صورت کا بنا ہوا دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی
عیار ہو بس فوراً سحر کر کے چالاک کو بے قابو کر دیا پھر اگر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے خیرہ سر
تیرے روزگار پہچانا میں نے تیرے تئیں ادنا عیار اب کمان میرے ہاتھ سے جائیگا چالاک
نے جو یہ ماجرا دیکھا سوچا کہ اب بڑے پھنسے لازم ہیں کہ کوئی تدبیر ایسی کرو جس میں رہائی ہو ایسا کچھ تجویز
کر کے گویا ہوا کہ اے روئین تن ہر سو امین نے آپ کا کیا کیا ہے مجھ کو گرفتار کرنا بیکار ہے اسوقت
شہنشاہ جادو ان نے خبر سنی کہ عیار آپ کو پکڑے گئے ہیں بس یہ خبر سنتے ہی مجھ کو آپ کی ایسی
صورت کا بنا دیا اور آپ کچھ فکر میں تمھاری رہائی کے غافل ہو کر لیٹ رہے ہیں اُنکو آپ
ہوشیار کر کے دریافت کر لیجئے جو اس میں ذرا بھی سرفراز ہو اور فرماتے تھے کہ مجھ کو فکر یہ
بڑی ہو کہ اب کوئی ایسا ہو جسکو روئین تن کا لشکر سپرد کروں انھیں فکر و ن میں شاید
زیادہ غافل ہو گئے ہیں روئین تن سوچا کہ یہ کوئی ایسا نہ ہو کہ مقرب بادشاہ یا ملکہ ہو تو ناوا
ہو اسکو ذلیل نہ کر دے خرابی ہو بادشاہ ناراض ہونگے یہ سوچ کر چالاک پر سے سحر اتار کر
جھوڑ دیا چالاک بچالاک کی تمام بارگاہ سے باہر نکلیا اور افراسیاب کو تپون نے سحر کے
پیدا ہو کر ہوشیار کر دیا بادشاہ نے دیکھا کہ روئین تن استاد ہے اور باقی حیرت وغیرہ
ہر ایک بیوش ہیں یہ دیکھ کر شاہ کو بھی خیال ہوا کہ یہ روئین تن کوئی عیار ہے چاہتا تھا کہ
کچھ سحر سپر کرے اسوقت روئین تن نے سب حال اپنا بیان کیا اور جو کچھ چالاک کی
زبانی سنا تھا وہ بھی اظہار کیا بادشاہ نے کہا افسوس وہ عیار تھا مگر فقرہ دیکر نکلیا لیکن
خیر تم کچھ اندیشہ نہ کرو اب میں بھی ایک سحر ایسا تیار کرتا ہوں کہ معمار قدرت مکان اور
قلعہ بنانا اپنا بھول جائے کیونکہ اب مہر خ کو بڑا بھروسہ اسی کا ہے کہ لکرات ہی کو جانب

طلسم باطن گپ اور وہاں جا کر نامہ اس ضمنوں کا حیرت کو لکھا کہ اس ملک کل جب صبح کو روئین تن
 بیر سوار لڑنے کو جائے تو تم بھی اُسکے ساتھ جانا اور الگ کھڑی ہو کر تماشا لڑائی کا دیکھنا یہ نامہ
 پتلا سحر کا لیکر بارگاہ حیرت میں آیا حیرت وغیرہ ہوشیار ہو کر بیٹھی تھی روئین تن بھی اسی جگہ
 بیٹھا ہوا تھا کہ پتلا نامہ لیے آیا ملک نے پڑھ کر جواب لکھ دیا کہ آپ کے زمانے بوجہ عمل کیا جا رہا
 پتلا تو اس طرف گیا وہاں چالاک بن عمر جو اپنی بارگاہ میں گیا جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیا
 کیا کہ اس طرح میں سب کام کر چکا تھا کہ تم نے روئین تن کو چھوڑ دیا مہر خ نے کہا وہی ہے
 غلطی تو ہوئی اُس نے کہا خیر ایک دن کے سو ساٹھ دن ہیں ابکی سہی یہ لکھ کر شریک بزم ہوا
 اور صرف عشرت ہوا لشکر میں تو تیاری آلات حرب ہو رہی تھی ہی حیرت نے اپنی سپاہ
 کی راستگی کے لیے طبل جنگ اور نفیر سحر کو بجا یا پھر تو یہ حال ہوا کہ نارنج ترنج اچھلنے لگے
 لونگ الائچی جلنے لگی گول گلی کی چراہند آنے لگی اُرد بنوے ماش کے دانے پھلنے لگے پردا جانور
 سحر کے اُڑنے لگے ابر رنگ برنگ کے آسمان پر آنے لگے آتش سحر کا دھواں بلند ہوا نشان بان بھل
 گئی ترسول ہسول صاف و صیقل ہوئے نشانوں میں سے آواز تڑپنے کی آنے لگی طائر نکلا جانب
 فلک گئی کڑاھیان چڑھ گئیں دھو سے بٹی ڈھونے جھوٹے ایک طرف تلوار کی دھنی
 سنبھلے اپنا ہنر سپہ گری دکھانے لگے تلوار کے ہاتھ نکالنے تیر تو دون پر لگانے لگے ہر ایک کا
 قول تھا کہ جب دشمنوں پر تیر برسا ینگے کمانوں کو ابر بہاری بنا ینگے خنجر جانستان جامہ ہستی
 کے لیے مقراض بنے تھے سوائے قطع و برید کے اور کچھ نہ جانتے تھے بھجیت ہر مرتبہ نیزی
 تانتے تھے کہ یہ سنان ہو اور سینہ عدو ہو اب توفیق یا اجل ہم سے دو بدو ہی ہر طرف ہی شورش
 اور ہنگامہ برپا تھا اس رزمگاہ کا یہ نقشہ تھا کہ ابیاست

نہیں شداد روزگار نبرد
 ستارہ زلوک سنان روشن است
 برآمد خروشیدن گادوم
 سپاہی ہمہ یکدل و یک تنہ
 زمین آمد از نعل اسپان بجوش

زنیروے اسودگی سپ مرد
 تو گفتی جہان کیسرا ز جوشن است
 سیہ شد ہمہ دشت از گرد و غم
 بیاراست با سیرہ میمنہ
 نبرد طبل روئین و پر شد خروش

سپہ را بیار است و خود بر نشست
یکے گرز پر خاش دیدہ بدست

شب بھر ہی ہنگامہ رہا جب چشمہ ظلمت سے سکندر فروغ افزائے دہر باہر آیا اور جان
ظلماتی مثل روئے سفید دکھائی دیا کہ نظم

چو پنہان شد آن چادر آنہوس
چو از خنجر روز بگریخت شب
بگو شش آمد از دور بانگ خروس
زلشکر ہمہ شاہ دل خندہ لب
بدان رزم خورشید بر ہنمائے

دم سحر ایک جانب سے روئین تن بر سوار اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بڑے کوفہ سے وارد
میدان مصاف ہوا دوسری جانب سے حیرت نابکار تخت شاہی پر سوار ہو کر فوج
اپنے ساتھ لیکے نہایت احتشام سے گھنٹے اور گھڑیاں بجواتی رال و گول کے شعلے اڑاتی
داخل رزمگاہ ہوئی اسطرت سے مہرخ ناسور معمار قدرت کو ہمراہ لیکر چلی پھر تو بہار و
محمور و لرزان و زلزلہ وغیرہ بڑی آن و بان سے سمت جنگاہ چلین شور شن بھر موج سپاہ
کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینہ حیات انسان و گمگالے لگایہ ماجرا تھا کہ ابیات

زدیبا ئے زربفت چینی قبائے
ہمہ عسرق در آہن و سیم و زر
نشست از برابر ابلق مشک کم
سلیحش یکے ہندوئے تیغ و لود
بدید آمدش خط بر گرد علاج
ہمان زخم گو پال و باران تیر
چو شمار بیش اندر ش رہنمائے
زیا قوت پیدانہ زترین کم
جہندہ سرفراز و روئینہ شم
کہ در زخم چون آتش میغ بود
چو مہرخ شہنشاہ یا گرز و تاج
خروش یلان بردہ و دار و گیر

اس خشم و شوکت سے یہ لشکر بھی وارد میدان جدال و قتال ہوا ابا ورا پسین با تین ہنسکر
کرتے تھے بسان گل شگفتہ تھے معمار کمت اتھا کہ ای ملکہ مہرخ بہت اچھا ہوا کہ طبل جنگ بجا
اب میں طرز جنگ تو دیکھ لوں جو کچھ ہوتا ہو گا وہ تو ہو یگا مہرخ نے کہا آج آپ ہمارے لڑنے کا
تماشا دیکھنے اُس نے کہا مجھے طرز معلوم دیتا تھا کہ آج کی لڑائی جنگ مغلوبہ کے ہوگی مہرخ نے
کہا ہر چہ بادا باد و ہر قویہ تذکرہ ہو کہ یکا یک لشکروں میں دوڑو بجا طبل و بوق گونگرا کے

علموں کے پھر پہلے صفین جنے لکین صورت نگار تصور شہاب جادو ابرق کیسوں کے
 بن شہاب طوقان ہر افکن شکوہ زرین قبا وغیرہ سرداروں کے تحت و اثر و بڑھکر استاد
 ہوئے نقیب چادش لکڑکارے لڑنے والوں کو پکارے کہ ہاں ایسا بدوران روزگار نام کو جاننا
 مرجانا مگر قدم نہ ہٹانا یہاں تو برقیب صفوت جہاں ہونے لگی مگر طلسم نور افشان میں بران
 موجود ہوا بھی کوہ رخشان پر سر کرنے نہ گئے تھے کہ کوکب نے بزور سحر ہضہ عقاب میں دیکھا
 حال معمار بران سے بیان کیا کہ اس طرح میں خواجہ کو لیکر گیا تھا خواجہ تو زنجیر سحر بیابان گلین
 پھاند گئے میں ناچار پھر آیا لیکن خواجہ کو کوہ عقیق میں معلوم ہوتا ہے کہ جہاں دار کے بھیجے یا
 تھا کہ اب وہ لشکر مہرخ میں ہیں اور حیرت نے جبل جنگ بجوایا ہے رو میں تن بہر سوار
 لڑنے آیا ہے یہ معرکہ بھی قابل دید ہے بران نے سب حال سن کر کہا یا با جان الہ فرما میں تو میں بھی
 اس معرکہ کوئی اس حال دیکھتی جاؤں کہ ابھی تو کوہ رخشان کی طرف جانے کو مجھے منع فرماتے ہیں
 کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہے لیکن ابھی تم پوشیدہ طور پر اپنی فوج ذاتی لیکر جاؤ اور حاکمان
 در بند کو نہ لڑو اور بلکہ تم بھی جاؤ تو اپنے لشکر کو لڑو اور تم نہ لڑو اسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا
 یہ لکھ کر قادم کو کہیہ سے اپنے مقام پر آئی قلعہ ہفت رنگ میں اور ٹھہر کر تمام اپنی انیسون
 جلیسون کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ تیاری کر کے جانب لشکر مہرخ چلو یہ حکم سنتے ہی ملکہ
 ہمارے جادو نے حکم تیاری لشکر دیا پانچ لاکھ ساحر و نکا لشکر تیار ہوا مجلس جادو بھی
 تیار ہوئی اور کہا میں سب سے پہلے مہرخ پاس جاتی ہوں یہ لکھ کر مع کئی سائینان زرین
 پوش سکے تخت پر بیٹھ کر چلی بران بھی سوار ہوئی آفتاب تابان تخت پر چمکنے لگا باجے
 طح طح کے بجے ڈنگے پر چوب پڑی ساحران نامی بازو ببط و قرفری ہنس آتشین فیل دمان
 سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوئے زمانہ میں ہلچل بڑ گئی دنیا نے کہا کہ میں بیچارہ سی ضعیفہ کجلی
 جاتی ہوں فلک تھرا یا کہ دیکھیے کیا آفت کا سامنا ہوتا ہے اس لشکر کا کرو فر کیا
 لکھا جائے یہ حال تھا کہ ابیات

کہ ای جنگ سازان و گردان نو

ہمہ کیسہ ترک بر سر نیند

خروش آمد از دشت و آواز گو

ہمہ تیر و شمشیر و خنجر نیند

چو ہر کس کہ اور اکمانست و تیر	کمان را نبرہ بر نہد ناگزیر
خروشے بر آمد زاسلامیان	ببستند خون ریختن را میان
یکے تخت زرین نہادہ بروئے	نشستند گردان پر خاش جوئے
سپہ بود چون کوہ آہن روان	ہمہ سرا ز گرد و چالاک جان
پس نشست شان زندہ پیلان بست	ہمہ کو فتند آن سپہ را بدست

اس کر فرسے یہ لشکر ادھر سے چلا اور اس طرف بعد صفوں آرائی جدال و قتال جنگ
آغاز ہوئی روئین تن ببر سوار اپنا شیر اڑا کر لشکر معرخ پر اڑا پیچھے اسکے فوج شکاف
نہاں کی لیتا لینا کھڑکی اُس وقت ادھر سے بھی حملہ ہوا تلوار برق کردار سحر کی چلنے لگی
نارنج بیچے سویوں کے ماش کے دانے کی بوچھاڑ ہوئی چھری چلنے لگے ساحروں کے
جسم میں آگ لگی بہادروں نے باہم ایک کی دوسرے نے کمر تھام لی اور کٹاریاں کھینچ لین
تراولیان چلنے لگین سینہ گلنار ہوئے دلا در مرگ سے ہلکنار ہوئے معرخ بھی نمشیر سحر سے
لڑنے لگی ایک طرف سے مصور نے جو تیر مارا سو سو اسو کے سینہ کو توڑ کر ٹکلیا گیسو سے
بن شہاب نے جو گولا مارا تخت کو معرخ کے توڑ گیا معرخ تخت پر سے اڑ گئی اور پھر لپک کر
نارنج مارا کہ گیسو سے بن شہاب کی ران کو زخمی کر دیا شہاب جادو نے گولا معرخ سحر
چشم کے مارا کہ اُسکا بایان شانہ نشانہ ہوا بلور جادو نے تلوار ماری کہ شہاب جادو کا بایان
ہاتھ زخمی ہوا "ب معرخ کا تخت پیچھے ہٹا ماش کے دانے سحر کر کے آسمان پر مارے ایک
ترقا ہوا ابر گھرا یا سلین کرنے لگین ساٹھ ستر ہزار ساحر غارت ہو گیا ایک سل ابرق
کوہ شکاف پر بھی گری ابرق غرق زمین ہو گیا سل بھی زمین میں چلی زمین سخت ہونے لگی
ابرق تڑپ کر باہر نکلا اُس وقت معمار نے ایک تیر مارا کہ ابرق کی ران کو وہ توڑ گیا پھر تو
سرمایہ برف انداز نے ماش کا چھڑا مارا کہ جسکے لگا پار ٹکلیا رعد جادو اور برق جادو
بھی کار نمایان کر رہے تھے رعد جین مارتا تھا اور برق ٹپک رہی تھی روئین تن ببر
کا کئی ہزار ساحر مارا گیا معرخ نے دوسرا گولا جو مارا ابرق کا شانہ ٹوٹ گیا لشکر حیرت
پست پا ہونے لگا حیرت علیحدہ ایک ٹیکے پر کھڑی ہوئی صرف دیدن شانہ جنگ

تھی اُس نے دیکھا کہ لڑائی بگڑتی ہو پس دریائے خون روان کی طرف اُس نے اشارہ کر کے
چھڑی اُس کے ہاتھ میں سحر کی تھی زمین پر وہ ماری کہ زمین کو زلزلہ آیا دریائے خون روان
جوش کھا کے کوس بھر آگے بڑھ آیا اُس وقت حیرت نے موتیوں کا مالا گلے سے توڑ کر
دریا کی طرف پھینکا کہ دریا سے تیس چالیس ہزار مچھلیاں شکل خنجر تڑپ کے بابرنگی اور سنہ گار کر
جو چلی ساٹھ ستر ہزار آدمی مارا گیا یہ حال دیکھ کر معمار قدرت نے بیضہ نکال کر سحر بڑھ کر زمین پر
مارا اور حیرت نے کہا کہ آپ کی ضرب میں ان سب کو غارت کر دوں گی اور پھر کنگن ہاتھ سے اُتار کر
مارا کہ سوالا کھ مچھلی اب کی نکلی مگر بیابان گریز کا وہ بیضہ تحفہ ہو جو معمار نے زمین پر اڑھا
اُس کے زمین پر گرنے سے غبار زمین سے اُڑا اور دیوار سحر بن کر تیار ہوئی وہ سوالا کھ
مچھلی جو بڑھی ہوئی چلی آتی تھی اُس نے اُکڑ دیوار میں ٹکر ماری سب کا سر پھٹ گیا مگر دیوار کو
بھی زلزلہ آیا اور ڈھ گئی اور مصور نے اس اُبھھا دے میں معمار کو دیکھا ایک مانج مارا
کہ سر پر اس کے آکر لگا اگر یہ ساحر زبردست نہوتا تو سر پھٹ کر ہلاک ہو جاتا لیکن یہ زخمی
ہوا مرنے سے بجلیا فوج مہرخ کے پھر پس پا ہونے لگی اور پیچھے ہٹی مورچہ چھوٹا حیرت
نے چاہا کہ بڑھ کر بارگاہ مہرخ پر جا پڑے اُس وقت ابر نارنجی آسمان پر پیدا ہوا اور طاؤس
زترین بال اُس میں سے نکلا اُس طاؤس پر ملکہ مجلس جادو جو سب سے آگے چلی تھی
سوار تھی اُس کے آنے سے تقویت ہوئی فوج مہرخ رُکی اور ہلال سحر افکن نے بڑھ کر سحر کیا کہ
دس بارہ ہزار ہلال جو گرے پندرہ ہزار فوج حیرت سے ساحر کام آئے سب کے سر قلم ہو گئے
مجلس نے یہ حال دیکھ کر طاؤس کو ٹھوکر ماری اور تلوار سحر کی کھینچ کر جا پڑی جسکو تلوار ماری
دو ٹکڑے کیا مصور نے اُس وقت لکارا کہ اری ماو چھو کر ی کیا کرتی ہے اور دوڑ کر تلوار ماری
مجلس نے خالی دیکر تیر مارا کہ مصور کی انگلیاں تو ٹکر نکل گیا اجویہ حال ہو کہ دونوں طرف کے
لوگ زخمی ہیں مردہ پر مردہ گر رہا ہے کوئی سسکتا ہے کوئی کھان بلب ہے کسی کا سینہ زخمی ہے
کوئی ہاتھ کٹے چلا آتا ہے کوئی بھاگ جاتا ہے کوئی کسی کے سینہ پر سوار ہے کوئی مقتول ہے کوئی
قاتل ہے عجب طرح کی ہلچل ہے اسی ہنگامہ آفت خیز و جانگاہ میں یکایک عمر بن امیہ عمری نے
لشکر سے نکل کر ایک مقام بلند پر جا کر دعا کی کہ اے خلاق مہر و ماہ آفرینندہ زمین و آسمان اس

لشکر کفاران رو سیاہ پر تو مجھ کو فتح عنایت فرما کہ ابیات

ہمیں خواندہ بر کردگار آفرین	کہ چرخ آفرید وزمان وزین
بر آئندہ ہو رو کیوان و ماہ	نشانندہ شاہ بر پیشگاہ
ہر آنکس کہ اورا یہ یزدان گزید	سرا زنا سپاسی بیاید کشید

ای کریم کار ساز وقت یاری مددگاری ہر یہ دعا اسکی درگاہ خدا میں قبول ہوئی عمر نے دیکھا کہ آسمان پر نوبت و تقارے بجے بجلیاں ہزار در ہزار چمکنے لگیں دل دہرین آگ لگاتی تھیں ابر رنگ برنگ کے اڑتے ہوئے نظر آئے عمر نے دوڑ کر مہرخ سے کہا کہ ای ملکہ دیکھتا یہ کیا سامان ہو مہرخ نے کہا بڑا غصب ہوا ادھر سے تو آفت حیرت کر رہی تھی اسطرح سے افراسیاب خانہ خراب آیا اب ہمارا ٹھکانا نہ لگے گا خدا تمہارے اس موزی کی شر سے بچائے یہ کہ رہی تھی ہی کہ لکھ ہائے ابر میں سے غول کے غول جانوروں کے نکلے اور لہر لہر کر پھرا برہی میں غائب ہو گئے مہرخ نے کہا دادہ واہ واکیا ابر میں اور کیا جانور ہیں اور ان جانوروں نے ملکہ ہائے تاجدار سپہ سالار لشکر بران سے کہا کہ ای ملکہ بیان تو لڑائی ہو رہی ہو لا کھا مردہ پڑا ہوا ہائے تاجدار نے کہا کہ ای ملکہ خورشید جادو دیکھنا کہ اس جنگ کا کیا ڈھنگ ہو خورشید اپنا تخت بڑھا کر چلی تخت اسکا بسان آفتاب چمکتا تھا خض اُس نے آکر جو دیکھا تو لشکر مہرخ کو مغلوب پایا اوو ادھر لشکر یان مہرخ نے دیکھا کہ ایک نورانی ابر بڑھ کر آیا اُس میں سے بجلی چمک گئی سب کی آنکھ جھپک گئی پھرا بروہ پھر گیا خورشید نے پلٹ کر جاسے سب حال کہا ہمارے سامنے ملکہ بران کے اگر دست بستہ عرض کیا واری مہرخ پس پا ہوا چاہتی ہو بران نے فوراً اپنی ہمشہینہ ایک پٹی اپنے جوڑے سے نکالی اور اپنے مقام پر اُسکو بٹھا کر آپ غائب ہو گئی اب لشکر ملکہ بران ظاہر ہوا ہزار ہا علون نے جلوہ کھایا دوڑ و نا قوس نے گیند چرخ کو دھلایا پھر لاکھوں سوار مر کہا سے پرند پر سوار لباس زرین سے آراستہ وہ پراستہ اڑتے ہوئے نظر آئے اور ہزاروں ساحر ہنس و فیل و باز و غیرہ پر سوار نیرنگی سو کی دکھاتے دکھائی دیے کہ آگ پانی بھر و غیرہ برساتے تھے ایک طرف سے لاکھوں بہادریاں و دوران ہتھیاروں سے مسلح و مکمل جان بازی کرنے پر آمادہ دکھائی دیے شان و شوکت پر اس لشکر کے لشکر آجم

ترک فلک ہزار جان سے نثار تھا جس کا مریخ ایسا ترک خنجر گذرنا فرمان بردار تھا جادو گر نیان جوان
ہنس و طاؤس زرین بال پر سوار حسن میں سہ پارہ ہر ایک گلبدن رشک صد بہار چمن تھی گات
ہر ایک کی پراز جو بن تھی لباس رنگین ہر ایک کی زیب تن اور راج کا نون میں پڑے ہوئے
تموین ہاتھوں میں باندھے ہوئے ناریج ترنج اچھالتی ہوئیں آئین شورش قلم فوج سے لشکر
عدو کا سفینہ حیات ڈگمگانے لگا یہ نقشہ تھا کہ ایسات

بنو قید شہر و برآمد خرویش	شدہ دشت یکسر پراز جنگ و جوش
زبس جوشن و خود و چینی سپر	زبس نیزہ و گرز و چاچی تیر
سپاہی طلسم آمدہ ہم چو آب	کہ از گرد پیدا نہ بد آفتاب
برابر عدو چون صفے بر کشید	ہوا نیلگون شد زمین ناپید

مہر خ یہ سامان دیکھ کر گھبرا رہی تھی کہ ایک ابر سرخ پیدا ہوا اور اُس میں سے ایک درہمی ظاہر ہوئی
درہمی میں چہرہ پر یزاد کا دکھائی دیا سب کے خیال میں اب تک یہی ہو کہ افراسیاب آیا ہو
عمر نے مہر خ سے ہنس کر کہا کہ ای ملکہ ہمتو افراسیاب کا دین اختیار کر لینگے تم کیا کرو گی مہر خ
نے کہا بھیا نکو اس وقت بھی ہنسی سو جھی ہو میں لڑون گی اور کیا کروں گی یاد دہر بران نقلی
فرمایا کہ ای ملکہ قہر نگاہ جادو و داء ملکہ ہر شر جادو و افق جادو کیا وقت پر ہم اگر ہو نیچے
اچھا پھراب دیر کیا ہو یہ کہنا تھا کہ وہ نور جو چھایا ہوا تھا شعلہ کی طرح اُڑ گیا اور ابر شق ہوا
ساٹھ ستر ہزار ہاتھی نشان کے پیدا ہوئے پھر برسے اُنکے کھلے ہوئے اُن پر نام کو کتب و نمبر
کا لکھا ہوا ایک سمت فوج بران کی شان و شوکت سے ظاہر ہوئی آواز تڑانے کی آئی
اس وقت ایک لڑی سونیون کی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی دکھائی دی اور ایک
بتلی بلورین سوا بالشت کی پیدا ہو کر بکاری کہ ستم ملکہ بران شمشیر زن وہ بتلی اُس سے
لڑنے کو تھی مگر جانب فلک چڑھ گئی ہر ایک کی عقل حیران تھی کہ یہ کیا بنیا طلسم ہر مہر خ کی
فوج قوی دل ہو کر پھر جی توڑ کر لڑنے لگی اور قہر نگاہ نے نفیر سو بجائی کہ ہاں لشکر دشمن کو
مار لو نفیر کے بجتے ہی افق جادو و ایک ناگن کالی بنکر اُڑی اور ہر طرف سے آوازین میسب
آنے لگیں چالیس ہزار بتلا سونے کا چار سمت سے تلوارین لیے پیدا ہوا اس وقت سب نے

کہ ملکہ بڑا ن شمشیر زن ایک کرسی چھا ہر نگار پر بیٹھی ہوئی اُترتی چلی آتی ہو اور اُس نے اگر زمین پر
 قرار لیا اُس وقت لشکر کے سوا اور ساحران و فاشعار حیرت کے لشکر پر جا پڑے اور چالیس
 ہزار تلے بھی حملہ آور ہوئے پہلے ہی حکم میں چالیس ہزار سر قلم ہوا اور بڑا ن نے کرسی پر
 بیٹھے بیٹھے سحر کیا کہ ہزار ہا پنجہ پیدا ہوا انکو حکم دیا کہ ای پنجہ ہاے سحر حکم شہنشاہ زبانین ساحران
 مخالفین کی کھینچ لو پنجہ جب ساحر سحر پڑھنے کو ٹٹھ کھولتے زبانین کھینچ لیتے ہزار ہا زبانین
 کھینچنے لگیں فوج حیرت پس پا ہونے لگی بڑا ن نقلی نے پھر ناریل مارا کہ آسمان پر ستارہ سا
 چمک گیا اور وہ ستارہ مصور کے لشکر میں گرا ہزار ہا جادو گر ہلاک ہوا یعنی جل کر فی النار ہو گیا
 مصور جھنجھلا کر بڑھا تھا کہ صورت نگار نے روکا اور کہا دیکھتے نہیں کہ چھو کری کو کب
 کی بگڑ کر آئی ہو حاصل کچھ دیر بھر کر تلوار چلی اور سحر کی مار ہوئی ہزاروں دھن بے زبان
 ہوئے خواب عدم میں بھی برانے سے گئے ہر سمت تیرون کی بوجھا خیمہ و شمشیر و ناریل و ترنج
 و نارنج کی مارتھی ایک کو ایک نہ پہچانتا تھا میٹا پاپ کے باپ بیٹے کے سینے پر سوار تھا
 دشت خن کا ایک بجز خار تھا روحن کا اُس محیط بے پایان سے اُترنا اور ملک عدم میں
 کشتی تیغ پر بیٹھ کر جانا تھا وہاں بھی کمان ٹھکانا جہنم میں جانے کا بھانا تھا صدائے
 واد و زہازہ بلند تھی جان قالب میں ہر ذی روح کی پُرگزند تھی آفت برستی تھی
 امان ملنے کو جان ترستی تھی کہ نظم

بیاد بگردار آذر گشسب
 بی پیش سپہ در ناندلیج گرد
 اذان کار شد حیرت ازان دشت
 ہوا چون تگر گسب باران کنند
 ز گردان جنگی پر خاش جوئے
 نہ کہ ماندا یوز ز ساحر نہ مر
 کسے رانہ بد جلے آرام و خواہد

سپہد جو آتش برائیت اسب
 چپ لشکر ساحران راہرو
 فراوان ز لشکرش شہر ان کشت
 بفرمود تا تیر باران کنند
 برآمدہ و دار از ہر دوسوئے
 کمانے نہ باہست کردن بڑہ
 نہ بیداد و زرنج افزا سباب

جب ہزار ہا ساحران تابکار و اہل داد و ابوار ہوئے پہلے سحر کے رو میں تن پر سوار

لیٹ گئے ہر چند وہ تڑپا مگر نہ چھوٹ سکا اُسکو باندھ کر لشکرِ برّان نقلی میں لے آئے
 اُس نے حکم دیا کہ سر اُسکا پتھروں سے کچل ڈالو بعد سوالِ مطیع الاسلام ہونے کے اُسکا سر
 کچل ڈالا صدائے مہیب اُسکے مرنے کی بلند ہوئی اور فوج نے اُسکی شکست کھائی اُسوقت
 تو حیرت بھی تاب مقادست نہ لاسکی آخر طبلِ آسائش بجوا کر پھر مہرخ نے شادیاں
 بجوائے اور لشکریوں کو ہمراہ لیکر پھری کار پر دازوں نے لاشیں مقتولوں کی اٹھوائیں
 زخمیوں کو ڈولین میں ڈال کر بستر پر لائی ٹانگے زخموں میں لگائے فوج نے کمر کھولی آسودہ
 ہوئے مہرخ مع خواجہ و معمار بارگاہ میں آکر بیٹھی برّان نقلی تو غائب ہو گئی ملکہ برّان
 اصلی ظاہر ہو کر حکم فرما ہوئی کہ لشکرِ مہرخ سے ہٹ کر بارگاہِ جاری برپا ہو چنانچہ بارگاہِ زلفی
 اُسکے لیے آراستہ ہوئی ملکہ مہرخ نے لاکھوں روپیہ اور جواہر عمدہ اور بیش بہا خیرات
 کے لیے ملکہ برّان پر سے ملکہ مذکور کے پاس بھیجا ملکہ نے وہ سب غریب غرا کو تقسیم
 فرمایا پھر خواجہ کو بلوا کر قسم خدائے پاک کی دی کہ میری دعوت کا ابھی سامان نہ کرنا اس لیے
 کہ میں جب پل پر نیرازان توڑوں گی اور اس لشکر میں تمہارے مہمان ہوں گی اُسوقت دعوت
 بھی قبول کروں گی یہ فرما کر حکم دیا کہ دو رجام بادۂ ارخوانی شروع ہوا تلخ سامنے ہونے لگا
 بیان مہرخ نے بھی حکم ترتیب مجلس عیش دیا پھر تو یہ حال تھا کہ ابیات

دردم رنجند از بردخت شاہ
 زمین بود یکسر چو پرتو درو
 تو گفتی زمین آسمان را ندید
 براہ بیت چین شدند انجمن
 ز مشک وز عنبر ہمی رنجند
 جہان پر شد از نالہ کوس و بوق
 شکر بادرم رنجتہ ز برونو
 بند بر زمین جائے آرام و خواب

بہ بستند آذین شہ و براہ
 یا سوئے در راہ بیا بان مرو
 چنین تا بہ کوہ عقیق آن رسید
 ز ایوان ہی کودک و مردوزن
 ز بالا بدیشان درم رنجستہ
 بر آیمختہ طشتہائے خلوق
 بھی یال و سپان پر امشک و
 ز بس نالہ نالے و جنگ و رباب

ہر طرف یہی سامان عیش و نشاط تھا جلسہ انبساط تھا خواجہ کو مہرخ اور سب سرداروں نے

بہت کچھ دیا تھا غنیمت بڑا ان پاس اگر جلوہ گر ہوئے تھے باتیں ہوتی تھیں یہ تو اس حال میں ہیں
لیکن حیرت بدسیرت ذلیل در سوانا لان و گریان جب اپنی بارگاہ میں داخل ہوئی رمصور
و صورت نگار وغیرہ بھی آئے اور سب کے سب سر جھکا کر شرمندہ و غمگین بیٹھے اسوقت
ابرلیق وزیر بھی آیا اور اُس نے دیکھا کہ بیان سامان رنج و غم برپا ہو بدے شراب کے سب
خون جگر پیٹے ہیں دل ایسے جلے ہیں کہ وہی کباب بنگلے ہیں غوض ترنم عشرت نالہ جانگاہ بلند ہو
ہر ایک بقرار و مستند ہو ابرلیق ملکہ کے گرد پھرنے لگا اور عرض رسا ہوا کہ اے ملکہ دوران
سامری تمکو کبھی رنجیدہ نہ کریں اس درجہ کیون آزرہ خاطر ہو یہ مقدمہ لڑائی کا ہو ورنہ تم
کچھ کم ہو یا شہنشاہ کسی بات میں عاجز ہیں تم تو وہ ہو کہ بڑا ان ایسی چھو کر یاں ہزار دن
بنا کے چھوڑ دو حیرت نے کہا مجکو خوف کسی بھڑوسے چھنال کا نہیں ہو اور سلاستی رہے
شہنشاہ کی کہ وہی ہر مرتبہ مجکو ذلیل کراتے ہیں اور اُنھوں نے رحم کر کے ان کو اسون کو
یہ رتبہ دیدیا ہو ورنہ یہ چھو کر ی بڑا ان تو کیا تھی وہ جو اُسکا باپ کو کلب و شیر ہو پہلے
وہ تو میرا سامنا کر لیتا ابرلیق نے کہا پھر اس غلام کی خاطر سے ایک جام شراب کا پیجیے
ناج کو حکم دیجیے تاکہ دشمن کے بھی دانت کھٹے ہو جائیں اور وہ یہ سمجھے کہ اس لڑائی کے شکست کا
کچھ رنج و غم ملا زمان شہنشاہ کو نہیں ملکہ نے کہا اے ابرلیق ان دلتوں کے اٹھانے سے
اب تو جیتا رہنا بھی گورا نہیں شراب کیسی اور کباب کمان کا اور اگر جیتے ہیں تو سب ہی
کچھ کرینگے کھائینگے پین گے ابرلیق یہ سنکر دوڑا کہ میں میخانہ آراستہ کر اگر لاؤں اسوقت
ابر زنگاری روئے ہوا پر پیدا ہوا اور گھنٹے ناقوس بجتے سنائی دیے ہوا سے سرد علی
طائران سحر یا شہنشاہ افراسیاب جادو یا شہنشاہ افراسیاب جادو کار نے
لگے ہر ایک ساحر نے کہا کہ یہ آمد شہنشاہ ساحران کی معلوم ہوتی ہو اس اثنا میں آتش ہو
اور آسمین سے تخت زمر نگار نکلا جس پر افراسیاب سوار تھا سر پر اس کے تاج کو ہر نگار
تھا سترہ سونا زین پوزادان طلسم چکنی زمر دیا قوت کے آگے آگے پھرتی تھیں
ابر جو سر پر سایہ افکن تھا آسمین بجلی اس طرح چمکتی ہوئی کہ رد پھلی گوٹا دوسے دیپے ہیں
جیسے کسی معشوقہ کے لگی ہوئی ابر سے معیش جھڑتا ہوا سانسے بادشاہ کے تخت

روان پر تاج ہوتا ہوا اور بادشاہ کے ہاتھ میں ایک گیند سبز زرد رنگ لکڑی کا بنا ہوا تھا کہ اُسکو دسبدم شاہ سونگھتا اور اچھالتا جاتا تھا غرض جب سواری قریب آئی ساحر سجدے میں گرے بعض ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے حیرت بہر استقبال اٹھی تخت شاہی زمین پر اترتا ہر ایک کا مجرا و سلام بادشاہ نے لیا اور تخت پر بادشاہ جلوہ گستر ہوا حیرت کو رنجیدہ دیکھ کر گلے سے لگا یا زبان کو بنا بر تسکین و دلدادگی کھولا حیرت و مصور وغیرہ نے سب حال رو کر رو بروئے بادشاہ بیان کیا بادشاہ نے کہا میں سن چکا ہوں کہ اُس چھو کر بڑا ان نے آکر بڑی بے لوبی تمہارے ساتھ ایملکہ کی ہو چنانچہ قسم ہو سامری و جمشید کی ابلی وہ سحر کر دنگا کہ آپ سے آپ بڑا ان تمہارے پاس آکر حاضر ہوا اور اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے سب ساحر و ن نے کہا بیشک آپ ایسے ہی ساحر ہیں اور ہر ایک تعریف و ثنا کرنے لگا پس بادشاہ نے وہی گیند جو ہاتھ میں تھا حیرت کو دیا اور فرمایا جو کچھ میں کہ جاؤں وہی کرنا خبردار ایملکہ تامل کو راہ نہ دینا وہ یہ ہو کہ جسوقت بڑا ان آئے فوراً قتل کرنا یہ لکڑی مشغول سیجوری ہوا بعد کچھ عرصہ کے کہا کہ میں تو اب جاتا ہوں تم اس گیند کو حکم دینا کہ ایملکہ حکم شاہ افراسیاب بڑا ان کو پکڑ لایہ گیند حکم کرتے ہی جائیگا اور جہانسی بنکر اُسکے گلے میں بڑیگا اور کھینچ لائیگا ملکہ نے وہ گیند شاہ سے لیکر بہت احتیاط سے کھا اور فکر گرفتاری بڑا ان میں مشغول ہوئی لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ پہلے ہی سے اس فکر میں تھی کہ اگر ہو سکے تو بڑا ان کو پکڑ لیجا ونگا اور اسی فکر میں صورت اپنی مثل ساحرین مطیع الاسلام کے بنائی لشکر مہرخ میں پھر رہے تھے یہاں سے تحفہ و خائف بڑا ان کے لیے جاتے تھے اور ہزاروں ساحر و ساحرہ اُدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اُدھر آتی جاتی تھیں صرصر نے انہیں سے ایک ساحرہ کو تجویز کیا کہ وہ کینز ملکہ بڑا ان کی تھی پس یہ اُسکے پاس گئی اور جھجک کر اُسکو سلام کیا اُسنے کہا کہ ایملکہ تم کون ہو اُسنے کہا میں ملکہ زان پاس ملازم تھی کل مجھ سے یہ خطا ہو گئی کہ باری دینے میں پانگ کے ادگم گئی مجکو موقوف کر دیا میں میں تمہارے پاس اسیلے آئی ہوں کہ مجھے ملکہ کے پاس لیجوا اور اپنی سرکار میں نوکر رکھا دو اُس کینز نے کہا کہ مجھ کو سقد ر سوخ نہیں ہو کہ کسی کی سفارش کر دوں صرصر نے کہا اچھا ذرا

میری ایک بات علیحدہ اگر سن لیجیے پھر میری قسمت میں جو کچھ ہوگا وہ ہو رہیگا کسینو بیواری
سادہ مزاج وہ اسکے کہنے سے ایک مقام تنہا میں آئی اُس نے بائین کرتے کرتے حساب
بیوشی مار کر اُسکو بیوش کر دیا اور اُسکا پرہن اُتار کر اُسکو تو کسی درخت پر چڑھ کر بانہ دیا
اور رنگ روغن عیاری لگا کر اپنی شکل اُسی کی ایسی بنائی وہ کثیر ملکہ زبان اُسی شہزادی
کے تھی اسوجہ سے نہایت خوبصورت تھی ہر صر نے اُسپر اور زیادہ ایجاد کیا کہ بناوٹ سے کام لیا
ایسی شکل زیبا اپنی بنائی کہ جو کوئی دیکھے دل و جان اپنا اسپر تار کرے ہزار جان سے عاشق
ہو کر اُسی کو پیار کرے گیسو سا سر پر آفت جان دام بلا برائے عشاقان تھی یہ سلسلہ جو رجما تھا
دام اُلفت میں اُنھیں کے پھنسا ہوا نہیں چھوٹا تھا بالون میں موتی پردے ہوئے گھبرا
شب تار میں اختر چمک کر نکلیے یا شب گیسو متبسم ہوئی بلکہ سنبل گلشن حسن پر شمیم پڑی ہوئی
جبین نور آگین بطلع مہر چتونوں سے چمکتا ہوا قمر دیدہ خورشید فلک جسکے سامنے کو فرط جلالت
سے زرد رخ شعلہ طور شمع رخ کے سامنے ضیائے حسن رخسار پری و حور کا نور آنکھوں پر
نرگس شہلا بیار بادام اُسی کے دام محبت میں گرفتار جام نہ کیا بلکہ جام زہر بلا ہل سے دونوں
ساغر چشم سرشاران ساغدون کے شربت دیدار کا جو مزاج چکھے جام عمر اپنا لبریز کرے تیر مژگان
کے ہونے سے یہ ظاہر کہ شمسواران تو سن عشق نے آہوؤں کو بر چھون میں گھیرا ہو تر جھی
نظرون سے یہ ثابت کہ ہرن نے چو کڑی بھرنے کو رخ پھیرا ہو ابرو سے خمدار تو گویا قدرتی
حسن کی تلوار یا ماہ نو چرخ حسن پر اظہار نہیں نہیں وہ کمان کہ جسکا تیر ولد و زحیر عشاق کے
پار کما تیک وصف اُسکا بیان ہو یہ حسن و جمال کا نقشہ تھا کہ مسدس

صاف آئینہ سے بھی پیش نظر ہیں دونوں
دوہین شمعین کہ بادھار اور ادھر ہیں دونوں
اور ابھارا سپہ ہر پستان کا غضب مایہ شر
میں بھی حاضر ہوں تھیں نور کا دعویٰ ہو
یہی گوہری ہر بیسداں یہی چوگان آسے

عارض صاف بنیں شمس و قمر ہیں دونوں
رنگ میں لعل صفائی میں گہر ہیں دونوں
سینہ دیکھیں کہ کرین اُسکے گریبان پہ نظر
حسن کا ہر یہ اشارہ طرف شمس و قمر
دیر تا چند فلک سے کسی عنوان آئے

اکمال اور سرتا پانک شک سے درست اور راستہ ہو کر لباس اور زیور ہنر وہاں سے اٹھائی

ہوئی بارگاہِ ملکہ بران مین آئی اور میں پشتِ ملکہ مذکور اگر رومال سر پر جھٹنے لگی اس لیے کہ
اُس کنیز سے حال اسنے پوچھ لیا تھا کہ تم کسی خدمتی ہو اُسنے کہا تھا کہ ملکہ بران کی چنانچہ اُسنے
اگر ملکہ ہی کی خدمت اختیار کی بیان خواجہ کرسی پر بیٹھے تھے اور مترق فرنگی بھی ایک جانب
کو بیٹھا تھا لیکن دونوں ناچ دیکھنے میں مشغول تھے کسی نے اُسکی جانب کچھ خیال نہ کیا
اس عرصہ میں دن وہ تمام ہو چکا تھا وہ زمانہ آگیا تھا کہ بارگاہِ فلک سے خسرو عالم آرائے
مہرِ خواست کر کے خواب گاہِ مغرب میں گیا تھا اور شمعِ رخشان کو اکب کو جلوہ طراز و فروغ
افزائیمہ دہرین فراشِ قدرت نے فرمایا تھا کہ نظم

زمین پر رخ کیا پیشِ نظر سے
نقابِ روز نے چہرہ جھپایا

یکایک مہر نے عزمِ سفر سے
ملک کا عکس سوئے عارضِ آیا

شام کو ملکہ بران عالیشان اپنے بیان کا جلسہ موقوف فرما کے بارگاہِ مہرخ میں گئی مہرخ نے
بہت زرد گوہر اُسکے اوپر سے نثار کیا ہر سردار بخندہ پیشانی اس سے ملا اُسنے ہر ایک کو گلے سے
لگایا پھر تخت پر بیٹھ کر جلسہ عشرت کے تماشے میں مصروف ہوئی مصرصر کنیز بنی ہوئی ساتھ آئی تھی
اسی طرح پشت پر ملکہ کے اگر استادہ ہوئی جب رات زیادہ گئی بران نے بیٹھے بیٹھے انگڑائی لی
اور خواجہ بھی اونگھنے لگے مصرصر نے کان میں جھجک کر کہا داری جب سے آپ لڑائی مار کر آئی ہیں
لحمہ بھر بھی آرام نہیں فرمایا ہو میں قربان کہیں ایسا نہ کہ دشمنوں کا مزاج ناساز ہو جائے اب
کچھ دیر آرام فرمائیے ملکہ نے فرمایا کہ پھر یہیں سو رہوں اُسنے عرض کیا کہ یہ بھی مکان آپ ہی کا ہے
لیکن جو آرام کہ اپنے مقام پر ملتا ہو کہیں اور جگہ وہ چین نہیں ملتا ہو حضور اپنی بارگاہ میں آرام
چل کر فرمائیے تو بہت مناسب ہو بران نے کہا تو سچ کہتی ہو بس کچھ عرصہ کے بعد یہ اچھی مہرخ
نے عرض کیا کہ کہاں تشریف لیجائیے گا اُسنے کہا اپنی بارگاہ میں اب میں ذرا جا کر سوؤں گی
صبح کو خدا نے چاہا تو پھر ملاقات ہوگی اتفاق سے غم جو اونگھتا تھا تو اٹھ کر چلا گیا مہرخ نے
روکنا مناسب نہ جانا ملکہ اٹھ کر بارگاہ میں آئی یہاں پلنگی جو اہر نگار آراستہ تھی جلسہ تبرعات
تھا ہی یہ اُس پلنگ پر لیٹے جو لوگ کہ موجود تھے انکو بھی رخصت کر دیا مصرصر نے اسوقت عرض
کیا کہ ملکہ دورانِ بیان عیارِ نیاں افراسیاب کی پانچ بہن کہ وہ اگر ہر ایک کو پریشان کرتی ہیں

اُسے خرداری ضرور ہو پس اگر میان جمع رہیگا تو اُنکے ضرر پہونچانے کا اندیشہ ہر تخلیہ کر دیکھے تو بہتر ہو
 بڑان نے کہا یہ بھی تو نے سچ کہا اچھا جتنی کنیزین ہیں سب چلی جائیں فقط دس بیان چلی کوئے
 کو رہ جائیں بموجب حکم دس کنیزین کو بنائیت خیر خواہ اور قدیم تھیں وہ دس رہیں اور باقی
 سب چلی گئیں اور باہر بھی پہرا ہو گیا کہ کوئی اندر نہ آنے پائے غرض یہ انتظام کر کے ملکہ
 آرام فرما ہوئی اور وہ دسوں لونڈیاں پٹکھا بھلنے اور بانوؤں دبانے میں مصروف ہوئیں
 اُسوقت صرصر شمشیر زن نے ایک گھوڑی اپنے پاس سے نکال کر کھائی اور ایک ایک
 اُن کنیزوں کو بھی دی اُنھوں نے کہا نہیں آپ کھائیے اُسنے کہا کھاؤ تکلف نہیں کیا ہو
 سوئے ہرے پان کی بھی یہ حقیقت ہو کہ کوئی اُسپر گمان کرے کنیزوں نے یہ سنکر
 وہ گھوڑیاں کھائیں اور سب بیہوش ہو گئیں صرصر قریب تر ملکہ بڑان کے گئی مگر اس خیال سے
 کہ یہ ایسی ویسی ساحرہ نہیں ہوا ملک طلسم ہوا ایسا نہ کہ ہر سو کے تجلو کڑیلین اس خیال سے
 ہاتھ بانوؤں اُسکے تھرانے لگے پھر سوچی کہ تیرا تو کام ہی یہ ہوا تیری محنت کر کے بیان تک پہونچی ہو
 ہر جہ بادا باد اپنا کام کر بس اُسنے غلط مار کر اپنے تئیں پلنگ کے نیچے پہونچایا اور نوٹار خضار
 انور ملکہ کے پاس کی کاٹ کر کفچہ میں دار دے بیہوشی رکھ کر قریب بینی کفچہ لگایا اور آہستہ سے
 دوپٹا ہٹا کر بیہوشی کو چھونکا کہ ملکہ بھی بیہوش ہو گئی یہ تو پستارہ باندھنے لگی لیکن عیار
 تورات کو بھی کم سوتے ہیں عمر کچھ دیر آرام کر کے جو بارگاہ میں آیا بڑان کو اُسنے بنایا
 مخرج سے بوجھا کہ ملکہ بڑان کمان میں اُسنے کہا کہ وہ بیٹھی تھیں اُنھوں نے ایک نگہ اکیلی
 کنیز جو اُسکے ساتھ تھی اُسنے کہا کہ واری دیر سے تم نے آرام نہیں کیا ہو چلکر آرام کرو چنانچہ وہ اپنے
 خیمہ میں ہر آسائش و آرام گئی ہیں عمر نے کہا وہ تو کتنی تھیں کہ میں بین شب کو رہوں گی اے میں
 کچھ فتور ہو یہ لکڑ جلد تر اٹھ کر چلا اور بارگاہ بڑان کے دروازے پر آیا میان دربانوں نے
 منع کیا کہ ملکہ آرام کرتی ہیں اور مانعت کی ہو کہ کوئی آنے نہ پائے عمر نے دلیمن کہا افسے کون
 گفتگو کرے دیر ہوگی یہ سوچ کر خیمہ کے پہلو پر سرائچہ چاک کر کے جو دیکھا تو صرصر بڑان کا پستارہ باندھ
 چکی تھی پس اُسنے فوراً معجزہ سے صورت اپنی مثل صورت صبار قنار کے بنائی اس عرصہ میں
 برق فرنگی بھی عقب خواہ روانہ ہوا تھا وہ بھی قریب بارگاہ پہونچا لیکن عمر صبار قنار بنکر آیا

اندر بارگاہ کے سرائچ بھاڑ کر گیا اور پکارا کہ ہان ہان بی بی یہ پشتارہ لگا کر کلنا مشکل ہو گیا کیا کرتی ہو صرصر نے اسکی صورت دیکھ کر نگاہ اول پہچانا کہ یہ عمر عیار ہو بس سمجھی کہ دروازے پر پہرا ہو تو نکل نہ سکیگی سرائچ فرآ کر کلجا یہ سوچ کر پشتارہ تو پھینک دیا اور آپ سرائچ فرآ گئی عمر نے جالاک کر کے اہر بارگاہ کے آکر کند کے حلقے ماسے اور پکارا کہ اے جان جہان کمان جاؤ گی کند آکر صرصر کی گردن و کمر میں بڑی مگر وہ بھی عیارہ ہو دوسری جست اُس نے اسطرح کی کہ صاف بسان نگاہ صدقہ ہائے چشم کند سے نکل گئی اور نیمچہ اُس نے بھی گھسیٹا عمر نے جست کر کے پس پشت اُس کے اپنے تئیں پہنچایا اور پھر کند ماری کہ ابکی دہ الچ کر گری کس لیے کہ اُس کو خوف بہت تھا لشکر پر ایسا عیار زبردست سے سامنا جست و خیز کرنے میں دست و پا اُس کے تھراتے تھے اب جو وہ گری عمر نے اُس کو چاہا کہ اٹھ کر اندر بارگاہ کے لیجاؤن صرصر کے ساتھ سایہ کی طرح اور بھی عیار نیان رہتی ہیں چپنا نچ صبار قمار برق کی شکل بنکر بیان آئی تھی اُس نے جو یہ کیفیت دیکھی دوڑ کر قریب تر عمر کے آئی اور کہا اُستاد لائیے اُستانی کو مجھے دیدیجیے اور آپ جا کر ملکہ بڑان کی خبر لیجیے عمر نے اسکو برق سمجھ کر دیدیا وہ پشتارہ لیکر بسان برق ہندہ چلی اور کچھ دور جا کر پکاری کہ سنم صبار قمار یون لیجا تے میز اور عیاری اسکو کہتے ہیں عمر نے اُس وقت تعجب کرنا اُسکا سناسب نہ سمجھا اور پھر بارگاہ میز بڑان کی گیا اور دربانوں سے کہا کہ اچھا پہرا دینے ہو کہ اسوقت غضب کر دیا تھا عیارہ ملکہ کو پکڑ لے گئی ہوتی یہ لکھنڈر جا کر ملکہ کو پشتارہ سے کھو لکھنڈر زنبیل کر لیا اور ایک کنیز روم کی نرگس نام زنبیل سے نکالی اور اُسکی صورت ملکہ بڑان کی ایسی بنائی اور لباس عمدہ زیب قامت اُس کے فرما کر گناہنا کر لینگ پر لٹا دیا اور ہوشیارا سیکو کر کے کہا کہ دیکھ قدرت خداوند سامری کی کہ تجکو ملکہ بڑان شمشیر زن بنا دیا خبردار جو کوئی تجھے پوچھے تو گستاخ میں ہوں بڑان شمشیر زن اور اگر تجھے کوئی کہے کہ ہم تیرا سر کاٹ ڈالینگے ورنہ بتا کہ تو کون ہو تو بھی تو نہ بتاتا کس لیے کہ اب تیرا بڑا مرتبہ پیش خداوند سامری ہونے والا ہے بڑان کو خداوند نے بلا لیا ہو تو ہی بڑان اب مقرر ہوئی ہو لاکھوں کروڑوں روپیہ کی دولت تیرے قبضہ میں ہو شہزادیاں طلسم نور افشان کی تیرے مطیع اور فرمان بردار ہیں اور ہم ہر وقت تیرے حامی و

دو گارہین وہ کنیز یہ باتیں سنکر نہایت خوشنود ہوئی اور بآرام تمام پلنگ پر لیٹی کنیزوں کو
عمر نے بلوا کر حکم دیا کہ ملکہ آرام کرتی ہیں پانوں دباؤ وہ سب حسب ارشاد اطاعت میں مصروف
ہوئیں اور عمر وہاں سے پھر کربار گاہ قمر خ میں آیا کسی سے اس احوال کو نہ کہا اس عرصہ میں وہ
رات بھی تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ عیارہ شب نے خزانہ اختران کو چرا کر گریز کی باورمیز ترین
رخسار مثل عمر عیار برائے تجسس عرصہ افلاک میں قدم زن تھا کہ ابیات

دم اعزاز حسن صبح آیا
کہ حبسین کچھ سیاہی بھی ملی تھی
کہ جیسے گوشہ دامان دلبر

کہ جب اس شب نے اپنا منہ چھپایا
وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سفیدی
کہیں پھیلے کہیں سمٹے ابھر کر

ہنگام سحر وہ کنیز رومی بستر خواب سے اٹھی اور پکاری کہ ارے کوئی حاضر ہو کنیزین حاضر حاضر
لکڑیاں آئیں کہا چوکی پر جاؤں گی انھوں نے آفتاب طلای لیجا کر چوکی پر لگایا یہ وہاں سے
قارغ ہو کر جب آئی لونڈیاں آب گرما لیا منہ دھلانے کھڑی ہوئیں اُسے ایک چلو پانی لیکر
اس طرح چھینٹا منہ پر مارا کہ گریبان تک تر ہو گیا کنیزین چکرائیں کہ آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہے منہ کیونکر
دھوتی ہیں اسی فکر میں لونڈیاں تھیں کہ اُسے جلد ایک کنیز کی کمر سے رومال کھینچ کر ٹہری بے
عنوانی سے منہ پوچھا۔ برآن کا قاعدہ تھا کہ اشارہ کرتی تھی کنیزین پہلے دست پاک
ایک دیتی تھیں کہ اُس سے منہ پاک کر کے پھر دوسرے رومال سے ہاتھ پوچھتی تھی کہ
پانی کی تری نہ رہے غرض یہ منہ پوچھ کر کسی پر بیٹھی ہمارے جادو و مجلس جادو وغیرہ
اگر مجرا کیا اور اختر نگاہ و قمر نگاہ بھی حاضر ہوئیں اُسے کسی کا بھی سلام نہ لیا تیوری چڑھائے
نہایت کبر و غرور سے کسی پر بیٹھی رہی اس وقت سب جادو گر نیون نے کہ بہت معزز اور ناظمہ
در بند ہیں قیافہ سے پہچانا کہ یہ ملکہ برآن نہیں ہیں آپس میں کہا کچھ ہی کیون نہو اس سے
نام پوچھنا چاہیے غرض ہمارے جادو نے ہاتھ باندھ کر کہا داری حضور کا اسم مبارک کیا ہو چکو
اس وقت یاد نہیں رہا ہوا سوجہ سے پوچھتی ہوں اس کنیز نے پہلے تو کچھ جواب نہ دیا جب اُسے
مکرر اور سہ کر پوچھا تو اُسے کہا کہ وہاں کا تو نام یاد ہو مگر بیان کا یاد نہیں رہا اسوجہ سے سوچتی ہوں
ہمانے کہا یہ آپ نے کیا فرمایا وہاں اور بیان کیسا اُسے جواب دیا کہ اچھ تو بہ بھول گئی میرا نام

ہیں
عمر
مہر
رانی

شمشیر زن ہو بڑا ان نو یاد نہیں رہا خالی شمشیر زن کدیا ہمارے کما بتو آپ فرما جین کہ
میرا وہاں کا بھی ایک نام ہی چنانچہ وہ بھی ارشاد ہو کہ دوسرا نام کیا ہو اسنے کہا وہ بتانے کا
نہیں ہو ہمارے عرض کیا کہ واری ہم لوگ تو جان نثار ہیں ہمسے کیا پردہ ہو اسنے جواب دیا کہ
دوسرا نام میرا نرگس رومی ہو اب ہمارے یقین کا مل ہو کہ ملکہ بڑا ان پر کچھ پیچ بڑا بڑا غضب
ہو خواجہ عمر سے چپکے سے بلا کر کنا چاہیے ورنہ سب لشکر تہ وبالا ہو جائیگا یہ تو اس فکر میں
ہوئی وہاں خواجہ بارگاہ مہرخ میں بیٹھی ہیں مہرخ بھی تخت پر ہنگام صبح جلوہ گستر ہوئی ہو
ناج ہو رہا ہو سردار آتے جاتے ہیں تذکرہ لڑائی کا ہوتا ہو ادھر ملکہ حیرت بھی تخت پر
آکر بارگاہ میں بیٹھی ہو سب سردار اسکے پاس بھی جمع ہیں کہ اسنے وہ گیند افراسیاب
کا ہاتھ میں لیا اور نگاری کہ اس گیند حکم شاہ جادوان و بنصدق سامری و جمشید ہان سے
جا کر بڑا ان کو مہرخ کی بارگاہ سے یا اسکے خود خیمہ سے جہان کہیں ہو پکڑ لا گیند ایک
حلقہ پھانسی کی طرح بنکر نظروں سے غائب ہو گیا اور بڑا ان نقلی کو جو کرسی پر بیٹھی تھی
اسکے سر پر لچھا سا بنا ہوا آکر گرا اور اس میں سے بجلی کی طرح چمک پیدا ہوئی کہ ہما اور
مجلس کی آنکھیں بند ہو گئیں مگر ہمارے جلد آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اسنے گلے سے موتیوں کا
مالا اتار کر اس چھ پر مارا اس حلقہ میں سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور اسنے اس مالے کو روک
لیا اور وہ حلقہ گردن و کمر میں بڑا ان کے پڑ کر اسکا اڑاتا ہوا لیکر حلا لشکر میں غلغلہ برپا ہوا
کہ لینا جانے نہ پائے ساحر اسکے عقب میں اڑے ہزار دن ناریج ترنج ماریل تیر سحر کے مانے
مگر جسے جو حربہ کیا وہ اٹھایا اور وہ حلقہ بڑا ان نقلی کو لیکر غرق آسمان ہو گیا اسوقت
ہمارے خیال آیا کہ ملکہ جو بسکی ہنکی بائیں کرتی تھیں معلوم ہوتا ہو کہ بڑی دیر سے سحر سحر افراسیاب
تھیں بدل کوئی نہیں لے گیا تھا یہ فقط سحر کا باعث تھا جو نرگس رومی اپنے تئیں کہتی تھیں
سوائے اسکے اور کوئی امر سمجھ میں نہیں آتا ہو غرض یہ سمجھ اسنے کہ ام مجاہد تمام سرداروں
میں دو ہتھ چلنے لگا ایک دوا پنا گلا کاٹنے لگے لوگوں نے ہاتھ پکڑ لیا کہ بھئی دیکھو تو کیا ہوتا ہو
جب ملکہ کے دشمن مارے جائیں جب ہی اپنی جان دینا ملکہ لڑ کر مر جائے نام بھی ہوا تو ہر نگاہ
افغان و خیزان بھاگ کر مہرخ کے پاس آئی مہرخ جو دیکھے تو اسکا گریبان چاک ہو سر پر عم کی

خاک ہو پوچھا کیون خبر تو ہو اُس نے کہا خیر کیا بڑا عالی مقام پر یہ سانحہ گذرا صرخ نے کہا پھر آخر
ایک دن مرنا ہو آج ہی ہم بھی جان دیدینگے یہ لکڑا نیر سحر کو دم دیا لشکر میں کمر بند ہی ہونے لگی
عمر عیار خیر بھی نہوا کہ کیون جاتی ہو غرض لشکر کے کئی لاکھ سردار ساحران ذیوقار سوار یوں پر
سحر کی سوار ہو کر روانہ برائے کارزار ہوئے وہ طاؤسان زرین بال کا پر کھول کر اڑنا روک
ہوا کو زربفتی بنا ناظر آتا وہ اُنکے پر دن کا بتلاپن اور اُس میں داغماے طلائی رنگ کا چمکنا
گویا روئے ہوا پر اطلس نیلگون بوئے دار کا فرش بچھا تھا نہیں ایک آسمان او زریں
آسمان پیدا ہوا تھا اور اُس آسمان میں ستارے نکلے تھے جادو گر نیان جوان جوان اُن
طاؤسون پر سوار گویا آسمان حسن پر زہرہ کا جمال آشکارا اثر دھون کی چار سمت کو چھنکار
روئے گیتی سب زہر دار سردار دن کے سردن پر تاجہائے زرین رکھے ہوئے گویا ہزار ہا
سورج نکلے ہوئے طائران سحر پر کھول کر سروں پر ہر ایک کے سایہ فلک ثانی سلیمان کے
میطیع ہونے کا پتہ دیتے دم اپنے مالکوں کی ہوا خواہی کا بھرتے ہر جادو کی آگ تپھر برسا
آوازیں مہیب لگاتے دوڑو بجتے نشان کھلے ہوئے ترسول ہنسول چمکتی ساحر تو اس
آن بان سے روانہ تھے بہادر دن کی ورد زبان جنگ کے افسانہ تھے مرکبائے پرند پر ہر ایک
سوار سنان نیزہ کا چمکنا فلک پر اپنے سینہ کو بچاتا کہ کہیں ایسا نہو میں نشانہ ہو کر گھائل ہوں
گرز ہر ایک خانہ بدوش بہادر خنخانہ جرات کے پیانہ نوش وہ اُنکا بانگ بین اور اگر نا طبع بوق
بجنا ہر ام فلک کا دل دلتا خلاصہ یہ کہ اس لشکر کا اس طرح چلنا تھا کہ ابیات

خروش آمد از دشت و آوازی مرد	کہ گفتی بدرید دشت نبرد
درخشیدن تیغ و بانگ ستور	ہم پہلوانے چو تابندہ ہو ر
سہیل ستور و خروشی سوار	درخشیدن تیغ زہر آبدار
زمستی خروشی چو شیر نر	و یا موج دریاے پر غور و شہر
ہمی راندہ بارہ چو دریا بجوش	در افکند در دشت ہا سون خروش
غریوان و جوشان چو شیر زبان	کمانے پیاز و مکر بر مہبان
برا نگیز بارہ بگردار باد	پس نامداران فرخ تراز

ہمین تاخت از کین ز خرگہ زمین درفش سپہ از دھا پیکر ش سواران جنگی ہزاران ہزار ز تابیدن گونه گونه درفش چو ذریاے جوشان سراسر زمین	سپہ کرواز ستم اسپان زمین یکے بانو ز ترین فراز سرش باہن درون غرقہ اسب و سوار ہوا گشتہ زرد و کبود و بنفش کہ باشد ہمہ موج ادا ہنین
---	---

اسطوت سے لشکر ظفر پیکر مرغ نامورا ورہمائے تاجور بصد کروفر جانب حیرت خیرہ سر
چلا اسطوت وہ گیند بران نقلی کو لیے ہوئے سامنے حیرت کے آبا بران نقلی کو غش تھا
اُسکے گلے سے اُس گیند کا پھندا نکال کر خوب اپنے سحر میں مسح کر لیا پھر ہوشیار کیا جب اُس کثیر
رومی کی آنکھ کھلی پکاری کہ اری اوہمائے تاجدار و مجلس نابکار سب کمان ہو جلد منجھو
تخت پر بٹھاؤ ارے یہ پرے والیان کہ ہر اُلگین کہ مابدولت اسطرح فرش خاک پر بیٹھی ہیں
جنسے منجھو پڑا تھا پرے والیوں نے اُسکورو کا کیوں نہیں ارے جلد تخت طاوسی لاؤ چنور
بال ہما کا سر پر ہلاؤ حیرت اور سب ساحرون نے یہ کلمات سن کر کہا دیکھیے عمر کی صحبت میں ہر
عیاری بھی یہ چھو کری کو کب کی سیکھ گئی ایسی باتیں کرتی ہو جیسے بران یہ نہیں ہو حیرت
اسوقت پکاری کہ اری او دختر کو کب بڑی لڑائی تو نے آکر فتح کی اسدن کی بھی منجھو
خبر تھی اب تیرا سب کا ٹون گی یہ کمر حکم دیا کہ جلا دو بلاؤ جلاؤ طلب ہوئے برابر آب ریزی بارگاہ
ہی میں چو ترہ ریگ کا باندھا گیا بران نقلی کو اُسپر بوریائے فلاکت بچھا کر بٹھایا اس اتنا میں
جاسوسان لشکر دوڑے ہوئے آئے اور حیرت بدسیرت کو بددعا دیکر عرض رسا ہوئے کہ
او ملکہ عالم ذہن مرغ و بران بڑی عظم و شان سے آپہنچی ہر ایک کے یہی ارادے ہیں کہ اپنی
جان دیجیے اور بران کو چھڑا لیجائیے یہ خبر سن کر حیرت دروازہ پر بارگاہ کے آئی اور ایک سحر
پڑھ کر مشت خاک زمین سے لیکر لڑائی کہ اُسکے اُڑنے سے بجلی بجلی آواز رعد کے پیدا ہوئی
اب جو دیکھا تو ایک دیوار شبیدہ رنگہ و اگر داسکے لشکر کے گھر گئی پھر سراجہ بارگاہ کے اٹھو اٹھو
اور گرد بارگاہ کے ساحران بر سوار واژدہ سوار ستمی کے یادگار جمشید زمانہ اپنے فن میں
یگانہ حربہ ہائے سحر لیکر استادہ ہوئے جوش لشکر سے بیان بھی طلاطم ہوا صفین آراستہ ہوئے

اُس وقت خواجہ عمر کے ذہن میں آیا کہ چل کر تو بھی اُن ساحرانِ مخالف و سبجیا کو دھوکا دے اور عیاری کر یہ سوچ کر بارگاہ سے روانہ ہوا اور قریب لشکرِ حیرت پہنچ کر اُس وقت کہ جب دیوارِ سحر کی نہ کچھی تھی اُس نے مقوی کا ایک سرتیار کیا اس طرح گا کہ اُس میں چار سرتھے اور ہر سر میں آٹھ آٹھ آنکھیں تھیں پیشانی پر ایک تختی ہیرے کی لگائی جس میں کندہ کیا ہوا تھا کہ ملازمِ افراسیاب جاؤ و تھالی برنجی جس میں چومک جلتے ہوئی ہار لونگ پھول رکھے ہوئے ہاتھ پر اپنے رکھ کر جست کر کے اندر بارگاہ کے آیا اور پکارا سنم نامہ دار افراسیاب یہ کمرِ ملکہ حیرت کو نامہ دیا اور آپ کلیم اور مہ کر غائب ہو گیا حیرت نے نامہ پڑھا لکھا دیکھا کہ سنم شہنشاہ عیارانِ عمر بن امیہ ضمری اری اوچد و حیرت جس طرح ملکہ ذیشان بران والا شان کو بلایا ہو اس کی سزا ہم دینا موقوف کرتے ہیں بشرطیکہ نذر دیکر او خلعت گرا نامہ سے مخلع کر کے انھیں بتو قیر تاملتر رخصت کر دے ورنہ قسم ہو جناب امیر حمزہ کی کہ تمام طلسم کو غارت کر دو نگاہ نامہ مجھے اپنے عیار چہار شکل ہشت چشم جادو کے ہاتھ میں نے روانہ کیا ہے تھوڑے لکھے کو بہت جانتا حیرت نے نامہ پڑھ کر دیکھا تو مہر بھی پیشانی پر عمر کی کی ہوئی ہو حیرت نے نامہ تو ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا اس سوئے کی شاست آئی ہو میں جانتی ہوں کہ اسکے پاس کلیم غیبی ہو خیر کمان جائیگا شہنشاہ کے ہاتھ سے یہ اکر گئے سے اپنے موتیوں کا مالہ توڑ کر مارا عمر تو پہلے ہی سے جست کر کے کلیم اور عمر نکلیا تھا مالاچار طرف عمر کو ڈھونڈ کر پھیر آیا اُس وقت حیرت خود اٹھی اور شبیہ بران پر تلوار لیکر دوڑی وہ ہر چہرہ داویلا کیا کی مگر اس نے ایک نہ سنا ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا اڑ گیا اُس وقت خوشی میں اکر ایک نارنج حیرت نے جانبِ فلک اُچھا لاکہ چونستھ ہزار نقارہ سحر کا بروے ہوا بجلیا زمانہ میں تزلزل پڑ گیا طائر سحر مبارکبا دینے لگے اور ہر ایک سردار گلے ملنے لگا آپس میں خوشی ہونے لگی یہاں لشکر لیکر مہرِ جوائی تھی دیوار کو دیکھ کر پس دیوار ٹھہر کر سحر کرنے لگی کہ یہ دیوار گرے بعض ساحر اڑ کر چلے مگر گر پڑے اُس طرف نہ جاسکے دیوار کے توڑنے اور گرنے کی تدبیر ہونے لگی کسی نے گولا فوادی مارا کسی نے نارنج سے کام لیا لیکن یہ دیوار ملکہ طلسم کی بنائی ہوئی تھی گرنے لگا اُسکا دشوار ہوا اتنے عرصہ میں عمر عیار زبوقار شہت لشکر کی طرف حیرت کی بھاگ کر گیا وہاں کچھ دور پر ایک پہاڑی کنارے دریائے خون روان کے تھی اُس

پاڑی پر چڑھ چڑھ گیا اور زنبیل سے فرش مخملی کا لکڑ بچھایا مسند مغرق آراستہ کی چکیں چکر چکر
 وغیرہ سامنے سند کے رکھیں ڈالیاں بیویوں کی اور گلابیان شراب کی چن دین پھر ملکہ برآن کو
 زنبیل سے نکالا اور مسند پر بٹھا کر ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی خواجہ کو اپنے پاس دیکھا اور پاڑی
 پر اپنے تئیں پایا حال استفسار فرمایا عمر نے سب حال بیان کر کے کہا کہ آج دشمنوں کی جان پر
 بنگلی ہوتی جو میں عیاری نہ کرتا اب لشکر مرخ اور ہمارے تاجدار لیکر آئی ہیں گراہنہ پانی
 ہیں دیکھیے وہ دیوار فولادی مشبک از زمین تاجرخ برین اٹھی ہوئی ہے اس دیوار کے سبب
 میرا اور آپ کا نکلنا بھی دشوار ہے برآن نے سب حقیقت سن کر کہا کہ خواجہ میں اپنے پاس
 لکڑ اس لڑائی میں آئی ہوں انھوں نے یقین ہے کہ پتلے سحر کے ساتھ کر دیے ہونگے میں
 قتل نہ ہوتی لیکن آپ نے بڑا احسان کیا کہ ذلت سے بچا یا اب آپ تماشا دیکھیے یہ لکڑ کچھ
 ایسا سحر بڑھا کہ وہیں بیٹھے بیٹھے غرق زمین ہو گئی اور جہاں وہ دیوار کھینچی تھی اُسکی تہ زمین
 میں جا کر اُسنے قلاب زمین کو جنبش دی حیرت تو جانتی تھی کہ اس طرف کوئی نہ آ سکے گا
 اسوجہ سے سحر کو اُسنے زور نہ دیا تھا دیوار فوراً اسکے قلاب زمین کو جنبش دینے سے موم
 کی ہو کر اور اڑا ڈاگر گری اور اُسکے گرنے سے کہ کو سون تک جو وہ کھینچی ہوئی تھی ساٹھ ستر
 ہزار سحر حیرت نابکار کا جو صفین باندھے استادہ تھا دب کر ہلاک ہو گیا اور حیرت کھار
 پکاری کہ ارے یہ کون سا بد بخت سحر تھا جس نے دیوار میرے سحر کی گرا دی یہ کہہ رہی تھی
 کہ برآن تہ زمین سے نکلی اور نعرہ زن ہوئے کہ سنم ملکہ برآن شمشیر زن دختر شہنشاہ
 کو کب شہنشاہ حیرت اسکی طرف لپکی اور ایک طرف سے دیوار جو گری مرخ اور ہمارے
 تاجدار حملہ آور ہوئی بقیہ فوج حیرت سے سحر کی چوٹیں اور شمشیر سحر چلنے لگی اور برآن شمشیر
 اڑ کر روئے ہوا پر گئی حیرت بزور سحر اڑی لیکن روئے ہوا سے ہزار ہا چاند ٹوٹ کر زمین پر
 گرے کہ حیرت کی آنکھیں خیرہ ہوئیں اور زمین پر اتر آئی اور ایک نارنج سحر کی جھولی
 سے نکال کر اُن چاندون کے اوپر مارا کہ وہ چاند سب ماند ہو گئے اُسوقت برآن نے
 اپنے باپ کی نصیحت کے بموجب پتلی یا قوت نگار روئے ہوا پر ڈبیل سے نکالی کہ وہ پتلی
 برآن کی ایسی صورت بنگلی اُس سے حکم دیا کہ میں تیری لڑائی دیکھتی ہوں جا اور میرے

حرفیون کا مقابلہ کرتی بڑا ان بنی ہوئی زمین پر اترتی اور حیرت پر چلی کہ ایک دو ہتھڑا سپر مارون حیرت نے فوراً اسکے ہاتھ بلند ہوتے ہی سحر پڑھا کہ ایک پنجہ نے پیدا ہو کر ہاتھ پکڑ لیے بڑا ان نقلی نے سحر پڑھا کہ پنجہ موم کا ہو گیا ہاتھ چھوٹے پھر یہ ایک چابک سحر کا لیکر چلی اور بکاری کہ روئی کی طرح سے اگر نہ دھنک ڈالا تو نام اپنا بڑا ان نہ رکھا حیرت نے بھار کے کمارری جھو کر یہ موم کا چابک لیکر آئی ہو بس موم کا ہو گیا اب حیرت سحر کا خنجر لیکر چلی شبیہ بڑا ان نے سحر کیا کہ درون بخون نے پیدا ہو کر حیرت کے بھی ہاتھ پکڑ لیے اُس وقت ایک لال از خود ظاہر ہو کر حیرت کے کان کے برابر سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ اے ملکہ یہ بڑا ان نہیں ہو جو تم سے لڑتی ہو بلکہ ہم شبیہ اُس کے ہے یہ لکڑ لال تو غائب ہو گیا اور ملکہ نے بھی ایک مشت خاک اٹھا کر اپنے گریبان میں ڈالی کہ آپ اُس خاک کے ڈالنے سے غائب ہو گئی اور بجائے اُس کے ایک اور حیرت پیدا ہو کر مقابل ہم شبیہ بڑا ان ہوئی اتنے عرصہ میں لڑناں و لڑنے مدد برق و بہار و نافرمان شکوہ زرین تبا اور ابرق اور مصور وغیرہ سے آکر گتھ کے کشنوں کے پشتے لاشوں کے انبار انھوں نے لگا دیے آتش سحر نے اپنا فروغ دکھایا دشمنوں کے جان و تن کو جلایا ہزاروں جہنم کے کندہ ہوئے فی النار و السقر لکڑ مسلمانوں نے کنارہ کیا جادو گر نیاں درگور لکڑ شین اور دوسری طرف لڑنے لگیں ہر طرف پابان تیر اور صداے دار و گیر تھی تیزی سینے توڑنے پر آمادہ گرز سر کھنچنے ہر لات زنی کرتے ایک سے دوسرا پٹا ہوا بھوت سر پر جادو کا چڑھا تلوار کا آسیب جن جن کو پچا پتا تھا اُنکی جان بھینٹ میں لیتا تھا پتھر بر سکر اپنی سنگدلی دکھاتے تھے سائب زہر اُگلنے جلتے تھے موذی بن جاتے تھے دریائے خون روان تھا تھل بیڑا لکڑا مشکل تھا تا دیر خوب بھڑکڑ تلوار چلی تھی فوج دشمن میں پھل پڑی تھی جان بچانے کو ترستے تھے کہ ایسا

دولشکر برا بکشد نہ صفت	سوربان ہمہ برب آوردہ گفت
زمین تار شد آسمان چون نقش	دیس نیزہ و پر سیاہی درفش
ہوا شد ز گرد سپہ آبنوس	زنا لیدن بوق و آواکے کوس

تو گفتم کہ دریا بجو شد ہی
نہ زخم تبر زین و گویاں تیغ
چو بر پیش خورشید دامن کشید
تو گفتم ہوا تیغ بار و رہی
و افگندہ گیتی بر آنگو نہ گشت
گرد ہر مکنندہ درون پر ز خون
زور یا ہی خواست از باد موج
ہمہ دشت مغز و جبگر بود دل

ننگ اندرون خون خروشد ہی
زور یا بر آمدیکے سسج میخ
چنان شد کہ کس روئے گیتی ندید
بخاک اندرون لالہ کار وہی
کہ کر گس نیارست بر سر گزشت
دگر سر بریدہ فگندہ نگون
سپاہ اندر آمد ہی فوج فوج
ہمہ نعل اسپان ز خون تر ز گل

سپاہ تو اسطرح جانبازی کر ہی تھی اور دونوں سپہیں بران و حیرت کے اردہ ہی تھیں حیرت
نقلی نے ایک بجلی بران نقلی پر گرائی بران نقلی نے اُت جو کی وہ بجلی لٹ کر حیرت پر گری اُسے
رد سچ کیا اور دوڑ کر تلوار ماری بران کے دو ٹکڑے ہوئے اور وہ دونوں ٹکڑے پھر مل گئے
بران زندہ ہو کر جھپٹی اور حیرت کے تلوار ماری کہ اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے لیکن وہ ٹکڑے
بھی آپس میں مل گئے اور حیرت بھی زندہ ہوئی یہ خبر اٹھائی کی افراسیاب کو پتلون نے سحر کے
پونچائی وہ وہاں سے اُڑ کر چلا اور قریب لشکر جنگ پہنچ کر ایک سحر ایسا پڑھا کہ ہاڑ سے کئی
ہزار من کی ایک سل جدا ہو کر اُڑی یہ سل کو اُڑائے ہوئے جب ہر لشکر پر پونچا دیکھا کہ
اسطرح جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے کہ سب آپس میں بھڑے ہوئے ہیں اگر سہل گراؤن کا تو اپنے پر اُڑے
سب کام آئینگے اور دب جائینگے یہ مناسب نہیں ہے چنانچہ یہ سوچ کر اُس سل کو تو الگ گرایا اور
سوائے اسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ حیرت اصلی کجور روئے ہوا پر بھی پنجہ میں اپنے دابکر ایک
سمت کو لیے چلا گیا وہ ہمیشہ حیرت بھی غائب ہو گئی اُسوقت ملکہ کے منوں نے سے مصور
اور صورت نگار وغیرہ سرداروں نے طبل آسائش بجا دیا از بسکہ مہرخ جانتی تھی کہ بران
چھوٹ چکی ہے اسوجہ سے یہ بھی بفتح و فیروز طبل امان بجا کر پھر سے اور راہ میں بہت کچھ
زرتار کیا پھر اپنے مقام پر پہنچ کر لشکر دن نے کمر کھولی آسودہ ہوئے لاشیں غار
کھود کر گڑا دین میدان پاک و صاف کر دیا مہرخ بہار نافرمان برقی رعد وغیرہ

سب اس خباک میں زخمی ہیں اُنکے ٹانگے وغیرہ دلواسے بڑاں بھی آکر تخت پر جلوہ گستر ہوئی
 شراب کا پیالہ گردش میں آیا ناچ ہونے لگا عمر بھی اگر کمر سی پر بیٹھا چالاک وغیرہ عیار بھی آئے
 اور شریک جلسہ عشرت ہوئے چالاک نے اس وقت چپکے چپکے کہا کہ بھی میری تو عقل حیران ہے
 یہ عجب طرح کا طلسم ہے کہ جب کا فتح ہونا دشوار نظر آتا ہے بڑاں نے اُسکو بکتے دیکھ کر کہا چالاک
 تم کیا بڑ بڑا رہے ہو عرض کی کہ اے ملکہ میں یہ کہتا ہوں کہ بیان تمام عمر یوں ہی لڑائی ریسگی یہ جگہ
 نہایت طلب اور سخت ہے آج تک طلسم کشا اور مجسمین کا حال ہی نہیں معلوم کہ زندہ ہیں یا مر گئے
 سوائے اسکے اور کچھ سنائی نہیں دیتا کہ گنبد نور پر قید ہیں دوسرے یہ کہ خواجہ کے عقب میں
 شب رنگ عیار لشکر اسلام سے چلا تھا اسکا پتا نہیں کہ کدھر گیا بیان آکر پہنچے سنا ہے کہ ہفت بیڑ
 قلعہ کے آگے ملک لوح داران ہو مگر اُسکا حال بھی نہیں گھلتا کہ مالک لوح کون ہو اور کیونکر دستیاب
 ہوگی اور تو سب درکنار اتنا تو دریافت نہیں ہو سکتا کہ بل پر نیردان کیونکر بر طرف ہوا اور یہ دیر
 سحر کا جو بیچ میں حائل ہے کس طرح موقوف ہو جو راستہ گھلے اور ہم لوگ بیخوف و خطر جا کر وہاں عیاری
 کر رہے ہیں جب یہ نہیں ہو سکتا تو ملک لوح داران تک کون جائیگا غرض میری عقل کام نہیں کرتی ہے کہ
 آئندہ کیا ہو گا خدا مالک ہو جو وہاں ہے گا وہ کوئے گا بڑاں شمشیر زن نے کہا کہ اے چالاک حقیقت
 میں تم نے جو کچھ کہا بہت بجا اور درست ہے لیکن اگر بڑاں شمشیر زن جیتی ہے تو چالیس دن میں دریائے
 خون روان خشک کر دیگی اور پل پر نیردان ٹوڑ ڈالے گی عمر نے کہا اے ملکہ کارایت مشکل و نامرین
 رشوار بڑاں ہنسی اور کہا خواجہ جس طرح تم کہتے ہو یوں ہی ہے حال اسکا یہ ہے کہ جس طرح بے لوح کے
 طلسم نہیں فتح ہوتا ہے یہ بل بھی ویسا ہی سخت ہے لیکن اسکے احوال سے میں خوب ماہر ہوں دریائے
 خون روان اور یہ بل اس طلسم سے تین سو برس آگے بنا ہوا فراسیاب کے دادا پر دادا نے بنوایا تھا پیر
 وہ بھی تو ساحر ہی تھے حکیم طلسم جو بانی طلسم ہیں اُنکی شرکت اس میں نہیں ہے اسوجہ سے میں نے یہ
 ارادہ کیا ہے کہ وہ نہ میری کیا مجال تھی جو نگاہ کج بھی اس بل کی جانب دیکھ سکتی ہے لکر ملکہ اور سب
 مصروف عیش و نشاط ہوئے شراب و کباب کھانے پینے لگے بعد اسکے ملکہ بڑاں نے کہا خواجہ
 خدا حافظ اب ہم خدمت پر رنما سو رہے ہیں اور ہو سکتا ہے تو اُسے اجازت لیکر وہ رخشاں
 جائینگے اسوقت معمار قدرت نے بھی کہا کہ خواجہ میں بھی رخصت ہوتا ہوں زخمی ہو گیا ہوں

شفاخانہ سامری میں جاؤنگا اور علاج کچھ کے وہاں سے جو آؤنگا تو قلعہ بناؤنگا اور قلعہ کیا ہوا
مجبور ہو کر کمانت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت پر مجبور قلعہ بنانا ہوگا اور تالاب جمشیدی بنانا پڑے گا
مگر ابھی ساعت اُسکی نہیں ہو وہ اور وقت ہو گا کھسکا حال میں ابھی کہ نہیں سکتا یہ کلمہ سب سے
رخصت ہو کر اول سعمار ہی ایک طرف کو اڑ کر روانہ ہوا اسکے بعد ملکہ بران نے اپنے ناٹمان
در بند کو فرمان لکھا کہ تم کوچ کر کے قریب تر لشکر مرخ کے آکر اترو اور ہمارے تاجدار سے
کہا کہ تم بھی اپنا لشکر لیکر ملحق لشکر ناٹمان طلسم نور افشان میں جا کر ٹھہرو اور میرے آنے کا انتظار کرنا
خبردار بے سمجھے ہو مجھے نہ لڑنا اگر کوئی آنت خدا نکر وہ لشکر مرخ پر آئے کہ جس میں تمہیں لڑنا
لازم و ملزوم پڑے جب بھی تم عریضہ شہنشاہ کو کب کو لکھنا وہ سمجھ لینگے لیکن تم دخل نہ دینا ہمارے
تاجدار اور خورشید جادو وغیرہ حسب ارشاد کوچ کر کے دامن کوہ سیاہ میں جا کر اتریں اور فرمان
جب ناٹمان طلسم کو پہونچا وہ بھی کوچ کر کے ملحق لشکر ہمارے تاجدار آکر اترے دامن کوہستان
مثل شہر معمور کے آباد ہو گیا صحرائ میں پچاس ہزار کمین تیس ہزار کمین بارگاہ میں اور کمین خیمہ ایستا ہو گئے
بازار میں کھل گئیں کٹورے بچنے لگے جب یہ انتظام ملکہ عالی مقام فرما چکی اُس وقت مرخ وغیرہ
سے رخصت ہو کر خدمت پد رنامور میں گئی اور سارا ماجرا عرض بیان میں لائی پھر استدعا کی
کہ مجھ کو وہ رختان کی جانب حضور روانہ کریں کو کب نے اُسکو روکا کہ چند سے تامل کر دین
تک جو بھیجتا ہوں یہ اپنے مقام پر بعیش و عشرت انتظار رخصت پد ر میں ٹھہری حال اسکا انشا اللہ
بیان ہوگا اب حال حسرت اشتمال حیرت بد خصال مذکور ہوتا ہے کہ اُسکو جو افراسیاب خانہ خرا
پنجہ میں داکر اٹھائے گیا تھا تو وہ سیدھا باغ سیب میں اُسکو لایا اور ہوشیار کر کے اپنے پلو میں
بٹھایا حیرت آنکھ کھلتے ہی رونے لگی شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ تم میرے سمجھانے سے بیان نہ مانو گی
اب تم سوار ہو کر اپنی بارگاہ میں جاؤ میں بھی وہیں آتا ہوں حیرت از بسکہ رنجیدہ خاطر تھی شاہ کے
رخصت کرتے ہی طاؤس سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوئی اور اپنی بارگاہ میں پہونچی بیان سردار
طبل امان بجا کر جو پھرے گئے تو انتظار ملکہ مذکور رکھتے تھے اُسکے آئیے بہت خوشنود ہوئے
اور استقبال کر کے تخت پر لا کر بٹھایا آستے دیکھا تو اس جنگ میں ہر سردار زخمی ہو سوائے صنعت
کے کہ وہ اس لڑائی میں نہ تھی اور جو کوئی کہ موجود تھا اُس نے زخم کاری ملازمان بران کے ہاتھ سے

کھایا تھا سبکے سردشت و پہلو نگار تھے ان پر مزہم سحر کی ٹہیان چڑھی تھیں حیرت یہ دیکھ کر آبدیدہ ہوئی اور مقتولوں کو جو شمار کیا تو ہزاروں ہی کیا لاکھوں آدمی مارا لیا تھا بہت بڑا رن بڑا تھا ملکہ نے کہا کہ اب چالیس روز تک صفت ماتم بچھانا چاہیے یہ سن کر سب سرداروں نے عرض کیا کہ اے ملکہ عالم سآمری وہ دن نہ کرے کہ آپ صفت ماتم پڑھیں نظر بفضل جمشید و لقار کھیسے کچھ آپ نے لڑنے میں کمی تھوڑی کی جو آپ صفت ماتم پڑھیں دشمنوں کو موقع خندان و ندان نا کا لینگا سب قہقہے لگائیں گے اے ملکہ طلسم شراب پیجیے کباب کھائیے ناچ دیکھیے دل بہلائیے یہ تو لڑائی کبھی بنی کبھی بگڑی اور بگڑے دشمنوں کی بگڑی کیا آپ تو ایسا لڑیں کہ شہنشاہ بھی ایسا نہ لڑتے یہ کہو کہ شہنشاہ نے اگر طبل امان بجوا دیا ورنہ آج تو آپ خاتمہ کر چکی تھیں حیرت نے کہا شہنشاہ تو مالک و مختار ہیں انھیں کا تو یہ سب کھیل بگاڑا ہر اے ایمان خود اگر بران سمیشروں بمکوز غمی کرتی ایسا کہ میں قریب ہلاکت ہو جاتی تو بھی میں اسکو زندہ بچھوڑتی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ طاؤس سفید رنگ بلور کا آیا گلے میں اس کے نامہ بندھا تھا ملکہ نے نامہ لیکر بڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ اے خاتون سن ہم باغ مینا میں سیر کو گئے تھے اب طلسم کی سیر کو آتے ہیں تم بھی وہیں آؤ تمہارے ہمراہ پھر ہم بارگاہ میں تمہاری آئینگی یہ نامہ بڑھکر طاؤس کو تو رخصت کر دیا اور آپ گل سرداروں کو اپنے ہمراہ لیکر کنارے دریائے خون روانہ کے گئی دروازہ طلسم اکثر بیان ہوا ہے کہ اندر دریائے ہر چنانچہ وہ دروازہ کھلوا دیا اور داخل دروازہ ہوئی اڑھائی سو گز کا ایک ستون بلند ہوا سپر اس دروازے سے آگے بڑھکر ایک دروازہ اور تھا ملکہ اس دروازے میں بھی قدم زن ہوئی لیکن ہنوز داخل درمذکور نہ ہوئی تھی کہ سواری بادشاہ طلسم کی نمودار ہوئی پتلے اور پریزا دان طلسم آگے آگے صدائے طوق اور در پوش دیتے چنور بال ہما کا سر پر ہوتا مرکب بلند پر بادشاہ سوار شتر اکٹھا رہ سو غلام حبشی بچا ہمراہ رکاب نحوست انتساب دہنی سمت آسمان سرخ رنگ چھایا ہوا بامین جانب برزنگاری سایہ فلک سیا تھا چلا آتا ملکہ اور سرداروں نے کیے بعد دیگرے شاہ کو مچا کیا ملکہ کو بھی حکم ہوا کہ یہ بھی طاؤس پر سوار ہوئی کھنٹے اور ناقوس پھٹکے سب سردار علی قدر مراتب بعض پیدل بعض سوار ہو کر ہمراہ چلے بادشاہ دروازہ طلسم سے نکل کر باب بارگاہ حیرت خود سر آیا بیان بھی ہر ایک نے بہر تسلیم سر جھکائے بادشاہ بارگاہ میں اگر تخت پر بیٹھا

سب کو زخمی دیکھ کر افسوس کیا اور کہا بڑی لڑائی ابلی پڑی کہ سب زخمی ہو گئے اور ابھی کیا جنگ ہوئی ہو لڑائی جب ہوگی کہ جب ناظران طلسم نور افشان ہمراہ کو کب آکر لڑینگے اور اسد اگر چھوٹ گیا تو قیامت کا سامنا ہی حیرت سے کہا آپ کی رحم دلی سے جو کچھ نہ وہ تھوڑا ہو ورنہ ہم لوگوں نے کیا کوئی دقیقہ اس لڑائی میں اٹھا رکھا ایسا کہ جو ادھر سب زخمی ہیں تو اس طرف بھی زخمی ہیں شاہ نے کہا اسی لیے میں نے تم سے کہا تھا کہ میں تمہیں بارگاہ میں سب سرداروں کے سامنے سمجھاؤنگا چنانچہ اس ملک برائے کی بات نہیں ہو بڑا ان دختر کو کب با صفت اپنی بات کے لیے لڑتی ہو کچھ اسکا ملک و مال نہیں چھنا جاتا ہو پھر دیکھو کیا کیا جانا بازی کرتی ہو اور تمہارا ملک چھنا جاتا ہو اس پر تم جو لڑتی ہو تو اسکی برابر ہی نہیں کر سکتیں بڑی غیرت کی بات ہو میری جان تمہارے تو دلکو لگی ہو اس پر یہ حال ہو کہ اُن سے کم ہی رہتی ہو اور اُن کے دل کو نہیں لگی ہو اگر وہ اپنے تئیں کم زور سے پائے تو میرے پاس چلی گئے سارا مال جاتا رہے لیکن کیا بات کا پاس ہو کہ جان سے جانا قبول جان سے جانا قبول ہو کر بات جانا گوارا نہیں اگر وہ تمہارے برابر بھی رہی تو میرے نزدیک وہ ہی غالب رہی کہ تمہارا گھر چھنا جاتا ہو اسکا کوئی گھر نہیں چھین سکتا ہو اُن کے زبردست رہنے کا یہ سبب ہو کہ وہ دن رات مشغول سحر و ساحر کا رکھتی ہو اور تمکورات دن شغل عیش و شراب خواری ہو میں رُج اسی لیے تم کو اُن کے مقابلہ سے اٹھا لے گیا کہ اگر تم گرفتار ہو جاؤ تو یہی نام ہوتا کہ معشوقہ شہنشاہ ساحران ایک چھوکری کے ہاتھ سے قید ہو گئیں اس ملک ایک مرتبہ کا گرفتار ہونا اور لاٹ پر چڑھ کر ذلت اٹھانا کیا تکوید نہیں یہ باقین شاہ کر کے مخاطب بجانب اہل دربار ہوا اور کہا کیوں حاجوین بیچ کتا ہوں یا بچھڑائیں دروغ ہو سب نے عرض کیا کہ حضور عاہ واہ واہ شہنشاہوں کی عقل بھی شہنشاہ ہوتی ہو واقعی حضور نے جو کچھ کہا نقش العجز ہو حیرت نے بھی کہا جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا بجا اور درست ہو مگر میں اگر عیش و پرگئی ہوں تو آپ خود ہی کسی ایسے ساحر کو کیوں نہیں ان کھڑاموں کے غارت کرنے کو بلا تے تاکہ یہ ذلتیں جائیں شاہ نے فرمایا کہ دیر آید درست آید دیکھو میں تدبیر اسکی کرتا ہوں تم رنج و غم نہ کرو یہ لکھو ملک کو گلے سے لگایا پھر ساقیان خوش ادا و مسطربان ترنم سر کو یاد فرمایا اپنے ہاتھ سے جام می سرخ ملک کو پلایا ناچ ہونے لگا جلسہ عشرت جماع ملک خوش مزاج ہوئی اور بارگاہ میں چمکائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی اس وقت قلم سحر رقم سے ایک نامہ ملک صنعت سحر

لکھا مضمون یہ تھا کہ اس صنعت جب میں لڑنے کو نکلا تھا تو اس وقت مجھ کو اگر تم نے فہمائش کی اور
لڑنے سے باز رکھا اس زمانے سے ایک دو جنگ لڑ کے جو تم گئیں تو نہیں معلوم کہ وہاں کیا
بیٹھی کرتی ہو تمہارے نزدیک جیسے طلسم میں کسی سے لڑائی ہی نہیں ہو اب چاہیے کہ بغور دیکھنے
اس نامہ کے اپنے تئیں لشکر حیرت میں پہنچاؤ اور جو کچھ تم سے درباب رزم ان باغیوں کے ساتھ
ہو سکے قصور کو تباہی نہ کرو تا کہ جانو یہ نامہ ایک طائر سحر کے گلے میں باندھ کر روانہ کیا اول میں لکھا ہے
کہ گندہ نور کے اطراف میں بہت بڑا ملک ہے کہ جہاں کی صنعت حاکم و ناظم ہے اور لشکر کشی وہ کر چکی ہے
گندہ نور سے پیشہ رنگین حصار کے دامن تک لشکر اُسکا اُترا ہوا ہے اور اُسکا بھی ہزاروں ساحر حاکم
آچکا ہے اب وہ سچ اپنا تیار کرنے اپنے مقام پر گئی تھی چنانچہ سچ تیار بھی کر چکی ہو اُسے والی تھی کہ
طائر نامہ بادشاہ لیکر پہنچا ملک مذکورہ اپنی دارالامارہ میں سر پر جہان بانی پر جلوہ فرما تھی کہ طائر نے
اگر نامہ دیا اُسے اُسکے گلے سے نامہ کھول کر پڑھا اور اُسکے مضمون سے آگاہ ہو کر جواب میں عرضی
لکھی کہ کنیز ابھی ابھی حاضر ہوئی ہے اگر ملازمان شوکت نشان بادشاہ ملکہ حیرت کی بارگاہ میں
کچھ دیر تشریف رکھینگے تو ملازمت میرے ہو جائیگی ورنہ میں تو حاضر ضرور ہونگی طائر کو تو
رخصت کر دیا اور آپ بھی لباس و زیور سے آراستہ ہو کر چالیس اژدہوں پر تخت اپنا چھو کر سوار
ہوئی کنیز بن مسدین جلسین ہمراہ رکاب چلین اور یہ بعد قطع مسافت راہ حاضر بارگاہ حیرت ہوئی یہاں
طائر نے عرضی لاکر شاہ کو دی تھی وہ انتظام میں تھا کہ صنعت اگر اُتری اور بارگاہ میں آکر اُسے
تسلیم کی نذر دی پھر کرسی وزارت پر متمکن ہوئی شاہ نے اشارہ کیا ساتی نے جام مونا بے یاجب
دماغ بادہ تاب سے گرم ہوا شاہ نے فرمایا کہ اس صنعت کل کی لڑائی کا تم نے کس سے حال سنا
اُسے کہا کہ میں اپنے مقام پر تھی اور مصروف سحر خوانی تھی اسوجہ سے اخبار بھی نہیں کیا مجھ کو معلوم نہیں
اور اب بادشاہ مجھ کو بڑا تعجب ہے کہ نہ تو ملکہ ہم لوگوں کو یاد کبھی فرماتی ہیں اور نہ آپ بلائے ہیں جسکے
پاس ایسے ایسے زبردست ساحر ہوں اور وہ کسی کو یاد نہ کرے شاہ نے کہا میں نے اسی وجہ سے
آج نکلو بلوایا ہے کہ اب تم بھی سامری کا نام لیکر کمر ہمت مضبوط باندھو اُسے عرض کیا کہ کنیز آج اسلئے
حاضر خدمت ہوئی ہے صرف آپ کے حکم کی دیر ہی بیان تو یہ باتیں ہو رہی تھیں مگر بارگاہ تو کبھی عیاروں
سے خالی نہیں رہتی ہے ضرغام شیر دل اور چاند سوز بھی صورت بدلے ہوئے یہاں موجود تھے اور

مشورہ سا حراں غدار سن رہی تھی غرض بادشاہ صنعت کو الگ اٹھا کر لے گیا دونوں عیار بھی راہ کتر کر بھولا وہ دیکر ایک طرف کو اُس تخلیق میں اکھڑی ہوئے اُس وقت بادشاہ نے کہا کہ میں نکو اسلیے الگ لایا ہوں کہ اب کون سحران نکھرا من پر کرو گے اُس نے جواب دیا کہ حضور میں نے سحر ہفت بیضہ تیار کیا ہے یہ بیضہ خاص عقاب جمشید کے ہیں آپ ملاحظہ فرمائیے گا کہ اُس سحر سے اندھیر ہو گیا یا نہیں شاہ نے کہا اب ذکر کسی سے اسکا نہ کرنا در نہ یہ بیضہ بد بختی کے اب مجھ کو اطمینان ہوا تو اس نے یہ سحر ایسا ہی جو جھکومت تیار کر کے لائی ہو یہ کہ وہاں سے پھر کر تخت پر آکر بیٹھا صنعت بھی آکر گئی پر بیٹھی اور تادیر شریک جلسہ عیش رہی پھر رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف چلی جائسوز اور ضرغام بھی اس کے عقب میں چلے اور جب وہ ڈیڑھ دو کوس نکل گئی اُس وقت جائسوز بن قران ایک جادوگر کی صورت بنا کہ رنگ سے اُس کے چہرہ تاریک کی سیاہی شب و بجور شرماتی تھی ایک ہونٹھ پڑہ مینی سے گزرا ہوا دوسرا تھوڑے سے نیچے لٹکا ہوا جسم پر نسل خرس کے بال تن سیاہ کے وبال موتیوں کے مالے گلے میں ڈالے یا قوت کا تاج سر پر رکھا سانپ کا تازیانہ ہاتھ میں لیا ایسا سانپ سوم کا کلدار بنایا تھا کہ دمبہم زبانیں نکالتا تھا جھولا بادلہ کا گلے میں ڈالا ترنج ناریل ہاتھ میں لیکر اچھالتا ہوا جست و خیز کرتا چلا اور بہت جلد قریب صنعت پہنچا پکارا کہ سنم نامہ دارا فراسیاب صنعت نے طاؤس اپنی سواری کا روکا اسلیے کہ ابھی شاہ نے جھکولایا تھا شاید کچھ اور بات یاد آئی ہو وہ کھل بھیجی ہو غرض جب اُس نے سواری روکی یہ قریب تو پہنچ چکا تھا ہی اُس نے کہا کہ گویا نامہ لائے ہو اُس نے کہا واہ آپ تو خوب آدمی ہیں کہ روئے ہو اور طاؤس لیے کھڑے ہو راز بادشاہ اور میں بیان سے چیخ کر کہوں اور نہ مجھ کو یہ حکم ہو کہ وزیر بادشاہ سے بے ادبی کروں یعنی اُڑ کر قریب طاؤس آؤں اور سنہ کان سے ملاؤں آپ کو چاہیے کہ نامہ شاہ کی تعظیم کے لیے زمین پر اترتین اور بغزت تمانتر نامہ لیتین صنعت یہ سن کر شرمندہ ہوئی مگر ہنس پڑی اور اُدھر اُدھر دیکھ کر ایک کنواں تھا بختہ اونچی جگت اُسکی بنی تھی اُس پر اتری طاؤس کو سحر کر کے روک دیا جائسوز نے کہا حضور نے فرمایا ہو کہ سحر ہفت بیضہ ایسا نہیں ہو کہ کوئی اُسکو کر سکے ای ملک تم عیاروں سے غافل نہ رہنا صنعت نے کہا میری جانب سے عرض کر دینا کہ لونڈی ایک دم غافل نہیں ہو جائسوز نے کہا ای ملک کیا خاک ہو شیاء ہو دیکھو جھکومتھاری مانعت تھی وہ تو پس پشت کھڑی ہیں یہ سننا تھا کہ صنعت نے پھر کے

دیکھا جائسوز نے حلقہ کند کے گانٹھ کر مارے کہ ساتون بند بچی ہو گئے وہ کہہ اگر اُدھر کھڑی اُس نے
بیضہ بیوشی مارا کہ وہ بیوش ہوئی حسب اتفاق یہ اکیلی لشکر کو اپنے اُسٹے جاتی تھی کہ بادشاہ نے
کہہ دیا تھا اب تم زیادہ مجمع اپنے ساتھ نہ رکھنا تو اُس نے انیسویں کنیزوں سے کہا تھا کہ تم میرے بعد لشکر
آنا بس یہ تنہا تھی کہ جائسوز نے بیوش کر کے پشتارہ اسکا بازجا اور لیکر روانہ ہوا اور بہت جلد
راہ طو کر کے اپنی بارگاہ میں پہونچا اور اُدھر ضرغام نے اگر عمر کو مبرا کیا خواجہ نے کہا کہ مزاج اچھا ہے اُس نے
کہا حضور میں تو اچھا ہوں مگر صنعت آئی ہے اور اُس کا بیان ہے کہ میں سحر ہفت بیضہ تیار کر کے
لائی ہوں عمر نے کہا خدا مالک ہے خواجہ تو یہ کہہ چپ ہو رہے مگر مرغ اور بہار وغیرہ کا رنگ رخسار
زرد ہو گیا اور بدحواس ہو گئیں عمر نے اُنکے چہرے کو دیکھ کر پوچھا کہ انکو کچھ تردد بڑا لاحق ہوا بس تفسار کیا
کہ اس ملک مہرخ وہاں کیون خیر تو ہو اُنھوں نے کہا خواجہ سلامت سحر ہفت بیضہ بہت بڑا نایاب اور بڑا
ہو رہا اُسکا ہونا ہم سے تو کیا شاہان طلسمات سے بھی ممکن نہیں عمر نے کہا نظر بافضال کر دگار رکھو اور چپ رہو
کچھ ٹنھ سے نہ نکالو ورنہ لشکر تمام بدحواس و بیدل ہو جائیگا یہ کہی رہا تھا کہ جائسوز پشتارہ لیے آیا اور خواجہ کو
اُس نے تسلیم کی عمر نے کہا کہ اچھا جائسوز بن قران آج تو بڑا مال لوٹ لائے کہ پشتارہ اٹھ ہی نہیں سکتا ہے
کیا کسی مہاجن کا گھر لوٹا اُنکا مارا جائسوز نے کہا مال سے بڑھ کر یہ مال ہے میں صنعت غیبانی کو لایا
ہوں بڑا ارادہ کر کے چلی تھی مہرخ یہ سنتے ہی اچھل پڑی اور جائسوز کو گلے سے لگایا اور کہا تو نے
بڑا کام کیا اچھا پشتارہ کو کھولو اُس نے پشتارہ کھولا لیکن کنیزان صنعت جو عقب صنعت طین لشکر
آئیں دیکھا کہ بیان صنعت نہیں ہو غفلت کیا کہ نہیں معلوم کہاں گئیں اور جب بتانے لگا تو پھر کرا فراسیا
پاس آئیں اُس نے پوچھا کہ اگلزار جادو و دایکل خارجا و و تم کہاں آئیں اُنھوں نے عرض کیا کہ ملکہ صنعت
کا پتا نہیں سنتے ہیں کہ ایک ساحر راہ میں اُنکو ملا تھا اور نامہ دار آپ کا اُس نے بیان کیا ملکہ نے سواری دی
اور ایک کنوئین پر اتریں وہیں سے غائب ہو گئیں اب بتا نہیں کہ انہ کیا گزری شاہ نے یہ حال سن کر
ایک قہقہہ مارا اور اپنے دونوں ہاتھ بند کر کے کھولے اور اُنکو بغور دیکھ کر کہا یا رکھو خضب کے عیاز
جائسوز بن قران صنعت کو لے گیا ہے مگر شاہ نے دونوں ہاتھ اپنے بند کیے سنے دیکھا کہ بچے بدبو
اُسے حکم دیا کہ ای بچہ ہائے سحر جلد بارگاہ مہرخ سے صنعت و ریزہ کو اور جائسوز بن قران کو اٹھا لاؤ
وہ بچے جانب آسمان اڑ کر گئے اور غائب ہو گئے بارگاہ مہرخ میں پشتارہ جائسوز نے کھولا تھا اور

جانیسوز کھڑا تھا مہرخ نے کہا تھا کہ ٹھہر جاؤ میں وہ تلوار لے آؤں کہ جس سے ایسے زبردست
 ساحر قتل ہو سکیں یہ لکڑاٹھی اور جانب سلج خانہ گئی اُسوقت فلک پر بجلی کی بجلی گئی جو جلد ظیم اور صلی
 اور جانیسوز نے چاہا کہ بھاگ جاؤں ساحر سب گھبرا کر کھڑے ہو گئے یکایک آواز مہیب آئی اور بچے فرشتاؤں
 شاہ جادوان جو چمک کر گری جانیسوز کو اور صنعت کو اٹھا کر لے گئے اُسوقت ساحرون نے ناچ
 ترنج وغیرہ مارے اور مہرخ بھی تلوار برق کردار لیکر آئی مگر وہ بچہ قنبریل فلک ہو گئے مہرخ نے کہا یہ
 بچے خاص افراد سیلاب کے بنائے ہوئے تھے انکا تعقب بیکار ہو ناچار سب خاموش ہوئے
 اور بچوں نے دونوں کو لے جا کر سامنے بادشاہ طلسم کے پہونچایا شاہ نے جانیسوز کو مسح کر دیا
 اور صرصر کو بلوا کر حکم دیا کہ انکو ہوش میں لاؤ صرصر صنعت کو ہوش میں لائی وہ ہوشیار ہو کر
 حیران ہوئے کہ تو کہاں آئی شاہ نے کہا کہ حیران کیوں ہو یہ عیار تمکو لے گیا تھا میں نے اسطرح بلوا
 لیا ہر صنعت نے یہ سنکر اور غیظ میں آکر تلوار سحر کی کھینچی اور ایک ہی ہاتھ مارا اگر بڑجاتی تو جانیسوز
 کا تباہ معلوم ہوتا لیکن شاہ جادوان نے تلوار کو سحر سے روک لیا اور کہا اے صنعت میرے سامنے
 نہ قتل کرو بغیر چھ مہینے گزرے ہوئے میرے سامنے قتل کرنا نہ چاہیے صنعت نے کہا میں اس سوئے
 کو الگ لے جا کر مار دوں گی یہ لکڑاٹھی میں داب کر بغضب تاملے اڑی اُسوقت جانیسوز کے پکڑ آنے
 سے چالاک بھی دوڑا تھا اور صورت بد لکر بارگاہ حیرت میں آکر ٹھہرا تھا کہ بچہ بین لکڑاٹھی غرض
 اب صنعت اُسکو لکڑاٹھی چالاک بھی بچے بچے اُسکے بطور محفی روانہ ہوا لکھا ہوا کہ دریائے
 خون روان کے پاس کچھ غار میں اور کچھ پہاڑیان ہیں کہ انکی گھاٹیان میں بھین گھاٹیوں کے قریب
 ایک نشیب میں صنعت نے جانیسوز کو لا کر اتارا اور خنجر نکال کر چاہا تھا کہ سر کاٹوں اُسوقت سحر نے
 خیر دی کہ اے ملکہ تمہارے پیچھے پیچھے چالاک بن عمر بھی آتا ہے یہ اس خبر کو معلوم کر کے غم گئی اس
 اشار میں چالاک بھی ساحر بنا ہوا سامنے آیا اور اُسنے دیکھا کہ صنعت خنجر کھینچ جانیسوز کو قتل
 کیا ہی چاہتی ہو یہ دیکھ کر اُسنے للکارا کہ او بڑھیا ڈھڈلگاتہ شیطان کی خالہ کیا اس مجبور و گرفتار کو
 قتل کرتی ہو ادھر امیرا سنا کہ صنعت تو معلوم کر چکی تھی کہ چالاک آتا ہے بس اُسنے اسکی بائیز
 سنکر کہا کہ اے مونڈی کاٹے جو نامرگ کیوں تیری شاست آئی ہو اُسوقت تو میری محنت برباد
 کرنے آیا ہو مگر یہ ہونا نہیں دیکھ یوں مار ڈالتے ہیں چالاک نے بجواب ان کلمات کے کہا کہ تو کیا

مار ڈالے گی دیکھ یوں ہم مار ڈالتے ہیں اور مارنے والے ایسے ہوتے ہیں یہ لکڑی ایک بیضیہ غلہ کی طرح
 غلیل میں رکھ کر بجالاک کی تمام صنعت کی ناک پر تاک کر جو بار اس کی ناک پر پڑ کر وہ غلہ چھوٹ گیا اور اسکو
 تڑاق تڑاق چھینکین آنے لگیں ہوش ہو کر گری جالاک نے آتے ہی جانسوز کو رہا کیا اور خیر
 نکال کر چاہا کہ صنعت کا سر کاٹ لے لیکن یہ ساحرہ سخت جان وزیرہ شاہ جادو وان ہو مر نام جانتی ہی بہت
 کر دگا رافرا سیاب بعد فمائش حیرت اپنے باغ سیب کی طرف اٹھ کر چلا تھا اسطرح آنکلا اور اسنے
 دیکھا کہ ملکہ صنعت تو بیوش پڑی ہو اور جالاک بن عمر قتل کیا جا رہا ہے یہ دیکھ کر اسنے
 نعرہ کیا کہ با شیدہ با شیدہ سنم افراسیاب جادو جالاک اور جانسوز یہ نعرہ سنتے ہی وہاں سے کافور
 ہو گئے کس لیے کہ وہاں غماور گھاٹیان تو بہت تھے ہیں یہ دونوں ایک ہی جست میں کسی گھاٹی میں
 پوشیدہ ہو گئے افراسیاب بھی ان عیار دن کے ہاتھ سے زک اٹھا چکا ہے جو یا انکا نادر اور صنعت
 کو خیمہ میں دبا کر لے اڑا جب وہ جا چکا جالاک اور جانسوز بھی گھاٹی سے نکل کر اپنی بارگاہ میں آئے
 عمر انکو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہا اے فرزند کیونکر رہا ہوئے جانسوز نے سب حقیقت کہی کہ اسطرح
 صنعت مجھ کو قتل کرنے لے گئی تھی مرشد زادہ نے یوں جا کر اسکو بیوش کیا اور افراسیاب آکر اس
 قحبہ کو اٹھائے گیا ہم دونوں بھاگ کر بیان حاضر ہوئے خواجہ نے حال سن کر کہا بیٹھو یہ بھی دونوں
 شریک انجمن عشرت ہوئے ادھر شاہ طلسم جو صنعت کو لیکر چلا باغ سیب میں نہ گیا ایک بیابان فرحت افزا
 میں پہنچا کہ اس بیابان میں وہ بہار جان فراختی جسیر گل اپنی شوخی نثار کرنا تھا رنگ گلبدن زمانہ سپر
 قربان تھا بہار جان سے بابل دل اپنا نثار کرتا تھا مردہ صد سالہ وہاں قدم رکھے تو زندہ ہو جائے ہوا
 وہاں کی عیسیٰ نفسی فرمائے جدھر نگاہ جاتی تختہ لالہ و نا فرمان کی کھلی نظر آتے لالہ خسار ان یا سمن سیکر کو
 شرماتے تھے ہرے ہرے لہلہاتے بوئے گل سے مشام جان عالمیان معطر حکم فرما باد بہار دشت تانا تر
 کی طرح سارا جنگل معطر جانوران خوش ادا آہود غزال رعنا سیر کرتے چرند جانور طائران شانوں نگ گلبدن
 کرتے لکیرین جنگل میں راستہ چلنے سے جو پڑی تھیں جادو لکیشان کو شرماتی تھیں شجر ہر ایک طوبی سے
 دعویٰ ہمسری کرتا ہر ایک گل کے سامنے گل خوشید کا چراغ گل ہوتا نرگس کے روبرو نرگس چپان
 دہر حیران سنبھل بچان کے سامنے کیسوئے جانان پریشان غنچہ کے مقابل ہوتا غنچہ دہنوں کا
 واہیات بات ہو سوسن کے سامنے دہن مسمیٰ زیب مات ہو سر و کو دیکھا شمشاد قامت دیکھکے

کانشا ہو جائیں پھول کے سامنے رُخ گل رنگ زروپتا کلائے کہ بموجب ابیات مسدس

کیا بہار چمن سحر کا عالم کیسے	عمر بھر اُس کو جو کیسے تو بہت کم کیسے
گل کو گل چاہئے شب بنم کو نہ شب بنم کیسے	نعت دل اس کو اُسے دیدہ ہر نعم کیسے
بہتے پتے کے کھڑکنے میں دہان دلی تر ہے	غنیہ غنیہ کے چٹکنے میں تھے بسمل کی تر ہے
کبھی خاصوش نہیں اس چمنستان کے طور	نالہ کش نخل پہ تھے دار پہ جیسے منصور
نوک ہر خار زبانِ ارنی گو سطور	لب شیون سے گل شمع تجلی کا طور
نالہ جب کرتے ہیں اک اک لگا دیتے ہیں	پرنسورین فلک دم میں جلا دیتے ہیں

بچہ میں اُس صحرائے فرحت بیزو دل رہا کے ایک بنگلہ جواہر کا بنا تھا جسکی گرداوری پر گنبد چرخ مقرنس
بلا گردان تھا بُرج آسمان اُس بنگلہ پر تصدق ہزار جان تھا امرا میں اُسکی ابروئے خمدار حورانِ جنان کو
ریشک دیتین چلمین اُسین چھوٹی ہوئیں مژگان یار کو شرماتین فرش پیر کلفت مغل کا شانی کا اندر بنگلہ کے
بچھا تھا سا بیاں زر بفتی آگے کھنچا تھا چو ترہ پر آگے بنگلہ کے تخت جواہر کا گستردہ تھا گرد تخت کے
کرسیاں یا قوت و زمرہ کی آراستہ تھیں اندر بنگلہ کے مسندین چھپر کھٹ پیراستہ تھیں سامان عیش و
نشاط وہاں مہیا تھا گلابیان شراب کی کشتی میں لگی تھیں خوان پُرا یوانِ نعمت دھڑے تھے چنگیرین جواہر
کار و بروئے مسند زر نگار آراستہ تھیں غرض کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اُس بنگلہ میں مہیا نہ تھا

مسدس الغرض پہنچے جو دان نور کا سامان دیکھا	فرش و اسباب سے آراستہ ایوان دیکھا
گل نظر آئے تماشاے گلستان دیکھا	آنکھ حور وں پہ پڑے روضہ عنوان دیکھا
فرش تا دور خروا طلّس و کمخواب کا تھا	ہر جگہ نور عسلیان چادر مہتاب کا تھا

اُس بنگلہ میں جب بادشاہ تشریف فرما ہوا گوشہ ہائے صحرائے پر یزادان یا سمن پیکر اگر حاضر ہوئیں اور
آداب بادشاہ کو بجالائیں بادشاہ تخت پر بیٹھا اور صنعت کو ہوشیار کر کے ہتھسار فرمایا کہ تم جو جانشین
عتبار کو پیکر قتل کرنے لائیں تھیں خود کو بیکر ہوش ہو گئیں اُسے چالاک کا اگر لاکارنا اور غلہ مارنا سب بیان کر
کہا بادشاہ بایان خود اب بغیر مار ڈالے اس موئے چالاک کے میں باز نہ آؤنگی کہ اُسے منہ پر
میرے مجھو لگانہ اور مہیو اکما اور سطح شیطیہ مجھو بیوش کر کے قتل کرنا چاہا شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ اگر میں
تکو نہ اٹھاتا تو وہ کام تمہارا تمام کر چکا تھا صنعت نے بادشاہ کی بلا میں لین اور کما آپ میرے

بالکے مختار ہیں اگر آپ کینز کی خبر نہ لیتے تو اور کون لیتا لیکن آپ ملاحظہ فرمائیے گا کہ کس طرح اس موئے کو مین
ہلاک کرتی ہوں بادشاہ نے کہا تم ان نابکار عیاروں کے کٹھنہ نہ چڑھو جو ہفت بیضہ جوتا کیا ہو اس سے سب
نکار سون کو غارت کرو ان عیاروں کی مین تدبیر کرنا ہوں اور تمھارا تو وہ مرتبہ ہے کہ جس سے کہو وہ ان
موزیوں کو مار ڈالے صنعت نے عرض کیا کہ اب تو جو کچھ ہو مین و شہنشاہ بغیر قتل جالاک بادشاہ کو نگلی آپ
مجھ کو نہ روکیے خلافت ادب ہو کہ حکم شہنشاہ نانا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا بچی رہنا آگے ٹکوا اختیار ہے یہ سنکر
صنعت کچھ دیر ٹھہر کر وہاں سے رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور کچھ دور صحرائے سبزہ زاد مین سیر کرتی ہوئی
پیدل آگے بڑھی تھی کہ ایک ساحل لالہ زار جادو نام اسطون سے آتا تھا اسنے اسکو دیکھا اور قریب آکر سلام
کیا پھر گلہائے کلام گلشن دہن سے توڑ کر وہاں حال مین یوں گرائے کہ امی ملکہ آپ کہاں سے اسوقت
تشریف لاتی ہیں صنعت نے کہا شہنشاہ پاس گئی تھی لالہ زار نے کہا کہ میرا غریب خانہ قریب ہو وہاں چلکر
دو گھڑی آرام فرمائیے پھر چلی آئیے گا کیونکہ بار بار تو آپ کا تشریف لانا اسطون ہوتا مین آج مین ہی سرفراز
ہوا سہی زہے نصیب میرے جو وزیر اعظم شہنشاہ میرے کاٹانہ مین تشریف فرما ہو صنعت نے کہا بھئی تم سچ
کہتے ہو اور ہمارے دوست ہو حقیقت مین پوچھو تو ہم تم ایک ہیں اور وزارت نگوڑی کا کیا گھنڈ مین لڑکھوین
تمھارے مکان پر چلتی مگر کیا کروں کہ مجبور ہوں ایک کار ضروری درپیش ہے آج تو مجھ کو معاف کرو پھر جب کہ
مین حاضر ہو نگلی لالہ زار نے پھر اصرار کرنا مناسب نہ جانا کہا اچھا آپ کی خوشی صنعت اس سے بھی رخصت ہو
اڑی اور دریائے خون روان سے اتر کر بارگاہ حیرت مین آئی حیرت کو اسکی حقیقت گرفتاری کچھ معلوم تھی
پریشان حال ہوئی کہ صنعت سحر ساز اسوقت یکہ و تنہا کہاں آئین صنعت نے کہا مین شہنشاہ کے پاس
گئی تھی وہاں سے آتی ہوں اور اب جاتی ہوں جو ہفت بیضہ کرنے اور امی ملکہ بھی تمنے عیاروں کو کس طرح
گرفتار ہوتے نہ ملاحظہ کیا ہوگا جس طرح آج جالاک کو مین قید کرونگی اور بڑے غذاب سے ماروں گی
حیرت نے کہا سامری ایسا کوین کہ یہ سوئے غارت ہو سب کے ہلاک ہوں اسنے کہا آج ایسا ہی ہوگا
کہ جالاک کی خاک بباد فنا اڑائی جائیگی قسم ہے جیشید کی کہ بغیر اس موئے کے گرفتار کیے مجھ کو مین آگیا
یہ کہ اور دو جام شراب کے پی کر وہاں سے غائب ہو کر اپنی بارگاہ مین آئی اور حکم دیا کہ ایک خیمہ لگ سکے
استادہ کیا جائے ملازم فوراً حکم اسکا بجالائے اسنے اول بارگاہ مین بیٹھ کر شراب پی کچھ کھانا بہار کیا پھر وہاں
اسی خیمہ مین تنہا گئی اور ہر ایک ملازم کو حکم دیدیا کہ خبردار کوئی اس خیمہ مین نہ آئے اور جو کوئی آئے ہرگز اندر

آئے نہ دیتا ملازم پہ پہ چکی پر مقرر ہو گئے مگر خمیہ سے بہت کوٹھہرے اور اُدھر بارگاہ حیرت میں طائرانِ سحر
جاسوسانِ لشکر موجود تھے انھوں نے یہ خبر بلا مہرج سے جا کر عرض کی کہ اس طرح صنعتِ افراسیاب
پاس سے آئی اور لاف و اُتران بہت کچھ زبان پر لائی اور قسم کھا کر اپنی بارگاہ میں گئی ہو کہ آج بغیر
گرفتار کیے چالاک بن عمر کے نہ رہو گی اس کا مصمم ارادہ نسبتِ چالاک کے بدی کرنے کا ہو مہرج نے
کہا پروردگار چالاک کا حافظ و نگہبان ہو دو کیا قہر کر سکتی ہو عمر نے بھی یہ خبر سنی دل سے کہنے لگا کھٹکا پیدا ہوا
چالاک بارگاہ میں موجود تھا اُس سے کہا میں کچھ تہنہ سنا اب تم پہنچو پار و خمیہ سے باہر نہ نکلنا یہ ارادہ بلا گئے
بے درمان ہو چالاک نے عرض کیا کہ اگر یہ پر مالی قدر اگر میری قضا ہو تو کوئی روک نہیں سکتا ہو اور
جو قضا نہیں ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ ہا را میں نے اس قہر کو کہ ابیات

ہر آنکو بزا یہ باید شش مرد	کسے شخص ز ندہ ہمیر نو بنو
دل اندر وفائے زمانہ بند	کہ کیسان نگر و سپہر بلند
مراجریں بسیار سے یار می نمود	بفرح بام خواہر کلاہم ربود

یہ لکھنا کہ میں اپنے بچاؤ کے ہوا اور اُدھر صنعتِ سحر ساز خمیہ میں بارگاہِ اُتران پر مقرر ہو کر میری آئی اُس
سحر کی قہر کہ اُس نے حکم دیا کہ ایک میدانِ وسیع اور سبزہ زار دیکھا اسی مقام پر کہ جہانِ دریا کا کنارہ ہو
فرشِ عالی گستر دہ کیا جائے اور سامانِ عشرت مہیا ہو اور ملازم حسبِ ارشاد فرشِ تبرکات لیکر چلے اور
دامن کوستان میں جھیلین بہت سے لہر زہین ایک جھیل کے کنارے مقامِ بالیزہ فرج افرا دیکھا بچھایا
مسند لگادی کشتیانِ شراب کی آراستہ کین کا مین خوش گلوں و جہین اگر حاضر ہو میں صنعتِ اگر سند پڑھی
اور دو جامِ شراب کے پی کر فوراً آرام لیکر ایک تھالی برنجی اچھے سائے لکھی بچھو ایک سار تاجھینسا منگوا اُس کے
ماتھے پر سینہ و کاشیکار دیا اور ناگرداں تھالی کے کھونٹے لگا دیے اب اُس نے اتنا بڑا قہر کیا کہ وہ بے ستور
نظر آنے لگا بلائے مہر کو نہ ملنے لگا سنہ مثل قہر جہنم کے لکھا تھا بھینسا سُرُس سے خون کھاتا تھا کہ ابیات

بھینسا تھا کہ اُتر و در مان تھا	قاصت یں پہاڑ بے گمان تھا
اُتر و کی طرح تھا شعلہ آور	پھنکار بھی اُس کے مثل اُتر و
شیطان کی فوج کو بھٹکا دے	جب اپنی وہ شیطنت پر آئے

جب وہ اُدھر ناقد اور ہو چکا صنعت نے ایک پتلا شمشیر کے قہر کا بنکھار سکی بیٹھ پر بجا دیا اور کچھ

ہارارنے کے گلے میں ڈال دیئے اور سحر پڑھ کے ماش کے دانے مارے کہ وہ پتلا زندہ ہو گیا پس اس پتلے سے اور ارارنے سے حکم دیا کہ تم دونوں جاؤ اور جہان کین چالاک بن عمر نے گرفتار کر کے اپنی بیٹی پر لاد کر لاؤ خبردار اس حکم میں میرے فرق نہ پڑے یہ حکم سن کر وہ ارار و اندہ ہو گیا آسمان ظلم کسی پر ٹوٹنے چلا اور پھر تو یہ ارنا چلا تاثر حری ہوئی کہ چالاک کا بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے دم گھبرا اٹھ کھڑا ہوتا عدہ ہر کہ جس بات کی انسان کے لیے قید ہوتی ہو اسی بات کو جی چاہتا ہو بمصدق الانسان جیسے الامام مع غرض جب یہ لشکر چلا عمر نے کہا کہ ان کا ارادہ کیا چالاک نے جواب دیا کہ میرا جی گھبوتا ہو ذرا لشکر کی سیر کرو گا ہر چند عمر نے روکا مگر اُسے نہ مانا اور نگاہ بارگاہ سے بازار میں لشکر کی را کر پھرنے لگا اُس وقت وہ ارنا اور پتلا لشکر میں ایک جانب نمودار ہوا سب نے دیکھا کہ پتلا اسپر سوار ہر لشکر میں اُسکی صورت زشت دیکھ کر غافلہ ہوا کہ اسے بھائی بھینا یہ نئی آفت آتی ہو شاہ سے بھی بچائے غافلہ سن کر لوگ بھاگ کھڑے ہوئے و کانین بند ہونے لگیں مگر وہ ارنا کسی سے نہ بولا اور چالاک کے قریب آہو بچا چالاک سمجھ گیا کہ یہ فرستادہ صنعت ہو تیری ہی تالاش میں آیا ہو خیر رضینا بالقضاء اس عصہ میں اُس پتلے نے آتے ہی سینک اپنے چالاک پر مارے چالاک نے چاہا کہ پتیرا بے لار خالی دے مگر اُسے سینگون سے اُچھال کر بیٹھ پر ڈالا پشت پر پتلا بیٹھا تھا اُسے گرون و کہ تمام لی چالاک بالکل بے قابو ہو گیا اور پتلا اور بھینسا اسکو لیکر روانہ ہوا ساحران لشکر نے کہ جہان بد جو ہے اور بہادر تھے اُنھوں نے پیگان تیر سحر مارے نارنج و ترنج لگائے لیکن اُس بھینسے اور پتلے پر کچھ اثر نہ ہوا جو غل پڑ گیا کہ یارو بڑا غضب ہوا چالاک بن عمر کو بھینسا پکڑ لے گیا ہا کارون نے دد کر یہ خبر ملکہ نمرخ کو بھی پہونچائی بارگاہ میں بھی تلاطم ہو گیا ہر ایک ساحر اور ساحرہ رونے لگا عمر نے آہ کی اور ابدیدہ ہو کر کہا کہ اوپر دروگہ عالم حافظ حقیقی تو ہی چالاک کا بچانے والا ہو کس لیے کہ اُس تجھ صنعت نے قسم کھا کر میرے فرزند کو بلوایا ہو دیکھو کہ اب کیا ہوتا ہو یہ کمر بے اختیار اٹھ کر آپ بھی چلا نمرخ نے کہا خواجہ میں بھی لشکر لیکر آتی ہوں عمر نے کہا عیاری سے یہ بات دور ہو میں جاتا ہوں جو کچھ مجھ سے نہو سکے تو تمکو اختیار ہو نمرخ اور سب سرفار تو دست بدعا ہوئے اور لشکر میں جو غافلہ تھا اُنکے افسروں کو ہلا کر تسکین و دل داری فرمائی کہ یہ مقدمہ عیساں ہو مگر بدحواس ہونا زیبا نہیں بیان تو یہ تدبیر بن ہین اور وہاں ارنا چالاک کو لاؤ ہوئے سانسے صنعت کے آیا اور وہ پتلا پکارا کہ یہ گنہگار سحر کار حاضر ہو صنعت نے چند بچہ ہائے جنگ جھٹکا کر کے پتلے اور بھینسے کو جینٹ دیئے کہ وہ تو پھر جیسے تھے ویسے ہوئے پتلا آتا ہو گیا اور ارنا جیسے

قد کا تھا ویسا ہوا اور صنعت نے چالاک کو سمجھو یہ سو کر کے پوچھا کہ کیوں میان چالاک مزاج مبارک
 حضور کا کیسا ہو چالاک نے کہا جی ہاں شکر ہو خدا کا اب تک تو زندہ ہوں آگے کا حال نہیں معلوم صنعت نے
 کہا اب کچھ فاصلہ تھے اور موت سے باقی نہیں ہو صرف میرے لب ہلانے کی دیر ہو چالاک نے کہا سنو ملکہ
 یہ شرط انصاف کی نہیں ہو لڑائی میں ایسا ہی ہوتا ہو تمہیں تلو کر لیا تھا تمہیں ہمو قید کر لیا اسوقت کہ جب
 تم قید ہوئی تھیں اور ایسا بے آجاتا تو تم کو مار ہی ڈالتے اُسکا آتا تیرے جینے کا بہانہ ہو گیا اب معلوم ہوا
 کہ او ملکہ تم بڑی زبردست ہو سرداران شاہ طلسم میں اور شکر حیرت میں کوئی تمہارا ثانی نہیں ہو پھر جیسی
 اولی العزم سردار ہو ویسا ہی انصاف بھی چاہیے میری خطا معاف کر دو میں عمر عیار کو اور اسیر حمزہ کو چھوڑ
 دو تم کا اب تمہاری اطاعت کرونگا بلکہ تمام عمر غلامی سے سرنہ اٹھاؤنگا یہ کلمات سنکر قہار جادو نام ایک
 ساحر نے کہا کہ او ملکہ اب تو یہ اطاعت کرتا ہو چھوڑ دو مجھے حیار بھی بے نظیر ہو عمر کی حیار یوں کا اگر جواب دیگا تو
 یہی ویگا صنعت ہنسی ہو کہ اے یہ بڑے دغلاباز میں بھلا یہ اور اطاعت کرینگے شہنشاہ نے کسی مرتبہ
 ایسی باتوں پر اس کے باپ سے دھوکے کھائے برق فرنگی نے اسی طرح فرمان برداری کا دم بھرا تھا پھر
 شہنشاہ کو قتل کرنا چاہا بھی یہ اطاعت کرنے کو کہتا ہوا بھی چھوڑ دو تو میں کو مار کر چلا جائیگا ان مسلمانوں کا
 یہ قول ہو کہ اولد سر لا بیہ بیٹا خصلت پر باپ کی اب اسکو میں کب چھوڑتی ہوں یہ لکھ چالاک کی
 طوت مخاطب ہو کر کہا کہ اے موسے تو مجھ کو کیوں فقرہ دیتا ہو میں تیرے دم میں نہاؤنگی پس ایسا کچھ
 عتاب و خطاب کر کے چالاک کو زیر تیغ بٹھایا اس اثنا میں ہتر برق فرنگی کہ بارگاہ سے غل سنکر یہ بھی
 بہرہائی چالاک چلا تھا اس جھیل کے کنارے دورا کر کھڑا ہوا اور گوشہ میں ٹھہر کر صورت اپنی اُسے مثل
 ایک پریر طلسم کے بنائی زبور جواہر کا جسم پر آستہ کیا لباس پر زرب جسم فرمایا صحت و غنائگ معن
 عیاری لگا کر ایسی بنائی کہ بری پرستان سے مدد نہ ہوتی آئی زلف چلیپا کی رسائی کمان سے کمانگ بیار ہو
 دل کے دس لینے کو ناگن زلف بدگمان ہو زلف عنبرین کی بوجہ سوج طبیعت میں آئی عشاق کی نئی سر
 پریشانی بڑھائی یہ معلوم ہوتا تھا کہ سوائے محبت عاشقان اس کا فکر کے سر چڑھا ہوا ایک ہی جا پڑھا ہو
 رکھیا ہو پیشانی پر باروسے خمدار کا ہونا در حسن پر نصب کیا آئینہ حسن نے قل عالم کے لیے یہ تلوار میں بنائی
 تمہیں جو ہر وقت کھینچی رہتی ہیں جب دھیان اٹکا آتا ہو دل پر خنجر چل جاتا ہو چشم فغان کا دل عشاق بیار
 نرگس کی طرح نرگسی چشمان دہر دار و نزار دام میں اُن لال لال دوروں کے لکڑے قمار سامری کو اُن کے

کرشمون سے حیرت کسی جادو میں بھلا ایسی کہاں طاقت چہرہ تابان میں مبینی کی دنیا الف نور کا ہر درخشان
میں کچا لب علی بن حقیق میں کا دل خون کرے دانت ہیرے کی کنی کو ہیرا کھلائے گوہر کو بنے آجے تاب بنائے
وہاں تنگ جانان کو دہن اُسکا باقین سنائے از سر تا پا ایک تصویر حسین کا نقشہ کہ ایسا ست

جان سوجان سے ہو خوبی بستان پستان	سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہن انار
نوبیان باز بہ دور کھی ہن یا بہر شکار	یا ہوئے قمقمے دو نور کے روشن اکبار
دو یہ کلمہ سے لب بام دھڑے ہن گویا	منقلب نور کے یا جام دھڑے ہن گویا
آگے تعریف میں خاموش زبان ہوتی ہو	بات پردے کی ہی پردے میں بیان ہوتی ہو
دل عاشق کو مگر تاب کہاں ہوتی ہو	پردہ شرم میں شبیہ نہان ہوتی ہو
یاں مضامین حیا خوب پسندیدہ ہن	دوسہ نونئی صورت سے چسپیدہ ہن

اس صورت سے تیار ہو کر نامہ شاہ طلسم کی طرف سے لکھ کر نامہ بادشاہ کی کر کے جست و خیز کرتا ہوا سانس
صنعت کے آیا اور راہ کترا کر بارگاہ کی طرف اُسکی چلا لوگوں نے صنعت کو خبر دی کہ دیکھیے یہ پرزاد خاں
ملا زمان طلسم سے بادشاہ کے منظور نظر معلوم ہوتی ہو آپ کے پاس کسی کام کو آئی ہو اسکو معلوم نہیں ہو
کہ آپ بیان ہن صنعت نے کہا خبر اُسکی لو اور بیان بلا لاؤ لازم حسب ارشاد دوڑے اور برق کو بارگاہ کی
طرف سے پھیر کر سامنے صنعت کے لائے برق نے آتے ہی سلام کیا صنعت نے کہا معلوم ہوتا ہو کہ بیان
چالاک کی کچھ خبر شنشاہ کو پہنچی پرزاد نے کہا کہ بی بی حضور عالم کو سب خبر ہوتی ہو بھلا اُنکو اور خبر نہ پہنچے
سارے طلسم کا واقعہ اُنکے پیش نظر ہو لیجیے یہ نامہ آپ کو دیا ہو صنعت نے کھڑی ہو کر نامہ کی تعظیم کی اور
پھر اُسکو واکیا مضمون اُس میں یہ تھا کہ اے ملکہ صنعت سحر ساز بننے سننا کہ تم چالاک کو پکڑ لائیں واقعی
جو کچھ تم نے کہا تھا وہی کیا اب جو پکڑ لائی ہو تو تاکید سے لکھا جاتا ہو کہ بغیر مار ڈالے باز نہ آنا سچ چالاک
کو کیا قتل کیا گویا عمر کو مار ڈالا اور لشکر مرخ کو تم نے جیسے غارت کر دیا لیکن یہ امر ضرور کرنا کہ دشمن قریب
ترہن تکو فریب دینگے کسی الگ مکان میں لے جا کر قتل کرنا اور بہت ہوشیار رہنا یہ مضمون معلوم کر کے
گویا ہوئی کہ جب قتل کر ڈالا اور آپ بھی لڑنے مرنے پر آمادہ ہوئے تو پھر ڈر کسکا ہو اگر اُنکا بیچہ قابض ہو گیا تو وہ
مار ڈالینگے نہیں ہم انھیں بھی قتل کرینگے لیکن شنشاہ نے جو کچھ لکھا ہو وہ ہماری ہی بھلائی کے لیے لکھا ہو
اچھا ہوا زمین تم کھڑ جاؤ شراب پیو ذرا آرام کو دین عرضی اس نامہ کے جواب میں لکھتی ہوں یہ لکھ کر قلم چمکا کر

عرضی لکھنا چاہی اُسوقت خیال آیا کہ اس صنعت کین ایسا نہو کہ یہ پر نیا کوئی عیار ہو اور بجو و وضو کا ہونے
آیا ہو سابق میں بیان ہوا تھا کہ اسکے پاس ایک تختی ہو کہ جس میں حال جسکا چاہتی ہو دریافت کرتی ہو اُسوقت
بھی اسکے خیال میں آیا کہ تختی دیکھ لے پھر عرضی تحریر کر لیں اسنے گردن سے تختی اُتار کر دیکھی اس میں معلوم ہوا کہ یہ
برق عیار ہو بجو فریب دینے آیا ہو یہ دیکھتے ہی اسنے اپنے ہاتھ سے چوڑی اُتاری برق چپکا بیٹھا تھا اُسکو
معلوم نہیں کہ یہ بجو ہچان چکی ہو اور اسنے چوڑی اُتارنے ہی برق پر کھینچ ماری کہ وہ چوڑی ایک بھاری
طوق بنکر برق کی گردن میں پڑ گئی اُسوقت وہ بھاری کہ اسے سوئے برق فرنگی میں نے دریافت کیا کہ
مجبو تو دم دینے آیا ہو اور میں جانتی تھی کہ تم سب جالاک کے چھڑانے کو اُو گے برق نے اُسکے کلام کا کچھ جو آ
نہ دیا اور اسنے خنجر لیکر اب دونوں کا سر کاٹنا چاہا لیکن خواجہ عمر جو روانہ ہوئے تھے کہ میں بھی جا کر برائے رہائی
چالاک کچھ تدریر کروں چنانچہ انھوں نے اُگروڑ سے صنعت کو کنارے جھیل کے بیٹھا دیکھا پس گلشن بخاری
کی سیر کی ایک گل مراد ملا یعنی ایک ناؤ کہ خوبی میں لبان ہلال نوکھی زمیل سے نکلا درہن فرشتن بچھایا سندھراستہ
فرمانی لکشتی شراب کی سانسے رکھی گلدستے بھی سانسے چن دیے پھر اپنے تین رنگ دغن لگا کر افراسیاب کی سی
صورت پر تیار کیا تاج گوہر نگار سر پر رکھا قبائے قلم کار و زرا ند و کو زرب بر فرمایا اسطرح اپنی آراستگی کی کہ نظم

کہ بودش ز شاہان و رایا دگار
کہ با شد ز خور سایہ بر پیکر ش
ہو شید و ز پریشان چون زہر

بسر بر یکے تاج گوہر نگار
یکے چتر زرین بفرق شیش
ہمان جوشن خود و عنیبہ بزر

جب طرح درست ہو چکا مورنگی پر اُکھٹیا شست ہاتھ میں لی اور مورنگی کو روان کیا اُس میں گھنرو بندھے تھے
وہ جھم جھم بولنے لگے اور مورنگی روانہ ہوئی صنعت جالاک اور برق کو قتل کیا چاہتی تھی کہ یکایک آواز
جھم جھم کی آبی ایک کینز نے کہا کہ اے ملکہ صنعت ذرا ٹھہ جائے دیکھیے تو یہ آواز جھم جھم کی کمان سے آتی ہو
صنعت اُسکے کینے سے تھم کر جھیل کی جانب دیکھنے لگی یکایک کشتی کو دیکھا کہ بہر امان خوبی مداخل
رفقا عشوق کے جھیل میں روان ہو اور اُس میں شاہلسم مسند زنگار پر بیٹھا ہو تاج یا توت سر پر رکھا ہو تلمزم مرد
لباس میں جڑا ہو گلے میں موتیوں کی بدھی پڑی ہو ہاتھ میں ایک گلابی الماس کی اُس میں شراب بھری ہوئی چاہی
لوٹریان دُرد گوش مرصع پوش دست بستہ کھڑن ہو صنعت بادشاہ کو اتے دیکھ کر کھڑی ہو گئی اور جھک کر
مجا کیا ہاتھ ہاندھ کے عرض کی کہ تشریف لائیے افراسیاب نے فرمایا کہ تم اپنے کام میں مشغول رہو میں سیر کر رہا ہوں

آگیا ہوں یوں ہی تماشائے آب کرتا چلا جاؤنگا صنعت نے کہا اب تو آپ تشریف لائے ہیں لونڈی کی خاطر
 تشریف فرما ہو جیسے دو باغی نابکار عیاران زبردست قتل بھی ہونے ہیں اُنکے قتل میں شریک ہو کر ثواب بھی کیا
 افراسیاب نے پھر عذر کیا کہ اے ملکہ ایک سر ہزار سودا تم انکو قتل کرو میں اور کام کو جاؤنگا صنعت نے عرض کیا
 کہ کینز ماننے کی نہیں حضور لمحہ بھر کے لیے ضرور آئیں شاہ نے فرمایا کہ خیر تمھاری خاطر یہ کسکر کشتی پر سے اتر صنعت
 نے سوا سو کشتی جو اہر کی نذر دی مسند پر لے جا کر بٹھایا کچھ گینے الماس کے پخش کش کیے افراسیاب نے کہا یہ ایسی
 واسطے نہیں آتا تھلا سکی کیا ضرورت تھی صنعت نے کہا یہ سب آپ کی دی ہوئی عزت ہو اسکو قبول فرمائیے شاہ نے
 سب نذر قبول کی اور کما کشتی پر ایک کینز کو دید و وہ سب کشتی پر پہنچا دی گئی گلابی شراب کی جو ہاتھ میں تھی
 اسکو دکھا کر کہا کہ اے ملکہ دیکھو یہ شراب تو کشیدہ ہو اور بہت تحفہ ہو صنعت نے بہت تعریف فرمائی اور گلستاد
 زرین دست دو کینز میں سر پر کھڑی ہوئی رومال جھل رہی تھیں اُسے کہا کہ ہائے بیان جو شراب کہ نئی کھجوا لی گئی ہے
 وہ لے آؤ وہ دونوں کینز میں دوڑیں اور قرابہ اٹھا لائیں صنعت نے کہا حضور اس شراب کو بھی نوش فرما
 اور اپنی گلابی سے ہلو بلائیے شاہ نے کینزوں کو جو شراب لائیں تھیں پانچ اشرفیان چورن کی انعام دین صنعت نے
 اٹھ کر شاہ کی بلائیں لین اور کہا اب شراب پیجیے شاہ نے گلابی جو ہاتھ میں تھی اسکی شراب قرابہ میں ملائی اور کہا تم
 شراب کباب کے جھکڑے میں پڑ گئیں ان عیان کو تو قتل کر لیا ہوتا صنعت نے کہا اب آپ شراب پی لین تو قتل کروں
 کہا تم جو اپنا اتارو میں مار ڈالوں اُسے حسب ارشاد بادشاہ حمد دون عیاروں پر سے اتار لیا بادشاہ نے فرمایا
 کہ لو اب یہ جام میں بھر کر تیار کر چکا ہوں اسکو پی لو تو پھر میں اٹھ کر قتل کروں صنعت نے وہ جام تسلیم کر کے لے لیا
 کھٹکا گذر کہ شاہ نے پہلے چرمون پر سے سو کیوں دفع کر لیا صنعت سخت دیکھ لے یہ خیال کر کے اُسے گلے سے
 تختی کو اتار کر دیکھوں عمر سمجھ گیا کہ مقرر یہ جھکویاں گئی ہیں اُسے جلد دو چار حقہ ہائے نفی بیوشی آمیز کر سے
 نکالے اور اُدھر صنعت نے تختی دیکھی معلوم ہوا کہ یہ عمر عیار ہے افراسیاب بنکر آیا یہ معلوم کر کے ننگا سا سفید
 ہو گیا اور تیور پر بل آگیا عمر تو پہلے ہی اپنا مطلب مفہوم کر چکا تھا بس بھکارا کہ تم عمر بن امیہ اور نعرہ کو کے نفی
 جو داغ کر مارے دو دبیوشی بلند ہوا اور صنعت گھبرا کر اٹھی کہ ایسا تو میں جل جاؤں اٹھنا تھا کہ یہ بیوش ہو کر
 گری در کینز میں بھی دوہن جتنے مارنے سے بھاگتے وقت بیوش ہو گئیں دون عیار چالاک اور برق توفان
 حقہ مارتے ہی بھاگ کر پوشیدہ ہو گئے اور لوگ بارگاہ صنعت سے دوڑے کہ کیا آفت آئی عمر نے اُس جلدی پر
 کچھ اسباب نذر زنبیل جال مار کر کیا اور جھپٹ کر کشتی پر اسکو بھی نذر زنبیل کیا اور اپنا راستہ بڑا بیان سا محدود

اگر باران سو برسایا کہ دھوان بر طرف ہو ملکہ صنعت کو ہوش آیا سب سے کہا کہ بلا کے عیار ہن سب
مخت میری خاک میں ملا دی خیر یہ مونڈی کاٹے کمان جا کینگے میرے ہاتھ سے یہ لکڑی اپنی بارگاہ میں گئی اور
بیغظ و غضب یہ خیال پذیر ہوئی کہ عیاروں کا تعقب کرنا بیسود ہو بل جنگ بجو اگر مہرخ وغیرہ کو غارت کرے
یہ تو اس خیال میں بیٹھ کر مصروف شراب خواری ہوئی اُدھر چالاک و برق و عجب جاگ کر بارگاہ مہرخ میں آئے
مہرخ اور سب سردار انکو دیکھ کر خوش ہوئے اور حال رہائی استفسار کیا اُنھوں نے جملہ باجریان کیا
مہرخ نے فرمایا کہ صنعت بہت بڑی ساحرہ ہر وہ تمسک کسی سے ماری نہ جائیگی اب ایسا کام نہ کرنا کہ اسکو
خواہ مخواہ جا کر ستا و عیاروں نے کہا جیسا مناسب ہوگا عمل میں آئیگا یہ لکڑی ایک جلسہ عشرت ہوئے اس
عرصہ میں وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ صنایع قدرت نے اپنی قدرت کاملہ کی صنعت دکھائی روشنی میں
تاریکی ظاہر فرمائی رات دن گذر کر آئی سر شام حکم صنعت نافہ جام نفیر سحر کو دم ملا طبل جنگی گڑ گڑایا حیرت کو بھی
خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی اُسے کہا کہ ملکہ صنعت فحوی کر کے طلبیہ شاہ طلسم آئی ہیں بخین کو لٹنے دو کیا ضرور
کہ تم نخل دو یہ تو خاموش ہو رہی صرف اتنا کیا کہ لشکر کو حکم تیاری کا دیدیا اسیلے کہ لشکر لٹ نہ جائے حفاظت ضرور
چاہیے اُدھر بھی ہزار ہا ساحر کا لشکر تیار ہونے لگا اور جاسوسوں نے جا کر یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ نوبت

جنگ وجدال آئی یعنی قلم	فلک شکوہ ستارہ چشم خدیو جان	ترے جلال کو کن لفظوں میں دن تعمیر
نہے جیہ شمت تجاہ و جلال قدرت نور	کہ ترے حکم کے آگے ہر سہل امر خطیر	ترے محور فقر کا ہر سود محتاج
جان میں شہرہ عطار دجو فلک کا پر	روان ہو صبح کا گرم رکب ظفر پیکر	تو تابہ شام کرے روم و شام تک تسخیر

اسی بادشاہ صنعت نے طبل جنگ بجوایا ہر باقی خیریت ہو مہرخ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہاں
بھی طبل جنگ بجے اُدھر بھی نفیر سحر بجے طبل بوق گڑ گڑائے اب اُس شب کو یہ عالم تھا کہ نظم

جلوہ ماہتاب نور فشان	پردہ سایہ ہم قماش کتان	زرہ دزہ غبار نورانی
صبح محشر کیسی درخشان	اُس شب مجاہدان دیندار کے یہ دلو لے تھے کہ مثنوی	
خدا نے مجاہد بنا یا ہمین	سرفستل کفار پایا ہمین	دم اُس دست بازو کو دیوے اجل
لب تیغ کی بو سے لیوے اجل	جلو میں ہمیشہ دوان ہو ظفر	رکاب اپنی پکڑے روان ہو ظفر
سعادت ہی جو جانفشانی کرے	ہمان اور دوان کامرانی کرے	ور بار دریا مہرخ ناما رہنے سو پرے

سے برخاست کیا ہر ایک غازی وضع شکن اپنی بارگاہ میں آیا سلج خانے کھلے ہتیار بنگانے لگے

سحر خانی ایک طرف کو شروع ہوئی ڈولے اور بانسریاں بھین بیرون کو بھینٹیں ملین کڑا ہیان چڑھ گئیں دوڑ کی
آواز پر پیر فلک کا ایسا پڑا نیرنا چنے لگا سنگری پر آمادہ ہوا مرغ نے بھی محل کی شاگردی کا دم بھرا اقلویا
مرغ پڑھا بغض و نفاق میں طاق ہوا شہرہ آفاق ہوا آفتاب نے مرغ سے دوستی کر لی کہ ایسا نہو مجھ
آتش سحر کی آہنج آجائے باین حفاظت بخار اب تک رہتا ہوا اسی دن کے خوف سے آج تک کیا قیامت تک
لرزان و ترسان رہے گا ہمیشہ کا نیا کر یگا دنیا میں بھی لمبل پڑ گئی زل دنیا کہ ہمیشہ سے تیر و رہو آج کی
شب کالی بھوانی بنی غبار زمین سے اڑتا تھا یا مجذوب و دہر جوش میں اگر خاک اڑتا تھا ایک طرف تلوار
خون پاشنے پر شہن کے جوہر کے دانت نکالے تھیں خنجر رانی لکھا تھے تھے نیز کشتی جاتے تھے گزرا ٹھٹھاتے تھے کھڑ
جلائی تھیں کہ اس ببادران گوشہ گیر نام دی ہونا خطا کردار دن میں نام لکھوا تا قربان عروس شجاعت ہو جا تا کہ ایسا

یہی اب تو کچھ آگیا ہر خیال	کہ گردن کشون کو کرین پامال	بہت کو شتر و جان شاری کو
کہ شرع پیمر کو جاری کرو	ہوا مجتمع لشکر اسلام کا	اگر ہو سکے وقت ہر کام کا
سمجھ لو جو کچھ بھی ہو تلو تیر	نہ جان آفرین سے کرو جان غر	کسی کو نہیں ہو اجل کی خبر
کہ آجائے بیٹھے ہوئے اپنے گھر	تو مقدور کسکا کہ آنے نہ دے	تن خستہ سے جان کو جانے نہ دے
تو بہتر یہی ہو کہ جان کا دم آئے	پس مرگ تربت میں آرام آئے	اسی ہنگامہ قیامت زامین آخر وہ

شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ محل ابجو اہر شب دیدہ دہر سے یہ اشک شبنم سحر بھو گیا اور مہر تلبان ضیا

و فروغ گستر عالم ہو لکھابیات	کیا خیال دگمان کی نرجات	تھی بہت سانگ و تھوڑی رات
صبح کا دم بھی ڈر سے کیا نکلا	مہر نکلا تو کا نپست نکلا	اڑ گیا رنگ رو برنگ شفق
ہو گیا جون عہد ایک رخ فق	صبح کو مرغ ناسور بعد کو فرخت سحر	سوار ہو کر جانب جنگاہ چلی فوج ساحر

بے شمار ہمراہ ہوئی بہار روز لڑ لڑاں دھاؤں سخت دھاؤں سحر پر سوار حسن میں رونق بخش صد باطلان
سحر ہر اک کے سر پر سایہ فگار پلٹنوں اور رسالوں پر چون منجلی دلا ورون کا یہ قول تورات ہی سے تھا کہ ابیات

تو سہی صبح دھوم اٹھائیں ہم	آفتہ رختہ کو جگائیں ہم	منتظار اب قیامت آئی ہو
تیرہ روز دن کی شامت آئی ہم	راز شب آشکارا ہوتا ہو	شور و شر و بار ہوتا ہو

غرض بہادر اڑتے بل کرتے سحر کی نیز گلیاں دکھاتے بڑے جاہ جلال سے وارد میدان قتال ہوئے
اسطون سے صنعت اپنا تخت چالیس از درون پر کھجوائے اور اس پر اسباب ساحری لیکر سوار بزم کھانا

آئی فوج بے قیاس ہمراہ لائی ساحرون نے پرے جمائے صفوں آراستہ ہوئیں اس سحر برہما میدان غبار سے
 بسان آئینہ پاک و صاف ہوا بجلیاں گرین دخت آڑ جو تھے جلنے پھر طبل و بوق بجے دونوں طرف دلاور تھے
 تخت مہرخ قلب لشکر میں ٹھہرے جب آراستہ لشکر ہو چکی صنعت کی طرف سے ایک ساحر زنا رجا جادو اجازت
 حرم لیکر میدان میں نکلا اور سلج شوری دکھا کر بکا کہ مہرخ نکحرام بھیج کسی کو میرے مقابلہ میں مہرخ نے
 یہ نیب سنکر اپنے لشکر کی طرف نگاہ کی ایک ساحر کوہ بوقلمون داود یہ کا ساکن مدھ مات جادو نام نکلا اور
 مہرخ سے اجازت لیکر اپنی ہنس آتشبار کو اڑا سانسے زنا رکے گیا اور طالب ضرب ہوا زنا رکے ایک
 نارنج سحر بڑھکر اسپر مارا اُس نے دستک دی کہ نارنج زمین میں گر کر سرد ہو گیا پھر اُس نے جواب میں نارنج کے
 ناریل مارا کہ اُس کے سینہ پر پڑا ہر چند اُس نے رد کیا مگر کچھ ہوا اور ناریل سینہ کو توڑ کر نکلیا اور زنا رکے زمین
 پر گرا غلغلہ اُس کے مرنے کا بلند ہوا مدھ مات نے پھر سباز طلبی کی صنعت کی جانب سے طار جادو نام
 ایک ساحر اس کے مقابلہ میں آیا اور اُس نے آسمانی ایک تلوار برق کردار سحر کی مدھ مات پر لگائی وہ تھمے
 برق بکر مدھ مات کے سر پر آئی اُسے بھی ہر چند رد کیا مگر کچھ ہوا اوپر کالے اُس کے اُس نے کیسے یہ باجرا لیکر
 مہرخ سے اجازت لیکر جبراً جادو نے قدم اپنا جانب جنگاہ بڑھایا اور مقابلہ خطر آرمین آیا اُس نے
 گرز آتشین اسپر مارا اُس نے رد کر کے ایک پیکان بھگا مارا کہ بھالا بکر طرار کے پیٹ میں دیا اور وہ ہلاک ہوا
 صدائے تمیہ آئین اُس وقت صنعت نے ایک ساحر خوشخوار گزاند از نام کو حکم دیا کہ توجا کر معرکہ زند
 میں کچھ کام کر بہادرون میں اپنا نام کر وہ نخوت شعار و بد کردار گرز سحر دوش پر رکھے مثل دیو خبیث
 نعرے مارتا و زبان فیل مست جھوٹا سا سانسے جبراً رکے آیا اور آقمے ہی گز اپنا اس بیچارے کے سر پر
 لگایا ہر چند اُس نے سنبھلنا چاہا مگر موت نے فرصت نہ دی بھیجا پاش پاش ہو گیا تڑپ کر ہلاک ہوا اُس کے
 ماسے جانے سے جتک کوئی اُس کے مقابلے میں آئے اُس وقت تک یہ گز پکڑ کر صف لشکر پر جا پڑا
 لشکر صنعت میں دوڑا و اور ناقوس بجنے لگے اور خوشخوار نے جسکے گز لگایا پیونہ زمین اُس کو بنایا جب
 جھپٹ کر گز لگاتا تھا پانچ پانچ کے سر پھٹ جاتے تھے لشکر میں تلاطم برپا ہوا کہ اسے یہاں دھکی
 کھلی پری کا آدمی دشمن بیدین بڑا غضب ڈھا رہا ہو کوئی اس بات کے سر نہیں ہوتا کہ گز زمین
 اس کے کونسا سحر جان گز اہو جس سے بھیجا پھٹتا ہو ہر ایک اپنے سر کی سلاستی سناتا تھا اور خوشخوار
 اپنی خوشخوار سی دکھا کر گز لگاتا تھا جاب صفت اول وغیرہ سے گذر کر اس مقام پر پہنچا کہ

جہاں سرداران لشکر اسٹادہ تھے اور ملک بہار پر حملہ آور ہوا چاہا کہ ملکہ مذکورہ پر گز لگائے ملکہ کے ہاتھ میں ایک چھری تھی اُس میں ہار لپیٹا ہوا تھا بس وہی چھری گز کو خالی دیکر جو اس مفسد پر لگائی ہار چھری سے کھل کر گلے میں اس کے پڑ گیا ایسا بوجھ اُس سحر کے ہار کا تھا کہ خونخوار زمین پر پڑ گیا بہار اپنے تخت پر سے اُتری اور قریب کے آکر اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا قوت کی نکالی اُس میں سینہ در بھرا تھا اُس سینہ در کا ٹیکا اُس کے ماتھے پر دیا اور پوچھا کہ تو ہمارا دوست ہو یا دشمن اُس نے اس غزال صوحائی رعنائی اور بید رکھال انسان زیبائی کا جمال جو دیکھا دست بستہ عرض رنسا ہوا کہ اے ملکہ میں آپ کے غلام کا غلام ہوں جو حکم فرمائیے بجالاؤں ملکہ نے فرمایا کہ اگر ہمارا عاشق زار ہو تو معشوقہ تیری عازم کار زار ہو تو ہی اُس کے عوض جا کر جان بازی کر نہ شجاعت دکھا اگر یک آئینہ کا معشوقہ دلنواز کو پائینا تمام عمر فرے اڑائے گا اُس نے عرض کیا کہ پھر کس کو جا کر قتل کروں یہاں نے کہا صنعت سحر ساز کا سر لا کر میرے قدموں پر تیار کر اور بعد اُس کے قتل کے اور جو اُس کے ہوا خواہ سپہ سالار لشکر میں اُنکو ہلاک کرنا اُس نے عرض کیا بہت خوب یہ لکھرواں سے اٹھا اور لشکر صنعت کی جانب چلا اپنے دیکھا کہ خونخوار گز زار صفت لشکر سے بہتوں کو مار کر زندہ پھرا آتا ہر ایک نے یہ دیکھ کر خوشی کی اور کسی نے اسکو اپنا طرندار سمجھ کر روکا نہیں اور اُس نے بھی صفوں لشکر میں کچھ غریب نہ کیا جب قلب لشکر میں قریب صنعت پہنچا پکارا کہ اسی اوقچہ غیبانی مالزادی صنعت سحر ساز خوب تو نے مجھ کو بکا کر میری معشوقہ سے لڑوا دیا ہوتا ہے اسکو یہ لکھ کر ایک گز آتشین و شعلہ و صنعت پر لگا یا صنعت نے خیال کیا کہ اب یہ کسی طرح ہوش میں نہ آئے گا کیونکہ مسحور کیا ہوا ایسے کاہر کہ شاہ جادو ان بھی جکے مسحور کردہ کو ہوش میں نہیں لاسکتا اور بس سمجھ کر گز کو تو خالی دیا اور ایک نارنج جھولی سے نکال کر خونخوار کے سینہ پر لکھ کر پڑ گیا کہ سینہ کو اُس کے وہ نارنج توڑ گیا اور وہ مر کر گرا صدائے آفت زار بیاہوئی بعد موقوف ہونے ہنگام گیر و دہر کے صنعت پر غضب طاری ہوا اور پکاری کہ اس بہار مردار نے بڑا غضب ڈھایا کہ میرے سردار کے باغ ہستی پر خزان لائی اور اُسکی طائر جان کو مجھی سے صیادی کر کر گرفتار نفس اجل اور نشانہ خدنگ مرگ بنایا اب میں خود اُسکا بدلا بادشاہ لشکر بہار سے لوں گی یہ لکھ کر تخت اپنا جانب میدان بڑھایا اُس وقت کل لشکر کے رسول و مہسول بلند ہوئے علموں کی وہ جلوہ طرازی سردار دن کا پایادہ چلنا نیا لطف دکھاتا تھا صدائے نقد و بائے شتری و فیل سے گوش فلک کر ہوا جاتا تھا غرض بڑے شوکت و نشان سے وسط میدان میں پہنچ کر نیزگی سحر دکھانے لگی آگ پتھر برسانے لگی پھر لاکاری کہ اے صرخ آؤ میرے مقابلہ میں تم نے بہتہ سر اٹھایا تو

آج اس سرکشی کا مزاد دیکھو مہر خ نے یہ نعرہ سنکر تاج کو اتار دلا دل بارگاہ خدامین دعا کی کہ اس ظفر بخش
عاجزان خالق شمش و ماہتابان تو فروغ دیگا تو اس عاجزہ کو سب کچھ بن پڑیگا آگیا مجھ کو اس کا فرہ پر مظفر
و سنور کرنا یہ دعا کر کے چاہا کہ میدان میں جائے خواجہ عمر بھی اس جنگ میں موجود تھے انھوں نے کہا ای ملک
یہ اچھا نہیں کہ تم اُس قحبہ کے مقابلہ میں جاتی ہو تم نہ جاؤ کہ بادشاہ لشکر ہو مہر خ نے کہا خواجہ سلامت کنیزان
حمرہ صاحبقران مشہور ہو کر حریف کے پکارنے پر اُٹرنے نہ چاہیں یہ تو غیرت مقتضی نہیں ہو اب اس کنیز کو
اجازت دیجیے عمر اس کلام سے خاموش ہو رہا اور ملکہ نے سخت اپنا آگے بڑھایا اسوقت بہار و مخمور
وغیرہ اسطون کے بھی سردار سب پایادہ ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ہم لوگ آخر کس روز کے لیے ہیں ہلو
اجازت دیجیے کہ جا کر جان فروشی کریں ملکہ نے ہر ایک کو تسکین و تشفی دیکر رخصت کیا علمون کو جلوہ

لایہ نقارون کی صدا کا حال تھا کہ نظم	اگر تاج تخت پر نقار خانے کے	شہنائی صدا کو جو سن سکے آسمان
آوازہ دما رنوت سے گونج اٹھا	وہ جو سب سامانوں کے اوپر کوسمان	غرض ہزاران کسوفریزرن دلاور

مقابلہ صنعت میں یہ کہ پہنچی صنعت پاس ایک تلوار آبا برق کردار کہ ہنگام ضرب وہ گئی گزنی ہو جاتی ہر پیر
اُسے تیغ کھینچا اور افسون اُس پر دم کر کے حکم دیا سرخ نے بھی تلوار جو کی کھینچی چوٹیں چلنے لگیں اُسے سر ہاتھ
اُسے کم کو بتایا بجلیاں رن میں چمکنے لگیں آفت کی گھڑی تھی اجل دونوں کی سر پر کھڑی تھی کوئی ختم کا
دونوں کے نہ لگا اسوقت صنعت کو غصہ آیا اور اُسے شمشیر زنی سے ہاتھ اٹھا کر ایک صندوق چابی نعل سے
نکالا اور اُسکو کھولا سو نیچے بسین سے نکلے اُسے حکم دیا کہ اچھے ہاسے سو اس مبارزہ کو جو مجھ سے لڑ رہی ہے کھلیجا
وہ نیچے سو کے سوا کہ سرخ کی دست و کم و گردن میں لپٹ گئے ہر چند اُسے زور کیا کہ انکے نیچے سے چھوٹوں بلرہائی
نہ ملی اور وہ نیچہ اُسکو اٹھا کر جانب آسمان گئے اور قندیل فلک ہو گئے ہر چند کہ ساحران نامی نے کدو کشش
چھڑا لینے میں کی لیکن کچھ ہوا اور صنعت نے طبل آسائش بجا دیا لشکر میدان سے پھر بیان بہار مخمور
وغیرہ تمام سردار دن نے غم میں گرفتاری مہر خ کے گریبان چاک کیے لشکرین ملاحم ٹپ گیا کہ ام ہر جگہ رہا ہوا
لشکر پھرا اپنے مقام آسائش پر آئے لیکن آرام لینا کیسا جان مضطرب قرار نہ تھا خیمہ ٹکڑہ ٹکڑے تھے قنات
تین کہ زمین منہ ڈھانکے رو رہی تھی بلبٹون میں نعرہ بہادری کے عوض تار و شیون برپا تھا مالہ کلہم تجا تھا
دہل و نقارے سر ہٹتے تھے سردار اسپین گریبان چاک کیے باتین حسرت و افسوس کی کرتے تھے کہ افسوس
اس گردون دون کا عجب طور ہو ظلم کا ہمیشہ سے دستور ہو کسی کا گھر آباد نہیں دیکھ سکتا ہر گلشن کو خار غم دیا ہو

برباد کیا ہو بلبل اسی کے جو سے فصل خزان کھیکر سیاہ پوش ہمیشہ رہتی ہو رنج و غم سے نالہ و شبنون کرتی ہو روتی ہو
بحرین اسی کے ستم سے جوش ہو دل سے پیدا خوش ہو پانی لب ساحل سے ہر دم ستر اٹاتا ہو کنارہ بھی کنا رکھ لیا چاہتا ہو
غرض ایک جانب ملکہ بہار دل نگار تھی ایک جانب لالہ زار و نافرمان بقرار تھی یہ ہر ایک کا حال تھا کہ ایسا

غم دوری سے قہر کے جگر خون	وہ سب آوارہ ٹھہرے ہمشکل محنون	یہ آہیں کھینچتے تھے سب شوش
کئی تو ہو گیا سب دشت آتش	درخت و برگ و دریا و گاہ و جنگل	دم گرم اسکی سے اکثر گئے جل
جلا آتش سے انکی کوہ صحرا	ہوئے سب خشک جلا و دریا	تھے اسکے سوز و جان سے وہ میتا
نہایت مضطرب تھے نسل سیمیا	لکھون کیا انکا سوز جان مضطرب	کہ پڑ جاتے ہیں تنجانے زبان پر

لشکون جب یہ طلاطم رہا ہوا اچھی شریک ماتم تھا اُسنے زبان تسکین بخش کو بہر دلدار ہی کھولا اور کہا کہ اے
بہادر وں کیوں رو رو کر اپنی جان کھوئے ہو بار بار ایسا ہوا ہو کہ رخ گرفتار ہوئی ہو مگر پھر خدا نے رحم کیا کہ
بھوٹ آئی ہو پروردگار عالم اسکا حامی و مددگار ہو اور وہی نگہبان ہو ایسا ہو تو اسوقت کہ جب کوئی
امر نوعدیدہ ہو اسی وقت حال اپنا تباہ کرنا اب خاطر جمع رکھو میں جاتا ہوں اور خبر لاتا ہوں اور پتا اگر مل گیا تو
چھڑا کر لاؤنگاتم سے حکم خدا ملاؤنگاہ یہ کیکر منظورہ پتیاوے سے آراستہ ہو کر روانہ ہوا اور عیار بھی بہر
عیاری اسکے عقب میں چلے لیکن صنعت سحر ساز کا ایک مقام سیرگاہ ہو کہ یہ وہاں جا کر سیر کیا کرتی ہو اور
کچھ سحر بھی تیار کرتی ہو سامنے گلشن نگارین لگا ہو سر سبز اور پھولا پھلا ہو بنگلہ جو اہر کا تعمیر ہو نہایت
دلپذیر ہو اور یہ مقام اس پار دریاے خون روان کے قریب شہر ناپرساں ہو چنانچہ وہ پنجہ جو مہرخ کو
لیکا اڑے اسی سیرگاہ میں لائے او صنعت بھی اپنے لشکر کو چھوڑ کر اسی مقام پر آئی اور بچوں سے
مہرخ کو لیکر ایک صندوق میں بند کیا اور با احتیاط تمام اس بنگلہ میں رکھا اور ایک پتلا آرد ماش کا تیار کر کے
بشکل مہرخ سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہو گیا اسکو غل و زنجیر نہ پا کر تخت سحر پر ڈال کر مراجعت کر کے لشکر میں آئی یہاں
تمام لشکر میں اسکے نالہ و شبنون طبعان اسلام سنکر خوشی ہو رہی تھی ہر ایک آپس میں بنگلہ پر ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ
ملکہ صنعت بڑی زبردست ہو کسی کا مقدور کب ہو کہ انکا سامنا کر سکے شاہ طہم بھی اسکی خاطر کرتا ہو یہ تذکرہ ہوا
تھا کہ صنعت اگر ہو بھی سب نے دیکھا کہ ملکہ مہرخ طوق و زنجیر میں گرفتار ہوا ہو غرض صنعت نے یہاں پہنچ کر
سامنے اپنی بلکہ گاہ کے دار استادہ کرائی اور جلاوون کو طلب کیا جو تہرہ ریگ کا بنایا گیا بوریائے فلک بچایا
گیا اس مہرخ کو بٹھایا اور خواجہ عمر بھی صورت بدلے اسکے لشکر میں پھر رہے تھے صنعت کے آنے کا

غلغلہ سنکر بہت مہلکی بارگاہ میں آئے یہاں یہ سامان دیکھا کہ سر اٹچ بارگاہ کے اٹھے ہیں اور مہرخ قتل ہو چاہتی ہو
انھوں نے چاہا کہ کچھ دست بٹا ہاؤن اور مہرخ کو عیاری کر کے چھڑاؤن لیکن ٹھہر گئے کہ دیکھو ن کیا ذکر تذکرہ ہوتا ہو
اودھ لشکر بھی تیار ہو کر درجہ ترہ کے کہ جسیر مہرخ بیٹھی تھی استادہ ہوا اور لشکر کے لوگ عیش و عشرت

کرین کیا جو گردون کی شکایت	کرنے لگے دانشمندون کی زبان پر یہ جاری تھا کہ ابیات	
کہ ہو کوئی کسی ڈھب سے کہیں نہ	نہیں یہ دیکھ سکتا خاندان آباد	جہاں دیکھو اسی کی ہر حکایت
نہیں معلوم منظور اسکو کیا ہو	کہاں ہو ظلم سے آرام اسکو	ستائے بن نہیں کچھ کام اسکو
یہ ظالم ہوا ڈاڈا دینے کو آندھی	کہ بس ظلم پر اُس نے ہر باندھی	بڑی جتوں سے کافر دیکھتا ہو

اسطوت تو یہ غلغلہ برپا تھا اور صنعت کو خیال آیا کہ تو نے جو قتل کے لیے پس شہید مجرمہ کے اس قدر بکھیرا کیا ہو اس
کیا فائدہ ہو جلد تر قتل کر ڈالنا چاہیے یہ سوچ کر خود آپ اٹھی اور جو بڑھکر دستک جو دی ایک برق چمک کر جو گری
تلوار کا کام کر گئی مہرخ کی ہمشبیر کی گردن جدا ہوئی سر کو حکم دیا کہ سامنے لشکر مہرخ کے لیجا کر ڈالو سا حرون
سرا کر و بر دے لشکر پھینک دیا مگر قہار جادو نے اس جلدی کو دیکھا کہ لکڑی ملکہ صنعت یہ آپ نے کیا کیا کہ
مہرخ کو مار ڈالا اگر افراسیاب چاہتا تو اتبک کب کا مار ڈالتا اسکو کچھ تو منظور تھا جو نہ قتل کیا اب کتنے بغیر اجازت
اسکی مار ڈالا بڑا کیا حیرت سے بھی اجادت نہ لی کہ کاش کتنے کو ہوتا ہننے ملکہ حیرت کے حکم سے قتل کیا مگر
افراسیاب جادو و خفا ہو گا آپ نے پہلے اطلاع کر لی ہوتی جو حکم شاہ ہوتا وہ کرتن صنعت نے بجو اب اس کے
چپکے سے اس سے کہا کہ اے قہار تم سچ کہتے ہو لیکن میں بھی بیوقوف نہیں ہوں عمر تو وہاں بشکل کنیز کھڑی تھا
اُس نے بھی کان لگائے کہ دیکھو ن کیا کہتی ہو اسوقت صنعت نے کچھ لکھ کر قہار جادو کو دیا اُس نے پڑھا مگر
عمر پشت بکھڑا تھا اُس نے بھی پڑھا لکھا تھا کہ اے قہار میں مہرخ کو قید کر آئی ہوں یہ پتلا تھا کہ جسکو میں نے
مار ڈالا ہو اور میری سرگاہ جو ہو فلاں مقام پر وہاں مہرخ صندوق میں بند ہو بہت احتیاط سے چھوڑ کر آئی
ہوں میں ایسی نادان تھی کہ بغیر حکم بادشاہ مار ڈالتی مہرخ کچھ میری گنہگار نہ تھی یہ مضمون جو قہار نے پڑھا ہنس
اسوقت صنعت نے دیکھا کہ ایک کنیز پشت پر کھڑی ہو اسکو یقین ہوا کہ بیشک اس کنیز نے بھی یہ مضمون
پڑھا پس سوچی کہ اسکو نگاہ سے دیکھے اگر عیار ہو تو گرفتار کر نہیں تو اور کچھ ہوشیار ہی کرنا اور جو عیان ہو
تو کنیز کو ہٹا کر حفاظت و رباب پوشیدگی راز کے تاکید مناسب ہو یہ سوچ کر اُس نے نگاہ تیز و گرم جانب عمر دیکھا
عمر سمجھا کہ یہ جھکو بچان گئی بس فوراً عمر نے کلیم اور مصلحتی اور غائب ہو گیا صنعت کو یقین ہو گیا کہ یہ عمر

عیار تھا کیونکہ فوراً غائب ہو جانا اسی کے ہونے کی دلیل ہے اب راز آشکارا ہوا ہے ایسا ہونکہ جاکر ہرج کو ہار کر لگا
اب تجو چاہیے کہ مقام سیرگاہ سے صبح کو لے جا کر اور کہیں نکل دینا چاہیے تاکہ یہ تیانہ پائے ایسا کچھ ہو جائے
یہ پھر جانب سیرگاہ روانہ ہوئی اور لشکر ہرج میں بہار و مختار وغیرہ کو بھی خبر پہنچی کہ ملکہ ہرج کو صنعت نے
مار ڈالا اور سر کٹوا کر آپ کے لشکر کی طرف بھجوا دیا ہے میان ماتم تو پر پیا ہی تھا اور زیادہ تر شیون و نوص کی صدا
بلند ہوئی اور سب نے ارادہ کیا کہ اب زندگی بیکار ہو چکر لشکر صنعت تباہ کرنا چاہیے اسوقت ملکہ بہار جادو
کہ بعد صبح یہ بادشاہ لشکر ہوتی ہو اُسے فرمایا کہ لڑنا ہر وقت ہو سکتا ہے اور بغیر لڑے چارہ ہی میں اب
مسلمان ہو کر ساحرون کا ساتھ تو دینگے نہیں پھر افراسیاب ضرور ہی لڑے گا اسوقت اتنی دیر صبر کرنا چاہیے
کہ جبکہ ہم طبع میں اپنے خواجہ عمر بن اسیمہ ضحری وہ تشریف لائیں اور اُن سے پوچھ لیں جیسا کچھ وہ فرامین سیر عمل
کر رہا ہے ایک نے کہا بہت مناسب ہے چنانچہ یہ سب تو اس امر پر دل لگا کر ٹھہرے لیکن رعد جادو اور برق ان
دونوں نے صلاح کی کہ جیسا کہ در سردار لڑنے کو جائیں اسوقت تک اپنی فوج لیکر ہم دونوں لشکر صنعت پر جا کر
گرین کس لیے کہ ہمارا اب ٹھکانا نہیں ہے افراسیاب ہکو مار ڈالے گا پھر لڑ ہی کے مرجائیں تو بہتر ہے یہ مشورہ
کر کے دونوں باہر بارگاہ کے نکلے اور لشکر سے اپنے حکم دیا کہ تم ہمارے عقب میں تیار رہی کے آنا ہم دونوں صنعت
کے لشکر پر جا کر گرتے ہیں یہ حکم اُنکو سنا کر دونوں طرف اعرین میں اُس لشکر گراہ کے قریب آکر پہنچے یہاں تو سب خوشی ہو
رہے تھے اور غافل تھے اور علاوہ اسکے مالکہ بھی اُنکی نہ تھی بس اسی غفلت میں اُن دونوں نے اُنکا کام کیا یعنی
رعد قریب لشکر ساحران آکر چھا اس نور سے آواز لگائی کہ زیر زمین گاؤ زمین تھرانی ساحران لشکر بعض بیوش
ہوئے بعض کے بچے نکل پڑے اور پر سے کڑکڑ کی صدا بلند ہوئی اور ملکہ برق جادو چپک چپک لڑنے لگی
بب گری ساتھ ساتھ اور شتر شتر کی خرمن جان کو اُس نے جلادیا غضب کی بجلی کرنے لگی لشکر میں طلاطم مڑ گیا
اُس جلدی میں سوائے بھاگنے کے اور کچھ بن نہ آیا کروہ گروہ اٹھ کر بسترون سے اور خیموں سے نکل کر بھاگے
جدھر جہاں کٹھن اٹھا چل نکلا ہنگامہ آفت خیر و قیامت انگیز برپا ہوا برق آڑی اور ترچھی ہو کر گرنے لگی
گلزار لشکر کو برق قہر نے جلا کر خاک سیاہ کرنا شروع کیا رعد کے چنے اور برق کے گرنے سے غار زمین مڑ
پڑ گئے لاشیں مچھلی ہوئی ہر طرف دھیر نظر آتی تھیں خیمہ جل رہے تھے بارگاہ میں آتش خانہ تھیں گویا زمین
بھی نالہ آتشیں کرتی تھی ایسی کچھ دلو لگی تھی کوئی ایسا نہ تھا جو آگ لگا کر پانی کو دوڑتا شور و قیامت نہ
برپا تھا کہیں عورتیں نالہ کش کسی جائز کے لشکریوں کے غش سے آفت برپا کہ ابیات

لوگا پھٹتے ہر اک سو تو نچانہ	ہر اسان جسکی آتش سے زمانہ	کہون کیا مین ہوا جو تیر باران
جوانون نے پیا بس آب پیکان	کردن کیا دشنہ نادک کی تقریر	کہ پہلو افسے تھے قندیل پر تیر
ہوئے ساحر بہت جل جلکے فی النار	ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار	شرار برق جادو سے ہولناک
اُسے اپنی جگہ سے مثل سیاب	جینگ اسیلے تیر و خنجر سے بھی	ہوئی کہ فوج برق بھی عقب مین آکر

گر می تھی اور بھاکون کو مارے تلوارون کے پُرزے اُڑا دیا تھا ڈھیر پڑھا اور مردے پر مردہ گرا ہوا تھا وہاں
ملکہ صنعت سیرگاہ مین اپنی جاکر پہنچی اور مہرخ اصلی کو لیکر جانب لشکر راجعت کر کے آئی اسلئے کہ حیرت وغیرہ
پوچھ کر اسکا کام ہی تمام کر ڈالون غرض بیان جو اگر پہنچی تو عجب آفت برپا دیکھی کہ ہزار ہا لاش پڑی ہر دشت
سب مردوں سے بھرا ہوا سا لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہوا لوگوں کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا ہی برق جادو
جک جک کر رہی ہو فوج اسکی لڑ رہی رعد برنگ رعد خچین مار رہا یہ حال دیکھ کر بغضا و غضب تمام تر
پرواز کر کے چلی اور قریب برق پہنچکے اپنے بالون کا ایک کوڑا بنا کر جو مارا وہ تازیانہ وبال جان برق جادو
ہوا دست و پا کر مین لپٹ گیا جیسے کوئی رسن ظلم مین بندھتا ہوا سطح برق اُس مین بندھ گئی صنعت نے
جھٹکا مار کر کھینچ لیا اور زمین پر اُتری رعد امان جان کتا ہوا دوڑا اُس نے اُسی تازیانہ کو حکم دیا کہ باندھ لے
اسکو بھی تازیانہ اسکے بھی لپٹنے چلا لیکن رعد بزور سچھاگ کر ایک طرف کو نکل گیا اور وہاں گر طر صنعت
سمجھی کہ رعد بھاگ گیا بس اُس نے اور سچ کیا کہ لشکر برق بھی متفرق ہوا اور سب بھاگ کر جانب صحرانہ
ہوئے صنعت مہرخ اور برق کو لیکر بارگاہ مین آئی اور تخت پر تکیں ہوئی غلغلہ صنعت باندھوا بھاگلا ہوا
لشکر پھر راجعت کر کے آیا عمر جو حال ریافت کو کہ سیرگاہ صنعت کی طرف جانے کا عزم ہوا تھا چنانچہ جب
صنعت خود بیان سے گئی تو عمر ٹھہر گیا اب جو غلغلہ اُٹھا اسکی سنا جلد صورت اپنی اُس نے مثال ایک ساحر کے
بنائی ماتھے کو اپنے ہدی وغیرہ سے رنگا کپٹیوں پر گل خوشنما بنائے ماتھے پر نام افراسیاب کا اُٹھ لکھا
کہ کندہ کیا ہوا معلوم ہوتا تھا دھوتی بادلہ نگار باندھی تمام بدن مین سیندری کے شیکے دیے سینہ پر تصویر
جمشید کی بنائی منقل آتش مین لیکر بارگاہ مین صنعت کی آیا اور اسکو سلام کر کے کہا اے ملکہ شہنشاہ
جادوین افراسیاب عالیشان نے مبارکباد دی ہو اور یہ نامہ دیا ہو صنعت نے اُٹھ کر نامہ کی تعظیم کی
اور نامہ طلب کیا ساتھ ہی خیال گذرا کہ تھکے دیر نہیں اور نامہ سائے دیر نہیں مقرر یہ ساحر کوئی عیار ہو
یہ معلوم کر کے سو سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ گمان اے ملکہ آپ کا درست خبر اُس نے ہاتھ پھیلا دیے کہ لاؤ نامہ

عمر کو اگر وہ سختی دیکھتی یا انکو گھورتی تو معلوم ہو جاتا کہ تجلو ہی نادہ تو اُسے گمان سے اپنے انہر شک کر
 نامہ مانگتا اُنھوں نے نامہ ہاتھ پر رکھ کر دیا اُسے دونوں ہاتھ انکے پکڑ لیے اور سحر بھی کر کے پکاری
 کہ باشق و ناعیا رچا تا میں نے تجلو اب کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب چاہے خفا ہو یا خوش ہو
 مگر تم دونوں سر کو نہ لشکر ہو میں تم دونوں کو قتل کرونگی عمر نے اسکی باتوں کا کچھ جواب نہ دیا مگر انگلی
 گرفتاری کا بھی غم نہ ہوا کہ میان ملک عالم کیا خوش نصیب ہیں دیکھو عمر کو بھی اُنھوں نے پکڑ لیا باہر
 بارگاہ کے برق فرنگی صورت بدلے تدبیر میں عیاری کے کھڑا تھا اُسے جو یہ غل سنا جلد علیہ جاکر اپنی
 صورت مثل ملکہ حیرت کی شکل کے بنائی اور چالاک بن عمر بھی پھرتا ہوا اسطرح اُنکا اُسے برق کو
 شکل کی تدبیر کرنے دیکھا یہ بھی قریب اسکے آیا اور کہا بھائی حیرت شہزادی ہو اکیلے اسکی صورت بنکر جاؤ میں
 خدمتگار کی صورت بنکر تمھارے ساتھ چلتا ہوں یہ کہا برق نے تو تاج شہزادی سر پر رکھا انچل پلو کا دوپٹہ
 اوڑھ لیا پانچا مہر طلسم راند وہ کا پندر زیور سے اپنے تئیں آراستہ کیا اور چالاک نے جینی ہوئی جبکین
 بہنی بڑی تمغہ دار سر پر باندھی مینی پاک کمر سے لگایا اور ملکہ نقلی کے ہمراہ ہوا ملکہ نقلی بھی خرامان خرامان
 پیدل جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوئی صنعت کو کنیز دن نے خبر پونچائی کہ حیرت جادو و شریف لاتی
 وہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ ان مجرموں کے قید ہونے کی خبر سنکر آئی ہیں سپہن بارگاہ سے براستقبال باہر آئی
 یادوب تمام تسلیم کیا لائی اور اندر بارگاہ کے لے جا کر تخت پر بٹھانا چاہا برق یعنی حیرت نقلی نے تعریف
 بہت کچھ کی کہ اے ملکہ صنعت واہ واہ کیا کام کیا ہو اور تعریف کے بعد قریب برق جادو و آئی و پٹانچے
 اُسکے آہستہ سے لگائے اور کہا اے صنعت ہر سامری کی کہ شہنشاہ ایسے مالک سے تو نے بگاڑی پھر
 مخاطب بجانب مہرخ ہو کر بہت کچھ ملامت اُسکو بھی کی یعنی کہا کہ کیوں اونکو اس پر ہماری مہربانیاں اور
 احسان اور شاہ جادو ان کی عنایت و پرورش سب تو نے بھلا دی کہ تیری نواسی کو جلد طلسم کا مالک
 کیا شہزادی بنایا اور تو نے اُن سب حقوق کو فراموش کر کے بادشاہ جہا مہر سے سنا کیا اس صنعت ملامت
 کے کرنے میں چپکے سے برق اور مہرخ سے یہ بھی کہا کہ میں ہوں مہر برق فرنگی جو کمون اُسکا بڑا ناتنا
 اور جو کچھ تم سے قبول کرو ان قبول کرنا میری رائے پر اسوقت رہنا مہرخ اور برق برق کو حیرت بنا
 معلوم کر کے بہت خوش ہو میں اور برق بہت کچھ شور و غل ان گرفتاروں پر کر کے قریب صنعت بدست
 جا کوٹھیا اور چالاک سر پر اسکے رومال بچھنے لگا زمین برق جادو نے ہاتھ باندھ کر عذر کیا کہ اے ملکہ

حیرت لوٹدی ہے جو کچھ کیا ویسا پایا خوب سزا محکوم ملی اب واسطہ سامری و جمشید کا آپ سیری خطا کو معاف
کرین دوبارہ مجھ سے ایسی تقصیر نہوگی جب اُس نے بہت منت خوشامد کی اُس وقت حیرت نقلی نے کہا کہ اے
صنعت اب تو یہ منت کرتی ہو مجھے اسکی خطا معاف کی تم بھی معاف کرو اپنا سحر اتار لو صنعت نے کہا کہ میں
صدے گئی آپ کے فرمان کی بات ہے آپ خطا معاف کرین اور میں نہ کروں میری مجال ہو یہ لکھ کر سحر بڑھا کر وہ
کوڑا جو سی کی طرح بندھا تھا وہ اسکی کمر سے کھل گیا جب یہ رہا ہوئے برق اس فکر میں تھا کہ اب صنعت کو
بیہوش کر کے خواجہ وغیرہ کو بھی رہا کروں لیکن جاسوسوں نے خبر جنگ کر کے قید ہوئے برق کی ملکہ حیرت کو
بھی پہونچائی اور پھر دوبارہ یہ خبر سنی کہ آپ کی صورت بنکر ایک حیرت اور صنعت کے پاس بھیجی ہیں اور
اُس نے برق جادو کو تو رہا کر لیا ہوا اب اور کچھ فتور کیا جاتا ہوا بس یہ سنتا تھا کہ حیرت یکے دوسرا پرواز کر کے
چلی اور ادھر صنعت کو بھی خیال آیا کہ یکا یک حیرت کے آتے ہی برق جادو و طبع بھی ہو گئے اور مجھ سے
سحر بھی حیرت نے اُتر دیا اس میں کچھ فتور ہو بس یہ خیال کر کے اُس نے اپنی تختی کو دیکھا وہ تو تختی دکھیتی تھی
برق فرنگی نے حلقہ کند کے کانٹھ کر جو مارے ساتون بندھے ہوئے برق جادو نے جو یہ معاملہ دیکھا بھی
کہ پھر ہم سب قید ہو جائینگے یہ سمجھ کر اُس نے ایک سحر ایسا پڑھا کہ مہر خ اور عمر پر سے سحر صنعت کا جاتا رہا برق
ایک پنجہ میں تو عمر کو اور دوسرے میں مہر خ کو دبا اور پرواز کر کے چلی اور ہر برق کند مار کر جاتا تھا کہ پیچھے
صنعت دھواں بن کر اُسمین سے نکلی برق اور چالاک دونوں سرائے فرار کر بھاگے بارگاہ میں غلغلہ ہوا کہ
اے بھائی لینا جانے نہ دنیا گھینا لیکن یہ عیاں مثل برق جہنم کو نہ کر نظر وں سے غائب ہو گئے اور طرہ ناشائستہ
ملکہ حیرت جو اڑ کر چلی تھی اُس نے بھی غلغلہ سنا اور برق جادو کو دیکھا کہ یہ عمر اور مہر خ کو پنجہ میں دابے لیے
جاتی ہو یہ دیکھتے ہی پکاری کہ اری اونچہ کیساں جاتی ہو میں بھی آپونچی پس قریب برق پہونچ کر جاتی تھی
کہ کوئی سحر کہے وہاں اتفاق سے رعد جادو اپنی مان کے غم میں پڑا ہوا تھا اُس نے جو یہ ماجرا دیکھا دوڑ کر
ایک چمچ جو ماری ملکہ حیرت کا سر چکر میں آیا اور سمجھی کہ بیہوش ہو جاؤنگی اور ناچھوڑ کر زمین پر اُتر آئی لیکن
زمین تک آتے آتے بیہوش ہو گئی برق از بسکہ عمر وغیرہ کو لیے تھی اسوجہ سے وہاں نہ ٹھہری اپنے لشکر کی
طرت چلی اور یہ باعث بھی طرح دینے کا ہوا کہ سبکو معلوم ہو حیرت اور افراسیاب مارے نہ جائینگے
غرض برق تو نکل گئی چالاک اور برق خیار لشکر میں آئے مگر برق جادو گھبراہٹی ہوئی تھی اپنی
دوست میں تو سمت لشکر چلی لیکن سُنہ اُسکا اور جانب اُٹھ گیا سنا مار کر کو سون نکلی اب جس مقام پر

یہ پہونچی ہو حال اسکا لکھا جائیگا لیکن صنعت کا ماجرا سنئے کہ یہ جو حلقہ ہائے کندہ سے نکلی تو دھوان بنی ہوئی
 بہت بلند ہو گئی تھی اب بعد چلے جانے عیاروں کے پھر بارگاہ میں اگر پہونچی بیان کسی کو بھی ہر مون میں سے
 نہ پایا بہت رنج اُسکو ہوا انگین صورت بنا کر سنائے میں تخت پر بیٹھی اس میں قمار جادو وغیرہ اسکی ہر حاجتیں پُرت
 اور ان سب نے اُسکو رنجیدہ دیکھ کر بلا میں لین کماواری کیون چہ وہ آپ کا اُفاس ہو صنعت نے کہا کیا
 غضب کے حیا میں کہہ رہا ہو مجا کو لگی ذات سے صدر پہونچتا ہو اور ذلیل کر کے وہ چلے جاتے ہیں قمار نے عرض کیا کہ اے
 ملکہ آپ کی پاپوش رنج کرے بھلا ہم ایسے جادوگر ہوں اور ان عیاروں کے ہاتھ سے زک اٹھائیں تو جاب سے ہر
 آپ کو زک دینا واقعی انھیں کا کام ہو مگر پھر بھی یہ خیال آتا ہو کہ ان موٹھی کاٹوں نے شہنشاہ ساجران کو ذلت
 دی حیرت کو بیوشس کی مرتبہ کیا ہو پس مقام آپ کے رنج کرنے کا نہیں ہو کوئی اس ذلت کو ذات نہ کیگا صنعت
 نے کہا تم سچ کہتی ہو مگر میرا ارادہ مصمم ہو کہ اس مہرخ کو تو میں گرفتار کر کے سزا دوں نہیں میں نے کس اور بیان
 مہرخ کی مرتبہ قید ہو چکی ہو اب وہ بھی سنبھل کر لو لگی خیر لڑائی تو پڑی ہی ہوئی ہر حضور خاصہ نوش فرما میں
 آرام کریں رنج و غم جانے دیں مہرخ بھی قید ہو آئیگی اور مہرخ پر کیا ہو سب ہی باغی اپنی سزا کو پہونچنے کیلئے
 بچ رہیگا اے تو بہ شہنشاہ سے طاسم میں بگاڑ کر کون رہ سکتا ہو ہم شرط بدتے ہیں کہ مہرخ وغیرہ کا جاہ و جلال
 چند روز کا ہو ایک دن یہ سب غارت ہو جائیگا صنعت نے ان سب کے سمجھانے سے حکم دیا کہ خاصہ
 نعمت خانہ میں چنا جائے حسب ارشاد بکا دل و دار و مہر مطبخ عمل میں لائے دسترخوان آراستہ ہو صنعت اگر
 بیٹھی اور اس عرصہ میں ملکہ حیرت جو صدائے رعد سے بیوشس ہو گئی تھی اُسکی بھی آنکھ کھلی رعد و برق وغیرہ
 کا کہیں اُسکا نشان بھی نہ پایا بہت خفیف ہوئی اور خیال کیا کہ تھا تو ناحی آئی بس اُسے مٹی گوندھ کر چالیس تیلے
 بنائے اور ان میں ہر سحر کے سبجائے کہ وہ سب زندہ ہو گئے اُنکو اپنی کنیزیں مقرر کیں اور ہر اہلیکے ردا کر کے بارگاہ
 صنعت میں آئی دیکھا کہ صنعت کھانا کھانے میں مصروف ہو اور صنعت اُسکو آئے دیکھ کر نیا تعظیم اُٹھی
 اور عرض کیا کہ آئیے کھانا نوش فرمائیے کہا تو سہی مگر نیا ذلیل ہونا یاد کر کے آنکھیں می کر لی اور نہایت شرمندہ ہوئی
 حیرت نے اُسکو خجلت زدہ دیکھ کر فرمایا کہ اے ملکہ صنعت سوزا کچھ فکر نہ کرو اور شرمندہ نہو ان عیاروں نے کس کو
 باقی لکھا ہو جو ذلیل نہیں کیا ہو شہنشاہ تک کو دھوکے دیئے ہیں مجھ پر ہزار عیار بیان کی ہیں مصوجا و وزیر حمید
 سامری کی تصویر لیکر بڑی دھوم و حاشام سے آئی تھی انھوں نے کیا کیا غوطے نہیں کھائے غرض ملکہ حیرت کے
 سمجھانے سے صنعت نے کھانا کھایا ہاتھ منہ دھو کر بیٹھی شراب پینے لگی اور چالاک عیار جو بھاگ کر بارگاہ کو

گیا تھا بارگاہ میں پہونچ کر سوچا کہ بیان ٹھہرنے سے کیا حاصل ہو چکا ہے کوئی عیاری کر اور ایسے میں نہ منت گھبرائی
 ہوئی ہو اور زیادہ اُسکو پریشان کرنا واجب ہو مثل مشہور کہ زورہ را یتوان زما گلوں عیاری میں صنعت پرچہ
 قابض ہو گیا اور اُس قحبہ کو تو نے مار لیا تو بڑا کام کیا ایک دشمن صعب سے گویا تمام لشکر نے تیری طرف سے نجات
 پائی غرض ایسا کچھ سوچ کر صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بنائی اور جانب بارگاہ نہ منت روانہ ہوا بیان حیرت
 صنعت سے کہا کہ ای ملک تم نے وعدہ کیا ہے شہنشاہ سے کہ میں جو ہفت بیضہ کرونگی پھر وہ تو نہ کیا اور لڑائی لڑنے
 لگیں میں حیران ہوں کہ اُس سحر کے کرنے میں کیوں عرصہ کیا ہے صنعت نے کہا کہ اُس میں اسباب کی ضرورت ہے
 اور وہ یہاں نہیں اور کوئی شخص ایسا نہیں کہ جسکو میں بتا دیا ہے چونکہ وہ جا کر اسباب مطلوبہ لے آئے
 اب میرا قصد یہ کہ خود ہی جاؤں اس زمانہ میں میں نے چاہا تھا کہ دون ہی کام نکلیں تو کاہے کو سحر ہفت بیضہ
 کروں مگر نہیں معلوم ہوا کہ ان نکھڑا مون سے بڑا زور پر کیا ہے یوں یہ قتل نہوگے چالاک بن عمر ساحر بنا ہوا بیان
 آگیا تھا اور چپکا کھڑا ہوا ایک گوشہ میں یہ باتیں سن رہا تھا اسراشا میں ملکہ حیرت کے ملازم وغیرہ تخت طاوی
 ملکہ کا بھی لیا بیان آئے راہ میں انکو سرسرا دھماکا دیا عیاریاں ملین پوچھا کہ یہ کس کے لیے سواری لیے
 جاتے ہو انہوں نے کہا کہ اس طرح عیاریوں نے اگر صنعت کو سنایا تھا تو ملکہ حیرت وہاں تشریف لے گئی
 ہیں عیاریوں کا نام سحر عیاریاں بھی ہمراہ ملازمان حلین کہ ایسا نہو حیرت پر بھی کوئی عیاری حیرت کرین
 غرض یہ سب اگر بارگاہ نہ منت میں پہونچے سواری دروازے پر ٹھہری ملازم اور عیاریاں اندر بارگاہ کے
 آئین ہر ایک نے حیرت کو بڑا کیا اور حیرت نے دیکھا پوچھا کہ تم کہاں سے آتی ہو عرض کی اس طرح کا حال
 سننے میں حاضر خدمت ہوئے کہ شہرت عیاریوں کی جہان تک ہو سکے آپ کو محفوظ رکھیں حیرت نے کہا وہ چیز
 ہم دیکھیں دونوں عیاریوں نے ہاتھ دھکادے صنعت نے اسوقت کہا کہ ملکہ حیرت یہ فانی تو ہنچاک بھی
 نہ سمجھ حیرت نے کہا عیاریوں سے مبارقا رخیہ کی صورت بن کر آتے ہیں اور دھوکا دیتے ہیں تو میں نے انکو
 نشان پھر بتا دیے ہیں کہ مجھ کو دھوکا نہو چنانچہ تم سے کیا پردہ ہو انکو ٹھیکان دسی ہیں کہ وہ میں دیکھ لیتی ہوں
 چالاک بن عمر صبر کے آنے سے دروازہ بارگاہ کے اندر آکھڑا ہوا تھا کہ مخفی رہوں لیکن ایسے مقام پر تھا کہ
 سب باتیں سنتا تھا اسنے حیرت اور صبر کا بیان بھی سنا اور فکر عیاری کرنے لگا اس میں صبار قار جانب
 دروازہ آئی وہاں چالاک کو اسنے دیکھا پوچھا کہ چالاک بھی سمجھ گیا کہ اسنے تجھ کو پچاس فوراً فریاد کر
 کہا کہ ملکہ کہاں جاتی ہو ذرا دھرتو او مجھ کو کچھ تم سے کہنا ہے صبار قار از بسکہ عیاریوں سے خوفناک تھی

اسکے ہمراہ تو ہوئی مگر ساحرون سے اشارہ کرتی گئی کہ اسکو پکڑ لو چالاک نے صبا زقار کا ہاتھ پکڑ لیا تھا اب جو اشارہ کرتے اسکو دیکھا ہاتھ چھوڑ کر جست کر کے باہر دروازے کے کھلیا اسوقت بارگاہ میں غل بنوا حیرت بخش ہو چکا کہ اسے یہ منظر کیسا ہر صبا زقار دوڑ کر سامنے آئی اور عرض کیا کہ عہد کا بیٹا جو نیا آیا ہوا ہے وہ آیا تھا اور مجھ کو الگ لیے جاتا تھا ساحرون کے ڈر سے بھاگ گیا یہ سننا تھا کہ صنعت نے اپنا ہاتھ دیکھا اور نیت کی کہ مجھ کو معلوم ہو چالاک کمان بھاگ کر گیا ہو معلوم ہوا کہ لشکر کے کنارے ایک درخت ہو وہاں اسوقت ہر پکڑ زبردخت غافل بیٹھا ہو یہ معلوم کر کے اپنی جگہ سے اڑی اور اسی درخت کے نیچے جہاں چالاک تھا ہو چکا وہ بیکو گری گرفتار کر کے بارگاہ میں لے آئی اور ایسا خوش ہوئی کہ چالاک پر سحر بھی نہ کیا یوں ہی سامنے خیرت کے لاکر ڈال دیا اور کمانا ایملکہ و دران موڈن کی میاوقات ہو جوتی خوردن کی کہ جب قصد کروں پکڑ لاؤں ایسے تو کم زور ہوں مگر دیدہ ایسا موٹا ہو کہ کہیں چوتھے ہی نہیں حیرت نے کما تم کچھ ہنشاہ کا پاس نہ کرو میرے سر کی قسم سنا ابھی بھی کاٹ ڈالو میں سمجھ لوں گی اگر بادشاہ کچھ کہیں گے اس قسم ہو مجھ کو سامری کی کہ جو ہوں کرین تو کھر کو آگ لگا کر نکالماؤں اور سلطنت کو خاک میں ملاؤں یہ سننا تھا کہ صنعت نے قہار جادو سے کھلاس ہوئے کاسر کاٹ ڈال وہ جو آکر قریب پہنچی دیکھا کہ اسکا تو رنگ زرد ہونا کابانسا پلٹا ہوا ہوا ہاتھ پاؤں میں بالکل دم نہیں اولا ہو رہے ہیں ایسے سرد ہیں دیدے نکل آئے ہیں فردنی سنہرے چھائی ہو اسنے یہ باجوا دیکھ کر کہا کہ ایملکہ میں قتل کسے کروں یہ تو مر گیا صنعت ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہو مگر ڈر گئی اور پاس سے ہٹ آئی چالاک زمین پر گر پڑا اب بالکل مثل مردہ قصد سالہ کے تھا حیرت نے کما ہی مشہور اب کرنا کہ آپ سے مر گیا کس لیے اپنا نام ناحق کو بدنام کرنا کیا ضرور ہو یہ بھی کما پھر خیال آیا کہ عہد عیار اسکا باپ بھی اسی طرح مر گیا تھا اسنے بھی عیار سی شاید کی ہو بس یہ خیال کر کے صرصر تو در بارگاہ پر حاضر تھی ہی اسکو بلوا کر کما دیکھ تو یہ مر گیا یا جیتا ہو صرصر نے اگر جو دیکھا کما داری مردے میں اور اس میں کوئی فرق نہیں ہو لیکن میں بھی کوئی کونگی کما اس کو نے دم چرایا ہو مرا نہیں جیتا ہو اسکو ایک ہاتھ ضرور مار دینا چاہیے کہ سر جدا ہو جائے حیرت نے اشارہ کیا کہ پھر اچھا لگا دے ایک ضربت صرصر نے پکھینچا جلی چالاک بن عہد کی مردم چشم خانہ دیدہ میں پلکوں کی حلین ڈالنے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے اب جو ملاحظہ کیا کہ صرصر نے پکھینچے در پی قتل آئی ہوا زبلسکہ سحر ہو تو نہ تھا لیٹے لیٹے جست جو کی صرصر کو یہ معلوم ہوا کہ آتی ہی میرا کاکاٹ ڈالے گا بس وہ زمین پر لوٹ گئی اور چالاک نے زمین پر ہو چکر پھر بانوں کی تھپکی دی اور دوسری جست کر کے قریب دروازہ بارگاہ پہنچا اس میں صرصر بھی

اٹھی اور پکاری کہ لینا یہ مٹوا مردہ جانے نہ پائے دروازے کے آگے دو جادوگر کھڑے تھے وہ کھبر کر
 بغیر سحر پڑھے پکڑنے دوڑے چالاک نے زمین پر پہونچ کر اکی لوٹ جو ماری قریب ساحران پہونچ کر حجر
 انگلی ہانگین قلکین کہ وہ گرے اُسے اٹھ کر ایک ہاتھ اور لگایا اور صاف باہر بارگاہ کے ٹکلیا حیرت چالاکی
 دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑی اور تمام اہل بارگاہ کے ہوش جاتے رہے لیکن چالاک جو بارگاہ کے باہر گیا
 دوسری طرح پر صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی ماتھے پر تختی لگائی جس میں لکھا تھا کہ ملازم خاص افراسیاب دو
 لباس بھی عمدہ پہنا جھولا سحر کا گلے میں ڈال کر پھر سانسے حیرت کے اند بارگاہ میں آیا حیرت کو اور صنعت کو
 مجرایا اور پکارا کہ منم فرستادہ شاہ جادو ان حیرت نے کہا کہ شنشاہ کہاں ہیں اُسے جواب دیا کہ زیر دیوار
 طلسم سیر کرتے ہوئے آتے ہیں حیرت نے کہا میرے بارے میں کچھ فرماتے تھے اُسے عرض کیا کہ شنشاہ آپ
 بہت ناراض ہیں باخبان وزیر سے فرماتے تھے کہ اب تو حیرت بغیر ہماری اجازت عیاروں کے سمجھے دوڑتی
 پھرتی ہیں میں اے ملکہ آپ کو مناسب ہے کہ شنشاہ کے پاس چلی جائے حیرت نے کہا بھائی تو میرا دوست ہے
 کہ تو نے اگر اُنکے ناراض ہونے کی بجائے خبر دی اچھا میں جاتی ہوں چالاک نے کہا سوار ہو کے نہ جائے اس لیے کہ
 عیار گھات میں ہیں دھوم دھام جو ہوگی وہ بھی لوگوں میں لکر ساتھ چلے جائینگے چپکے جانا اچھا ہے یہ تو اسطرح کی
 باتیں کر رہا ہو اتفاق سے صحر اور صبار قمار دونوں ایک مقام پر جا کر کھانا کھانے لگی تھیں وہ نہ تھیں بس چالاک
 کی بن آئی ایسا کچھ کہا حیرت سے کہ یہ اٹھ کھڑی ہوئی اور چلی جب لشکر کے باہر بیابان میں پہونچی چالاک بھی
 ساتھ تھا اُسے کہا ہاں میں نامہ دینا بھول گیا تھا یہ کاغذ بھی دیا ہے دیکھ لیجئے حیرت نے کہا لاؤ اُسے کاغذ دینے
 کے بھانے سے قریب جا کر ایک بیضہ بیوشی اُسکی ناک پر لگا کہ وہ بیوش ہوگئی اُسے پشتارہ ہانڈھا اور لیکر چلا ہاں
 صحر و صبار قمار کھانا کھا کر جو آئین حیرت کو نہ دیکھا پوچھا کہ ملکہ عالم کہاں گئیں میں صنعت نے حال بیان کیا
 کہ اسطرح ساحر آیا تھا ملکہ کو لے گیا ہے یہ سننا تھا کہ یہ بھی عقب میں چلین اور ادھر سے چالاک پشتارہ لیے ہوئے
 آتا تھا راہ میں سامنا ہو گیا انھوں نے پہچانا اور نیچے کھینچ کر پکاریں کہا سے اونا اختیار کہاں جا کر گامیرے ہاتھ
 چالاک نے بھی نیچے کھینچا باہم شمشیر زنی شروع ہوئی لیکن حیرت کو عرصہ جو ہوا تو ہوش آ گیا اور پشتارہ
 چالاک کے کاندھے پر بھاری معلوم دیا اُسکو بھی یقین کامل ہوا کہ حیرت کو ہوش آ گیا ہے پس یہ سمجھ کر شنشاہ
 اُسے کاندھے سے گرا دیا اور آپ جست کو کے بھاگا ایک درہ کہ وہ میں جا کر حسب ہا صحر و صبار قمار بھی
 عقب میں چالاک کے چلین پشتارہ سے ملکہ کو یہ سمجھ کر نہ کھلا کہ یہ آپ نکل آئینگی ہم دونوں ہو سکے تو عیار کو

پکڑ لائیں اس حاصل عیار نیان تو سچھے چالاک کے چلیں اور حیرت پشمارہ بچا کر کھلی اُسے دیکھا کہ دو عیار وضع
 صرصہ و صبار قمار کی بنائے ایک طرف کو جاتے ہیں یہ دیکھتے ہی اُسکو گمان ہوا کہ یہی دونوں عیار قمار کو پکڑ لائیں ہیں
 بس وہاں سے جو اُڑی پنجہ غضب میں پکڑ کر دونوں کو اُڑی اور غصہ میں اکر لشکر میں اپنے نہ لگی کہ وہاں ان عیاروں
 کے حمایتی اکر چھڑا لیتے ہیں تو انکو کسی صحرا میں لے جا کر مار ڈال غرض سناٹا مارے بہت دور نکلائی اور ایک مکوہ
 میں اکر اُتری وہاں دونوں عیار بچپون کو ڈال دیا دونوں توجہ ہوا سے بیہوش ہو گئی تھیں اُسی بیہوشی میں
 اُسے چاہا کہ دونوں کے سر کاٹ لون لیکن جب قتل کرنے قریب تر آئی اُنکے ہاتھوں پر نگاہ پڑی انگلیوں میں اپنی
 دی ہوئی انگوٹھیاں کھینچ بھی کہ بیشک یہ صرصہ و صبار قمار میں تامل اُنکے قتل سے کیا اور اس عرصہ میں انکو بھی
 ہوش یا گھبرا کر اُٹھیں اور حیرت جادو کو تسلیم کر کے عرض کی کہ واری آپ ہمارے قتل پر کیوں آمادہ تھیں یہ جادو
 آپ پر گذر اسرار حال چالاک کا اُنھوں نے کہ سنایا حیرت نے کہا بھلے کو میں نے تگوار نہ ڈالا تھا یہ کماروں کے گلو
 میں کچھ دیر ٹھہری عیار نیون نے کچھ شراب کسوت سے کالی ملکہ نے پی یہ تو بیان ہی لیکن حال ملکہ برق جادو بیان
 ہوتا ہی کہ یہ جو سناٹا مار کر چلی ایک صحرائے سبز فزادار و نواح دل کشا میں اُتری کہ گرد اُس صحرا کے پہاڑ تھے جاری اُسے
 آبشار تھے پھیلون سے وہ کوہ پر شکوہ لہرے ہوئے تھے انجمن ایوان بہار میں فرش زمردین سبز و گویا وہ پہاڑ
 گلہ مست کی طرح دھری تھی ہر سمت نسیم مشکبار و نان چشمن اور نرین روان لیکن علاوہ گلدار درختوں کے
 پھولوں کے جو درخت تھے وہ سب انار کے تھے ہر نخل اپنی خوبی پر آئیہ نخل سوزن پڑھتا جانا چٹھا ہوا تھا وہ
 گویا اپنی بہار پر باغ جنان کو ہنستا تھا خندہ دندان نا کرتا تھا ہر برگ زبان شکر داور تھا سر سبزی سے ہر نخل
 خوبی سے ماہر تھا اندرون پر تھیلیاں زر بفت کی چڑھ تھیں درختوں کے تھالے چاندی کے بنے تھے تنہے درخت
 کی سونے سے سندھ تھی جانوران خوش الحان اُس بیشیا نارستان میں زمزمہ سرانیاں کرتے تھے کہا گیا
 وقت وہ ہو کر اُس شوق سے چشم بلبیل
 لالہ و زر گس و گل سے ہیں بھر دست چل
 چشم رکھتا ہو مصل فیضی ہو کوٹک دیکھ
 خشک بھی شاخ نے اب ہر نکالی کولہ

اُس صحرائے نرہت میں جب ملکہ برق جادو اُتری سیر لالہ گل دیکھا بہت خوش ہوئی اور صرخہ و عجم کو
 پنجہ سے چھوڑ کر ہوش میں آئی حال سب بیان کیا اور ٹھہر کر آرام لینے لگی عجم نے بیل سے شراب کا لکر کہا سچے سچے

اپنی انٹے ٹھہرنے سے اُس جنگل میں ہوا اُسے سرد چلی اور چند بگ خشک اُڑ کر بوڈلے کی طرح حرج کھاتے ہوئے ایک طرف چلے چنانچہ افراسیاب جاو و بلخ سیب میں اُگر بیٹھا تھا وہ بنے خشک سائے اُگر گرے اور طائران خوش رنگ بن کر کپڑے کہ شہشاہ کا گل اقبال درادہ ہمیشہ شگفتہ رہے دشمن کے گلشن ہستی پر خزان اُسے ہلکے برقی جاو اور صرخ اور عیار بیابان انا رستان میں اُگر ٹھہرے ہیں جیسا اُنکی نسبت حکم صادر ہو وہ عمل میں آئے بادشاہ نے یہ خبر سکر حکم دیا کہ تم جا کر مالک بیابان سے کہنا کہ تو کچھ خبر اُنسے نہو ہم اُنکو گرفتار کرالینگے وہ طائر پھر گ بن کر اُڑ گئے اور بادشاہ جاو ان نے بعد اُنکے جانے کے سحر پڑھا کہ اُنہی سیاہ آئی اُس اُنہی سے دوسا کر یہ منظر

نقش اژدھا تھا دم اُنکا	اُنٹ شیطان کی تھی اُنکی آنت	صد سنی دیک تھا شکم اُنکا
گال کلچہ سے اور تو سے سیاہ	کاٹھ سر ہر جیسے اوندھا کراہ	دانت اُسکا ہر ہاتھی کلسا دانت
آہنیں پر تنور اُسکا پیٹ	بس اُن سا حراں غدار سے بادشاہ نابکار نے فرمایا کہ اُن غصہ جاو	توند کالی جو کھول جائے لیٹ

وغصبناک جاو نکو اس واسطے بلایا کہ بیابان انا رستان میں جلد جاو وہاں صرخ و برقی جاو اور عیار عیار وغیرہ آئے ہیں اُنکو گرفتار کر لاؤ کہ غصبناک کو الگ بنا کر ایک انگوٹھی نئی دی اور کہا صرخ اب بادشاہ لشکر عہد ہو وہ زبردست ہو گئی ہو یوں قید ہو گئی ہنگام جنگ اُسکو یہ انگوٹھی دکھا دینا وہ اندھی ہو جائیگی تم باندھ لینا غصبناک تسلیم کر کے انگوٹھی لیا پھر اور دونوں ساحر اُسی وقت حسب حکم بادشاہ اپنے شیر پر چڑھ کر چلے کچھ فوج بھی ساتھ نہ لی یوہن دریائے خون روان سے اُتر کر اُس طرف آئے اور طرے گذرے کہ جہان حیرت و صحر وغیرہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئی تھی اور حیرت نے بھی دیکھا کہ دوسا شیر آتشین پر سوار اس ہیئت سے آئے ہیں کہ ایک کے ہاتھ میں تو ترچ سبز ہو اور ایک کے کاندھے پر بچھاری کا پڑا ہو حیرت نے اُنکو پہچانا کہ غصب اور غصبناک ہیں اور اُن دونوں نے بھی ملکہ کو پہچان کر تسلیم کی حیرت نے استفسار کیا کہ اُن غصب جاو و غصبناک جاو کہہ آئے اور کہاں جانے کا ارادہ ہو اُنھوں نے عرض کیا کہ برقی جاو اور عیار وغیرہ بیابان انا رستان میں گئے ہیں شاہ کا حکم ہو کہ اُنکو پکڑ لاؤ چنانچہ انھیں کو قید کر جانے میں حیرت نے کہا جلد جاو اور اس کام میں سعی کرو سادری ایسا کرے کہ تم فتحیاب ہو وہ دونوں خصمت ہو کر ملکہ سے انا رستان کی طرف چلے اور حیرت جاو و نے بھی تخت سہرتار کر کے صحر اور صبار قمار کو بھی بٹھایا اور آپ سوار ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ میں بارگاہ میں پہونچ کر تخت پر بیٹھی ملازم اُسکے سب بشو

تھے کہ نہیں معلوم کہاں ملکہ عالم تشریف لے گئی ہیں اب اس کے آنے سے خاطر جمع ہوئی اور ملکہ شکوہ ترین قبائے
 پوچھا بھی کہ حضور کہاں تشریف لے گئی تھیں اُس نے کہا صنعت کی بارگاہ میں یہ کمر صرف و عشق و نشاط ہوئی
 اور برق جادو اور مہر جو بیابان انارستان میں بیٹھی تھیں اُن کے فراق میں رعد جادو بھی مٹوڑھتا ہوا
 اُسی مقام پر آیا اور اپنی مادر سے ملا اور مہر برق فرنگی جو کندہ مارک صنعت کو بھگا لاشکر میں آکر خیال
 پذیر ہوا کہ بیان ٹھہرنا لے گا یہ تو بھی چاکر عیاری کر بس یہ بھی لشکر کفار میں آیا اور بیان جو دیکھا تو نہ حیرت تھی
 نہ مہر و غیرہ کا بتا تھا بس یہ بھی قطرہ زن ہوا اور ڈھنڈھتا ہوا ایلایا تناسک کہ کو سون نکلیا اور قریب بیابان انارستان
 کے یہ بھی پہونچا انا صحن جب برق بیابان مذکور میں ٹھہر کر دم لے چکی تھی کہ اسی برق تم راہ جو لو کر اس صحرائے
 نکل آئیں مقرر یہ جنگل سیر گاہ کسی ساحر یا بادشاہ کی ہو کوئی آفت ضرور آئیگی لازم ہو کہ بیان بہت نہ ٹھہر مہر
 نے بھی کہا کہ ہاں خواجہ سچ کہتے ہیں جلو بیان سے نکل چلین برق یہ سنکر ہوا اُن کے اپنے لشکر کی طرف چلی
 لیکن وہ بیابان ایسا دلچسپ تھا کہ اُڑ کر جانے کو جی نہ آیا یاد یہ سب روان ہوئے سیر بوستان کرنے
 ہوئے جو ایک دورہ کوہ سے اُنھوں نے سربراہ کیا اور مہر سے غضب و غضبناک آئے تھے برق نے اُن کو اتار
 دیکھا کہ اُن کا خدا تیر کرے نہیں معلوم کہ یہ دونوں شیر سوار کون ہیں اور کیوں آئے ہیں مہر نے کہا خبر نہو کہین جاتے
 ہوئے اس نشان میں وہ دونوں قریب اُن کے پہونچے اور لڑکارے کہ اسے نکھرا مان کہاں جاؤ گے ہمارے ہاتھ سے
 رعد نے کہا انا ان انکو زندہ بچھوڑو یہ تو ڈانتے ہیں معلوم ہوا کہ آدہ پر خاشا لے ہیں یہ کمر قریب اُن کے جا کر تیز
 نکلا اور ہاتھ کا نوں پر رکھ کر اُسے چیخ ماری اور برق جادو چپ کر اوپر سے گری کر وہ ایسے زبردست تھے
 کہ نہ رعد کی چیخ سے نہ بیہوش ہوئے اور نہ برق کچھ انکا کر سکے اور غضبناک جادو نے وہی سی جو کا ندھے
 پر ڈالے تھا وہ ان دونوں پر پھینکی کہ رعد و برق دونوں کے لپٹ گئی اُس وقت مہر سینہ سپر کے مقابلہ میں آئی
 اور چاہتی تھی کہ کوئی حرکت کرے وہ دونوں پکارے کہ مہر مہر جب تک تو افراسیاب سے ملی تھی حقیقت میں کوئی
 تیرا سامنا نہ کر سکتا تھا تو بڑی زبردست تھی اب تو ملچھ ہو گئی سحر کے سیر ناچاری سے تیرے قابو میں ہیں اور سامری
 تجھ سے اذہد خفا ہیں تو بھلا ہمارا سامنا کیا کریگی اچھا سحر کر دیکھیں تو نہ تو ہمارا کیا کریتی ہو مہر نے کہا سامری
 کی خفگی ایسی ہو کہ میں وہ جو تھا را شاہ ہو اُس سے لڑنے کو حاضر ہوں تم کیا بیجا ہے ہو اُن سے تو مباخثہ ہونے لگا
 اور مہر کے خیال میں آیا کہ یہ بھی ضرور گرفتار ہو جائیگی بعد اُس کے پھر تجھ کو یہ قید کر نیکی بس یہ سوچ کر اُس نے جست
 کی اور چاہا کہ کلمہ اُوں لیکن غضب جادو مہر کے مقابلہ سے ابھی علوہ تھا اُسے جو خواجہ کو بھگاتے ہوئے

دیکھا وہ بھی بزور سحر اڑا اور قریب پہنچ کر انکی کمرین زنجیر بندھی تھی وہ اُسے تھام لی کہ اسے نالائق کمان جا بگا بھاگ کے عمر نے دیکھا کہ تیری کمر اسے پکڑ لی ہو بس فوراً ایک آہ جان خراش کی اور کہا اسے بیدار میرا دم نکلا جاتا ہو ذرا تو ہاتھ ڈھیلا کر میری کمرین بھڑا رہا ہے ہائے ہائے مار ڈالا غضب نے گھبرا کر ہاتھ اپنا ڈاڑھیلا کیا اب بھلا یہ کب رکتے ہیں اسطرح تڑپے کہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر سامنے ایک پہاڑی تھی اُسکی گھاٹی میں جا کر گرے اور دوسری جست کر کے قلعہ پر اُس پہاڑ کے پہنچے اُسوقت وہ ساحر بھی کہ سحر کی طاقت رکھتا ہو اڑ کر برابر ہی لانے پہنچا اُنھوں نے نعرہ کیا کہ تم شہنشاہ عیاران عہد میں اُسے نعرہ کر کے بہت جلد بیضیہ بیوشی جو اُسکی ناک پر مارا وہ بیوش ہو کر گرا عمر اُسکو اڑ میں کھینچ لے گیا اور خیر کھینچ کر چاہا کہ سر اُسکا جدا کر دے لیکن مہتر برق بھی بیان پہنچ چکا تھا اور جب غضب و غضبناک سے مقابلہ شروع ہوا تھا تو وہ پہاڑی پر چڑھ کر تماشائے جنگ بطور مخفی دیکھ رہا تھا اور خیال میں اُسکے تھا کہ اگر ہمارے طرفداروں پر خدا نخواستہ کچھ آفت آئے تو پھر میں عیاری کروں غرض کہ اُسے جو خواجہ کو آلودہ قتل غضب جادو دیکھا دوڑ کر پاس آیا اور کہہ اُستاد یہ آپ کیا غضب کرتے ہیں اسکا بھائی زیر کوہ موجود ہو اُسکو کسی غار میں پھینک دو یا زنبیل میں رکھو اور اسکی صورت بنو جائے اسے بھائی کو بھی ماریے عمر نے برق کو گلے سے لگایا اور غضب جادو کو زنبیل میں رکھا پیر میں سکا اُٹھار لیا اور رنگ روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی کہ زیر کوہ چلا لیتا جاتا تھا کہ یہ عیار نا بگاڑا ہو بھاگ گئے تو بھاگ گئے لیکن کمان جا بٹنگے میرے ہاتھ سے یہ تو بیان سے بیلا اُدھر غضبناک سے اور مہتر سے مقابلہ آخر ہوا مہتر کوئی سحر بھی عمدہ نہ کرنے پائی کہ غضبناک نے اُنکو اُسی فراسیاب کی اُسکو کھائی اُسکی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی آنکھوں میں اندھیرا لگا جاکر گرا کر بڑی غضبناک نے فسحہ بے سحر کر لیا اور قید میں خوب جکڑا اور غضب جادو کو بگاڑا کہ بھٹا کیا کرتے ہو اُس عمر نے جواب دیا کہ آتا ہوں اس ناعیا عمر کی فکر میں ہوں کہا اُو بھی پھر سمجھ لیا جائیگا عمر اُسکے قریب تر آیا دیکھا کہ مہتر کو گرفتار کیا ہے یہ دیکھا اُسے کہا بھتیجا تم نے بڑا کمال کیا کہ اتنا جلد اس ساحرہ زبردست کو پکڑ لیا کیونکہ اگر وہ غضبناک نے کہا محکو جلتے وقت بادشاہ اُنکو بھی دی تھی کہ جب اُسکو دکھاؤ گے کیسا ہی ساحر زبردست ہو گا اندھا ہو جائیگا بس یہی اُنکو بھی میں نے دکھا کر پکڑ لیا غضب نے کہا اور یہ رشی جو برق و سحر کو باندھے ہے یہ کیونکر کھلے گی اُسے کہا کہ جب کو بگاڑ فراسیاب جادو اور مہتر کو کھل جادو کھلی نیکی اور جب کہو گے کہ حکم فراسیاب باندھے ہے یہ باندھے لے گی عمر جب یہ سن چکا کہ بھتیجا بڑا کام کیا وہاں اور ہاتھ پھیلا کر گلے سے لپٹ گیا وہ بھی لپٹا عمر نے منہ قریب اُسکے منہ کے ملا کر

یہ جو کیا سفوف بیہوشی سُخ سے اڑا اور ناک میں اُسکی گیا چھینک مار کر ہوش ہو گیا عمر نے نعرہ کیا کہ شہنشاہ
عیاران عمر عتیار اور زنبیل سے سوا سیر سیسہ نکال کر گرم کر کے غضبناک کو پلا دیا کہ وہ اصل جہنم ہوا حد کے گرد
برپا ہوئی بعد اُسکے غضب کو بھی زنبیل سے نکالا اور سیسہ پلا کر اُسکو بھی مارا انگشتی آتا کر ہاتھ میں بہن لی اور
برق جادو و درعد جادو نے کہا ہم بندھے رہیں عمر نے کہا میں سو کرتا ہوں کہ تم بھی کھل جاؤ گی یہ لکڑا ٹکلی ٹیک کر زمین پر
جھٹکے کچھ بڑبڑانے لگا اور آخر میں کہا کہ بجلاؤ فراسیاب اور سن سہ کھل جاؤ کھل کر اُسکے ہاتھ میں آگئی اُسکو
زنبیل میں رکھا مہر خ نے کہا بھیتا تم نے کیا سحر کیا ہمیں بھی بتا دیا کہ سحر تمہیں سے سیکھا سہی عمر نے کہا اس سحر کے
بتانے کا حکم اُسدا کا نہیں ہو بعد فتح طلسم تمہاری خاطر سے بتاؤ نگاہ برق جادو و درعد جادو و مہر خ جہنم برق فری
سب وہاں سے دوبارہ جانب لشکر طفر پکریا وہ نہ ہوئی کیونکہ مہر خ کی انگلی ہرنے سے غضبناک کے چھی ہو گئی تھیں
اور اُنھوں نے اب مشورہ کیا کہ پیدل چلنا نہ چاہیے بس تخت سحر تیار کر کے سب بیٹھے اور روانہ ہوئے یہ تو لشکر کی
سمت چلے لیکن فراسیاب اپنے مقام پر بیٹھا ہوا نلچ دیکھ رہا ہوا درست شراب ہو ملا زمین سے کہ رہا ہو کہ
اب عمر و مہر خ و برق وغیرہ پکڑا کرتے ہیں باغبان قدرت بھی حاضر تھا اُس سے کہا کہ میں باغبان قدرت
کیا مقدور کسی کا کہ جو ہماری انگوٹھی کا سحر کر کے غضب اور غضبناک و نون اگر مارے جائیں تو سحر وہو
پھر اُسکا مرنے کا باب وہ سبک لاتے ہوئے باغبان نے عرض کی کہ حضور کے حکم کا رد کرنا شاہان طلسمات سے
مکن نہیں سبالغہ تو یہ ہو کہ ہمیشہ بھی ہوتے تو مان جاتے اہل دربار بھی تائید کلام باغبان کرنے لگے اس عہد میں
محافظان بیابان انارستان کی طرف سے تیلے اور ساحر آکر حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنائے بادشاہی کے عرض
پیرا ہوئے کہ اعظم شاہ نصفت نشان غضب و غضبناک جادو نے جا کر مہر خ وغیرہ کو پکڑ لیا تھا اور غضب
عمر کے چچے دوڑا تھا عمر تو ہاتھ نہ آیا اُدھر سے پھر کر غضب نے یہ غضب کیا کہ غضبناک کا ڈالا اور فراسیاب
یہ خبر شکر حیان ہو گیا اور سب اہل دربار پریشان ہوئے اور شاہ نے کہا اِن ساحروں نے شراب بت پی ہو اٹھی
باتیں کہتے ہیں انکے واسطے ٹھیک نہیں ہیں اسوقت گلچین جادو اور باغبان نے گو تخت شاہی پھر کر عرض کیا کہ
فویانت شویم حضور کتاب سامری میں حال دریافت کریں مجھوت سچ سب معلوم ہو جائیگا شاہ انکے کہنے سے
کتاب مذکور نکال کر دیکھا اُس میں معلوم ہوا کہ جو یہ ساحر کہتے ہیں سچ ہو عمر نے اسطرح غضب کی صورت بنکر اڑالا
بس یہ دیکھ کر بادشاہ نے آہ سرد بھری اور کہا اتنا الناس کچھ ہی دن جاتے ہیں تم دیکھ لینا کہ اُن سبکو اگر میں نے
بحال خراب نہ قتل کیا تو نام اپنا شاہ جادو ان نہ رکھا یہ لکڑا کچھ سحر بھکا کہ یکایک غلام اُس باغ دلکشا اور

صاف آئینہ نظ میں چھایا پھر اُس غبار میں سے ایک تخت جو اہر کار نکلا جیسے ایک مسیور و لٹوان فلک طالع اس
غبار انگیز نام سوار تھی خوبان جہان کی سردار تھی قد و بالا اُس کا قالب تمنا میں ڈھالا ہوا بال سر کے جو کچھ دیکھ کر
عمر دراز خضر بل ہی کھایا کر کے کاکل اُسکی دیکھ کر کاکل سحر پر کوئی نہ کرے نظر پھلکا کاکل سحر کجا وہ نہ زلت رسا گجا
کالے کو سون کا فرق ہو وہ جبین منور نور میں غرق ہو رہی صادق کا دعویٰ حسن کا ذب ہو ماتھا اُس کا خوش
نصیبوں کی قسمت کا جاذب ہوا بروہ کما نین کشیدہ جو کبھی کسی سے نہ کھینچ سکیں اپنے حسن میں آپ ہی کنبی ہیں
پلکین لبان تیرا نین جوڑے رہیں سطح رخسار بزرگ آئینہ شفاف نہ گاہ آپ نہ ٹھہرے ایسے صاف لطیف بینی ہیں
بارگ بنتی و کار ہو دہن تنگ مخزن اسرار ہو غنچہ ناشگفتہ باغ آرزو کہ گل چیتا اُس سے محال غنچہ سے بھی کو باکر
مثل مگر گم کیونکر کرے اُسکی جستجو زبان برگ گل سے ناز کر پھول جھڑتے بات باتہ بران لبوں کو کوئی جان بخش کما

کوئے عشاق تو ہمیشہ اُنہر مرنی ہی رہے کما تنک صفت رہا ہوا قبول میرا بیتا	کینچ لب آرزو سے جان و دل
آگے جلست انگاہ کو مشہ کل	جاسے سر سے جنون کا آسیب
رہے گردن میں اُسکی میرا ہاتھ	بس چلے تو گلے لگا ہی رکھ دوں
تیغ سے پھر جدا کرے تو نہ نوں	ایسا معلوم دل جو یوں چھینے
کیا بیان خوبی شکم کو کرے	صدر کے ناحیہ سے لے تا نات
بھیکے جاگہ ہو کیونکر کیسے صاف	یان سخن با بے تامل ہو
پروے میں بھی جو کچھ کما جائے	کیون پڑے ران پر نظر تاساق
اُس بن اب زندگی ہوئی ہر شاق	خاک میں ملنے کا ہی ہو ڈھب
ہوا کر کیجیے اس زنج کا سبب	کینچ لب آرزو سے جان و دل
ہر تو یارب ہو میرے جی کے ساتھ	جاسے سر سے جنون کا آسیب
دیکھے از بس برآمدہ سینے	بس چلے تو گلے لگا ہی رکھ دوں
دیکھنے سے کبھو نہ پیٹ بھرے	ایسا معلوم دل جو یوں چھینے
اُس سے پھر آگے غنچہ دگل ہو	صدر کے ناحیہ سے لے تا نات
آپ سے تو نہ ٹک رہا جائے	یان سخن با بے تامل ہو
پائے جانان سے گفتگو ہو اب	کیون پڑے ران پر نظر تاساق

اس حسن و جمال پر لباس پر تکلف زیب قامت فرمائے زیور مرصع کار سے جسم کو آرائش دیے بلکہ زیور جسم نازک سے
آرائش حاصل کیے ہوئے ٹیکاسیندور کما تھے پرویا حسینوں میں سرخروئی کی گواہی دیتا جھولا بادلہ نگار
گلے میں آسیاب ساحری کا پڑا منتقل آتشیں رو برو روشن غرض کہ ہزاروں طرح کا جین تخت سے اتر کر سانسے
بادشاہ کے آئی او تسلیم بادب تمام بجلائی اُس سے بادشاہ نے سسل کر کر چھاکر ای ملک مزاج نوا چھا ہو متو کہ جی خیر
پلائے ہمارے سلام کو بھی نہیں آئیں اُسے عرض کیا کہ تیرا بنے امورات مالی و ملکی میں ایسی عیدم الفرصت رہتی ہو
کہ واقعی قصور دار ہو شاہ نے فرمایا کہ اب تلو اسلیے بلایا ہو کہ منح و برق و عمر وغیرہ کما ام غضب و غضبناک کو
قتل کر کے بیابان اترستان سے اپنے لشکر کی طرف جاتے ہیں تم انکی جانے کی راہ کو تین کو س کے جا کر روکو میں

بھی آتا ہوں غبار انگیز نے کہا بت اچھا کنیز اسی طرح جائے یا لشکر لیکر شاہ نے کہا لشکر لینے میں وہ باغی نکلیا بیٹا
تم ادھر ہی سے جاؤ اور انکو روکو یہ حکم شاہ سنکر اُسے سحر کی دستک دی جس تخت پر سوار تھی وہ تو غائب ہو گیا اور
ایک طاؤس زرین بال کہ چہرہ اُسکا مانند پری تھا دو قاصت میں ہمسر دلیری تھا کاٹھی زرد کی اُسپر کھچی ہوئی گئی
میں پہلے خوشنما جو اہر کی پڑی ہوئی سانسے فلک سے اتر کر آیا یہ اُس طاؤس پر طاؤس صحرائے عنائی و خوبی
سوار ہوئی اور حسب نشانہ ہی بادشاہ چلی اور اسکی ہوا گئی کہ بعد شاہ طلسم نے خاص طلب فرمایا بکا و لون
دستر خوان چاہب کھانے سے فارغ ہوا ایک ساحر عنصر جاو نام سے کہا کہ افسوس میں نے ناحی غبار انگیز
کو تنہا بھیجا کچھ فوج ساتھ ضرور کرو نیا تھی اس خیال سے میں نے نہیں فوج ساتھ کی کہ میرا راہ خود بھی جانیا
یہ کہا اٹھا کہ اب مجھ کو چلنا چاہیے اُسوقت عنصر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ای بادشاہ میری یہ حقیقت
نہیں کہ آپ کو کسی طرح کی صلاح دون اور آپ کے کاسون میں دخل انداز ہوں کہ بقول شاعر عنصر
حقیقت کیا گدا کی بادشاہ کے سامنے لیکن ازراہ ترقی خواہی اور دولت سگالی عرض کرتا ہوں کہ سرخ کے
ساتھ مقدمہ بے ڈول ہو عمر عینا اُسکے ساتھ ہو اور دوسرے عیار بھی ضرور ہی ہونگے اور بادشاہوں کو لازم نہیں
کہ ذرا سے کام کو آپ دوڑتے پھریں از بس کہ آپ جرج ہیں لیکن شایان حضور کی تھیں ہاں اگر کوئی برابر کا ہوتا تو اُس
مقابل میں باننا رضا لقمہ نہ تھا ہزار ہا غلام آپ کے سوجو دہن انہیں سے جسکو چاہیے بھیجے کیا سقد درجہ
کوئی ان غلاموں کا سامنا کر کے خصوصاً ایک تابع فرمان آپ کا میں ہی ہوں اگر ارشاد ہو تو ماکر انکا
بکڑ لاؤں شاہ نے فرمایا کہ اے عنصر تقریر تیر ہی درست ہو اور تو نہایت سچا ہو اول تو ملکہ غبار انگیز ہی کا ساء
کرنا مشکل ہو اور جب تم دونوں ایک ہوئے تو بموجب مصرع و دول یک شود و بشکند کوہ را اچھا تم بھی
جاؤ اور کام حریفان تمام کرو عنصر نے عرض کیا کہ جب میں انکو گرفتار کر کے لاؤں تو حضور کہاں ہونگے جہاں
میں ماؤں افراسیاب نے کہا میں آج کل سبب نشوونما کے ایک جگہ تو ٹھہرتا نہیں کبھی باغ سیب میں کبھی ظلمان
میں گاہے کسی سیرگاہ میں کہاں کا نکو پتا دون اب تم کو لازم ہو کہ لشکر حیرت میں آتا میں وہیں پھرتا ہوا جاؤں
عنصر یہ کلمات سنکر تسلیم کر کے روانہ ہوا اور از در در مان پر چڑھ کر چلا اور افراسیاب سے باغبان وزیر و غیر
جانب طلسم چلا جب ظلمات سے باہر نکلا وہاں ایک دریا ہو کہ اُسکا بحر صندل نام ہے زمین کشتی بچے وغیرہ سب
سبھے ہیں شاہ ایک سو بچے پر سوار ہوا اور سب ہمراہی جاہ و خیل کے لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر سیوسکا کرتے چکا
یہاں تک کہ دریا سے اتر کر داخل شہر ناپرساں ہوا وہاں سلاسیان ساحرون نے لین ندیں گزین سبکی نذرین

لیتا ہوا بل پر یزادان سے اتر کر لشکر حیرت میں آیا حیرت نے خبر سنی نذر لیکر مت اندھان دھم کی خدمت شاہ
 میں پہنچی تسلیم کر کے نذر دی حال مزاج پوچھا پھر لے جانے تخت پر بیٹھا شاہ نے فرمایا لگاؤ ملک کچھ بی مہر خ جو
 بڑی لڑنے والی ہیں انکا حال کو حیرت نے کہا آپ کو سب کچھ معلوم ہوا میں خبر داروں نے اگر مجھ کیا اور
 عرض کی کہ آج تیسرا دن ہو مہر خ اور برق در عدد و عمر و برق عیار لشکر میں نہیں ہیں کچھ اُسکا حال نہیں
 معلوم کہ کہاں ہیں ساحر جستجو کر رہے ہیں کہیں تپا نہیں ملتا شاہ یہ خبر سنکر ہنسا اور کہا اے ملک حیرت کچھ ہم
 میں وہ بباغی کپڑ کر بیان آیا چاہتے ہیں میں اسی واسطے آیا ہوں کہ آج اُنکی گردن زدنی کر دوں گا حیرت نے
 کہا ساری ایسا کریں اور آپ مالک ہیں جو چاہے کریں یہ کہا سکرم دیا کہ ناچ ہونے لگا شراب کا پالہ گردش میں آیا
 اُدھر ملک بہار عرض مہر خ تخت پر بیٹھی ہو مگر تردد میں ہو کہ نہیں معلوم مہر خ کہاں گئیں یا کسی کے قید میں ہیں
 پھر کہتی ہو کہ عمر کا قید ہونا ایسا نہیں کہ چھپا رہے کچھ حال معلوم ہی ہو جائیگا بغیر دریافت کیے میں کہاں
 جاؤں الحاصل یہ سب تو اس فکر میں ہیں وہاں غبار انگیز جو روانہ ہوئی تھی اُسے اگر دیکھا کہ مہر خ وغیرہ
 سب چلے آتے ہیں اور اب قریب اپنے لشکر کے پہنچ چکے ہیں اُسے تین کوس اگے بڑھ کر ایک سحر ایسا کیا کہ
 ایک دیوار فولادی دھوئیں کے رنگ کی جا طرن گھر کی مہر خ اپنا تخت اُٹا لے جو آتی تھی اُسے اُس دیوار کو
 دیکھ کر کہا کہ یہ دیوار سحر کی معلوم دیتی ہے مہر خ بھی گھبرا یا کہ اب اور آفت میں گھر مہر خ نے کہا خواجہ ہم ضرور
 سحر بین گرفتار ہو گئے برق نے کہا آپ ٹھہریے میں خبر لاتی ہوں یہ کہا اُسے بردار کی جب قریب دیوار پہنچی اسکے
 ٹکار ایسی لگی کہ چکر اُگرنے لگی مہر خ نے روکا جب ہوش آیا تو کہا اے ملک جا طرف میں کسی سمت کو راہ نہیں ہو اور
 دیواروں کے آسمان سحر فولادی بنا ہو عمر نے کہا کہ کوئی بھی صورت نکلی جانے کی ہو یا نہیں کہا کوئی نہیں اُسوقت
 مہر خ بگاری کہ یہ کون ہو جو چوٹیاں کر کے اُٹتا ہو سانسے اگر مقابلہ کرے تو جانیں یہ نعرہ سُنتے ہی ملک غبار انگیز
 طاؤس سوار سانسے آئی اور بگاری کہ ہم غبار انگیز مہر خ نے اُسکو دیکھ کر عمر سے کہا کہ اسکی بنائی ہوئی دیوار کا
 توڑنا ممکن نہیں ہاں اگر یہ قتل ہو تو دیوار ٹوٹے کس لیے کہ یہ بھی سرحد دار طسم ہوا بڑی زبردست ہو
 عمر نے کہا افسوس اُسکے تو مانے کو جی نہیں چاہتا مرقع دہر میں ایسی تصویر بن بھی کم دیکھنے میں آئی ہیں اس
 کلمہ کو غبار نے بھی سُنا اور اپنی دیوار پاس آکر کہا کہ اونا عیا تو نے کیا کہا عمر نے دیکھا کہ اب دیوار میں ایک تصویر سی
 نظر آتی عمر گڑ گڑانے لگا کہ اے ملک غبار انگیز طاؤس سوار آپ نے ہکونا حق قید کیا ہو ہم تو لشکر سے اپنے اس راہ سے
 محل آئے تھے کہ کوئی ہمارا حامی ہو اور ہکوا اپنے ساتھ لے جا کر شاہ جادوان کے قدموں پر گرا دے اور اُسے خطا

معاف کروا دے کیونکہ بہت کچھ سرگشتہ اور حیران ہو چکے کہ درودن روپے کچھ چکے فقیر ہو گئے اب کیا ہم بادشاہ سے
 روٹینگے ایک صنعت نے جو اگر لڑائی ماری انھیں کا ہم کچھ نہ کر سکے بھلا ایسی زبردست شاہ سے کیا مقابلہ
 ہم سے ہو گا اور ملکہ تم عزت دار ہو اور شعور رکھتی ہو تم ہی ہماری سفارش کرو گی کہ کوہ قین کا مل ہو غبار انگیز اپنے قلعہ
 کبھی اس لڑائی میں آئی نہ تھی عمر کے فقروں سے آگاہ نہ تھی سمجھی کہ غبار انگیز تیرا بڑا نام ہو گا طہسم میں کہ کسی
 یہ نہ ہو سکا جو غبار انگیز نے کیا بہتر تو ہو جو جنگ کی صلح ہو جائے یہ سوچ کر دیو اسے خدا ہوئی اور اندر حصار کالی
 ملکہ صرخ نے کہا اور ملکہ ہمارا بھی سلام پہنچے اُسے کہا بی بی سلام عمر نے بھی جھک کر بوجھ کیا عمر کی صورت دیکھ کر جو
 ہنسی اور کہا آپ کی تو عجب برزخ ہو عمر نے کہا بی بی کیا ہنستی ہو جیسا لقمانے بنایا ویسا ہوں غبار انگیز نے
 کہا تو لقمانے برگشتہ ہو اُسکو کیا جانے اور اُسکے بنانے کو کب مانتا ہو گا عمر نے کہا ماہ میں اُسکو خداوند جانتا ہوں
 سب اُسکے بندے ہیں میں برگشتہ نہیں ہوں امیر کے لشکروں میں نوکری بیٹ کی لیکر لی غبار نے کہا اگر تم سچ
 کہتے ہو تو بادشاہ سے اس بات پر میں فیصلہ کروا دوں گی کہ قیدی مع الزمان تو ملے گی نہیں کہ خدا معلوم وہ زندہ پہنچا
 لیکن اسد اور مرہ حبیبین الماس پوش کو چھپا دوں گی عمر نے کہا جب بادشاہ کی اطاعت کی تو ہکو بدیع اور اسے
 کچھ مطلب نہیں آپ ہکو ملو اور یہی غبار انگیز نے کہا اچھا ابھی یہ لکھ پاس عمر کے آئی عمر نے کہا اور ملکہ ہکو میں ہوں
 ہوئے لشکر سے نکلے اب تک کچھ کھایا نہیں اگر کچھ غذا ممکن ہو تو ہکو دو تاکہ بیٹ بھریں غبار انگیز یہ کلمہ سن کر سوچنے
 لگی اور بعد نال بسیار سر اٹھا کر کہا کہ او عمر پہلے تو میں سمجھی تھی کہ تو بیشک لمبا لگا کر اب جو تو نے کھانے کا نام لیا
 تو مجھ کو گمان ہوا کہ بیشک تو نے میرے تل کی تدبیر کی ہو عمر نے یہ سن کر بہت سی قسمیں کھائی اُسے کہا اب کہا
 ہوتا ہو یہ لکھ وہاں سے اڑ کر جاؤ عمر سمجھا کہ اب یہ نہ چھننے لگی اُسے بھی ایک بیضہ بیوشی تاک کر تاک پر مارا کہ وہ
 چھینک مار کر بیوش ہونے لگی بیوش ہوتے ہوتے بگاری کہ ارے پتلون لینا کیا کایا کہ جس پہلے پیدا ہوئے اور
 اُسکو اٹھا کر لے گئے الگ لے جا کر پانی چھڑکا کہ اُسکو خوش کیا بس ہوشیار ہو کر اُسے دستک دے گی کہ لہج پہلے پیدا
 ہوئے اُنکے ہاتھ میں اُسے خنجر دیے کہ جاؤ اُن باخون کا سر کاٹ لاؤ خوار دیر نہ لگا تاہین اُنکے سر لیکر
 بادشاہ طہسم پاس جاؤں گی پہلے حسب ارشاد روانہ ہوئے لیکن مدت قرآن کہ ہمیشہ بگل میں رہتے ہیں اور صرخ قریب
 لشکر پہنچ ہی چکی تھی یہ وہی ہمیشہ تھا کہ جہاں درہ کوہ میں تر موصوف بیٹھے کچھڑی پکارتے تھے انھوں نے بھی آواز دی
 اور باہر نکل کر دیکھا کہ ایک جادوگر نے حیدر بیٹھی ہو اور پتلون کو حکم دے رہی ہے یہ دیکھ کر قرآن تو سیاحر بنے ہی پہنچ کر
 ورہ سے نکل کر سامنے غبار انگیز کے آیا اور پکارا کہ ختم غلام شاہ افراسیاب جادو غبار پتلون کو بقتل مہر خ و عہد

بھیج ہی تھی اس سبب اُدھر مخاطب نہ تھی اب جو آواز قرآن کی مٹی نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک ساحر سیاہ فام کو اپنے پایا
اور قرآن نے قریب اُسکے پہنچ کر پادب تمام سلام کیا اُسے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو قرآن نے کہا جہان
تم آئی ہو وہیں سے ہم بھی آتے ہیں غبار نے کہا وہاں تو تم نہیں تھے قرآن نے کہا میں رسول سر شاہ پر نہیں ہلا رہا تھا
وہ وہاں آپ کی بھی کیا نگاہ ہو ملکہ نے خیال کیا کہ شاید یوں ہی ہو اور تو نے نہ دیکھا ہو پھر مستفسر ہوئی کہ اچھا تم
وہاں تھے تو بتاؤ میرا نام کیا ہے قرآن نے کہا میں کیا جانوں کہ تیرا کیا نام ہے بھلا تم ہی بتاؤ کہ میرا نام کیا ہے وہاں ملکہ
اقراسیاب کے بیان مجھ پر ایسی ہزاروں ہیں اور مجھ پر ایسے لاکھوں ہیں کون کس کے نام کو جانتا ہے اچھا اس تقریر سے
کیا مطلب ہو لو نامہ یہ دیا ہے اس کا جواب دو میں چلا جاؤں یہ لیکر نامہ ہاتھ پر رکھ دیا اُس نے دیکھا کہ نامہ پر مہر اقراسیاب
کی لگی ہو پس تعظیم کر کے نامہ لیا لیکن خیال میں گذرا کہ عمر کو تو نے اور سرداروں کو اُسکے قید کیا ہے ایسا نہ ہو کہ یہ بھی
کوئی معیار ہو اور اُسکے چھڑانے کو آیا ہو پس تو اپنی فکر کر لے یہ چکر اُسے چپکے سے ایک سوڑھا کہ اُسکے سر پر
اور ایک سر جو کا پید ہو گیا قرآن اس بات کے سر بھی نہوا اور اُس نے نامہ لیکر سر جھکا پاڑھنا شروع کیا
قرآن نے اُسکے سر جھکائے ہوئے پر جب کہ لغزہ مارا اور نعرہ کیا سنم ستر قرآن جس غبار انگیز کا سر تو سر کا تھا
بغض کا کچھ اثر نہوا اور وہ بھی نعرہ زن ہوئی کہ سنم غبار انگیز قرآن نے دل میں اپنے کہا وہاں سے مر دیم یہ کیا
غضب ہوا پس اُسکے نعرہ کرتے ہی ایک نارنج بیوشی بچا لاکر اُسکے منہ پر مارا کہ وہ بیوش ہو کر گری سوقت
دو پتلے زمین سے پیدا ہو کر اُسکو گھسیٹنے لگے زیر زمین لے جا کر پانی میں غوطہ دیا اُسکو ہوش آ گیا مڑنے
باہر نکلی اُسکے زیر زمین جانے سے قرآن بھاگ کر ایک مقام پر آیا اور جلد صورت سے اپنی رنگ منجھانے لگا
دھوتی باندھ کر گھڑتی لیکر گھاس چھیلنے لگا غبار انگیز جو زمین سے نکلی قرآن کو ڈھونڈھنے چلی لیکن اُسکے
بازو پر ایک اکتہ بندھا ہے اُسکی مان شبیہ جادو نام نے کہ بے بدل سنجہ اور کا ہنہ تھی باندھ دیا تھا اُس اکتہ کے
نیچے ایک رقعہ لکھ کر رکھ دیا تھا چنانچہ اُس نے وہ اکتہ بازو پر سے کھولا کیونکہ مان نے اُسکی یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اکتہ
جس وقت تجھے اور عیاران لشکر اسلام سے سامنا ہو اور تجکو یغز در آ جائے کہ میں تجھ سے اُنکو کچھ لوں گی تو
خبردار اس امر کا خیال دل میں نہ لانا بلکہ یہ خیال کرنا کہ میں بہتر رہتی ہوں اپنے پاک یہ غالب رہتے ہیں سمیز
اگر اُنکے ہاتھ سے بچ بھی جائے اور پھر ایسا بیچ پڑے کہ تو بیوش ہو اور تیلے تجکو چالے جائیں تو پھر خبردار
اُن سے مقابلہ کرنا کیونکہ عمر کے ہاتھ سے تمام مردمان طلسم ہوش ہوا جائیگا اور وہ مقرر طلسم توڑیگا پس لازم
ہو کہ رقعہ کو اکتہ سے دیکھنا غبار نے رقعہ کو اکتہ سے نکالا اور دیکھا لکھا ہوا تھا کہ عیاران و سب گزرتا اور اُس سے جلائی جان گی

ہوئی پھر نہ ملیگی اور ہرگز انسان پھر زندہ نہیں ہوتا اس امر کا خیال ضرور چاہیے خیابار اس مضمون سے
آگاہ ہو کر خود بھی علم نجوم میں دخل رکھتی ہے اسنے بھی ستاروں برجون کو نظر کیا اور نیت کی کہ میں
شریک افرا سیاب رہوں یا عمر سے لمباؤں میرے حق میں بہتر کیا ہے اسکو معلوم ہوا کہ اگر
شرکت افرا سیاب کر لگی تو تیرے واسطے بہت بُرا ہے عیار تجھ کو بکرو مار ڈالینگے اور اگر تو
شریک مرغ ہو کر مطیع اسلام ہوگی تو نہایت ہی تیرے لیے بہتری ہے عمر وغیرہ کی طرف سے
جاننازی کرنے میں جب تک بنیاد طلسم باقی ہے تو برقرار اور قائم رہیگی اور پھر بھی مشکل یہودی
کی ہے اس میں فرق نہوگا بس اس حال کو معلوم کر کے بھگائی اور پکاری کہ اے مترقرآن قسم ہے مجھ کو اپنے
دین و ایمان کی کراب میں تم سے کسی طرح کی بدی نہ کروں گی تم میرے سامنے چلے آؤ اور مجھ کو اپنے ساتھ
لیچکر شہنشاہ عیاران عمر نامہ ار سے ملو اؤ میں عمر بھر کو تمہارا احسان مانوں گی یہ صدا اسکی شکر قرآن
کو خیال آیا کہ شاید یہ میرے ساتھ عیاری کرتی ہے لیکن اٹھ کر گھسیار بنا ہوا اس کے سامنے آیا اور کہا
اے ملکہ تم کسکو بلاتی ہو اُن کے کہ میں اُس حبشی کو بلاتی ہوں کہ وہ اگر مجھ کو عمر سے ملو اؤ قرآن نے
کہا وہ ایسا احمق نہیں ہے کہ جو دشمن کے سامنے اگر اپنی جان دے کیا بخنے سنا نہیں

برتو اضع ہاے دشمن تم کو یہ کرنے ابھی | پائے بوس پل از با فکند دیوار ہا

اگر تم اسکو بکرو تو وہ بیچارہ کیا کرے عیار نے اُوقت قسم کھائی کہ میں اسکی اطاعت کروں گی اور عیسا وہ
کے گادہ بجا لاؤں گی مجھ کو اب ثابت ہو چکا ہے کہ عمر کے شریک ہونے میں ہر امر فائدہ ہے جب اُس نے
اس طرح سے کہا تو قرآن نے کہا اچھا چلو میرے ساتھ میں نے ایک مقام پر اُس حبشی کو بیٹھ دیکھا
میں تباہ و تاراج انا اسکا کام ہے یہ کلمہ نہ کر عیار تو خود عقلمند اور ریاضی دان ہے فوراً پہچان گئی
کہ یہی قرآن ہے لیکن سوچی کہ اگر تو کہی کہ تم ہی قرآن ہو تو یہ مارے ڈر کے بھاگ جائیگا اس سے
بہتر ہے کہ اسکو غفلت میں زبردست بکرو اسے یہ تصور کر کے ایک دانہ ماش کا مارا تو قماش قرآن کا
بگڑ گیا اور بیٹھی سی طارنی ہوئی پاؤں زمین نے پکڑ لیے اُوقت یہ دُور کر قدموں پر گری
اور گویا ہوئی کہ میرے تصور کو آپ صاف فرمائیے اور عمر سے چلکر معافی تقصیرات کراہیں ملو اؤ میں
قرآن نے کہا بہت اچھا چلے میں حاضر ہوں یہ دونوں ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر قرآن
کو اپنے ہمارے لیے ہوئے سامنے عمر کے آئی اور قرآن پر سے سحر کو دور کر دیا عمر تو قرآن اور عیار کو

کو دیکھ کر گھبرا گیا اس وقت قرآن نے بڑھ کر سب حال غبار انگیز کا بیان کیا اور کہا اسنے اطاعت بخوشی قبول کی ہے آپ بھی اسکی خاطر کریں اور ہاتھ اسکے کھولو اور دین عمر نے یہ سن کر غبار انگیز کو گلے سے لگایا اور نہایت خاطر کی بعد اسکے معرغ نے دست شفقت اسکی پشت پر پھیرا اور کہا تم ہماری روح و جان ہو ہم تمہارے ساتھ اپنی جان لڑا دینگے اگر افراسیاب ارادہ بدی کا کرے گا تو یاد رکھنا کہ کوئی دقیقہ ہم لڑنے میں اٹھانہ کھینکے اور اپنی جان تیرے فدا کرینگے غبار انگیز نے اسکے جواب میں کہا خیر ای ملک معرغ کہنا تو فضول دیا وہ کوئی پر محمول ہو گا لیکن تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا کہ میں بھی بروقت مقابلہ صنعت سحر ساز سے کسطح لڑتی ہوں اور کیونکر سامنا کرتی ہوں معرغ نے کہا ای ملک تم جلد گرفت حکومت پر بیٹھو تو میرا جی خوش ہو میں تمہارے ماتحت بیٹھوں گی اور اگر طلسم نفع ہو تو ملک و مال سب تمہارا ہے غبار انگیز نے کہا کہ اگر شہر یار یہ کہا آپ فرماتے ہیں آپ ہمیشہ سر بر حکومت پر شادان و فرحان جلوہ گر رہیں قطعہ

رشتہ کا کھشان میں شب یلدا گوہر
ٹانکے شبنم یہ سرواں صحر اگوہر
برسین نسیان کرم سے تیرے شاگوہر
ہونہ جزا شک سرواں اعدا گوہر

دانہ انجم گردون سے پروئے جبک
جب تلک جوش بہار اک ہوا دم صبح
ہر برس جشن تیرا تجملو مبارک ہو
دوستوں کو ہو تیرے گنج و گہر و وزیر

ای ملک طلسم پوش رہا باب نمین آپکا یعنی افراسیاب خانہ خراب تمہارے قتل کی تدبیر میں ہے اور مجھ کو ادھر بھیجا ہے آپ طلسم میں گیا ہے لکھو چاہیے کہ یہاں نہ ٹھہرو اور اور سمت سے اپنے لشکر کی طرف جاؤ یہ سن کر خوجا جہ عی اور معرغ اور رعد برق مع غبار انگیز اور مہتر برق فرنگی تھکا سحر پر بیٹھ کر جانب لشکر نصرت اثر اپنے کے روانہ ہوئی مگر بیان کیا گیا تھا کہ عنصر جادو کو بھی بادشاہ جادوان نے عقب غبار انگیز روانہ کیا تھا چنانچہ جب یہ سب ادم سے چلے عنصر انکا جویاں طرف سے آنا تھا اسنے دیکھا کہ برق در رعد و معرغ و مہتر برق غبار وغیرہ کے ہمراہ غبار انگیز ہمسی ہوئی چلی آتی ہے یہ حال دیکھ کر اسنے اپنے دل میں کہا کہ ای عنصر غبار انگیز طاؤس سوار بہت بے نظیر ساحرہ ہے واہ واہ داکیا نادیر کیا ہے کہ آپ سے آپ سب باغی ہوئے ساتھ چلے آئے ہیں غرض کچھ قریب کر کے لاکر ای ملک غبار انگیز کیا طوب کام کیا ہے مجھ کو شاہ

جادو ان نے بھی آپکی اعانت کے لیے بھیجا تھا اور حکم سرکاٹنے کا دیا تھا لیکن تم نے تو خاتمہ ہی کر دیا غبار انگیز اسکی اس تعریف کرنے کو سمجھی کہ جو بلیغ کرتا ہی اور کتا ہی کہ تم تو دعویٰ جنگ کر کے آئی تعین بیان آکر مل گئیں پس یہ سمجھ کر اُسے جواب دیا کہ ہاں بھر ہتھو مل گئے اور یہ سمجھ کر اور بھی مل گئی کہ افراسیاب اپنی عیش میں مشغول رہتا ہی تم لوگوں کو لڑوا کر قتل کرتا ہی پھر جو آپس میں لڑتے پھرتے اس سے کیا حصول پر عنصر نے کہا اے ملکہ میں سمجھا تھا کہ یہ سب ناکوام تمہارے سحر میں گرفتار ہو کر ساتھ آئے ہیں یا یہ کہ انھوں نے اطاعت قبول کی ہی یہ جھکاو نہ معام تھا کہ تم خود اُنکے سحر میں مبتلا ہو کر اُنسے مل گئے ہو پھر تم اور یہ کیا میرے ہاتھ سے زندہ بچ کر جاؤ گے غبار نے کہا تو بکتا کیا ہی جو کچھ تجھے ہو سکے تصور و کوتاہی نہ کر یہ سن کر عنصر مرکب اپنا چمکا کر آگے آیا اور تیغ سحر بھینچ کر حملہ آور ہوا مہرغ غبار کے آگے آگئی اور سپنہ اپنا سپر کیا وہ تلوار سربر آئی سحر بڑھ کر مہرغ نے بھی خالی دی غبار انگیز نے برابر سے نارنج سحر مارا کہ عنصر کے مرکب کو اس نارنج نے جلا دیا عنصر کو دھڑک کر الگ ہوا اور پھر سنھل کر جا بھتا تھا کہ ایک دو ہتھ مارے تھے اُسکے آکر مہرغ ایک ہلال سحر مارا کہ عنصر کے دو ٹکڑے ہوئے غبار انگیز نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ اے ملکہ سجان اللہ کیا تیرے سحر کیا ہی میں تو قائل ہوں اس آپ کی چرتی کی غرض عنصر کے ٹکڑے کا شور بلند ہوا سحر نے جھولا اُسکے گلے سے اتار لیا اور بت بازو نبر سے کھول لیے پھر اسکی لاش خن پر تھوک کر سب نے آگے کا رہتہ لیا اور کچھ ہی دور آگے بڑھے تھے کہ لشکر ملکہ مہرغ کا نظر آیا ماکہ مذکور نے غبار سے کہا کہ وہ دیکھو ہمارا لشکر دکھائی دیتا ہی عمر نے کہا مجھے تخت سے اُٹاؤ انھوں نے تخت نیچا کیا عرصت کر کے نیچے آیا اور لشکر میں پہنچ کر سب کو اطلاع دی کہ ملکہ مہرغ سحر چشم نشہ لائی ہیں اور اُنکے ہمراہ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار مالک ملک طاؤسیہ بھی ہیں یہ سنا تھا کہ لشکر میں غلغلہ پڑ گیا کہ خواجہ سلامت اور ملکہ بھی آتی ہیں سردار براے استقبال بارگاہ سنے نکل کر پڑے اسباب نرنگ و احتشام ہمراہ فوج طفر موج آراستہ ہو گئی ڈنکے بجنے لگے بہار دنا فرمان و زلز لہ و زلزلان مشکین موجی جا کر ان سب سے میں پھر تو یہ عالم تھا کہ ایسا

ہو اس بات کئے میں وہ تیار
کہ جانا جسکے منہ پر سخت دشوار

جو کچھ اسباب جنگی ہوئے درکار
رکھی چاروں طرف آتش کی وہ مار

انقبیوں کی صدائیں وحشت انگیز
لگا ہونے ہر اک سو راگ اور رنگ
مرصع سر پہ تھا منج کے وہ تاج
کے تھا ایک عالم کر نظر سے
ہزاروں بالکلی فیل و عساری
جب انہیں ایک پر بیٹھی وہ آگے
کوئی فیل سیہ پر چل رہا تھا
کوئی گھوڑے پہ چڑھ کر غرت ماہ
اسی صورت سے ادنیٰ اور اعلیٰ
پر باندھے کھڑے ایدھر اُدھر بار

وہ کر کے ڈھاریوں کے اور خور
نوازش میں ہر ایک جابر بط و حک
کہ جس میں صرف ہفت اقلیم کا باج
کہ بس منہ پر ندا ہوتے ہیں تار
جو اہر جنبہ تھے صرف تیاری
چوڑ جھلنے لگے بال ہسا کے
گل نواہر کے اوپر مہر تھا
رکاب دولت مہر کے ہمراہ
کراہی وضع اور خوبی و وبال
چلے خطب سہر و کبک رفتار

غرض بایں بھل و شوکت یہ نواشاہ عدس دولت بارگاہ میں آکر ہوئے چار طرف ہلاکی
اڑنے لگی تو بتیں بچنے لگیں سرداروں نے نذرین میں ملکہ بہار جادو و ننگیر ہوئے مہر نے کہا
کہ ملکہ غبار انگیز طائوس سوار نے ہمارے اوپر رحم کیا یہ سنکر غبار کے گلے سے بہا رہی ملی مہر
نے اپنے تخت کے برابر تخت بچھوایا اب سب بیٹھے شراب کا پیالہ گردش میں آیا ناچ ہوئے لگا
عم بھی اپنی کرسی پر اگر تکیں ہو لیکن قرآن بھی اس تماشے کے دیکھنے کو آیا تھا وہ تو بھل و احتشام دیکھ کر
ایک سمت کو چلا گیا اور ہلکارے سحر کے خبر سنکر روانہ ہوئے مگر عرق عرق پسینے میں غرق
افراسیاب بارگاہ حیرت میں تھا اس نے کہا کہ کیوں خیر تو یہ کیسے سطح بدحواس آکے ہو انھوں نے
آنا مہر کا مع غبار انگیز کے بیان کیا کہ اب وہ سب خوش و خرم بیٹھے شراب پی رہے ہیں
خبر سنکر حیرت کے حواس جاتے رہے رنگ خسار زد ہو گیا افراسیاب نے کہا کہ ہمسکو
دو گھڑی پہلے ہی سے خبر ہو گئی تھی کہ عنصر جادو کو مارا اور آپ غبار انگیز شریک مہر ہوئی
خیر کیسے مضائقہ ہو خوب ہوا جو وہ ملنے لگوا مگر دریافت ہونے جاتے ہیں میں اس کے ملک
طاؤسیہ کو اب جا کر غارت کرونگا یہ کہہ کر اٹھا اور اسی غار میں اول ظلمات کو گیا پھر وہاں سے
کچھ ایسی تدبیر کی کہ مہر و غیرہ سب اپنی بارگاہ میں خوشنود بیٹھے تھے کہ یکایک ہواے سرد چلی

اور پھر وہی ہوا گرم ہوئی اور ایسے جھونکے اُسکے آئے کہ ہر ایک جادو کرنے اُنکھیں بند کر لیں بعد اُسکے
 جو اُنکھ کھولی تو سب نے دیکھا کہ ایک تپلا بزرگ آتش پیدا ہوا لیکن اُنکھیں اُس تپیلے کی بنبر اور
 تپلی سفید اور وہ بیچ بارگاہ میں آیا اور نوحہ کیا کہ تم تپلہ آفراسیاب جادو جس کی کو حوصلہ کی طرح
 ہو وہ اگر ایسا بنا کرے اس وقت یہ عالم بکا تھا کہ اُنکھیں کھلی تھیں مگر زبان گویا نہ تھی یہ حال تھا کہ ع
 شمع کی صورت زبان رکھتا ہوں گویا بی نہیں: بصورت تصویر بچلہ در خاموش تھے اس تپیلے نے
 غبار انگیز کو پکڑ کے کہا کہ خبردار لیجاؤ دُپیلے اس کہنے کے ساتھ پیدا ہوئے اور اُسکو لیکر چلے اس وقت
 تپلا آتش بھی چلا گیا اب پھر ہوا سے سر چلی اور ہر ایک کی زبان گویا ہوئی تخت ملکہ غبار انگیز کا
 ذلی پایا مہر خ رونے لگی اور کہا ای ملکہ بہار جادو تم نے دیکھا کہ یہ کیا ہوا بہار نے بھی آہ کی اور سب نے
 گریبان چاک کیے شور نالہ و فغان سے یہ عالم برپا ہوا کہ گند آسمان ہلنے لگا بہار نے کہا ای ملکہ یہ اور زیادہ
 تم تھا کہ ہم سب کچھ دیکھتے تھے مگر بول نہ سکتے تھے مہر خ نے فرمایا کہ یہ تپلانہ تھا اسی پلیر پیچ آفراسیاب
 آیا تھا یکم کف افسوس ملے اور کہا سو اُسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ فوج تیار کر کے لشکر حریت پر ہم
 جا کر گرین بہار نے کہا ابھی تامل کرو یہ خبر تمام لشکر میں مہر خ کے غشتر ہوئی کہ آفراسیاب اگر غبار انگیز
 کو پکڑ لیا لشکر میں بسبب غم وہ ملکہ مہر خ دیگر سرداران کھرام برپا ہوا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ریج سارنج ہر غم سا غم ہر
 کوئی محرم ہر نہ ہمارا زینا
 متوجہ ہو کچھ احوال سُننے
 گدگدی ہی کی تپش نے دل میں
 ناخن غم سے کھجائی چھپائی
 شعلہ کیسا دل سوزان سے اٹھا
 آتش سینہ زبان تک پہنچی
 تو اجل آگ بجھاتی دوڑی

جان ہمہ رنج و سراپا غم ہر
 کوئی محرم ہر نہ دساز اپنا
 کوئی اتنا نہیں جو حال سُننے
 لے لی جھکی سی خلش نے دل میں
 شدت غم سے ہر آلی چھپائی
 اک دھواں نالہ و فغان سے اٹھا
 تپش دلوں جان تک پہنچی
 آگ جو شعلہ اٹھاتے دوڑی

عمر نے اس وقت مہر خ سے کہا کہ ای ملکہ محکوسات دن کی خست دیجیے یا تو ہم ملکہ گولا کئے یا
 غبار انگیز کے ساتھ ہم جی خاک میں مل گئے یہ کہہ کر طرف وہ تپلا گیا تھا اسی ہمت کو یہ بھی

روانہ ہوا پیچھے اُنکے برق فرنگی بھی چلاب حال افراسیاب سینے کہ یہ ملکہ کو لیے ہوئے
ایک کوہ سفید پر کیا اور اُس پر غبار انگیز کو اتارا اور شکل صلی کھڑا ہوا ملکہ غبار انگیز کی آنکھ
کھلی دیکھا کہ افراسیاب جلو کھڑا ہے اور افراسیاب نے کہا کلاؤ ملکہ تم کو واسطے گئی تھیں اور
کہا اگر آئیں ملکہ غبار انگیز نے کہا کہ اتبوجو کچھ ہوا وہ ہوا چاہے تو مار ڈالے یا جلانے میں تو جو کچھ
کہہ چکتی ہوں وہ ہی کرتی ہوں اور جو ہمارے منہ سے نکلتا ہے وہی ہوتا ہے افراسیاب نے
کہا اتبوتیری تھی میری معاف کی اسنے ملک طاووسہ کو جالیں ملک سے باہر نہ نکلتا غبار نے کہا تو اگر ہمارے
مرتبہ قید کر لیا تو بھی میں وہاں بخاؤنگی اور تو سر ہار ہو کے ایسی باتیں کرتا ہے اگر میں تجھ سے مارے
ڈر کے ملگئی اور پھر میں نے دعا کی تو کیا تجھ کو حصول ہوگا افراسیاب نے کہا میں تجھ کو دہن اُرد
میں قید کروں گا کہ تمام عمر دہن اُرد سے بچھوئی اتفاقاً یہ کلمات کوہ سفید پر ہو رہے تھے کہ اس
اطراف میں ایک ملکہ رہتی ہے کہ نام اس ملکہ کا شوخ جادو ہے اور افراسیاب کی طرف سے
حاکم و ناظم ہر مکر میں اُس کا برس ترہ اٹھا رہا ہے نہایت حسین و خوبصورت ہے کہ اُنکے حسن کی نسبت
یہ کننا زیبا ہے

عجب صورت کہ جس سے ناز ظاہر	سکون سے شوخی انداز ظاہر
خوشی سے عیان شیریں زبانی	گل نشان مٹی غنچہ دہانی
نشان رشک سودا نقطہ خال	کہ وہ بے شل تھے جسکے یہ شمال

نازنین حور شامل تیغ ادا سے جسکے دل عاشق کھائل پیکر یازک اُسکا ایسا کہ ہر اعضا دلو کو محبوب
ایک جگہ سے دوسری جا بہت ہی خوب جتوں سے پیاز کھتا جو دیکھے وہ ہو جائے قید کا کل معین
آگے سنبل باغ کے بیچ کچھ نہ چلین لاکھ دافون گات لگائے مگر اسکے ہر تہہ کھلائے پشانی وہ نورانی
کہ حضرت موسیٰ کو دیکھنے سے غش آئے انکھیں قتال حسینان خوش چشمان زکس جسکو دیکھ کر حیران
خسارتا بان کے مقابل آئینہ مس قمر اندھ دہن تنگ کا وصف کیا بیان ہوئے منہ میں ہے زبان گمان
ہو لب میں وہ شیرینی کہ عاشق کا اُس پرانت رہے ایک پوسہ لجا لے اس خیال میں ملام علی چکا کہ

ان لبوں کو کوئی کام نہ رکھے	قند مصری کو کیوں نہ نام نہ رکھے
شانہ و دست ساعد و بازو و	دلکشی میں تمام یک پہلو

یون نہیں سسج اُسکے ہر انگشت جائے نظرون میں جو کمر باریک ٹھٹک اگر کچکے تو قیامت ہر وہ قدم کاش میرے سر پر ہو	دوبے ہیں میرے خون میں کشت ہوئے انگھون میں کیوں جہان تاریک بھی قیامت تلک نداشت ہر ساق سیمین میرے کمر پر ہو
---	--

اس رونق باغ خوبی نے جب یہ خبر سنی کہ شاہ افریاب کوہ سفید پر آیا ہے جس اُسے لباس
اوزیو سے اپنے جسم لطیف کو آراستہ فرمایا ایک سوا ایک اشرفی نذر کی لیے لیکر اور تحفہ بہت سے
کشتیوں میں لگا کر ترہ سوانیسین اور کیزین ساتھ لیکے تخت مرصع پر سوار ہوئے اور خدمت شاہ میں آگے
حاضر ہوئے مگر کیا نذر بادشاہ کو دی کشتیان تحفوں کی شکیش کین اور ساتھ باندھ کر عرض کیا کہ نونہ
کی سرحد میں حضور شریف لائے ہیں تو باغ میں میرے رونق افروز ہوں میں نے ایک باغ فی الحال
نیا تعمیر کیا ہے اُسکو اپنے قدم گل رنگ سے بہار تازہ عنایت کریں بادشاہ طلسم اسکی باتوں سے
نہایت خوشنود ہوا اور فرمایا کہ اچھا چلو اُسے تخت پر بادشاہ کو سوار کیا اور آپ ہمراہ رکاب خواست تاب
ہو کر چلے اور سیر اطراف کرائے داخل باغ ہوئے ملکہ عتبار انگیز نے کوہ سفید پر دیکھا کہ بادشاہ تجھ کو
چھوڑ کر چلا گیا اب تو اپنی راہ لے یہ سوچ کر جاتے تھے کہ روانہ ہو خیال جو کیا تو ایک حلقہ دعویٰ میں کی طرح
میرے گرد ہی یہ بھی ناچار اسی باغ کے سمت کہ جہان بادشاہ گیا ہے چلے اور باغ میں آکر دیکھا کہ باغ
نہایت سرسبز و بہار ہے ہر سمت لالہ زار ہے گلرخان دھڑکی جان وہ باغ تھا رضوان کو جسکے دیکھے
سے داغ تھا بلبُلون کا ہر سمت ہجوم قبل دلی اس جگہ کو دیکھ کر یہ دم کہ ان گلون کی بہار بوٹے
کسی گل کے گلے کا ہار ہو جیسے غریب دہن تنگ سے بولا ہی چاہتا تھا اپنی خوبی پر آپ ہی مسکراتا
تھا نہرین بہت لطافت بنی ہوا وہاں کی رحمت آگیز کہ طلسم

اس چمن میں باغ ہر گل سرخ و زرد چول و گل آئین نظر دیکھو جدھر ان گلون کے عکس سے نہرون کا آب	نکمت گل جہاڑتی غمی وان کے گو لالہ و صد برگ سب باغ نظر آئینہ کی سطح کی رکھتا تھا تاب
---	---

بارہ مری وسط باغ میں بہت نایاب بنی ہوئی اندر اسکے ہر طرح کے شبائے عیش و راحت دھرے
ہوین سندن لگین کہنا تنگ و سفید کا کیا جائے بلو شاہ کو اس شمع جینے شوخ جادو نے لاکر

مسند پر بٹھایا جام شراب ناب دیار قاصون کو بلوایا ناچ ہونے لگا جام شراب کا دور ہوا نقشہ ہی کچھ اور ہو انجبار بارہ دری کے چبوترے کے نیچے کھڑے تھے گویا بندھے ہوئے تھے اب حال عیار ان سینے یعنی عجز و بارگاہ سے روانہ ہوا اسکے رہائی کو وہ تو ہنوز راہ میں ہی لیکن برق فرنگی بھی غبار کا جو یا بہت پیر رہا تھا اور دل سے کہتا تھا کہ الہی بادشاہ طلسم غبار کو کدھر لیگیا میں نے تو پتیلے کو ہر طرف لیجا تے دیکھا تھا اب پتہ ہکا میں ملتا ہے یہ کیا ماجرا ہے یہ سطح و صوٹہ معتا ہوا یہ بھی ایک بستی کے قریب پہونچا خیال میں آیا کہ اس بستی میں چلکر تلاش کر اسی طرف چلا سانسے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ شہر کے جانب متوجہ ہوا تھا کہ آواز طلبہ بچنے کی سنائی دی خیال کیا کہ جہاں یہ طلبہ تھا ہی پہلے وہاں چلکر دیکھ لے بھرا گئے جانا یہ سمجھ کر اسی آواز پر چلکر قریب باغ شوخ جا دو پہونچا اور ایک ساحل کی ایسی صورت بنا کر اندر باغ کے آیا باغ کو رونق بخش صدمہ بار پایا اور جو کچھ آگے بٹھا دیکھا کہ بارہ دری میں مسند پر شاہ افراسیاب بٹھا ہوا ایک پری سانے بیٹھی ہر سرہ سو فوٹس اور انیس دریا جواہر میں غوطہ مارے حاضرین ناچ ہوتا ہی شراب کا دور چلتا ہوا سانسے آہستہ سے کہا کیوں یہاں افراسیاب تم تو یہاں آکر چین سے بیٹھ رہے اور ہر کو سطح دوڑایا اور بھاب بھی صلاح نہیں کر لے آؤ شراب پورا ت کر دیکھنا اسکا کسی نہیں سنا اور اسنے دیکھا کہ غبار انگریز چبوترے کے نیچے کھڑی ہر بندھی بھی نہیں ہر کھڑی بھی نہیں ہر دست و پاسب نابو میں معلوم دیتے ہیں جب چاہتی ہر بیٹھ جاتی ہے جب چاہتی ہر کھڑی ہوتی ہے یہ دیکھ کر باغ میں پھرتا ہوا قریب اس اسیر دام دوری کے گیا اور کہا ای غبار تم تو مہر خ نابکار سے مل گئی تھیں اب کیا انکو پھر چھوڑ دیا غبار نے کہا اری لونڈی احق بے تیر چاہے افراسیاب مار ڈالے چاہے زندہ رکھے جب تک میرے دم میں دم ہے جلا مہر خ کو چھوڑوں گی اب تو مرنا اور جینا سب مہر خ کے ہی ساتھ ہے برق یہ کارہ سنکر خوشود ہو گیا اور چپکے سے کہا منہ مہر خ فرنگی کیوں ای ملک بھرم بڑی احق ہو یہاں کھڑی ہو چلی نہیں جاتی ہو اُسنے کہا ای برق ایک حلقہ میرے گرد ہے اگر زمین میں بھی جاؤں تو وہ حلقہ کھینچ لے گا برق نے کہا زمین میں بھی جاؤں گے بڑے بڑے ہیں گجراؤ نہیں سو ہر طرف کرونگے یہ کہہ کر دل میں اپنے برق سوچا کہ شاہ جاودان تو ناچ دیکھنے میں مشغول ہے اور یہاں آڑ بھی ہے تو اسکو ہوش کر کے پہل حلقہ سے تکیا کر بیٹھ گیا سوچ کر کہا ای ملک اچھا چل تو سکتی ہو فوراً اس کوڑکی تنگ چلو پھر میں سمجھ لوں گا

غبار سے سنکڑا سی طرف گئی برق نے وہاں لیجا کر بیڑی بیوشی مارا کہ یہ بیوشس مہولی برق نے اس کا پشت تار باندھا اور
 لیکر چلا حلقہ اسکے بھی گرد ہو گیا اس عرصہ میں عمر روانہ ہوا تھا وہ بھی ڈھونڈتا ہوا اس طرف آگیا تعجب برق
 پتا دے لیکر باہر نکلا عمر نے پہچاناکہ برق ہر کجا لگا دہی جانے والے اور بھی دیکھنا برق نے اس کی جانب
 دیکھا عمر نے بائیں آنکھ کا تل دکھایا برق دوڑ کر قدموں پر گرا اور کہا اُستاد میں غبار انگیز کو لایا عمر
 بست کر کے کہا مجھے الگ رہو تمہارے ساتھ کوئی بلا بھی ہے یہی حلقہ دعوتیں کا گرد تمہارے علوم ہوتا ہے
 یہاں تو یہ باتیں یقیناً اُدھر جب برق باغ سے نکل آیا تو اب افراسیاب کو بھی خیال آیا کہ غبار
 جو ساتھ آئی ہے اس کا فیصلہ کرنا چاہیے خیال کر کے غبار کو ڈھونڈھا مگر کہیں باغ میں پتہ نہ پایا
 اس وقت اس نے اپنے ہاتھ کو دیکھا معلوم ہوا کہ برق فرنگی لیک گیا یہ معلوم کر کے اس نے سحر کی دنگ دی
 کہ خجہ پیدا ہوا اس سے کہا کہ جابر برق کو مع غبار کے لے آ حلقہ سحر نے کہیں جانے نہ دیا ہو گا نیوین
 سے گیا اور برق کو مع پتہ اٹھا لایا شاہ نے پتہ اسے غبار کو نکال کر بیوشیا کر کیا اور پھر اکو بت کچھ
 سمجھایا لیکن سوائے انکار اطاعت کے اس کی زبان پر اور کچھ نہ آیا شاہ نے اس وقت سحر پڑھا لایک جلا دنیام
 تیغہ ہاتھ میں لیے انھیں لال لال اسکی سامنے شاہ کے اُڑ کر آیا اس سے حکم دیا کہ جلا د جادوان دونوں کو تم
 باہر باغ کے لیجاؤ اور سرکٹ کر لے آ جلا د نے غبار اور برق کے بازو کو تھام کر پر واز کی اور باہر
 باغ کے آیا خیال میں اسکے گزرا کہ یہ دونوں سلمان ہیں ان لٹھو کو صحرے پر خا میں لیجا کر قتل کر تو
 بہتر ہے سوچ کر باغ سے کچھ دور ایک دامن کوہ میں آیا کہ زمین وہاں کی بالکل سنگستان تھی اور اتفاق سے
 اسی مقام پر خواجہ عمر بھی فکر عیاری بیٹھے کر رہے تھے انھوں نے بھی اسکی پرچھائیں دیکھی کلیم اور علی ابجو
 دیکھا تو ایک جلا د غبار و برق کو قتل کرنے لایا ہے اور جلا د نے دونوں کو بٹھا کر تیغہ کھینچ کر جاہا کہ قتل کرے
 عمر نے گوچن میں تھمر رکھ کر جب سے پتہ ابد لا اُس تھمر کو لگایا کہ جلا د کا کاسہ سر ترش کر دوں گا اُردا اسکے
 مرنے کے بلند ہوئی مگر وہاں کون تھا جو سنتا برق اور غبار رہا ہو گئے اسوجہ سے کہ جب قتل کرنے
 انکو بادشاہ نے بھیجا تھا تو سحر اپنے سے اپنا اتار لیا تھا غرض جب جلا د ہلاک ہوا عمر نے کہا ملکہ اب یہاں
 تاپاے داری بگڑ چلا چلو کہ دشمن اسی مقام پر موجود ہے غبار انگیز نے کہا تم اب اپنی راہ جادو میں اور کام
 جالی ہوں یہ کہہ کر زمین پر گری اور سحر سے مچلی نگر زمین میں سما گئی عمر اور برق اپنے لشکر کی
 طرف جلسہ راہ میں برق نے کہا کہ باغ میں جو سامرہ کہ افراسیاب کے پاس بھی ہے اُستاد میری

نگاہ سے تو ایسی حسینہ عورتیں کم گزری ہیں عمر نے کہا تو پھر میں جاؤں اور ہو سکے تو راہ راست پر سکو
لاؤں برق نے کہا ایک سر ہزار سودا و بان افراسیاب بھی بیٹھا ہے میں معلوم کیا اتفاق ہو
چلیے بھی اپنے لشکر کو برق کے سطح سجھانے سے عمر جانب لشکر روانہ ہوا ادھر غبار انگیز طلوس
سوار جو غرق زمین ہوئی تھی بہت دور جا کر شل و فنیہ کے درمیان سے بزرگ لار و گل نکلی اور
خیال کیا کہ پہلے اپنے ملک میں چل کر لشکر اپنا اور مال و خزانہ ساتھ لے کر لشکر مہرخ میں چل ورنہ
افراسیاب اگر سب لٹو ایگا بس یہی رائے پسند آئی اور بزور سحر اڑ کر اپنے ملک میں پہنچی کہ
ملازمن کو خبر ہوئی سواری اور اسباب تزک و اشلام ہمراہ لیکر اسکے پاس حاضر ہوئی چار سو
کنیز ان حسین و سیاہ اسکی ہیں وہ بھی لباس و زیور سے آراستہ ہو کر آئیں ملکہ دارالامارہ میں اپنے
آئی سب مال و اسباب بھنیہ جیسا چھوڑ گئی تھی پایا پسند حکومت پر منجی اور اسکی طرف سے فوج کا
مالک کوہ و قار جاد و نام ایک ساحر ہر اسے اگر تسلیم کی نذر دی غبار نے ہنسر کہا کہ اگر کوہ و قار
عجب طرح کا مقدرہ درپیش ہو کر چکا بیان کرنا بھی دشوار ہے خیر تم سے کہتی ہوں لو سنو مجھے افراسیاب
ملک طلسم سے بگڑ گئی ہے اور میں مہرخ سے چشم کے شریک ہوئی ہوں کوہ نے کہا مہرخ نے جو آجک
مقابلہ کیے پھر بادشاہ کا کیا کیا آجک اسد اور مہرہ جہین قید ہیں غبار انگیز نے کہا مہرخ نے
بہت کچھ کیا کہ بادشاہ سے لڑے گی ہاں یہ کہو کہ وہ بادشاہ کی خاک پا تھی اسکا کچھ بادشاہ نے
آجک نہ کر لیا کوہ نے عرض کیا کہ غلاموں کو مالکوں سے تقریر کرنا بچا ہے اچھا جو کچھ آپ نے
کیا بہت بہتر کیا ہم آپکے مطیع ہیں جو فرمائیے وہ بجا لائیں جب ملکہ مذکور سے بیچر ہکا دیکھا خوش ہو کر
خلعت سے لٹکھ مغل کیا اور حکم دیا کہ جلد فوج ہمارے تیار ہوا و راژ دربار سے سحر پر بارگاہ و مال و خزانہ
لا کر روانہ کرو بموجبا رشاد اسی وقت بغیر سحر کو دم طافوج نصرت شمار اسکے مسلح و مکمل ہو آسمان
دو دھڑ سے ایک دودی جہاز نظر آنے لگا ہمت صدا سے بوق و نفر سے تزلزل شکار ہوا بازو و بوط
جانوران سحر نے روئے دھڑ بکھو لکر کالاکیا ایک سمت تلوار کے مہنی ساحر بھی اور سردار بھی ہتھیاروں
کو کھڑکھڑاتے اپنا جو بن دکھاتے تھے تھتھتے ہوئے جاتے تھے سوا کھوڑے باد و قار کو کھٹکے تھے کہ آیت

تھی سواری کی نبل کی وہ دھوم	جیسے ابر بہار آئے۔ مھوم
آئی دولت ہر اسے ہو کے سوار	معل ناب و گھر تھے صرف نثار

اک مہابت کے ساتھ قیل نشان اور ہاتھی تھے جھوٹے جساتے پلٹین جانی تھیں برابر یوں یال بستہ رکاب میں تھے سرنگ تھا بہت تیز گام اسب خیال	آکے مانند کوہ زر کے روان جیسے آنے جو ان مدد مانتے صف مژگان دلیر دن کی جون جکے دیکھے کیت چرخ ہر دنگ رنگیا دیکھ کر انھوں کی چال
---	---

خلاصہ کلام غبار انگیز کلفام سب فوج و خزائن لیکر تمام قلعہ کو دیران کر کے بازاری بیوپاری سبکو
لشکر میں مقرر کر کے نگرسی کوہ کی طرف سے رستہ بادشاہ کی آمد و رفت کا چھوڑ کر جانب لشکر صحر
فرخ و نامور روانہ ہوئے یہ تو بیان سے جب دور تر نکل گئے شاہ جادوان اُس وقت ملکہ
شوخی جادو کے بیان ناچ وغیرہ دیکھ کر ناراض ہوا اور اُسکو خیال غبار کا آیا پکارا کہ اسے ہٹے جلا و جلاؤ
کو بھیجا تھا کہ وہ غبار اور برق عیار کا سرکاٹ لائے جڑا حصہ ہوا کہ وہ اب تک نہ آیا جلد تر کوئی جاکر
باہر باغ کے اُسکی خبر لائے کہ اُسپر کیا گذری حسب احکام ملازم شوخی جادو کے دوڑے اور ہر طرف
تلاش کیا آخر ایک مقام پہلے جادو کی لاش پائی کہ شرق ہو گیا ہوا و مرا ہوا پڑا ہی یہ دیکھ کر خدمت
بادشاہ میں آکر عرض کیا کہ حضور جلا و مردہ پڑا ہی اور غبار و برق کا کہیں تپہ نہیں ہے یہ سنکر
بادشاہ نے کہا کہ صاحبو میں یہ حیران ہوں کہ بیان کون آیا جو جلا و کو مار کر غبار کو لے گیا یہ
کھڑائی نعل سے ایک لوح نکالی اور پھر چکر اُسکو دیکھا اُس میں ظاہر ہوا کہ جب غبار کو جلا و لیا گیا
اور قتل کرنے لگا وہاں عمر عیار موجود تھا اُس نے پھر مار کر جلا و کو مار ڈالا اور غبار انگیز کو لیا گیا
بس لوح سے یہ معلوم کر کے شاہ وہاں سے اُٹھا اور کہا اے شوخی تم غبار کے قتل کی نسبت سنگ راہ
میرے ہو میں ہر وقت انسان کو ناچ و رنگ بھی دیکھنا اچھا نہیں اگر میں خیال کر کے پہلے ہی
اُسکو مار ڈالتا تو اچھا تھا میں تو مصروف عیش و نشاط رہا دشمنوں نے اپنا کام کیا شوخی نے
بہت کچھ غدر کیا اور کہا مجھے جو خطا ہوئی ہو ملازمان جناب عاف کریں اس نے کہا کہ ہم تم سے بہت
راضی ہیں مگر غبار اگر چھوٹ گئی تو کیا ہوا میرے ہاتھ سے کہاں جائیگی یہ کہہ کر وہاں سے
رخصت ہوا اور راہ میں سوچار چکر غبار انگیز کا ملک تمام دیران کر دے خزانہ لوٹ لے
وہ محتاج ہو جائیں یہ سوچ کر سناتا ہوا اور بچہ عتاب پر آیا وہاں اُسی محلے تھی سوار ہو کر بارہوا

ملک طاووسہ میں پہنچ گیا یہاں جو دیکھا تو سب ملک ویران نہ فوج ہر نہ دو کاہن ہیں نہ مال ہر نہ خزانہ ہر سو چاکر غبار اگر پہلے ہی لیگئی ہوگی تو نے بڑی غفلت کی جو بیٹھا ناچ دیکھا کیا اب چکر لشکر صرخ میں وہ بیگنی کو مع صرخ کے قتل کر یہ خیال کر کے وہاں سے رنجیدہ خاطر ہوا اور جانب ظلمات گیا اور اس کو اختیار ہر کہ ہر مقام سے ظلمات میں چلا جاتا ہر بس ظلمات میں پہنچ کر ایک نامہ اسے لکھا اور طائر سحر کو دیا کہ پاس ظالم کیسور از ظلماتی کے لیجاے طائر مذکور نامہ منقار میں داپ کر چلا اس ظلمات میں ایک پہاڑ سر کر اٹکے وہاں میں قلعہ آباد ہر اس قلعہ کا طلم عالم ہر چنانچہ وہ اپنے دارالامادہ میں بیٹھا تھا کہ طائر نے لاکر نامہ دیا اس نے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے محنت ظالم کیسو دراز ہمارا تمھاری ملاقات کو جی چاہتا ہر اور یہاں کار ضروری بھی اس لازم ہر کہ اب فور دیکھتے اس نامہ کے مع فوج قاہرہ اپنی کے جلد تر ہمارے پاس آویہ بڑھ کر اسے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ اے محنت صرخ خشم افراسیاب نے بعد مدت سے ہکو یاد کیا ہر اور سنا ہر کہ طلم میں غدر بھی پڑا ہر اچھا بھوکھ ہی ہر ہکو بادشاہ کے حکم کی تعمیل نہ درجاہے اچھا تم جاؤ اور فوج کو مسلح و مکمل کر آؤ سپہ سالار یہ حکم شدت کرنا کرانے گیا اور اسے بجواب نامہ عرضی لکھی کہ غلام حاضر ہوتا ہر طائر نے جواب لاکر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے عرضی پڑھ کر باخجلانہ بغیرہ جو لوگ کہ وہاں حاضر تھے ان سے کہا کہ سنئے ظالم ظلماتی بلایا ہر آتا ہو گا وہ سار کیسا ہر سارون نے کہا کہ حضورہ بڑا زبردست ہر جسے میں ہر تعریف اسکی سب کرنے لگے شاہ بہت خوشود ہوا اور طرف ظالم کی فوج درست ہوئی ایک ایک محنت جو کی جیساں اور شہپال کا یادگار لوسے کے کڑے ہاتھوں میں ڈالے شقیں سلگائے ہوئے وارصیان لککائے ہوئے بٹایاے تاکری کا گٹھا سر پر رکھا ہوا کسنور سنبہ در وچندن کی بدن میں مے تھا وریا حری و مجشید وغیرہ نیہ حسین پر بنائے کا لون میں کنڈل اور مندرے ڈالے بعضوں کے سر پر حلقہ ہائے زری رکھے ہوئے رال و گول وغیرہ منقلون پر جلاتے دھواں ہوم کا بلند ہوم خانے از درون پلاٹھے ہوئے ہاتھیوں پر منت سنگ و معرک کر دئے باندھے سوار گھون میں ہاتھیوں کے گھنٹے بندھے زنجیرین کھنکیتین نہرا رہا سپاہی لڑنے مرنے والے اسباب جمالت سے آہستہ گورے کو دیا بڑے عظم و شان رواہ ہر کہ عظم

ایک خلقت ہر دونوں رستے کھڑی
کوہ زرسا تھا پیش پیش روہن

جل سواری کی میر بھی ہر بڑی
جل ذلیفت پوش نفل شان

گل کی پاکھر پڑی ہوئی یکبار	ہاتھی آیا برنگ ابر بہار
زری پوشون کا پیش و پس ابھو	اسد اسد ری انکی شان و شکوہ
فور میں گتے سونے کے سے پہاڑ	آگے روپے کے روشنی کے جھاڑ
موتی کرتے تھے ہر طرف سے نثار	تھے مگر فیمل ابر گو ہر بار
تھیں جلو میں زمینان حاضر	جاہ کے آسمانیان حاضر
مازی ترکی عراقی و عربی	کوئل آگے تھے خوش جلو میں سہی
نوبتی خوش سلیقہ ساری بین	نئے نواز و ن کی جان ماری بان
آج نوبت کے بچنے پر ہر رنگ	خقل ہوتی تھی پس ٹکورتے دنگ

القصد بڑے کرد فر سے ظالم خدمت شاہ بین اگر حاضر ہوا اور سواری سے اتر کر اندر قصر شاہی کے آیا بادشاہ کو مہر کیا نذر دی پھر اجازت بیٹھنے کی ملی دنگل پر بیٹھا اور عرض کیا کہ جناب علی نے آج جو مجھ کو یاد کر کے سرفراز فرمایا کچھ سبب بھی اسکا اشاء ہو بادشاہ نے اسوقت سب ماجرا سے گزشتہ جنگ و جدال معنیج اس سے بیان فرما کر حال غبار انگریز کی مخالفت کا بھی بیان فرمایا اور اشاء کیا کہ اب میں نے اسلئے ٹکوں بایا ہر کہ جہان اور سب میرے ٹکوں میں مجھے منحرف ہو گئیں وہاں غبار انگریز بھی ہے اس سے تم ایک ایکلی غبار ہی کی فکر کرنا معنیج جو اسکی طرفدار ہے اور اسکی لشکر وغیرہ سب ہی کو غارت کر دینا ظالم نے کہا وہی غبار انگریز جو گوری گوری جوان ہی خوبصورت ہاتھ میں یا قوت کے چہرے رکھتی ہے شاہ نے فرمایا کہ ہاں وہی ظالم نے کہا حضور ملاحظہ کر لینگے کہ میں جا کر طبقہ اس مقام کا الٹ دوں گا جہاں یہ سب مخالف ہیں اور ہر ایک کی غیبت سامری شکیں باندھ کر حاضر آستان کر دوں گا لیکن ایک بات شرم کی اور خلاف ادب سلطانی ہے اسکو عرض نہیں کر سکتا ہوں اگر جان کی آمان پاؤں تو زبان پر لاؤں بادشاہ نے فرمایا کہ کو تم تعاری جان بخشی کی اسنے اٹھ کر پاپہ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ غبار کو میں بکڑ لاؤں تو مجھے کو وہ محبت فرما بیگا کہ میں ایک مدت سے اُشرفیت اور فریقہ ہوں اور ابلدن میں نے چاہا مرد کے سب میں اسکو دیکھا تھا اسدن میرے چال ہوا ہر کہ منوی

خون ہوئے نالہ حزین کے ساتھ	مابلط آہ اشین کے ساتھ
ہونٹھ سوکھے تو خون تاب ملا	خواب و خور دونوں کو جواب ملا
بستر خاک پر گرا ہوں زار	دزد کا گھر ہوا دل بیمار

زمنہ رفتہ ہوا ہون سو دانی	دو رہو بونجی ہی میری سوانی
آہ جو ہمدی سے کرتی ہی	آہو وہ بھی کمی سے کرتی ہی
نا امید نہ کروں ہون نگاہ	دیکھتا ہوں ہزار رزر سیاہ

اطراف خسروانی و غنایت سلطانی سے بعید نہیں کہ یہ التماس میرا بدرجہ اجابت پہونچے شاہ نے یہ سوال اٹھا کر غصہ کیا اور فرمایا کہ یہ سب معشوقین طلسم میں ہماری ہیں کہ کوئی انہیں سرفراز مابدولت سے ہو چکی ہے اور کوئی ابھی باقی ہے انہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابھی میرے کام میں انہیں آتی ہے محمود اور یہاں کہیں چنانچہ جب تمناے دلی تیری ہو چھکودہ غنایت کی تو اب اسکا مختار ہوا نے یہ غنایت شاہ کی دیکھ کر بیخود روی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور لشکر ہمراہ لیکر طلسم ظاہر کی جانب چلا شاہ نے اسے جانے کے قبل نامہ حیرت کو لکھا کراہی ملکہ نے طلسم گیسو دراز ظلماتی کو بکجا ہر تم جاننی ہو کہ وہ سحران ظلمات میں سے ہے اور بڑا مغز ہمارا نوکر ہے اور خیر خواہ بھی ہے اسکی خاطر بہت کرنا اور تماشا اسکی روالی کا دیکھنا اور جب وہ غبار انگیز کو بکرا لائے تو غبار کو چھنے اسے دیدیا ہے وہ جو جی چاہے اسے ساتھ کرے تم دخل ندینا یہ نامہ حیرت پاس جو بونجی اُسے پڑھا اور حکم دیا کہ جلد تر بارگاہ وسیع دعالی برپا کیجاو کہ شاہ نے خود سفارش گیسو دراز کی فرمائی ہے حسب ارشاد ملکہ بارگاہ دلکش نصب ہوئی اُسین خوان طعام گوناگون کشنیاں شرب سرخ کی اور سب اسباب راحت و عیش بھی مہیا فرما دیا اس عرصہ میں باہر ان احتشام و خجل طلسم گیسو دراز ظلماتی یہاں آکر بونجی ملکہ نے استقبال کرایا اور لشکر اسکا اور تروا بادہ جب سامنے آیا جبین عجز انکسار کو سامنے خاتون بادشاہ کے جھکا یا خلعت ملا بیٹھ کر شرب پینے لگا جب وہ زمانہ آیا کہ شب تیرہ فام شل طلسم گیسو کو لے ہوئے خیرہ دمومین قدم زن ہوئی اور بیان خبار انگیز رزر سفید نے گریز کی کہ اپات

لفظ چمن بند پیشانی	دیدہ مہ نے کی نگہبانی
تھا جو اس شب کو اہسا سہرور	ساغر مہ لبالب مح نور

شام یک حیرت ظالم نافر جا طبل جنگ بجاغیر سحر کرم ملانا سے نرمی کا شور بلند ہوا ہلکا سے لشکر صرخ میں آکر بیچہ ماؤنٹناے شاہی عرض پر ایسے کہ اہی ملکہ عالم طلسم گیسو کا زرا یک ساحر ظلم آیا ہے اُسے اپنے نام پٹیل جنگ بجا دیا ہے صرخ نے خبر سنا کر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے اُطرف

بھی شور و محشر اٹھار ہوا ہر ایک صدا سے طبل و بوق منگھو خیر ہوا کہ کل پھر مکرہ جنگ در پیش ہر قدم
 بہادران میدان میں پیش ہو ہی نہ گامہ غیری و مکرہ انگیزی جان دینے کی ٹھکار ہوئی لڑائی کی ایک
 دھوم ایسی ہوئی کہ ہجوم سپاہیان اور سبازان سے مجمع قیامت نظر آتا تھا وہ میدان جنگ میدان
 حشر نہایت فوج میں سے یہ گرد و غبار اڑا تھا کہ آئینہ خورشید اندھا ہوا تھا فلک سے غبار یون مگرتا تھا
 کہ جیسے گھرا پڑتا تھا ملک شہر و کیفیت شب تار دکھاتا ہر قدم پر وہاں قدم رکھنے سے ہونچال تازمین کا
 انبوہ سپاہیان سے یہ حال تھا کہیں تفتنگہ سے سحر کی کثرت تھی کچھ کمانوں اور ترکشوں کی شدت تھی
 تلواریں اتنی مہقل ہوتی تھیں کہ دنیا تمام سلح خانہ نظر آتی تھی خوف سے ہر دلون کے جان جاتی تھی ایک
 سمت سحر کارانہ تھا جادو کا ٹھکانا تھا اندھیر جان میں برپا تھا کسی جا روشنی کہیں اوجالاتھا کوئی ساحر
 چند منہ پر ملتا کینکا سنہ کا لٹا تھا اگیارون کی دہ کثرت تھی کہ دنیا آتش سے بھر گئی تھی لونا جماری
 بھی یہاں آئے ہوئے ڈر گئی تھی جو یہ آتا تھا وہ سامری اپنے تئیں بتاتا تھا زبردستی جاتا تھا دبدبم
 فلک ساگ رستی تھی آتش بازی سحر کی چھٹی تھی یہ حال تھا کہ قصیدہ

بجائے علم خیر بران کے برابر
 دشمن کو کلاؤن وہیں میدان کے برابر
 سر دشمنوں کے قطرہ باران کے برابر
 ہو ملک عدو شہر خوشان کے برابر
 سایہ بھی ہر اک برق درخشان کے برابر
 ڈانٹیں جو اگر انکو تو بس ہان کے برابر
 بجلی سی کبھی گنبد گردان کے برابر
 فلک جو یہ انکا مہ تابان کے برابر

گرا کسی شجاعت کا گردن حال میں خیر
 افسانہ کہوں انکے جو سمیخہ دودم کا
 تلوار تری روز و غبار برق نظر آئے
 گر کاٹ سناؤن میں تیری تیغ دھوم کا
 بجلی گرے دشمن پہ جو ہو عکس فلک تیغ
 ہر اسپ فلک سر ہر ایک غیرت خورشید
 جائیں کبھی شرق کبھی مغرب وہ جھلاو
 ہر نیل سیت ہر ایک رشک شب تار

غرض رات بھر ہمت عردسان جملہ شجاعت کا بناؤ سنگار رہا جب وہ زمانہ آیا کہ نیل فلک کی گردن
 پر نیلیان زریں زن مہر وار ہوا اور سب شکین میل دم دبا کر جھاگا کہ ابیات

مہر کا نو کا نیت نکلا
 شور و محشر دو بار ہوتا ہی

صبح کا دم بھی ڈر سے کب نکلا
 راز شب آشکارا ہوتا ہی

صبح دم مہر خ و بہار دشمنین ہو و غیرہ ہزاران کثرت و شوکت نختہاے سحر پر سوار ہو کر بجانب
سیدان چلین فوج بن نفرو بوش کا خور ہو امانل جنگ ہر صاحب زور ہو ایک طرف سے ساحر
طار سحر و اثر دراڑا کر چلے کسی سمت بہادر تجلی گھوڑے کو داتے روانہ ہوئے نختہاے زمین کا رو
ہوا پر چکنا آفتاب کی صنوین ہزاروں آفتاب نکلا ہوا دکھائی دیتا سا حرکت کا روے ہوا پر کتنے
نقارے بندی پر جو بجتے کو بیان فلک کو خیال ہوتا کہ قلعہ فلک پر تکہیں یہ لوگ حملہ کرن ہر سمت
بادشاہ لشکر کے شان میں تعیون کی زبان برکہ لفظ

دشمنوں کو رد ہوا نہ اضطراب
لشکری اس فوج کا ہر ایک عقاب
بتیان اس سمت کی جیسے جباب
پھر زمین و آسمان میں ہو حجاب
وقت گرگ و میش لے سنہ پر نقاب
نایافت وہ رہے مالک رقباب

اگر ترے ڈر سے جگر شیر و ن کے آب
مدعی کی صف ہو گونجون کی قطار
موج زن جید ص ہو یہ دریاے فوج
گرد اس لشکر کی گر ہوے بلند
جاے دشمن جو ن بک پاسو متہ
زیر دست اسکے رہیں گردن کشان

اسی عظم و تحمل سے دادہ گاہ مصاف میں اگر یہ سب تجلی ہوئے اس طرف بل جنگ بجا اگر ظالم کیسو دزار
علمانی اپنی بارگاہ میں آیا تھا اور سورما خالص کو جو اٹھا لشکر جانب سیدان چلنے کو تیار ہوا لیکن
اسنے براہ عجب و پندار کیا کہ ابھی بت سیرا ہی میں ایک دو گھڑی میں نو سب خطا کردار دن کو پاؤں نون کا
لشکر آگے چلے میں ایک بازی شطرنج کی کھیل کراتا ہوں یہ کہلے شطرنج بجا کر صاحبوں سے شطرنج کھیلنے
لڑائی کی کچھ بساط سمجھا لیکن عیار عمر کی جانب کے بڑے بڑے فرزیوں کو بات کر چکے ہیں اسب فطرت
ہر جگہ دوزخانی ہیں گودہ نیل بند نامرادی میں بنسا ہوا تھا لیکن ضرغام نے رخ نہ چیر جادو گر بنے
اسکی بارگاہ میں گیا اسنے شطرنج کھیلنے کھیلنے ایک موقعہ مارا اور کہا بازی ہمیں پائی یہ کہنا تھا کہ ایک نمجہ
پیدا ہوا اور وہ ضرغام کے لپٹ گیا پکڑ کر اسنے لایا اسنے تنفسا کر کیا کہ تو کون ہے اسنے کہا میں ملازم
حیرت جادو کا ہوں اور ساحر ہوں ظالم نے کہا نہیں تو عیار ہے ضرغام نے کہا میں عیار نہیں ہوں
اسنے سحر بڑھ کر جو بھونکار و فن عیاری اسنے چہرہ پر سے اڑ گیا سحر سے مدیانت کیا معلوم ہوا کہ یہ ضرغام
عیار ہی بس یہ دریافت کر کے اسنے مار لکھا عمر کو کای عمر تینے لاکھوں ساحر مار ڈالے مارا اب میرے ہاتھ

تم مارے جاؤ گے اگر ایسی حرکتیں کرو گے نگو خیاروں سے دعویٰ جنگ چاہیے میرے مقدمہ میں فیصل
ہونا مناسب نہیں میں تمہارے طرفدار ساہروں سے لڑنے آیا ہوں خبردار اب ہیون مکاری کو نہ ڈرانا
اور ہرزہ بولی کو کام نہ فرمانا یہ نامہ لکھا کہ ضرغام کو دیکھا کہ اپنے استاد کو جا کر دنیا اور خطا تیری بھی سوائے فرامی
جا اب یہاں نہ آنا ضرغام وہاں سے چلا تھوڑی دور جا کر دل سے کہا کہ تم اس ساحر کے باپ کے نوکر تو ہو
نہیں جو نامہ لکھا اور پیام سلام کرو چلو سیاری کر جب جانا بارگاہ میں نامہ بھی دکھا دینا خواجہ ابھی
میدان جنگ میں آئے ہونگے وہاں نامہ کا کیا موقع یہی سوچ کر بھاڑا اور دوسری طرح پر صورت اپنی بنا کر
بارگاہ میں ظالم کے آیا اُسے چہرے سے دریافت کر لیا اور پنجہ کو بھیج کر گرفتار کر لیا اور محنت سرخ چشم کو
بلوا کر کہا ابلی تم اسکو باڑ کو لجاؤ اور مہرخ کے یہاں چھوڑ دو محنت ضرغام کو لکھا اڑا اور سامنے لشکر
جنگ ازما کے لا کر اُسے چھوڑ دیا اور کہا تجھے منع کر دیا تھا کہ اب آنا تو نے نہ مانا خیر اب کبھی ارادہ نہ کرنا ورنہ
مارا جائیگا ضرغام نے لشکر میں آکر خواجہ کو نامہ ظالم دیا اور سب حال لکھا عمر ازبکہ میدان میں کھڑا تھا
اسوجہت چپ ہو رہا اور کچھ عرصہ میں ظالم بھی سوار ہو کر عرصہ کارزار میں پہنچا محنتوں کی فوج میں گھٹنے بجنے
ناقوس بھٹکتے اتر رہا ہے دمان بھٹکارتے نارنج ترنج ناریل اچھلتے تھے رسول نپول چلتے تھے جو جو کا
سامری کے شور بلند ان سب نے اک پر اپنا جایا جب صفوف فوج دونوں جانب ترتیب بند رہو چکے
جیسا محنت ظالم کی طرف سے میدان میں اجازت لیکر آیا اور بعد سلح شوری و نیزگی سحر دکھانے کے سباز
طلب ہوا سرشار جادو نام طازم مہرخ نے اپنا اتر دراکے مقابلہ میں نکالا اور مہرخ سے اجازت لیکر سامنے آئے
کیا اُسے ایک نارنج مارا سرشار نے خالی دیا اور ناریل کے سینہ پر لگایا اُسے بھی خالی دیا اور عرصہ میں آکر
اپنے کان سے کنڈل اتار کر جو مارا وہ کنڈل بجلی بنکر جو اس سرشار کو کاٹ گیا شور اُسے مرنے کا بلند ہوا سرشار
بھالی سنجار اس سائی کو دیکھ کر تاب نہ لایا اور مہرخ سے اجازت لیکر بہر قہل آیا جیسا کہ اس پر بھی کنڈل
چھینچ مارا لیکن یہ بہادر زمین سما گیا کنڈل خالی گیا اور بیٹھ جیسا کہ زمین سے کھلا اور لٹکا رہا
سنبھل رہا جب تک خبردار ہوئے اُسے ایک تلوار سحر کی لگائی کہ بجلی بنکر وہ تیغ ابدار بھی جیسا کہ سر پر
گری اور کچھ بھی کاٹ گئی صدمے دار دیکر اُسے مرنے سے بھی بلند ہوئی چال جو ظالم نے دیکھا سب لشکر
روک کر خود آپ بہر قہل آیا اور میدان میں آکر لٹکا رہا کہ فرمہ ملکہ امان کو میرے مقابلہ میں یہ نہ تھا کہ
ملکہ بہار اپنا طاؤس خوش نگار بڑھا کر سامنے مہرخ کے آئی اور کہا اے ملکہ یہ ساحر رہے والی اطلاعات کا

جسکو شاہ طلسم نے غصہ میں آکر بھیجا ایسے ویسے ساحر سے مارا بجایا مین کے مقابلہ میں جا کر نصیب از مابی کرتی ہوں آگے پھر میرے نصیب ملکہ صرخ سے لگا کر رخصت کیا یہ مجھ پر خوش تھا دشمنان ادا دل لشکریان پامال کرتی جنابی انگلیاں اپنی کیا دکھاتی کہ قتال عالم ہونا اپنا جانی زلف رخسار پر اُسکے ہلتی تھی یا کہتے تھی کہ سب دشمنوں کو پریشان کر دو مگر خیمہ قتال کا تہرا ران شبنمی یہ اشارہ تھا کہ ترک غمرہ نے میرے ہزاروں لشکر دل پامال کر دیے ہیں اب بھی صفوف لشکر ادا کو حیران بناؤ مگر چہرہ میں لبان آفتاب تابان رہ کر رہی کہ جسکے جلال سے کوئی سامنے ٹھہرنے کی تاب نہ لاسکے دہشت انگ ایسا کہ دشمنوں کو راہ عدم دکھائے عجب حسن لاجواب کی اسکی بہار تھی واقعی سراپادہ بہار تھی کہ ایسی بات

دیدہ گل میں جاگہ اُسکے	نکست گل گرد رہ اُسکی
چشم برہ سارا چمن اُسکا	نقش قدم تھا یا چمن اُسکا
گل آشفته اُسکے رو کا	سنبل اک زنجیر ہی مو کا
جب وہ چہرہ تابندہ ہوا	ماہ دو ہفتہ شہر مندہ ہو
زلف اس چہرہ پر تابندہ	کا کل صبح سے خوش آئندہ
دیکھ اس رخ کے نور انشانی	شمع مجلس ہو پالی پانی

الحاصل یہ فروع انرا کے مجلس جادو بیالی سامنے اُس ظالم اظلم کے جا کر ہو چکے اُسکی صورت دیکھ کر ایک موقعہ مارا اور کہا کہ خوب تو نے اوجھ کر باپیت سے باتوں کا ہر نکالے کہ میرے مقابلہ میں آئی مجھ کو بھی تو نے افراسیاب مفر کیا ہی افراسیاب تیرے عاشق ہیں وہ طرح دیکھتے ہیں لیکن میرے ہاتھ سے تو بچ کر کہاں جا بیگی اچھا اپنا ارمان باغ حرم بنا کر نکال لے بہار نے یسکر خیال کیا کہ جو پہلے مار چلے وہ ہی میری زیر دست ساحر ہی شاید تجھے مہلت سحر کی نہ ملے بھتر تو ہی کہ اپنا کام پہلے کو لے یہ سوچ کر اُسے طاؤس پر سے جست کی او بیچ میدان میں کھڑے ہو کر کچھ افوں پڑھا اور بیکاری کہ ای ہمارا تو اس آواز کا دینا تھا کہ یکایک ہوائے مدح آ نکلیں ہر اک کی بند ہو مگر پھر جو آنکھیں کھلیں ہی سمت چمنستان بنا پایا اور اُس چمنستان میں لا دل گل اوگا پایا جو شش بر فصل بہار تھی گلشن میں آمد یا رتھی باغ بالکل رنگستان تھا سنبل شبنم سے بودر بالون پر چھک کر پریشان تھا شاخ نازک کسی رنگین کے دست نازک کا کیت تھی ہر گلی کوچ پر ناز کے پائون رکھے اسباب عیش سمیت تھی

شکوہ کیلاس کی شکل تھے غنچہ بوتلین شراب کی تھیں ہوسن بھی ادوی باتات کی کرتی پہننے تھی
اپنی شکوہ دکھائی بعد آب و تاب تھی جب ہوا جلتی تھی تیون سے آواز ارگن بجنے کی آتی تھی لاکھ
سلامی کے لیے پٹن جمائی تھی تارگ ابرہار کو کھینچ کر نیم سحر نے ساز خوشی بنایا تھا انگریزی باجا بجا
تھا اس گلستان سحر کا یہ نقشہ تھا کہ اس بات

اپنی ٹینگین جگتی ہوئی دکھلائی گئے نر نوازی کے لیے کھول کر انی منقار آئینا ناز کو شیشہ کے گھڑی نیلے جباب نکست آئینی نکل کھول کلی کا کمر حوض صندوق فرنگی سے مشابہ ہو گئے کیا تعجب ہو کہ خوارن کی ہوسارنگی	آپڑے گی جو کہین نہر پہ سورج کی آنکھ دکھلائی گئے بلبل بھی جو سی کافن یاسمین تیون کے بنے مین چلے گی ٹھن ساتھ ہوے گی نزاکت بھی جو ہو گی ٹھن اسمین ہو و نیلے پر زاد بھی سب عکس ٹھن رعد کے طبل بچن ایسے کہ ہوسن تھن
--	---

جب ایسا باغ پر بہار تیار ہو چکا ملک بہار اس باغ مین داخل ہوئی اور لباس پر تکلف کے اپنے اور
زیور مرصع کار کے علاوہ حسن جمال کی بہن دکھانے لگی ہوا سے ورجلی شکری ظالم کے ساتھ تھے
وہ سب جھومنے لگے اور شرع عاشقانہ ہر ایک نے و دربان لیے کوئی پکارا کہ ای جانی ملک بہار ہمتیہ

چہرے فرمان بردار بہن بیت

یون ناکام رہینگے کب تک جی مین کام کریں	رسوا ہو کر مارے جائیں تجھ کو بھی بدنام کریں
کبھی نے آواز دی کہ میرے دل جگر سے بہتر مین کیا تیرے حسن و جمال کی توفیق کروں کہ مطلع	کس سے مشابہ کیجے تجھ کو ماہ مین ویا نور نین
کیونکر کیے ہستی روی اس خوبی سے تو حور نین	ایک انہن سے بولا کہ ای راحت جان و عمر مطلع

دل کے گئے بیدل کھلائے آگے بکھین کیا کیا ہوں	مخزون ہو مین مفتون ہو مین مجنون ہو مین سوا ہوں
---	--

اسی طرح تمام لشکر دیوانہ و ادرشت بہار مین یہ شعار لکھا ہوا اجانب باغ روانہ ہوا

کہان تک عشق صلت مین مریں ہم	نہیں جی صبر کرتا کیا کریں ہم
میں جان تھرتی تھرتی کیونکر	نہیں دل ماننا سمجھائیں کیونکر
کہان تک آرزوے ہمنشینی	رکھے وا ماندہ خلوت گزینی

کمان تک سوز شوق ہکناری	کرے یون گرم جبار برہین ہمارے
کمان تک اشتیاقِ بوسہ لب	نسون خوان نغان ووش یارب
کمان تک لول ایام جدائی	کمان تک عرض غم کی نارسائی
حریف پاس پاک مدت ہوئی مین	خبر نے جلد اسی ظالم سوئی مین
نہیں بچنا زحیٰ رہی قیامت	رہے عاشق کشی تیری سلامت

جب لشکرِ اسطرح دیوانہ وار کتے چلے ظالم نے کچھ خاک اٹھا کر اپنے لشکر کی جانب اڑادی وہ خاک
 حکے سر پر جگر پڑی وہ چپ ہو کر ایک مقام پر کھڑا ہو رہا کچھ اُسے شور و غوغا نہ کیا جب سب اپنے
 لشکر کو وہ ساکن بصر و سکون کر چکا اُس وقت پکار کر کہا کہ واہ بی بہار تھار کیا کنابیں ایسے سحر خیز ہیں
 ناز تھائے ابل چھا ہوشیار ہو جاؤ اس نعرہ کرنے پر بہار نے اور زیادہ اپنے سحر کو زور دیا لیکن اس
 اظہار کو کچھ اثر نہ ہوا اُس نے اپنے گیسو ہائے دراز سے پائون کو توڑ کر کچھ نسون پر صکارا وہ بال شل
 زنجیر بچان کے ننگے اس زنجیر سے اُسے ٹہر کر حکم دیا کہ جا اور اس لشکرِ مزخ نابکار کی فوج کو سحر و
 باندہ لے جا اور ایک بال اور توڑ کر اُسے باغ کے جانب بہار جاؤ کہ پھیکا کر جاؤ اس باغ کو بہار کے
 تاراج کر کے بہار کو مع کینزدن کے بکڑا وہ بال زمین پر گر کر ایک اژدر جو خوار بنا او شعلہا سے
 آتشین چھوڑنا ہوا جانب باغ نگارین بہار روانہ ہوا اور باغ مین وہ باغی جب پہنچا وہ باغ
 تمام شہت ویران نگیا جہان ایسے موزی کا گزر ہوا اور اس اژدر کا پھال تھا کہ سیات

وہ تھا باغ اُسکے سبب ہولناک	دم اُسکے نے وان کی آزادی تھی خاک
کمان سایہ اسجادہ سبزہ کسان	درخت اُسکے جاتے رہے تھے نہ وان
صدائے صیب اسکی ایسی بلند	جگر چاک تھے سب ہوا پر پرند
اژدر اسطرح باغ مین بس غبار	کہ وہ باغ تھا ایک تاریک غار
پہنچا تھا گردنِ تلک شور شر	ہوا صاف ہوتی نہ دو دو پھر
بد مہر نظر دیکھے لگ جاتے آگ	دم دم کشی لب پہ کھیلے ہر ناگ

خدا کی ماریاں اس کی کانٹھ نے اپنے دم آتش نشان سے تمام درخت اور چمنستان جلا دیے جو
 شجر چھوٹا چھوٹا تھا وہ اب چار آتش نشان نظر آتا تھا طاووس باغ اور لاکڑا دل اسی آتش سے

داعی ہوا ہر خدا کا دل اسی رنج سے خون ہوا ہر سوسن دھواں گئی ہر جب ہی نیلی ہر سنبل ہر پوچھ جوین
کاپتا دیتی ہر نہرین جوش کھا کر اُبلنے لگیں جیسے کوئی پانی کھولتا ہر تر کیب بند

وہ تو بہار گلشن دنیا نہیں رہا
وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہیں رہا
جس سے کہ زندگی کا فرائض نہیں رہا
وہ شمع رو سے انجمن آرائین رہا
یہ آب و تاب حسن اسی کے دم سے تھی

یہ گلستان سراے تماشا نہیں رہا
افسوس کوئی پردہ نشین پردہ نہیں
حیف اپنی تلو کا می و شوریدہ طالعی
اپنی خواہیوں کو کھان جا کے رویے
ہر دم جبین آئینہ آلودہ خم سے تھی

جب وہ باغ سب جل کر خاک ہوا اس اثر نے دم پہنچا کہ کنیزان ملکہ بہار اور بہار جاو سب
کھینچ کر اُسکے غار دہن میں چلی گئیں اور وہ اثر دیکھ کر سنانے ظالم کے آیا بہار کو مع کنیزان کے اُسے
اگلہ با ظالم نے قید سحر میں مبتلا کر کے اُسکو تو لشکریوں کے حوالہ کیا اور آپ للکارتا ہوا آگے بڑھا
اُسوقت خواہ عمر وغیرہ عیاروں نے دیکھا کہ معاملہ جنگ بے وجہ ہر یقین کامل ہوا کہ ہمارے
لشکر کی شکست ہو گئی بس یہ حال دیکھ کر غبار تو سب لشکر سے نکل گئے اور وہ زنجیر جو بالوں کی بنی تھی
وہ اگر لشکریوں کے دست و پاؤں میں لپٹنے لگی اور ایسی دست اُسکو ہوئی کہ تمام لشکر کے ہر بند کو
اُسے جاکڑ لیا ایک ہی رشتی میں یہ بچا رہے سب بند سے جو کہ بزدل تھے وہ پہلے ہی سے قوت
تا راجی گلشن بہار جاو بھاگ گئے تھے بائماندہ اُوقت بند مٹنے سے جو بچے بھاگ نکلے بازار
لشکر کی بند ہو گئیں وہ چل پل اور رونق سب شگنی جو جو لشکری کہ منچلا پن کر کے آمادہ لڑنے پر پہنچے
ایک سوخت کو ہمراہ لیکر ظالم بھی اپنے آبرو اور تلوار چلنے لگی کچھ دیر زد و کشت کا ہنگامہ برپا رہا
آخر وہ بھی گرفتار زنجیر سحر ہوئے اب ہر ایک کی زبان غم بیان پر یہ افسانہ تھا کہ اسیات

میں نالہ ہاے صور صریر قلم نہیں
آتا نظردہ سلسلہ خم بخت نہیں
گردون ظلم گنبد ماتم سے کم نہیں

کیا ما جوا لکھون میں کہ تاب رقم نہیں
دشت میری نگاہ سے ہو کیوں جلو گر
آواز ہاے ہاے کی آتی ہر متصل

غرض اس زنجیر میں بصدنم یہ سب دابہ رنج و الم کھینچے ہوئے چلے اور سنانے ظالم کے وہ
زنجیر لے آئے اُسے ہر ایک کو طوق و زنجیر سحر سب کا قید کیا اور طبل شادمانی بجا کر پھر اپنے لشکریوں کو

سکھ دیا کہ نکی بارگاہ ہون اور مال خزانہ پر جا کر قبضہ کر لو اور جب تک کہ یہ سب قتل ہوں یا اطاعت شاہ
طلسم کی اختیار نہ کریں ہوت تک کوئی اسباب انکا عادت نہ کرے بارگاہ ہون پران بچارون کے
پہلے تقرر ہو گیا اور یہ پھر کر بارگاہ حیرت میں الیا لشکر نے اسکی ہر کھولی آسودہ ہوا اور اسنے
حیرت کو اکثر نذر دی اور عرض کیا کہ مبارک ہو میں نے سب باغیوں کو گرفتار کر دیا حیرت نے
اسی وقت عرضی خدمت شاہ طلسم میں اس فتح کی لکھی کہ ای بادشاہ دی شان ظالم نے آردہ کار
نمایان کیا ہے کہ زبان اسکے وصف میں قاصر ہے اب سب حکمران اسیر سلسلہ سی ہیں اب جو کچھ حکم دین وہ عمل
میں آئے بلکہ اگر مزاج ہمایون میں آئے تو خود قدم رنجہ فرما کر ان لوگوں کو قتل فرمائی یہ عرضی تو پیش
دی کہ وہ لیکر بادشاہ کے پاس گیا اور حیرت نے حکم ترتیب جشن دیا اس عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ
ظالم شب نے رنجہ کشان میں مہر روز کو گرفتار کیا کہ لفظ

خواب سرخوش نے سر دبا ئے رکھا	نخبت بیدار نے سلا ئے رکھا
رہے پوشیدہ گر مجوشی شب	کھل گئی ہمپہ پردہ پوشی شب

رات کو ظالم نے اپنی بارگاہ میں اکثر تہاب خواری کرنا شروع کی جب دماغ اٹکا تہاب سرخ سے
گرم ہوا بے اختیار خیال یا ر آیا سو جا کہ ساری لڑائی تو نے فتح کی مگر کہیں غبار انلیز بادو کا پتہ نہ پایا اگر قوت
وہ ہوتی تو کس مزے سے پہلو میں سوتی واسے ناکامی کہ اتنی محنت بھی کی پھر بھی وہ جلوہ پر دانے
حسن نہی مانے یہ رات کیسی ہجر دلدار میں گذرتی ہی یہ سوچ کر بیتا بیان کرنے لگا اور کتا تھا کہ

نجم طالع کو بھی نہ وال ہوا	اپنا گھر حسانہ وبال ہوا
علق دجوش منفعل کیا کیا	مجھے بتایا بیان مجل کیا کیا
کہ غم ہجر و گاہ یاس وصال	جون زمان و مبدم تغیر حال
کبھی جون سایہ خاک پر گرنا	کبھی بیتاب دوڑنے پھر نا
کبھی جوش سرشک طوفان بار	کبھی آہوں کا باندھ دیتا تار

اسی حالت بقراری میں اس بات پر توار آیا کہ جو کوئی شریک مہرچ ہو اوہ اسکے لشکر میں ہو جو
اگر غبار بھی شریک رنج و راحت مہرچ ہی تو کہیوں لشکر میں نہیں ہو اور اگر نہیں ہی تو انہیں لوگوں
نے تیرا عاشق ہونا سنکر انکو کہیں چھپایا ہی تجھے درود فرقت میں اسکے رلایا ہی انہیں لوگوں سے

اسکا حال پوچھنا چاہیے اگر نہ بتائیں تو مار مار کے دریافت کرنا زیبا ہی بس یہ سوچ کر جہاں سب قید تھے وہاں گیا پھر ایک ایسے سلسلہ غم کو برنج و گزند پریشان حال بندھا پایا فرط غیظ و غضب سے زبان پر لایا کہ اے مفتریان مکار تم لوگوں نے عیاروں کے ہر لہر ہر جھلسازی سیکھی ہی بہتر اور لائق یہ ہی کہ جلد تباؤ ملک غبار انگیز طاؤس سوار کمان ہی میں خوب جانتا ہوں کہ تم ہی نے اُنکو کین چھپایا ہی ایک نے یہ گفتگوے لاطائل اور بے مغز انکی سُکر جواب دیا کہ ہلو اپنے دین و مذہب کی قسم ہر کہ ہم اُسکے حال سے فی الحال آگاہ نہیں ہیں کہ وہ شہزادی اب کہاں ہی معلوم ہوتا ہی کہ اپنے ملک میں ہونگے یا جہان انکا جی چاہا ہوگا تشریف رکھتے ہونگے ہلو اُنکا حال کچھ معلوم نہیں ہی ہونے یہ سُکر کچھ سحر بڑھا کر زمین سے چند تیلے تازیانے لیے پیدا ہوئے اُسے حکم دیا کہ مار دُانکو اور قبول کرو کہ یہ ملک غبار انگیز کو بتائیں تیلے ساروں پر تازیانہ زن ہوئے اسوقت سب نے ٹھٹھک حسرت رخسار پر رہاے اور کہا اے ظالم اگر تو ہلو مار بھی ڈالے گا جب بھی ہم واقف نہیں حال غبار سے کچھ نہ بتا سکتے اُسے خیال کیا کہ شاہ طلسم ایسا نوک اُنکے دلیل کرنے سے ناراض ہو اور آخر تو یہ سب مارے جا دیں ہی گے پھر کیا ضرور ہی کہ تو اپنر جبر و تعدی کر کے بے عزت کرے ناچار خاموش ہو رہا تپلہاے تازیانہ زن کو بھی سحر سے غائب کر دیا اس اثنا میں خواجہ عمر بھی فکر عیاری میں باہر بنے ہوئے اُسکے بابگاہ میں آئے اسکا تو سحر مقرر ہی کہ جو کوئی عیار آتا ہی سحر اُسکو خبردار کرتا ہی چنانچہ خواجہ کے آنے کی بھی اُسکو خبر سونے دی اُسے پنجہ سحر بھجا کہ وہ اگر سحر کے لپٹ گیا اسوقت ظالم بھی آیا اور گویا ہوا کہ اے عمر میں نے پہلے ہی کو تباہ بھیج کر گاہ کر دیا تھا کہ بھگو عیاروں سے کچھ کام نہیں ہی میں ساروں سے لڑنے آیا ہوں بس وہی ہوا کہ میں ساروں سے لڑا اور اُنکو بافضل سامری و باقبال بادشاہ طلسم گرفتار کر لیا پھر تم ناخ اپنی جان دینے کو آچھا اگر آئے ہو تو ایک طرح سے تمھاری رہائی ممکن ہی مینے یہ تباؤ کہ غبار انگیز طاؤس سوار کمان ہی واسیلے کہ اسی صاحب حسن و جمال پر میں ہزار جان سے شیدا ہوں اور اب میں نے افراسیاب سے اُسکو مانگ لیا ہی یہ کہہ کر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھی اور زار زار بزمگ ابر بہار حبیب و دامن کوڑ کیا اور بکا سا کہ نظم

دل زار تجھ بن ہی بے کل بست	نہ جی کو میرے بے ملے مل بست
----------------------------	-----------------------------

کیس یوں فراموش رہتے ہیں یا ترجم کہ اب بھی گیا کچھ نہیں نکریوں کہ افسوس باقی رہے گھٹے جان جاتی ہی یوں ہر زمان نہو جاتی اے کاش الفت ہمیں	ہمارا ترا عشق ہو یا دگار تلطف کہ ہم میں رہا کچھ نہیں گل تر پہ چند اوس باقی رہے تلف جیسے ہر دم ہو آب روان اٹھانی نہ پڑتی یہ کلفت ہمیں
--	--

عمر بھی اسکے ساتھ رونے لگا اور گویا ہوا کہ ہاے یہ عشق بھی کیا بد لاہرا کی ظالم جب میں
تمھاری مشورہ غبار انگیز سے ملائی ہوا تھا تو اُسکو بھی بیتاب ہی تب دتاب میں دیکھتا تھا
اور کہتے تھے کہ اے کاش یہ جان خیزین نکلی جاتی تو اچھا تھا کہ نہ منہ سے کچھ کہا جاتا ہی نہ اُس بن رہا
جاتا ہی اب نہیں معلوم کہ تمھاری ہی وہ سودا گئی تھی یا یہ بلا کسی اور نے اُسکو لگائی تھی میں تو جانتا
ہوں کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہی یہ تمھارا ہی جذب کامل تھا کہ جو ہکو بقرار کے تھا سچ کسی نے کہا کہ ایت

محبت سے کسکو ہوا ہر فرار محبت اگر کار پر داز ہو محبت عجب ترک خو تر نہ رہی ہوئی اس سے شیریں کی حالت باہ	محبت نے کیا کیا دکھائے ہیں دماغ دلون کے تین سوز سے ساز ہو محبت بلاے دل آویز رہی کیا اس سے لیلی نے خیمہ سیاہ
---	--

ای ظالم میں جانتا تھا کہ تم بہت بڑے ساحر ہو اور میں جاؤنگا تو ضرور بچاؤ لو گے اب تم کو یقین
آئے یا نہ آئے مگر میں آپ سے اس بابوے کو سنکر تمھارے پاس آیا ہوں کہ تم خمرخ وغیرہ کو زد و کوب
کر کے حال غبار دریافت کرتے ہو میں نے کہا کہ جو کچھ مجھکو معلوم ہے جا کر بیان کر دوں اس کلمہ کو سنکر
ظالم خود ہوا اور نہ لگا پھر عمر کو بچہ سے سحر کے چھوڑا کہ انا خواجہ میں بہت کچھ نکو دوں گا اگر میری
مشورہ دلوں کا حال بیان کر دے عمر نے کہا کہ جب تم باغ ملک بہار تاراج اور برباد کر رہے تھے
اسوقت وہ ملک ایک درہ کوہ میں بیٹھی رہ رہی تھی اور غم اُسکا یہ تھا کہ میں بھی جا کر اپنی جان دلاؤں
مگر کہتی تھی کہ اگر میں ظالم کے مقابلے میں جاؤنگی تو اُس پر مجھے بسبب فطرت سحر نو سیکھا اور اگر وہ
مجھکو بکری لگا تو جس طرح میں وصل اس سے کرنا چاہتی ہوں وہ سب مطلب میرا فوت ہو جائیگا اس
لحاظ سے اُسکو نہ روئے رفتن نہ پائے ماندن تھا ناچار ہو کر وہ تمھارے مقابلے میں نہ آئے

آخر میں نے اُس سے کہا کہ اب اگر تم کو تو میں جا کر ظالم کی خبر لاؤں کہ وہ بھی کچھ ٹھک چکا ہے یا نہیں کچھ
 نہ تو تمھارا اپنے ساتھیوں سے کرنا ہے آہ سرد بھرتا ہے یا نہیں بس میں یہاں جو آیا تو مکہ سرگرم نالہ و فغان
 پایا مریا میر و میدان عشق ہی چاہیے جو کچھ کہنے کیا المدا می خوش خیال یار کہ کسی حال میں
 مشوقہ کو دے اپنے نہ بھولا یا اب اگر میر اعتبار ہو تو قسم کھاتا ہوں ملک کی اپنے مالک کی کہ میں
 جا کر اسکو لے آؤں گا اور تم سے ملا دوں گا لیکن اتنا خیال رکھنا کہ تم نے اور تو سب میرے طرفداروں کو
 گرفتار کر لیا ہے مجھ کو طلسم سے باہر نکال دینا ظالم نے یہ سن کر قسم کھائی کہ میں آپ مجھ کو طلسم سے باہر لے
 جاؤں گا اور لشکر امیر میں پہنچاؤں گا اور سوالا کھرو پے مجھ کو دنگا اگر تو میرے یار و لہو کو
 لیکر آئیگا اسے کھاتا تو میرا بھگوار ہا کر دیجئے کچھ دیر میں اپنی مشوقہ کو مجھ سے لیجئے ظالم اپنے دل میں
 سوچا کہ اگر تو گرفتار کرنا اسکا چاہیگا تو جہاں کہیں یہ ہوگا پکڑ بلائیگا اسکو رہا کر دینا چاہیے شاید
 کہ راج میں اگر اور اپنے جان بچانے کے لیے ملک مذکور کو سمجھا کر لے آوے بس عاشق تو ملک خباہت پر
 تھا ہی فوسا اُسے سحر کور ہا کر دیا خواجہ وہاں سے جیت و خیر کر کے ایک درہ کوہ میں آئے اور
 زنبیل پر ہاتھ رکھ کر پکارے کہ دادا جان خر سہر دم پر جب میں گیا تھا تو ایک پہلوان کو مع
 اُسکے غلاموں کے اٹھا کر میں نے زنبیل میں رکھ لیا تھا چنانچہ وہی اسوقت غنایت فرمائے کہ
 خوب لنگڑا اور موٹا ہے یہ کمز زنبیل سے اُسی پہلوان رومی کو نکالا اور اُس سے کہا کہ مجھ کو یہاں
 ہونم عمر خیار وہ ڈر گیا کہ شاید اب قتل کرنے کو مجھے زنبیل سے نکالا ہے بس گڑ گڑانے لگا کہ اگر
 شہنشاہ عیار ان میری کیا خطا ہے جو آپ مجھ کو قتل کرتے ہیں عمر نے کہا ہم مجھ کو چھوڑ دینگے اور تمھارے
 غلام بھی تمکو دینگے لیکن ایک شخص کے پاس مکہ عورت بنا کر لیے چلتے ہیں جب وہ تم سے لپٹے او
 ساس کرے اسکو مار ہی ڈالنا چھوڑنا نہیں اسنے کہا حضور میں ہر چند کہ قید میں آجے مگر پیا
 رہا ہوں لیکن نالکین حرازدی کے چہر ڈالو گا عمر نے شاہباش کہا رشتہ ہر ایکے ہاتھ رکھا اور
 کہا جب کوئی تم سے پوچھے تو کہنا میں ملک خیار ایلکڑ طاؤس سوار جادو ہوں یہ کمز اسکو بخوبی سب
 حالات سے ماہر کر دیا یعنی تباد یا کہ یہ مقام طلسم ہوش ربا ہے اور افراسیاب بادشاہ طلسم ہی
 اُس سے اور تم سے مقابلہ ہی چاہتا ہے اُسے ایک ساخر ظالم نام کو لڑنے بھیجا ہے اُسے اگر ہماری طرفداروں
 کو پکڑ لیا ہے اور ملک خیار ایلکڑ بروہ عاشق ہے اسکو مجھ سے مانگتا ہے میں اُسکی صورت بنا کر تم کو اُسکے

پاس بچھا ہوں خبردار کمی نکرنا مہی ڈالنا پہلوان روحی نے سنگر کہا آب دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں
 عمر نے اُسکو گلے سے لگایا اور رنگ روغن عیاری اُسکے جسم پر لگا کر عینہ بصورت ملکہ خبار انگیز
 اُسکو بنایا خواجہ کا بنانا سبحان اللہ خبار انگیز بھی اسکی صورت دیکھتی تو ہزار جان سے عاشق
 ہوتی مانگ سر پر وہ نکالی کہ نہ کوثر ظلمات میں گویا جاری ہوئی یا شب ی بچور میں کمکشان کی روشنی
 طاری ہوئی جبین میں کو جو کوئی دیکھے یا تماشا نظر آئے یعنی خورشید کی عوض شب زلف سے چاند
 نکلا ہوا پائے سحر کو متاب ہی آفتاب کے عوض روشنی افروز عالم ہو آفتاب سے بہتر یہ نور محسوس تمام
 پیر حسین کا معجز عیان ہو صاف فلک سے چاند ترا ہوا نظر آئے لوح سین تو پرانی تشبیہ ہی برق تجلی
 کتنے کو طبیعت غش ہوئی ہر نگاہ طرف آنت نی بلا فسوں سازی کا سار نقشہ اُن آنکھوں سے اعجاز
 پیدا ہر گردش میں ظاہر ہزار دن ناز کبھی مارا کبھی جلایا مرگ و حیات کا پیدا اندازہ گورے گورے
 کمال بچول سے بہتر حسن قبول سے باغ حسن کے دو کنول دل جنکو دیکھنے سے پکل دہن تنگ میں
 تنگی سے جام سخن نہیں صاف تو یہ کہ پیدا دہن نہیں سینہ پریشان کا ابھار مایہ شر و جانب مقابلہ
 میں شمس و قمر مقمہ نور کے دونوں گنبد بلور کے کیا اُسکا وصف بیان ہو کہ اہیات

نکہ ایک عالم کی سہ تشنگی
 قیامت کا ٹکڑا ہوا تھا عیان
 قیامت بھی آتی جہلو میں چلی
 کرے اس طرف ایک عالم نماز
 نمایان ہوے سب یہ مرگ جہان
 میجا جہان سے کنارہ کرے
 نخل کبک انداز رفتار سے
 میجا شہید اُسکے بمبار کا
 جسے شکے مردے بھی جی جاتی ہیں
 میجا کے لب یونین کتنے کو ہیں

مرہ بخت عاشق کی برگشتگی
 قد و قامت اُسکا کردن کیا بیان
 وہ نازان جدھر آتی تھی اچسی
 ہلے اُسکی ابرو جدھر کر کے ناز
 چھپین اُسکے غمرے میں کتنے نہان
 وہ مردون کو زندہ دوبار کرے
 ہرے منفعل رنگ رخسار سے
 خطر تشنہ ہر اُسکی دیدار کا
 سوائے باتوں کے سب باتیں ہیں
 غرض اور سب یونین کتنے کو ہیں

جب وہ پہلوان اس خوبی و شمائل سے تیار ہو چکا اسوقت خواجہ بھی اُسکے ساتھ ہوے اور راہ

کتر اگر ظالم کی بارگاہ میں اُکھلائے وہ انتظار دیدار میں بیٹھا رو رہا تھا اُنھ آج شک حیرت سے
دور ہاتھ دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ میت

مثل نسیم ہر سحر تیری کردن ہوں جستجو خانہ بجانہ وہ بدہ شہر شہر کو بہ کو

یہ کمکر ہاتھ تجھ پر نقلی کا تمام لیا اُس نے ہاتھ چھڑا لیا اور کہا بچے بیٹھو آخر یہ کیا ہے کہ لپٹے جاتے ہوئے
گودی میں لیکر بسند پر بٹھا دیا اور عمر نے کہا کہ اے ظالم جو بھگو عنایت فرمانے کو کہا تھا وہ دلوادیکھے
کہ میں بھی خوش ہو جاؤں اُس نے لاکھ روپیہ منگوا کر خواجہ کو دیے کہ اُنھوں نے نذر زینیل کیے اور
وہاں سے نکل کر فکر میں لشکر لوٹنے کے ٹھہرے وہاں اختلاط اور گر محوشی شروع ہوئی لیکن وہ پہلوان
رومی ہی عیار تو کوئی ہی نہیں جو غمہ جانتان اُس کے ساتھ تادیر کر تانہ وہ عورت تھا جو اپنی عادت
جسلی کے موافق ناز و گھٹانا چیکا بیٹھا رہا ظالم نے آپ ہی اُسکی منت کی کچھ شعر سنا تھا پڑھے کہ شہار

جگر بن نہو خون تو کیا خون ہے
لبون سے جگر تک بھرے ہیں گلے
کہے تو لگائی ہی سینے میں آگ
اگر کتنا پڑے ہاے دل ہاے دل

تن زار بجان کیونکر جیسے
نین صبر آتا ترے بن ملے
کسو سے کسو نہو جاے لاگ
کسو کا کسی سے نہ لگ جائے دل

یہ کمکر ایک جام شراب اُسکو دیا اُس نے لپکر لی لیا پھر اُس نے جام بھر کر دیا ظالم نے سیا اور اُسکو جب
نشہ ہوا اسی جانی و مایہ عمر و زندقانی کمکر لپٹا پہلوان بھی اُس سے پٹا اے ظالم کو معلوم دیا کہ
اس میں کچھ فریب ہی کیونکہ عورت کو یہ طاقت کہاں اُس کے لپٹنے میں تو بہت اچھے پہلوان کا زور معلوم
دیتا ہی پس اُس نے سحر سے دریافت کیا کہ واقعی یہ بیٹھا نہیں ہی پہلوان ہی یہ معلوم کر کے پکارا کہ ارے
او فریبی کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے یہ دغا بازی میرے ساتھ پہلوان رومی نے اُسکو جب ابا تھا
تو وہ رویں تن تھا اُسکا پس نہ چلا تھا اب جو اُس نے نعرہ کیا اور نعرہ اُسکا کھلا پہلوان رومی نے
اُس کے دونوں کلون میں انگلیاں دیکر چیرا اور زبان اسکی ایک ہاتھ سے تمام کچھ رو کر کیا زبان باہر
کھینچ آئی اُس نے نکال کر چینک دی پس اب تو وہ ٹپکڑا لاک ہوا غیاذ ابا لہ شورایا اُس کے مرنے کا بلند
ہوا کہ یقین تھا آسمان پھٹ پڑے گا آتش بازی سنگباری ہوئی اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ مارا
اُس شخص کو کہ جو اپنا ثانی نہ رکھتا تھا سحر میں ظالم کیسے از غلماتی نام تھا لشکر ہی غافلہ سنکر

دوڑے اُسی ہنگامہ میں عمر بھی کیا ہوا کیا ہوا اندر بارگاہ کے دریا اور آتے ہی اُسے پہلوان رومی کہ
جال مار کر نڈ زینیل کیا اور سر کچھ ڈا کر بھاگا اور حیرت غل شکر جلد سوار ہوئی فوج اُسے تیار ہونے لگی
لیکن اُسکے مزے سے لشکر مہرج کان مہرج اور بہار دیتہ سردار دن کے چھوٹ گیا اور سب نے غلام
مرگ ظالم شکر سجدہ شکر کیا پھر ناریج ترنج پکڑ کر کہ یہ سب اس قید خانہ سے نکلے لاکھوں آدمی کا ہجوم جو
اگر لشکر بے سردا ظالم پر گرا ان ہندو کو بھاگتے رہتے ملا اُنھوں نے زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا کشنوں
کے پٹنے لاشوں کے دھیر لگا دیئے ظالم کا ظلم فوج کے آگے آیا جیسا کیا دلیا اُنھوں نے پایا حیرت
جو سوار ہو کر اُسکی بارگاہ کی طرف چلی تھی راہ میں اُسے خبر سی کہ اسطرح ظالم مارا گیا مہرج اُسکی فوج پر گری
ہی یہ خبر شکر ملکہ مذکور شہر گئی کہ میرے جانے سے فوج تو میری سیال ہو رہی ہی بڑی لڑائی پڑے کی
اور مفت میں دولت بھی ہوگی اگر شکست ہوگئی یہ سوچ کر فوج کو تیار کر کے بھی رہی کہ وہ باغی ہو
اگر نہ فساد برپا کریں یہاں بہار اور محمود زلزلہ وغیرہ نے تملک الدیاتا ملک ایک وار میں
صدہا کو بوجان کیا تھا تیرا نکا چالیش چائیش سینے ایک ہی مرتبہ میں توڑتا تھا کیا میں آتش نشانی
تھی کہ میں پھرون سے سرگرائی تھی کہ میں ماراں سیاہ برستے تھے کہ میں دشمن جان بچانے کو ترستے
تھے کوئی بھاگا تھا کوئی لڑتا تھا تلوار سحر کے شعلہ نشان تھی کہ ان چلا کر کوستی تھی سینے میں غرق
پیکان تھے خیر آتہا تھے نیزے جگر کے پارتھے کچھ ہی دیر میں یہ عالم ہوا تھا کہ دریا خون جوش مارتا تھا

کہ منہ پر تھا خورشید آئینہ دار
سمان شب کا کھتا تھا ملک شہود
تخل سے مطلق نہ گھنتی تھی تاب
جو رکھتے قدم دان تو پوچھا تھا
بھی جدول تیر جس طور سے
بست آئے لشکر میں ہو کر اسی

اٹھا فوج میں بس یہ گرد و غبار
فلک کمرے سے تھا دھواں سامود
زمین تھی سو تھی فرش بالا سے آب
نہ پوچھو کہ لوگوں کا کیا حال تھا
چلی تیغ مہرج کبی اس طور سے
بست رہے زیر شمشیر و تیر

خیمہ و بارگاہ و خزانہ وغیرہ سب اس لشکر پر پکرنے اس ظالم اظلم کا لوٹ لینا اور وہ سب بھاگ کر
لشکر حیرت میں جا کر اُس وقت مہرج نے کہا بس مار سے بھکا یا کتر ہی آگے حیرت سے سرک
پڑ گیا اب کچھ دیر آرام لینا اچھا ہی یہ لکڑ پیل شاومانی و آسائش بجا دیا اور بفتح و زبردزی پھرے

یہاں بارگاہوں وغیرہ پر جو لوگ کہ سین تھے اور یہاں کے تھے وہ پہلے ہی سے خبر
 مرگ سردار شکر و بفرار لائے تھے مسکن و مقام اپنا معرغ نے اگر خالی از غبار پایا لشکر کے کمر کھولی
 آسودہ ہوا جو بازاری اہل حرفہ وغیرہ کہ جاگ گئے تھے وہ پھر آکر آباد اور و نشاد ہوئے بارگاہ میں
 معرغ آکر بیٹھی حشمت کی تیاری کی یہاں تو سب عیش و نشاط مشغول آرام و راحت ہیں لیکن خواجہ
 صحرا میں جا کر پہلوان رومی کو مع اس کے غلاموں کے زینل سے نکالا اور کہا اے پہلوان کا رہ کر دی
 واہ و کیا کتنا اچھا اب تمہارا جہان جی چاہے وہاں چلے جاؤ اور میں پہلے ہی تم سے کہ چکا ہوں
 کہ یہ مقام طلسم ہوش ربا ہے اور میں اس میں لڑنے آیا ہوں پس بغیر طلسم فتح ہوئے کوئی باہر جانیں سکتا
 ہے اس وجہ میں تو تم کو باہر طلسم کے نہیں بچا سکتا مگر ہاں ایک بادشاہ اور طلسم کا کوکب و خضہ فیہام
 میرا غایت فرما ہے اس سے کہہ کر باہر طلسم کے بھجوا سکتا ہوں اب جیسا تمہارے فرامین میں آوے
 وہ قبول کرو پہلوان نے سر قدم پر خواجہ کے رکھا اور عرض کیا کہ میں آپ آپ کے قدم اقدس کو چھوڑ کر
 اس میں بجاؤنگا امیدوار ہوں کہ زمرہ ملازمان معرغ میں بجاؤں گی منصوب فرمائیے عمر سے سر اسکا
 اٹھا کر سینہ سے لگایا اور وہاں سے لیکر اسکو بارگاہ معرغ میں آیا پہلے معرغ کو نذر دلوالی پھر زمرہ
 پہلوانان میں کر سی بیٹھنے کو دی اور اسکا کار نمایان کرنا بیان کیا کہ اسطرح اسنے ظالم کو مارا معرغ نے
 جی پست کچھ اسکی تعریف کی اور خلعت گران قیمت اسکو دیا پھر در ماہہ پیش قدم مقرر کیا اور خیمہ و
 اسباب سکونت و آرام کے لیے بھی غایت فرمایا پہلوان بھی مطمئن خاطر ہو کر ناچ دیکھنے اور تڑپ
 پنے لگا اس طرف حیرت بدسیرت نے بھی بعد موقوف ہونے نہ گامہ کے لشکر کو آرام کرنے کا حکم دیا اور
 آپ آکر بارگاہ میں بیٹھی سپہ سالاران لشکر ظالم کو سامنے بلو کر حقیقت پوچھی انھوں نے عرض کیا کہ ہم
 چار لاکھ ساغر ہر ظالم کے آئے تھے چنانچہ دو لاکھ کا سپہ سالار تو مہمنت سرخ چشم ہے اور دو لاکھ
 مہمنت اثر و رسوا ہے اور دو لاکھ ساغر تو اندھے سحر سے ہوئے اور اسے گئے اب آدھی فوج باقی ہے اگر
 آپ حکم دین تو ہم بھی لڑ کر مر جائیں جیسا آپ فرمائیں ہم عمل میں لائیں ملکہ نے کہا منو صاحب مالک
 تمہارا مارا گیا نمین لڑنے کے لیے حکم دینے کا اختیار شہنشاہ کو ہے وہ جیسا فرمائے دیا کرنا ابھی
 توقف پذیر ہو یا ظلمات یہ طرف جاؤ وہ سب فوج ایک مقام پر اکڑا رہی اور اس طرف افراسیاب کے
 پاس ناہر حیرت پہلے ہی ہو چکا تھا کہ ظالم نے اپنے سبکو بکڑ لیا ہے آپ آئیے تو قتل کئے جائیں شاہ

یہ نامہ چمک کر بہت خوش ہو تھا اور قصہ رکھتا تھا کہ جا کر سکو ہلاک کر دینا کہ ایک چند چیلے سحر کے گریبان
چاک کیے روتے ہوئے سامنے آئے افراسیاب نے کہا اسے خیر تو ہے تیلون نے کہا خیر کہاں، ی
ظالم کیسے دراز خداوند سامری کی خدمت میں ہوئے افراسیاب کا یہ خبر شکر رنگ نرد ہو گیا آنکھوں
کے نیچے اندھیرا لگ گیا گھبرا کر کہا اسے تیلون یہ تو بتاؤ کہ کس نے میرے شیشے کی کو ہلاک کیا تیلون نے کہا یہ
ہم کو معلوم نہیں کہ کس نے ارانا جانتے ہیں ظالم نے پہلے تو سکو گرفتار کر لیا تھا رات کو ملکہ غبار
انگیز طوفان سوار آئیں اُسے اختلاط کرنے لگا انھوں نے مزے میں آکر زبان حلق سے کھینچ لی شاہ نے
کہا کہ اچھا جا کر خبر لاؤ کہ اب معرکہ کیا کرتی ہے پہلے بہر خبر گیری روانہ ہوئے اور معرکہ لڑائی لڑا کر
اور سب انتظام فرما کر بارگاہ میں اپنے آئی تھی اس ہنگامہ میں وہ رات تمام ہو چکی تھی اور وہ
وقت آیا تھا کہ ہلو ان رومی نے ظالم شب کو خیر سحر سے ہلاک فرمایا تھا کہ اسیات

کہ جب افراسیاب شب ہو اکم	بڑھا محفل سے اسباب فراہم
نوید صبح کے پیدا ہوئے شور	جہلا پھر دشت کو سلطان اسی طور

یہ افراسیاب صبح ہوتے ہی جانب لشکر حیرت سوار ہو کر روانہ ہوا اور معرکہ نے فرمایا کہ ملکہ
ہمارے کچھ دیر دریا کرین میں راحت و آرام کروں پھر وہ آرام فرمائیں میں تخت نشین رہوں اور نصف
سردار دربار میں رہیں نصف آرام کرین غرض جسکو کچھ کسل تھا وہ تو جا کر آرام پذیر ہوا باقی دربارین
انجن آرام ہے یہ حال سب تیلون نے افراسیاب کے دیکھا اور پھر کچلے بادشاہ سوار ہو چکا تھا
چیلے اُسکو آئے دیکھا کہ بارگاہ حیرت میں آئے یہاں حیرت رنجیدہ صبح کو تخت پر آکر بیٹھی تھی کہ چار
ہزار ساحرون کا غول روئے ہوا پر اُٹھا ہوا دکھائی دیا اور ارباز رنگاری نمودار ہوا غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ
تشریف لاتے ہیں سب اہل دربار مع حیرت بدرستہ استقبال اٹھے افراسیاب بارگاہ کے در پر اور اخیر
نے مجر کیا اور سکا مجرا و سلام ہوا شاہ تخت پر آکر بیٹھا تیلون نے یہاں خبر عرض کی کہ حضور معرکہ کے
بیان ایسا کچھ انتظام ہے اور خوشی ہو رہی ہے شاہ خبر نہ کر آگ ہو گیا اور کہا اے ملکہ حیرت تنے کچھ دیکھا
کہ کیا ہو گیا دس غبار نے بڑا غضب دھایا ہر ناک میں دم کر دیا ہے کہیں جو کتا ہی نہیں اور اس مہر ادا
شہوت پرست ظالم کو بھی اسی وقت غبار انگیز کو بلانا تھا کہ کھو کہ جب سب جمع ہو گئی تھی غبار اکیلی
بچکر کہاں باقی آفریل ہی جاتی کیا ضرورت تھا کہ آج ہی اُسکو بلوایا نہ تھی اسکی جیسا کیا دیسا پایا

حیرت رونے لگی اور کہا اے شہنشاہ آپ جو چاہیں وہ فرمائیں مگر اس زندگی بے غیرت پر ہمارے
 لعنت ہر اس سے تو لاکھ مرتبہ مر جانا چاہیو دلتوں پر دلتیں ہوئی ہیں افراسیاب نے کہا آج
 تو کیا ذلت ہوئی احمق پن کے یمنین مکر و مہر خ کے بھی نہ کھین کھل گئی ہو گئی کہ بادشاہ طلسم کے
 ایسے ایسے ملازم ہیں اور ظالم جادو قریب سے مار لگیا ورنہ کس کا مقدور تھا جو نگاہ کج اسکی جانب
 دیکھتا اچھا اب تمہاری یہی خوشی ہے کہ جلد مکر ام مارے جائیں تو لو آج میں مارے ڈالتا ہوں یہ لکھ
 ساحرون کی جانب مخاطب ہو کر بکا کہ حکو میرے ساتھ فرما گوارا ہو وہ رہے باقی بھی سے کنارہ کر جائے
 کیونکہ آج افراسیاب لشکر مہر خ غارت کر دیا اور یہی ارادہ کر کے آیا ہے ہر جنگ دوسرے دار اس سے
 اول ہی میں نے آگاہ کر دیا یہ نعرہ اُسکا لشکر چار ہزار جادو گر تغین ٹیک کر اٹھا اور گویا ہوا کہ اے شہر ہار
 ہم سب سرفروشی کو حاضر ہیں چار قدم آگے آپ ہلکے پائے گا اور سوائے لاش کے میدان میں ہلکے بھاگتے
 نہ دیکھے گا ان ساحرون کا یہ کہنا تھا کہ حیرت نے بھی اپنے لشکر کے سپہ سالاروں کو بلا کر حکم شہنشاہ
 اسی وقت بارہ لاکھ جادو گر مرنے اور لڑنے پر تیار ہو گیا نیکر ہائے سحر بجنے لگیں اسی صورت پر نگار
 تو خبر ہوئی کہ آج بادشاہ طلسم کو غصہ ہے لشکر مہر خ غارت کرنے کا مصمم ارادہ ہے بس یہ حال
 سنتے ہی پانچ لاکھ ساحر مصور نے بھی اپنے تیار کر دیے بطل و بوق بجے زمین و زمان
 میں غلغلہ ہوا شور و محشر اسیا بلند ہونے سے صنعت سحر ساز اپنے لشکر میں تھی اسنے بھی خبر
 دریافت کرائی اور ارادہ بادشاہ کا معلوم کر کے پانچ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور بہت
 جلد خدمت بادشاہ میں آئی بادشاہ سوار ہوا چاہتا تھا کہ اسنے اگر تسلیم کی یہاں بہت بڑی تیاری
 دیکھی کہ لشکر سب تیار ہو کر آتے جاتے ہیں افراسیاب تیوری پر بل ڈالے تخت پر بٹھا ہوا
 صنعت بھی کرسی پر آکر بیٹھی اور عرض کیا کہ کنیز بھی کچھ فوج لیکر آئی ہے بادشاہ نے کہا اے صنعت
 تم لوگ مجھ سے محبت رکھتے ہو اس وجہ سے فوج وغیرہ لیکر آئے ہو ورنہ کچھ ضرور مجھ کو فوج و لشکر کی
 نہیں تمنے کیا ظالم کا حال سنا نہیں کہ اسنے تنہا کیا کچھ کیا تھا صنعت نے کہا زبان نہیں
 کہ جو اسکی تعریف میں کر سکوں سامری اسکو اپنی جنت میں رکھیں اور جنتی تو وہ تھا ہی لیکن بس
 سحر بھی جتنے نہیں دیکھا تمام عمر نام اسکا رہیگا اے شہنشاہ قضا سے کسی کو جا رہ نہیں سکی آئی یوں ہی
 تھی جب تو باوجود روئین تن ہونے کے مارا گیا زبان اسکی ہاتھ میں آگئی افراسیاب نے

کہا کہ یہ سب فتور عمر کا تھا اور صنعت اب ان لوگوں نے بت کچھ سر اٹھایا ہے آج میرا
 ارادہ ہے کہ جا کر سکو ہلاک کر دوں بس اتنا کہنا تھا کہ صنعت زمین پر بوٹنے لگی بچاڑیں
 کھانے لگی اور پکاری کہ ہر یہ کیا غضب ہے میں تو خجائے دوزخی کیا ملک سب آپکا غارت
 ہو گیا مالی و خزانہ لٹ گیا سہت بلا کے حجرے خالی ہو گئے کینز ان سامری مرگین حیرت
 دنیا سے گذر گئی مصوغات گویا صنعت سحر ساز دنیا سے ناپید ہو گئی لوح طلسم اسد کو مل گئی اور
 وہ قید سے چھوٹ گیا کہ بادشاہ علیجاہ نے ارادہ کیا اور بادشاہ ایسے ایسے نوکر تیرے ہزاروں
 مارے گئے اُسکے قتل ہونے سے ہونا ہی کیا ہے جو اصل مقدمہ ہے اسکو دیکھنا روا ہے یہ کہکر
 حیرت کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ ای ملک تصور معاف ہو تم اپنے وارث کی حریت گنوا یا گئی
 ہو جو ہر وقت اُسکے سامنے روتی ہو اور رٹھنے دیتے ہو پیر وہ تو مرد ہیں اور صاحب اختیار ہیں
 اور ایسا کچھ اختیار رکھتے ہیں کہ لشکر جمع کرنا کیسیا میں بیٹھے بیٹھے اُن کریں تو ہرج مع لشکر کے
 جلیجائے افسوس کہ انکو تم لڑنے کو بھیجتے ہو بی بی برائے ناخفا ہونا تو میرے بندہ کرنا اگر عمر وغیرہ
 کے ہاتھ سے کوئی دشمنوں کے حقارت ہوئی تو آبرو دینی پھر ہاتھ نہیں آتی ہے یہ کہکر اور دن کے
 مخاطب ہو کر کہا کیوں لوگو میں کچھ جھوٹ کہتی ہوں تمہیں سب واسطہ سامری کا بتاؤ بادشاہ کو
 لازم ہے کہ ایسے ایسے ادائے ملازمن اور اپنی کینزوں کے مقابلہ میں جائے سب نے کہا حضور بجا
 فرماتے ہیں اور ہر ایک حیرت کو اُسوقت بچھانے لگا یہ سب سچ کہتی ہیں بس گویا ہوئی کہ صاحبو
 میں یہ کتب کہتی ہوں کہ حضور خود بہر قتل مخالفان جائیں یہ کہکر بادشاہ سے ہاتھ باندھ کر کہا
 کہ میں تیرے صدے قربان میری خطا کو معاف کر اور عزم جنگ سے باز آؤ مگر حیرت نے
 اور اُدھر صنعت نے جب منت کی بادشاہ کا غصہ فرو موائے حیرت کو گلے لگایا اور کہا مجھکو تو
 تمہاری خوشی بہ طور کرنا ہے اچھا بھلاؤنگا لیکن اس ظالم کے مارے جانکا بدلا ضرور لینا چاہیے
 اور کوئی زبردست سحران باغیوں پر کرنا لازم ہے اُسوقت صنعت نے کہا کہ مجھکو کچھ درستی
 کرنا سحر ہفت بیضہ میں باقی تھی سو وہ بھی بفضل نبشید ہو گئی اب میں اسی سحر کو کر دن گی اور
 سکو باندھ کر لے آؤنگی آگے آپ مالک ہیں شاہ نے فرمایا کہ ای ملک تم یوں کیا کم ساحرہ ہو کر
 چاہو تو باغی ایک بھی زندہ نہ رہے سحر ہفت بیضہ کی اصل کیا ہے اچھا فتح سامری مکودین جلد

لکنا بدوست کرو یہ لکنا اور حیرت کو سمجھا کر آپ جانب باغ سیب روانہ ہوا اور صنعت کی پھر دیر حیرت سے پاس بیٹھ کر شراب پیائی پھر ظالم کی فوج کو حکم بھیج دیا کہ اب تم جاہلے یہاں رہو جاہلے اپنے گھر جاؤ مت سے ملازمت اختیار کر کے یہاں ٹھہرے اور بہت جانب ظلمات گئے اور صنعت دوران سے اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آئی اور کوچ کر کے بمقابلہ لشکر معرغہ اگر اترتی بقید ن تو شغل میخواری اور زمین بیٹھنے میں بسر کیا بہت شل عمر و دنیا آفتاب تابان جانب مغرب گیا اور کنارا دن سے آسمان کے سرخی شب نمایاں ہوئی کہ اب

غرض وہ دن کٹا ہمیشہ آرام	بڑھے پابوس کو پھر گھیسوے شام
حجاب نور تھا ظلمت میں نہان	بڑھے اٹھ کیلیں سے شل جانان

شام صنعت ناکام نے نفیر سحر کو دم دیا بطل جنگی فوج شقاوت موج میں اسکے بجا جاسوسان لشکر معرغہ خبر نیکر یا نہ ملکہ مذکور کے آگے اور نسبت دعا و ثنا شاہی زبان پر لائے کہ ابیات

شہا ہر بازی تیری آگے تیغ بازی جی	سرحد و بھی خم تیغ و گویے دو چکان ہر
فرار دست عدو کیون نہ سیکھے یانوں سے	کہ تیغ قبضہ سے سرجم سے گریزاں ہر
خرید کیجیے ٹوڑی کٹار کی دیکر	ستاع جان عدو آج کل یہ ازراں ہر
جلا کے خاک کرے چاہے پھر کرے سرسبز	غضب میں برق ہی تو او کہ میں بان ہر

اور ملکہ دوران ظالم کے مارے جانے کی خبر سکر شاہ جادوان بغضب تمام تر بارگاہ حیرت میں آیا اور خود عزم رکھتا تھا کہ ملازمان ملکہ علم سے اگر مقابلہ کرے صنعت نے اگر بہت اسکو روکا اور آپ وعدہ سحر ہفت بیضہ کرنیکا کیا پھر اٹھ کر وہاں سے اپنی بارگاہ میں آئی اور خروج بمقابلہ خادمان محلے لائی بلبل جنگاب بجوایا ہر باقی خیرت ہی یہ خبر لکنا جاسوس تو کنارے ہوئے اور معرغہ نئے دل میں کہا کہ شاہ اگر چڑھہ آتا قیامت آجاتی خدانے بڑی خیر کی ایسا کچھ سوچ کر سجدہ شکر خدا بجا لائی اور یہی حال اور سردار دن کا بھی ہوا اچھل معرغہ نے بھی نفیر سحر کو پھونکا کوس زخمی لشکر میں بجا بہت غفلت ہوا کہ میدان کل معرکہ جنگ صنعت سے درپیش ہی اور اُسے سحر ہفت بیضہ کرنیکا دعویٰ کیا ہر دیکھا جاہلے کہ خدا کو کیا مشاور ہو اہر تیاری آلات حرب ساحر و بہادر کرنے لگے نامرد و زول تو سحر ہفت بیضہ کا نام سکر گھبرا گئے بھاگنے کا طور سوچنے لگے پٹھان ملا ورن تن کر کتے تھے کہ ہفت بیضہ اور شہرت بیضہ ہمارا کیا لہ کا ای برادران اگر حضائے ہر تو بہانہ بہت ہیں ورنہ عروس فتح سے ہکناری ہر اور ہلو تو اپنی جان بھاری ہی نام بہ حجاب چاہے

جان رہے یا زہے قضا سے ناپاری ہر کج بسبب خبر سحر ہفت بیضہ مشہور ہونے کے لشکریوں کو بے دل
سمجھ کر قیوب سرشام ہی سے خدمت دینا سنا رہے تھے رعینبہ جنگ دیتے تھے بہت صید بلند تھی نظر

گر اس کاروان گہ سے کرتا ہی نقل
سمعون کو یہی راہ درپیش ہی
نین اس سراپچ رہتا کوئی
جہان جملہ ہی ایک بزم روان
تہ خاک بسکا ہی دارالقرار
شجاعت کو دکھلا کے مرجائے
وگر نہ یہ دنیا کہاں نم کسان

سنوای عزیزان ذی ہوش و عقل
پیسر ہر شہ ہی کہ درویش ہی
کہو گے کہ آگے تھا کتسا کوئی
یہ بیٹھے جو ہن سانے ہن کہاں
گدا ہو کہ ہوشا عالی تبار
یہ بہتر ہی کچھ نام کر جائے
کہ رہ جائے گا نام سے کچھ نشان

یہ صدائیں سن کر ہر ایک بہادر نشان شیر زرد کارا اور پکارا کہ ہمارے سانے صنعت اور حیرت
چڑیا والی کیا ہی جو سحر ہفت بیضہ کر۔ مکی ضیغم روز میدان کو ہم باندھ لانے والے ہن بندگان
آشام کر کے گردن کے توڑ ڈالنے والے ہن سیرخ قاف کے ہمارے روبرو رہتے ہن ننگ
ہمارے خوف سے دریا ہن اچھل اچھل پڑتے ہن یہ لکڑیڑا ہیون کوڑھایا ہیون کوٹلایا مولا
کو جھپایا اگیار کی روشنی کی جوت کے دیے چلنے لگے کلو اھیون نارنگہ کی پکار ہوئی چار طرف مارا
ہوئی ہی رات کو زاغ کمان نے بھی گویا پر لگائے مٹی اڑا چاہتا تھا تنگ کا طوطا پرواز کیا چاہتا
ہر ایک طائر جان عدو کو صید کرنے کا غم رکھتا زہ کو دام بنایا خاکم کو حلقہ صیاد سمجھا صید بنا
کی اس دشت میں دھوم مبارز دن کا ہجوم بیابان برابر مرگ جھپایا ہوا دشمن کے شکار کرنے
دل آیا ہوا ہر ایک کا بقول میر یہ حال خاکہ بیت

کیا کشت و خون یہ اندون میلان یار ہی
لشکر میں تو اس طرح کا ہنگامہ رہا تھا مگر حال خواجہ عمر سیٹھ کے انکو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ اگر صبح کو سحر
بیضہ صنعت سے سب لشکر میرا مال ہو گیا تو سر دست کچھ بن نہ پڑیگا لائق یہ ہی کہ ابھی
کچھ تدبیر اسکی کروں یہ سوچ کر ملکہ صرغ سے کہا کہ میرے جی میں آتا ہی آجکی شب اس فوجہ صنعت
کو بھی گور میں سلا دون صرغ نے کہا کہ اری بجائی واسطہ خدا کا ایسا ارادہ نہ کرنا وہ بہت بڑی ساروہ

ایسا نوک کچھ نوک دیکر ہو جائے عمر نے کہا میں ایسا حق نہیں ہوں وقت اور موقع دیکھ کر کام کرونگا یہ ککر پانچ چار گھڑی رات گئے بارگاہ سے کلکروانہ ہوا اور ایک جادوگر نے کی ایسی صورت بن کر داخل بارگاہ صنعت ہوا دیکھا کہ بیان ناچ ہو رہا ہے جام سنخ گردش میں ہے صنعت تخت پر بیٹھی ہے یہ بھی ایک گوشہ میں چھپر ٹھہر رہا جگہ در پہ رات کا عل ہو اچالینش لوندیان جو کی کے واسطے صنعت نے بلوائین اور انکو حکم دیا کہ آج تم میرے پلنگ کی باری بھرنا جاؤ اپنے کاروبار سے فارغ ہو آؤ وہ سب اپنے مقام پر چلے گئے عمر بھی انکے عقب میں بطور مخفی چلا اور باہر بارگاہ کے آکر ایک کینز سے کہا بواؤ سامنے ہانا مجھ کو کچھ نمے کنا ہے وہ ٹھہر گئی اسنے اسکو الگ لیجا کر کہا اری بی میں ہر بار تم سے پوچھ چکا ہوں مگر ستیا ناس بائے کیا کبھت میرا چننا ہو کہ تنہا نام ہی یاد نہیں رہتا وہ کینز اسکو بھی انجی مالک کا ملازم سمجھی ہوئی تھی ہنس کے بولی کہ میرا نام نیک اقرار ہے اسنے کہا ہاں ہاں اب یاد آیا اری نیک انفرادیکھ تو میرے ہاتھ میں یہ خوشبو کیسی آتی ہے اسنے انکے کتنے سے ہاتھ کو بو لیا ہاتھ میں بیٹھی ملی ہوئی تھی وہ سوچتے ہی ہوش ہو گئی انھوں نے کپڑے اُسکے اتار دیے اور اسکو زنبیل میں ڈال کر آمینہ سانسے رکھ کر ایسی صورت اپنی بنائی ہر چند کہ وہ عمل تھی مگر نقل اس سے بھی بہتر بنی چہرہ نکلیں اور نازک بنایا آفتاب کو اُسکے سانسے شرمایا زلفون کو بل دیکر دوش پر چڑھا کر اٹا کا تبین کو بھی بچانے کا ارادہ کیا انکھوں کی شوخی نے شوخ چشموں کے کان کھول دیے شمع رخسار سے اُسکے جسے لولگائی پروانہ سان اپنے دلو جلا یا لب لعلین کو دیکھ کر ہوس بوسہ میں ہونٹھہ کو کاٹ کاٹ لکھایا چاہہ ذقن کی محبت کنوین جھکا گئے وہن تنگ کی الفت میں جینے سے دل تنگ ہو جائے یا مہن

گردن جو کوئی دیکھے اُسکی صبح ہو جائے کہ مسدس

دم پڑک جائے جو تختون کی ٹہن نظر
غم سے کٹ جائے جو گیسو کی لٹک نظر
شکل آئینہ ہو سکتے یہ خیر ہو جائے
سرگین چشم سے آنکھوں میں اندھیر چھا
رستی قامت موزون کی قیامت ٹھائے
کیاٹے ہاتھ جو وہ دست خالی دیکھے

دلو دچکا ہو کر کی جو چک آئے نظر
درد دل چکے جبین کی جو چک آئے نظر
سینہ صاف جو شرق تصور ہو جائے
دیکھے وہ عمل می زریب تو شامت آئے
تلف کچ سچ ہر تقدیر کی کج دکھلائے
یکلی دل میں ہو یہ اوج کھائی دیکھے

کانون میں چاندی کی بجلیاں پسے اور دو بالیاں سونے کی اوپر کوٹوالین ہاتھ میں جوڑیاں
چاندی کی پس کے طرق دھولنا وغیرہ یہ سب چاندی کا آرمہ کر کے لباس بھی ویسا ہی زیب بدن کیا
یہ تین زیب کا ڈوپٹہ کلیدن کا پانچار اوڑھو پنکرومان سے بہت جلد بارگاہ صنعت میں آیا اس
عرصہ میں اور کینزین بھی اپنی اپنی ضرورت سے فرخت کر کے حاضر ہوئیں اور دو پہر رات کے صنعت
اور سب اینسوں وغیرہ کو رخصت کر دیا اور آب پتنگ پر گئے اور چم فرما ہوئے کہ اسے نرگس جاو تو خبر
رہنا اور ایسی گلزار چاؤ تو بانوں دانا اور ایسی سوسن جاو تو نیکھا جھلنا اور خمر کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے
نیک آفر آؤ رومال بٹلنا عمر دلیں پہنچ نہایت خوش ہو کر اب مارا اس غیبانی کو پس رومال
دیکر اپنے عمدہ برادر ٹھہرا سب کینزین اپنے اپنے کام میں سرگرم ہوئیں عمر بھی رومال جھلنے لگا اور کچھ
بھر کے بعد وہاں سے آکر پانی پراٹھلایا میں پانی پینے کے ہاتھ سے بیوٹی ملا دی اور پھر آکر رومال
جھلنے لگا اور سب کینزین سے کہا کہ کیا ٹھنڈا پانی تھا معمول ہے کہ جہاں ایک نے پانی پیسا بکریاں سلی
وہ کینزین بھی جا جا کے پانی پی آئیں اور صنعت جو پتنگ پر لٹی اسکو بھی سحر نے خبر دی کہ عمر کھڑا ہوا
رومال جھل رہا ہے اور عمر نے جب دیکھا کہ کینزین پانی پی آئیں اب رومال میں بیوٹی ملکر جھلنے لگا اس
عرصہ میں کینزین جو پانی پی آئی تھیں بیوٹس ہو گئیں صنعت لٹے لیٹے دیکھ رہی ہے کہ کینزین بیوٹس
ہوئیں دل سے کہتی ہے کہ کیا بلا کا عیار ہے اب بھگو جو بیوٹس کرنے لگے تو گرفتار کرنا اور اسکی خبر نہیں
کہ تیری بھی تدبیر ہو چکی ہے پھر سوچی کہ شاید ترے اور جی نیچہ اسکا قابض ہو جائے یہ سوچ کر سحر ٹھہرا سحر نے
خبر دی کہ اب کبھی شب تیری قضائیں ہیں پس یہ معلوم کر کے مطمئن ہوئی کہ ابھی تو نہ مر گیا اسی عرصہ میں جو بیوٹو
بیوٹس کی اس کے ناک میں بھی گئی اور سر اسکا جگر من آیا اس کے سر پہ کچھ اسباب سحر کا رکھا تھا جلد راسے وہ اٹھا
اور بیوٹس ہو گئی عمر نے نوڈیون کو پکارا کہ کیون بوجا گئی ہو انکی اسے دھکی کسی نے جواب نہ دیا سب
بیوٹس تھیں عمر نے ہوقت صنعت کے پاؤں پر ہاتھ ڈالا کہ دیکھوں بیوٹس ہے یا ہوشیار۔ بانوں
جھمنے سے معلوم دیا کہ یہ تو لوہے کی ہے اور اعضا کو اس کے جھوا اب معلوم ہوا کہ بانوں تو ہے کسے ہیں اور
سار بدن پتھر کا ہے عمر سوچا کہ یہ اس قبیلہ کا سحر ہے تو اسکو باندھ کر پھیل پھر سمجھ لینا یہ سوچ کر چاہتا تھا کہ اسکو
باندھے اُسوقت ایک آواز آئی کہ او موے چوٹے کیا کرتا ہے عمر سمجھا کہ یہاں بڑی آفت ہے تو گرفتار
ہو گیا گالیں یہ سوچ کر جست کر کے بھاگا اور ایک دامن کوہ میں آکر ٹھہرا وہاں کچھ تیلیوں نے

ان خود ظاہر ہو کر صنعت کر ہوشیار کر دیا اسکی جو آنکھ کھلی سحر سے دریافت کیا کہ عمر فلان مقام پر ہی
چنانچہ یہ بھی اپنے مقام پر سے اڑی اور سناٹا بھر کر اسی دامن کوہ میں اگر اتری کہ جہاں عمر تھا عمر نے
دل میں خیال کیا کہ یہ بھی کوئی ساحرہ شاید تیری تلاش میں آئی ہے پس عیاری کرنا اسکے ساتھ بھی چاہا
یہ سوچ کر پکارا کہ اری تو کون ہے صنعت اسکے پاس آئی اور گویا ہوئی کہ میں وہی ہوں جبکہ قتل کرنے
کو لئی تھی لیکن تم کھاتی ہوں سامرے کی کہ تجھ ساعیار میں نے نہیں دیکھا عمر جواب دے تین خیال کرتا ہوں
تو میری ایک پاؤں کا دم نکل گیا ہے دل سے کہا کہ بڑی تو نے نادانی کی جو پہلے ہی بھاگ نہ گیا اب
جان گئی پس خدا سے دعا کرنے لگا کہ اے خالق اکبر تو ہی بچانے والا ہے اور صنعت نے کہا کہ عمر
میں تجھ کو قتل ہو وقت نہ کروں کیونکہ تیرا مدد طلسم میں فرق آجائے گا اور دیکھنا بھی تجھ کو منظور ہے کہ دیکھ
سحر ہفت بیضہ اسکو کہتے ہیں سو وقت ہو تو مارا جائے گا تو کل اپنے لشکر پر اشک حسرت کون بہا کرے گا
اب میں تجھے یہ پوچھنے کو اور بھی آئی ہوں کہ تو نے کروڑوں ساحر مار ڈالے لیکن بعد ہوش ہوئیے
کوئی بھی ایسا ہوشیار تھا جیسے کہ میں ہوں بے اچھا صبح کو اپنے لشکر کی تباہی دیکھنا عمر نے کہا
ساحرہ تو بیشک تم زبردست ہو مگر میں سمجھتا تھا کہ تم اکیلے آئے ہو یہ نہ معلوم تھا کہ کنیزوں کو بھی ساتھ
لائے ہو صنعت سمجھی کہ بھلو کیذا جاننا کہ فریب محبت سے کنیزیں بھی شاید چلی آئی ہیں یہ سمجھا کر اسنے سجھے ہوئے
دیکھا عمر نے کمند کا ٹٹھ کر جو ماری حلقہ اسکے گردن و کم میں صنعت کے پیچہ ہوئے اسنے سوچا
کہ کمند تو جلگئی اور وہ ٹپ کر غرق زمین ہو گئے اب عمر جو دیکھے تو میرے پاؤں میں بھی دم گیا کہ
دل سے کہا سچ کسی نے کہا ہے کہ لاتون کا آدمی باتون سے نہیں مانتا جب تو اس طرح پیش آیا تو پاؤں
کو اپنے قابو میں پایا بس یہ بھی وہاں سے بھاگا اور اپنے لشکر کی طرف چلا اور صنعت آ کر پی
بارگاہ میں زمین سے نکلی اور اتنی رات جاگتی رہی خوف سے عیاروں کے آرام نہ کیا سو جگایا
کی یہاں تک کہ وہ زمانہ آیا کہ طائر شب کے بطن سے بیضہ آفتاب نکلا اور میدان فلک شل کھست
خواب ہوئی ہو اید بیضا کا معجزہ نظر آیا طلسم

کعبہ زلف شب کھٹنے پر آئی	سحر کی چرگئی ہر سود ہالی :
کھلا جسم فلک سے مہر کا راز	ہو کی سدا سار کباد اعزاز

مبسل جنگ تو نہی ہی چکا تھا لشکر آمادہ کار نہ رہا تھے صبح کو صبح فرخ بعد جاہ و حمت سوار ہوئی

جلو میں فوج پیشا رہوئی اسطرح صنعت سحر ساز نے ایک صندوق کھولا اس میں سے ایک کنٹھا نکلا کر
سات بیضے اُس میں بان گو ہر بچوں گندھے تھے سب بیضوں کا رنگ تو مثل مروارید کے تھا ایک انہیں
سیاہ رنگ رکھتا تھا جب اُن بیضوں کو اُس نے دیکھا روئی اور کہا افسوس وہ زمانہ آگیا کہ میں نے
تم کو لڑنے کے لیے نکالا غرض بعد افسوس کے وہ کنٹھا سامنے رکھ کر سوا سوا اثر فی ہر نذر سامری کی دلا
زندہ کی چہرہ کنٹھا بادب تمام گلے میں اپنے ہمیں لیا اور باہر نکل کر سوار ہوئی بائیں لاکھ سا حطائر ان
سحر و اثر و غیرہ پر سوار ہو کر ہمراہ چلے بوق و نغیر بجنے لگی شور و غلغلہ روانگی لشکر تابہ گنبد آسمان پہونچا
اسطرح سے صرخہ دہار و محمور و غیرہ اپنا کروڑ دکھاتی ہوئی بڑے مکتوت و عظمت سے روانہ ہوئے کہ لطم

کر ابر کشد این دو مہتر جو ان
و مادم بیا مد نہ ہر سو سپاہ
بخون رختین جنگہا را سبت
ہمہ پست پیلان بیار استند
تو گفتی ہمیں جنگ جوید زمین
ہمہ گوش بر نالہ و کرنائے
ہمہ بر کف خود نہادہ روان
ز گرد سیہ چشمہا تیرہ شد
ز دور وہ آواز روئے خشم
تو گفتی زمین کوہ شد یکسرہ
دو شاہ سرفراز بر پشت پیل
یکے پیکر شہر برد و یکرہماے
سپر دار و شالستہ کارزار
ہوا دید چون پشت جنگی پانگ
بگرداند رون نیرہ ید رہنمون

کہ تا چون بود گردش آسمان
ہمہ کشور آگاہ شد زین دو شاہ
پوشید مہنچ جو جو شن تخت
بران تیرے از جاے برخاستند
نمادند بر کوہ پیل زمین
ہمہ شہر پیر رنگ و ہندی در آ
بہ لشکر کہ آمد دو شاہ جوان
پہر اندران ز رنگ خیرہ شد
بر آمد خروشیدن کاو دم
بیار است با میمنہ میسرہ
دو لشکر کشید نہ صف ہر دو میل
درفش در فشان سریرہ پائے
پیادہ بہ پیش اندرون نیرہ آ
جنگہ کرد مہنچ دران دشت جنگ
ہمہ کام خاک و ہمہ دشت خون

جب وارد گاہ مصاف میں یہ لشکر وارد ہوئے حیرت اس سبب سے سوار ہوئی تھی کہ اول تو

صنعت کو اکیلے دعوے لڑنے کا تھا شاید وہ شراکت کرنا منظور نہ کرے اور دوسرے یہ خیال آیا کہ مقدمہ سحر ہفت بیضہ کرنے کا ہی سبب اعیاروں نے کچھ آفت ڈھائی تو بہت فوج کام آئیگی اور بھاگنا شکل پڑے گا بس وہ تو میدان میں نہ آئی مگر طائران سحر اور جاسوس ہزاروں خبر کے لیے مقرر کر دیے کہ ہر وقت کی خبر محکوم تھے رہیں چنانچہ میدان میں آب سحر نے ہر لشکر کے گرد و خبار کو بھجایا برقعہ لے سحر نے گر کر جھاڑی جھنڈی کو جلا یا جب میدان پاک و صاف ہوا انقبیون نے نکل کر یہ سنایا کہ اے جوان مردان صف شکن دنیا چند روز ہی یہ سحر کہ جنگ تمہارے لیے بڑا دلسوز ہے لڑ کر نام کر جاؤ کہ ہمیشہ بیان کیس کو رہنا ہی دیکھو ابیات

وہ زمینیں باغ کیا ہو گئی
پریشان ہوئے مرغ گلشن کے پر
چراغون نے بھی خانہ روشن کیا
رہا آب سو بھی روانی کے ساتھ
گلستان کو پاؤں کے ہو کا مکان
لپٹ جائیگے آسمان جیسے تاؤ
عیان ہے کہ کتنے ہیں جان کو روان
کہ دشمن سے لڑ بھڑ کے دو اپنی جان
شہید و سید ہو اور امید ہو

نہ یک بوئے خوش ہی ہوا ہو گئی
لے خاک میں جھڑکے گلہائے تر
پتنگوں نے گر خاک مسکن کیا
کئی خاک دامن نشانی کے ساتھ
نہ جہول رہی نہ سرد روان
زمین کا رہیگا یہی کیا بھساؤ
بجلا جی کے جانے کا کیا ہو بیان
یہی آج لازم ہے اے مہربان
اگر مر گئے زندہ حیا و ید ہو

جب نقیب کو کا کمر ہٹے لشکر کے صفوں پر شیل صف مرگان سناٹا آگیا موت سانسے پھر لگی ہر ایک جان دینے پر تیار ہوا اس وقت صنعت سحر ساز خود اپنا اثر در آڑا اگر میدان میں آئی اور بہت کچھ لاف و گزاف زبان پر لائی پکاری کہ اے مرغ و بہار تنے نام سنا ہو گا سحر ہفت بیضہ کا مگر دیکھا نہ ہو گا لو آج دیکھ جی لو کہ سحر ہفت بیضہ اسکو کتنے ہیں یہ لکھ کر کتنے سے ایک بیضہ توڑ کر جناب آسمان پہنکا وہ بیضہ شیل نخت بلند بخت بلند ہو کر شوق ہوا ہی عروج اُسکے لیے باعث فروغ ہوا بیضہ ہزار ہا ستارہ آسمان سے نکلا اور دو ترک پیل گیا اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ جادو ستارہ دار روئے ہوا پھر پیلادی ہی یا سہلک نے شادی رچائی ہو گئی اپنے غلام کے موافق یا نہ دیکھ کر کیا ہی کہ کو مرغ و بہار تنے نام

اس روش سے تھے تارے چھوٹے دیکھے جاتے تھے چراغان آب میں کیا تارے ٹوٹنے کا ہو بیان ایک عالم دیکھتا تھا دور سے	ناگمان ہوں ہو میں تارے ٹوٹتے شعلے تھے نہروں کنج و تاب میں ذو ذنب جیسے تارے ہوں عیان رات دن بھی روشنی کے نور سے
---	---

یہ سب تارے پھیل کر ہزاروں سے لاکھوں ہو گئے اور جانب لشکر مہرخ شل شہاب ثاقب
چلے اُسوقت ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ یہ تارہ گردشِ نجات مردانِ لشکر ہیں جسکے سر پہ لگا
وہ نل سرد چراغان کے چلے گا مہرخ نے کہا پھر کیا چارہ ہر رضینا بقضائے بہار نے کہا ایک سحر
اُسکے رد کا مجھ کو آتا ہے شاید پہنچائے اور یہ بلا سر سے ہلجائے لیجئے خدا حافظ میں جاتی ہوں یہ لکھنا اپنے
طاؤس کو اٹا کر آگے بڑھی اور کچھ سحر پڑھا کر جانبِ فلک اشارہ کیا کہ ایک بجلی بجلی مع صنعت بسکی
آنکھیں خیرہ ہو میں یہاں اپنی مادر کو دیکھ چکی تھی یہ سحر کرتے جب برقِ جملی یہ نہایت خوشنود ہوئی
کہ اب یہ سحر کام دیکھا غرض اب جو آنکھیں ہر ایک کی کھلیں دیکھا کہ ایک عورت حسینہ و جمیلہ زور
زیور سے آراستہ گلستانِ خوبی کے گلِ سرو باغِ محبوبی بے نامل آنکھیں غزالِ صحرائیِ رخسائی گیسو
سنبل باغِ زیبائی خالِ دونوں فلکِ جمال کے شمسِ قمر بکہ ماندان کے سامنے چاند اور زہرِ من غچ گلشن
جمالِ لبون میں سرخی اور شوقی کمال غرض از سر تا پا حسن کا جھمکاؤ اقدوس قیامتِ قہر کا نلکہ اشعار

گئی نظروں سے وہ کمر بار یک اور کیا دل زدے کو بات آئے ناز کی اس میان کی کیا کیے وہ قدم کا شش فرق سر پر ہو وہ کف پا قریب ہو میرے پنڈلی نازک ہر شاخِ سنبل سے یوں نصیبوں سے ہو خفا کا ناؤں گل و نبل سبھی متا شائی رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو	ہو نہ آنکھوں میں کیوں جہان تار یک کہیں یارب شباب ہات آئے بنے تو ہاتھوں میں لیے رہے ساقِ سپین مری کمر پر ہو ٹھوکر اُسکے نصیب ہو میرے پشت پانچٹھری سے ہر گل کی ورنہ ڈوبیں ہیں سیرِ خون پاک اگلی جھڑپ بہار آئی ۛ ۛ ۛ طرزِ رفتار جیسے افسون ہو
---	--

پس زن صاحب جمال فلک سے اتری پکاری رنگ سے بھری ہاتھ میں لیے تھی بہار نے اس سے
کہا کہ یہ چادر ستارہ دار جو چھائی ہوئی ٹھٹھا کی طرح ہے سکورو کرو سلام کر کے اڑی اور قریب چادر نکو پونچک
اُسے پکاری اس چادر پر ماری واہ رے نیرنگی سہ کروہ سب ستارے پکاری پڑتے ہی پھول گلاب و
دیا سین کے ہو کر علی و لشکر معرچ سے زمین پر برس پڑے صنعت نے یہ بازو دیکھا کہ بہار نے
ایک بیضہ کو میرے سر کے خراب کیا اور زمین کو کل زمین بڑا دیا تھنہ مار کر تھسی اور گویا ہوتی زمین
نوجھتی تھی کہ اس سحر کا دکنے والا کوئی نہیں ہرگز واہ بی بہار کیا کہنا کہیں تم کو کتنی نہیں ہوا چھو اب
اس بیضہ کے سر کو بھی رکرو یہ کہلرا ایک اور بیضہ شل آخر سحر کے چکنا ہوا کٹھے سے توڑ کر جانب فلک
اچھالا وہ بیضہ بھی بندی پر چاکر شق ہوا اور یہ پروبال اُسے پیدا کیے کہ ایک تو آپ اور بچے لاکھوں اُسے
دیے جانو ران خوش رنگ لعل کے برابر سرخ چادرین کی چادرین بکراڑے اور لشکر معرچ یہ اگر کرے
بہار تو جلد تر غرق زمین ہوگی اور محمود مشکین مو وغیرہ سرداروں نے چھپپیان سحر کی بنا کر
سمرخ پر جھلنا شروع کیں بعض ٹپکے سحر کا بنا کر چھپے بعض اڑ کر کسی طرف چلے گئے بعض زمین میں ہمارے
لیکن وہ طار اگر ہر ایک کے سر پر بیٹھنے لگے اب تو صاحب فیل کا ایسا رنگ نظر آیا جس کے سر پر طار نے
منتقار لگا دی دماغ اس کا شق ہو گیا لشکر میں بجلد رپڑی ہر چند معرچ نے چاہا کہ میں فوج کو روکوں
لیکن ٹھہرنا کیسا لوگ پاؤں اپنے سر پر رکھ کر بھاگے سردار بھی جان جانے کے خوف سے ٹھہر
بحیرت معرچ کا دیکھنے لگے عمر وغیرہ عیار تو پہلے ہی نکلتے تھے یہاں ایک طلاء ٹپک گیا بجلد رپڑی
پڑی کہ جیسے دریا جوش مار کر جلتا ہے زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی تھی کہیں طار جان کو خشیانہ
ملتاتا کوئی ٹھکانا ملتا تھا کہ صیاد اجل سے بچاؤ ہوتا نہ ہر آدمی جیسے پھٹ پھٹا کر ادر ہلاک
ہو گیا شورش اور غیو و زاریاں سے گوش کر دیاں کر ہوتا تھا پھر تو یہ حال ہوا کہ

نہ اوقات صلح و نہ ہنگام جنگ
بن آئی نہ کچھ مفت مارا گیا
نہ جاگہ سے اُنکے نہ ٹپک بل کے
بھو سکوی کیا جھیلین اور کیا کہین
کرین کیا اگر یو میں تقدیر ہو

چلی ہر طرف اب جو اگر ٹنگ
لگی آگ جنگل میں چار اگ
لگے مرغ کرنے نہ پھر چل سکے
پڑی سر پہ ایسی کہ فرصت نہیں
نخل ہو کچھ بھی تو تدبیر ہو

اس طرف بازارین لشکر کی بند ہونے لگیں اور صنعت نے جب چال دیکھا کہ سب لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہے جو بچے ہوئے ہیں انکو بھی مار لینا چاہیے پس اسنے تیسرے موتی اور کنٹھے سے توڑ کر جانب لشکر صرخ پھینکا اسکا قریب لشکر اُکرتا ہوتا تھا کہ لاکھوں پیکان اُبار لشکر پر برسے لگے ترک دھرنے کا اندازی کی تیسرے کیسے لگایا کرتا تھا کہ یہ خدنگ جانتان لگانا شروع کیے سینے اور تن فراریوں اور لڑنے والوں کے مجروح ہوئے کچھ دیر میں غریباں ہو گئے اب نہ بھاگنے کی طاقت نہ ٹھہرنے کا یارا ایک طرف سے مرغیان سحر جان لیتے تھے سینے بھیجا کھائے جاتے تھے ایک طرف سے پیکان تیر اگر نشانہ بناتے تھے اب صنعت نے چوتھا گوہر اور کنٹھے سے توڑا اور جاتے ہی تھی کہ اسکو بھی لگائے اسوقت صرخ وغیرہ اور سردار جو ابھی تک بچے ہوئے تھے انھوں نے دست دعا بدرگاہ کیرا بلند کر کے دعا آغاز کی کہ ارحم الراحمین و یا غیاث المستغیثین اپنا رحم ہمارے حال پر کر اور اس بلا سے ہم کو نجات دے

اس بلا سے ہم کو نجات دے

کہ ہر عقل کل یان پریشان خیال
کہان یان پریشان پشیمان ، ہر
مہ و خور بجھی سے ہن بے ز نور
کف خاک کو آدمی کر دکھائے
نمان و عیان سب میں پیدا ہر تو
دعا پاشکستوں کی کر تو پندیر
ہی تجھ سے اسدم ہر اپنی طلب

کہوں کیا میں تیری صفات کمال
خرد گنہ میں تیرے حیران ہر
زمین و ملک سب ہن تیرے حضور
یہ صنعت گری تجھ ہی صانع کو آئے
نظر کر کے دیکھا تو ہر جا ، ہر تو
نہیں کوئی اپنا ہر یان دستگیر
بچائے ہن نہر دشمن سے اب

یہ بلبلا کر جو تہخانہ کیا مقرون قبولیت دعا ہوئی سینے ملکہ غبار انگیز جو اپنے ملک سے چلی تھی اسوقت اگر سوچنی اور اسکو طائران سحر نے خبر دی کہ لشکر صرخ برباد ہو کر بھاگا جاتا ہے صنعت نے سحر ہفت بیضہ کیا پس یہ معلوم کر کے مال اسباب جو اس کے ہمراہ تھا اسکو ایک جگہ ٹھہرا کر آپ صنعت کے پاس آئی صنعت ہنوز بیضہ چہارم نہ لگانے پائی تھی کہ اسنے اگر سلام کیا صنعت نے بنگا و کچ اسکی جانب دیکھا اور کہا او بھوکری میں نے تو سنا ہے کہ تو صرخ سے مل گئی ہے جواب پرے پاس کا ہیکو آئی ہر شاید لشکر جو اپنے طرفدار کا تباہ ہوتے دیکھا ہے تو کچھ نفرد و نیے آئی ہر غبار انگیز

نئے کہا کہ میرا سوچنا ایسے وقت میں تیرے پاس ہوا ہے کہ جو کچھ کو وہ بچا ہے ورنہ اس صنعت نہ میں بچار سے دھوکا کھا کر گرفتار ہوئی نہ کسی سامان نے مجھ کو قید کیا مگر اکیلی تھی اس سبب سے موقع مناسب ہی ایسا تھا کہ مجھ کو سوائے اشی کے کچھ نہ آیا ورنہ مفت میری جان جاتی اور عمر کے ہاتھ سے ہلاک ہوتی پس میں بچاؤ اپنا کرنے کو مل گئی تھی اب میں تمہارے پاس آئی ہوں کہ اگر اسیاب سے مجھ کو ملو اور صنعت سمجھی کہ یہ اس وقت اگر بارادہ دغا بھی آئی ہے تو کیا کر لیگی اسکو تسکین و دلاسا دیکر ساتھ رکھوں اسنے کہا ای ملک غبار انگیز یہی چاہیے کوئی مالک اور پرورش کرنے والوں کے حق ملک کو بھلاتا ہے اور اُسنے بگاڑتا ہے تو میرے بجائے فزید ہے بیٹی پرین تجھ کو شاہ سے ملو اور ملے گی اور کئی قلعہ علاوہ تیرے ملک کے اور دلو اور دن کی غبار انگیز یہ باتیں شکر اسکو نذر کسی اشرافیان دین اور برابر جگہ ہی ہوئی اور تعریف کرنے لگی کہ ای ملک واہ کیا نایاب سحر کیا ہے کہ دم بھر میں اتنے بڑے لشکر کو آپ نے غارت کر دیا صنعت نے کہا اس سحر میں میرے کچھ اجارہ نہ تھا دیکھو یہ بیضہ سامری کی عنایت کیے ہوئے میں انکی خاصیت ہی ہے کہ جس لشکر پر لگاؤ وہ لشکر تباہ و برباد ہو جائیگا غبار نے تعجب کر کے کہا ذرا میں ایک بیضہ کو دیکھوں صنعت نے وہی بیضہ جو ہاتھ میں لیے تھی اسکو دیا اور کہا کہ یہ بیضہ جو تمہاری اور خاصیت اسکی یہ ہے کہ اگر لشکر حریف پر لگاؤ اور وہ لشکر میں بیضہ اول لگانے سے برباد ہوگا تو وہ سحر بھی بر طرف ہو جائیگا اور لشکر حریف یعنی جسے تین بیضوں سے اول کام لیا ہے وہ برباد ہوگا اُسنے کہا کہ ہاں ایسا ویسا لشکر جیسے کہ مہرخ کا تھا برباد ہوگا ورنہ جو زبردست سامر ہوگا اسکا لشکر تو کیا برباد ہوگا صنعت نے کہا بس آخر تو لو کی ہے نہ اری نادان یہ تحفہ عطیہ سامری ہے کہ میں رکنا ہے اگر افراسیاب کے لشکر پر لگائے تو وہ بھی غارت ہو جائے یہ حال جب غبار انگیز خوب سادریافت کر چکی اسوقت اسنے طاؤس کی باگ لی صنعت پکاری کہ کہان کا قصد ہے کیا تم اس بیضہ کو مہرخ کے بھاگی ہوئی فوج پر لگاؤ گے اُسنے کچھ جواب نہ دیا اور کچھ دور ہٹ کر اُنکے لشکر سے پکاری کہ اری او مالزادی بُرائی ڈھونڈو کہاتہ کہان جائیگی بکھرے اب سنبھل جا یہ کہ وہ بیضہ اسنے صنعت کے لشکر پر بھیج مارا کہ صنعت کے تخت پائے اکروہ شق ہوا اور آواز مہیب اسہن سے آئی صنعت پکاری کہ اری لشکر

بھاگو اور وہ پیکان جو لشکر مہرخ پر برس رہے تھے وہ اُسکے لشکر پر گر رہے تھے اور وہ
جو منقارین مہرخ کی سپاہ پر لگائے تھے اُسکے لشکریوں پر گر گئے اور اُس بھینہ کے لگانے
سے آگ برسنے لگی اب تو یہ حال ہوا کہ لشکری سر و چراغان کی طرح جھوٹ رہے تھے اور ہڑون
کیا لاکھوں داخل جہنم ہوئے اور زمین و آسمان میں زلزل برپا ہوا آشباری نے جنگل جلا دی
یہ عالم ہوا کہ زمانہ کرہ نارنگیا اور غبار نے اپنی فوج کو نعرہ کر کے بلایا کہ لینا ان باغیوں کو
نے زیر تیغ سحر کر لیا اور جب ہ بلا دفع ہوئی مہرخ بھی مع اپنی فوج باقیماندہ کے پھر پڑی پھر تو لشکر ان
کو بھاگنے کا راستہ ملا کہ نظم

چلے بھاگ کر دامن کوہ کوہ کوہ	فراری تھے جو فوج و انبوہ کو
خطر فوج کا شور ہنگاہ کا	عجب وان کے جانے میں غم راہ کا
کہ جاؤ زمین کچھ ہویدا نہ تھی	کہیں اس میں پگڑی بدلتی تھی
عجب کشمکش درمیان آگئی	بہیر اک بلا تھی جہان آگئی
نہ ہلنے کو جاگ نہ جلنے کی راہ	سرون پر کھڑی فوج و فیل و سپاہ

تیغ تیز نے گوہر جان لینے کے لیے جو ہر سے دانت اپنے نکالے تھے خنجر گلے کاٹنے پر حلقہ
باندھے تھے تیر سس سن چلکر یہ خبر سناتے تھے کہ سینہ مجھ دے پر ہم اندھی ہیں نیزہ سپر کشی
جٹانے پر بلند طبعی اپنی دکھاتے تھے کمائیں لب سو فار سے کہتی تھیں کہ لاؤ نقد جان سیمان
لاؤ خطا گرفتہ لوگوں کو تو رہاں کر کے بھینٹ ہمارے لیے جڑھاؤ سحر کی تو اس جنگ میں کچھ
ضرورت نہ تھی سحر تو وہی بیفہ کا کافی تھا کہ کر دے کیا فائدہ گزرا تھا لاکھوں آدمیوں کا
کھیت براہر ایک مدعی کھیت رہا یا تو سب وہ مہنتے تھے اب اپنے نصیبوں کو روٹے
تھے اور جان بچانا چاہتے تھے لیکن ممکن نہ تھا کیسا بھجا بھٹا ہی کیسا سنیہ جھدا ہی کوئی
لوٹ رہا ہی کوئی جو بھاگا ہی وہ کچھ دور جا کر گرا ہی اوپر سے آگ برس کر خانہ تن جلاتی ہی زندگی
بھاگنے والوں سے دو کوس آگے بھاگی جاتی ہی کہاں تک بیان کیا جائے صنعت سے
سب ہی بھاگے تھے یہ تو مع چند سرداروں کے بچ گئی اور میدان جنگاہ سے کسی کوس پر بھاگے
آئی اس مقام پر پناہ ملی سحر پڑھ پڑھ کر اسے دستک دی از بسکہ صاحب ہفت بیفہ بھی ہی بدبو

وہ جانور اور آتش اور پیکان سب موقوف ہوئے اُدھر ملکہ مہرخ سے غبار انگیز ملی ملکہ مذکور نے
اُسکو برابر اپنے تخت پر سوار کر لیا اور طبل شادمانی بجا کر چری لشکر اُدھر کام کام آیا تھا اُسے اگر کمر کھولی اور
سجدہ شکر خباب باری میں کیا مہرخ اگر سر بر جہان پانی پر بیٹھی اور غبار انگیز کے شکریہ ادا کرنے میں
ترزیان ہوئی کہ اسی ملکہ اگر ایک خطہ تم اور نہ آئین تو کام ہمارا تمام ہو چکا تھا غبار انگیز نے کہا کہ
ای مہرخ نامور میں نے کیا کیا یہ بھی سب فریب تھا اسی ملکہ اب صنعت کی تدبیر کرنا لازم ہے
مہرخ نے کہا جو مرضی پروردگار کی ہم تدبیر اسکی کیا کریں غبار نے کہا ابکی وہ غضب ڈھائی سکی
عمر نے اسوقت پوچھا کہ اسی ملکہ غبار انگیز سے تو بتاؤ کہ تم نے یہ کونسا سحر کیا جس سے وہ قبضہ بیت یاہو
اور ہمیر سے خدانے اُسکے سحر کی ہلاکی دفع کی غبار انگیز نے کہا میں نے کوئی سحر نہیں کیا میں اُسکے
پاس گئی اور اُنہار اطاعت اُس سے کیا اور کہا افراسیاب سے مجھکو ملوادیجئے وہ وقت
ایسا ہی تھا کہ میں عمر سے مل گئی تھی اُس نے کہا تو میری بیٹی ہر یکن تیری خطا معاف کرادو نگلی بس
اُسکے ہاتھ میں بیٹھ سحر تھا میں نے کہ اے میں دیکھوں گئے وہ بیفہ یا میں نے اُسی کے فوج پر
مارا اسکا فوہ ہی یہ تھا کہ جس لشکر پر بارود تباہ ہو جاوے اسی عمر سواے اُسکے اور کچھ میں نے
نہیں کیا عمر نے اس فطرت کی کمال تعریف کی پھر سوچا کہ صنعت اتنی بڑی شکست اٹھا کر گئی ہے
کمال ہی حیران ہوگی اگر اسوقت کوئی خیاری بنجاوے تو بہت بہتر ہے یہ سوچ کر اٹھا اور مہرخ
سے کہا کہ اسی ملکہ میں صنعت کی خبر لیتے جاتا ہوں کہ مہر گئی مہرخ نے ہر خنجر و کمانا اور
روانہ ہوا اُدھر صنعت صحرے پھراپنے اس لشکر میں کہ جولاکون آدمیوں کا دوزک
اُترا ہوا ہے کئی بارگاہ و خیمہ اور اُسکے لیے نصب ہوا یہ اگر بارگاہ میں تخت پر بیٹھی اور
اپنے ملازمین جادو سار جادو اور مختار جادو سے مخاطب ہو کر گویا ہوئی کہ کیوں تم نے دیکھا
اُس غبار نے کیا حرکت کی ہے یہ بھی اتفاق کی بات ہے تم دیکھنا کہ میں کس طرح ان سب کو ہلاک
کرتی ہوں جیسے ابکی بھاگنے کا ٹھکانا نہ ملتا تھا ایسا جب بھی ہوگا ساروں نے عرض کیا
کہ اسی ملکہ آپ سچ فرماتی ہیں آپ کیا کچھ شاہ افراسیاب سے کم ہیں اب اسوقت غلامان جانا
کی عوض بھی پذیر فرمائے یعنی کچھ خاصہ نوش جان کر لیجئے کہ آپ کے چہرہ مبارک کا عجب
حال ہوا جاتا ہے پھر جو چاہیے گا وہ کیجئے گا اُس نے جواب دیا کہ کھانے پانی سب سے مجھکو نفرت

ہو گئی، کچھ جی نہیں جانتا ہی انھوں نے پھر بہت تمام اصرار کیا ناچار اسے کہا اچھا سنگو او
 بکا دلون نے دسترخوان لاکر بچایا صنعت اگر کھانا کھانے میں مصروف ہوئی اوقت
 خواہ جو روانہ ہوئے تھے علیحدہ ایک مقام پر ٹھہر کر ساحر کی ایسی صورت انھوں نے اپنی
 بنائی مہر افراسیاب کے ماتھے پر اپنے اسطرح کی کندہ کی ہوئی معلوم ہوتی تھی تمامی کئی مہل
 باندھے بازو پر پتیلیاں جو اہر کی باندھ کر گلے میں مالہ وارید پہنکر نامہ افراسیاب کا ہاتھ
 میں لیکر دروازہ بارگاہ صنعت پر اپنے تین پونچیا سب نے دیکھا کہ افراسیاب کے
 یہاں کا جادو گرا آیا یہ دیکھ کر کوئی مانع نہوا اور خواہ اندر بارگاہ کے آئے صنعت کو
 مجرا کیا اُسے پلکوں کے اشارہ سے سلام لیا انھوں نے نامہ دیا اُسے نامہ کھول کر پڑھا لکھا ہوا
 تھا کہ ای ملک صنعت سحر ساز مر جا کیا کنسا جسطح سے کہ ساحران زبردست لڑتے ہیں اُسی طرح
 تم لڑیں میں خود آسمان سحر سے تماشہ دیکھ رہا تھا تم ناچار ہو کہ غبار انگیز کے فریب میں
 آگین ہکا تم کچھ رنج و ملال نہ کرنا یہ نامہ جو میر لیکر آتا ہے یہ صرف نامہ بر ہی نہیں ہے اور نہ قاصدی
 کرتا ہے یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہے بس اسکو میں نے اسلئے بھیجا ہے کہ تم اپنے پاس اسکو رکھنا
 نام بھی ہکا ہوشیار جادو ہے اسکی خاطر بہت کچھ کرنا اور لڑنے کو جانا تو اپنے ساتھ لیتی جانا یہ بڑا
 کام کریگا باقی مراعات سلطانی کی امیدوار رہو صنعت نامہ پڑھ کر خوشنود ہوئی ساحر نامہ
 کی بہت خاطر کی کھانے کے اول صلاح کی پھر آپ چند لقمہ کھا کر تخت پر آکر بیٹھی ساحر مذکور کو
 کرسی بیٹھنے کو دی پھر ایک راوٹی استادہ کرائی سب اسباب راحت دہان بھیجا اور کہا
 اے ہوشیار جادو تم اس راوٹی میں رہو عمر اٹھ کر اس راوٹی میں آیا میوہ تر و خشک کھایا
 اپنے پاس سے شراب نکال کر پی پھر بلیک پرلیٹ رہا تین چار لونڈیاں خدمت کو حاضر بنیں وہ کام
 کرنے لگیں بعد آئے خواہ کے چالاک بن عمر بھی صنعت کی فکر میں آیا تھا کتہ بن جو اندر
 باہر کام کاج کے لیے آتی جاتی تھیں اسین سے ایک کو اُسے فقرہ سے الگ بجا کر ہوش کیا
 اور اُسکی ایسی صورت بنکر سر صنعت کے رومل جھلنے لگا اس اشنا میں ملک حیرت جو
 کھانا کھانے اپنی بارگاہ میں بیٹھی اُسے بھی حال شکست کھانے کا صنعت کے سنا تھا بس
 کچھ میوہ سٹھالی کیوان کشی میں لگا کر صرصر عیارہ کو بلا کر کہا کہ جاکر یہ ملک صنعت کو دے آ

سامری جاہلین کے اُسے فطرت و الم سے کچھ کھایا ہی پانین قسم ہمارے طرف سے دنیا کے اسکو کھاؤ
 صرصر وہ کشتی لیکر روانہ ہوئی اور بارگاہ صنعت میں آئی مجرا کیا عرض رسا ہوئی کہ یہ تنہ
 ملکہ حیرت نے آپ کے لیے بیجا ہر صنعت نے کہا اری صرصر تو طرح ہوتی آئی جیسے کوئی
 عیار آتا ہی صرصر نے کہا اری ملکہ ہر مین تو عیار ہوں اگر آپ کو کچھ اور شبہ ہو تو اپنا اطمینان فرمایا لیجیے
 صنعت سے سازنے پانی سے تنہ صرصر کا دھوا یا صرصر کو اصل پایا اسوقت ایک دوشالہ
 اور بہت سے روپیہ انعام میں دیے صرصر خلعت بابر رخصت ہوئی لیکن دیکھتی گئی کہ
 چالاک سر پر کھڑا رومال چھل رہا ہی بس اُسے الگ جاکر نیل کے فلم سے لکھا کہ یہ جو نوٹڈی میر
 کھڑی رومال چھل رہی ہے یہ کنیز ہنیں ہی عیار ہی اسکا کام تمام کر دیا لکھ کے پھرائی اور کہا
 ملکہ نے یہ کاغذ بھی دیا تھا میں دینا بھول گئی تھی اب یاد آیا لیجیے صنعت نے لیکر پڑھا
 صرصر تو چلی گئی اور صنعت حیران ہوئی دل سے کہتی ہے کہ کیا بلا ہے بد عیار ہیں کہ کسی وقت
 بیجا ہی ہنیں چھوڑتے ہیں یہ لکھ کر اٹھی اور چالاک کو پکڑ لیا اور پوچھا کہ اری تو کون ہے چالاک
 نے کہا کہ میں آپ کی کنیز ہوں اُسے کہا کہ اری خیر سرتیرہ روزگار تو نینر ہے یا چالاک ہوا ہے
 پانی گرم لا کر اسکا تنہ دھواؤ اور کنیزین گرم پانی لیکر آئیں اور تنہ چالاک کا دھلا یا رنگ روغن چھوٹ
 کیا صورت اصلی ہا ہر ہوئی صنعت نے کہا میرا چاہتے تولاؤ و غلط اسکے قید ہو گیا بلند ہوا عمر
 جو راوی میں جا کر لٹیا تھا اُسے بھی سنا جلدی سے ہانپ کر آیا اور چالاک کے پاس آکر کہا اری
 اجل سبب غصب کیا تھا یہ لکھ کر ملکہ صنعت کو چاہتے نہ لگانے یا آپ ایک چاہتے اسکے لگایا
 صنعت نے کہا یہ موڈی کاٹے کی طرح باز نہیں آتے ہیں میں اب اسکو افراسیاب کے
 پاس لیجاؤ گی عمر نے عرض کیا کہ اری ملکہ میرا مین خلل ماندازیہ ہوا میری رائے یہ ہے کہ اسکو
 سمجھے آپ غایت فرمایا کہ میں اسکو قید کر دوں یہ لکھ کر اپنے جھولے سے سحر کی ریخ نکال کر خوب
 چالاک کو جکڑا اور کہا میں اس سے کچھ بوجھ لوں تو مار ڈالوں گا صنعت نے کہا میں نہ
 افراسیاب کو لکھتی ہوں جیسادہ فرمایا مین غل میں لانا عمر نے کہا اچھا اور چالاک کو اپنی
 راوی میں لایا وہاں لاکر شکین کھول دیں اور کہا او جوانا مرگ کیوں رہی جان کے پچھ پڑا ہی
 چالاک نے کہا آج تو صنعت نے نہ پہچانا تھا صرصر شمشیر زن آکر گرفتار کر گئی عمر نے

کہا میں سمجھ لوں گا چالاک انکے کئے سے فتات چاک کرنے نکلیا اور عمر ہائے ہائے کر کے مین
 پر گر پڑا اس طرح سے کہ اوہا پردے کے اندر ڈھکڑھکڑا اور آدھا باہر لٹکے ہائے ہائے کی آواز اہل راگہ
 نے جو سنی صنعت نے کہا صاحبو ہوشیار جادو کو بادشاہ نے بھیجا ہے اور وہ عمر کے بیٹے کو قید کرنے
 لیگئے ہیں معلوم ہوتا ہے کچھ آفت اپنے آئے یہ کہ خود راوی میں آئی دیکھا تو ہوشیار جادو بہوش
 پڑا ہے اور فتات چاک ہے چالاک کا تینا نہیں ہے لوگوں سے یہ حال دیکھ کر گویا ہوئی کہ دیکھو ہوشیار
 نے کیسا زنجیر میں جکڑ دیا تھا بندھا ہوا انگوٹھا مارا نکلیا بڑے غضب کے عیار میں اسے کوئی جیت
 نپا لیگا اچھا اب کوئی پانی لا کر ہوشیار پر چھڑکو کہ انکو تو ہوش آئے عمر نے یہ بیان جوا نکا سنا
 سمجھے کہ پانی چھڑکنے سے رنگ روغن نہ کہیں بگڑ جائے لازم ہے کہ اٹھ بیٹھوس یہ سوچ کر ایک آہ کی او
 کروٹ لی صنعت اہوت پکاری کہ اے ہوشیار جادو ہوشیار جادو کیا غافل پڑے ہو
 ذرا تو ہوشیار ہوا کے پکارنے سے عمر اٹھ بیٹھا اور کہا ای ملکہ چالاک نے کیا کون کہ کیا کام کیا ہے
 کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے میں مر گیا ہوتا سامری نے بڑی خیر کی صنعت نے کہا اگر اسوقت
 کچھ تمہارے دشمنوں کو ہو جانا تو مجھ کو افراسیاب سے بڑی نجات ہوتی لوگوں نے کہا
 ای ملکہ آپکا کہہ خیال ہے یہ وہ چالاک ہے جسے کافر اسیاب پر عیاری کی ہے اس سے بچے
 رہنا ہی غنیمت ہے اور جو وقت اسکو قید کرے جو کے نہیں مامری ڈالے یہی بہتر ہے غرض صنعت
 وہاں سے اٹھ کر پھر اپنے مقام پر آئی اور چالاک جو نکلا کہ بیان سے جلا ایک درہ میں پہاڑ کے
 گیا وہاں قریب تر ایک ساحر ہے کہ اس جگہ کی صنعت کی طرف سے گھبانی کرتا ہے اس ساحر کا
 نام بھی مہموت جادو ہے اور وہ ساحر نہایت زبردست ہے چنانچہ چالاک جو دیکھے تو درہ
 کوہ بہت آراستہ ہے اس طرف درہ کے درخت تمام سر تراشی کیے ہیں سبزہ آگاہی کنوین پختہ
 بنے ہیں پیسری جمالی گئی ہے اور سامنے ایک باغ کہ جس سے گلستان ارم کو دافع بنا ہوا نظر آتا
 ہے چالاک اس باغ میں آیا اسکو بھی نہایت سبزہ پابا زکس و یاسمن تختہ تختہ گل و سنبل چمن
 لگے ہیں یہ اسکی خوبی کی نسبت کہنا چاہیے کہ ایسا

وہ باغ نہیں بہشت سے کم
 ریحان خط غدار گل رُدا

دیکھا تو کچھ اور ہی ہے عالم
 رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو

از بیکہ ری سبزہ جلوہ آرا یون سبزہ گیساہ جانفرا تھے پھول بھی پھل بھی کیسے کیسے ہر رنگ کے گل جو ہین نمودار ہی سنخ تور شک لالہ و گل	ہی خاک طلسم چسرخ خضر گویا خط یار و سر باہر شاید کہ بہشت میں ہوں ایسے گلشن کے زمین ہی صحن گلزار ہم رنگ سر شک خون ببل
--	---

ہرمت نرین جاری خلاصہ یہ کہ بڑی تیاری ایک طرف بارہ دری حسن و خوبی بنی ہوئی بنی کی طرح سچی ہوئی فرش پر تکلف سے آراستہ شیشہ آلات لگا ہوا سامان عیش و راحت وہاں مہیا سند مغرق بچا ہوا اور اسپر ایک ساحر سیاہ فام بیٹھا ہوا شراب زہر مار کر رہا ہے سکرے دور سے دیکھا چالاک صورت ساحر کی ایسی بنا اور وہ وضع اپنی بنائی کہ جیسے وضع کے سار صنعت کے ملازم ہین بس اس صورت پر تیار ہو کر سامنے اُسکے گیا اور اُسکو سلام کر کے کہا کہ ملکہ صنعت نے آپ کے پاس بھیجا ہے فرمایا ہے کہ جب سے ہم شکست کھا کر آئے ہیں مہر خ کنجت ہمارے مار ڈالنے کی فکر میں ہے یہی چالاک عیار آیا تھا ہننے قید کرنا چاہا وہ لگ گیا اب تم بہت ہوشیار رہنا اور جو کوئی عیار طر آئے اُسکو بکڑ کر مار ڈالنا مسمحت اسی ساحر کا نام ہے چالاک کی تقریر سنار وہ اپنے ملازمون سے حکم فرما ہوا کہ سو روپیہ اُسکو لاکر دو اٹھونچے روپیہ مذکور لاکر دیے اور مسمحت نے کہا ملکہ عالم کو میری تسلیم کھدینا اور عرض کرنا کہ آپ میری جانب سے غافل رہیں میں بہت ہوشیار ہوں چالاک نے جب روپے پائے کہا ہننے ہمارے ساتھ احسان کیا ہے ہمارے باپ دادا سے بھی ایک چیز نادر چلی آئی ہے بھلا اُسکو ہم بھی تو دکھلا دیں لے آؤ الگ جلو مسمحت بہ سکر اٹھا اور اس باغ کے ایک صحنچی میں گیا ملازمون کو وہاں آنے سے منع کر دیا چالاک بھی اُسکے ساتھ گیا اُسنے کہا دکھاؤ وہ کیا چیز ہے چالاک نے قریب پہنچتے ہی اُسکی ایک طمانچہ دست بیٹھی آلودہ کالنگیا مسمحت نے کہا او بے ادب یہ تو نے کیا کیا چالاک نے کہا اسین تو کرامات ہے تم دیکھ لینا گھبراؤ میں یہ کسی رہنما کا وہ جگر مار کر گرا بیٹوس و مد ہوش تھا چالاک نے اُوقت تنہائی پا کر اپنی اسی صورت اُسکی بنائی اور آپ اُسکی صورت پر بنا اور اُسکو پیٹھ پر لاد کر باہر نکلا تو کروٹ نے اُسکے کہا کہ یہ کون ہے اُسنے جواب دیا

کہ جمشید نے میری غوث پجائی اور جان بھی رکھ لی اُس نے مجھ کو مار ڈالا ہوتا یہ عیار ہی یہ کھنکر بارگاہ
صنعت کے دروازے پر اُس کو لادے ہوئے لایا صنعت کو خیر ہوئی کہ مبعوت جادو کوئی
آپ کی جانب سے فلان صحرا میں محافظہ ہر وہ چالاک کو پکڑ کر لائے ہیں یہ حال سُکر صنعت
اُٹھے اور ہوشیار جادو کے پاس آئی کہا اری ہوشیار مبارک ہو چالاک پکڑا گیا مبعوت
جادو میرا ملازم لایا ہر عمر کے یہ خیر سکر جان نکل گئی مگر نظامہ خوشنود ہوا اور جلد وہاں سے باہر
نکل آیا اس اُنٹا میں مبعوت نقلی بھی داخل بارگاہ ہوا ملکہ صنعت عمر کے ساتھ کھڑے تھے
اُس کو جڑا گیا صنعت نے ہنسر پوچھا کہ اری مبعوت مزاج تو اچھا ہے کہو اُس کو لائے مبعوت نقلی
نے سب ماہر بیان کیا کہ یہ عیار مجھ کو بھی فریب دینے گیا تھا میں نے پارٹلیاں ان باتوں میں
یکایک خبرائی کہ ملکہ شکوہ زرین قبا اور شہاب جادو سیرکنان اس طرف آئے تھے وہ آتے
ہیں صنعت نے کچھ لوگ اُنکے استقبال کو بھیجے کہ وہ دونوں بھی بارگاہ میں آئے صنعت
سے ملاقات ہوئی اُس نے مزاج پرسی کر کے بڑا نپاک ظاہر کیا چہرہ بھی کرسیوں پر بیٹھے باہم می گردش
میں آیا اس وقت ملکہ شکوہ نے پوچھا کہ اری ملکہ یہ سنے مردہ سا کون پڑا ہر صنعت نے سب
احوال ان سے بھی کہا اور کہا افراسیاب نے ایک ہوشیار جادو نام سا ونیک نام کو میرے پاس
بیجا ہر اور بت تعریف اُنکی نامہ میں لکھی ہے میں اُسے نہایت خوش ہوں شکوہ نے کہا اری ملکہ
اب تم اس کو مار ڈالو صنعت نے کہا لڑائی کی فتح اور شکست جب ہے کہ جب ریف پکڑا جائے
نور سمجھا کر مارے لیکن آپ کے فرمانے سے میں ابھی اُس کو قتل کرتی ہوں مجھ کو کسی بات کا غدر نہیں
ہر شکوہ نے کہا کہ کچھ ہی کیوں تو اب اس کو مار ڈالیں ان سے کہا اچھا اس وقت شہاب جادو
کہا کہ ہوشیار جادو کو بھی ہلائے ہم ملاقات بھی کرینگے اور وہ اسکے قتل کی بھی کیفیت دیکھنے
صنعت نے ایک کینز کو حکم دیا کہ جا کر دیکھ تو ہوشیار جادو کیا کرتے ہیں عمر باقو باہر نکل آیا تھا
یا پھر جاکر راوٹی میں لیٹ رہا اسیلے کہ اُسے باہر آکر جو مبعوت کو دیکھا تو چالاک کو پایا تھا
غرض کینز جو آئی دیکھا کہ آرام میں ہیں اُسے جگانے کا ارادہ کیا کینز میں جو اُسکی خدمت یقین وہ
گویا ہو میں کہ ابھی آرام کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر ملکہ بھی آکر جگانے کا ارادہ فرمائیں تو مجھ کو نہ اٹھانے
دنیا کینز مزاج اس کے ہر آلے اور صنعت سے اُن کو نہ کر دیا شہاب جادو غور سے سب حالتیں دیکھ رہا تھا

اور صنعت نے جلا کو حکم دیا کہ جلد تر اس نفی کا اسی عالم بیہوشی ہی میں سرکاٹ ڈال جلا نے بموجب حکم دوڑ کر تیغہ مارا کہ سو بھوت اصلی کا اڑ گیا اور پکارا کہ مبارک ہو میں نے کام سپر عمر کا تمام کیا لایئے نیام دلو ایسے یہ تو انعام ملک رہا ہر کہ وہاں صدائے گرد و دار و دار گیر بلند ہوئی دھوان بظرف پھیلا آواز آئی کہ مار بھوت جادو کو اس اندھیرے میں چالاک نے نوہ کیا کہ نیم چالاک اری قبحہ صنعت تو میرا نام چالاک کہ تیرے ہاتھوں سے تیرے رفیقوں کا سر کٹواؤں یہ کہنے تخت کے نیچے صنعت نے جلا گیا کسی نے اس تاریکی میں دیکھا نہیں کچھ عرصہ کے بعد وہ دھوان بظرف ہوا سب نے دیکھا کہ سو بھوت جادو کا سر الگ کٹا پڑا ہے اور شکوہ اور شہاب جادو کو گھیر کر باہر نکلتے کہ یہ کیا آفت آئی اور پسین گرم سخن ہوئے کہ غضب ہر سامری کا بجلا کیسے کسکو کوئی مارے اور کسکو دھاکرے بجایو اب طلسم پر ادب آ رہا ہے اور صنعت لاش بھوت دیکھ کر بدحواس ہو گئی کہ بل بے تیری تلاش کہاں پہونچا اور بھوت کو بکڑ کر لایا بیان تو سب تیر اور مرتد وہیں لیکن حیرت کو بھی طائران سحر نے سب خبر پہونچائی وہ بھی پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ شکوہ اور شہاب جا کر پہونچے انھوں نے مفصل کیفیت عرض کی کہ ہمارے سامنے یہ ماجرا گذرا پھر یہی بیان کیا کہ افراسیاب نے ایک ساحر ہوشیار جادو نام کو صنعت کے پاس بھیجا ہے اور بڑی تعریف اس کے نامہ میں لکھی ہے وہ ساحر وہاں موجود ہے بڑی خاطر اسکی مالکہ صنعت کرتی ہیں حیرت نے یہ حال سن کر کہا ادبی اس میں بھی کوئی نکوئی فریب معلوم دیتا ہے میں بادشاہ کو نامہ لکھتی ہوں جیسا ہو گا ظاہر ہو جائیگا یہ باتیں جو بیان ہوئیں طائران جادو مہرخ کے بیان کے اور افراسیاب کے بیان کے برائے جاسوسی حاضر تھے انھوں نے بھی سنا اور طائران اڑ کر بادشاہ طلسم کی خدمت میں گیا اور طائران سحر نے اگر مہرخ سے جو سنا تھا بیان کیا مہرخ بہت خوشنود ہوئی اور اخبار انگیز نے کہا بی بی عیار بڑے فعلیوں اور زبردست ہیں مہرخ نے کہا سب ملکہ چالاک کے نیسے دھاکر و خدا تعالیٰ اسکو صحیح و نام عیسے لاکر ملائے سب دست بدعا ہو اور طائران جادو و شاہ جادو مان کے پاس پہونچا جلد ماجرا اسے بیان کیا بادشاہ نے حال سن کر زون جھکائی اور کہا میں اسی وجہ سے سب کو غارت کرنے جاتا تھا تو اس صنعت نے نانا اب اچھا ہوا جو دلتیں اٹھاتی ہے یہ کہہ کر قہقہہ ہنس دیا دیکھا کہ کونسا ساحر میرا ملازم ہو چکا جادو نام ہو جو اس کے پاس گیا ہے قہقہہ میں معلوم ہوا کہ وہ سحر عیار ہے اگر بادشاہ قتل کرنا ہو تو اسی

وقت میں اُسکو مار ڈال پڑا ایسا موقع نہ ہاتھ آئیگا یہ رقمہ سے دریافت کر کے اُس نے باغبان کی طرف دیکھا اور کہا کہ تیرے وعدہ کیا تھا میں عمر کو بکڑ کر لاؤنگا آج تک ایسے وعدہ نہوا خیر اب تم بارگاہ میں صنعت کے جاؤ اور وہاں ہوشیار جاؤ بنا ہوا عمر ہی کا سر کاٹ لاؤ یا صنعت سے ساز سے کہنا کہ وہ خود قتل کر کے سر تعین دیدیگی باغبان نے پایہ کثرت بادشاہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اینک رفیقہ آؤدیم یہ کلمہ عازم رہ نوردی ہو لیکن اس سے بھی زور و جہش کی ملکہ گلچین جادو کہ عمر سے ڈرتی ہی اس واسطے کہ عمر جو باغبان کو مار ڈالیکا تو میں راند ہو جاؤنگی اسنے قرآن جہش کو بھائی بنایا ہی اور اُس نے اسکو بہن کہا ہی ہر چند باغبان کو یہ سمجھایا کرتی ہی مگر وہ نہیں ماننا ہی چنانچہ ملکہ گلچین جادو اپنے شوہر سے پہلے جادو سحر اوڑھ کر روانہ ہوئی جا کے صنعت کی بارگاہ میں پہنچی بسبب جادو سحر کے کسی نے اُسکو دیکھا نہیں عمر کی راوی میں گئی عمر سوتا تھا اسکو جگایا اور کہا خواجہ سلامت میں ہوں آپ کی کینزہ گلچین جادو افراسیاب کو آپکی خبر پہنچی ہی اسنے میرے شوہر کو صنعت کے پاس بھیجا ہی وہ آتا ہی آپ ہوشیار ہو جائیے میں پہلے آپ سے خبر کرنے کو آئی ہوں آپ کو قسم ہی اپنے خدا سے پاک کی کہ باغبان کو مار ڈالیے گا میں راند ہو جاؤنگی خود امتحان کا حافظہ ہی میں جاتی ہوں یہ کلمہ وہاں سے چلے گئے اسکی باتوں کی آواز کچھ کچھ کنیزوں اور صنعت نے بھی سنی مضمون تو کچھ بھی نہ سمجھیں لیکن صنعت نے پکار کر کہا کہ اری یہ کسکی بیڑا تے جاتے ہیں عمر نے کہا یہ میرے ہمارے ہیں اور کسکے ہیں عرصہ ہوا ہلکے آئے ہوئے اب تدبیر لڑنے کی ہم بھی کرتے ہیں بیڑا خبر نہ لگاتے ہیں یہ کلمہ باہر راوی کے آیا اور دیکھا کہ ایک جادوگر اثر درنگاہ جادو نام صنعت کے پاس ہتادہ ہی اسنے صنعت سے کہا کہ اری ملکہ ذرا یہ جواب کے پاس کھڑے ہیں انکو میرے پاس بھیج دو مجھے کچھ اسنے کہنا ہی صنعت نے یہ سکر اثر درنگاہ سے اشارہ کیا کہ جادو کہ عمر کے پاس آیا عمر کہا اری بھائی یہ غل کیسا ہوا تھا اسنے کہا کیا بتاؤں اپنی اپنی بسکوی ہی ہی عمر نے کہا ہاں بھائی یہاں ہی حال معلوم نہیں کہ ہم مارے جائیں یا تم مارے جاؤ مگر بھائی عیار کیا کام کر رہے ہیں ابھی دیکھو میرے پاس ایک عیار آیا تھا اسنے زبردستی بغیر کے اسنے میرے منہ پر یون ہاتھ مارا دو دن ہاتھ مارا ہی لو سطح سے ہاتھ پھیر ہی تو دیا یہ کلمہ ہاتھ منہ نقل کرنے کے ہانے سے پھڑپھا کہ اثر درنگاہ بیوش ہو گیا اسنے جب اُسکو بات کہنے کے لیے بلایا تھا تو کنیزوں کو ہتادیا تھا

چنانچہ تنہائی تو تھی ہی اتر درنگاہ کو شکل ہوشیار جادو بنایا اور آپ اکی ایسی صورت بنایا اور اسکو اپنے
پلنگ پر لٹا دیا اور کینزوں کو پکارا اُسے کہا خبردار سے ہوشیار نہ کرنا یعنی جگانا بینن یہ کہ کلمہ آپ
یا جمشید یا جمشید کہتا ہوا صنعت کے پاس آیا اُسے کہا اتر درنگاہ جادو خیر تو ہی مجھے تو کچھ
کہو اے ملکدین تیسے کیا کہوں اب آپ ہی معلوم ہو جائیگا اُسے اس کلمہ پر گھبرا کے کہا اے رکتات تو
لانا عمر نے دل میں کہا کہ کتاب میں دیکھا اُسے تو حال ترا کھلے گا بس گویا ہوا کہ اے ملکدین تھے تو
کتاب کی عزت کھودی نہ اور اسی بات پر کتاب لانا کتاب لانا کرتی ہوا اے ملکدین جس کام پر
عقل کام کرے وہ کتاب میں دیکھتے ہیں تو کتاب کیا کرو کی مجھے میرا پر کر گیا ہے کہ شاہ جادو ان
کے پاس کوئی ہوتی آتا ہے اور ہم رتبہ وہم یا یہ تمہارا ہے اور جس کام کو آتا ہے اسی کام کو سنکر میں
یا جمشید یا جمشید کہتا ہوں اب معلوم ہی ہوا جاتا ہے گھبرائی کیوں ہو یہ کی رہا تھا کہ باغبان قدر تیور پر
بل ڈالے ہوئے اسباب سے ہوئے تخت پر سوار اگر اسکی بارگاہ میں اترا صنعت برائے
استقبال خود اٹھی باغبان نے بڑی سمجھکر سلام کیا صنعت نے ہنسر سلام لیا اور ہاتھ ہکا پکڑ لیا
مقام صدر پر برابر اپنے بٹھایا باغبان بیٹھنے کہا کہ شنشاہ نے فرمایا ہے میں نے کب ہوشیار جادو کو
بیجا ہے اور وہ ہے کمان صنعت نے کہا کہ وہ جب سے آیا ہے ست شراب ایسا رہتا ہے کہ ہر وقت
راوٹی میں پڑا رہتا ہے اب بھی وہیں ہے باغبان کہا وہ عمر عیار ہی ہو جوہ سے بہت تمہارے
پاس نہیں بیٹھا ہے اپنی فکر میں ہے نکو مار ڈالو آسوقت اتر درنگاہ ہلی نے ایک قہقہہ مارا اور کہا بھلا
ہم تو سچ ہوئے صنعت یہ ماجرا سنکر نہایت درجہ گھبرائی باغبان نے کہا حکم دیا ہے شاہ نے کہ جلد
مارڈاؤ اسکو اور سر اسکا مانگا ہے لاؤ مجھے دو کہ میں قتل کر کے سر لیجاؤن صنعت نے ہوت
ایک جلا کو بلا کر چپکے سے کہا کہ راوٹی میں جا اور کینزون کو بیان بھیجے تو وہ ہو پلنگ پر سو رہا ہوا
مرکاٹ جلا بموجب حکم راوٹی میں گیا اور کینزون سے کہا جلد بیان سے باہر جاؤ وہ سب لڑان
ترسان باہر آئیں اور جلا نے ایک ہی تیغہ کا ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ اتر درنگاہ کے دوکرے ہوئے
انکے منے سے بھی صدائے مہیب آنے لگیں اندھیرا ہوا آواز آئی کہ بچو پکڑو مارا اسکو کہ جگانا نام اتر درنگاہ
جادو تھا صنعت نے جب جلا کو بہر قتل ہوشیار بھیجا تھا چار ہزار جادوگر براے حفاظت مقرر کیے
تھے کہ شاید عمر ہوشیار ہو کر نکلے تو جانے پائے دو ہزار جادوگر کو برو سے ہوا پر واز کر رہا تھا

اور دو ہزار گرد بارگاہ تھا بس ادھر تو صدائے قتل ہوشیار بلند ہوئی اور عمر نے نعرہ کیا کہ شہنشاہ
 عیاران عمر نامدار ارے اے شہنشاہ صنعت ساز اگر تیرے جادو گردن کو سطح نہ داخل جنم کرایا تو نام
 اپنا نہ کھا صنعت نے نعرہ نہ کر گرو اپنے تو حصار کیا اور پکاری کر لینا موٹوی کاٹے کو جانے پناے
 اندھیرا تو تھا ہی ناریج ترنج ناریل چلنے لگے ہوت چالاک جو تخت کے نیچے چلا گیا تھا باہر نکلا اور
 آکر اُسے عمر کا ہاتھ پکڑ لیا کرا کر والد ماجد راہ یہ میں نے پہلے ہی سے بنا رکھی ہے اُسے چلے عمر بھی غلطک
 مار کر زیر تخت آیا دیکھا تو یہاں نقب لگی ہر دونوں اس نقب میں کودے اور روانہ ہوئی صنعت
 نے جب وہ اندھیرا موقوف ہوا ہر چند تلاش کرایا کر دیکھو یہ دونوں کہاں گئے ہیں لیکن تہ نہ ملا بہت
 پریشان خاطر ہوئی اور مختار جادو نے عقل سے دریافت کیا کہ اور تو سب راہ رُکی ہوئی تھی تخت
 کے نیچے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ہیں بس اُسے تخت کو اٹھوایا دیکھا تو نقب لگی ہے بس عرض کیا کہ ارے
 ملکہ دیکھو وہ اس راہ سے گئی ہیں باغبان تو یہ سب ماجروں کی فکر پہلے ہی چلا گیا تھا اور یہاں صنعت
 نقب دیکھ کر بہت پریشان ہوئی اور گویا ہوئی کہ ارے مختار کچھ عقل نہیں کام کرتی ہے اور نہ کچھ کر سکتی ہے
 مختار نے کہا قربانت شوم آپ فرمائیے تو آخر کیا کہنا ہے اُسے کہا باغبان قدرت جو افراسیاب سے
 پاس سے آیا اور اُسے کہا کہ یہ عمر عیار ہے بس تو افراسیاب بھی جھوٹ بولنے لگا مختار نے کہا
 ارے ملکہ جب ہوشیار جادو نے اثر درنگاہ کو راوی میں بلایا تھا اس وقت تک وہ ہوشیار عمر ہی تھا
 جب اثر درنگاہ اُسے پاس گیا اُسے بیہوش کر کے اپنی صورت پر نہکونایا اور آپ اسکی صورت
 بنکر باہر آیا اور آپ سے بایں کہیں باغبان قدرت کیا کرے جو سن آیا تھا اُسے وہی آپ سے کہا
 لیکن تعجب یہ ہے کہ اسکو خبر کسے پہونچائی کہ باغبان قدرت آتا ہے صنعت نے کہا کچھ ہی ہو گا اب
 عزت سامری رکھیں ہمارے تو بے اُردی ہوتی ہے یہاں تو یہ تذکرہ ہے اور عمر عیار مع چالاک کے
 نقب سے نکل کر ہنستے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے مہرخ اور سب سرداروں نے خدا کا شکر کیا کہ یہ
 خدا نے تمکو جسے ملایا عمر نے تمام کیفیت سامنے مہرخ کے بیان کی مہرخ اور جملہ سردار فقہ مارے لگے
 اور سب عیار بھی مع مترقران کے اس وقت بارگاہ میں آئے اور میٹھر شراب پینے لگے ناچ ہو
 شراب کا جام گردش میں آیا مہرخ نے کہا اب خدا وہ دن بھی کرے کہ شہزادہ اسد اور مہر جبین
 بھی چھوٹیں اور اسد دلاور طلم فتح کرے عمر نے کہا انشا اللہ اب وہ زمانہ بھی قریب ہے ملکہ بران

تدبیر میں گئی ہیں لیکن جب تک آپ دیکھیے گا کہ کیسی کسی لڑائی پڑتی ہے اور ہم بھی چن چن کے ان نابکاروں کو خدانے چاہا تو مارینگے یہ لکڑی صرف عیش و انساں ہوئی اور ہر باغبان کے پونچنے کے قبل پہلے افراسیاب کے پاس آئے اور عرض رسا ہوئے کہ بموجب ارشاد حضور باغبان سے کہنے سے صنعت نے ہوشیار جادو کو قتل کرایا لیکن صدائے گیرگیری بلند ہوئی دیا ہوا کہ ہوشیار جادو عمر نہ تھا اثر درنگاہ جادو تھا افراسیاب نے کہا عجیب و غریب مقدمہ ہے کہ جو تدبیر ہم کرتے ہیں وہ برعکس ہوتی ہے یہ لکڑی ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور پٹلون سے کہا کہ تم جا کر پھر خبر لاؤ کہ صنعت کیا کرتی ہے اور مہرخ کس فکر میں ہے پہلے روانہ ہوئے آگے چند پہلے تو بارگاہ صنعت میں پونچے اور چند بار گاہ مہرخ میں آئے یہاں دیکھا تو ناچ ہو رہا ہے اور صنعت کو جو دیکھا تو غصہ میں رہنجدہ پایا اور شاگرد کئی ہے ای مختار جادو و مجکو افراسیاب سے بڑی ذلت ہوئی ہے اب جی چاہتا ہے کہ اپنے تین ہلاک کروں مختار کہہ رہا ہے کہ حضور شراب پین کچھ خاصہ نوش فرمائیے یہ تو حالات جنگ ہیں اس قدر تشویش فرمائیے اُسے کہا کہ اب کھانا میں جب کھاؤنگی کہ لشکر باغبان کو غارت کر لوں گی یہ لکڑی بھینہ سیاہ جو گنٹھے میں تھا ہاتھ میں لیکر دکھایا پٹلون نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ اب تو یہ آمادہ حرب و حرب ہے لازم ہے کہ بادشاہت جا کر خبر کریں پھر آپ ہی کہا کہ تماشائے جنگ دیکھ لین تو ایک ہی مرتبہ جا کر عرض کریں غرض یہ تو ٹھہری اور جاسوسان لشکر مہرخ جو بیان موجود تھے وہ سب خبر لیکر مہرخ کے سامنے اور عرض رسا ہوئے کہ ملکہ صنعت سرساز پھرایا جاتی ہے اور اسکا ارادہ ہے کہ ابکی بھینہ سیاہ کام لون مہرخ یہ خبر نہ کرے جو اس ہوئی پھر آپ ہی کہا کہ ہمارا اللہ مالک ہے وہی پچانے والا ہے چالاک جو شریک انجمن انسلط تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا جب تک اس قحبہ صنعت کو قرار واقعی نہ گوشمالی ملیگی یہ مانیگے نین یہ لکڑی ہاں سے چلا اور سار کی ایسی صورت بنکر قریب بارگاہ صنعت آیا یہاں صنعت باہر بارگاہ کے آکر غصہ میں کھڑی ہوئی تھی تمام سردار اور اصحاب اُسکے گھیرے ہوئے بچھا رہے تھے کڑی ناظم کل طلسم افراسیاب کی پیاری حیرت کی راج دلائی اگر لشکر باغبان برباد کرنا منظور ہے تو فوج کو سہرا لیکر جاسیہ لار فوج بھی عرض کر رہے ہیں کہ ہلو پتے چلیے صنعت کہ رہی ہے کہ میں اکیلی جاؤں گی اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہے

یہ کلمہ مختار چادو سے مخاطب ہوئی کہ تم گھر سے اور فوج و لشکر سے خبردار رہنا جھکو کچھ دیر نہو گی ابھی گئی
اور کام شکر کا حرفون کا تمام کر کے بھر آئی دیکھو یہ وہ بیضہ سیاہ ہے کہ جسکے لگاتے ہی ہزاروں سانپ
پیدا ہوگا اور مقصدون کو دس لیکڑ بیضہ تھیلی پر رکھ کر بند کیا چالاک جو فکر میں آیا ہوا تھا
اُس نے دل میں خیال کیا کہ بس یہی وقت ہے تو اپنا کام کر یہ سوچ کر اُسے کدو پن میں پھر رکھا اور تھیلی کو
اُسکی ناک چرخ دیکھو ہمارا پتھر اگر ہاتھ پر پڑے گا ہاتھ کا پتھر انگلیاں تو سب ٹوٹ گئیں اور بیضہ
سیاہ ٹوٹ کر وہ سردار اور فوج کے لوگ جو بھجھا رہے تھے اور ساتھ چلنے کے لیے مصرتھے اکین گرا
معاذ اللہ قیامت کبریٰ بپا ہو گئی اول تو آواز صیبا آئی اور دھواں اس قدر پیدا ہوا کہ وہ مقام
طلحات سے بھی بدتر تھا چاہ بابل کی وہاں کی تاریکی کے آگے کچھ حقیقت نہ رہی ہزار ہا سوز کا
اُس اندھیرے میں دم خفا ہوا اور علاوہ اس اندھیری کے مادران سیاہ زمین سے نکلنے لگے
اور روئے ہوا سے برسنے لگے تمام عالم اُن سوزیوں سے بھر گیا ہوا مسموم ہو گئی اُن سانپوں نے
جسکو کانپانی ہو کر وہ بیگیا لشکر ہوتیار ہوا تھا اُسین بگدر بڑی ہر خد صنعت سحر یعنی تھی
لیکن وہ آفت موقوف نہ ہوئی تھی اندھیری نے جان لی سانپوں نے آفت پر پاکی ان کافروں کو
گو یا جہنم میں بند کیا تھا کہ ہر ایک کالا انکو کاٹتا تھا خدا کی پناہ ہر سمت ہتکار کے صدا بلند نامی
زہر دار سے نالان ہزار جہنم خانہ تن کے بانی سے روح شل سانپوں کے نکلی جاتی تھی غلغلہ
عظیم ہائے کاٹاوائے جان گئے کا بلند تھا سامری پچا نا جمشید پچا نا کی بھکار تھی یا خداوند لقاد کو
آتا ان صداؤں کے آنے سے کو اگو ہار تھی کھل بل اور بھل ٹری تھی بڑی آفت کی گھڑی تھی کراہتا

جدھر نظر دیکھیں لگ جائے آگ	دم دم کشی لب پہ کھینچیں ہین ناک
جہان میں وہ تھی جا ہی بڑ تر و شور	عصا سے چلی ملہ وان مار و مور
ہر اک آنکھ سے زہر ٹپکا کب	جلا اُنکے آگے کوئی کب دیا
صدا سے عیب اُنکی تھی بلند	جگر جاک ہوتے ہوا پر بر بند
درندوں کے بر جانین تھے جو	چزدے مکانون سے سب اوداں
دعوش اُس بیابان میں تاتے نہ تھے	لیو آشیابون میں جاتے نہ تھے
ہوئی اُسکی کوسون تلک ایسی دھوم	کرایا نہ اس رہ کوئی جز موم

<p>ہوئے ساکنان بیابان تنگ پر آگندگی تھی اس ابنوہ میں اس آواز سے جی نکل ہی گئے بھرا ایک دم اُسے وا کر دہان دم دیگر اُسے نہ کوئی رہا زمانہ وہی آگ کا حیار اور</p>	<p>اٹھے کوہ وادی سے شیر و پلنگ کہ گونجے بلائے سیاہ کوہ میں جو ثابت قدم تھے بچل ہی گئے تو پایا اس ابنوہ کو نیم جان وہی دشت خالی وہی اثر دہا ہوا گرم ویسے ہی ویسا ہی شور</p>
---	--

صنعت کے فوج اور صنعت بزور سحر بھاگ کر بہت دور نکل گئیں اور قریب دریا کے
سحر آکر ٹھہرین ہو وقت کہ جب کوئی اس جنگل میں باقی نہ رہا وہ اثر دہی ناپدید ہوئے مطلع صاف ہوا
لیکن صنعت نے ایک مقام پر ٹھہر کر بھیگلی فوج کو اپنی مجتمع کیا اور اس جاے خطرناک سے بہت
دور ہٹ کر خیمہ کیا اسکی فوج اور خزانہ وغیرہ لاتعداد لائے تھے ہر وجہ سے ہر بار نیا سامان مہیا ہوتا ہی
چنانچہ اب بھی لاکھوں ساحرون کو لیکر ایک جگہ پر اتری مگر داغ بالائے داغ آتشیں تیرے جگہ رو دل کباب کر یا
سامری میں کس آفت میں آکر گھڑی دیکھے اب کیا ہوتا ہی سردار جو باقی ماندہ تھے وہ آکر بچھانے لگے
کہ اے ملکہ ایک بات کے پیچھے پڑ جانا اچھا نہیں کہیں بھی خرابیاں ہوتی ہیں دیکھے بادشاہ طلسم
سب طرح کے سحر جانتا ہی اور قدرت و طاقت سامری نے اسکو خنایت کی ہر مگر یکایک کوئی کام نہیں کر سکا
ویرا یہ درست آید کامعالمہ ہی آپ بھی اب چندے توقف فرمائیے پھر سمجھ لیجیے گا صنعت اپنے
حال پر نالان و گریان ہو کر خاموش ہو رہی اور چالاک بن عمر جو بیضہ کو توڑ کر روانہ ہوا سامنے
مہر خ کے آیا بیان سکومترو دبا یاد کیا کہ لشکر مہر خ تیار کر رہی ہی اور منتظر ہو کہ آفت آیا پا رہی ہی
اسوقت اسنے آکر کہا کہ اے ملکہ آپ بیٹھ کر ناچ دیکھے عیش کجے میں جنگ فتح کر آیا یہ کہہ کر حملہ مہر خ
اسطرح اسنے بیضہ دکھایا میں نے تبھرا کر ہاتھ ہکا توڑا اور بیضہ پسکی فوج میں گرا یا اب وہ بھاگ گئے
آوارہ دشت ادبار اور یقین تو یہ ہر کہ طعمہ مار ہوئی آپ کے سر سے ہلائی لڑائی کیسی اور لڑنے والے
کجا بہ حال سکر عجم اور مہر خ وغیرہ شاد ہوئے ہنسم سے آزاد ہوئے بارگاہ میں بیٹھ کر داد عیش و نشاط دینے لگے
ناج دیکھنے اور شراب پینے لگے اور مہر تلون نے کہا کہ شاہ جادوان افراسیاب بے زمان سے یہ
سب ماجرا ذکر کیا کہ اسطرح صنعت کے ہاتھ سے چالاک عیار نے بیضہ گرا کر توڑا اور آفت نے صنعت

کو گھیرا قریب باد جو درپردہ کے شکست ہونے سے غصہ میں تھا مارچالاک کی چالاک کی حال سنکر
 ہنس پڑا پھر باغبان وغیرہ اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ صنعت کے دن اچکل برے ہیں جب رات
 کی تباہ و برباد ہوگی اب میں اکی لڑائی چند روز موقوف کر اگر ایسے ساحر کو بیچتا ہوں کہ وہ سب باغیوں کو
 سزائے معقول دیگا اور جیسا ہمارے ملازم وغیرہ پریشان ہو کر روئے ہیں ویسا ہی انکو وہ ساحر دلا دے گا
 یہ لکھ کر کچھ بڑبڑاتا رہا کہ دی کہ فلک سے اشیاء ہونے لگی اسی آگ کے شعلوں میں ایک تخت
 آتشین نکلا جس پر ایک ساحر سیاہ فام سوختہ بدن کندہ جنم جکے شان میں یہ کنسازیا کہ لفظ

جس سے ہر مومن کو واجب جناب
 روسیہ پر تیر کی ظاہر نہیں
 ہر شکن خطہ کف افسوس کا
 رنگ خوردہ جیسے تیغ سیم کون
 یا شکستہ کمنہ محراب خراب
 ز گس بیمار مرنے کے قریب
 آنکھ کے ڈھیلے کلوخ خور و آب
 نندہ صبح قیامت نہ ہر خند
 شہر پر بجلی گری ہنسنے کے بعد
 خلق کا ہنسبت سے نہ لگا جاے دم
 چونک اچھین خندنگان خاک تک

شعلہ دوزخ رخ روشن کی تاب
 جیہ یا صبح داغ مہ جیس بن
 گردہ اک دل تنگی مایوس کا
 آبرو سے موسے ظاہر جلد یون
 یا نیام مغل فرسودہ خواب
 شوخی ترکان خرام ناکیب
 خانہ چشم ایک صحرائے خراب
 رشک نفخ صور آواز بلند
 کیا کر یہ الصوت جیسے شور و عد
 رشک تیغ اصفہانی قد خم
 شور آواز قدم افلاک تک

بس وہ سید درون اس تخت پر سوار تھا سامنے بادشاہ کے آگے نہایت کلم شعلہ شمع سے چھوڑتا تھا
 بادشاہ کو تسلیم کر کے باد تمام نظر کلام سامنے تھا بادشاہ نے اس کو دلاڑی سے خطاب فرمایا
 کہ اگلی آتش نشان سرخ چشم جادو تم جلد یہاں سے لشکر لیکر جہنم کے لشکر پر چڑھ جاؤ اور اس کو تباہ
 برباد کر دو خبردار کسی پر رحم نہ کرنا اور لڑائی میں دیر نہ لگانا اور عیاذ حق کی کٹاری بھی کچھ
 سیان کر کے فرما بالآخر ان لوگوں سے بچے نہ ہوا وہ گم کردہ راہ راست حکم بادشاہ بے کم و کاست گوش
 اطاعت پر بیکار پھر اپنی آتش سحر میں غائب ہو گیا اور اپنے قلم زراعت سامنے بن آیا یہ سالاران

لشکر کو بلا کر حکم سنایا کہ جلد دو لاکھ ساحتیار ہو کر میرے ہمراہ چلیں کہ میں مہرخ کے یہاں لڑنے جاتا ہوں
بموجب حکم اسکے لشکر میں تیاری شروع ہوئی گردان دلاور یادگار رستم و سام اور ساحران ناکام اپنے
اپنے متعلقین سے رخصت ہو کر سواریاں سحر پر سوار ہوئے طبل و بوقی نقارے بجھنے لگے ہوش
لد کے ہر سمت آگ برسنے لگی آتش فشان بھی مثل شعلہ جوار کے آتش فشانی کرتا ہوا اژدر دروان
پر سوار ہوا پھر تو یہ حال تھا کہ آتش فشاں

ہیو تان مست و گستہ ہزار
پدید آمد وزشت پیارہ
نبردہ سواران خنجر گداز
سپہدار ایشان برآمد بجوش
شد از گرد گیتی سرا سہ سیاہ
ازین شد جو کردار در یاقیل

چنان بُد کہ از ساحران صد ہزار
بہر کشورے در ستمگار
بودند جنگی دہ دہ و ہزار
ردہ بر کشیدند و بر شد خروش
ہمی بود با نیزہ در تملیگاہ
بپیش سہ اندر آمد چو پیل

اسی کروفر سے کوچ کر کے دریا سے سج کے پار اتر آ اور قریب لشکر حیرت بدسیرت پہونچی
اُس نے سردار بھر ہتھیال بھیجے کہ وہ اگر نیلئے لشکر کا ملحق لشکر اُتر دیا آتش فشان بارگاہ حیرت
میں آیا اُس نے خاطر کر کے بٹھایا اُس نے ملکہ کو نذر دی خلعت پایا پھر بیٹھا شراب پیئے لگا اور
عرض پیر ہوا کہ مجھ کو خداوند ساحران نے بہر ہتھیال لشکر مہرخ بھیجا ہے اب میں اپنے لشکر میں
جاتا ہوں اور جنگ آغاز کرتا ہوں حیرت نے اس حرام خورد کو خوب شراب پلوالی کھانا
لطیف کھلوا یا جب یہ خوب سرشار ہوا اسی نشہ کی ترنگ میں وہاں سے اُٹھ کر انہی بارگاہ
میں آیا اور بقیہ دن قائل پندیر رہا جب آتش فشانی مہر تابان کم ہوئی اور دنیا تمام طلسمت
سرے دہرینی کہ ایات

ازان دشت برخاست دیکھ کس
ہمہ نیزہ داران و جوشن و ران

شب تیرہ ہنگام بانگ خروس
ہمہ جنگ را ساز کردہ بجان

ہلکارے یہ خبر لیکر بہت جلد خدمت مہرخ میں آئے اور لب پر دعا و ثناے بادشاہی لائے کہ فتح
خاقان چلین و قیصر روم و شہ فرنگ

فرمان حکم تو بسر و چشم سے بر تندر

لکھوس و کیفیاد و کیومرث یزد جرد	پیوستہ در رکاب تو فخر یہ می روند
لزد و زیم سلطوت تو یزد و کاشغر	جردغان و مرد صفایان ہم خجند
تاہست آفتاب و مہ خط استوا	تا طائران سدرہ بر افلاک می پند
باشی تو شاہ ناد در کشورستان ہر	مشت ز بیم نام سکندر نغہ بر ند

خسر و ملک رکابا ایک ساحر آتش نشان سنج چشم جادو نام فرستادہ افراسیاب ناکام دولہ کی جمعیت سے آیا ہی اور اُسے بمقابلہ ملازمان دارادربان جناب بل جنگ بجوایا ہی کل ہلکر میدان آتش غما و فساد مشتعل کر دیا یہ لکھ لکھارے تو پھر بہر خبر روانہ ہوئے اور ملک صرخ نے تو کلت علی اللہ لکھن بجوایا بل جنگ عدو نفیر سحر کو دم دیا یہاں بھی بل و بوق بچے ناؤں ہنکے ساحرون نے سحر کے جگانے کا سامان کیا مبارزون نے آلات جنگی کو درست کرنا آغاز فرمایا دربار صرخ نے سویرے سے برخاست کیا ہر ایک بہادر اپنے اپنے مقام پر بہ آرام آیا تیاری لشکر پھر بیان ہوگی خواجہ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ بارگاہ میں اٹھ کر نکر میں عیاری کے روانہ ہوئے اور ہیضہ اور خیار بھی اس اندیشہ میں چلے لیکن خواجہ عمر قریب بارگاہ آتش نشان ہو چکر بصورت تبدیل ٹھہرے تھے کہ ایک خواص کو اُنھوں نے دیکھا کہ وہ بارگاہ سے نکل کر کسی کام کو جاتا تھا یہ اسکی ساتھ ہوئے اور ایک جگہ تنہائی پا کر اسکو سلام کیا وہ بیچارہ نو دارانکے فقرے کیا جاہلین اُسے غیب سمجھ کر جیب میں ہاتھ ڈال کر حید اور لے نکالے اور کہا میان صاحب اسوقت یہ موجود ہیں اُنھوں نے ہنس کر کہا کہ میں یہ اوئے لیکر کیا کرونگا مجھکو کچھ آپ ہی سے عرض کرنا تھا اسلئے ساتھ چلا آیا اُسنے کہا فرمائیے کہا کمون کیا خاک میں تنہائی چاہتا ہوں اور وہ آپ کے پیچھے کھڑے ہیں یہ حال سکر اُسے پیچھے پھر کر دیکھا اُنھوں نے کندھارتی کردہ اجمہ کر گرا اُمین نے کرتے کرتے اُسکے منہ پر حجاب پہنشی مارا کہ وہ ہوش ہوا پھر ہن اسکا لیکر اسکو تو اُنھوں نے کسی گڈ سے مین ڈال دیا اور آب اسکی ایسی صورت بن کر تیار ہوئے سر پر پگڑی باندھی چکن پنی مینی پاک کر سے لگایا تو لہاری کے کنجیوں شکوفہ لیکر رومال سے باندھا اور اُس رومال کو جیب میں ڈال لیا اور جو کچھ اسکے پاس روپیہ پسیا تھا وہ سب لیکر اندر بارگاہ کے آئے بیان دیکھا تو ایک ساحر کمریہ منظر سیاہ قام بد انجام مسند پر بیٹھا ہی اور شراب زہر مار کر رہا تھا

خواجہ بھی اور خواصوں کے ہمراہ کاروبار میں مصروف ہوئے اس عرصہ میں اُس نابکار نے پانی طلب کیا کہ آب خاصہ لاؤ عمر جلد تک سرکاری پانی میں ملا کر گیلاس تھالی جوڑ میں لگا کر سامنے لٹکے لیگیا اُس نابخار نے گیلاس کو تو اُنکے ہاتھ سے لے لیا مگر جب پینے لگا منہ سے گیلاس لگانے ہی ایک ٹیگہ پیدا ہوا اور اُسے ہاتھ مارا کر گیلاس گر گیا اور وہ تیلار کا راکر اس پانی میں دغا تھی خبردار ارادہ پینے کا نرا عمر تو یہ رنگ دیکھا بھاگا اور اسے فوراً ایک گولا اپنی جھولی سے نکال کر مارا کہ وہ گولا شق ہوا اور اُس میں سے دھواں پیدا ہو کر جانبِ عمر دوڑا عمر نے بارگاہ سے باہر اگر کلیم عیاری کی ٹوڑھا اس دھوئیں نے نہایا عمر دل میں یاد دد کہتا ہوا چنٹا ہر ہوا اور دو دھواں چار ہو کر بھڑ آیا ادھر تو یہ سانچہ گزرا ادھر چالاک بھی ایک خدمتگار کی ایسی صورت بن کر بارگاہ میں اس ساحر کے گیا اب اُسکو کھٹکا پیدا ہو چکا تھا نگاہ گرم ہر ایک کو دیکھتا تھا بس چالاک کو اُسے بھی ناکہ یہ بھی کوئی عیار ہی خیال نہ تھا تو اسے نگاہ سحر چالاک بڑا الی ادھر اُسکو گرمی معلوم دی چالاک بھاگا آتش فشان نے لکارا کہ لیا منہ سے اُسکے شعلہ آتش نکلا چالاک کو پڑنے دوڑا یہ باہر بارگاہ کے چکا تھا کہ شعلہ کو اُسے اندر سے آتے دیکھا یہ بھڑا کر اور تو کہیں نہ جاسکا ایک غارتاریک کنوین کی طرح اُس جگہ تھا اُس میں بچا نک گیا اور یہ عیار ہوجہ سے بھاگ آتے ہیں کہ اُسے منتخب کر کے ساحر اپنی خدمت کے لیے رکھ لیے ہیں انھیں کی ایسی صورت بن کر جاتے ہیں اور دوسرے اُسے اور اپنے ملازمین کو منع کر دیا ہے کہ عیار دن کے تعقب کرنے میں جان کا ضرر ہو تو اُسے خبر نہ دنا غرض کہ وہ شعلہ بھی بھاگا پھر گیا اور چالاک اُسکے بھڑ جانے کے بعد کچھ عرصے میں کنوین سے نکلا اور جیسے ہی وہ قدم چلا تھا کہ ایک ساحر کو اُسے جاتے دیکھا اور سا روہد کوڑے بھی اُسکو دیکھا اور سحر سے دریافت کیا کہ یہ بیشک کوئی عیار ہے اُسکو بڑا لینا بہتر ہے یہ سوچا کہ وہ ہنسا چالاک سمجھا کہ یہ تجھ سے بڑی کر لگا بس بھاگا اور ایک درہ کوہ میں دریا لیکن سحر کے آگے انسان شکل سے بھاگ سکتا ہے وہ ساحر بھی اُسی درہ کوہ میں آیا اور ایک سحر اُسے ایسا پڑھا کہ چالاک آپ سے اُسکے پاس چلا آیا وہ اُسکو لیکر جانبِ لشکر حیرت روانہ ہوا قضاے کارِ مہرِ قرآنِ عالی وقار درہ کوہ سے نکلا ساحر بنے ہوئے چاندنی کی سیر کر رہے تھے انھوں نے دیکھا کہ ایک ساحر کیس کو پکڑے لیے جاتا ہے یہ دیکھتے ہی لکارے کہ ارے تو کون ہے اور کس شخص کو ہمارے مقام پر سے پکڑنے لیے جاتا ہے اس ساحر کو تو حالِ قرآن کا

معلوم نہ تھا بس صاف صاف اُسے کدیا کہین اس عیار کو لیے جاتا ہوں کہ اسے ہماری مالکہ کو
 بغن عیاری بکرنے کا ارادہ کیا تھا قرآن نے کہا اچھا تم ذرا ٹھہراؤ ہم بھی تو دیکھ لیں پھر تم لیجانا
 یہ کمکر قریب جو اُسکے گئے تو دیکھا کہ چالاک ہی بس اُس ساحر کی تعریف کرنا شروع کی کہ بھائی کتنے
 بڑے مفتری اور مفسد کو گرفتار کیا ہے اس کا قید ہونا بہت دشوار تھا مگر یہ شخص جو تمھارے ساتھ
 نمودا نو اس کا قید ہونا دشوار ہوتا وہ ساحر دوسرے کا نام سنکر گھبرا یا کہ میں تو اکیلا آیا تھا یہ اور
 کیس کو بتلاتا ہی دیکھ تو سہی کہ اور کون ہی یہ سوچ کر سمجھے پھر کراٹے دیکھا قرآن نے پہلو برسے
 بغ امارا کہ سر پر اُسکے پڑا مغز پاش پاش ہو گیا بیچنا نکل گیا تڑپ کر ہلاک ہوا بیرون نے
 اُسکے گل مچلایا اور چالاک رہا ہوا قرآن نے کہا ای چالاک اب تم رات بھر اسی مقام پر رہو
 اور تماشا اس ساحر کے لڑنے کا دیکھ لو پھر جیسا ہو گا ویسا سمجھ لینا چالاک قرآن کے پاس
 رہا اور عمر کا بھی نیچہ اس شب کو آتش نشان پر قابض ہوا یہ بھی پھر کر خلا آیا لشکروں میں
 رات بھر تیاری رہی جو ان دلاور شل گل گاراز سوسن پر کہ جوشل شاخسار ہوا سے اُڑتے
 تھے سوار ہونے پر تیار ہوئے خزانہ شل خزان گل اشرفی گلشن لشکر میں کھل گئے گھوڑے
 بزرگ لالہ داغی ہوئے ستکیں ہاتھ یوں کی اسطرح رنگین ہوئیں جیسے پہاڑ گلہاے سحر سے
 رنگین ہوتے ہیں چار آئینے یوں شفاف تھے کہ جیسے چار نہر جوڑ کی باغ میں ہوتی ہے ہر فر
 کیطرح لڑنا کو دبدم دم ملتا تھا تلواریں پانی کی لہروں کیطرح لہرائی تھیں ڈھالیں ہر ایک
 کرداب نظر آتی تھیں ابشار کوہ کیطرح جہلم ٹنڈ پر بہا درون کے کتنا تھا کہ زندگی جاب آہا کہ
 اب تیغ کا جو کوئی نم میں پیسا ہر وہ ہی دلاور ہی بعد مرگ بھی نام آور ہی بکتر یوں نن پر سجے
 تھے کہ جیسے تاک کے عکس جو بیکار گلشن پر بڑے تھے ایک طرف ساحروں میں سحر سے گلشن نمود
 ہر اوجو اتھا بر جو سحر کے آتے تھے گویا دھلے ہزار رنگ کے موج ہوا کو پسائے ہیں
 روئے ہوا بھی زرہ پوش ہوا ہی بیرون کی صدا تھی یا ابر بھاری کرکڑو اتا تھا برق دبدم جھکتی
 تھی بنرہ خوابیدہ چونک اٹھا تھا طائران سحر شل بیل کے زمزمہ سرائی کرتے تھے ہر ایک بہادر
 شاد و خرم تھے کہ اشعار

اگر وہ ہوئے علم انکے سایہ کے آگے جو تیرے تیر کے ہوتا وہ توڑ سے آگاہ کروں میں وصف پس کیا کہ تیری پشت بناو ترا سہ سب کو ہو ہفتد کہ نین حضور انکے کوڑک برقی کی چہ پانی	عجب نین پر افکن ہوں اگر تم و سام کمان کے گوش سے آتا ترے کچھا ہرام علی ہر صف میدان ہر خیلے سب میں غلام بغیر خانہ زین انکے خانہ آرام عنان اچکے آسے گر گرین وہ گرم خرم
---	---

غرض رات بھر ہوش و ہنگامہ آرا سکی لشکر با صبح دم طبل و نیفر بجے سا حرکت و اثر در و طاووس
چرخ حکم در دولت پر گنت مہر خ دی عزت کے آئی مہر خ بھی لباس فرما زوالی سے آراستہ
تخت پر سوار برآمد ہوئی ہر ایک نے پایہ تخت کو بوسہ دیا مجاہد سلام ہر ایک کا ہوا پھر کوس و
دہل گر جتے اور بجتے جانب جنگاہ سب دلاور پہلے عیار بھی بہر تاشا ساتھ ہوئے کسے کسے طیف سے
سواری بزنک باد بہاری ملک بہار کے پیدا ہوئی فوج جسکو دیکھا رشید ہوئی ابر سرخ سر پر
چھایا ہوا اسین سے پھول گرتے ملک بہار جوڑا نافرمانی پہنے ملتے پرافشان جہی ہوئی گلہ نشہ
سانے رکھے ہوئے تخت کو سونے کی تیلیاں اٹھائے کر و پیش خواصان زرین کمر کا ہجوم
غرض کہ انتہا کی دھوم مہر خ ملک مخمور اپنے حسن خوبی سے بھر پور تخت پر سوار گردائے، پر یون کی
کی قطار سیخانہ طائران سحر بردا ہوا ہر ایک ملازم مست و مخمور بنا ہوا مخمور بھی دہانی جوڑا گلے میں پسینہ بیاں
تمام جواہر دوز گنساب جواہر کا عشرت اندوز بہراران زیب و زینت روانہ بہر حال مافرمان
اور طاووس گلہ کسانک انکے خوبیاں ہوں پر سب ماہ پہر شجاعت و عورشید آسمان جلا و دستہ
میدان جنگاہ میں اگر سوچیں اُطرف سے دولاکھ ساحر کا پراہمہ لیے ہم تن شعلہ بنا ہوا آتش فشان
ایک تو سن آئین پر سوار آرد میدان کارزار ہوا ہزار ہا دہل اور دمانے بجگئے نقاروں کی
آواز نے گنبد فلک میں ہچل ڈال دی آگ چار طرف برسنے لگی ساحران مہر خ نہ اُٹھ گے
جواب میں باران سحر برسیا کہ گرد و غبار میدان بیٹھا آگ کو بجھایا پھر جنگل سب صاف ہوا ہر ایک
عازم مٹا ہوا نقیون نے کلک نقابت کے میمنہ و میسرہ و قلب جناح صفین آراستہ ہوئے بعد صفوف
آرائی جانبین آتش فشان آگ سے نکلا اور دندوت کر کے سامری کو دیر تک مکارا کیا
پھر جے استاد کی بول کے خود اپنی ٹھوڑے کو وسط میدان میں نکالا اور نیزگی سحر دکھا کر خوب

گرا کر لگا رانہ کھمبیب مارا کر اسی قدر قہر لگا امان سخن ناشنو بھلا آؤ تو میرے مقابلہ کو یہ صد اسکر
 مہم نے بھی اپنے لشکر کے داہنے بائیں نگاہ کی ایک ساحر لالہ رخ جادو حسین و خوب و سامنے آکر
 اجازت خواہ ہوا کہ غلام جا کر کام اس کا ذکر کا نام کرتا ہی مردان عالم میں نام کرتا ہی ملکہ نے اسکو دعا
 دیکر رخصت کیا جب وہ بہادر سامنے اس خیرہ سر کے پہنچا ہیوں ارادہ کو اپنے گرا کر طالب حرب
 و ضرب ہوا اس دعا شعار نے کچھ سحر بڑھ کر دستک دی کہ ایک بجلی چمک کر اس بچاوس کے سر پر
 گری ہر چند اسے رد کیا لیکن جانبہ تنواد و ٹکرے ہو کر گرا صد اس کے مرنے کی بلند ہوئی اور
 اور اس مژدی نے پھر نمیب مبارز طلبی دی ابی مرتبہ ملکہ زلزلہ جادو نے نکل کر اجازت لی اور
 سامنے اس کے آئی اور جب حربہ اسے طلب کیا اس خیرہ سر نے ایک ہاتھ تلوار کا سحر بڑھ کر مارا کہ
 زلزلہ کے سر پر تلوار بڑی ہی ایسی ساموہ تھی جو بج گئی ورنہ دو ٹکڑے ہوتے لیکن شمشیر آبدار
 تا دو ابرو اس کے اترتی اسنے داستانہ مارے کہ تلوار ٹکلی اور آپ سحر ایسا پڑھا کہ تھوڑے
 نکلنا بند ہو گیا اور طاؤس سے کود کے غرق زمین ہو گئی لزران جادو کو تاب باقی نہ رہی
 اسنے اگر ناریچ سحر اُس پر مارا وہ حقیقت ساز خم دیتا ہوا ٹکلیا اسوقت آتش فشان کو غصہ آیا
 اور تیغہ مینی کر لگا یا کر شانہ لزران کا جھول گیا اسنے بھی جلد سحر بڑھا کہ نیچے پیدا ہو کر اسکو اٹھ
 لیگیا اسوقت تو پراشکر اسلامیان کا بندہ ہوا اور فوج کو بیدل دیکھ کر مہم نے خود ارادہ جنگ
 کیا تمام لشکر کے علم جملہ کھانے لگے سردار سب پا پیادہ ہو کر دوڑے اور عرض کیا کہ گوشت کر
 پیدل ہی لیکن ہم جان شاری کو حاضر ہیں سردار رون کو ملکہ موصوف نے سہل آسانی
 شفقت و دلاسا دیکر رخصت کیا اور آپ مقابلہ حریف میں آئی اور اسکی تلوار کو رو کر کے
 اسنے تلوار ماری کہ آتش فشان تو اڑ گیا لیکن مرکب اسکا دو ٹکڑے ہوا اسوقت آتش فشان
 جھلا کر دوڑا ملکہ یا قوت کو تاب زری نیچے سحر بڑھ کر سداہ ہوئی اور آتے ہی اسنے ایک طا
 آتش فشان پر لگا یا وہ تو مخاطب مہم کی طرف تھا نیچے اسکا اُس پر بڑا لکڑہ ایسا زبردست
 سامر ہو کہ تھک کا ہو گیا تلوار یا قوت کی کارگر نوئی اور اسنے پھر کر جواب میں نیچے کے تلوار
 ماری یا قوت زخمی ہو گئی ملکہ مشکیں کی آنکھ میں خون اُتر آیا اور اسنے سامنے آکر ایک پیکان
 تیرا مارا وہ پیکان بھی خالی کیا کچھ اثر نہ پیر ہوا کیونکہ اسنے جسم اپنا فولاد کا کر لیا تھا اور اسنے ایک

تیغہ سحر کا اسپر بھی لگا یا کہ یہ بھی زخمی ہو گئے اب یہ سب مع مہر خ کے صف لشکر میں اپنے زخمی ہو کر پھرائے اور آتش فشان بھی میدان سے ہٹ کر کھڑا ہوا اور جو کوئی اس کے مقابلہ کو گیا اُسے مار لیا یا زخمی کر دیا جب بہت سے سردار زخمی ہو گئے اُس وقت ناچار ہو کر ملکہ غبار را ناگزیر طاؤس سوار اور زعل و برق نے نکلنے کا عزم کیا اور رعد نے توراہ کیلی پھیند کھی اور دوڑ کر ایک چنچ ماری لیکن آتش فشان کو کچھ اثر نہ ہوا اور ہر سے برق چمک کر گری آتش فشان نظر سے غائب ہو گیا یہ بھی دونوں پھرائے غبار را لیکہ نے جب رعد و برق کو مجبور دیکھا آپ ایک مشت غبار زمین سے لیکر سحر دم کر کے آگے بڑھی اس عرصہ میں آتش فشان پھوٹا ہر ہوا اور پکارا کہ اے ملکہ مہر خ میں نے تم لوگوں کی لڑائی بخوبی دیکھی دور کی ٹھہل سہاؤنی تم کو کسی قابل بھی نہیں ہوا بھی چاہوں تو تم کو ہلاک کر ڈالوں اور گرفتار کروں لیکن اتنا دن اور ایک رات اور صلت دیتا ہوں جاؤ اور آپس میں مشورہ کر کے اطاعت بادشاہ طلسم کی اختیار کرو ورنہ کل میں تم سکور و زبرد کھاؤں گا خاک و خون میں سلاؤں گا یہ کہہ کر اپنے لشکر میں طبل امان بجا کر پھر اصرار نے طبل آسایش بجا یا اور بارگشت فرمائی لشکری بسترون پر اگر آرام پذیر ہوئے زخمیوں کی تیمارداری شروع ہوئی مہر خ بارگاہ میں اگر بیٹھی عمر بھی کرسی پر اپنی آکر تمکین ہوا اور ملکہ برق چادو سے کہا کہ کیونکہ برق آج تو مجھے بھی کچھ ہنسکا اسکی کیا وجہ تھی برق نے کہا خواجہ اُس موئے کو سحر کچھ خاک بھی ملین آتا ہے مگر اس سلسلہ پر وہ نازان ہی کہ اس کے پاس ایک زنجیر ہی اس طرح کی کہ جیسے عورتیں توڑاگلے میں پہنتی ہیں چنانچہ وہ زنجیر سونے کی ہے کہ ہر وقت وہ اس کے گلے میں رہتی ہے اور وہ زنجیر سامری و جشید کے گلے کی ہے پس اگر وہ زنجیر اس کے پاس نہوتی تو مثل سنگ جس کے میں اُسکو مار ڈالتی اور اُس زنجیر کا حال سوائے میرے کوئی جانتا بھی نہیں ہے سب یہ جانتے ہیں کہ آتش فشان ساحر زبردست ہے اور میں اس وجہ سے جانتی ہوں کہ ایک دن یہ میرے مکان پر آیا تھا وہاں کچھ تحفوں کا ذکر چلایا میں نے بیان کیا کہ ہم کو سحر یکھنے میں خداوند سامری نے یہ عنایت فرمایا کہ ہم برق بجاتے ہیں اُس وقت اُس نے بھی بیان کیا کہ میرے پاس یہ زنجیر ہے کہ جسکے بدلت میں ساحران عالم پر ممتاز ہوں میں نے یہ سکر دریافت کیا کہ اگر

آتش فشان یہ ریخہ اگر کوئی لینا چاہے تو اس کو مل سکتی ہے یا نہیں اسے بیان کیا کہ ہاں مل سکتی ہے لیکن کوئی ساحر ان کلمات کو سحر کے طوطیہ پڑھتا جاوے اور دوسرے شخص میرے گلے سے اتارے تو بیشک اتر آئیگی اور دوسرے کو مل جائیگی خواجہ نے کہا پھر اچھو رقی تم تو اس سحر کو جانتی ہو الگ کٹھری ہو کر پڑھو اور میں جا کر ریخہ اس کے گلے سے اتاروں کیونکہ اہل کلمہ پڑھو کوئی دفعہ باقی رہیگا۔ رقی نے کہا کہ کوئی خوف پھر نہ دیکھا اور میں اُس کو ماروں گی عمر نے کہا کہ پھر آج تو ہم خود تنہا بھی کوشش کرتے ہیں شاید ریخہ ہاتھ آجائے نہیں تو کل برس میدان تو بے ہی لینگے۔ رقی نے کہا کہ بغیر سحر پڑھے اس ریخہ کا اترنا مشکل ہے آپ ناحق تکلیف اٹھاتے ہیں عمر نے کہا نہالی بیٹھے بیٹھے دم بھی گھبراتا ہو شغل ہی سی یہ مکر صرف شراب خواری ہوا جب ریخہ شعاع مہر گردن روزگار سے اتر سی اور کمکشان کا توڑا شاہد شب نے گردن میں پساکا اسیات

خون دل صاف کاشف امیرار	ہم فروغ ضمیر شب بیدار
لطف جریح بلند پشانی	دیدہ منہ نے کی نگہ بانی

شام کچھ آتش فشان ناکام نفیر سحر کو دم ملا لشکر میں بل جنگ بجا ہلکارے خبر لیکر خدمت معرہ میں آئے اور ریخہ نوخت بل جنگ عرض کنان ہوئے اس طرف بھی بل جنگ بجا بدستور قدیم تیاری آلات حرب و ضرب آغاز ہوئی دلاوردن میں لیکن آج کی شب کو بیم دہر اس طاری تھا کہ یہ ساحر کسی سے زیر ہی نہیں ہونا ہر دیکھے کہ خدا کے اکبر نے کیا چاہا یہی غرض کہ ہتھیار صاف ہونے لگے ہر شخص مصروف کار و بار دستیباب جنگ ہوا طالب نام و ننگ ہوا اور خواجہ عمر بارگاہ میں آٹھ صورت اپنی ساحر کی ایسی بنا کر قریب بارگاہ آتش فشان لائے اُسے اپنی بارگاہ کے گرد چند پتے برائے نگہبانی سحر کر کے سین کیے تھے کہ وہ جو کوئی آئے اس کے آنے کی خبر کر دین چاہئے عمر نے چاہا تھا کہ میں ماند ر بارگاہ کے جاؤں ایک پتے نے پکار کر کہا کہ خبردار ہو جانا بڑا چوٹا آتا ہے جو عمر کھلتا تھا عمر نے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ برق کا گناہ دست ہر پیکار دوڑ دوڑ چوہ کرنے سے کیا فائدہ ہے پس یہ آئے پاؤں پھرا اور پھر کراپنے مقام پر چلا آیا اسطرح اور عیار بھی گئے چلوں نے پکار پکار دیا کہ ہوشیار ہو جاؤ چوٹے کے چوٹے آتے ہیں اور عیار بھی بے نیل مقصود واپس آئے اور عمر جو پھر کرا یا یہ دعا خیمین برق جادو کے گیا اور اُس سے مشورہ کیا کہ کل سطح مقابلہ کرنا چاہیے کہ رعد جادو تو چیمین ماسک اور ایک سردار چارپانچ ہزار جادوگر لیکر آتش فشان پر گرے اور اُس کے لشکر پر

بھی حملہ کرے اور تم بھی اُسپر گرو اور سحر بھی پڑھتے جاؤ اور مین جا کر عیاری کردن اور بزنجیر کھلے سے اتار لاؤن برق سے عرض کیا کہ انشا اللہ اب اسہی کرونگا جیسا آپ فرماتے ہیں پس برق نے ایک سردار کو اپنے لشکر کے بلایا اور اُس سے کہا کہ کل جب ہم مان مٹی لڑنے کو نکلیں اُسوقت تم پانچ ہزار آدمی سے آگ آتش نشان پر حملہ کرنا اور اُسکے لشکر پر بھی گونا خیر دار اسپین فرق نہو وہ سردار اس بات پر آمادہ ہو کر انہی جگہ پر گیا اور خواجہ بھی آکر گین ٹھہرے رات بھر لشکر لڑنا مین ویسا ہی غلغلہ برپا رہا پڑھتین پڑھی گین سنتوں کے جا پ رہی ہتھیار صاف ہوا کیے جب زمانہ شعلہ افزوی مہر تابناک قریب آیا اور فوش شب نے کٹو لہاے کو اکب کو بارگاہ افلاک سے بڑھایا کہ لفظ

ہو اور ذوق فزا تخت سحر پر
ستارے کیا قمر نے منہ چہر ایا

دھرا گریون نے تاج مہر سر پر
اُجالا حبانہ فی سے بڑھکے چھایا

مجھ مہرچ مالیشان اپنا لشکر بڑے سامان سے لیکر جانب زرگاہ روانہ ہوئی اور نہایت احتشام سے وارد دشت مصاف ہو کر برائے جنگ وجدال صف کشی کی اس سمت سے آتش نشان اپنے ساحران بے ایمان کو ساتھ یہ ہوئے آیا اُن گمراہوں نے بھی پراجایا صفین مرتب ہوئے میدان پاک و صاف ہوا اور آتش نشان گھوڑا اپنا بڑھا کے میدان میں آکے بعد نیزگی سحر و کھانے کے پکارا کہ اے ملکہ مہرچ کل تو تھنے دو دو چار چار ساحرون کو مجھ اکیلی سے لڑو ایا اب آج اسکی بھی مجھے پرواہ نہیں ہر تم چاہو سارا لشکر لیکر مجھ پر ٹوٹ پڑو جب بھی میرے کچھ نہ کر سکو گی اچھا صوط تھا راجی چاہے میرے مقابلہ میں آو یا کسیکو بھی یہ سب اُکھا دینا تھا کہ عمر نے برق کی طرف اشارہ کیا برق اور رعد دونوں کھلکھلے اور وہ سردار جس سے کہہ رکھا تھا پانچ ہزار آدمی سے ایک طرف کو روانہ ہوا اس عرصہ میں عمر بھی ایک ساحر کی ایسی صورت بن کر کرب پڑ پڑ سحر چلا خلاصہ یہ کہ اول رعد نے جا کر بڑے زور سے چیخ ماری آتش نشان ہنسا اور چاہتا تھا کہ اُٹھو گر قنار کرے اوپر سے برق چمک کر گری وہ برق کو اتنے دیکھ کر غائب ہو گیا اب جو زمین سے نکلا وہ سردار پانچ ہزار سے آکر گرے آتش نشان گھبرا یا کہ کسکو کسکو جواب دون اور اُن لڑنے والوں نے مارنے ترخ ناریل حرہ سحر کے مارنا شروع کیے اُسوقت تو اسکی لشکر کو بھی تاب باقی نہ رہی وہ بھی دوڑ پڑے اسپین جنگ

نعلوبہ کا سامان ہوا جب تو عمر گھوڑا اپنا بڑھلکا سانس آتش نشان کے آکر لگا کر اونچیر سرکمان جا بیٹھا
ہمارے ہاتھ سے اسے چاہا کہ اُس پر تلوار ماروں عمر جست کر کے اول تو زمین پر اتر پڑا اور اُس کے مرکب
کی پیٹ کے نیچے پہنچا وہ جبک کر دینے لگا کہ یہ کیا کرتا ہی وہ تو جانتا تھا کہ عمر دوسری جست کر کے
اُس کے گھوڑے کی پٹھے پر بچھے اُسے آیا گھوڑے کو جو بوجھ دو آدمی کا معلوم دیا ایک پشتک اُسے لگائی
ملکہ برق اب جلد جلد وہی سحر جو زنجیر اتار لینے کا ہی پڑھنے لگی اور آتش نشان پیچھے بھرنے لگا کہ عجیب
طرح کا ساحر ہے کہ گاہے گھوڑے کے نیچے کبھی پٹھے پر اتار ہی وہ تو پیچھے بھرنے لگا چاس ساٹھ ساحر جو پہلے
سے کراہو اتھا اُس پر حربہ لگانے لگا اُس کے روکنے میں بھی وہ مشغول ہوا اور عمر کی بھی فکر کرتا تھا ایک
طرف رعد چرخ رہا تھا لشکر لڑ رہا تھا آگ تپھر برس رہے تھے ایسی جنگ بھی اُسے کبھی نہ دیکھی تھی اسی
گجراہٹ میں چاہتا تھا کہ غائب ہو جاؤں اور سبھلکر اردن کہ عمر نے بہت زبردست مقراض سے
زنجیر اُسکی گردن سے کاٹی وہ گھل کر گردن سے اُس کے پیٹ پر آئی وہ بھجھا کہ یہ ساحر جو گھوڑے کے پٹھے
پر بیٹھا ہے اُسے کوئی چیز سحر کی میرے پیٹ پر ڈال دی ہے بس یہ بھجھا کہ جو مارا زنجیر کو نوچ کر پیچھے
گھوڑے کے چنیک دیا ساتھ ہی عمر بھی گھوڑے سے کود کر زنجیر پر آیا اور اُس کو لیکر فوج کر کے بھاگا
کہ ہم عمر عیار نامدار جب یہ زنجیر لیکر بھاگا مہر خ سب فوج لیکر آگری مار سحر کی اور ہتھیار دن کی شروع
ہوئی مگر اول رعد جادو قریب آتش نشان آکر چنچا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا اور سے برق
جو کڑکڑا کر گری اُس کو کاٹ کر زمین میں درآئی شور اُس کے مرنے کا بلند ہوا اور برق اُڑی ترچھی
ہو کر لشکر پر گرنے لگی رعد چنچیں مارنے لگا ہزاروں ساحر دن کا سر ہٹا اور برق نے جلا دیا
مخرج اور بہار نے ہتھون کو خاک و خون میں لٹا دیا تا دیر پڑے زور شور سے تلوار چلی چال ہوا کہ شکار

یلا نے کہ بودند خنجر گذار	بگشتند سپیرامن کارزار
نزدخمسدوشا ہان پیکار جوئے	ہمی خون و غزا ندر آمد بجوئے
ہمین این بدان گفت ہم آن بدن	چو دریاے خون شد سرانہ زمین
نزدخندہ پیکان و پر عقیق ب	ہمی دامن اندر کشید آفتاب
ہمہ کوہ و دریا پر آواز گشت	تو گشتی سپہ روان باز گشت
ز باد و زور شد و تیشہ تیز	نہ آرام بود و نہ راہ گریز

آخر کار سپہ سالاران لشکر آتش فشان نے جبل امان بچوایا اور بھاگ کر اپنی جان بچائی معرخت نفع و
 نصرت لشکر لکھ پڑی اور وہ فوج ہزیمت خوردہ سیدھی بھاگ کر دریاے خون روان کے پار اتر گئی وہاں
 سے کچھ توگ تو خدمت افراسیاب میں آئے اور بہت سے اپنے ملک کی طرف چو افراسیاب
 کے پاس آئے سب حال شکست کھانیکا سامنے شاہ طلسم کے بیان کیا بادشاہ کا غصہ ایک سے سو
 حصہ زیادہ ہو گیا اور کہتا جاؤ جلد آتش فشان کے بھائی سحر افشان جادو کو میرے پاس
 بھیج دو وہ سب مخلص ہو کر قلعہ زرافشانہ میں آئے سحر افشان جادو کو فوج جو پہلے بھڑائی تھی
 اس سے مارے جائیکا اپنے بھائی کے محل معلوم ہوا تھا بہت اُسے غم کیا تھا اب بوج حکم بادشاہ طلسم
 لشکر اپنے ہمراہ کیتھدر لیکر باغ سیب میں آیا بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی خلعت پایا اور اپنے بھائی کو
 یاد کر کے رویا بادشاہ نے اسیکین دی اور فرمایا کہ اب تم جاؤ رعد جادو اور اسکی مادر برقع جادو
 نے بشرکت عم تمہارے برادر کو قتل کیا ہے انکو قتل کر کے قصاص اپنے بھائی کا لویہ کمار ایک نامہ
 ملکہ حیرت جادو کو بھی لکھا کہ حال کا بیان ہوگا قصہ سحر افشان بڑے کدو سے جبل و بوق
 بجاتا ہوا لشکر اپنا درست کیے دریاے خون روان سے پار اتر اہان ملکہ حیرت کو بھی خبر اس
 نے قتل ہونے کی معلوم ہوئی تھی اور وہ نہایت رنج میں افسوس کر رہی تھی پریشان خاطر بیٹھی تھی
 کہ مصور جادو نے اُسکو مضطرب کیا کہ اب خاطر جمع رکھیں اور کسب طبع کا رنج و غم نکرین میں اب
 چند روز میں معرخت کو مع اُسکے لشکر کے غارت کیے دیتا ہوں مصور تو حیرت کی تشفی خاطر اور
 دبوکی کر رہا ہے اور اس طرف عم کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ چلکر بارگاہ حیرت میں دیکھ تو سہی کہ اب
 کیا تدبیر ہو رہی ہے یہ سوچ کر اپنے مقام پر سے چلا اور بصورت بدل دروازہ برابر گاہ پر آیا یہاں
 دیکھا تو ایک خدمتگار قلمدان لیے اسٹوہ ہوا اور اندر جانے کا جب ارادہ کر رہا تو اُسکو اندر نہیں
 جانے دیتے ہیں اور اُن کو خیال ہے کہ کہیں یہ عمر عیار منو عمر نے یہ ماجرا دیکھ کر دربانوں سے کسا
 ارے بجایو آپس میں حجت تو گزار کر داسکو جانے دو ایسا نہو کہ وہاں قلمدان کی خواہش ہو تو اس
 بیچارے پرغت میں عتاب آئے یہ کمار اُس خدمتگار کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک کونے میں لے گیا وہاں
 بجا کر اُسکو تو بیضہ ہوشی مار کر ہوش کر دیا اور آپ اسیکی ایسی صورت بنکر پیرہن اُسکا پہنکر قلمدان
 ہاتھ میں لیکر آیا دربانوں کو تو پہلے ہی سمجھا چکا تھا اب بے خطر یہ حائر بارگاہ کے داخل ہوا اور

نعلوبہ کا سامان ہوا جب تو عمر گھوڑا اپنا بڑھلکا سانس آتش نشان کے آکر لگا کر اونچیر سرکمان جا بیٹھا
ہمارے ہاتھ سے اسے چاہا کہ اس پر تلوار ماروں عمر جست کر کے اول تو زمین پر اتر پڑا اور اس کے مرکب
کی پیٹ کے نیچے پہونچا وہ جبک کر دینے لگا کہ یہ کیا کرتا ہی وہ تو جانتا تھا کہ عمر دوسری جست کر کے
اس کے گھوڑے کی پٹھے پر بچھے اس کے آگے گھوڑے کو جو بوجھ دو آدمی کا معلوم دیا ایک پشتک اس نے لگائی
ملکہ برق اب جلد جلد وہی سحر جو زنجیر اتار لینے کا ہی پڑھنے لگی اور آتش نشان پیچھے بھرنے لگا کہ عجیب
طرح کا ساحر ہے کہ گاہے گھوڑے کے نیچے کبھی پٹھے پر اتار ہی وہ تو پیچھے بھرنے لگا چاس ساٹھ ساحر جو پہلے
سے کراہو اتھا اس پر حربہ لگانے لگا اس کے روکنے میں بھی وہ مشغول ہوا اور عمر کی بھی فکر کرتا تھا ایک
طرف رعد چرخ رہا تھا لشکر لڑ رہا تھا آگ تپھر برس رہے تھے ایسی جنگ بھی اس نے کبھی نہ دیکھی تھی اسی
گجراہٹ میں چاہتا تھا کہ غائب ہو جاؤں اور سبھلکر اردون کہ عمر نے بہت زبردست مقراض سے
زنجیر اس کی گردن سے کاٹی وہ گھل کر گردن سے اس کے پیٹ پر آئی وہ بھجا کہ یہ ساحر جو گھوڑے کے پٹھے
پر بیٹھا ہے اس نے کوئی چیز سحر کی میرے پیٹ پر ڈال دی ہے بس یہ بھلکر ہاتھ جو مارا زنجیر کو نوچ کر پیچھے
گھوڑے کے چنیک دیا ساتھ ہی عمر بھی گھوڑے سے کود کر زنجیر پر آیا اور اس کو لیکر فوہ کر کے بھاگا
کہ نرم عمر عیار نامدار جب یہ زنجیر لیکر بھاگا مہر خ سب فوج لیکر آگری مار سحر کی اور ہتھیار دن کی شروع
ہوئی مگر اول رعد جادو قریب آتش نشان آکر چنچا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا اور سے برق
جو کڑکڑا کر گری اس کو کاٹ کر زمین میں درآئی شور اس کے مرنے کا بلند ہوا اور برق اڑی تر چھی
ہو کر شکر پر گرنے لگی رعد چنچن مارنے لگا ہزاروں ساحر دن کا سر ہٹا اور برق نے جلا دیا
مخرج اور بہار نے ہتھون کو خاک و خون میں لٹا دیا تا دیر پڑے زور شور سے تلوار چلی چال ہوا کہ شکار

یلا نے کہ بودند خنجر گذار	بگشتند سپیر امن کارزار
نزد خیم دو شاہان پیکار جوئے	ہمی خون و غزا ندر آمد بجوئے
ہمین این بدان گفت ہم آن بدن	چو دریاے خون شد سرانہ زمین
نزد خندہ پیکان و پر عقاب	ہمی دامن اندر کشید آفتاب
ہمہ کوہ و دریا پر آواز گشت	تو گشتی سپہ روان باز گشت
ز باد و زور کشید و تیشہ تیز	نہ آرام بود و نہ راہ گریز

میں آیا ہماروں نے لشکر معرج کی خبر جا کر معرج سے کسی اور بھی طبل جنگ جواب میں بجا آنا نہ ہو
 باقی تھا طبل و بوق دونوں جانب بجا کیے جب لشکر شام غلام خورشید زرین بنام پر آکر حملہ آور ہوا اور فوج
 دنیا سے خورشید نے غار مغرب میں جا کر منہ چھپایا کہ اشعار

خانی رنگ کا دے ساتیا جام	گر خورشید پر پھر شکر شام
صفت آرا چر ہوئی فوج ستارہ	سراجم ہوا چہر آشکارا

شام کو لشکر ہی دو جانب، کے نو سو جگانے لگے دربار برخواست ہوئے دوڑ و بجنے لگا چاپ ہوئے
 لگی لیکن سحر افشان ایسا کچھ رنجیدہ خاطر تھا کہ اپنی بارگاہ میں بیٹھ کر شطرنج کھینے لگا اور دونوں
 کی باتیں نشہ میں کرتا تھا کہ کل صبح کو میں سب لشکر حریف کو مات کر دوں گا اسطرح کی لاف زنی کر رہا
 تھا کہ یکایک خبر ہوئی گیسو سے بن شہاب شریف لاتے ہیں یہ گیسو سے بن شہاب چلاک ہو کہ
 مسرت گیسو کی ایسی بدل کر آیا ہو غرض خبر سن کر سحر افشان نے ہکا استقبال کر آیا اور بڑے تپاک
 سے ہسکوا کر مسند پر زور پر بیٹھایا اور کہا آپ نے سرفراز فرمایا جو اوقت رونق افروز کا شاہ
 غریب ہوئے میرا بھی دل آپ کی ملاقات کو بہت چاہتا تھا خوب ہوا جو ملازمت ہو گئی یہ کہہ کر دو
 ایک جام شراب اور پیے اور گیسو کو بھی دیے گیسو نے انکھ بجا کر اوٹا لے لے دیے پھر سحر افشان بہن
 لاف زنی کی کرنے لگا گیسو نے کہا کہ بھائی صاحب ہمارے نزدیک تو یہ امر ہو کہ اگر سحر افشان
 تو البتہ لطف لڑے گاٹے اور جرأت کا مزا حاصل ہو ورنہ یہ سب باتیں بیکار ہیں اے بے اور
 کیا مجال ہی کیسی کہ جو کوئی لشکر معرج کے ایک اونے ملازم کو بھی کچھ تم نگاہ ہو کر دیکھ سکے بلا سے
 سحر افشان نے یہ کلام سن کر کہا کہ ان بھائی میں نے بھی اُس نا عیار کی ایسی ہی تعریف سنی ہے پھر کیا
 وہ کسی سام کو زندہ نہیں چھوڑتا ہر گیسو نے کہا نہیں جو لڑنے آیا مارا گیا اُسے کہا اچھا تو بتائیے
 کہ آپ آج تک کیوں زندہ رہے اور اُسکی ہاتھ سے کیوں بچے کیا آپ نے کوئی سحر ایسا تیار کیا ہے کہ جسکی
 تاثیر سے محفوظ ہیں اور وہ آپ پر قابو نہیں پاتا ہے اگر درحقیقت یہی بات ہے تو پھر آپ احسان کر کے
 وہ سحر مجھ کو بھی بتائیے تاکہ میں بھی اُسکے شر سے بچتا رہوں بلاست زمانہ تک نہیں تو ایک ہی رات
 سہی پھر تو میں خاتمہ بکا کر ہی دوں گا گیسو سے بن شہاب نے کہا اگر میں اسطرح سے اپنے قہن
 نہ بچاتا تو اب تک ہڈیاں بھی میری گل جاتیں وہ کب کا مجھ کو مار ڈالتا خیر خاطر تجاری برصورت مجھ کو

منظور ہوا اور میں اپنا دوست صادق ایکو جانتا ہوں آپ ذرا علیحدہ چلین تو میں آپکو بھی مہس سحر کا
انچھ اور اسکی بھینٹ بتلا دوں بھلا تم بھی کیا یاد کرو گی کہ نہ بتایا بلائے سحر افشان یہ باتیں سُکر
خوش ہوا اور گیسو کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشہ میں لیگیا اور کہا اب تو اس مقام پر کوئی نہیں بتلاے
گیسو کے بن شہاب نے ایک پھول نہایت خوش رنگ تر و نازہ مایاب زمانہ اپنے پاس سے
نکالا اور کہا دیکھئے سحر تو میں اور کچھ نہیں کرتا ہوں لیکن یہ پھول حبشیہ کی گلدستہ کا ہے مجھکو یہ شکل تمام
ملاحظا میں اسکو سو نکھ لیتا ہوں اسکی تاثیر سے نہ تو بیہوشی مجھ پر تاثیر کرتی ہے اور نہ کسی کی عیاری کا رگر
ہوتی ہے اور اگر کوئی عیار میرے سامنے آجی جاتا ہے تو مجھکو خود بخود حال اُسکا ظاہر ہو جاتا ہے پتہ
وہ یمن رہ سکتا ہے اگر تمھارا جی چاہے تو آجکی شب کے لیے اُسکو سو نکھ لو کل پھر میں تمھو کو اکر
سنگھا جاؤنگا بلائے سحر افشان نے یہ تقریر سنکر وہ پھول اُسکے ہاتھ سے لیکر سو نکھتے ہی تڑان سے
چھینک آئی اور بیہوش ہو کر گرا چلا لاک نے اُسکو اور زیادہ بیہوش کیا اور پتہ تارہ بدوش ہو کر
سر اُچھ چاک کر کے صاف یسے ہوئے چلا گیا یہ تو اُسکو لیکر چلا اور صرصر شمشیر زن کا ماجرا نیسے کہ
اُسکو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ آج کی شب تو ملکہ کوئی عیاری کر کیونکہ تو تمھک کر بیٹھ رہی ہے کوئی عیاری
اتک کی ہی نہیں آج برق جادو کو بن پڑے تو پکڑ لاس یہ سوچ کر اپنے مقام پر سے چلی اور راہ میں
اُسے برق فرنگی کی ایسی صوت بنائی اور سیدھی خیمہ میں ملکہ برق جادو کے آئی یہ عیار تو ہر وقت
آتے ہی جاتے ہیں انکو کون روک سکتا ہے عیار کو کبھی کسی نے نہ روکا اور اُسے اندھا تھی لیکھا کہ ملکہ
برق پتنگڑی پر آرام کر رہی ہے اُسے برق عیار کو دیکھ کر پوچھا کہ کیوں بھیا میر تو ہر اس وقت کہ
آئے اُسے کہا کہ خواجہ سلامت نے کچھ کہلا دیا ہے سو آپ ذرا علیحدہ چلکر سن لیجئے برق جادو نام
خواجہ کا شکر فوراً اُٹھی اور تمام خلوت میں برق نقلی کو لیکر آئی اُسے وہاں آتے ہی بیٹھ بیہوش
اُسکے منہ پر مال مارا وہ بیہوش ہوئی اُسے بھی پتہ آوا اسکا دوش پر رکھا اور فحاش چاک کر کے نکھر
حال صبر صبر میں لشکر سے نکھر پوچھی اُدھر سے چالا لاک پتہ تارہ سحر افشان کا لیے آتا تھا راہ میں
دونوں سے ملاقات ہوئی اور صرصر کو یقین ہوا کہ چالا لاک سحر افشان کو لیے جاتا ہے اور
حالا لاک کو بھی ثابت ہوا کہ صرصر کسی سردار کو چارے یہاں سے لیے جاتی ہے پس اُسے لکارا
تھر جاکھان جاتی ہے اور کسکو لیے جاتی ہے میں دین تیری جان کا آپو پنا صرصر نے بھی نعرہ کر کے

نیچہ کھینچا اور پکاری کہ اگر تو آیا ہی تو میرا کیا کر لیا گا اب دونوں میں نیچہ زنی آغاز ہوئی اور لڑتے ہوئے دونوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ پشترے یا تو زمین پر رکھ دو یا یہ کہ ایک شخص دو ستر پشترے اس طرح نیچہ ماری کہ گرد پشترے کی گھلیائے اور مالک رہا ہو جائیں یہ سوچا کہ دونوں نے ہاتھ تلوار کا پشترہ روئے پر جو مارا تو دونوں پشترے کٹ گئے اور برق جاو اور بلا سے سحر افشان کھل کر گرے اور دونوں کو ہوا جو لگی ہوشیار ہو گئے اور اٹھ کر سمجھے کہ عیاروں کا مقدمہ ہی ہم نہ بولیں تو اچھا ہی بس یہ دونوں اڑ کر اپنے اپنے مقام کی طرف چلے گئے بعد کچھ عرصے کے صحر کجرائی اور بھی کہ تو اس عیار کے ہاتھ سے خفی ہو جاو گی اب تجھ کو نکلیا نا چاہیے یہ سوچ کر اسنے چالاک سے کہا کہ اوج نامت معلوم ہو کر تو دوسرے کے پھر تو بر میرے ساتھ لڑ رہا ہے اور یہ وہی تجھ کو لڑواتا ہے چالاک نام دوسرے کا سن کر کجیر یا کہ مبادا اسکا گناہ لڑا کا کا فقرہ سمجھے اور کوئی اور عیار تیری گھات میں ہو بس یہ خیال کر کے اسنے پیچھے پھر کر دیکھا صحر توجہت کر کے اپنے ہی عرصہ میں سانسے سے کافر ہو گئی اور چالاک مبنی ناچار ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور صحر برق جاو و اپنے شیمہ میں آکر پہنچی اور سحر افشان اپنی بارگاہ میں آیا راستہ میں دوادوش میں تمام ہو چکی تھی اور وہ وقت تھا کہ قیدی شرق کی سیاد پوری ہوئی تھی اور خورشید تابان کو رہائی ملی تھی پشترہ قیدی شب سے رہا ہو کر بارگاہ اہلاک میں آیا تھا شب تیر و خام نے ٹھہرنا چھو یا تھا کہ اس سب سے

سنار و بیج کا ناہید نکلا سٹہ

شب تیرہ پر آفت اُسنے ڈالی

بھسوکا سبکے پھر خورشید نکلا

ہوئی پھر دن کے افسر کی بجالی

رات بھر جیل خانہ سے تیاری آلات حرب و ضرب تو ہو رہی تھی ہی ہنگام صحر مخرج نامور لشکر اپنا بعد کروفر لیکر جانب دشت جنگ روانہ ہوئی اس طرف سے بلا سے سحر افشان بعد غم و شان فوج گزرا لیکر جلا دونوں سردار لشکر لیے ہوئے میدان میں آئی دلا دونوں نے پرے جمائے صحر فوج آہستہ ہوئے نقیب نقابت کر کے ہٹے سحر کی نیزنگیان ساحر دکھانے لگے کسی نے جنگل میں آگ لگا دی کہنے دریا جاری کیا کیسے خون کی ندی بہا دی کیسے جانوران سحر ہزاروں پیدا کیے کسی نے چھریر سا دیئے بلبل و بوق بجنے لگے کڑکا ہونے لگا بلا سے سحر افشان اڑ رہا تھا اڑا کر میدان میں آیا اور باز طلسم ہوا مخرج کی طرف سے نہروان جاو و مقابلہ کو گیا مگر اسکے تارخ سحر سے جانبر نہوا پھر اسکا بھائی کیسود راز راز برائے مقابلہ نکلا وہ بھی برق آتش افشان سے اُسکے مارا گیا اُسوقت

برق جادو نے عمر سے کہا کہ خواجہ سلامت میں جانتی ہوں کہ کوئی نہ کوئی چیز اُس کے پاس بھی مثل تحفہ کے ہو جب تو کیا کار اور سپر کار گزریں ہوتا ہی عمر نے کہا کہ اے ملکہ اگر کوئی شے اُس کے پاس ہوتی تو کیا معلوم نہوتا تم ناحق کو اندیشہ کرتی ہو کچھ بھی نہیں ہر تم جا کر مار لو یہ نابکار تمہارے ہاتھ سے کہاں کیلے جائیگا یہ جو عمر نے کہا تو رعد و برق دونوں ٹپکرا اپنے ابرو میں گئے اور وہاں سے رعد گرج کر زمین پر آیا اور وہاں تھا مگر جانتا تھا کہ چیخ مارے اس وقت برق ٹپکڑ جو سحر افشان پر گری تو سطح سے گری کہ ابرینچا ہو گیا اور برق نصف ابر میں رہی اور نصف باہر نکلی تھی اور رعد دامن پکڑے ہوئے تھا سحر افشان کو رعد و برق کے لیے افراسیاب نے ایک سحر تیلادیا ہر کیانکار وہیں اُسے دہی سحر کیا اور کند سحر کو لگایا برق جادو و نو اُسمین گرفتار ہو گئی اور جھٹکا جو دامن کا لگا تو رعد بھی گر پڑا دونوں کو اُسے گرفتار کر لیا اور اپنے لشکر میں ہل باز گشت بجا کر چھ گیا اور نہایت خوش ہوا یہ کہتا ہوا بھرا اکاب بھٹک کچھ کام نہیں ہر میں کسی سے نہ لڑو لگا جس نے میرے بھائی کو مارا تھا اُسکو میں نے پکڑ لیا میں اُسکے خون کا بدلہ لائے آیا ہوں جب تک ان دونوں کو قتل نہ کروں لگا تو سن سحر کو میدان رزم میں نہ دوڑا لگا ہاں اگر شہنشاہ یا ملکہ حیرت لڑیں تو اُسکے شریک البتہ ہو جائیگا یہ کہتا ہوا اپنے مقام پر آیا سپاہ نے اسکی آسام لیایہ خود اپنی بارگاہ سے خدمت حیرت میں آیا اور نہایت خوشی ظاہر کی لایا ملکہ میں نے اپنے بھائی کے قاتلوں کو گرفتار کیا اب میں انکو قتل کرنے جاتا ہوں حیرت نے کہا جادو مبارک ہو مگر ذرا خبر دے سے انکو قتل کرنا کیونکر اُنکے چڑا لجانے والے بھی بہت ہیں غرض یہ وہاں سے اپنی بارگاہ میں آیا اور افراسیاب کو بھی عرضی اس مصنون کی لکھی کہ میں نے رعد و برق کو قید کر لیا ہر اگر حکم عالی ہو تو میں دونوں کو قتل کر دوں یہ لکھ کر اُسے پہلے سحر کے ہاتھ بچھا ادھر حیرت نے بھی شاہ کو لکھا کہ برق و رعد کو قتل کرنا ہرگز مناسب نہیں کیونکہ سب ساحر ان دونوں سے ڈرتے ہیں آپ اجازت اُنکے قتل کی ہرگز ندیجئے گا اسے بھی پہلے کے ہاتھ نامہ روانہ کیا یہاں رعد و برق کو ایک تخت پر قید کر کے سحر افشان نے اپنی بارگاہ میں بٹھا دیا اور آپ بٹھکر ناچ دیکھنے لگا اور شراب زہر مار کرنے لگا لیکن مہر خ رنجیدہ خاطر پھر کر اپنی بارگاہ میں آئی اور لشکر کو حکم آسایش دیکر بیٹھی عمر کو خیال آیا کہ تیرے کہنے سے برق و رعد کرنے کو گئے تھے بس وہ گرفتار ہو گئے اُنکو جھکڑا کر ناچا ہے یہ سوچ کر ایک ساحر مغز کی ایسی صورت الگ جاکر بنا بادل کی تمبہ باندھی تب ہوا ہر کے کہنے سے شانہ تک آ رہا کہ موتوں کا مالگے میں ڈالکر

یاجشید یا جشیہ کہتا ہوا بارگاہِ حق نشان میں آیا اُس نے خاطر کی بجا یا اس نے کہا میں اسی اطراف کا رہتا ہوں آپ کی ملاقات کو جی چاہا چلا آیا اس نے کہا آپ نے بہت مناسب کیا آپ کا یہ مکان کشتی خانہ ہے یہ لکڑا ایک جام جو اہرنگا کر اپنے پاس رکھا اور کہا اب میں پانی شراب وغیرہ اسی جام میں پی کر دو لگا لیکر پیاس جو معلوم دی آب خاصہ طلب کیا جبکہ خواص پانی لیکر آیا اس نے اسی جام میں پانی لیکر پیاجہ سلامت نے دریافت کیا کہ حضور یہ تو فرما میں کہ اس جام میں کیوں پانی لیکر پیادو دوسرے جام میں پینا ترک فرمایا کیا یہ جام اور جاموں سے بہتر ہے اس نے جواب دیا کہ نہیں جام اور دن سے بہتر نہیں ہو کر وصف زمین یہ ہے کہ اگر کوئی بیہوشی ملا کر دے تو مجھ کو اس جام میں پینے سے معلوم ہو جائیگا یہ وجہ ہے جو میں نے اسی جام کو اختیار کیا ہے عمر یہ کلمات سن کر خاموش ہو رہا اور فکر میں ہوا کہ اسکو کیسے طبع مار ڈالوں اور اُس نے کہا کہ آئیے ہم پشطرچ کھلیں یہ تو اسی امر کے منتظر تھے کہا بہت اچھا آئیے اُس نے شطرنج بچائی اور کھیلنے لگا پھر تو عمر ایسا کھیلنے والا رومی اور فرنگی سطح کی شطرنج کھلوا دیا اسکی کیا باطنی جوان ایسے فرزند سے کھیلتا یہ ایک ہی چال میں قیل مست کو مار ڈالتے ہیں اور ایسے پیادہ ہیں کہ سوار کو گھیر کر تید کرتے ہیں خانہ بخانہ پھرتے ہیں اسی شش و پنج میں اوقات بسر کرتے ہیں کبھی رخ ایسی باتوں سے پھرتے ہیں نہیں بازی بازی چال اس پر رکھی تو وہ مات ہو گیا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ اتنا ایک ساتھ دو ایک بازی شطرنج کی کھیل کر کہ تیری شطرنج بھی کر دی ہو جائیگا غرض یہاں تو شطرنج بازی ہو رہی ہے اور وہاں عرضی اسکی اور حیرت کی پاس شاہ جادوان کے چوٹی اُس نے دونوں کو پڑھ کر کہا کہ ملکہ حیرت کو غصہ بات بات پر آجاتا ہے حق بجانبِ حق نشان ہو کر نکلا بھائی مارا گیا ہے اسکو اختیار ہے کہ اپنے بھائی کے قاتلوں کو مارے میں حیرت کو سمجھاؤں گا لیکن اسکو اختیار دیتا ہوں کہ وہ رعد و برق کو قتل کرے یہ کہا کہ کتاب جشیہ دی دیکھی ہیں بھی غلا ہر ہوا کہ رعد و برق کو قتل کرنا ہی مناسب ہے مگر اندر بارگاہ کے نہ قتل کرے باہر لا کر قتل کرے اور اسکو آگاہ کر دینا چاہیے کہ تیرے ساتھ عمر بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہے اور تو غافل ہے لازم ہے کہ اُس دزد گردن باریک کو بھی گرفتار کر کے تینوں کا سر کاٹے شاہ نے یہ حال معلوم کر کے جواب عرضی کا لکھا کہ اے سامری وقت کیا کہنا خوب تم لڑے رعد و برق کو جلد قتل کر ڈالو لیکن آگاہ ہو جاؤ کہ عمر تمہارے ساتھ بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہے اب تم چال چو کو گئے تو مارے پے جاؤ گے

لاؤق ہو کہ دشمن صعب کو بھی گرفتار کر لیا اور بسکاسر کاٹ کر بھیج دیا لیکن باہر بارگاہ کے لا کر ان بسکوں کو لڑنا
اندرون قتل کرنا یہ جواب لکھا آسمان نشین جادو نام ایک سحر کو دیا کہ تو لیکر جا اور سطح یہ نامہ دینا کہ
عمر نہ آگاہ ہونے پائے سارے مذکور نامہ شاہ لیکر روانہ ہوا اور اڑتا ہوا ایک ان میں آکر بلا سے
سحر افشان کے پاس پہنچا دیکھا تو واقعی یہ شیطیح کھیل رہا ہی اُسے وہ نامہ اسکو دیا اُسے بطور مخفی
اسکو بڑھا اور ہمنون سے اُسکے آگاہ ہو کر رنگ ہو گیا مگر خبر نہ دیا اور شیطیح کھیلنے میں ہی ایک دانہ
دانش کا مارا کہ عمر بے قابو ہوا اسوقت وہ پکارا کہ باش او دزد مکار دیکھا تو نہ کہ ہنسے یہ بازی
کس تدبیر سے جیتی اب تم تینوں کو بڑے عذاب الیم سے قتل کر دنگا یہ کہہ کر سحر اور رعد و برق کو
سحر میں مبتلا کر کے بارگاہ میں لیکر آسمان نشین کو نامہ شاہ دیا چلا گیا تھا یہ ان تینوں کو ایک
درہ میں کوہ کے لایا اور وہاں نبجلا کر قتل کر کے اسارادہ کیا یہ تینوں درگاہ خدا میں استغاثہ
کرنے لگے بقدرت قادر توانا مقرر قرآن درہ کوہ میں تھا کیونکہ جہان کیناں لشکر حریف اترتا ہر
ایکے قریب وہ شرمینہ عیاری بھی رہتا ہی بس اُس درہ میں شہر و گرگ کے خوف سے تین چھینکے
انے باندھے تھے اور انھیں چھینکوں میں سطح سے سوتا تھا کہ ایک بین سر ایک بین لہر ایک بین
پاؤں رکھتا تھا زمین پر زونا ترک کیا تھا چنانچہ خوف بھی بڑا ہوا آرام کرتا تھا برق جادو اور
رعد و غم کا گھبراہٹ سحر افشان کی آواز کو اُس نے بھی سنا کہ بڑے اٹھ بیٹھا اور لکڑا کر اسے
تو کون ہر کہ جو وقت پر اسے مکان میں بغیر اجازت حب مکان کے چلا آیا سحر افشان اسکو چھینکوں
ایسا دیکھ کر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بڑا خداوند سامری کا پتشی ہو اور اُس درہ کا مالک ہو بس گھبرا کر عرض سا
ہوا کہ میں کوئی غیر نہیں ہوں میں سحر افشان جادو ہوں سحر اور برق جادو اور رعد کو کہ
دشمن افراسیاب کے ہن انکو پکڑ کر قتل کرے لایا ہوں قرآن نے کہا اگر دشمنان افراسیاب
کو قتل کرنے لائے ہو تو خیر کچھ مضائقہ نہیں مگر زنا چھ جادو کہ ہم بھی اگر انکے قتل میں شریک ہو جائیں
اور داخل ثواب ہوں بلائے سحر افشان اسے کہنے سے رکھا اور یہ چھینکوں پر سے کود کر قریب تر اسے
آیا اور سحر کو دیکھ کر پچھا کہ کیوں بھائی سحر افشان یہ شخص کیا رعد جادو ہو اُسے ہنس کر کہا نہیں اے
برادر یہ وہی ساربان زادہ عمر عیار چوٹا نکار ہے قرآن کی آنکھوں میں یہ کلمات سن کر خون
اُڑ آیا اور کہا کہ اے اور زنا دے تو بڑا بے وقوف ہو اور خدا سے زیادہ احمق ہو دیکھ تو سہی کہ فرشتہ

عمر کا تو پیچھے تیرے کھڑا ہی اور تو اس کے باپ کو بُرا بھلا کر رہا ہر سحر افشان نے جو نام فرزند عمر کا سنا
گھبرا کر منہ اُدھر دیکھنے کو پھر اقران نے اپنا نعرہ کر کے ایک ہی ہاتھ بندھے کا مارا کہ سُرک پاس پاس
ہو گیا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی عمر برق رعد رہا ہوئے عمر نے قرآن کو سینہ سے لگا لیا اور توفیق
عیاری کی بہت فرمائی پھر ایک بنا سا کہ جسکو خوشیاں کچھ کھا چکی تھیں زمیں سے نکال کر کہا کہ اور فرزند
تو منہ تو مٹھا کر لو اور مجھ فقیر سے کیا ہو سکتا ہے قرآن سمجھا کہ اس وقت یہ کچھ لینگے پس جلدی سے رہ فر
میرا لکھا ہوا قریب آیا اور ایک اشرفی ہاتھ پر رکھ کر نذر دی وہ بنا سا سلام کر کے لے لیا اور رست
ہو کر کھل کھلا گیا پس برق جادو نے عمر سے کہا کہ اب ہم آپ کو اویسین سچا نیکے لشکر میں بھجلیں
یہی رہی ہوئی کہ اچھا کیا مضائقہ ہے برق نے سخت سحر تیار کیا اور رعد و عمر کو اُس پر مٹھا کر رہا
کی اور بیک جمیکا نے میں اپنے لشکر میں آئی یہاں ہر ایک کو اس کے آنے سے خوشی ہوئی خواجہ کو
بہت کچھ ہر ایک نے دیا پھر انجن عشرت کو ترتیب پدیر کیا طائران سحر نے یہ خبر جا کر ملکہ حیرت
کو پہنچا لیکن کہ بلائے سحر افشان جی مارا کیا رعد و برق و عمر چھوٹ کر اپنے لشکر میں آئے وہاں
خوشی ہو رہی ہر حیرت نے کہا کہ اس موے کو بھی بڑا غرور مایا تھا جیسا اُس نے کیا دسیا یا یا او
تیلہا سے سحر نے افراسیاب کو بھی جا کر مطلع کیا کہ اس طرح بلائے سحر افشان مارا گیا قرآن اُسکو
بھی اُس کے بھائی کے پاس جہنم میں پہنچا یا افراسیاب کو یہ ماجرا لشکر کماں حصہ در گچین جادو سے
کہا کہ اب میں خود جا کر عمر کو پکڑے لاتا ہوں اس میں کچھ ہی کیون نہ میرے لیے ہو جائے کلی جادو
نے یہ باتیں سُکر عرض کیا کہ میں کبھی نہ عرض کر دوں گی کہ آپ عمر سے لڑنے جائیں بلکہ نسب یہ ہے کہ آپ اس
ملجائیں افراسیاب کے کہا کہ میں جانتا ہوں تم سب میری بہتری کے لیے یہ بائیں کرنے ہو اچھا اور کچھ
تذکرہ لگا اور آئندہ سمجھ لو نگاہ یہ لکھ تیلہ کو سحر کے حکم کیا کہ جا کر خیر لادو مہرچ کی بارگاہ میں کیا ہوتا ہے تیلہ اُٹھ کر
کو روانہ ہوا اور یہاں جب افران فوج بلائے سحر افشان کو اپنے مالک کا مارے جانا معلوم ہوا تو
بہت کچھ رنج و ملکہ کیا آخر جب اس حیرت وغیرہ کچھ خبر ہوئے تو آرزوہ خاطر ہو کر لشکر اپنا لیکر اپنے
ملک کی طرف کوچ کر کے پہلے گئے اور صنعت سحر ساز جو پانچ انڈے سحر کے کھو چکی تھی اور دو انڈے باقی
انڈے کے انجن بھروسے پر اُس قہر نے پھر جا ہا کہ مہرچ سے مقابلہ کر دیا اور اگر یہ بھی کچھ کام ندین تو اب کی مہ
جا کر بیٹھے لاؤں کہ تمام لشکر باجنوں کا رہنے آپ کا ٹڈا لے پس اُسے وہ بیٹھے لگائے اور چاہتے تھے

کہ ملکہ مرخ مقابلہ میں جائے ہوتی ایک عقاب سحر اڑتا ہوا آیا کہ جگے گئے میں نامہ بندھا تھا اُس نے نامہ
کھول کر پڑھ لکھا ہوا تھا کہ ای ملکہ صنعت سحر ساز زیرہ غلہ شنشاہ افراسیاب آگاہ ہو جسے کہ منہ
صنعت جادو و سحر کو اندون سکا کھیلتا ہوا میں آگیا ہوں اور مجھ کو شتیاق آپ کی ملازمت کا عرصہ سے ہی
اب سنا گیا ہے کہ آپ اس مقام پر رونق افروز ہیں اگر اجازت دیجیے تو حاضر ہو کر شرف بہ ملازمت کیما خاصیت
ہوں اور آپ سے ملکر اپنے مکان کو چلا جاؤ گا صنعت یہ نامہ پڑھ کر بہت شاد ہوئی اور جواب لکھا کہ ہمارا
بھی دل محتاج ہے کئی ایک مدت سے جاہتا ہے خوب ہو کہ جو تم سطر آنکھ کیونکہ مجھ کو شب و روز
کی جنگ و جدال سے فرصت بہت کم ہوتی ہے جو میں تم تک آتی اب مناسب ہے کہ جلد تشریف لاکر مجھ کو
سرفراز فرمائیے اور راہ انتظار کو تاہ کیجیے میں منتظر آپ کے بیٹھی ہوں یہ لکھ کر عقاب کے حوالہ کیا کہ وہ
منقار میں لیکر اڑ گیا اور صنعت کے پاس جا کر جواب نار کاہو نچا یا اب حال اُس ساحر کا سینے کر اُس کا
صنعت سحر جادو نامہ پڑا اور نے ایک گنبد فولادی سحر سے تیار کیا ہے اسکے اندر رہتا ہے اور
ایکے اوپر سوار ہو کر جہان جانا ہوتا ہے چلا بھی جاتا ہے پس جب اُس نے اجازت صنعت کی پائی تھی
گنبد پر سوار ہو کر اسکے پاس بھی آیا گنبد کیا ہے کہ دُریا ہے جس میں یہ مرنار کرتا ہے جب صنعت نے سنا
کہ صنعت صاحب تشریف لائے استقبال تا دربار گاہ اُس کا کیا اور لاکر سند غرت پر بیٹھا یا دونوں
ملاقات باہمی سے بہت خوشنود و مسرور ہوئے صنعت نے حال افراسیاب کا اور ظلم میں غدر
ہونے کا پوچھا صنعت نے اُس دور سے کہ جب سے بدیع الزمان قید ہوئے تا آن دم سب
بیان کیا اور تصریح کے ساتھ سارا ماجرا کہا پھر یہ بھی کہا کہ اب میں جاتی ہوں اس ارادہ پر کہ لشکر مرخ کا غارت
کر دوں صنعت نے سب کیفیت سن کر کہا ای ملکہ اب تم ہفت ہفتہ میں سے کسی ہفتہ کو لیکر نجاؤ اور اگر
نہیں غور خاطر ہے کہ نہیں نہیں بیضون ہی سے لشکر دشمن برباد ہو تو کسی اور ساحر کو دلو دے جائے اور
اُن کو تباہ کر دے صنعت نے یہ کلام سن کر کہا کہ ہاں اگر شقیق یہ بات تم سے سچ کہی اس میں یہ فائدہ ہے کہ شاید
کوئی آفت آئے تو اس قدر مجھ کو ہلاکت نہوگی جیسے کہ ہو چکی ہے بس اسی وقت اپنی ایک دینس خاص ملکہ
ہلال کامل سحر جادو کو بلایا اور وہ دونوں بیضہ باقی کے دیکر حکم دیا کہ میری فوج میں سے دو لاکھ ساحر
اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور مرخ سے مقابلہ کر دیکر بیضہ کو تودا اپنے طرف لشکر مرخ کے اور دوسرے
کو بائیں طرف لشکر کے مارنا ہلال سحر نے تسلیم کر کے وہ دونوں بیضہ لے لیے اور کہا بہت اچھا میں

اسطرح عمل میں لاؤنگی کر جیسا آپ نے ارشاد فرمایا ہر یہ کہ مکمل ہر بار گاہ کے آئی اور زفیہ سر کو دم دیا
 دو لاکھ سا حجب شد و سامری و زردشت کا ماننے والا اثر درون پر سوار ہو کر ہر دو رکاب ہوا تا قوس
 کی صدا پر فلک کا پڑنا سیرنا چنے اگا کو گل کی دھوئیں نے دنیا ایسی تھما کہ کانٹھ کا لاکیا ایک طرف سے
 سبازران صف شکن ہتھیاروں سے آہستہ ہو کر اسپ و لرگدن سحر پر سوار ہوئے نقار سے ہزاروں
 بجنے لگے دھونوں نے رونے کے دھونیں دی ہلال کا ستارہ قسمت گردش میں آیا زندگی اسکے آگے
 آگے بھاگی جاتی تھی تنگ قضا کے منہ میں یہ خود جاتی تھی رو سے ہوا پر لشکر کے چلنے سے ہنگامہ عظیم
 پر باعقاید نقشہ تھا کہ ابیات

خرو تھے برآمد بکر دار سعد بزقند لشکر ز قلب سیاہ ہمہ غرق در آہن سیم و زر سناٹا سے الماس در تیرہ گرد ز زربفت چینی کشیدند تیغ	ازین سوئے بخش وزان رو سعد بیکو کشیدند آورد گاہ سپر ہائے زرین و زرین کمر ستارہ ست گفتم شب لا جورد سیاہ اندر آمد چو مور و بلخ
--	---

قریب لشکر مہرچ سو بچکر ہلال نے خیمہ کیا اور لشکر کو ازروانے کا حکم دیا ہلکاروں نے جا کر خبر مہرچ
 آمد لشکر کی دی ہلال اس روز ملک حیرت کے پاس آئی اسنے خاطر کی اس سے سب حال ملکہ صنعت
 کا اور اپنا بیضہ لیکر آئینکا بیان کیا پھر وہاں سے اٹھا اپنے خیمہ میں آئی اور مصروف عشرت و نشاط
 رہی جب مرغ مشور آفتاب چو آگاہ فلک سے پھر کر خانہ مغرب میں بندھا ہوا اور ماکیان شب نے
 بیضہ ہائے انجم ظاہر فرمائے کہ نظم

ہوئے ہر چہ رافع شام روشن تھا بزم زرم کا چمکا ستارا	بنا اوان شاہی رشک گلشن شب خنکی ہوئی پھر جلوہ آرا
---	---

شام کو ہلال نے بلبل جنگ بخوایا ہلکاروں نے دوبارہ خدمت اقدس مہرچ نامور میں بعد
 عجز و انکسار عرض کیا کہ نظم

ہوئے ہین تیری حفاظت سے بخیط خیر تیری زمانے میں ظالم ہین بے سرو سامان	ہوانہ زراغ کمان آجک نشانہ تیر کمان چرخ کو دیکھو تو وہ بھی ہر بے تیر
---	--

توئی نیم گرم گونہ اس چمن میں چلے تو چشم کم سے جو اسکی طرف نگاہ کرے	خراب پانی سے ہو کل گلشن تصویر ہلال سے بھی دو چندان ہو قنا حقیر
---	---

ملکہ عالم ہلال نے طبل جنگ بجوایا ہوا اور سنا گیا ہے کہ دو بیضہ جو باقی ہفت بیضہ میں سے رہ گئے تھے وہ صنعت نے اُسکو دیکر جبین میں کل صبح کو وہ انہیں بیضیوں سے کام لے گی باقی خیریت ہے یہ خبر سنکر ملکہ صرخہ مڑو دو ہوئی مگر اپنی ہمت مردانہ سے اُسے جی جواب میں طبل جنگ بجوایا اور چالاک بن عمر اور ضرغام وغیرہ عیار مع عمر نادر کے فکر میں عیاری کے روانہ ہوئے لشکر میں طبل جنگ بجنے سے تیاری آلات حرب و ضرب آغاز ہوئی گلستان شجاعت میں پھر بہار آئی تلواروں کے پھل ڈالنے دینے پر تیار ہوئے گئے جو ہر خنجر و شمشیر سے گلشن پھولوں کا ہر ابرو دکھائی دیتا تھا نہ ہر بوستان جلالت کا سر و تھا نقیبوں کی صدا بل خوش کمان کی آواز تھی بہادران کی دساز تھی ہر ایک شہسائی گل عباس کی صورت دکھاتی تھی طرم پشبو کی بچتی بچاتی تھی ہتھیاروں پر آبداری دیکر چمنستان جنگ کے بہادر آبداری کرتے تھے دم شجاعت کا بھرتے تھے سوسن نے بہر نقابت دس زبانیں پیدا کی تھیں بہر حال نعرہ سر اے نقبا تھا ہر نظر باز خوبی میں زگر آسا تھا نہر ہاے باغ کی طح دل میں ہر ایک کے لڑنے کی موج اٹھتی تھی بہادران کا تو یہ حال تھا ساحرون میں بھی طرفہ سامان جنگ و جدال تھا پھول مندرون پر چڑھائے جاتے تھے ہر ایک گل کی طرح شگفتہ خاطر ہی بناتے تھے بیرون کو جب بلاتے تھے مارے خوشی کے پھول بھاتے تھے نخل زن ہر ایک کا گلہاے سحر سے لدا تھا شخص بھولا بھلا تھا غرض کہ رات بھر ہی ہنگامہ باجب چاندنی بر سفیدی سحر نے سبقت کی اور گھڑیالی نے گھڑیاں کے سر پر آفت دھانی فریاد جس بلند ہوئی شب گذر کر نوبت روز روشن آئی کہ ایسا

سحر کا نور و خیر بنے چمکا ہوا خورشید نور انشان جہان میں	ستاروں نے لینا رستہ عدم کا اوجالا بھلا گیا سب آسمان میں
--	--

ہنگام سحر بہادر لبزون سے اُسکے ہتھیار بکچر چل خیل ذیل ذیل جانب میدان جنگہ روان ہوئے بہار د و رعد و برق و در دولت ملکہ صرخہ پکارتے ملکہ موصوفہ بھی لبدہ حشمت برآمد ہوئی ہر ایک نے تسلیم کی پھر بڑے کروڑوں سے جانب میدان چلی جلو میں اُسکے ہزاروں گھوڑے اوڑھلے

جن پر ہوج ز زمین اور کاٹھیاں کھینچی تھیں صبح کا وقت تھا نقیون کا بھدے مرغوب ہونا ہر ایک دلو
بھاتا نسیم سڑی کاڑا آتا اس تجل خان کا کما ذکر کیا جانے کا اشعار

عدو کے نظر آتے ہیں قطرے بارش زیلہ ہری تری تیغ خمیدہ کی ہیئت ہیٹھ کاٹ کاٹکے خیال رہتا ہر کمان قوس قزح ہر شہاب ثاقب تیر تیرے سمند کی کس سے بیان ہو چلا کی جھرائے روئے زمین سے کام اولین سوار ہو جوفیل سیاہ رنگ یہ تو	رنگ برقی نکلتی ریکی جب تلوار چلانا سرگواٹھا کر یہ گنبد دوار ہر آگے آنکھوں کے آٹھون ہر تیر تلوار فلک ہر تیر فلک ایک چاکر سرکار مصوروں کو ہر تصویر کھینچا دشوار ہر جیسے صفحہ قرعاس پر بھرے پرکار تو کیسے تومہ تابان ہے اور شب تاب
--	---

غرض اس شوکت و شہامت سے وارد دشت مصاف، ملکہ عالیشان ہوئی صفوں آستہ ہو گئے لیکن
میدان پاک و صاف ہوا ہنوز آغا جنگ ہوئی تھی کہ ملکہ ہلال کامل نے قصد کیا کہ بیضہ ست
و چپ کی طرف لشکر معرہ کے لگائے بس یہ بیضہ لیکر آگے بڑھی تھی کہ ایک طرف سے آواز پیدا ہوئی
باش باش ای ہلال دست خود را نگہدار کہ ماہم رسیدم اس آواز کو سنکر ہلال نے جو بھر کر دیکھا تو ملکہ
صنعت سحر ساز کو آتے دیکھا بس یہ تسلیم کر کے دوڑی اور قریب آکر عرض کیا کہ او ملکہ عالم آپ نے کیوں
مکلف فرمائے کیسے تو خیر تو صنعت نے کہا ای ہلال بڑا غضب ہوا تھا میں نے بھولے سے وہ بیضہ
نکو دیدیے کہ اگر تم انکو ماتین تو وہ تمہارے ہی لشکر کو غارت کر دیتے ہو جس سے میں گھبرا کر چلی آئی
کہ مبادا تم ان بیضیوں سے کام لو اور لشکر تمہارا تباہ ہو جائے اب دو بیضے مرے حوالہ کرو اور ان
بیضیوں کو لے لو یہ کمزورہ دونوں بیضے تو لے لے اور اپنے پاس سے دو بیضے اور نکال کر حوالہ کیے
اور آپ بھر کر چلی گئی جب کوئی باد کوں نکلتی تو وہاں سے آواز دی کہ ای ہلال سحر خیز دار ہو جا
کہ نم چالاک بن سحر یہ نعرہ کر کے وہی دونوں بیضے لشکر ہلال کے داہنے بائیں جو مارے تو
ایک بیضہ میں سے تو آندھی اس زور و خور کی پیدا ہوئی کہ درخت اور مکان اڑنے لگے اور دوسرے
سے سلین چھری پیدا ہو کر روئے ہوا سے گرنے لگیں پھر تو یہ حال ہوا کہ ہوائے طوفان قوم عاد کو
شرادیا ہزاروں ساحروں کو برباد کیا طبقہ زمین سے اڑوا با پردہ دنیا سے نابود ہو گیا ہر ایک

جھوٹا باد سخت کا باد مرگ کا جھونکا تھا کہ جس سے جان برہنہ نواں تھا جو جھونکا ہوا کا آتا تھا گویا تیر
تضا پڑتا تھا اور علاوہ اُس ہوا کے کہ جسکو دبا کے ہو اکٹھا ہا ہے مرگ مفاجات سے جی زیادہ لگتا
جا ہے فلک سنگدل تھیر پڑتا تھا ہر ایک ساحر لشکر دشمن کا سرھوڑ کر ہلاک ہو جاتا ہے بے خبر
پھیلا پھوڑا آفت تازہ زمین و آسمان سے پیدا تھی کہیں بھاگنے کا ٹھکانا ملتا تھا ان بیہودوں نے عجیب
نقشہ انگیز بچا دیا تھا جن بچوں نے جان لینے پر وبال نکالے تھے جب سب لشکری ہلال کے اس آفت
میں گم رہے ہلال سریر باؤں رکھ کر بھاگی لیکن کہاں بھاگ کر جاسکتی تھی ایک سال گئی ہزاروں کی آ
سریر تھی اگر گرے کہ مغز اٹکا شق ہوا اور فی النار السقر ہوئی مہر خ نے اُس وقت جا ہارا اپنے لشکر کو
لیکر ان جنگیوں پر جا پڑوں لیکن چالاک بھنے مار کر لشکر میں آگیا تھا اُس نے کہا اور ملکہ جو آپت مار
مر جا میں تو کیا ضرور ہو کر تم اپنے لشکر کو پریشان کر دو اور تکلیف اٹھا دے مہر خ اُسکے کھسے رُکی اور اُدھر اُس قدر
اندھی اور سنگباری ہوئی کہ چند اشخاص کو تو بھاگ کر مفر ہوئے باقی سب ہلاک ہو گئے اور جو زندہ بچے
وہ روتے پھرتے ملکہ صنعت کے پاس گئی اُسے انکو مالان و گریبان چاک گریبان جو دیکھا گھبرا کر پوچھا کہ اگر
یہ کیا تمہارا حال ہوا ان سب نے جلا بھرا مالہ و زاری ہلال کے حلال ہونے کا بیان کیا سرشار
مہنت بھی یہاں نہ کر رونے لگا کیونکہ وہ بھی صنعت کی ملاقات کو دوسرے دن پھر آیا تھا اُس طرف تو
صنعت نالہ و میون کرتی ہو اور یہاں مہر خ طبل فتح و ظفر بجا کر نبی بارگاہ ظفر بایں گاہ میں آئی ہر لشکر نے
اُسکے بت کچھ مال غنیمت میں پایا ہی ہر ایک ساحر غنی اور مالدار ہو گیا ہر لشکر میں کھوڑا بھتا ہی گھما گھم کر
سب خوش و خرم بیٹھے ہیں حیرت کو بھی خبر کسیں کھانے کی و مہم پہنچتی ہے یہ بھی آتش غم پر کباب
کی طرح جلتی ہے اور جب مہنت نے حال شکست دریافت کیا آیا تو واسطے ملاقات کے تھا مگر دل نے ہکے
نمانا امید منیع اس ہونے کو بھی چاہا بلکہ الموت کی ملازمت کا مشتاق ہوا بس اُس نے صنعت سے کہہ کہ
او ملکہ آپ کچھ رنج و غم نہ کریں میں اب لشکر نکو ایمان کو غارت کر دوں گا آپ مجھ کو ذرا ملکہ حیرت جادو کے
پاس لیجیے صنعت نے کہا اچھا چلو یہ نکر شرار کے ساتھ ہوا اور یہ دونوں اٹھ کر سوار ہوئے اور
حیرت جادو کے پاس آکر سب ماجرا بیان کر کے اجازت طبل جنگ بجانے کے بنام سرشار حاصل کی
پھوہان سے اپنے مقام پر آئے اور سرشار کے ساتھ جتنی فوج کشتار کے لیے ہمراہ آئی تھی اسی فوج کو اپنے
اپنے ساتھ لیا خیمہ و خراہ صنعت نے عجیب و ہان سے مقابلہ میں ملکہ مہر خ کے آیا اور خیمہ میں ٹھیکر

سختی کرنے لگا جب سحر آفتاب برائے چلکشی غار مغرب میں گیا اور ساحرہ شب نے اپنی نیزگی صنعت

نظر عالمیان میں ظاہر زمانی کہ ابیات

ہر چاندنی میں دلا سیل انشک کا عالم	دفعہ گر یہ سے اب ہر سفید چشم قمر
سیاہ پوش ہوا ہر الم سے چرخ کبود	برنگ داغ ذل ماہ ہر ہلکے اختر

ایسی شام ہوئی کہ خدا انجام بخیر کرے غرض کہ شکار صنعت نے اس شام کو اپنے نام پر طبل جنگ
بجایا صدائے طبل جنگ سمع ہایوں مخرج نامارین بھی ہو پوچی اُدھر بھی نفیر سحر کو دم ملا شکرون میں
پھر وہی جوشش سامان جنگ ہوا بجز آہن جوش میں آیا ہر ایک بازار خروش میں آیا بزدل گھبرا
بتابی سے زبان پر لائے کہ بھئی ایسی نوکری سے دگدرے جہاں روز لڑائی کا سنا ہوتا ہو کسی دن
چین سے بیٹھا نہیں ملتا ہر شجاعت شماران جلالت قرین شاد و بشاش تھے کالہی شکر تیرا ہر کہ
جس کام پر ہم ملازم ہیں وہ ہر روز ادا کرنا ہوتا ہر غرض کہ تیغ بازی کو بھی بازی طفلان منچلے جانتے
تھے تیغ کو چوگان اور سرحد کو گوسے سمجھ کر تلواروں کو مانتے تھے موج کند بھی سیل فنا تھی تیغ ہاتھ سے
اور جسم پر سے بھاگ جاتا تھا یہ ہیبت و خمنوں پر طاری ہوئی تھی سکندراعالموں کو بھی عکس تیغ
ڈراتا تھا آئینہ شمشیر میں جلوہ عروس مرگ نظر آتا تھا جذبہ خاطر بہادران جذب آہن کے کیفیت دکھاتا
تھا محنت طبع جان کو کھینچتا تھا متاع جان عدو ایسی ازران تھی کہ کٹاری کی کوڑے دیکر
ملجاتی تھی کمائیں گوشہ عافیت پاتے کے لیے چلاتے تھیں تیغیں مسلط تھیں گزر خدی کا دم چنے
تھے نیزے سان سروا کرتے تھے جوانان چمن شجاعت بنگئے تھے ہی حال ساحرون کا بھی تھا کہ سحر کی
تلوار ہر مین بھجا کو بھلیاں بناتے تھے روئی کی بصد خوب روئی ابر بنا کر اڑاتے تھے پیر جو آتا تھا
وہی تدبیر بتاتا تھا بیعت میں دشمن کا خون نامکنا تھا کاپیا سا تھا دور وہ صداسا تھا کہ آج
کی شب اودھ عیان تھیں امان ہر کل مل رحیل بے کا تفرقہ جسم و جان ہر طرف ایک ہلچل بڑی تھی
قیامت کی گھڑی تھی کہ ابیات

آبداری میں تیری تیغ کی ہر برق کی گونج	کیا مانتا ہے کہ ہر آب سے آتش سیال
انکی شمشیر کو ہر خون عدو روز مباح	یہ غلط تیرے دن ہوتا ہے مرد و احلال
طار روح عدو کے لیے صیاد اجل	بشرہ تیغ میں جو ہر لگا رکھتا ہے جلال

وہ بہادر دم ہیا کر اگر تیغ اُنکی اپنی دکھلائے چمک چرخ پہ کٹ جکا ہلال

اس طرح بہادران نامی مین شہت تو تیری جدال و قتال ہی جب عرصہ گاہ فلک تیغ تیز خوشید سے پُر از چمک
ہوا اور ظلمت شب تیرہ فام مثل سیر کے گت گئی کہ لفظ

یہ کیا الم ہی جو ہر چاک چاک جیب سحر یہ کیا الم ہی جو ہر مہر تک برہنہ سر

و نور غم سے عجب نہیں اگر مرغ اب اپنے قتل کو مانگے ہلال سے خنجر

نہیں معلوم کیا حادثہ در پیش ہو گا جو اس سحر نے منہ دکھایا ہی ایسی صبح قیامت خیز کو مہر خ ذی شان بھد
جاہ و ہزاران سامان شہستان سے نکل کر سوار ہوئے اور تمام سرداران عالی شان و جلالت تو امان کو ہرا
لیکے چلی فیضانِ فلک شکوہ جو سحر سے اُڑ کر چلے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ اُٹھ جاتے ہیں یا آسمان رو
ہوا پر اُتر آیا ہر ایک طرف سے مرکبانِ باد بکا اڑنا یا لطف نکھانا تھا لشکر عیبی گویا ساتھ جاتا تھا
ساحر دن کے طائر برائن تھے اڑتے آتش نشان تھے اسی کروڑ ستہ جب دار میدان ہوئے اُطرف سے
سرشارِ حسنیت اپنی فوج کبکے موج کولے آیا و دونوں جانب دلاور دن نے برا جابا بحد صفوف آرائی لشکر
جانبین سرشار نے کس کو میدان میں نکل کر طلب نہ کیا اور نہ سلج شور سے دکھائی یہ ساکن جو ارباع جمہیدی ہر
اسکو بت بڑا غزوہ برپا اس تک بخصال و نخوت شہانے ہی ایک بغیر اپنی کمر سے نکالا اور کچھ سحر دم کر کے جانب
آسمان پھینک دیا کہ بغیر بلند ہی برجا کرتی ہو اور زمین سے دھواں نکلتا شروع ہوا کچھ ہی عرصہ میں وہ دھواں
اسقدر بڑھا کہ تمام عالم سیاہ ہو گیا اور اس دھو میں نے آپ صویر سے ابر کے پیدا کی اور وہ ابر لشکر مہر خ پر
اگر محیط ہوا ضرغام اور چالاک تو اس ابر کو دیکھ کر صحرا کی جانب بھاگے اور بیت دور نکلتے اور ایک غلام
بلند پر سے کھڑے ہو کر حال لشکر مہر خ کا دیکھنے لگے اور ابر سحر سے بارش آغاز ہوئی پانی موصلا دھار بہنے لگا
طرفۃ العین میں یہ عالم ہوا کہ ہر سمت اندھیر برسنے لگا آسمان اکھ کھولنے کو ترسنے لگا چرخ کا سینہ غریباں ہوا
بغیر برسات یہ حال ہوا کہ سحر کے بوجھار بڑتی تھی یا تیر بڑنے تھے ساحر دیکھ سحر سے جاتے تھے خورشید
کا نکلنا کیسا تارہ قسمت ڈوب گیا تھا آسمان تک پانی بھر گیا تھا یہ خرابی دینا ایک گدھا تھا ماہ و ماہی
کا قراں ہوا قازمین سے آسمان تک غرقاب تھا آفتاب بھی اُس بھر کا ایک گرداب تھا بات ہر ایک
بھی جاتی ابر کی سینہ سی جان کھاتی تھی بلا بکر و راتی تھی کہ اس بات

تنگ آبی سے جان مست اغراق ڈوبنے پر ہر کشنی آفتاق

<p>کیا طوفان منہ نے چھایا ہے ابر کرتا تھا قطرہ افشانی تقف آماج یونہ پیکان ہے ابر رحمت ہے یا کر رحمت ہے لے گئی ہے جہان کو سیلاب</p>	<p>زخم دل نے بھی سہاٹھایا ہے پانی پانی رہے تھی بارانی منہ ہو یا کہ تیر باران ہے ایک عالم غرق رحمت ہے نقشہ عالم کا نقش ہے برآب</p>
<p>اس ابر سے جو پانی کی بوندیں لشکریان صرخ بر گرن بہار و خمور و مہر و خیر و کیکے کیے کچھ نور کا ہر ایک بیہوش بردے خاک افتادہ ہو اکتی جان گویا ڈوب گئی سفینہ ہوش و خرد تباہ ہوا بیل رہا نہ بوق رہا نہ وہ لشکر کی آرائش نہ زینت نہ مرکبان سحر کا کین تباہ خیرا ہی نہ دنیا عجیب طے کی تباہی کا سامنا سرقدان یا سمن بو پانی میں الیا بھیگے تھے کہ انکے خستہ ان حسن پر اوس پڑ گئی تھی کمرے جو پر ز رہنے تھیں وہ سب بھیگ کر شرابور ہوئے تھے خسار انکے اس پانی میں یون چلتے تھے کہ جیسے دریا میں کنول کے بھول تیرے ہن باغ میں گلاب کا تختہ پانی میں دوبا ہوا نظر آتا تھا جو کوئی کہ اس ابر کو محیط ہوتے لشکر پر دیکھ کر بھاگ گیا تھا وہ بہت دور کھڑا ہوا اس حال مار کو دیکھ دیکھ کے روتا تھا لشکر میں بازاری یو پاری وکاندار وغیرہ محافل خیمہ و بارگاہ بھی بھاگ کر الگ کھڑے ہوئے تھے اور اشک حسرت حال پر اپنے مالکوں کے بہاتے تھے اس دشت میں ذرہ ذرہ تک غمگین تھا پہاڑوں سے آبشار نہوتا تھا کوہ بھی روتا تھا فرما دی روح گریہ کر ہی تھی جان شیرین بر شیرین لبون کے بگئی تھی نخل ایک باؤن سے کھڑا بالکل تھا حیرت میں غمزدہ بن گیا تھا دشت ہر خند کہ بھیگا تھا مگر خاک اڑتا تھا یہ عالم تھا کہ</p>	<p>اس ابر سے جو پانی کی بوندیں لشکریان صرخ بر گرن بہار و خمور و مہر و خیر و کیکے کیے کچھ نور کا ہر ایک بیہوش بردے خاک افتادہ ہو اکتی جان گویا ڈوب گئی سفینہ ہوش و خرد تباہ ہوا بیل رہا نہ بوق رہا نہ وہ لشکر کی آرائش نہ زینت نہ مرکبان سحر کا کین تباہ خیرا ہی نہ دنیا عجیب طے کی تباہی کا سامنا سرقدان یا سمن بو پانی میں الیا بھیگے تھے کہ انکے خستہ ان حسن پر اوس پڑ گئی تھی کمرے جو پر ز رہنے تھیں وہ سب بھیگ کر شرابور ہوئے تھے خسار انکے اس پانی میں یون چلتے تھے کہ جیسے دریا میں کنول کے بھول تیرے ہن باغ میں گلاب کا تختہ پانی میں دوبا ہوا نظر آتا تھا جو کوئی کہ اس ابر کو محیط ہوتے لشکر پر دیکھ کر بھاگ گیا تھا وہ بہت دور کھڑا ہوا اس حال مار کو دیکھ دیکھ کے روتا تھا لشکر میں بازاری یو پاری وکاندار وغیرہ محافل خیمہ و بارگاہ بھی بھاگ کر الگ کھڑے ہوئے تھے اور اشک حسرت حال پر اپنے مالکوں کے بہاتے تھے اس دشت میں ذرہ ذرہ تک غمگین تھا پہاڑوں سے آبشار نہوتا تھا کوہ بھی روتا تھا فرما دی روح گریہ کر ہی تھی جان شیرین بر شیرین لبون کے بگئی تھی نخل ایک باؤن سے کھڑا بالکل تھا حیرت میں غمزدہ بن گیا تھا دشت ہر خند کہ بھیگا تھا مگر خاک اڑتا تھا یہ عالم تھا کہ</p>
<p>اب الیا گوم ہے بازار سبج و آفت کا جو دیکھو ابر کو تو زار زار روتا ہے یہ کیا الم ہے جو اب خون نشان چشم جہا فلک زبا مصیبت خمیدہ و او ملا</p>	<p>کہ مشتری ہے خریدار درد سوز جگر نظر جو کیجئے ہر رقی بھی بہت مضطر یہ کیا الم ہے جو ہر وامصیبتا لب پر ملک جو صبح گریبان دریدہ و او ملا</p>
<p>ہر ایک گلشن عالم میں ہو پریشان ہے ہر ایک شاخ اٹھا کے ہے ماتم کو</p>	<p>جمن میں سنبھل تریلف سو گواران ہے ہر ایک نخل بلبیل بھی مرفیہ خوان ہے</p>

جب تمام لشکر مصیبت باران میں غرق ہوا سرشارِ محنت نے ہر ایک کو سحر سے سحر کر کے باران کو موقوف کیا اور آپ بارگاہِ حیرت میں آیا تسلیم کر کے نذرِ فتح دی خلعتِ سرخ روئی پایا اور تمام بڑا لڑائی کا مکمل عرض کیا کہ اب ملکہ عالم تشریف لے چلیں تو میں بکے سرکاٹ کر نذر گذرانوں حیرت یہ کلام شکریت خوش ہوئی اور کہا ایک دو جام شراب کے آؤ پیسٹن تو پھر چلیں کیونکہ اُنکے قتل کر کے آنے میں بہت عرصہ ہوگا سرشارِ راضی ہوا اور دنگل پر ٹیپلر باتیں کرنے لگا اس اثنا میں عیاروں کے تودل سے لگی ہوئی تھی ضرغام اور چالاک جو پہلے ہی سے بھاگ گئے تھے اب عقب میں سرشار کے یہ بھی بصورتِ بدل بارگاہِ حیرت میں آئے اور ذکر شراب کا جو سنا فوانِ دونوں نے میخانہ کے داروئے سے آکر کہا کہ ہلکے کھانا دیدیجئے گا فرمائے تو ہم بھی حاضر رہیں اُسے کہا کیا مضائقہ ہے یہ دونوں جامِ حرامی لیکر اُسے ساتھ کار و بار کرنے لگے اس میں سرشار نے حیرت سے کہا کہ الام فوقی لادب ای ملکہ اب جلد شراب منگوائے چلنے میں دیر نہ فرمائیے حیرت نے فوراً حکم دیا کہ اے ارغوانی لاؤ بموجب حکم ضرغام و چالاک حرامی و جام لیکر حاضر ہوئے حیرت نے جو دیکھا کہ قدم ان دونوں نے بطور عیاروں کے بڑتے ہیں بس پہچان گئی کہ بیشک یہ عیار ہیں اور سرشار محنت کو پایا و اشارہ آگاہ کیا کہ انکو گرفتار کرو یہ عیار ہیں اور گنہگارِ جلد شک دی اور گیر جبکہ ضرغام اور چالاک کے پاؤں زمین سے بکڑیے اُسے قبول کر آیا کہ ان ہم عیار ہیں سرشار نے کہا ای ملکہ کیا کتنا آپکے سحر کا آپ انہر سے اپنا سحر اوتار لیں میں انکو قید کیے لیتا ہوں حیرت نے انہر سے سحر منع کر دیا اور سرشار نے جو سحر کیا تو ایک سنی از خود ہوا ہو کر اُنکے لپٹ گئی اور پیچھا کر انکو جنگل میں لائی اسلئے کہ یہیں آکر تو ہر ایک مفسد کو سرشار ہلاک ہی کرے گا اور بارگاہ میں رکھنا انکا مناسب بھی نہ سمجھا کہ اور عیار بھی انکے رہائی کو آئینگے غرض جب پیچگل میں آکر کھڑے ہوئے اپنی گرفتاری پر شکِ حیرت بھانے لگے اور لشکر کا حال بھی اُنکے پیش نظر تھا اسوجہ سے زیادہ ترہوئے تھے اور درگاہِ خدا میں بعد زاری دعا کرتے تھے ناگاہ مترقون نظر کردہ شاہِ مردان بھی اطراف سے پھرتے ہوئے آئے اور ضرغام و چالاک کو بندت ہوئے دیکھ کر پیچھے ہٹے پھر قریب آکر دونوں سے حال پوچھا انہوں نے حال بربادی لشکر اور اپنا قید ہونا بیان کیا قرآن کو یہاں شکر تاب نہ رہی بغضب تمام صورتِ سام کی ایسی بنکریت جلد دربارگاہِ حیرت برآپادہ وقت ہو کہ سرشار تو تخت پر سوار ہو چکا ہی اور حیرت سوار ہوا جاہتی ہو کہ انہوں نے

اگر سلام کیا اور کہا ملکہ صنعت نے مجھ کو بھیجا ہوا شرکایت کی ہو کہ ایسے وقت میں کہ جب تم فوجیا
 ہوئیں تو ہم کو پوچھا بھی نہیں اور کچھ اور بھی فرمایا ہو وہ بھی میں کان میں آپ کے کہوں گا سرشار کچھ
 شکایت صنعت سکر نام ہوا تھا جلد سر جھکا دیا کہ فرمائے کیا کہا ہے جب اُسے بات سننے کو سر جھکا یا
 اُسے چمک کر پہلو پر سے ہنڈہ مارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے شور دار و گیر بلند ہوا قرآن نے
 نعرہ کیا کہ سنم صاحب ہنڈہ گران مہتر قرآن اندھیرا اور تاریکی پھیل گئی حسب دستور خدا سے
 مہیب آئین اسی اندھیری میں قرآن تو جست و خیز کر کے نکل گیا شاعر حیرت کے لوگ فطوف
 سے دوڑے تو مگر طرح سے گلے مہر خ و غیرہ سب قید سے لشکر نے رہائی پائی سجدہ شکر درگاہ حند
 میں کیا اور شادان و فرحان پھر کر اپنی بارگاہ میں آئے چالاک و ضرغام بھی ہی سے کھل گئے اور
 حیرت جادو کف افسوس ملکر رہ گئی صنعت نے حال سنا وہ بھی غمگین بدرجہ کمال ہوئی فوج جو
 ہمراہ سرشار تھی و دتالان و گریان اپنے شہر کو گئی سرشار کا بھائی ناقوس اتر در سوار نام موجود
 تھا اُسے ان ساحران فوج کو بلایا اور اپنے بھائی کا حال پر ملال پوچھا سب نے رو رو کر جو
 کچھ گذر تھا بیان کیا بھائی کا بہت رویا اور نہایت درجہ اُسے افسوس کیا بلکہ کہا جنتک پہنچے
 بھائی کا بد لانا لیلو نگا چین و آرام مجھ کو نہ آئیگا یہ کہہ کر حکم تیاری لشکر دیا کہی ہزار فوج ساحران
 سازان تیار ہوئی اور ناقوس اتر در سوار جو بے جوش و خروش سے اتر در پر سوار ہو کر
 چلا دیا تھا کہ موج مار کر روانہ ہوا ناقوس وہاں سے سیدھا صنعت کے پاس آیا اُسے اُسکے
 خنکر کو اتر دیا اور اُسکے بھائی کا برسا دیا پھر اُسکے خاطر داری میں مصروف ہوئی شراب عمدہ کشید کی ہوئی
 پلائی خوان نعمت شگاکر آب و معلم سے خوب آسودہ کیا پھر یہ وہاں سے اپنا لشکر لیکر مقابلہ مہر خ
 آیا اور بارگاہ میں بیٹھ کر سیخواری کرنے لگا جب تھخا نہ دہر سے ساغر زرین آفتاب طاق مغرب پر
 سانی رو کر گزرنے لگا اور پھن کو اکب کو شام شب نے بصد فروغ و ضیا آ رہا کہ شع

ساغر ماہ تھا لبالب نور بد | چاندنی کا ہر اک طرف تھا دھور

سرشار اُس شب تیرہ نام میں بلبل جنگ بجا دیا ہر چند سب نے کہا کہ ابھی چندے توقف فرمائی اُسے
 مانا اور کہا میں اپنے بھائی کا جنتک بدلانا نے لونگا آب و دانہ مجھے حرام ہو غرض ہلکار نے حدت
 مہر خ میں آئے اور خیر خواہ بلبل جنگ عرض کر کے کنارے ہوئے ملکہ موصوف نے بھی کوس جہلی

کو بجوایا لشکر کے سردار واقف خبردار ہوئے طیاری جنگ میں رات بسر ہونے لگی ہمت خفا کے
لشکریان برپا تھا رات بھی ڈراؤنی صورت بنائے تھی اس شب میں ہتھیاروں کا پکنا گھوڑوں کا
شیشی بھڑنا بھی کرنا دل رستم کو بھی زیر زمین دھلاتا تھا ہر ایک بیٹھیا کھاؤں بھلیا کھاؤں کہتا ہوا
آتا تھا عداوتِ طبل دھوک پر فلک کے سینہ کے پار ہوئی جاتی تھی نقیبوں کی آواز موت یاد دلاتی
تھی نامردوں میں جان بچانے کی فکر بچا گئے کا بیان دلاوردوں میں رستم و ساسم کی داستان مختصر
کہ چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب شاہد شب کا سن ڈھلا اور سفیدی جمال شب میں پیدا ہوئی تھا
رخصتی بچنے سنائی کہ شعر

اگر جب جوشِ عمر ٹڈا زمین پر نظر آئے سنے سامان بہتر

یہ اکبر صغیر دلاور فوج و لشکر ایک جانب میدانِ روانہ ہوئی اس طرف سے ناقوسِ اثر در سوا سمیع
فوجِ ابا کار نے چلا لشکروں کی آمد کا میدان جنگ میں وہ غلغلا ہوا کہ فلک بھی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا
پا ہٹا تھا وہ ساروں کی آمد ہجوم کا دھواں بلند زمانہ تاریک مژدوں پر جا دو گریبان سوار ساری
جیش کی پکاریں سنیں سرخ زرد و سبز اژدہا نارنج ناریل اچھلتے اثر دھچکارتے بڑے کرد فر سے یہ
دونوں لشکر وارد میدان ہوئے کہ امیات

فراوان سپہ بود با او ہم	سلج بزرگی و گنج و درم
ہمیرفت لشکر بکردار ابر	ہم غرق در آہن و خود و بگر
دل صغیر از لشکر نامدار	بخندید چون گل بگاہ بہار
بدیشان چنین گفت کاکنون ران	کہ امنہ مروان جنگ آوران
کے کو گراید بگز و بہ تیغ	بجنگ اندرون جان نہ دار و تیغ
اگر شیر پیش آیدش گر پلنگ	ازو برنگرد و بسنگام جنگ
کزیرد فرشتش بر فوج ہزار	گزیدہ سواران نیزہ گزار
پدید آمد از دشت گرد و سران	دش سواران و جوشن روان

جب دشت کین میں پہنچے دونوں لشکروں میں صف آرہی ہوئی نقیبوں نے نقابت کے
میدانِ پاک و صاف ہوا اسوقت ناقوسِ اثر در سوا سمیع ہر طرف سے آیا اور غلبہ

نیز گئی سحر کی دھماکہ لگا لگا کر افرقہ کرکشان و سنگبران آؤ تو میرے مقابلہ میں یہ نمیب سنگرا یک سا خطا لم سگاہ
جادو نام مہر مخ سے اجازت لیکر سامنے اُس کا فرکے آیا اور طالب حرب ہوا اُسے ایک تیغ اُسپر مارا اُسے تیغ
کو خالی دیا اور جواب میں نارنج مارا اُسے بھی خالی دیا اور تیغ سحر کپڑ کر اُس پر اگر ہاتھ چھوٹ کے چلنے لگے
برق شمشیر چلنے لگی بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر اُسے ایک تلوار ایسی چھبٹ کر لگائی کہ برق نیکر وہ پر
خطا لم کے آئی یہ اُس سے جان بر تنواخت ہستی اُسکا جلا صدائے سیران اُسکے مرنے سے بلند ہوئی ناقوس
بھیر لگا کر نمیب دی اور جس کی کو تم میں سے تنائے مرگ ہو وہ آئے ابکی زلزلہ جادو نے صف
سے نکل کر مہر مخ سے اجازت لی اور سامنے اُسکے آکر ضربت طلب کی اُسے تیغ سحر پر سے لگائی اُسے
تیغ کو رو کر کے ایک دو چھڑ زمین پر مارا زمین میں زلزلہ پیدا ہوا اور ایسی نرم ہوئی کہ اگر کوئی اور
ساحر ہو تا تو غرق زمین ہو کر سوئے خاک ہو جاتا مگر ناقوس جھجھکا اٹھا اسی طرح کھڑا رہا اُسوقت
زلزلہ جادو نے جھٹلا کر نیچے سحر مارا ناقوس اُڑ در پر سے کود گیا نیچے نے اُڑ در سے کے دو ٹکڑے کیے اُسوقت
ناقوس نے بھی دوڑ کر تلوار ماری کہ وہ تلوار خود کو کاٹ کر ناد و ابر و زلزلہ کے اُڑی اُسے دستا نہ
سحر کے مار کے تلوار کو تو رو گیا لیکن جادو رخون بلبلا کر ٹھہر آئی اُسوقت ناقوس نے چاہا کہ میں سرکٹ
اُڑن دو نیچے ملک سے پیدا ہو کر زلزلہ کو اٹھا لیکن اُسوقت ناقوس نے دسک سحر کی دی کر زمین سے
اُڑ در دوسرا پیدا ہوا یہ اُسپر سوار ہوا اور یکا را کہ یہ کیا لاشی پاشی کو میرے مقابلہ میں افرقہ جی جی
کسی زبردست کو بھیجو کہ مرا جنگ کاٹے یا ہم اُڑ جائیں پادہ کلام یا ہم کام میں اس صد اکو سنگر ملک غبار انگیز
طاؤس سوار نے اپنا طاؤس نکالا اور اجازت مہر مخ سے لیکر سامنے آئی اور اُسکے حربہ کو اُسے رو کر تے
ایک نارنج مارا کہ وہ نارنج اُسپر ٹرا کر کچھ کار گر نہوا صرف ہو کہ وہ اُڑ در پر سے گر پڑا اور اٹھ کر اُسے بقوت تمام تر
ہاتھ تلوار کا غبار انگیز پر لگا یا فوراً دو نیچے پیدا ہوئے اور غبار انگیز کو بھی اٹھائے گئے اب ہر ایک کو تاب
ہوا کہ یہ نیچے ناقوس کے سحر سے آئے ہیں غرض مشکین کا کل کشا ناقوت جادو کے بعد دیگرے
نکلیں اہم اگر زخمی ہو ہیں او یہ نیچے انکو بھی اٹھا کر لینگے اب برق اور رعد نے کڑکڑا کر اُڑ ٹپ کر ارادہ کرنے
کا کیا ناقوس نے اپنے گلے سے ایک تار زمار کا توڑ کر جانب آسمان پھینکا اور ایک دانہ ماش کا مارا اُسوقت
ایک بلی پیدا ہوئی اور برق پر گری لیکن اُسے بھی وہ جالا کی کی کہ اپنے سینہ دامن ابر سحر میں لپیٹ
کر دامن کوہ میں گر آیا مگو ہوش ہو گئی ناقوس جادو آج خوب لڑا جو سامنے اُسکے گیا اُسپر سحر ملا

رخم کھا کر پھر اجب نہیب شمشیر سے اُسکی دن کٹ گیا دو پھرا گئی دھوپ کی تاب نہ لایا پبل آسائش
 آستہ بھوایا اور کھا اسی مہر آج امان دیتا ہوں کل جائزی تمھاری شکل ہے یہ کھرا اپنی بارگاہ کی
 طرف روانہ ہوا مہر بھی غمگین و ملول اپنی بارگاہ کی طرف پھرے لشکروں نے بستر پر ہو چکا کمر
 کھولی آسودہ ہوئے سردار جو زخمی ہو گئے انکی زخم دوزی مہر نے کرائی اور فکر میں بیٹھی
 ادھر تا قوس شادان و حمان اپنی بارگاہ عالی شان میں بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگا عیاران لشکر
 کے دل سے لگی تھی مہر برق فرنگی تا قوس کی فکر میں چلا اور علیہ ایک مقام پر ٹھہر کر اُسے
 صورت اپنی ایک زن طوائف کی ایسی بنائے لیکن وہ حسن صبح اپنا آشکار کیا کہ ملائیک بھی اُسکو
 دیکھتا تو فریب کھاتا غور شید لقلہ مثل ارشق جو ان سرخی رخسار سے جسک شفق چرخ حیران ابرو
 جگر عشاق کے دھڑکڑے کرے ایسی تلواریں ترک قدرت نے بنائی تھیں کہ تیغین خود و انت
 نکال کر سائے انکے شرمائی تھیں زلف مسلسل کے ٹھگ دل باندھ کر کھینچ لیں خرگان تیر انداز و کرین
 راوشتہ گذاری کرے جہنم تو سن ابلق نگاہ ترک و انداز و ناز و کرشمہ غارت گردل دجان سرو
 قامت سمن اندام گلستان رخسار ز برق مہر غنیمت دہن لا لافام کرا شکار

سرو قامت سے اگر اسکے ہو طوبی کرش	راست ہاں رہن ہی کھل طویل حق
شکر آئینہ بادام مقشر و دندان	سیب فردوس ز خندان لب خندان شوق
کھلنا اُسکے دہن تنگ کا ایسا شکل	جیسے دشوار ہو مفہوم ظلم مطلق
مصحف دوسے کتابی کو جو دیکھو اُسکے	تو کہیں صورت اخلاص ثنا و مطلق
مہر زنگین سے نہ زیبا ہو باض گردن	تاکہ ہو سرنمی شجرت نہ خون ناحق

اسی طرح از ستر پاوہ غور شید سیا رنگ روغن لگا کر آستہ ہوا اور لباس پیر زریب مہر
 کر کے گنسا سونے کا پنکر لشکر میں تا قوس کے ایسے مقام پر آیا کہ جہان اُسکے مجھے زندان اتری
 ہوئی تھیں چنانچہ ایک کسی کے بستر پر جب آکر بیٹھا دیکھا کہ خیمہ کے آگے فرش بچھا ہے نوجوان بیٹھی
 سازندے ساز مار ہے ہیں ناگہ سند کا مکہ داچے گلوری کلہ میں لیے اغماز سے پاؤں کا ڈھیر ہے
 لگائے تھکن، مہر اُسے بھی آکر سلام کیا اور نہس کر پاس ناگہ کے بیٹھ گئی اُسے عورت جوان شکیلہ
 زردیور سے درست جو دیکھی بجا طر عام پیش آئی گلوری لگا کر دی اور مستغرق حال ہوئی اُسے کسا

کہ بی بی میں لشکر حیرت میں رہتی ہوں اس وقت میں نے قصد کیا کہ ناقوس کے سامنے جا کر مچرا کروں ساوندے میرے ایسے حرام زادے ہیں کہ مال گئے اور میرے ساتھ نہ آئے مجھ کو غصہ میں کچھ اور نہ سوچا اس طرف چلی آئی کہ وہاں کسی اپنے برادری سے ساوندے مالگ نوٹلی اور جو کچھ انعام و اکرام ملیگا وہ بھی انکو دوٹو لگا دیں آپ بھی نوٹلی اور سچ تو یہ ہے کہ اب میں ان سے پشوا یوں کو نوٹ کر بھی نہ رکھ لوں گی جو دقت پر تباہ تاتے ہیں اور ہماری سچ بوجھو امی جان یہ کمائی ہی ہے یہ ہم کیونکر کاہلی کر نیگے بس ایسے تلو بیٹھے دیکھ کر بین شہر گئی اگر کسی صاحب کو تمہارے یہاں فرصت ہو تو ذرا دو گھر کی کو تکلیف کریں میرے سامنے بجا دیں اسکا کمال احسان ہوگا ناکہ نے کہا بی بی یہ تمہارا گھر ہے میرے یہاں کئی طرح کے ساوندے ہیں کام تو ایک ہی دو ساوندوں سے پڑتا ہے مگر وہ قدیم سے میرے نوکر ہیں میں سچ کہوں اسکو بھی کسے دیتی ہوں اور وہ بھی سچا ہے اپنا گھر سمجھتے ہیں یہ کہہ کر مخدوم سیان جہانگیر بخش وغیرہ نام لیکر لپکاری کہ ذرا بی صاحب کے ساتھ تم جا کر بخا دو انھوں نے کہا بت خوب اور ساز وغیرہ انھوں نے درست کیا اس اثنا میں چوہدار بلانے آیا کہ پہلے آپکے طائفے کی یاد ہی برق عیار نے مردہ صاحب لکھ اسکو سلام کیا اور ذرا اپنے حسن کی جھلک اسکو دکھلائی ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھالیا گلوری بنا کر دی وہ ایسا مفتون ہوا کہ دین و دنیا کو فراموش کیا اسوقت اُس نے کہا مردہ صاحب ہمارا بھی مجر کر دیجیے اُس نے کہا ابھی کیوں بی صاحبہ تمہارا نام کیا ہے اُس نے کہا مجھ کو کمانی جان کہتے ہیں مردہہ اس کے پاس سے اٹھ کر سامنے داروغہ ارباب نشاط کے گیا اور کس حضور ایک زندی لشکر حیرت میں آئی ہر زہرہ فلک بھی اس کے سامنے شرمائی ہو رہی تھی اسکو سیر اور پرب احسان دیا گیا جو کچھ اس نے ناقوس کے کرار بھیے گا داروغہ نے کہا جاؤ لے او مردہہ پھر کر آیا اور کہا کمانی جان صاحب آئے آپکی یاد ہی کمانی جان ساوندوں کو لیکر داروغہ کے پاس آئی اُس نے جو صورت زریبا اسکی دیکھی شیفقت ہو کر عقل و حواس سے بیگانہ ہوا اور سوچا کہ پہلے مجر کر آئے تو اسکو اپنے بستر پر بٹھائینگے اور جو کچھ یہ مانگینگے دیکر اپنے کام میں لائینگے الحاصل اس زہرہ جان کو اپنے ساتھ لیکر بارگاہ میں آیا اول دست بستہ نال اٹکاء عرض کیا ناقوس نے اجازت مجر کرنے کی دی برق چمک کر سامنے آبا اور گت چاچنے لگا یہاں گت پر تو گیت ہو کر بجائیں نسوں ملے لگی ناقوس نے کچھ جانور سحر سے بنا کر تباہاں اُڑا دیئے تھے کیونکہ حال عیاروں یہ بخوبی جانتا تھا چنانچہ ان

جانوروں سے اُسے کہہ دیا تھا کہ اگر کوئی شخص غیر ہماری صحبت میں عیار وغیرہ کی قسم سے بھی کچھ تو تم خبر کر دینا اور نیچہ سحر کی زمین پر مقرر کر دیے تھے کہ بموجب ہمارے حکم کے تم پکڑ لینا جب برق فرنگی آکر ناپنے لگا اسکے ناپنے پر ب اہل محفل دنگ ہوئے اور صدائے حسنت و آفرین سب نے بلند کی اُس وقت ایک طائر اڑتا ہوا آیا اور کان میں اُسے ناقوس کے کہا کہ یہ زندی جو سانے ندرج رہی ہے یہ رقاصہ نہیں ہے برق فرنگی عیار ہی جلد اسکی گرفتاری کا سامان کرنا مناسب ہے ناقوس اسکی صورت دیکھ کر عاشق نار ہو گیا تھا اور بڑی خوشی سے ناچ دیکھ رہا تھا عیار بونا اسکا جب اسکو ثابت ہوا کہ افسوس ملے اور بنا چاری نیچہ سحر کو حکم دیا کہ انھوں نے برق کو پکڑ لیا اور زمین معلوم کس مقام پر بھیج دیا پندہ ہائے سحر نے یہ خبر ملکہ صرخ کو پوچھا کہ برق طوائف بن کر گیا تھا اسکو بھی ناقوس نے پکڑ لیا وہ یہ خبر سنکر مضطرب ہوئی اور برق جو آکر دیکھے تو جہان میں قید ہو کر آیا ہوں ابھکہ وہ لوگ بھی ہیں کہ جو میدان زرم سے گرفتار ہو کر آئے ہیں الحاصل جب صرخ برق کا حال سنکر مضطرب و پریشان ہوئی اُس وقت خواجہ عمر بارگاہ سے نکلا کر روانہ ہوئے اور انھوں نے تہائی میں لکھ اپنی ایک سحر کے ایسی صورت بنائی اور بارگاہ ناقوس میں آئے لیکن حال ان جانوروں اور تیلوں کا انکو بھی معلوم نہ تھا جب یہ بارگاہ میں قدم زن ہوئے ہنوز کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ ایک چیلے نے حلقہ کند سحر کے اپنے مارے اگر وہ کند کوئی عیار لگاتا تو یہ اسین سے نکلتے وہ کند سحر کی تھی یہ ابھکر گرے ہاتھوں ہاتھ انکو بھی پکڑ لیا اور ناقوس کے حوالہ کیا اُسے انکو بھی قید خانہ میں اُسی جگہ کہ جہاں سب قید تھے بھیج دیا اب کسی اور عیار کو خواجہ کی گرفتاری کا حال سنکر حوصلہ جانے کا نہ ہوا اور جب وہ دوپہر دن تمام ہوا مطرب فلک نے دائرہ ماہ ہاتھ میں لیا اور خنجر آفتاب کو بنام مغرب میں کیا کہ بیت

رخ بر نور جو وہ یونچہ کے چھائے دل	ہو گئی یاد و متاب کلیم شب تار
-----------------------------------	-------------------------------

مرثام پھر ناقوس نے طبل زرمی پر چوب ڈلوالی ہلکا روں نے جا کر خبر عرض کی صرخ نے بھی نفیر سجائی پھر دونوں لشکروں میں تیاری آغا نہ ہوئی طول ہر مقام پر اچھا سنہن رات بھر وہی شورش جنگ برپا رہی وہی ہتھیاروں کی صفائی وہی سحر آزمائی تھی جب بنام شب سے تیغ ابدار آفتاب علم ہوئی اور چار دانگ عالم میں روشنی پھیلی کہ بیت

سحر کرم جب آہ چڑھا ہر ہوا روز

تو میکا حسن مہر عالم انس و فر

شکر جوق و طوق بہر کا زرارہ و میدان حرب ہوئے صرخ و بہار بھی نہایت احتشام
سے جملہ سرداران بایماندہ کو ہر لہ بیکر چلیں اور جب میدان بن ہوئیں ناقوس بھی فوج
لیے ہوئے آیا دلا ورون لے پراجا یا بعد درستی میدان و صفوف ناقوس نے لکھک سباز
طلبی کی اور سر سے سردار بنانے لگے مگر انکو روز گذشتہ کی طرح مصوبت و پریش ہوئی یعنی زخمی
ہوتے تھے اور نیچے سحر کے اٹھالیا جاتے تھے آج کی میدان داری میں کئی سو سوار نامی زخمی
ایسے ہوا اس وقت تو بہار جادو کو تاب زخمی یہ صرخ سے اجازت لیکر نکلی اور سوا سے اسکے
دوروز کی میدان داری میں اور کون لانے والا باقی تھا غرض یہ سامنے اس تیرہ روز خان
رسیدہ کے ہو پئی اپنا سحر کائنات کا اُسے کیا پہلے تو ایک حربہ ہکا رو کیا پھر ایک گلہ سے اٹھا کر زمین
پر پھینکا اور کلمات سحر و در زبان کر کے بہار کو بلایا کچھ ہی عرصہ میں یہ سامان نظر آیا کہ ابیات

پیشے کرنے کے مکمل تصویر فرنگ
نخنہ لالہ گل سفوف نقش از رنگ
قطرہ بنم کا ہر مینا کے شراب گزرنگ
کیا عجب شاخ میں آہو کے گل لگانگ

واہ کیا گلشن افاق میں چو تری بہار
کھلک تھاشی قدرت سے گلستانیں بہار
بلبلے بالیدگی عیش کہ برگ گل تر
بالہ ہر جوش بہار ان کرم سے اسکے

جوش بہار سے محنت لاوا نا ظن کھل گئے گل سکرانے لگے طائران زمزمہ سنج تعریف بہار کی
کانے لگی شور نو سنجی قمری و کبیل و طوطی گل لگو بھاتی تھی ہوا وہاں کی فرحت ٹیرھاتی تھی پیام
و انوار لاتی تھی ناقوس کی فوج اس ہوا کے جسم پر لگنے سے شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور ماکہ بہار
کو سنبے اسی باغ پر بہار میں بعد ناز و انداز چو ترہ پر باد بکھتا دہ پایا ہر چند کہ باغ اسے ایسا
مزہ ت آگین بنایا تھا مگر حسن بھی ہکا اس وقت ایسا تھا کہ اس باغ کے گل بدو برو سے خسار نہ ماتے
تھے سنبل سامنے زلف کے پریشان و نزار تھی زکس آنکھوں کے اسکے بہار تھی سرو نے قناعت
رغنا اسکا دیکھ کر اپنے تئیں آزاد بنایا تھا سیب وہی دانار کو اسکے پستان نے شرمایا تھا
چشم فشان بدوام کو دام میں لاتی تھی سرنی اسکے خسار کے لالہ کے داغ دل کو بڑھاتی کہ ابیات

پرستم میں تم شہر یک سپہر

ماہ بے مہر بلکہ دشمن مسد

<p>فتنہ ارتا و زگس فستان رخ تھامے اسد زلف منلی سٹا زلف جذبان میں رخ کے برآقی گوانا بکھ نہ منہ سے سکے مچھلی بازو کی مابی ذوالغین مکروناٹ از پے دل زار زنگ پان مل روح افزا پر</p>	<p>دل و مژگان ہجوم شاگردان قد وہ بجان رب یلا سٹا تربہ مشائون کو ہشراقی لیک جباری زبان ہر سوسے غرقہ کش بخون سے مردم میں دشتہ کار عتدہ دشوار خون ثابت کرے مسیحا پر</p>
---	--

ناقوس بھی اس حسن کو دیکھ کر درباغ حرسے ہوا کھاکر فریفتہ و شیفہ بہار ہوا اور تہراہ اپنے لشکر کے یہ کتا ہوا چلا کہ غل

<p>تو آنکھ میں نہ سرمہ دنیا دار دے چھلانین تو چھلے کا گلے نگار دے دشنام ہو کے وہ ترش برو نہ اردے کیا خاک کچھ حسان کوئی جان تیار دے کرتا ہی یون فغان دل امیدوار دے اچھم تیری عمر طبعی ہی ایک رت لے دام و داغ دل سے میر سوزن آفتاب بے فیض اگر ہو خیمہ آب بقا تو کس ماش نہ بدے انجم گردوں کے اپنے شک اس جبریر تو فوق بشر کا یہ حال ہی</p>	<p>منفتون چشم تو بوہن اک دار مار دے کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے یان وہ نشہ نہیں جیسے ترشی انار دے مٹی تھاک نہ جب تیرے دکانا خیار دے جیسے اذان بلن کوئی روزہ دار دے نہ سکر گزار یا اسے رو کر گزار دے وعدہ یہ روزِ حشر کے پر کوئی حاکم مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ دار دے کیون کوڑیوں کے بدلے دُشا ہو کر دے کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے</p>
--	---

جب ناقوس دیوانہ وار اطلح کے شمار پڑتا جانب باغ بہار روانہ ہوا اسی وقت ایک پتلی زرین سے نہایت حسینہ و عجلہ لکلی اور آئینہ ہاتھ میں لیے بھی وہ آئینہ اسنے ناقوس کو دکھایا سارا نقشہ عشق کا مٹ گیا صورت ہی اور کچھ ہوئی ہوش محکوا گیا اور اس پتلی نے کہا کہ اے بیان ہوش میں کاؤ جو اس درست کرد کمان تم کمان ملکہ بہار وہ بادشاہ طلم کے ہاتھ لگی نہیں جو

آج تک اپنی جان اپنے نثار کرتا ہی گو وہ دشمن ہی مگر شاہ اسکو پیار کرتا ہی اس باغ کو باغ بنر بھکر
اپنے باغ جوانی کی بہار نہ بریاد کرو فراسوج بھکرات کرنا اچھا ہی یہ کلام شکر ناقوس نے ایک سحر
یہ مڑھا کہ ہوا گرم موم آسا چلنے لگی اور باغ بہار میں ہر طرف آگ لگی ہر گلی بھول کی ہنگار بنگلی درخت
شکل چار ہوئے گل بالکل خار ہوئے در پے آزار ہوئے کچھ ہی عرصہ میں یہ عالم ہوا کہ ایسا ت

شاخ گل بھلجھری سے ہی نہیں کر
کف نرگس پر چھتی نخی متاب
اس میں بہت بھول کے سے سار دھنگ
بیسے پتتا ہوا نغہ میں انار
اس طرح جانی جوئی کب جھوٹے
دی ہر آتش ستاروں کو یک لخت
چھٹ رہی ہیں ہوا یکان نغہ پر
ہر چکا پوکا عوض گمن چکر
ہو رہے تھے کباب مزع جن
تو می گو یا پڑے ہی سوز و گداز

گرم ہی یہ بہار کا عالم
یہ پانا چٹکتے وقت گلاب
دست گل کا کیا کہوں بن رنگ
غنجہ کھلتے ہیں یوں ہوا شہار
جلوس دین یوں خبیلا کب بونے
نہیں گے دن کے یہ بھن میں درخت
کر دھد برگ و جعفری پہ نظر
ہی بوے ہیں پانی بھر بحر کر
گر گزگ پر ہو سنخوردن کا من
طوطی کے گرسنے کوئی آواز

جب وہ سارا چمن جل گیا بہار پر بیہوشی چھائی اُس وقت دو پنجہ پہا ہو کر اسکو بھی اٹھالے گئے
جب وہ صورت ریا بھی سامنے سے پوشیدہ ہو گئی اور باغ بھی جل گیا لشکریان ناقوس کو ہوش
آ گیا بہار کو بھی پنجون نے لا کر وہیں پہونچا دیا کہ جہان اور سب مقید ہیں اب لشکر مہرج میں
کوئی سردار باقی نہ رہا سوائے مہرج کی فوج و لشکر میں سب بیدل ہو کر کنا رہ کشی کرنے لگا
مہرج نے تعد کیا کہ اب میں بھی جا کر نصیب آزمائی کروں اور اس فرسے لڑوں لیکن وہ نازک
دماغ بہت ہی ہیتقد کے لڑنے میں تھک گیا اور پکارا کہ اے مہرج اب سوائے کون باقی
رہا ہی سو نیزا بھی کل خاتمہ ہے آج اور اپنے ہمراہیوں کے لیے رُونے اور تخت سلطنت کو ختم
تا بوت سمجھ سے یہ کھکر طبل امان بجا کر پورا مہرج نے پھر سجدہ شکر ادا کیا کہ خدا نے آج بچ لیا
کل کی کون جانتا ہی کہ کیا ہونے والا ہی ضرور

کبھی روتی ہر چمن میں بھل | کبھی گل دیکھو نہسا کر تے ہین

غرض یہ ملکہ نہایت تر و دین پھر کر اپنی بارگاہ میں آئی دنگاروں پر سرداروں کے غاضبہ
ڈلوادیے لشکر بھی حالت بیم و ہراس میں ماتراناچ رنگ سب موقوف معشوقہ رخ سے ہر ایک
ماون اسطرت ناقوس پھر کر ملکہ حیرت کی بارگاہ میں آیا لشکر کا بستر پر اپنے اتر ا حیرت
نے ناقوس کو سبار کبا و فتح دی اُسے ملکہ کو نذر دکھلائی دنگل پر بیٹھا شاد بانے بچنے لگے جام
مورخوانی کا دور ہوا ناقوس نے کہا اب کل ملکہ صرخ کو بھی پکڑ لوں تو سب کو ہلاک کر دوں
اس خوشی کا آپ کل حشر کیجیے گا حیرت نے کہا ایسا ہی ہو گا ماننے آکر ناچنے لگے محبت عیش و
نشاط پر باہوئی اسطرت صرخ نکر میں سوزانو ہو کر بیٹھی تھی کہ متر قرآن حال قید ہو جانے
ملکہ بہار کا سر بارگاہ میں لے لو صرخ کو غمگین خاطر دیکھ کر سارا ماجرا استفسار کیا اور جب
کل کیفیت بر بادی لشکر کی سن چکے عرض کیا کہ اب ہم بھی جانتے ہین یا تو ناقوس کو اُسکے
بھائی کے پاس بھیجتے ہین یا اپنی جان دیتے ہین یہ کہرو ہان سے باہر لے اور کئی سو آدمی
ملا زمان غبار انگیز ہین سے اپنے ساتھ لیا اور اُسے کہا کہ تم صورتیں اپنی بزور سحر بدل لو وہ
سب منتوں کی ایسی صورت پر بنے لنگوٹے سب نے باندھے موئے زمار ان لنگوٹوں سے
باہر نکلے ہوئے تھے ہاتھوں میں سب نے نوہے کے کڑے ڈالے جٹا میں خاکسری اپنی ہنا میں
اور سر پر بیٹھیں انگلیں میان ہاتھوں میں لین سیدور کے قسے ماسخے پر کھینچے چند سب
بدن میں لگا یا بھوت سے سب بدن اپنا خاکسری کر لیا ابطع منہ قرآن بھی درست ہوا
اور اُسے جو اہر کے بت بدن پر جایا آ رہتے کیے مالے موتوں کے گلے میں ڈالے یا جمید جمید
ہر ایک چیلے کی زبان پر جاری اور قرآن کے لب پر فغان و زاری اس ہیئت سے صحران
بطور مخفی گیا پھر وہاں سے رخ جانب لشکر حیرت کیا جب قریب لشکر مذکور پہنچا تو وہ آہ بلند
کیا اور سر اٹھائے لگا اور کستا تھا یار و تباؤ کہ برے استاد شکار صحت کو کئے مارا ہائے
وہ استاد میرا یار کہ مر گیا افسوس کہ یہ سامرے نے میرے ساتھ کیا کیا ہاے وہ استاد جو باپ سے
زیادہ شفیق تھا میرے سر پر سے اٹھ گیا افسوس میں کیا کروں ترکیب میں

فلک نہاہ دیادغ نوجوان خوش | اردو ہفتہ ہوا خاک میں نہان ہوس

جلد ہوناک میری زیت جب جدا ہو جا ملا یا خاک میں اس شک ادا تابان کو خیال کیا جب آتا ہر رو کے کتا ہوں نہ کوئی دست نہ ہوش نہ کوئی ہدم، ہر نہ اشاکوئی گل ہر نہ کوئی بیل یار چمن میں چھری زکس نے آکھ بٹھسے	انیس جان و دل آرام و مکہ دان ہوس زمین پہ گرتہ پڑا کیوں یاد سمان ہوس رفیق و مولس و دلداز نکوۃ دان ہوس کردن میں کس سے یہ احوال نہ بیان ہوس ہر شل بندہ بیگانہ بوستان ہوس نین نظارہ کے قابل میں تاوان ہوس
---	--

بکر یہ ایم اگر گل باغ مے خند

بنالہ ایم چو بیل باغ مے خند

ایطرح سے سب منتوں کے گریبان بچھے ہوئے یا حال پریشان گریہ کنان سینہ زنان بارگاہ
حیرت کے دروازے پر پہنچا یہاں ناقوس پہلے سے بیٹھا ہوا شراب نہ ہر مار کر رہا ہر اور
سب ساحر اسکے خوشامد اور تعریف کر رہے ہیں کہ قرآن نے دربار گاہ پر پہنچ کر ایک ٹکر زمین
پر ماری کہ شرق ہو گیا اور لہو جاری ہوا اور ہائے ہائے کا شور بلند کیا کہ ارے تباؤ میرے
اُستاد کو کئے مارا واٹے صد واٹے میں اپنے استاد کو کہاں پاؤں اس حال سے جو لوگوں نے
وہاں کے دیکھا تو ملک حیرت جادو کو خبر کی اُنے شکر حکم دیا کہ ہمارے سامنے اس خمرہ کو لاؤ لوگ
بوجب حکم باہر آکر قرآن کو اپنے ساتھ اندر لے گئے یہ جو اندر پہنچے تو اتنے ہی قدیموں بہر
ناقوس کے سر رکھ باؤ رکھا اسی جھوٹے استاد واسطہ حمید و سامری کا سچ بتلا دیکھے کہ میرے
اُستاد کو کئے مارا ہر یہ ماجرا دیکھ کر حیرت جادو نے پوچھا کہ بھائی تم اپنا نام تو بتاؤ کہ تم کون
ہو اور کسکو پوچھتے ہو ذرا اپنے تین سمجھاؤ اور ہوش میں آکر بات کرو قرآن نے آنسو
پونچھ کر کہا کہ اے ملکہ دوران مجھ کو محنت ابر سر جادو کہتے ہیں حیرت نے نام شکر بیت بچہ
تشفیٰ اور دلدار کی اور کہا اے محنت ابر سر جادو حمید کی جو مرضی تم سامری کو یاد کرو اور
اس قدر کہ یہ وزاری نہ کرو تمہارے اُستاد کا عوض لے لیا جائیگا یہ جو حیرت نے کہا اور دم دلا
دیا پھر اور زیادہ ترہنے لگے اور سیلاب و بد بقیار ہوئے چکی لگ گئی بخش کر کے خلق سے پانی
اُترنا موقوف ہو گیا ناقوس نے یہ حال جو دیکھا سمجھا کہ کین مری جائے جس حیرت سے

کہا کہ میں انکو اپنی بارگاہ میں لے جاتا ہوں اور ہو سکتا ہے تو بطور تحفی وہاں بھیج دوں گا کہ
جہاں سب کو قید ہیں کسو اسطے کہ اس مقام پر انکو قرآن میں انیکا یہ لکھ دوں کہ ان سے اٹھا اور
اپنے تخت پر یا ہر اگر سوار ہو امنت ابرہہ نقلی کو بھی بھیجا لیا انکے ساتھ حکمی سو مہنت تھا وہ
بھی سارے سب اڑتے ہوئے ساتھ چلے جب لشکر حیرت سے کچھ الگ آکر پوچھے اسوقت
قرآن نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ وہ سب گرد تخت کے آگئے اور قرآن نے ناخوش
سے کہا کہ دیکھو وہ حیرت کی بارگاہ کی پشت پر کوئی عیار کھڑا ہوا سرانچہ میں جانشاہوں کے جاک
کر رہا ہے وہ اسکے کہنے سے بغور بارگاہ حیرت کی طرف دیکھنے لگا اور انھوں نے سمجھ کر ایک
بغدہ پہلو پر سرانچہ سرخس پر لگا یا مگر وہ ایسا سحر زبردست ہے کہ بغدہ سے سرانچہ کا شق ہوا
اور نوبت ہلاکت بھی نہ پہنچی لیکن ضربت سے بغدہ کے تیو اگیا اور کچھ فتنے پیدا اگیا جھوٹے
اسوقت قرآن نے بخوبی تمام اسیر کنڈ ماری اور تخت پر سے کودا وہ چاہتا تھا کہ سنبھلے انھوں نے
جواب بیہوشی مار کر بیہوش کیا یہ ماجرا جو ہر سواری کے سارے انھوں نے دیکھا سب ناریل
پکڑ کر آمادہ حرب ہوئے کہ اس مہنت نے جو اسقدر روزانہ تھا پہلے تو بغدہ مارا اب کنڈ مار کر کودا
اور ہمارے مالک کو بیہوش کر دیا غرض جب وہ آمادہ جنگ ہوئی قرآن کے ہمراہ جو مہنت تھے
وہ سب اُنہر حمار آدھ ہوئے اوکھی سواری خیر جو انہر مارے تو وہ سب متفرق ہو گئے اور ہمراہ
سواری کے تھے بھی بت کم ہیں وہ سب دوڑنے کے فوج کے افسردن کو خیر کریں ہم لوگ خادمہ تھے
کیا اڑ سکتے ہیں حاصل قرآن اسکو لیکر بھاگا اور سمجھا کہ میں لیکر کہاں اسکو جاؤں گا پس ادھر اُدھر
دیکھ کر ایک کھوار کی دکان دیکھی کہ جہی اسکی سلگ بھی تھی اور آگ و معدھ جل رہی تھی اور
ایک کھوار مٹیجا ہوا تھا اُسے اُس سے کہا کہ میں دشمن افراسیاب کو لایا ہوں اب حکم ہے کہ
اسکو جلا دو یہ لکھنا قوس کو کند سے کھول کر بھیجیں میں ڈال دیا کہ وہ جل کر خاک ہوا آواز دار دیکر کی گئی
ہوئی کھوار گھبرا کر دکان پر سے بھاگا اور گرد اس دکان کے جو اوردکان میں کھلیں تھیں اسکے
دکاندار بھی بھاگے اور قرآن بھی جرات کر کے نکلا وہ سارے مہنت بے ہوئے تھے وہ
بھی اڑاڑ کر نکلتے ادھر خدمتکاروں وغیرہ نے جا کر فوج کے افسردن سے اطلاع دی کہ جلد چلیں
کوئی پکڑ سے لے جاتا ہے وہ سب دوڑے لیکن بازار میں جب آکر پہنچے آواز سنی کہ افسوس

مجھ کو کہ نام میرا ناقوس جادو تھا یہ صد اسکر نالان و گریان افسران لشکر ناقوس پھر سے
 اور انکے مرنے سے عمر اور سواران مہر خ کہ ایک درہ کوہ میں قید تھے چوٹ لگے جب
 قید انکے جسم پر سے دور ہوئی عمر نے کہا کہ اسی ملک غبار انگیز اب بیان سے پلو خدا نے پڑا
 فضل کیا کہ ناقوس از در سوار و ملہم ہوا سب سوار عمر کے کہنے سے شادان و فرحان
 درہ کوہ سے نکل آئے اور اپنے لشکر کی طرف چلے راہ میں کنارہ لشکر کے ہتر قرآن انکو ملا
 ہر ایک اسے بخلیکے ہوا اور حال لشکر کا پوچھا قرآن نے تمام حال اپنی عیاری کا اور ناقوس
 کے مار ڈالنے کا بیان کیا ہر ایک نہایت خوش ہوا عمر نے اور برق نے تعریف کی اور سب
 ملکر بارگاہ مہر خ میں آئے مہر خ کو بھی نہایت مسرت ہوئی اور اس طرف مہر خ کے افسرین نے
 حیرت جادو سے اور صنعت سے تمام ماجرا ناقوس کے نقل کیا بیان کیا وہ دونوں نے
 سکوت میں ہو گئیں اور ایسا صدہ ہو کر جیسے جان تن سے نکلی اس عرصہ میں خبر انور اب
 کو بھی پہنچی کہ سرشار صنعت کی ملاقات کو آیا تھا اسکو بھی عیاروں نے مار ڈالا
 اور مارے جانے کی خبر سن کر بجائی اسکا ناقوس از در سوار بدلا اپنے بجائی کا لیتے آیا تھا اسکو
 جی قرآن نے جلادیا افراسیاب کو بھی یہ خبر سن کر بڑا رنج ہوا اور کہا اب میں نے وہ تدبیر
 کی ہے کہ یہ نیکو ام سب کے سب آپ سے آپ مر جائیں یہ سخن ہنوز دوہاں تھا کہ نامہ لقا کے
 باختر کا اسکے پاس آیا اسے بڑھا لکھا تھا کہ بیان مروارید و صدف جادو آئے تھے وہ بھی
 ہلاک ہوئے مگر زیور جادو کو تو نے بھیجا تھا وہ ایسا خائف عیاروں سے بیان کے ہوئی
 کہ جنگ سے کنارہ کر کے صحرائیں چلی گئی ہے اور تابل جنگ سلمان وہ ہے بھی نہیں اب لائق
 و لازم یہ ہے کہ جلد تر نامہ کے پہنچتے ہی ہمارے خدمت گذاری اور طرفداری کو کوئی ساحر
 حلیل القدر روانہ کر دے نہ عتاب ہمارا تجھے آگیا یہ مضمون نامہ بڑھ کر اسے سحر بڑھ کر ایک
 پھونکا کچھ دیر میں اندھی پانی آئے بعد ایک ساحر از در پر سوار سامنے اسکے آیا کہ وہی ہلاک
 یہ خبر خدیت صورت تھا کہ میت

شکل انوکھی وہ خد بدم	آدمیت تھی شل غنقا گم
----------------------	----------------------

اس دیو صورت نے شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے قہر نگاہ جادو تم پاس خداوند

گلے سے لپٹ گئی اور کہا کہ دایہ امان تنھے میری جان بچائی بس مہیوت اُسے نامہ اسی مضمون کا
 کہ جو دایہ نے بنایا ہے ملکہ زیور جادو اپنی دختر کو لکھا اور اگیاری کر کے سر خوانی بڑی دیر تک
 کی پھر ایک تپلا اپنے خون سے آٹا گوند عکڑ بنایا اور اُسکو جاندار کیا اور اُسکو نامہ وہ دیا کہ جب کہ
 زیور کو پہنچائے اُس تپلے میں ایسا زور و قوت پیدا ہوا کہ اگیار افراسیاب سے بھی
 مقابلہ کر سکتا تھا اور کسی سرحد پر طلسم کے نامہ نہ بھنوادے گا غرض کہ وہ تپلا نامہ لیکر سفاک کا روانہ
 ہوا یہاں جب سے کہہ دریا دھڑکی اُسے ملکہ زیور جادو و لشکر لقا سے اپنا لشکر ہٹا کر صوم
 میں اوتری تھی اور ہر روز خوف و بیم میں بسر کرتی تھی کہ سیلو کوئی عیار آکر مجھ کو رحمت نہ پہنچائے
 طلسم میں خیال غماب بادشاہ طلسم بخاتی تھی اور خوف عیاران سے لشکر لقا میں نہ آتی تھی بلکہ لقا
 سے اسے یہ عرض کیا تھا کہ کنیز سحرنا زہ تیار کر رہی ہے اور جہ میں ہی چاہے ایک روز وقت سحر یہ
 خواب گاہ سے اٹھ کر سند پر بیٹھی تھی سر پہ بجاہ بارگاہ اٹھوا دیے تھے محراب کی رنگینی اور بہار غنچہ گل و گھٹی
 نئی مگر شوش ہی تھی کہ نہ روئے رفتن نہ پائے ماندن کردن تو کیا کروں اسی اندیشہ میں بیٹھا
 رہنے کہ دو تپلے اڑتے ہوئے سامنے آئے یہ دو تپلے ہین کہ جنکو پہلے ملکہ سفاک نے اُسکی خبر کے پے
 بھیجا تھا پس اُن تپلون نے سامنے اُسکے آکر سلام کیا اور پیام دیا کہ اسی ملکہ آپ کی مادر مہرمان نے
 برائے حفاظت و اعانت آپ کے ہما بھیجا ہے اسے پہنچا کر اُمّی جان اچھی تو ہیں اُنھوں نے کہیں
 آپ کی یاد میں غمگین رہتی ہین اور بات تو ابھی تک اچھی ہین یہ بھی مادر کو یاد کر کے رونے لگی
 اور اُن کو حاضر رہنے کا حکم دیا پھر شمول شر بخواری ہوئی اسطرح سے سہ پہر کو بھی بیٹھ کر یہ سیرت کر رہی
 تھی کہ یکایک روئے ہوا پر سننا ہوا اور ایک چملا اڑنا ہوا سامنے ایکے آکر اُترا اور اُسے سلام کر کے
 کہا کہ یہ غلام بھیجا ہوا آپ کی مان کا ہے لیجئے اُنھوں نے یہ نامہ دیا ہے زیور نامہ دیکھ کر شاد ہوئی
 اور خط کو لکر جب پڑھنے لگی تپلے نے کہا فرما دیا تھا کہ جھیلے میں اسے پڑھیں کوئی اس مضمون سے
 ماہر نہوائے اپنی انیسوں وغیرہ کو وہاں سے ہٹا دیا اور اُن دونوں تپلون کو بھی پاس سے ہر کا
 دیا پھر اس نامہ کو پڑھا حالانکہ مضمون اُسکا بھی عیدہ تھا صاف صاف تو لکھا نہ تھا کہ ہم عرض کے
 شریک ہو گئے لیکن اُس پر بھی احتیاط شرط تھی کیونکہ بادشاہ نے تولد کے کو بھیجا اور یہ آپ مختار بن کر جو
 طلسم میں چلی جائے تو کچھ تو استحکام اسکی مادر نے کر لیا ہے جب زیور نے نامہ پڑھا جیسے نو جہینہ ہر

دیسا ہی حسن عقل ہی خدانے دیسا ہی بھگلی کر اب معاملہ اور طرح کا ہر پس پہوت اُسے ایک نامہ مان کو
 اپنی لکھا مضمون یہ تھا کہ ای مادر گرامی قد زمانہ محبت آمو دگرا می شامہ آپکا مجھ کو پہونچا میرے پھر کر طلسم
 میں داخل ہونے کی خبر شاہ جادو ان کو ضرور پہونچے گی اور وہ کسی ساحر کو میری گرفتاری کے لیے ضرور
 بھیجے گا اسکو نغنے اور کچھ گڈر لگا پس آپ کچھ اسکا بندوبست فرمالین تو میں اطلاع پا کر داخل طلسم ہوں
 یہ نامہ اسی تہلی کو دیکر اور شراب وغیرہ بھینٹ میں دیکر روانہ کیا پتلانامہ لیکر قندیل فلک ہو گیا اور
 سناٹا مار کر شہر سفاکیہ میں آیا نامہ زریور کا سفاک کو پہونچا یا اُسے وہ نامہ تجلیہ میں دانی کو پہونچا
 دکھایا دایہ نے نامہ پڑھ کر لکھا کہ ای سفاک ہر چند کہ وہ صاحبزادی خردی مگر بات اُسے بزرگی کا
 لکھی ہے اسکا انتظام ضرور جا ہے ہر عاقبت اندیشی اچھی بات ہے سفاک نے کہا پھر اسکی تدبیر تو سفاک
 مخرج کے اور کسی سے نو سیکلی دایہ نے کہا پھر میں مخرج کے پاس چھپ کر جاتی ہوں اور اُس سے
 یہ حال سنا تی ہوں دیکھوں کہ اُسکے کیا راسے ہے یہ کمر غلطیوں مار کر طائر بنی اور اُڑ کر روانہ ہوئی
 یہاں مخرج بادل شاد سر حکومت پر جلوہ فرما تھی کہ دایہ قبۃ بارگاہ پر آکر بیٹھی اور پکاری کہ خواجہ عمر
 اگر تشریف رکھتے ہیں تو ذرا صحرا میں آئیں کہ اس کینز کو کچھ اُنسے عرض کرنا ہے میں دوست ہوں
 کوئی دشمن نہیں ہوں مجھے ڈر نہا بجا ہے عمر بھی رہا ہو کر قید ناقوس سے یہاں آیا ہوا تھا یہ صدا
 سنا کر اٹھا مخرج نے کہا بھی کہ بیٹا ایک یون جانا مناسب نہیں ہے مگر عمر نے غمانا اور یہاں بارگاہ
 یہ لکھا ہوا گیا کہ ای طائر سحر تیرے کہنے سے میں فلان کوہ کے درے میں جا کر ٹھہرنا ہوں طائر یہ کلام
 سنا کر اُڑ گیا بسکو ایک نعجب ہوا مگر جب خواجہ حسب وعدہ کوہ میں آئے تو ایک طرف سے
 دیکھا کہ ایک ضعیفہ ساحرہ آتی ہے عمر حقہ ہائے نفتی کا ہیون میں دایہ کھڑا ہوا اور نہایت چست و
 ہوشیار رہتے نگران تھا کہ اُس ضعیفہ نے پاس آکر اُسکو سلام کیا اور بلایں لین اور کہا کہ
 شہنشاہ عیاران میں دایہ ہوں ملکہ سفاک جادو کی اور انکو خود تمھاری محبت پیدا ہوئی ہے اور وہ
 چاہتی ہیں کہ شل اور کینزوں کے میں بھی سایہ عاطفت جناب خواجہ عمر میں رہوں عمر یہ سنا کر
 خوش ہوا اور کہا کہ پھر انکو کسے منع کیا ہے خانہ خاندہ شماست یہاں جو چنے جوار حافرین اُس سے
 ہلکوب انکا رہے شہر طیکہ جو عار انکو نہ آئے دایہ نے کہا کہ میں چھپ کر علیے ہوا سٹے آپ کے پاس آئی
 ہوں کہ اُنکی بیٹی ملکہ زریور جادو کو بادشاہ طلسم نے بہر مقابلہ لشکر اسلام حقیق کوہ میں بھیجا تھا

چنانچہ اب مادر نے اُسکی جواب کی اطاعت کرنا چاہی تھی تو اُنکو بھی لڑنے سے منع کر بھیجا اور
 بتلایا کہ یہاں تم جلی آؤ اُنھوں نے جواب میں لکھ بھیجا کہ جب میں داخل علم ہونگی تو شاہ
 علم مجھے بدی کرے گا راستہ ہی میں مجھکو متید کرالیکا چنانچہ اب میں آپ سے یہ ہندو ما کرتی ہوں
 کہ کس طرح ملکہ سفاک کی اعانت آپ فرمائیں اور اُنکی دختر جب داخل علم ہوں اور شاہ
 جادو ان اُنکو گرفتار کرے تو آپ اُنکو رہا کر کے اپنے یہاں لے آئیں عمر نے کہا جو ہمارا شریک ہے
 ہم اُسکی جان و دل سے شریک ہیں تم اُنکو لکھ بھیجو کہ وہ کوچ کر کے دیان سے آئیں اور میں یہاں
 سے سرحد علم بجاتا ہوں خدا چاہے گا تو کس طرح کا اُنپر گزند نہ آنے دوں گا اور جب وہ ملکہ دیان سے
 کوچ فرمائیں مان اُنکی فوراً میرے لشکر میں جلی آئیں دایہ نے یہ اقرار سنکر عمر کی پھر بتلایا کہ میں
 اور گرد پھرے اور کما واری آپ قسم کھائیں تو میں ملکہ سفاک کو ابھی لے آؤں جب خدا نے
 آپکو ہمارا شریک حال کیا تو پھر اب ہکو ڈرکا ہے کا ہر عمر نے اُسکی تسلی کے لیے قسم کھائی دایہ خوش خوشی گھر
 میں آئی اور ملکہ سفاک سے کہا کہ بی بی تم اپنی بیٹی کو اب بلا بھیجو میں خواجہ عمر کو راضی کر آئی ملکہ
 سفاک نے یہ بھینٹ اُس تیلے کو دی اور نامہ لکھا کہ ای فرزند اس نامہ کے دیکھتے ہی تم کوچ کر کے
 داخلہ علم میں کرو میں تمہارے جو کچھ کہنے لکھا تھا اُسکی تدبیر سب کر لی ہو تپا تو نامہ بیکر اُس طرف کو روانہ ہوا
 اور یہاں عمر درہ کوہ سے جو پھر کر بارگاہ مہرج میں آیا مہرج نے حال پوچھا کہ کیوں خواجہ سلامت
 آپ کہاں گئے تھے اور کون وہ تھا جو آپکو بلا لیکھا تھا عمر نے الگ لگ کر مہرج سے تمام وکمال کیفیت
 بیان کی مہرج نے کہا خواجہ پھر جو آپ نے وعدہ فرمایا ہے تو اُسکی تدبیر کچھ سرحد علم پر جائے یا
 کیسکو بھیجے عمر نے کہا ہاں میں اُسکی فکر کرتا ہوں یہ لکھ رہا ہر بارگاہ کے آیا اور حیدہ اور منتخب سردار دن
 کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ ای عزیزان میرا ارادہ ہے کہ میں سرحد علم کی طرف بڑا اعانت ملکہ زیور جادو
 جاؤں کہ اُسکی مادر نے اُس طرح کا پیام مجھکو دیا ہے جس میں سے کون ایسا ہے کہ جو میرے ساتھ چلے گا اور رستم
 بھی مجھکو بتلاے گا اور وقت بد کہے حکم خدا کام بھی آئے گا یہ کلمات نکال کر ہلال سحر اُٹھان اور ملکہ مخمور نے عرض کیا
 کہ یہ کیونکر جان شاری کو حاضر ہیں اور آپ کے ہمراہ چلنے اور مخمور کے دل میں آیا ہے کہ اگر موقع ملے گا
 تو جاکر شہزادہ نور الدین کو ایک بار اور دیکھ لوں گی عرض عمر نے ان دونوں کو مع چند کیزہ ن کے کہ
 وہ سب ساحرہ بے بدل ہیں اپنے ہمراہ لیا اور اپنے جانے کا غلغلہ نہ کیا علیحدہ اُنکو لیا کر پید سب کے

صورت بزور سحر تبدیل کر لی پھر ایک نقش خواجہ کو کوکب نے دیا ہر کہ جب تم اسکو منہ میں رکھو گے میرے پاس چلے آؤ گے چنانچہ انھوں نے اُس نقش کو منہ میں اپنے دیا یا ایک مرکب باد زنتار پیدا ہوا کہ وہ انکو اڑا کر پاس کوکب کے لے آیا وہ نکر میں اپنے کا وغیرہ کے اپنے قلعہ میں بیٹھا تھا کہ خواجہ نے اگر سلام کیا اور کہا میرے ساتھ کئی سوا دمی سحر ہیں اور اُن سے مجھکو کار ضروری ہے آپ انھیں بھی بلوائیں فلان محل میں وہ سب جمع ہیں مجھکو مرکب لے آیا وہ سب وہیں رہے کوکب نے تختہ اسے سحر بجھا کر انکو بھی بلوایا جب یہاں پہنچ چکے اُنوقت عمر نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنے علم کے راہ سے مجھکو سحر کوہ عقیق میں بھجوائیں کہ جلد ہی پہنچوں گا اور جو کچھ مجھکو ضرورت درپیش ہو وہ بھی رفع کر دوں گا کوکب نے کہا کیا سفالت ہے طیاران سحر پر منحور ہو رہا ہے سحر افکن کو مع انکی کنیزوں کے سوار کر کے حکم دیا کہ ہمارے طلسم سے جا کر جب سرحد کو عقیق میں پہنچنا تو خواجہ کو اندر ہی طلسم ہوش ربا کے چھوڑ دینا اور تم اپنے طلسم کی سرحد پر آکر اپنے منظر رہنا خبردار قصور کسی کام میں نہ کر لھا طیاران سحر کو لیکر طائفہ ہوئے اور ادھر پہلے نامہ سفاک کا لیکر اکی جوروانہ ہوا تو قریب قلعہ کوہ عقیق اندر طلسم ہوش ربا کے ایک تلمہ سے کہ نام اُس قلعہ کا قلعہ طیاران ہے اور طیاران جادو نام ساحر زبردست سرحد دار بھی ہے اور اُس قلعہ کی حکومت کرتا ہے اور اسکے بزرگون سے ایک جال سحر کا ہے پاس ہے کہ جو کوئی حاکم قلعہ ہوتا ہے اس جال پر قبضہ کرتا ہے اور وہ جال اسکو کام دینا ہے چنانچہ وہ جال طیاران اپنے قلعہ کے گنبد پر لگا کے رکھتا ہے کہ جو کوئی اُدھر سے طائر نہا ہو اسانرے بغیر اس جال میں نہیں کہیں سکتا ہے ہنیکے جب میں حال اسکا دریافت کروں تو جیسا مناسب ہو وہ کروں تپلا سفاک کا اتفاق سے دیکھا تو اور راہ سے گذر کر گیا اور خیریت سے رہا ابکی مرتبہ اس قلعہ طیارانہ کی طرف آ نکلا اسکو تو حال اس حال بنجال کا معلوم نہ تھا جب برج قلعہ کے قریب پہنچا چاہا کہ اُسے سے گذر جاؤں تا نیر سے ولہم سحر کے خود بخود نینا ہو گیا اور اُس دام میں پھنسا ملازم جو اُس برج پر زمین تھے انھوں نے جا کر حال اسکا طیاران کا کہا وہ خود بالاباں قلعہ آیا اور حال اُس تیلے کو چھڑا کر سحر کر لیا اور پوچھا کہ سچ بتاؤ کسا تپلا ہے اور کمان نیر سے مالک نے مجھکو بھیجا ہے اُس تیلے نے سوا راست کہنے کے نعرہ نہ کیا کہا میں تپلا ملک سفاک جادو کا ہوں اور انھوں نے اپنی بی بی ملک زبور جادو کے پاس مجھکو بھیجا ہے طیاران نے کہا کہ سفاک کیا شریک مسلمان ہے اُس نے کہا نہیں ملازم افزایا ہے اُس نے پوچھا کہ دختر اُسکی کیا خداوند لقا کی مدد کو آئی تھی اُس نے کہا ہاں کہا پھر مجھکو کس نے بھیجا ہے اُس نے کہا خیریت اپنی دختر کی سنگائی ہے طیاران نے بجال سحر رتو مجھیدی دیکھا اسی میں معلوم ہوا کہ یہ تپلا ہے

کہتا ہے لیکن اسکے پاس نام بھی سفاک کا ہر طیران نے کہا کہ اوتیلے جو کچھ تو نے کہا سراسر راست اور بجا ہے مگر تیرے پاس نام بھی یہ وہ کیوں نہیں تو مجھ کو دیا ہر معلوم ہوتا ہے کہ اس نام میں کچھ مضمون فتور کا ہر پیلے نے ناچار ہو کر وہ نام اسکو دیا اُسے اسکو پڑھا مضمون سے جو آگاہ ہوا کہ اس سفاک نے اپنی دختر کو لکھا کہ جس بات کا تمکو اندیشہ ہے وہ انتظام میں نے کر لیا ہے اب تم داخل طلسم ہو جانا پھر اس مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ بغیر فتح کیے جنگ کے پھرانا افراسیاب کے غلاب کا خوف لین سمایا ہوا ہے اسکی ماور نے شاہ طلسم کے دشمنوں سے سازش کی ہے یہی انتظام اُسے کر لیا ہے مجھ کو تو یہی معلوم ہوتا ہے تیلے نے کہا ان باتوں کو میں نہیں جانتا اُسے اس خیال سے کہ بباد جیسا تو سوچا ہے ایسا نہ ہو اوتیلے کو تو ہلاک دبر باد کرے اور ملکہ سفاک کے کام میں فرق آئے اس سے بہتر یہ کہ تیلے کو چھوڑ دے کہ یہ تو اپنے کام کو جائے اور تو غرضی بادشاہ کو اس حال کی لکھ بھیج جیسا بادشاہ اس بارے میں فرمائے اُس پر عمل کر بس اُسے ایسا ہی کیا کہ تیلے کو تو رہا کر دیا اور ایک عرضی بادشاہ کو اس مضمون کی لکھی کہ اے شاہ شاہان شہنشاہ ساحران دام اقبال ایک تیلہ اسطرح سے میرے دام میں گرفتار ہوا اور اُس سے میں نے ایک نام پایا مضمون اُس نام کا میں نقل کر لیا تھا وہ ملفوف و لپیٹ ہے اس بارہ میں جب حکم شرف نفاذ پائے وہ عمل میں آئے مسمیہ طیران جادو نگوار قدیم یہ عرضی ایک صاحب کو دی کہ وہ اُسکے یہاں نہایت مغرر تھا اور اُس سے حکم دیا کہ بادشاہ جادوان کو پہنچانا وہ ساحر لباس فاخرہ سے درست ہو کر عرضی لیکر روانہ ہوا اور پیران پیران دریائے خون ان پر پہنچا اور پکارا کہ اے بادشاہ طلسم مجھ کو بلو ایسے کہ عرضی سرحد دار کی لیکر آیا ہوں محافظان دریائے مذکور نے بادشاہ طلسم کو اُسکے آنے سے آگاہ کیا بادشاہ نے پنجہ بھیجا کہ نہ اسکو اٹھا لیگیا جب دربار میں یہ پہنچا جبکہ کہ بادشاہ کو مجر کیا کچھ ٹھٹھے بھی اپنے مالک کی طرف سے لایا تھا یہ کش کیے اور آپ مذروہی خلعت پایا پھر عرضی طیران کی دی بادشاہ نے فشی کو دی کہ اُسے پڑھی عرضی پڑھتے ہی بادشاہ نے نامہ دار کو ٹھہرایا اور آپ کتاب سامری سنگا کر بلا خط کی اُسیں معلوم ہوا کہ سفاک منحرف ہو گئی ہے اور پکارا راہہ کہ کہ اپنی دختر کو یہاں ہلاک کر کے صرخ میں بچائے اور دیا نے اُسکی جا کر عمر سے سازش کی ہے اور یہ معرکہ گذر ہے اب عمر بھی اُسکی اعانت کو مع چند سارہ کے گیا ہے فکر اسکی کہ نا ضرور یہ کتاب سے یہ حال دریافت کر کے بادشاہ نہا اور کما دست جسکو چہ بجا وہی دشمن جان کلا خیر کمان میرے ہاتھ سے پکڑ یہ نکاتہ حاکمی سزا اپنے کردار ساز کی پائیگی یہ لکھ کتاب تو بند کی اور ایک نام بجا بجا عرضی طیران کو لکھا مضمون یہ تھا

کہ اس طیران ہم تمھاری خیر خواہی سے نہایت خوش ہوئے ایک خلعت ہمراہ سزاوارتہ کے بجلد و غیر خواہی
 سما ہو پوچھا ہے چاہیے کہ تم خیال زیور کا کھو کیونکہ گمان تمھارا دست اور بجا ہر زیور اور اسکی مادر ہے یہ خلعت
 ہو گئی ہر اب جو وہ طلسم میں آئے اور تمھارے قلعہ کے جانب سے گزر کرے تو ایسی وقت اسکو گرفتار کرنا اور یہ کہ
 اسکی اطلاع کرنا اور ہم بھی اسکی گرفتاری کے لیے یہاں سے سامران نامی کو روانہ کرتے ہیں وہ تمھارا
 مدد کرینگے اور عمر عیار مغزی و مکار مع کچھ سامران نابکار کے سرحد طلسم پر زیور غدار کے بچانے کو تاہم
 اسکا بھی بہت کچھ خیال رکھنا یہ نام لکھ کر ایک خلعت تو اس نامہ بر کو دیا اور ایک خلعت گران بہا مع چند تحفوں
 کے اسکے جوابے کر کے حکم دیا کہ ہماری طرف سے طیران کو دنیا پھر کچھ زبانی بھی پیام دیکر نصرت کیا اور
 پار دریائے خون روان کے پہونچا وادہ نامہ بر تو اپنے مالک کے پاس گیا اور بادشاہ سرحد طلسم کے
 راہوں پر جو ناظم اور قلعہ دار ہیں انکو بھی فرمان واجب الاتثال لکھے یہی مضمون آہیں بھی لکھا کہ
 زیور جادو جیسے نبی ہو کونورا گرفتار کر لینا یہ فرمان پہلے سے عمر کے ہمراہ روانہ کیے کہ جلد ناظران
 در بند خبردار ہوئے اور ہر ایک نے راستوں پر خبردار مقرر کیے تاکہ زیور کے داخلہ کی خبر ہو پوچھا ہیں
 اور سپاہ کو بھی اپنی ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا اس طرف طیران کو بھی خلعت وغیرہ پوچھا اور وہ بھی مستعد
 کار ہوا یہاں بعد انتظام قلعہ جات بادشاہ نے اپنے دربار میں ایک ساحر اضلال جادو نام کو
 حکم دیا کہ تم کئے ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور قلعہ سفاک کو تاخت و تاراج کر کے ملک سفاک کو مع
 دایہ غدار اور اس کے متعلقین نابکار کے گرفتار کر لاؤ اضلال بموجب حکم بادشاہ طلسم بناہ بارہ ہزار
 فوج ساحران اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا لیکن تیاری لشکر بطور مخفی کی لیکن ہوش ربا کی سپاہ نوے
 دی مگر قدرت خدائے عزوجل دیکھے کہ اور اور سفات کا نوبادشاہ نے انتظام کیا مگر اپنے گھر کا بہت
 نہ کیا یعنی محافظان دریائے خون روان کو اطلاع ندی کہ ملک سفاک کو پار دریا کے نہ اوترنے
 دینا اور بھی سانچہ درپیش آیا کہ ملک عیار جادو دایہ جب عمر سے قول و اقرار کر کے گئی تو اسنے ملک سفاک
 سے جا کر مروت و خلق خواجہ کا ذکر کیا کہ اسطرح میرے بھانے سے دیکھو کہ میں آئے اور میری عرض کو
 قبول فرمایا اب اے ملک وہ نو ملک زیور کی اعانت کو گئے ہونگے ایسا نہ کہ یہاں کوئی مضدہ بر دازی کرے
 اس سے متنبہ ہو کہ تم فکر معجز میں چلی چلو اور تمام وہاں شیو سفاک نے ایسی وقت اپنا خواہہ بار کرایا اور سپاہ وغیرہ
 ہمراہ لیکر فوج کو اپنی تیار کر لیا اور کچھ صند و قوی جوابے کر کے خواجہ کی مذمت کیے اور جو اسہر بہت سا اور زیوروں کے لیے

اور معراج و بہار کے لیے تحفہ وغیرہ ساتھ لیے اور تخت سحر پر آپ سوار ہوئی کینزین انیسین جلسہ میں ہر اہر جلسہ میں
 شتم و خدم سے تمام قلعہ کو اپنے ویران کر کے جانب معراج روانہ ہوئی اور یہ تو آیا جابا لشکر حیرت میں
 کرتی ہی محافظان دریاغون روان میں کسی رُسکو روکا نہیں اور قلعہ سفالیکہ قریب گنبد نور ہوئی یہ صاف
 دریا سے اتر کر جانب لشکر معراج روانہ ہوئی بیان ملکہ معراج اور سردار و غیرہ تو اس راز سے آگاہ ہیں انھوں نے
 قرآن وغیرہ اور عبادتوں سے بھی کہا ہی کہ راسخا کی فکر رکھنا اور یہ سب سب اس علم کی رہنے والی
 ہیں اس وجہ سے قلعہ سفالیکہ کے رستوں سے ماہرین و دستہ بھی عبادتوں کو تبادلوں سے تھے عیاراب جو بالادوی
 کو جاتے ہیں اس طرف بہت جاتے ہیں اور تھار آمد سفالیکہ کھتے ہیں ہر طرف ہوشیاری اور خبرداری ہے
 کہ اگر کابل لشکر سفالیکہ پارو یا کے اترے عبادتوں نے اس کو دیکھا اور بطور مخفی اس لشکر کے ہر اہر ہوئے اب یہ معراج
 جانب چلتے ہیں کہ راہ میں لشکر ضلال جادو کا ملا اور ضلال جادو دریا اترنے والا تھا کھار ان سحر نے
 خدوی اور سردارین ملکہ سفالیکہ پنا لشکر ہے اس بار اتر آئی ہے اور کھارادہ شاید معراج کے جانب جا کا ہوش خیر
 سنتے ہی اسے لشکر اپنا درست کر کے اس نے لشکر سفالیکہ کے راہ روکی اور پکارا کہ باش و کیو بیدہ تو جانتی ہے کہ شاید
 تیری خبر شاہ جادو ان کو نہیں پہنچی ہے بادشاہ سے بغاوت کر کے کہاں جا بیگی سفالیکہ کے اول تو بہت کہا کہ یہ تیرا
 خیال ظم ہے میں ملکہ حیرت پاس جاتی ہوں لیکن ضلال نے اس کا کسنا مانا اور فوج کی صف کشی کر لی سفالیکہ کی فوج
 بھی صف را ہوئی ضلال آگے بڑھا بسل و بوق بے لشکر میں کہ وہ کا ہوا ضلال لٹکا کر اسے سفالیکہ اب اس سے
 مقابلہ کو ورنہ میں تیرے صف لشکر رہتا ہوں سفالیکہ اپنا طاؤس اٹھانے لگا کہ اس کے سامنے آئی اسے ایک ہارفل
 گلے سے اپنے توڑ کر مارا کہ وہ بخیر نیکر سفالیکہ کے آپنا سفالیکہ کی دیکھی کہ ایک پتلا مقراض جو یہ بد ہوا اور اسے
 زبرد کو کات دیا جو سفالیکہ کے ایک نابینا سپہ سالار کو ذرا بخ شق ہوا اور اس میں سے ایک پتلا تلوار لیے نکلا جو بیکر مثل قامت
 انسان ہوا اور ضلال چارہ تلواریں مارنے لگا ضلال شت خاک اٹھا کر اس پتلی پر لگائی کہ وہ پتلا زمین میں
 غرق ہو گیا اور ضلال نے کہا کہ میں گھڑی گھڑی کا بھڑکا دین کا تھا ایک ہی فوج میں وارا نیارہ کرتا ہوں یہ کھر پروا کر
 لشکر سفالیکہ بر آیا اور دوشٹ خاک قریب اسے اس لشکر پہنچی کہ ملکہ سفالیکہ سرداران لشکر وغیرہ سب ہوش ہو گئے
 اسے بخیر سوسن جو بکوبانہ لیا اور شید کے چتر کا پانی چھڑک کر شویا کر گیا اور کہا کیوں نکرمان آج کس دن کی تاکو خبر تھی سفالیکہ
 کہا کہ تو خاک قریب سے توڑتا ہی ہے اس تو ہر تار جابا رے اگر دماغی سحر سے لڑتا تو تباہ دیتے اسے کھانم کھو اتوں کی ہوا
 پتلا چاہے کیا کرے کہ کو قید میں مبتلا کر کے جب باغ عیب لیلا خیمہ بارگاہ و خزانہ سفالیکہ کے تھک لیا لشکر سب ہوش ہو گئے

ساتھ ہوئے عیاروں نے جو یہ ماجرا دیکھا مقرران اُس ضلال و سیاہ کی فکر میں کئی کوس آگے نکل آیا اور
تجزیر کرتا تھا کہ کس طرح اُسکو وہل دار البوار کروں بقدرت کار ساز عالم ایک مقام پر چھوڑی ڈالے
ایک فقیر بیٹھا تھا اور آنے جانے والوں کو حقہ پانی پلاتا تھا ٹھیک سامنے آگ کی رکھی تھی چلین گانجا
پینے کی اُسی ٹھیک میں اوندھی ہوئی تھیں اُپلا گھر سا تھا دھوان ہوتا تھا فقیر لاٹھی چوڑوں کے نیچے
رکھے داتا بھلا کرے بیٹھا کہ رہا تھا قرآن اُسکے پاس آکر بیٹھا اور کہا سائیں یہ چار کوڑیاں لو اگر کو تو ہم آگ
لیکر چمپی لین تاکو ہمارے پاس ہو اور گانجا بھی ہو تم بھی مینا فقیر گانجے کا نام سن کر خوش ہوا اور اُسکو اجازت
دی اُس نے چلم بھری اور بیوشی اُسکے تاکو مین ملا کر پہلے فقیر ہی کو دی کہ لو بابا جی پہلے تم ہی سہ کرو
فقیر نے چلم کو لیکر دو تین دم کھینچا مارے اور چلم اس کے حوالے کی مگر کچھ ہی عرصہ میں سر حرا یا اور بیوش ہو گیا
قرآن نے اُسکو تو چھوڑا گئے اندر کہ جسمین پیال وغیرہ بچھا تھا چھپا دیا اور آپ ویسا ہی لنگوٹا باندھ کر
موجھیں بڑی بڑی بنا کر بدن کو خاک آلودہ کر کے ضعیف کی قطع بنکے بیٹھا اور ٹھیک میں بھی بیوشی
ڈالتا جاتا تھا کہ دھوان بیوشی کا بلند تھا اُسی سامان سے یہ بیٹھا تھا کہ ضلال زلیور کو گرفتار کیے اور نکلا
فقیر نقلی نے کھڑے ہو کر دعا دی کہ داتا بھلا کرے گسیان کرے سلامت رہو منصب جاگیر برقرار رہے
بادشاہ کا میرے حضور پر پیار رہے دوست شاد و دشمن پامال گھڑی گھڑی کی بلارو رہے رویان رویان
میرے جناب کا چین میں رہے ضلال نے یہ دعا سن کر سبب میں ہاتھ ڈالے پانچ روپے نکالے اور اس
خیال سے کہ فقیر کو تکلیف دینا اچھا نہیں آپ ہی آگے بڑھ کر کہا لو سائیں بابا لو شاہ جی نے سلام کیا اور دعا پڑ
بہت سی دین اور روپیے لیتے لیتے ایسی باتیں بنائیں کہ وہ جگہ گھڑی بھرتک ختم ہوا ضلال کھڑا ہوا ہاں
کیا کیا دود بیوشی تو ٹھیک سے اُٹھ ہی رہا تھا ضلال کا سر گھوما اور کہا سائیں میرا سر درد کرتا ہے فقیر ڈر کر
ایک پیالے میں پانی ٹھنڈا کر لایا اور کہا یا بوی پی لو گرمی سے سر درد کرتا ہوا اُسکو پیاس بھی نشہ کے سبب
تھی وہ پانی پی گیا فوراً چرخ کھا کر لازم اُسکے اُس سے دور بھیجے کھڑے تھے کچھ ابھی بہت دور پر بھیجے رہ گئے تھے
وہ ہنستے بولتے آتے تھے کچھ آگے بڑھ گئے تھے کچھ لوگ اس کے ساتھ تھے وہ بھی تماشائے صحرائین اور احوال
مشغول تھے کہ اُسکے گرنے سے جنھوں نے کہ دیکھا اُٹھانے دوڑے لیکن قرآن نے اتنے عرصہ میں بندہ
جھک کر اُسکے سر نجس پر لگایا کہ سر اُسکا پاش پاش ہوا اور نعرہ اُس نے بلند کیا کہ سنم قرآن شور اُسکے مرنے کا
بلند ہوا نذر اوتار لی ہو گئی قرآن وہاں سے رو بفرار لایا ملازم سب ہائے کر کے رہ گئے اور

اُسکے مرنے سے ملکہ سفاک جادو مع دایہ کے اور اپنے لشکر کے چھوٹ گئی پھر تو اُسنے آفت مچا دی اپنی
سفاکی دکھا دی جان و ثمنان خاک میں ملا دی ایک ایک نارنج نے اُسکے دس دس کے سینے توڑے فہر ان
لشکریان ضلال شور مگ اپنے مالک کا سنکر سب طرف سے جمع ہوئے تھے اور جان پر کھیل کر سفاک سے لڑ رہے
تھے مگر سفاک کا یہ حال تھا کہ اُس گھٹا میں گھر کے جیسے بجلی کو نہ تھی ہوا سطح چمک رہی تھی ہر سمت تلواریں
برس رہی تھیں تیروں کے سائیں سائیں سے یہ ثابت تھا کہ بائیں یہ کیا ہوا ستانوں کی زبانیں جواب
دیتی تھیں کہ ہوا کیا ضلال جہنم میں گیا وہ مارا آفت عظیم برپا تھی کہ ابیاست

خروشان و عدسان آئین چون نزدیک
جوانوں نے پیامیں آب پریشان
ہر اسان جسکی آتش سے زمانہ
شب یلدا میں چون تیر شہابی
ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
لگے لڑنے بہم تیر و کمان سے
اڑے اپنی جگہ سے مثل سیلاب

دو جانب کی صفیں چون ابر تاریک
کہوں کیا میں ہوا جو تیر باران
لگا جادو کا پھٹنے تو بے خانہ
یہ گولہ سرخ نکلے تھا شتابی
ہوئے کفار کچھ گولوں سے فی النار
اٹھا کر ہاتھ کو تیغ و سنان سے
شرار فوج زیور سے ہو بیتاب

یعنی بغیر افسر لشکر مثل مشہور ہر کہ بے کار ہر تاب مقادست وہ فوج نہ لاسکی اور بھاگ کر دشت و کوہ میں
متواری ہوئی سفاک نے مطلع صاف کر کے میدان مار لیا اور بفتح و فیروزہ نہایت عجلت کر کے جانب
معرض رخ کیا اُس طرف کچھ بیرہو کے روتے ہوئے خدمت شاہ طلسم میں لگے اور پیگارسے کہ ای بادشاہ ضلال کو
اسطرح ہتر قرآن نے قتل کیا بادشاہ سنراگ ہو گیا اور اُسی وقت اُس نے اُسی قوی بازو نام ایک ساحر کو حکم دیا
کہ توجا کر حلد اُس لگا تہ کو باندھ لائیں بجکوا ایسا جانتا ہوں کہ تو بغیر لشکر کے جا کر کئی لاکھ جادو گردن کو شکست
دیدے گا اُسے گردن جھکا کر اور سُسکا کر عرض کیا کہ یہ سب حضور کی قدر دانی ہو ورنہ میں کس قابل ہوں
یہ عرض کر کے وہاں سے غائب ہو گیا ادھر سفاک روانہ ہو کر ایک صحرا میں پہنچی تھی اور سرکشان پیدل جادی بھی
کہ یکا یک زمین شق ہوئی اور ایک اثر در نے سر نکال کر دم اپنا کھینچا سفاک نے اور اُسکے فریقوں نے
ہزار ہا نارنج اور گولے سحر کے اُس پر لگائے لیکن وہ سب اُسے پیر چرائے اور سفاک سے چند انیسویں کے
کھینچ کر منہ میں اُس اثر در کے پہنچیں وہ اثر در چاہتا تھا کہ زمین میں غائب ہو جائے یکا یک سانسے سے

آواز آئی کہ واہ واہ بھائی بغیر ہمارے اکیلے تم ہی لے جاؤ گے اژدر ختم کیا اور اُس نے دیکھا کہ ایک شیر خیزان
 کہ جسکے سبب سے شیر فلک ہر اسان بچہ اپنا تانے ہوئے پہلو پر کھڑا ہو اور لشکر سفاک میں سے جسے غضب کی نگاہ
 ڈالتا ہو وہ بدحواس ہو کر سامنے سے بھاگتا ہو اور بعض بیہوش ہو جاتا ہو غرض اُس اژدر نے اسکو معزز سمجھا کہ
 کہ اوی بھائی زمین نے تمکو بچانا نہیں شیر نے کہا تم اسوقت کیا بچاؤ گے اور میں تمکو زیادہ ٹھہراؤنگا بھی نہیں
 جو پتا نشان بتلاؤن محفل عیش جمائیں لیکن مجھ کو کچھ ضرورت تھی ایک بات کرنے کی تھی اسوجہ سے روکا
 اب تم یہاں سے چلو کہ وہ جو دیکھ رہا تھا وہاں لکھ بھر ٹھہرا دینا اگر وہ بات پوچھ لیں پھر چلے جانا یہ سنکر اژدر
 ایک سنائے میں اُس رہ میں پہنچ گیا پیچھے پیچھے شیر بھی گیا اور اُس نے کہا اوی بھائی میں نے سنا ہے کہ افراسیاب
 تمھارا نام لیتا تھا کہ اسکو میں نے اژدر بننا بتا دیا ہو اسوجہ سے وہ ساحر کہلاتا ہو ورنہ ایک طمانچہ بھی تو ساحر کا
 کھا نہیں سکتا ہو چنانچہ یہ بات دربار میں یا تمھارے گھر پر آکر پوچھنے کے لائق نہ تھے میں نے یہ بین مگور کر کے
 پوچھا ہر چند کہ تکلیف تو تمکو ہوئی لیکن اسکا سبب بتلاؤ تو مہربانی ہو اژدر نے کہا کہ شاہ جو کہتا ہو وہ درست ہو
 لیکن جسکا جی چاہے میرا امتحان کر لے جس طرح چاہے آزما لے شیر نے کہا اچھا اگر تم اصل صورت بنو تو تم سے
 امتحان لڑوں ابھی حال کھل جائے اژدر کو غصہ آیا اور اُس نے سفاک کو اُگلا مگر سر سے بیہوش رکھا اس صبح
 میں شیر بھی ایک نشیب میں چلا گیا اور وہاں سے ساحر بنا ہوا نکلا یہاں بعد اُگلنے سفاک کے اژدر
 بشکل ساحر بنا اور ہر سے شیر جو بنا ہوا تھا سامنے آیا اور کہا میں کیا خاک تمھارا امتحان کروں وہ تو پیچھا ہی
 نہیں چھوڑتے تم مجھ سے لڑنے میں مشغول اور وہ سفاک کو لے جائیں تو بدنامی مجھ کو اژدر نے کہا بھائی
 کون کہا جی تم کون کہتے ہو اور وہ تاک میں ہیں اوی تو پیچھے تو کھڑے ہی ہیں یہ کہتا تھا کہ اژدر نے پیچھے پھر دیکھا
 شیر صورت نے پہلو پر سے بغدہ لگایا کہ سر پر پڑا مغر پر اگندہ ہوا اور نعرہ بلند ہوا کہ سنم ہتر قرآن سفاک
 وغیرہ کو پھر ہوش آگیا اور شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا بیر لونڈا بتکر لاش اُسکی اڑا کر لے چلے اور سفاک
 نے بڑی تعریف مہتر قرآن کی فرمائی مگر قرآن سامنے سے اُسکی جست و خیز کر کے روانہ ہو گیا اور
 سفاک پھر وہاں سے فوج لیکر چلی چند ہی قدم چلی تھی کہ یکایک آسمان پر ابر تار یک نمایان ہوا اور
 اُس میں سے تیر بنے لگے اور آواز آئی کہ باش انکانہ خوب تو نے عیاروں سے سازش کر کے دیدہ اپنا دلیر
 کیا ہو تیر وہ سینہ غزال کرنے لگے ساحر سفاک کی قزویوں سے سحر کی کاٹتے تھے سپرین سروں پر سیاہ
 کیسے تھے کہ رسی اُس اہد سے اسطرح گری کہ جیسے پچھا کر کے کوئی پھینکتا ہو چنانچہ وہ رسی رن ظلم نص

کہ اُس نے درازے مثل زمانہ فراق و شبِ نجوری کی پیدا کی اور بزرگ زلف معشوق اُس میں حلقے ظاہر ہوئے کہ وہ حلقے سفاک اور دایہ اور جملہ ساحروں کی گردن و کمر میں پڑ گئے سب بندہ گئے اُس وقت اُس نے سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ سر اُس رسن کا اُس کے ہاتھ میں تھا آنکھ ناک کان سے شعلے نکلتے تھے آنکھیں لال لال کیے تھے لنگوٹا باندھے سانپ کالے بدن میں لپٹائے تھا پس اُس نے اتنے ہی حساباً کہ سفاک کا سر کاٹ لے اُس وقت ایک ساحر اُس نے سے پیدا ہوا کہ زار زار بزرگ ابر بہار و تاتھا اور کتا تھا ہائے کوئی میری فریاد کو نہیں پہنچتا ہوا سے مجھ کو فلک نے لوٹا ہی ہائے وہ جلا دیسا مجھ کو جیتے جی مار گیا ہوا سے میرا دم نکلا دے میرا جینا اب دشوار ہوا ہوا وہ ساحر یا تو سفاک کو قتل کیا جا رہا تھا اُس کو دیکھ کر گھر گیا اور پوچھا کہ ایسا کیا سا تمہیں گدماہو جو اس طرح بلبلا تے ہوا اور فریاد و الغیث کی نعرہ مارتے ہو اُس نے جواب دیا کہ ایک عیار رنارنا بکارا فعی قوی بازو کو جو بار کر بجا گاراہ میں میرا مکان پڑا مجھ کو اُس نے جو کچھ کہہ دیا اُس کا بیان تو بہت طویل ہو مختصر یہ ہو کہ دیکھیے اُس کے ساتھ کی ہیرے کی ڈبیا لے گیا کہ وہ میری تمام عمر کی کمائی تھی اور میری روح و جان تھی یہ لکڑی سے ایک ڈبیا یا قوت احمد کی ترشی ہوئی ایک ڈال نکالی جسکے دیکھنے سے چشم و ہرین رشک سے خون اُتر آئے شفق بنکر عالم کو بچائے اُس مقام کو اس ڈبیا کے عکس سے سرخ روی ہوئی سب وہ جگہ منور و روشن ہو گئی آفتاب اُسکی ضیا کے روبرو شرمائے جلال میں آیا قمر داغی نکینہ کھلایا اُس ساحر نے جو ڈبیا کو دیکھا سفاک کو تو قتل کرنا بھولا کما بھائی ذرا یہ مجھ کو کہ ہاتھ میں لیکر دیکھوں اُس نے کہا کیا کون جی نہیں چاہتا کہ ہاتھ میں دوں وہ ساحر ہنسا اور کہا میں بے ایمان نہیں ہوں بلکہ اُس عیار سے بھی چلکر میں دوسری ڈبیا بھی دلادوں گا جب وہ ڈبیا ملے گی اُس وقت البتہ ایک میں لے لوں گا ساحر مذکور نے ناچاری سے وہ ڈبیا اُس کے ہاتھ میں دی دیتے وقت بھی ہاتھ تھراتا تھا اور حسرت سے دیکھتا تھا چنانچہ جب وہ ڈبیا اُس نے ہاتھ میں لی سب طرح سے اُس کو دیکھا اور نہایت ہی پسند کیا پھر اُس کو کھولنے لگا مگر ہر چند کھولا وہ نہ کھلی اُس وقت اُس نے دونوں ہاتھوں سے مضبوط اُس کو تھام کر اور سینے کے قریب رکھ کر چھاتی کا زور بھی شریک کر کے جھٹکا مارا کہ یہ ایک بھق سے آواز آئی اور ڈبیا کھلی لیکن ڈبیا کھلتے ہی بقیہ بیوشی ایسا اڑا کہ سینہ کے پاس تو ڈبیا تھی ہی سب وہ غبار اُسکی ناک اور منہ میں گیا اور تڑاق تڑاق چھینکیں آئیں بیوشی ہو کر گرا سا تھا ہی ڈبیا والے ساحر نے چمک کر خیر بڑا ن مارا کہ سر اُس کا ٹکڑا لگ کر اور نعرہ ہوا کہ ستم متہو ق فرنگی

رسن ظلم سے سفاک اور تمام لشکر رہا ہوا برق بھی جست و خیز کر کے سامنے ناپید ہو گیا سفاک نے
 سجدہ شکریدہ رکھا ایندے چوں ادا کیا اور کہا اے دایہ امان عیار ان لشکر کھڑے کیا کام کر رہے ہیں بلکہ
 ہماری حفاظت کرتے ہوئے ہمارے لشکر کے ساتھ آتے ہیں وہ کیا صاحبان مروت لوگ ہیں کہ ہمان
 کی خاطر واری میں جان اپنی اُسپر سے فدا کرتے ہیں اب جلد بیان سے چلنا چاہیے یہ کس لشکر کو حکم دیا کہ
 سب متفرق ہو کر ہر جم بلوغ اپنے تئیں لشکر معرخ نامور میں پہنچاؤ اور میں آگے چلتی ہوں یہ کہہ کر واد کو لے
 مع دایہ کے روانہ ہوئی اور وہاں لاشیں پور پور شاہ جادو دان کے پاس ان ساحرون کی پہنچیں
 وہ بھی دنگ ہو گیا کہ کیا بلا کے عیار ہیں واقعی کوئی انہیں غلبہ نہ پائیگا اب مجھ کو خود جانا چاہیے یہ سوچ کر خود
 غلام چلنے کا ہوا پھر سوچا کہ اب وہ اتنے عرصہ میں لشکر معرخ میں پہنچ گئے ہونگے پھر اس لشکر سے تو
 مقابلہ پڑا ہی ہو جان اور سب باغی ہیں وہاں ایک یہ بھی مدعیہ سی اُکھاسل یہ تو اس فکر میں ہو رہا تھا کہ
 کچھ ہی عرصہ میں قریب لشکر ملکہ معرخ آکر پہنچی اور کنارے لشکر کے ٹھہری تھی کہ سرداران فوج بھی اگر
 اسکے پاس جمع ہوئے اور عیاروں نے جا کر بارگاہ میں خبر ملکہ معرخ کو پہنچائی کہ مبارک ہو ملکہ سفاک
 تشریف لائیں معرخ نے سردار اُسکے استقبال کو بھیجے سر خم اور نافرمان و مشکین ہو و عیاران لکیر وغیرہ
 اُس سے آکر ملے لشکر کو مقام پاکیزہ میں اُتر دیا اور اُسکو لا کر بارگاہ میں پہنچا یا معرخ کو اُسے تسلیم کی زندگی
 ملکہ نہ کرنے دست شفقت اُسکی پشت پر رکھا اور مقام اعلیٰ پر نگل عنایت کیا بارگاہ فاک فرما اُسکے
 لیے استادہ فرمائے سامان راحت و نشاط مہیا فرمایا ساقی و مطرب حاضر ہوئے جام مہکا دور ہوا جلسہ سیرت
 و نور ہوا یہ تو بیان بعیش و عشرت بیٹھی ہیں لیکن اُدھر ملکہ زیور کا حال سُنیے کہ جب پتلا سفاک کا جاں
 طیران کے راہدگر اُسکے پاس پہنچا اُسے حال اُس تپلے سے جال میں پھنسنے کا بھی سنا اور خائف ہوئی بالظہر
 بفضل رب اکبر کی کوچ کیا اور عمت ظلم جلی اور اُسے چاہا کہ طیران کی سرحد کو بچا کر طاسم کی راہ کو طگردن مگر
 سب راہوں کو بند و دیا تاکہ ناغیرہ بادشاہ کے ہر ایک ناظم کو پہنچ گئے تھے ایک ظلم ہزار برج کی راہ کھلی
 تھی پھر وہ برسوں کی تھی تاجا را اُسے طیران ہی کی سرحد سے گزر جانا چاہا جب داخلہ سرحد پر کیا دیکھا تو
 ایک دریائے زخار اُس مقام پر چو شان و خروشان بہتے پایا شور جوش اُس جہر کا آشوب زمانہ کا بتا دیتا
 بلکہ شور محشر اُسکا ایک نمونہ تھا ہر موج پر پہنچ اُسکی زنجیر تھی قہاک جین جین ظالم تھی یاور با بھی دل میں
 بیچ رکھتا تھا سارے کے خاطر کی طرح اُس میں بیچ اُکھتا تھا مردمان آبی سر پر ترکان سجا عت کی طرح جہر کا

باندھ رہے تھے گرداب سے ثابت تھا کہ سپرین سر پر سایہ کیسے ہیں موجبین نہ تھین زمانہ ٹیر مٹی حال
چلتا تھا کج روی اپنی جتنا تھا جو موج کہ سیدھی چلتی تھی وہ بھی تیر دل دو نظر آتی تھی حساب چشم قہر کا
نقشہ دکھاتا تھا جہنم تھا کسی غضب ناک دل پر جوش کا خا کا تھا کہ مست نبوی

کہ ہر اک گوشہ چٹو فان ہو
کیا غضب کا وہ قہر دریا ہو
پانی ہو جس طرف کو کرے نگاہ
چشم تاکار نے کند دریا است
خشک مغزون کا مغز تر میگا
آب حیوان میں پانی مریا ہو
کوچے موجوں کے ہو گئی بازار
زاہد خشک ڈوبے جاتے ہیں
آئینہ کے بھی گھر میں ہو پانی

دست غم اس قدر بطفیان ہو
جزر و مد جس کا تافلک جائے
ہر طرف ہو نظر میں ابر سیاہ
سیلما در رکاب دیدہ است
پانی عالم کی تاب سر میگا
خضر کیونکر سے زیست کرتا ہو
وسعت آب پوچھ مت کچھ یار
معبدا ب سارے کرتے تہمین
پڑھتے ہیں یار و رس حیرانی

اور اُس دریا کے کنارے پر اُس طرف کو گئی ہزار ساحر مسلح و مل استادہ تھے ہوم ہو رہے تھے بسترانے
لگے تھے نارنج ناریل وغیرہ اُٹھلتے تھے زیور نے اُس تلزم عین کو دیکھا فرمایا کہ یہ دریا منجھوڑ کا معلوم ہوا
اسپر سے اُڑ کر جانا چاہیے یہ کہ رہی تھی کہ گاہ ایک ساحر کے اوپر کو جا پڑی دیکھا کہ دریا کے اس پاس
اُس یار تک تاریکی چھائی ہو آسمان فولا وی بنا ہو دریا چشمہ ظلمت نظر آتا ہو اُس نے وہ تاریکی زیور جاو
کو بھی دکھائی زیور نے راہ ہر سمت سے مسدودہ پائی فرمایا کہ خبر ہماری مخالفت کی افراسیاب کے
گوش زد ہوئی ہو اور اُس نے فکر ہماری گرفتاری کی کی ہو خیر بہر الا بن تو گلست علی اللہ تعالیٰ کشتیان
اور مور نکھیاں سفینے وغیرہ ہماری سرکار کے میر جہ سے کہو کہ دریا میں لگا فی اگر یوں چلے گئے جو ہم سے لڑیگا
ہم بھی لڑینگے مالک بردہ ہمارا مالک و نگہبان ہو یہ حکم دیتے ہی ہم جہ نے سواری دریا کی آراستہ کی بلکہ
اگر مور نکھی میں مسند پر جلوہ گر ہوئی اور افسرین لشکر و رقون پر سوار ہوئے ملاح اور مانجھیوں نے
کشتی روان کی اور از بسکہ یہ شہزادی طرقدار مسلمانوں کی ہو تو کشتی جاتی تھی کہ قال لا کہو فیہا بسم اللہ
مجرہا دوم سہان ربی لغفور الرحیم غرض کہ یہ کشتیاں روانہ ہوئیں ساحر دریا میں بھی نیرنگی سر و کھاتے

تھے آگ پانی میں لگاتی تھی عکس ماہ رویان جو پانی میں پڑا تھا چاند ہزار ہا فلک دریائیں خلا تھا
اسی طرح سیرکنان جب بیچ دریائیں پہونچی ایک طوفان عظیم برپا ہوا اس تاریکی سے چاویریں سیاہی کی
دریا پر پڑنے لگیں اندھیرا ہو گیا ہوا تند و تیز غضب قوم عاد کی طرح چلنے لگی موج کو موج دریا کی نکلنے لگی
مینڈھا اُچھلنے لگا دریا کا مینڈھے لڑانا جان پر ہر ایک کے بنجانا آب کو ہر جان غمناکان پر بھی نمناکی
ہوئی گو ہر جان کی بے آبرو ہو کر ہلاکی ہوئی کشتیان سب چکر کھانے لگیں گداب کی چال سینے سیلھی
فلک نے عجیب چکر میں ڈالا لہجہ و لطمہ نے سر اٹھایا جانور ان آبی اُچھلنے لگے نہنگان خون آشام
سر نکالتے تھے اس بجا آفت خیرین آخر وہ سب کشتیان مع انکے ساکنوں کے ڈوب گئیں غنوی

موج زنجیر لگی تھی بامیں
تھی کشمکش ظلم کی مگر تہ آب
ایسے ڈوبے کہیں نکلتے ہیں
غرق دریائے ظلم کیا نکلتے
آخر آخر ڈوب دیا اُسکو

وہ سینے تھے جو کہ دریائیں
کھینچ گئی قہر گو وہ گوہر ناب
کہتے ہیں دُوبتے اُبھلتے ہیں
دُوبے جو یوں کہیں وہ جانکے
ظلم نے آہ کھو دیا اُسکو

جب کچھ عرصہ اُنکو ڈوبے ہوئے پر گذر اتوا انھوں نے دیکھا کہ زنجیریں ہم بسکی گردن و کمر میں بندھی ہیں
اور کھینچے ہوئے اندھیرے میں جاتے ہیں کچھ دیر تک اُسی تاریکی میں چلی پھر جو روشنی دکھائی دی
تو اس پار دریائے جوفوج اُتری ہوئی تھی وہیں اپنے تئیں سبنے بندھا ہوا پایا اور ملکہ زیور نے دیکھا
کہ ایک ساحر خیمہ زرین میں مسند پر بیٹھا ہے اس کے سامنے بندھی کھڑی ہوں چنانچہ اُس ساحر نے
کہ نام اُسکا باران بھرا نکیز جا دو تھا اُس ملکہ سے خطاب کیا کہ کیوں اونکر ام شیخ دیدہ تو نے یہ عزت
و حرمت جس شاہ کے بدولت پائی اُسکی مخالفت پر کمر باندھ کر تو اب طلسم میں آئی ساری عزت تو نے
دریائے بے چہرستی میں ڈبائی ملکہ نے کچھ جواب اُسکو نہ دیا اور وہ بے حیا اُسکو مع تمام اُسکی فوج کے
بندھا ہوا لیکر چلا سب ساحر وہاں جو اُترے تھے کوچ کر کے ہمراہ ہوئے اور شہر میں آکر پہونچے اُس قلعہ کو
بھی بہت آباد دیکھا جو ان ہر ایک ہیجان کا رشک شمشاد دیکھا امرکانات غیرت بخش طاق کسری و فرید
ساکنان شہر مثل لیلیٰ حسین کہ دل دیکھنے والوں کا اُنکے عشق میں مجنون و صفت شہر بہت جگہ کیا گیا ہے
اسوجہ سے اختصار کیا جاتا ہے کہ یہ سب کو الٹ شہر دیکھتے اپنے حال پر اشک خونی بہاتے جاتے تھے

مردان شہر میں چلو دیکھو چلو دیکھو کا غلغلہ مابند تھا یہ سب روتے تھے وہ سب ہنستے تھے جو وہاں
 بیٹے تھے جو مردان شہر سہراہ بعض کے لب پر جو زلفک سے آہ آہ بعض کے لب پر واواہ اسی طرح
 دارالامارت میں پہونچی فوج کے لوگ باہر ٹھہرائے گئے زیور اور اس کے افسراندر بلائے گئے
 تحت شاہی برطیران جادو بد باطن ویرہہ روتھکن تھا اُس نے زیور کے حسن و جمال کو دیکھ کر
 عقل و ہوش کھو یا لیکن کیا کرتا مجبور تھا کہ مجرمہ شاہی ہر خاموش ہو رہا اور کچھ دیر میں جب حواس درست
 ہوئے اعتبار اُسے بیچاری پر کرنے لگا کہ کیوں ادکیسو پریدہ تو نجابتی تھی کہ بادشاہ کا خطاب کس
 غضب کا ہو اور اُس کو کیا خبر نہ پہونچی کی جو برخلاف اس سے ہونگے زیور نے جواب ان کلمات کے کہا کہ او
 سو ذی بے حیا اول تو میں بادشاہ سے خلاف نہیں ہوں اور جو تو کہتا ہو تو یوں ہی سہی تو کیا ہو اور تیرا بادشاہ
 کیا سزا ہو طیران کو غصہ آیا اور چاہا کہ حکم قتل کا دے مگر مشیلین سلطنت نے عرض کیا کہ حضور بادشاہ طسم
 کو اسکے قتل کا اختیار ہو آپ کھڑے بیجیے اگر حکم دے کہ زندہ بھیج دو تو اس کو روانہ کر دیجیے گا اور سرائے تو قتل کر کے
 سر بھیجے گا بادشاہ نے مشورہ انکا پسند کر کے اس کو حکم قید کا دیا ملازم اس کے اور فوج کے لوگ اور زیور سب
 ایک ہی مقام پر مقید ہوئے یہ شاہزادی اس زندان غم میں بہت گھبرائی مکان تیرہ ونگ میں جان لب پر آئی نظم

گھر کہ تاریک و تیرہ زندان ہو
 کوٹھری کی حباب کی سے ڈھنگ
 تر ذرا ہو تو سو کہتے ہیں ہم
 کبھو چھت سے ہزار پایہ گرے
 کوئی واسا کہین سے چھوٹا ہو
 گھر کہاں صداقت موت کا تھا گھر
 خواب راحت وہاں سے سو سو کو
 بے مددگار و یار رہتے تھے

سخت دل تنگ یوسف جان ہو
 کوچہ موج سے بھی آنکھ تنگ
 چار دیواری سو جگہ سے حسہ
 کبھی کوئی سنبھلایا ہی بھرے
 کوئی تختہ کہین سے ٹوٹا ہو
 دب کے مرنا ہمیشہ مد نظر
 دن کو تھی دھوپ رات کو تھی اوس
 بس نہ حیران کار رہتے تھے

اب انا تو قید زندان ستم طیران میں رکھے لیکن حال عجز میں ایسے ٹھہری سینے کہ انا کو جو طائران سحر لیکر
 روانہ ہوئے تھے جب سرحد ملک کو کب حتم ہوئی تو اُس مقام پر انھوں نے عرض کیا کہ اے
 شہنشاہ عیاران یہ جو دست راست کو راستہ گیا ہو طسم ہوش رہا کا ہو اور یہ جو سامنے کی راہ ہو

یہ قلعہ کوہ حقیق کو راستہ گیا ہو اور اسی طرح طلسم کو ہر گرد و ہزار برج وغیرہ کو راہیں گئی ہیں اور
 طلسم ہوش رہا جو کوئی جائے قلعہ جات کے علاوہ دور پائے ہفت رنگ بھی اُسکو پڑیگا بغیر اُسکے
 خاص طلسم میں جانا نہ سکے گا یہ قلعہ جات جو پڑینگے یہ دریا کے اُس طرف ہیں عمر نے کہا خدا مالک
 و نگہبان ہے لیکن اب تم اسی صحرا میں ٹھہری رہو میں جاتا ہوں اور تلاش ملکہ زیور کرتا ہوں یہ مکر وہاں
 اُتر ملکہ ہلال سحر افکن و مخمور بھی اُتریں کچھ دیر اسودہ یہ سب ہوئے اور کوکب نے چلتے وقت کہا یا تھا
 کہ سرحد قلعہ طیرانیہ پر جا کر اُترنا یہ اُسی مقام پر اُترے ہیں لیکن تردد میں ہیں کہ دیکھیے زیور اُدھر سے
 آتی ہو یا نہیں غرض کہ جب خوب اسودہ ہو چکے ساحرہ تو دونوں طاؤس بکراؤ لگین اور خواجہ ساحر کی ایسی
 صورت بن کر یعنی جھولا سحر کا گلے میں ڈال کر کٹھنی مالے سے درست ہو کر کھنور چندن کی جسم میں لگا کر
 جمشید جمشید کہتے روانہ ہوئے اور جب اُس صحرا کی سرحد سے آگے بڑھے ایک نہر بہتی دیکھی اُس نہر کے
 قریب پہنچتے ہی موجیں اُسکی بڑھنے لگیں اور آتش سحر شعلہ آور ہوئی خواجہ نے اُس نہر میں تعویذ دیا
 ہوا کوکب کا ڈال دیا پھر تو چند مچھلیاں اُس میں سے نکلیں خواجہ کو اُنھوں نے زبان فصیح سے سلام
 کیا اور ایک مچھلی آئی کہ اُسکی پشت پر کاٹھا کھنچا تھا وہ جب کنارے پر آئی خواجہ اُس پر سوار ہوئے وہ
 غوطہ مار کر اُس نہر کے پار پہنچی عمر جست کر کے نہر کے اُس پار اُترا اور آگے بڑھا کہیں صحرے سبزہ زار
 نظر آیا کہیں صحرائے ہونخیز یا کسی طرف دریا بہتے دیکھا کہیں ساحرون کی مسکن بنی تھی جادوگر نیون
 رہتے دیکھا اسی طرح سیر کرناں قریب قلعہ کے پہنچا دیوار شہر نیاہ نہایت مستحکم و ہتوار پائی پتھر کی
 عمارت نہایت طرہ دار پائی ہر طرف برج و مکان اُس پر بنے تھے در شہر نیاہ پر ساحر بطور پاسبانوں کے
 بیٹھے تھے عمر بھی اُنھیں پاسبانوں کے پاس جا کر بیٹھا اور کہا بعد مدت اس طرف آتا ہوا اب شہر میں کون
 جائے حقہ پانی پیکر گاؤں کو اپنے چلا جاؤں گا ایک ساحر نے کہا بھائی تم کہاں کے رہنے والے ہو اسنے
 کہا ایک گاؤں ہو آجریاؤں نام وہاں رہتا ہوں اُس نے کہا بھائی آج کل اندر شہر کے جانے کی روک
 ٹوک بھی ہے اس لیے کہ ایک گنہگار شاہ جادو ان کی مع اپنے لشکر کے گرفتار ہوئی ہو عمر نے کہا اُسکا کیا نام ہے
 پاسبان نے کہا ملکہ زیور جادو اُسے کہتے ہیں عمر نے اپنے دل میں کہا کہ شکر خدا کا ہو محنت میری ٹھکانے
 لگی پس سب احوال دریافت کر کے یہ وہاں سے اُٹھا اور اُسی قلعہ کے قریب صحرا میں آکر صورت اپنی ایک
 جوگن کی ایسی بنائی اول تو زلف جلیپا دراز تھی ہی اب مثل بخت رسا اور زیادہ اُسکو بڑھا یا طول شب

ہر سے تشبیہ دینا باعث پریشانی دل ہر شب و بجور سامنے اُسکے نخل ہر بہار سنبھل و بروا سسکے خزان
 ویدہ شوگان فی لاکھ کرے مگر بال بھر بھی وصف اُسکا نہواد اُسکے عشق میں دیوانہ بیستہ زنجیر رہیں
 دل کو ایسا کھو میں کہ جیسے اندھیری میں کچھ ڈھونڈھیں اور نیا بین جیلسازی اُسکی دل کو باپ چوہن
 کرنے میں وہ زلف استاد اس زلف کو خاکسترا لودہ کر کے چٹائیں لٹیں بکر خسار پر چھوڑیں تو سن نازکی
 باگین موڑیں کان کی لو کا دھوان ایسا بلند تھا کہ وہ کا کل کے نیچے اور کا کل بنا تھا دور ہزنوں نے
 اکٹھا ہو کر مشاع دل ٹوٹنے کا ارادہ کیا تھا پریشانی اس زلف میں یوں نور فگن تھی جیسے اندھیری رات
 میں شمع روشن تھی نہرہ جنینان دہر پریشانی اپنی اُسکے عشق میں پکا کرین ہر شام سووے میں بسر ہو
 تیغ ابرو سے اُسکے کھائل دل و جگر ہوا پروں کے سامنے تیغ ہلائی نظر مرغ سے گر جائے اگر وہ تیوی
 پر چلے تو گویا تیغ چرخ پر چڑھ جائے تیر فگن کمان کو لیس کرے ہر لیلی کو غیرت قیس کرے کمان خود شرم
 گوشہ گیر ہو مرغ جان عشاق نشانہ تیر ہو زکس بیمار کو اب تو حشر تک شفا ہونا دشوار کیونکہ اُسکی آنکھوں
 کے عشق میں بیمار ہو جادو نگاہی مشہور ہو ماریان سحر سامری بھی مجبور ہو غزالان چین ختن کا سارا
 نشہ ہرن ہو جائے اگر وہ آنکھ کبھی دکھلائے خوش چشموں کا چہرہ انھیں آنکھوں کے سامنے نظری
 ہو ایتنا ہی کا صا و دفتر حسن میں نمشی نے کیا ہو جتو نون سے ایسی گریزان ہو کہ قیامت اب تک شرم
 پہنان ہو رنگ رخسار وہ کہ جسکا نظیر نہیں ایسی نور کی تنویر نہیں چاند سورج کو حسین ہر چند سر خرم
 لیکن یہ چمک دمک رخسار میں اپنے کب پائیں لب نازک کی کوئی کیا ثنا کرے اسی کے دھیان میں تمام
 عمر ہو ٹھہر جائے نگہ گرم سے جو کوئی خیال غنوق بوسہ برین دیکھے تو وہ ہونٹھ نیل ہو جائے نازک بدن
 مسی زیب اپنا لب تصدق فرمائے وہن تنگ کا عقدہ تو آج تک لسی سے نہ کھلا غنچہ کی روش زبانی منہ میں لال
 رہے منہ پر بات نہ اُسکے حیرت سے صاحب دید کا یہ حال رہے غرض کہ از سر تاپا آفت کا پتلا قیامت کا
 پورا نقشہ سمن و دیا سمن بوالا نام گلعدار سراپا بہار نادر زمانہ حسن میں بیکانہ حسینوں کے افسونیا بہر سے بہتر

تاب رخسار قلع سرخی رخسار شفقت
 تھی وہ انگشت بنی جس نے کیا ماہ کو شوق
 باندھ کر کھینچ لے دل زلف مسلسل کھی
 چشم الملق تو نگہ ترک سوارا الملق

قصیدہ ایک خورشید لقا طوقہ جوان ارشوق
 وہ جبین ماہ مبین اُسے خط چین جبین
 کوے دو ٹوٹے جگر کھینچ کے ابرو تلوار
 تیرا ناز جو مرگان تو ادا دشتہ گذار

<p>غمرہ و ناز و کرشمہ و بلا غارت گر سرو قامت سمن اندام گلستان خسار سرو قامت سے اگر اُسکے ہو طوبی کیش شکر آئینہ تختہ بادام مقشر دندان لوح رنگین سے نہ زیبا ہو بیاض گردن سینہ تاناف صفا آب گہر کا دریا نازک ایسی کمر اُسکی کہ سمجھنا مشکل کیا کمون ساق بلورین کی صفائی اُسکی</p>	<p>کہ نچھوڑیں تن عشاق میں جان ایک حق ہونٹ گلبرگ و ہن غنچہ و مینی زربق راست ہاں راست ہو یہ کل طویل اُحق سیب فردوس زرخدان لب خندان مستور تاکہ ہو سرخی شجوف نہ خون ناحق ناف اک عکس ذفن اُسمین بجا زوق جسطح شعور خیالی میں ہوں معنی اوق شمع گردیکھے اُسے شرم سے آجائے عوق</p>
<p>جب اس صورت سے آراستہ ہو چکا سر پر ایک حلقہ زربین بنا کر رکھا تو ہمیشہ اُن کی طرح باندھی بھبھوت اُنھیں ملا سوتیوں کو جلا کر رکھ لیا ایسا چہرہ پر آب و تاب بنایا مین لیکر کاندھے پر رکھی مرگ چھالا کاندھے پر ڈالا اور ایک جھولا اپنے اسباب رکھنے کا دوش سے لٹکا یا درختائے گنجان اُس مقام پر دیکھ کر چشمہ وہاں کے قریب مرگ چھالا بچھا کر بیٹھا اور مین بجانا شروع کیا پھر اُس کو تو اکاں و ادوی خدا نے عطا فرمایا ہو تمام جانوران صحرائی گرد و پیش آکر جمع ہو گئے اور طائر ایسے محو ہوئے کہ بالکل خوف نہ رہا ہاتھ پر اور سر و دوش پر نشیمن پذیر ہوئے ہر درخت وہاں کا مین سُکر نہال ہوا صحرا سب خوش دلی سے بلبل باغ تھا سبز بختی تمام جنگل کو نصیب ہوئی چشمہ کو ہر موج شوق سے لہرائی ایسا جوش دل میں پیدا ہوا کہ کہ چشمے سے بڑھ کر دریا ہوا فرط عشق سے اپنے لگا شاخیں درختوں کی جھونے لگیں جھجک جھجک کر جو گن کا منہ چومنے لگیں وہ صحرائے سربز کی بہار بر گھرا ہوا قوس قزح فلک پر نکلا ہوا چشمون کا لہرانا اور ایسی پُربہار جگہ پر بیٹھ کر مین جو گن کا بجانا اور ایسی حسین جو گن کہ چشم زمانہ نے کایہیکو حسین دیکھا ہو گا اُسکی مستانہ ادا مین جو انان گلشن کو دکھانا قدرت خدا نظر آتی تھی کہ ابیات قصیدہ</p>	<p>لوٹے ہی جاتے مین گل بلبل بھنسی کی تہ نہ رہے گلفت عصیان سے جہان مطلقیت بھیڑ مین گرتا رکھ چکا تو ہو پیدا و ہیوت</p>
<p>کھلے مین جاتے مین سب غنچے نہ ہے جوش تہلا لج وہ جوش پر پتھی رحمت باری کہ کہین اس قدر ساز و طب ساز کی آواز لب</p>	<p>لوٹے ہی جاتے مین گل بلبل بھنسی کی تہ نہ رہے گلفت عصیان سے جہان مطلقیت بھیڑ مین گرتا رکھ چکا تو ہو پیدا و ہیوت</p>

اب بسکہ بیان سے قطعہ قریب تر ہو تو بیت آدمی قطعہ سے ادھر آتے اور بہت جاتے مین جو کوئی آدھر سے

گذرا وہ جان و خرد کھو کر گھر کا راستہ بھولا بیٹھک جو گن کا منہ دیکھنے لگا اور بیہوش و مدہوش ہوا جب ہجوم زیادہ تر ہوا جو گن نے بجانا موقوف کیا دور وہاں سے اٹھ گئی ناچار خلقت بھی اپنے اپنے گھر گئی اور قلعہ میں آکر سبنے بیان کیا کہ اے میان ایسی جو گن کبھی مجھے تو کیا پیرو ہر اور زوال دنیا نے بھی نہ دیکھی ہوگی اور نہ ایسا گانا بجانا سنا اور دیکھا یہ صورتیں بھی قابل دید ہیں چلو اور دیکھو رکھو جو اس کے ساتھ آئے اور گانا وغیرہ سن کر محو ہوئے پھر تو چار طرف سے دیہات اور شہر میں دھوم ہو گئی حال خدا کا اسی صحرا میں اٹھا ہو گیا میلا بھی ایسا نہوگا جیسا وہاں مجمع ہوا شہر کے امیر و غریب فقیر سب نے لگے اور میر عشق جو گن کا کھا کر تر پتے ہوئے گھر جانے لگے وزیر نے اُس قلعہ کی خبر سنی اور امیرون نے اُسکو اشتعالک دی کہ حضور یہ جلسہ بھی کم ہوا ہو جواب اس جمل بیرون شہر ہوتا ہو دیکھ رکھنے کے قابل ہو جو گن کا ہے کوہ قدرت خداے باختر ہو سامری نے اپنے ہاتھ سے اُسکو بنایا ہو ایسا ناقہ شہ کم دیکھنے میں آیا ہو وزیر مشتاق ہو کر سوار ہوا اُسکے ہمراہ تمام ارکان دولت و مشیران سلطنت توڑے خرفیون اور رویون کے اپنی اپنی ہمت کے موافق سبنے ساتھ لیے بیان جو لوگ کہ آتے تھے وہ دوڑنے مٹھائیون کے اور پیسے کوڑی روپیہ جو گن کے لیے لاتے تھے گواہ حسینہ کے پیسے رویون کا ڈھیر رہتا تھا اور وہ انکے بھی نہ ملاتی تھی وہ سب مال اسی طرح پڑا رہتا تھا ہر ایک کو یہ آرزو تھی کہ ہمارا جانب سیدھی نظرون سے یہ دیکھ لے اور کوئی بات کرے لیکن بات کرنا کجا وہ انکے مجمع کرنے سے درختون میں جھاڑیوں میں پوشیدہ ہو جاتی تھی یہ لوگ بھی جب اُسکو ناراض پاتے تھے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے تھے اور بعض وقت ہٹ جاتے تھے کوئی اُسکی تعریف میں کہتا تھا کہ ایوان جہان میں تیرے عشق میں اپنا یہ حال رکھتا ہوں کہ شعر

مثال نے ہو مرا جلتک کہ دم میں دم	فغان ہو میرے لیے اور میں فغان کے لیے
----------------------------------	--------------------------------------

کوئی یہ زبان پر لاتا تھا کہ مہبت

ناب کیا فتنہ سازی میں ہو ہمسر حتم فغان سے	اگر اتھا یہ بھی اشک سر سرہ آلود اُسکی فرکان سے
---	--

اسی مجمع میں آخر وزیر بھی اگر ہو نچا اور سنے جو قریب تر اُسکے اگر صورت زیبا کو دیکھا یہ حال ہوا کہ اشعار
--

خار خار عنہم آشکارہ ہوا	مثل دل حباب سر پارہ پارہ ہوا
ہو گئے بس کہ لوٹے خاک میں ہم	جلد ہر نام کسوت ماتم

نہ لے پھر قرار نہ آرام
سینہ کو ملی سے دل فگار ہوا

کھو دیا اضطراب نے سب کام
تیر حسرت جگر کے پار ہوا

ہمارا ہیمن وزیر نے گلاب کیوڑہ چھڑکا کہ وزیر کو ہوش آیا اسوقت جو گن لے سسکا کر بارہ
ابرو پاس بلایا اشارہ نہتا تیغ و دودم تھا کہ جسے ایک ہی وار میں دلو سو ٹکڑے کیا مگر کچھ جان مضطر
کو قرار آیا مگر چھالے پر جا کر باسن بیٹھا جو گن لے مزاج پُرسی کی اُس نے کہا جان پر بنی ہو باقی سب طرح
طبیعت اچھی ہو نام پوچھا تو اُس نے آوارہ درگشتہ و بدنام و رسوائی خطا بانا بتایا اور کہا کہ افراد

آنکھ اسپر جفا سے لڑتی ہو
قسمت اس بت سے جالڑی اپنی

جان کشتی قضا سے لڑتی ہو
دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہو

جو گن نے تیوری چڑھا کر کہا کہ میان حسن پرست ایسے ہی ہوتے ہیں جیسا سی بسان زلف عشق
رکھتے ہیں باتیں بچیاں کرتے ہیں ورنہ میں بیجاری اس لائق کب ہوں کہ جو کوئی مجھ پر مرنے کا ارادہ کرے
یہ کہرا شک آنکھوں میں بھر لائی اور میں اٹھا کر ایسا پر سوز و گداز دیکھ کارا کہ بچیاں کہ استخوان
سامع کو نیت کر جلا یا اور یہ غزل زبان پر لائی کہ غزل

ترے کو بچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
تا گیا اور مرزا کسیا ہم تو دونوں کو بلانے سمجھے
وہی کچھ تلخ کام اس زندگانی کا فرات سمجھے
ہر اک گردش میں سوائد از ناز قلندر سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
تجھے احمق سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے
تری کشتی جو یون خواب عدم یک بیک چپے تکے سمجھے
حساب اصلا نہ پوچھیے مجھے میرے دل کچھ خون کا سمجھے
اگر دلوں کا لاجیر کر بیگان تو رہنے دے سمجھے
نہ آیا خاک بھی رستہ سمجھے میں عمر رفتہ کا سمجھے
بلا اُس زلف کے مصرعہ میں ہو مضمون پیچیدہ سمجھے

اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
اسے تیر قضا اسکو تیر قصہ سمجھے
کہ جو زہر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سر مدعا سمجھے
جو اسپر بھی نہ سمجھے وہ تو اس پر قضا سمجھے
پڑین پتھر سمجھے پرانی ہم سمجھے تو کب سمجھے
مگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے
حساب دوستان و در دل اگر وہ دل ربا سمجھے
کہ عاشق اپنے پہلو میں اسی کو دل کی جان سمجھے
مگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے
اُسی سے یہ کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے

ہوئے زلف کو چھڑا اور اپنا دل لرزتا ہوا
سمجھ ہی میں نہیں آتی ہر کوئی باغ فوق اس کے
کہیں ایسا نہ ہو سے جس سے وہ کافر ادا سمجھے
کوئی سجانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

اس غزل نے وزیر کو زار زار رو لایا دیوانہ زیادہ بنا یا جب اس نے گانا سوتوں کیا اور قصہ کیا کہ اب
وزیر کے پاس سے اٹھ جاؤں اس نے ہاتھ پکڑ لیا اور منت کر کے قدموں پر سر رکھ کے کہا کہ اے رحمت
دل و جان ایک عرض میری اگر قبول کرے تو گویا بندہ بے دم مجھ بنائے اور مول لے لے جو گن
اس کے پاس پہنچے توقع پذیر ہوئی اس نے نہایت خوشامد سے عرض کیا کہ یہاں اتفاق زمانہ سے آپ
وارد و صاف ہوئی ہیں غریب خانہ اسی شہر میں میرا ہوا امیدوار ہوں کہ قدم رنجہ فرما کر اس
کلیہ اعزان کو رشک قصر قیصر و خاقان بنائیے اور مرتبہ میرا براہ اختیار تا بفلک دوار حیدر
خاک سے پہنچا ہے جو گن نے ہنس کر کہا اتنی فرصت فقیر وں کو کہاں جو کسی کے گھر پر جائیں گے کوئی
دم نہیں بولیں اپنا تو یہ حال ہے کہ بلیست

پھر کرادھرا دھرن ہمارا کیا قلق | الفظ قلق کی طرح سے وہ ہی رہا قلق

پھر نے پلٹے سے تو پھر دم ہی پہنچاتا ہوں نہ مجھ کو وہ وحشت ہو کہ جنوں میرے نام سے گھبرا تا ہوں
پھر منت سماجت کی اس وقت یہ رانی ہوئی لبس اسی وقت سواری بساں باد بہاری تیار ہوئی اور
برسی ترک و احتشام سے سوار کر کے وزیر لے چلا اور اپنے ایوان میں ایک مقام تھا اور پائینہ و کمر
اسکو اتار لیا تھا اور امیر و غیرہ جو وزیر کے ساتھ سے پھر کر گئے انہوں نے یہ تذکرہ طبع ان حکموں
بادشاہ سے کیا بادشاہ نے اسی دم وزیر کو بلوایا اور فرمایا کہ ہمارے خوشی یہ ہو کہ جو گن کو لا کر ہمارے
مکان میں آنا وزیر حیران ہوا کہ بادشاہ جو اسکو دیکھے گا خود محل کرنا اسکا چاہے گا میرا مطلب ہے کہ
لیکن حکم عام مرگ مفاجات بہت خوب کمر کان پر آیا اور جو گن کو لیکر بیان بادشاہ نے اپنا وہ باغ
خاص جو اسکو بہت پیارا تھا باغ عالم سے نرالا تھا اسکو جو گن کے لیے آراستہ فرمایا و صف اس
باغ و لکشا کا کیا زیب قلم ہو آمد سے ایسی معشوقہ سنہو رنگ گل رخسار کے باغ کا دل بھی
باغ باغ تھا ہر گل گو ہر شجر باغ تھا بلبل ترانہ مبارکباد کا قی تھی نہ سم مزدہ جان نرالا تھی قوارہ
جوش عشرت سے اچھلتا تھا نرن و فور سرت سے اُبلتی تھیں اور چھلکتی تھیں سروت رہا تھا
شمشا و قاست زیا کی بھین دکھانے کو رہا تھا طائران نوا بیخ غزل خوانی کرتے تھے وصف مہمانی

رتے تھے گلگون کا داغ عرش اعلیٰ پر پہنچا ہوا تھا مدام جو انان چمن کو بسا دیا تھا عروس گلشن پہ
 نئے سرے پھولوں کا گنا پہنا تھا غضب کا نکھار کیا تھا زکس نیم حیرت سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی
 وہ خور موچ پیل تھی کہ سنبل اپنی پریشانی بھولی تھی غنچہ نیمین پھولائے تھے فوط عشرت سے
 کلیان پھولی تھیں سوسن کو حکم تھا کہ جائے ادب ہو چپ رہے زبان نہ کھولے کہیں ایسا نہ ہو تھی
 بولے باغ کی بارہ درمی میں تصویریں اور شیشہ سجائیا تھا رخا نہ چین وہ مقام بنایا گیا فرش وہ
 بچھایا گیا کہ اطلسن چرخ کو غیرت آئے ساعت ترتیب بزم عشرت آئے کہ غنسل

گلشن میں گویا چھایا نور سحر رنگ شفق
 ہر سیر گلگون قبا نور سحر رنگ شفق
 اور گورے ہاتھوں میں خانا نور سحر رنگ شفق
 ہو جیسے کیفیت فزا نور سحر رنگ شفق
 لین دام اب جس سے صفائے نور سحر رنگ شفق
 گویا کہ شیشہ میں بھرا نور سحر رنگ شفق

یہ جوش نسیرین و سمن یہ لالہ و گل کا چمن
 ہر سرو قد غنچہ دہن زیب چمن شان چمن
 افشان جبین بر سر سیر مہتاب و انجم جلوہ گر
 جام بلورین میں ہو یوں عکس شراب لالہ گون
 وہ سیکون زریوان تبادہ سائبان رنگین گنج
 فانوس شیشہ لالہ گون روشن تر می محفل میں یونہی

جس پر راستگی باغ و مکان ہو چکی کہیزان زمین کہ ہر خد متکذاری حاضر ہوئیں اور ہوا در پر جو گن کو سوار
 کر کے وزیر نے داخل باغ کیا یہ اگر بارہ درمی میں مسند پر جلوہ گر ہوئی جسوقت کہ باغ سالم سے گل آفتاب
 نحول و پیر مردہ ہوا اور فراش مہتاب نے فرش چاندنی کا سترہ فرمایا کہ اپیا سترہ

حیات سے رنگ گل آفتاب تھا نصیر
 بہار عیش میں گلچین کی طرح سے گلگیر

ہستہ چراغ تو ایسے ہستہ کہ پھول چہرے
 نہال شمع سے اس شب چنی ہو گل شبو

تمام کو بادشاہ اگر دہل باغ ہوا اور اسنے جو حسن و جمال کو جو گن کے دیکھا غش کر گیا یہ عالم ہوا کہ ایسا

ہوش رو پوش خود نما غفلت
 جان پر غش کہ کیا بلا آئی
 نہ چلے بس خدا کی قدرت ہو
 جلہ افروز ہو سر بالین
 والد اس ماہ کا کیا اسکو

ضعف سے طاقت آزما غفلت
 اس میں اک بوئے جانفزا آئی
 غش سے مجھو افاقہ ندرت ہو
 دکھنا کیا ہو ایک نہرہ جبین
 چرخ نے داغ نو دیا اسکو

صدہ جان گسل دو بارہ ہوا	جون کتان سینہ پارہ پارہ ہوا
دیکھو ذانو پر اسے سراپنا	تھا دماغ آسمان پر اپنا

غرض کہ غیش سے جب افادہ ہوا جو گن لے گھنٹا اپنا سر کے نیچے سے سر کا لیا اس نو گرفتار دام الفت
اٹھکر ہاتھ اسکا پکڑ لپا اور کہا کہ ابیات

ہم بتوں کے دلو جذب دل سے کھینچے جا بیٹے	پر پڑے پتھر ہین یہ شکل سے کھینچے جا بیٹے
دیکھیں تو دل کی شش کبتک نہیں کرتی اثر	ہم بھی نالے اس دل بہل سے کھینچے جا بیٹے

وہ قتالہ عالم بھی مسکرائی اور چشم قتالہ کی گردش سے قیامت ڈھائی پھر بادشاہ کو سنبھل
بٹھایا اور جام لالہ گون بھر کر دیا اور آپ بن کی طرف سے درست کر کے بجانا شروع کیا
اور اس غزل کو گایا کہ غزل

نالہ اس شور سے کیوں میرا ہوائی دیتا	او فلک گر مجھے اونچا نہ سنائی دیتا
دیکھ چھوٹوں کو ہوا شد بڑائی دیتا	آسمان آنکھ کے تل میں ہوا دکھائی دیتا
لاکھ دیتا فلک آزار گہرا سٹھے مگر	ایک تیرا نہ مجھے درجہ دائی دیتا
روح اشک گرا دینگے نظر سے اکدن	ہیران آنکھوں سے ہی مجھ کو بھجائی دیتا
میں وہ ہوں صید کہ پھر دام میں پھنستا جا	گر قفس سے مجھے صبا درہائی دیتا

اب تو یہ حال ہوا کہ غزل

چشم مسرت مونا زمین کا جل پھیلا	لب سیکون پر سسی کی بڑی پھیلی رنگت
لے کے انگڑائی کھینچتے لگے رام کلے	آٹھی ملتی ہوئی آنکھوں کو کہیں اپنی للت
بے تک آیا نظر حسن سے و انجم چرخ	ہو گیا زرد رخ شمع و چراغ خلوت
چرخ مینائی پہ اک سبز پری کا عالم	شفق صبح پہ اک لال پری کی حالت
کے یہ رند کہ اوز ہر فروش آگ نہ بھلاک	مانگے گرباد تو یہ زہد کہن کی قسمت

بادشاہ کا یہ گانا سن کر وہ حال ہوا کہ اپنے آپ سے جاتا رہا اشک مسلسل کا تار خسار بہہ بندھا کچھ
ویر کے بعد جو گن نے گانا سوتوت کیا انجمن برخاست ہوئی وہ رات کا بھیگنا ستاروں کا چمکنا کھیت
چاندنی کا کرنا درختوں کے پتوں کا چمکنا ہوائے سرد کا چلنا بدن میں کچھ سردی کا لگنا

شبہم کا کرنا خلوت کی رات سبحان اللہ طیران کا یہ حال ہوا کہ اکیلے میں اُس انجمن آرائی خوبی سے
گرو پھرا سہرا پنا قدموں پر اُسکے دھرا اور چاہا کہ بوسہ لب شیریں نے اُسے لبیک طمانچہ اُسکے منہ پر
مارا اور کہا کہ مرد سے حواس میں آگیا تو نے مجھ کو خلیا بنایا ہو تو صاحب کبھی خانگیوں کی طرح بلا کر
لگائے مطلب کی گانے ایوایان خود وہ سزاوونگی کہ تو بھی کچھ دنوں کو یاد کر لگا ہم فقیر سارے
کے جوگی غم کے بروگی ہمارے ساتھ یہ باتیں کرنا کب زبیاہیں اُسکے آنکھ دکھانے سے بادشاہ
ڈر گیا اور رونے لگا کچھ دیر میں یہ زبان پر لایا کہ بیت

کر دیا کیا ترے ابرو نے اشارہ ظالم | کہ قضا ہا تھر میں تلوار لیے پھرتی ہو

اُسے جب اُسکے روتے دیکھا منہ پھیر کر نہیں دیا پھر اُسکو ڈھیٹ بنایا وہ پھر منت کرنے لگا
پاؤں پر سر دھرنے لگا جو گن نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا یاد آتا کیوں تو نے ہم فقیر وں کو سزا
رکھا ہو بادشاہ نے کہا کہ ایک بوسہ لب شیریں کی امید رکھتا ہوں اُسے انگوٹھا دکھایا اور
کہا اودھوں یہ بیوٹا ہو نہیں بادشاہ نے کہا کہ شعر

بوسے کے مانگتے ہی پھیرنے چتون کو لگے | ایسے کیا لعل لب غیرت گلشن کو لگے

یہ کمر بے اختیار اُس کے لپٹ گیا وہ آغوش سے مثل برق جہنہ تڑپ کر نکلی اور پکاری کہ شعر
چو چہرست راہ و غار اس نگہ پر فن سے | رہنمائی کی نہ رکھ چشم و لار بہر ن سے

آخر اُسے ایک جام شراب داغوانی سے بھر کر اور آنکھ بچا کر بیوشی ملا کر بادشاہ کو دیا گلاس طرح سے
کہ منہ پھیر کر پہلے جام لبون سے آپ لگایا پھر قسم دی کہ میرا مردہ دیکھے جو میری جھوٹی کی ہوئی
شراب نہ پیے بادشاہ مست ہو محبت تھا وہ جام بیک جرعہ در کشید کر گیا گویا جیتے جی مر گیا
اُس نازنین نے اور دوسرا جام دیا اب تولاؤ لاؤ کی صدا بندھ گئی اور اُسی حالت نشہ میں اُس
ساقی کو ستم کر اُسے آغوش میں لینا چاہا یہ اٹھ کر بھاگی وہ فرط مستی سے جان جہان لکڑا کے پیچھے چھٹا
طمانچہ بیوشی کا پڑا کہ سر پہ ٹانگیں اوپر اُس وقت جو گن نے پیرہن اُسکا اُتار کر آپ پنا اور اُسکو
بارہ درہی کے ایک گوشہ میں درستی وغیرہ سے لپیٹ کر چھپا دیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنکر
تیار ہوا اور کثیران ماہ لقا کو کہ جو بروقت غلیہ چلی گئی تھیں طلب کیا کہ وہ اگر ہاتھ پاؤں دبائے
لگین اور اپنے کام میں سرگرم و مشغول ہوئیں اُسے کسی سے کچھ نہ کہہ پانگرمی پر اُرم فرمایا

<p>کہ رکھیں گوش اُس صدا پر سب دلکش آواز گائے جاؤ یونہی رہنڈرین تھے رستہ رستہ گل</p>	<p>چوب تقارے پر لگا اس ڈھب ایک دو دم بجائے جاؤ یونہی پھینکتے تھے جو دستہ دستہ گل</p>
<p>غرض تحمل تمام یہ اگر داخل بارگاہ ہوئے لشکر امن کے ساتھ اتر بارگاہ میں ہر ایک نفلگیر ہوا سرخ نے جشن شاہانہ کیا سب عیش و عشرت میں مشغول ہوئے خبرداروں نے یہ خبر ملکہ حیرت کو پہونچائی وہ نہایت پریشان ہوئی اور ناسہ افراسیاب کو لکھا اُس نے بھی ناسہ پر دعا نہایت غم و غصہ کیا پائی تدبیر میں اُن سب کے غارت کرنے کے تو وہ مشغول ہی ہوا سکوت و سہ حال میں رکھیے اُدھر بڑا ان مشیر زن اجازت اپنے باپ سے لیکر جس سامان سے کہ جانب کوہ رخشان روانہ ہوئی پھر وہ بھی کیفیت بعض بیان میں انشاء اللہ آئیگی اب شتمہ حال خمبستہ مال جہانگیر بن حمزہ صاحب قرآن تحریر کیا داستان دستان گہر ریزی زبان کلک عنبر نشان سے حالات طلسم شکنی جہانگیر بن صاحب قرآن عالی شان یعنی حسب نشان وہی تار یک صورت کش پہونچنا کند جمشیدی یہ بیابان تاریک میں اور لینا تیغہ بلا کش اور چراغ جمشیدی کو اور رستہ بدستہ ساحران قلعہ دار کے فرستادوں سے اور عسکریان چابک تیز رفتار کی اور حالات قلعہ انجم حصار اور خواجہ عمر کی عسکریان چابک سے ملو لفظ</p>	
<p>کہ ترک احباب کی صحبت ہوئی ہو اٹھاؤن کبتک دوری کا میں خبر چمن میں سبزہ رحمت اُگاہو گلستان پر کیا ہو جس نے سایہ عجب کیا ہو رہے نرگس نہ بیمار صبا دیتی ہو خوش خبری یہ پیہم کنارے نہر کے پھر موشی ہو چمن میں مسکشون کا ہوا جارہ</p>	<p>مرے ساقی بہت مدت ہوئی ہو نہیں ہو دل میں اب باقی مرے صبر خدا نے فضل ای ساقی کیا ہو سحاب رحمت حق گھر کے آیا نہیں باقی رہا اب کوئی آزار ہوا سر سبز سارا باغ عالم بہار عیش و دیکھو نوجوانو غنیمت ہو گلستان کا نظارہ</p>

اُس خدائے پاک کی طیران کی عقل اس عیار کو دیکھ کر یہ جان رہی اور دل سے کہا کہ واہ واہ واہ سبحان اللہ کیا عیار ہو کہ کبھی یہ عورت بنتا ہو اور کبھی جسکی صورت چاہتا ہو بچتا ہو اور حامی اپنے شریک کا ایسا کہ جہان کہیں اسکا مطیع گرفتار بلا ہو یہ وہاں پہنچتا ہو واقعی دین اسکا سچا ہو بس اُسے اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے نکال لو خواجہ نے سوزن زبان سے نکال کر اور کھول دیا یہ دوڑ کر قدموں پر گر اسیلے کہ نہ ملک اسکے قبضہ میں رہا تھا نہ مال باقی تھا جسکو دیکھا تھا دشمن جانی اپنا پاتا تھا عمر نے سر اسکا اٹھا کر سینے سے لگایا اور مطیع اسلام کیا پھر وہاں سے دارالامارۃ میں آیا خواجہ نے اب اپنی اصلی صورت سبکو دکھائی ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ کیا قدرت خدائے اکبر ہو صورت تو اس انسان کی ایسی اور سیرت ایسی فطرت ہر اعضا میں کوٹ کوٹ کر بھوی ہو غرض کہ جب یہ انتظام ہو چکا طیران نے بہت سے صندوقچہ جواہر کے خواجہ کی نذر کیے ہلال سحر افکن و مخمور بھی آکر پہنچیں اور اُس سے بغلگیر ہوئیں اب اُس نے زاد سفر تیار کیا اور ساتھ ہزار ساحرا اپنے ہمراہ لیکر چشم و خد کو چ کیا اسیلے کہ افراسیاب جو اسکا مطیع الا سلام ہوتا سنتا تو زندہ بچھوڑتا غرض کہ اسکی سرحد کے قریب ہی تو سرحد کو کب روٹھنیمیر تھی چند ہی منزل کے بعد اُس سرحد میں آکر پہنچ گئے اسیلے کہ کوئی گزند راہ میں نہ پہنچے راستہ طلسم ہوش ربا کا بچھوڑ دیا جب اُس سرحد میں پہنچے سواریاں تو پہلے ہی سے موجود تھیں بہت سے اُن سواریوں پر سوار ہوئے اور باقی سب ساحران زبردست ہیں انھوں نے خود سوار یہاں سے سحر درست کر کے راستہ پکڑا اور بہت جلد ملک ہفت رنگ کے قریب پہنچ گئے اُسوقت اُسی راہ سے جو کہ بہت نزدیک کی خواجہ کے لیے کو کب نے مقرر کی ہو یہ سب آکر داخل طلسم ہوش ربا ہوئے اور عمر اقل جا کر لشکر عمرخ میں پہنچا سفاک نے جو خبر آمد و خورشیدی خواجہ کے نثار ہوئی عمرخ نے حکم دیا کہ لوگ جائیں اور زنتار کرتے ہوئے لائیں پھر تو یہ دھوم ہوئی کہ نظم

جیسے ابرہہ سار آئے مجھوم
صفت مرگا ہوں ولبرون کی جون
آنکھ پھیر و توکل سے مر جائیں
چل سواری کا ملک مھول بجائے

تھی سواری کے فیل کی یہ دھوم
پلٹنیں جاتی تھیں برابر یون
رخش ایسے کہ چھیڑ داڑ جائیں
تو بھی اب طبعیتوں کو خوب رجھاؤ

چوب نقارے پر لگا اس ڈھب ایک دو دم بجائے جاؤ یونہی پھینکتے تھے جو دستہ دستہ گل	کہ رکھیں گوش اس صدا پر سب دلکش آواز گائے جاؤ یونہی رہنڈر میں تھے رستہ رستہ گل
---	---

غرض تحمل تمام یہ اگر داخل بارگاہ ہوئے لشکر امن کے ساتھ اتر بارگاہ میں ہر ایک بے فکر ہوئے
نہ جشن شاہانہ کیا سب عیش و عشرت میں مشغول ہوئے خبرداروں نے یہ خبر ملکہ حیرت کو
پہونچائی وہ نہایت پریشان ہوئی اور ناسہ افراسیاب کو لکھا اُس نے بھی ناسہ پر ہوا نہایت غم و غصہ
کیا پائی تدبیر میں اُن سب کے غارت کرنے کے تو وہ مشغول ہی ہوا اسکو تو پس حال میں رکھیے ابھر
بڑا ان مشیر زن اجازت اپنے باپ سے لیکر جس سامان سے کہ جانب کوہ رخشان روانہ ہوئی
وہ بھی کیفیت معروض بیان میں انشاء اللہ آئیگی اب شتمہ حال خمستہ مال جہانگیر بن حمزہ صاحب قرآن تحریر کیا
داستان دستان گہریزی زبان کلک عنبر فشان سے حالات طلسم شکنی
جہانگیر بن صاحب قرآن عالی شان یعنی حسب نشان وہی تاریک صورت
کش پہونچنا گندہ جمشیدی رہا سیابان تاریک میں اور لینا تیغہ بلا کش اور
چراغ جمشیدی کو اور رہا بدستہ ساحران قلعہ دار کے فرستادوں سے
اور عسکریان چابک تیز رفتار کی اور حالات قلعہ انجم حصار اور خواجہ
عمر کی عسکریان چابک سے ملو لفظ

مرے ساتھی بہت مدت ہوئی ہو نہیں ہو دل میں اب باقی مرے صبر خدا نے فضل ای ساتھی کیا ہو سچا رحمت حق کھر کے آیا نہیں باقی رہا اب کوئی آزار ہوا سر سبز سارا باغ عالم بہار عسکر دیکھو نوجوانو غنیمت ہو گلستان کا نظارہ	کہ ترک احباب کی صحبت ہوئی ہو اٹھاؤں کبتک دوری کا میں حیر چمن میں سبزہ رحمت اگا ہو گلستان پر کیا ہو جس نے سایہ عجب کیا ہو رہے نرگس نہ بیمار صبا دیتی ہو خوش خبری یہ پیہم کنارے نہر کے پھر موشی ہو چمن میں مسکشیوں کا ہوا جارہ
--	---

گلستان ہو کہ ساقی انجمن ہو
 لچک ہو سرو میں جیسے قدیار
 نشہ سے جھومتی ہو نخل کی شاخ
 نشیلوں کی طرح سے برگ ہر گل
 ہر اک گل نقشے یوں مارتا ہو
 صدائے خندہ گل میں نک ہو
 نشہ آنکھوں میں ہو فرس کے چھایا
 شراب ناب کی خواہش میں لالہ
 دہن غنچوں کا بھی جہدم پھلتا
 چمن میں ہو جو بلب ل چھپاتی
 غزل جسطح سے مطرب ہن گاتے
 کہون کیا میں بہار باغ عالم
 مجھے بھی جام گل میں ہے مہتاب
 دکھا دے مجھ کو روئے جام مینا
 چھکا دے موسے ایسا مجھ کو ساقی
 یہ میری بخیر دی وہ رنگ لائے
 لگاؤن طبع رنگین سے میں وہ باغ
 پھلون پھولوں میں اس گلشن میں ایسا
 اسی گلشن کا ہر اک دل ہو بلبل
 کہے گلگشت جو اس باغ میں آ
 ز تاثیر ہو اے طبع رنگین

بڑے جو بن پران مژدوں چمن ہو
 گلون کے مثل مویں سسخت رخسار
 شجر لپٹے ہین باہم سسخت گلستان
 زمین پر لوٹتے ہین بے تامل
 شرابے نشہ میں جون ہنس رہا ہو
 چمن شوریدہ ہو کیا اسمین شک ہو
 ہوا سنبھل کو میخواری کا سودا
 لیے ہو ہاتھ میں اپنے پیالہ
 صدا آتی یہی ہو بس کہ کو لا
 تو ہیکلی ہیکلی ہو باتیں بناتی
 چمن میں یوں ہین طائر چھپاتے
 ہر اک سو جوش ہو عشرت کا ہیم
 کہ ساقی اب تو میرا دل ہو بیتاب
 کہ دل کھینچتا ہو سوئے جام مینا
 کہ مجھ میں ہوش ہوں کچھ بھی باقی
 بہار باغ افسانہ دکھائے
 کہ ہو جنت کو جسکے رشک سے داغ
 کہ کھپتا پھولتا ہو باغ جیسا
 چنر اس باغ رنگین سے ہر اک گل
 کنول کھلجائے یارب اُسکے دل کا
 گل افشانی کند نخل قلم امین

سیاحان ریاض سخن گلگشت کنندگان گلشن علم و فن زمزمہ سخاں بہارستان سخن دانی و مہر نمان
 بہنستان معانی سطر مشامان گلمائے کلام و گل فشانان باغ کلام ندرت نظام سیاسی بوستان

داستان رنگین بیان اسطرح فرماتے ہیں و بزرگ بلبل شیوا دیان لغو مسرت و سرور یون زبان پر لاتے ہیں کہ جب شہزادہ سلطان سریر گردون مسیر جہانگیر والا تیسر ہزاران تو قیر برائے قسیر طلسم کو کب شفیق میرا فراسیاب بے پیر سے رخصت ہو کر روانہ ہوا ہر مقام پر پہلے کئے سحر بہری کہنے تھے جاؤ اطاعت سے خلافت قدم نہ دھرتے تھے ہمراہ رکاب سعادت انتساب کی لاکھ ساحروں لشکر انتہا کار و ذمت پر خورشید جادو و سوار جلو میں فیل واسپ کی قطار ڈنکا ہوتا فقیر سحر کو دم ملتا ابر سحر پر سایہ فگن لشکر کی دشمن شکن ہر ساحر سامری زمانہ بہادری کا دیانہ فساد ہی طرح کوچ و مقام فرماتا بعد قطع منازل و طومر اصل ایک صحرائے صعبیت زامین پہونچا کہ بخت سیاہ دشمن کی طرح وہ سیاہ تھا ہوا وہاں جلتی تھی یا آواز میں اُسکی پیدائش آہ تھا چشم دہر گویا اندھی ہو گئیں تھیں شب و بچور کی سیاہیاں سب کھٹکڑی جابجہ تھیں تاریکی ظلم کا وہاں مجمع تھا اندھیر وہاں سے پیدا تھا ستم و جور کو جو اپنی رونق زیادہ منظور ہو تو تاریکی میں سے قرص لے آفتاب اُدھر سے کبھی ہو کر نہ نکلے بلکہ اسی خون سے تھراتا ہو کہ اُدھر راہ بھول کر نہ چلا جاؤں جو اندھا ہو جاؤں ہوا وہاں کی دلون کو سیاہ کرتی تھی درہ کوہ کے ایسے تھے کہ گور جہود بھی ایسی تاریک نہو گی بھول وہاں کے دیدہ آہو کی طرح کالے تھے دریا وہاں کے اندھے کنوئیں اور نالے تھے بگولون نے کالی بلاؤں کو شرمایا تھا جھاڑیوں نے جھاڑوں کو کالے جو گیون کے پریشیاں بنایا تھا ہر قدم پر بلانا زل ہوتی تھی غبار زمین سے جو اڑتا تھا اسطرح خانہ عالم میں دھوان بھرا تھا سیاہی ہر سمت برستی تھی ہاتھ کو ماتھ دیکھنے کے لیے آنکھ ترستی تھی سیاہ قلبی دنیا کی اُسی جاسے ہویدا تھی کہ نظم

کہ نیش خار سے سمور تھا وہ
ملاوے خاک میں شان قیامت
تصور سے رخ سیاہ ہو زرد
جہاں ہر اک قدم پید اقلی تھا

نہ صحرا نہ زنبور تھا وہ
نہ سحر ارشک میدان قیامت
غضب پر ہول و ہر آشوب و ہر درد
غضب پر ہول و دشت لوق و دوق تھا

اُس صحرائے اسنے خیمہ برپا کیا اور از بسکہ زیادہ ٹھہرنا وہاں مشکل تھا اس لیے خود یکہ و تنہا روانہ ہوا ایک لمحہ بھی بارگاہ میں نہ ٹھہرا چند فرسخ کے بعد ایک گنبد کے نزدیک ٹھولتا ہوا پہونچا یہ معلوم ہوا کہ بلائے سیاہ اسی جگہ ساکن ہو یا کسی موکل جنم کا مسکن ہو گنبد میں یہ بھی ایک

سکان ساکنان جہنم کا ہر دوزخ کے درگاہ کا ایک ٹکڑا ہی کا لاجیلائی نہ ہی یہ از بسکہ اپنے پاس لو طلمسم
بند رکھتا ہو اسکو گلے سے اتار کر اُسے بلند کیا تو معلوم ہوا کہ مین گنبد بنا ہو اور بڑے بڑے
حرفون سے کچھ لکھا ہو اسوقت افراسیاب نے اُس سے کہد یا تھا کہ بروقت تمھارے پوچھنے
کے مین بھی آؤنگاتم ان اسما کو پڑھنا اُس نے جب کچھ چارہ پٹایا ان اسما کو روزبان فرمایا ایک
طا ئر اُس گنبد کے حوالی سے پیدا ہو کر ایک طرف اُڑتا ہوا گیا بادشاہ باغ سیب مین لیٹا تھا کہ
وہ طا ئر شاہ کے ہاتھ پر آ بیٹھا بادشاہ سمجھ گیا اور اُسی طرح بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اور ایک ایسے
مقام پر اپنے طلسم مین آیا کہ جہان ابرسفیہ کا ایک گنبد بنا تھا اور ابرسفیہ ہی اُس پر سایہ کیے
تھا وہاں کھڑے ہو کر اُس نے سحر پڑھا کہ در گنبد کھلا اندر سے درہ کے ایک خط باریک نہایت منور
ور وشن مثل خط الکشان ظاہر ہوا بادشاہ اُس خط کے سایہ مین اندر گنبد کے آیا اور مسطرت کے گنبد
کے دروازے کو کھولا تو ایک ساحر کو استادہ دیکھا کہ سراپا تو رہتا اور منہ مین اُسکے ایک قلیتہ
مثل مشعل جلتا تھا بادشاہ نے ران اپنی رکات کر خون لیا اور کمی چھینے اُس ساحر کے منہ پر
اُس خون کے مارے کہ وہ قلیتہ اُسکے منہ سے چھوٹا اور وہ ساحر ایک آہ کو کہہ گیا صدائے
شور و شور قیامت برپا ہوئی اور اندھی سیاہ آبی چار سمت ہزارون پتلے اور پرچھائیاں ظاہر
ہو کر دست و پامین بادشاہ کے لپٹنے لگیں اسوقت اُس نے منہ کھول دیا کہ جوق بھوق شعاع ہائے
آتشین نکلنے لگا اور پتلے اور پرچھائیاں سب نابود ہونے لگیں لیکن ان پتلون نے بھی تلواریں
اس قدر لگائی تھیں کہ جا بجا تن شاہ زخم دار تھا آخر وہ ابرسفیہ غائب ہوا اور آواز آئی کہ اسی بیکار
ونا ہنجا دیکھ تو کہ اسکی کیسی سزا تجھے ملتی ہو افسوس ہو کہ ہم ناچار مین آؤں ہی سے طبع ہمکو
اور ہمارے بادشاہ کو بانیاں طلسم نے تیرا کر دیا تھا خیر اب درآشتی تو بند ہو ادھر تک گھبرا
غرض کہ سدان آوازون کی وہاں بجائے روشنی کے تاریکی ہو گئی بادشاہ بہت جلد اُس گنبد سے
ادھر کو نکل آیا اور منہ سے اُن جو کی ایک شعاع ٹکڑا قلیتہ پر پڑا کہ اُس نے کار و وشن کیا تو وہ
بجھا جاتا تھا اب وہر دہر جلتے لگا بادشاہ پرواز کر کے وہاں سے صحرائے تاریک مین پہونچا
روشنی کے باعث سے وہ تمام صحرا روشن ہو گیا خورشید جادو نے آکر ملاقات کی اور چاہا کہ
ہمراہ چلے لیکن اُس نے منع کیا کہ دشت پر خطر ہو دقت برتم قدم آگے بڑھانا یون نہ کہین جانا یہ تو

سب رکنے اور بادشاہ قریب گنبد پہنچا وہاں شیریشیہ شجاعت شجاع و ہر جہانگیر کو پر قہر استادہ
 پایا اور اس نے شاہ کو دیکھ کر سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ مرحبا ای میرے شیر و لاوریہ کہ اس فلتہ کو جو بن
 کیا گنبد پر جو کچھ لکھا تھا حرف حرف پڑھا گیا جہانگیر نے اسکو پڑھا اور کئی مرتبہ ورد زبان کیا کیا ایک
 در گنبد وا ہوا اور اسکیں سے ایک ساحر تیرہ نام کہ قد اسکا تاڑ سا فرہی میں پہاڑ سا تھا اُنہ سے
 شعلے آتش کے چھوڑتا نکلا اور اس نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ اسکا پکڑا اور گردن میں
 باہین ڈال دین کچھ واسطے مروارید کے کہ اصل میں وہ بیضہ عقاب تھے اور لک و لک سحر اس سے
 پیدا ہوتے تھے اسکی گردن میں اپنے گلے سے اتار کر پہنا دیے اور کہا ای برادر خوب تم آگاہ ہو
 کہ میرے طلسم میں سحر عیار آیا اور اس نے میرے ملازموں کو بہکایا راہ راست کو بھلا یا اور وہ
 پلجھ اور ترکہ برستار خدا سے نادیدہ ہو کہ جسکے نام سے ہم تم دونوں نفرت کرنے میں چنانچہ
 بادشاہ نے تمھارے اسی بیدین سے دوستی پیدا کی اور دین اپنا اور نام اپنے جد و ابا کا بر باد
 کیا اور علاوہ اسکے تم جانتے ہو کہ ہمیشہ سے میرے ماح گذار تمھارے بادشاہ کے جد و بار ہیں
 اور وہ خود بھی غاشیہ برادر حکم رہا ہو پھر تمکو میری اطاعت کرنا زیبا ہو اس ساحر نے کہا کہ
 ای ملجائے ساحران جہان و بادشاہ افسون خوانان بلیت

ترا دین و امین بہین و مہین	اکھ گوشہ ترا بج پرخ برین
مطبعون میں ہن تیرے جادوگران	قہر قہر و اساحران جہان

اس فرہ بے مقدار سے آپ کیا خدنگذاری چاہتے ہیں کہ اسکو بجا لائیں اپنا فخر و افتخار جانوں بادشاہ نے
 کہا بھائی مناسب یہ ہو کہ چراغ جمشیدی اور تیغ بلاکش جو اپنے قبضہ میں تم رکھتے ہو وہ اس ننگ بجز جلاوت
 و در و ریائے فتوت انجم سپاہ فلک جاہ شہزادہ با تو قیر جہانگیر کو حوالہ کرو کہ یہ طلسم کشا ہو یہ کسر
 اشارہ کیا کہ جہانگیر بھی اس سے کچھ باتیں لجاجت کی کرے لیکن یہ بہادر گناہ کب سرفرو لا میوالا ہو
 کچھ اسنے سماعت نہ کی سوائے اسکے کہ اس سے بقلگیر ہوا اور اسنے بھی اسکی تیور اور شوکت و
 شہادت جو دیکھی بندہ بے دام بنا اور فرمان بادشاہ قبول کیا اندر گنبد کے جہانگیر کو اجازت دی کہ
 جائے نام اس ساحر کا وہم چارہ ہو اور اسکا بھائی ہو کہ اسکو موہوم جادو کہتے ہیں موہوم جادو
 بیرون گنبد برائے حفاظت رہتا ہوا سو وقت اپنے اسکلن میں کھٹا کہ اسنے روشنی دیکھی

سحر سے حال دریافت کیا کہ افراسیاب یہاں آیا ہو چنانچہ فساد سے کوکب اور افراسیاب کے تو آگاہ تھا ہوسمجھ گیا کہ انا افراسیاب کا خالی باز فتور نہیں بلکہ خبر لینا چاہیے پس فرار کر اُس مقام پر آیا اور مخفی طور پر ساز کرنا افراسیاب کا اپنے بھائی سے دیکھا دسے کہا واسے مر دیم یہ کیا غضب ہوا اُس نے پشت گنبد پر جلد تر پہنچ کر سحر کی نقب لگائی اور اندر گنبد کے آیا اور جس صندوق میں کچھ ہائے مذکور تھے اُس کو داکر کے حاصل کیے اور نقب ہی سے ٹکڑے صحر کا راستہ بکڑا یہاں جہانگیر جو اندر گنبد کے آیا فلیتہ سحر کے بہت روشنی تھی دیکھا تو ہزار ہا تصویریں یہاں لگی ہیں کہ سب ہنستی بولتی ہیں اور میزین کبھی ہن گلدتے اُن پر تپتے ہیں سانسے گلہ نمون کے آئینہ چھک دار لگے ہیں آئینوں میں بریان ناچتی نظر آتی ہیں بادشاہان ممالک سیر و شکار میں مصروف دکھائی دیتے ہیں صحر کو کہ تماشا نظر آتا ہے بیلون کا چہرانا سانی دیتا ہوا نقش طاؤس گلستان میں دکھائی دیتا ہوا آئینہ نین اصطلاب جاماسب جام کینسروی کو شرماتے ہیں جام جم کو کہ زہر سفال بتاتے ہیں انھیں بزرگیوں میں ایک یہ بھی تماشا ہے کہ کسی ہزار صندوق جو اہر کا اور شبنے کا رکھا ہے ہر ایک پر غلاف مغل کا چڑھا ہوا ہر صندوق پر جو اہر کے مور قطرے ہیں دم اپنی انھیں رقص کرتے ہیں جو کوئی قریب صندوق جانے کا ارادہ کرتا ہو وہاں مور سے ایک پر بڑا دھکتی ہو اور اپنی ادا ہائے و نغریب پر لپھاتی ہے ہنسکر برق دندان کی چمک سے بجلی گراتی آئینہ رخسار کا اپنے چہرے بتاتی ہوا انسان محو ہو کر رہ جاتا ہو چھویر میں وہ پری تو غالب ہوتی ہو جانے والا مثل تصویر گلی بے حس ہوتا ہو اور چھویر میں زمین میں سماتا ہو جہانگیر نے وہ اسما جو سر بند پر تھے پڑھے اور لوح طلسم بند بھی پاس رکھتا ہوا پس قدم جلا دت مشیم بڑھا کر سند و قرن کے پاس آیا لیکن حیران کا رہتا کہ کس صندوق کو کھولوں اور کس طرح مفتاح باب مقصد بنوں لیکن ایک صندوق جو اہر کا نقش نقش و نگار کو دیکھا کہ سب دیادہ نہ بجل اُس کا تھار و نق میں بہتر از ماہ بدین تصدق اُسے صندوق جو اہر انیم حیرت برین اُس کا قفل بھی کھلا دیکھا اُسے اسی کا پیرا اٹھ یا اپنے مطلب کا کیا یا مگر اُس کے کنارے پر لکھا دیکھا کہ یہی ہو مخزن جو اہر تحفہ طلسم پس اُس کا ماتھا ٹھکانا جا کر نکلیا باہر نکل آیا افراسیاب کو اُس وقت صدمہ عظیم ہوا اور سمجھا کہ شاید وہ ہم نے دغا کی وہ ہم بلو شاد کے تیور بد دیکھ کر غائب ہو گیا افراسیاب نے ہر چند سحر کیا کہ حاضر ہو مگر وہ ملازم اور بادشاہ کا

اور سر صدر پر وہ اسکے ادنیٰ اسحر وں کو کوکب مانتا ہو کہ یہ کھڑے کھڑے سر کرے اور وہ آجائے ہاں
جب ہوم وغیرہ کر کے کسی طریقہ کو اُسپر کرے تو اثر ہونا چار بادشاہ تو اپنی فکر میں ایک طرف گیا اور
جہاں گئے قدم ہمت آگے بڑھایا اسوقت ایک پنجرہ کھینا اگر اسکے پڑا کہ برائے فلک لیکر اُڑ گیا
ہیان کا تو یہ ماجرا گذرا مگر چاہک بن عمر بھی ساتھ جہاں گئے کے آیا ہوا سننے تلاش میں اپنے مالک کے
رہ نور دی کی اور ایک مقام پر پھٹ کر صورت اپنی مثل زن حسینہ و جمیلہ کے بنائی زلف کا سلسلہ
سنبل باغ جنان تک پہونچا ہوا رخسار کے روبرو گل باغ رضوان شرمندہ پیشانی شعلہ طور کے روبرو ہستی
ہنستی پیشانی آنکھیں دور ساغر آب زندگی سے لبریز ابرو مستی خیز لبوں پر جان سیجا قربان سر سے
پاک عجیب آن بان اگر لیلی اُسکو دیکھے تو مجنون بنے ہیس میرے کنی کھائے شیریں سانسے
اُسکے پھیلی ہو جائے غدا عارض پر بقون ہو کر جان کنوائے نظم

گھلے بال چلتی جو وہ سرو ناز	قدم بوس کو آئے عمر دراز
جدھر کو وہ ٹلک گرم رفتار ہو	قیامت اُدھر سے نمودار ہو
نگہ گرم اُسکی جدھر جا پڑے	کے تو کہ اودھر کو بجلی گرے
وہ کافر بھوین ہو میں مائل جہان	کرین سجدہ اُسجا پہ اسلامیان

جب اس صورت پہ آساتے ہو چکا لباس و زیور سے بھی مزین و محلی ہوا اور اٹھتا تاکر کو لے کا عالم
دکھاتا چلا لیکن یہ کہتا جاتا تھا کہ یہ مرد و ابرو داغ باز ہو چکا اکیلے میں لا کر چھوڑ گیا بے مدتی سے
ستھ موڑ گیا سامری کسوں اب کبھی اُس موئے سے میں بات نہ کروں ای اُسکے ستھ کو بھلسا اگ
لگا دن در گور چھائیں پھوئیں اودہ رے دل تو اُسکا نام نہ لے چل اپنا کام کر میں ایسے شام دے دو
بچیں ہزار اسی طرح اس گنبد سے چند گام بڑھاتا تھا کہ سامنے سیاہی دیکھی اور سیاہ پانی کا ایک
چشمہ نظر آیا یہ اُسکے کنارے جب پہونچا پانی کو اُسکے طلاطم ہوا اور بعد کچھ دیر کے ایک ساحر نے سر ہد کیا
اور باہر چشمہ کے آپا یہ اُسکو دیکھ کر جھکی اور چھادنی اُبھا کر چلی اُسے جو دیکھا کہ ایک معشوقہ طناز عیدہ
سارست و ناز رفتار سے دل بہا مال کرتی فسان آہوئے رم خوردہ و لغوی دیکھاتی جاتی ہو

بس وہیں سے یگا را کہ بیت

ہم وہیں گرم و راہ و فاجن خوشیہ
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہکو

وہ نازنین بھی پھر مسکرائی رخسار انور کی تنویر نظر آئی برق رخسار نے دل جلایا دوڑ کر وہ اُسکے
 قریب آیا اور کہا کہ **شعر**

خرامان نکلتی ہو جس راہ سے قیامت ہو دان نالہ راہ سے

اے یارو نادار طالب طرحہ اردل لیکر یوں بھاگنا اچھا نہیں ہاں سچ ہے چور دن کا اور کام ہی کیا ہو
 اُسے جواب دیا کہ جل چنے درد سے اتنی باتیں نہ بنا دل اپنی امان جان کو جا کر دے مجھ بیچارے
 غیر سے کیا واسطہ ہے یہ تو وہی مثل ہوئی جان نہ پہچان بڑی خالا سلام اُسے منت کی اور سر قدم
 پر رکھا یہ نہیں کیا کیا آخر وہ اُسکو گود میں لیکر بھاگا اور اگر چشمہ میں کود پڑا جب اُسکی آنکھیں
 کھلی ایوان وسیع و رفیع تعمیر دیکھا آراستہ رنگ تصویر دیکھا اندر ایوان کے فرش بچھا سندھ
 آراستہ نہایت پیراستہ اسباب عیش و عشرت رکھا ہوا جام و صراحی موجود عشرت حاضر غم نابود
 اُسے لاکر اُسکو مسند پر بٹھایا اور آپ سانسے بیٹھا نظارہ جمال عظیم المثال سے ایسا خوش تھا
 کہ پھولوں نہ سماتا تھا آخر اختلاط اور گرم جوشی شروع ہوئی اُسکا منہ کھل گیا اور اسکا بگڑنا
 ہاتھ پائی باہم ہوتا چھوٹے کپڑے کا اوپر چڑھ جانا کبھی بند سیون کا کھل جانا اسکا آغوش
 میں لینا اُسکا تروپ کر نکلتا اور کتنا کہ شخص گھڑی بھر کے اسوقت صحبت ہو تو منجھو ہلاک کرتا ہو
 غم فرقت دن کو نہ چین آتا ہو نہ آرام ملتا ہو خواب و خور حرام ہوتا ہو خیر اندوہ دل پر چلتا ہو جان پر
 بنتی ہو دم نکلتا ہو کہ **نظم**

سب اس عشق کو عشق کہتے گئے
 یہی ذری کی حسان نو میدان
 کتان کا جگر ہو سدا سر فگار
 گئے شکر گاہے شکایت سنی
 اسی فتنہ گر کا ہو عالم میں شور

ستم اس ملا کی ماہ سہتے گئے
 اس آتش سے گرمی ہو خورشیدین
 اسی سے دل ماہ ہو داغدار
 نئے اُسکے چہچہ حکایت سنی
 اسی سے قیامت ہی ہر چارہ

اُسے کہا اے پارہ قسم ہو سامری کی جب سے مجھے دیکھا ہو یہ حال ہمارا ہو کہ دشمنہ غم سے جگر پارہ ہوا
 ہو دریا سے اشتیاق جوش میں ہو بندہ کب اپنے جوش میں ہوا شعور
 کسی سبکیں کو اے بیدار کر مارا تو کیا مارا جو آپ ہی مر رہا ہوا اُسکو گراما تو کیا مارا

جلد دل و دون ہلو من میں زخمی اُسے کیا جانے | اودھ مارا تو کیا مارا اودھ مارا تو کیا مارا
یہ کہا اُسکے لپٹنے لگا اُسے ڈھکیل دیا کہ صاحب بچے بیٹھو اور جب دیکھا کہ یہ بطن ہو گا بس فوراً
جام و اور خوانی بھر اور اُس خلا میں پہلے ہی اپنا کام کر چکا تھا یعنی شراب آغشتہ بدار و سے
بیہوشی ہو چکی تھی بس وہ جام اس کا فرکے حوالے کیا نیچے نگارین خوش نہا کو دیکھ کر اس کا دم نکلا
بے قرار تو تھا ہی جام ایکڑ لی گیا و جام ہلانے سے مست وہ بیہوش ہو کر اُسے فوراً خیر سے لے کر
چھ اکیا اور دھیب آئی کہ مارا موہوم جادو کو اسطون افراسیاب جو غائب ہو گیا تھا اُسے ایک
مقام پر پہونچ کر خون اپنے بدن کا لیکر جانب فلک اُٹھالا کہ وہ خون لیکر زنجیر سونے کی بنکر ہر طرف
پھیل گیا اور کچھ عرصہ میں ہی زنجیر و ہم جادو کے گلے میں پڑی ہوئی اور جہاں تکیر نیچے میں دیا ہوا سانس
شاہ کے آیا بادشاہ نے اسکو زنجیر سے رہا کر کے کچھ بہت کچھ سمجھایا کہ وہ سر فرو لا یا اور بادشاہ
مع جہاں تکیر کے لیکر روانہ ہوا اور اسی گنب کے قریب پہونچا جو اُسے دیکھا تو وہ تالاب سیاہ نہ پایا
اور ایک عورت کو دیکھا کہ لاش ساحر کی ڈھونڈ رہی ہو جھولی وغیرہ تلاش کرتی ہو آفت برپا ہو
زمانہ سیاہ ہو آنہ عیان چل رہی ہیں اُسے کہا ہائے میرے بھائی کو کسی نے مارا شاہ جادو ان سے
اُسکی تسکین و دلاری کی اور جانب کو اگر گے سے لگا یا پھر ایک حجرہ بنا دیکھا کہ وہ برپا ہوتے
باتی رکھیا تھا چنانچہ اسکو دیکھا ایک صندوق میں نفعہ بلا کش اور چراغ جمشیدی رکھا پایا وہ
لیکر جہاں تکیر نہایت درجہ خوشنود ہوا اور وہم نے اب اطاعت بخوشی خاطر قبول کی اسکو
اپنے ہمراہ لیکر وہاں سے مراجعت کی اور وہم شہزادہ کو اندر گنب کے لایا اور ایک مقام پر تختہ سنگ
لگا تھا اسکو دکھا کہ سنگ بزرگ سبز تھا اور فلایہ آہن اُسین لگا تھا شہزادہ نے بقوت
صاحبقرانی اسکو اٹھایا و بہتہ نقب کا پایا اُسوقت افراسیاب تو وہم کو لیکر بھاگ آیا اور اسی
دشت میں آکر ٹھہرا جہاں خیمہ جہاں تکیر کا تھا اور جہاں تکیر دونوں پانوں جاکر اُس نقب میں
کو داتا ویر غلطان و یحان جلا گیا جب پانوں تہ سے آشنا ہوئے ایک صحرا سے سیاہ رنگ
بھر نظر آیا اُسے چراغ جمشیدی کو وہاں رکھ کر روشن کیا کہ تمام صحرا نورانی ہو گیا جیسے کسی کا
کے ولیمین نور اسلام آگیا روشنی کی ہوتی ہو جدھر نیلی پوش خبردار ہوا کہ شاید طلسم کشا
آگیا بس اسی وقت لشکر سائے ہزار ساحران غدار کا لیکر چڑھ دو ٹا صند اسے بوق و دہلے

تمام دشت کو تھرا دیا زلزلہ زمین میں ڈالنا رنج تہیج پس کی گانٹھ بگر ہر طرف اُچھلتے نظر شوش
دریائے لشکر نے کشتی جان کو ڈوبنے کا عزم کیا پس وہ لشکر جہانگیر پر اُڑا اُس نے بھی تیغ بلاکش
کھنچا اور نعرہ بلند کیا اب تو یہ حال ہوا کہ نہرین خون کی جاری ہوئیں تو اسے جسم سے خون کے
اُچھلتے لگے کسی طرف آگ برستی تھی کہیں لوہے کی ناگ تھی کسی جا کلاوا اپنا کام کرتا تھا لیکن
جہانگیر کی تہنا ہزاروں لاکھوں پر بھاری نظر آتا قضا نے باعث پائی کر کے طرفہ باغ لگا یا تھا
تیغوں کے پھل نخل جسم میں لگے تھے تیر چلتے یا صبا پائی آفت نیز تھی جو انون کے جسم پر پھولوں
کی طرح گلکاری تھی جو ہر شمشیر کے چمن کھلے تھے نظم

باعث تیر کی چشم تھی وہ برق چیل
ایک دو ہاتھ کے چلنے میں بڑی پہنچ
چشم خورشید فلک پر تھی مثال فلک

میان سے جب گھسیٹی راہ کسے لگا
در بھی آگئی یکبار صفِ اعدا میں
بیرگی بخش جہان بسکہ ہوا سرمہ گرد

اُس شت میں پہونچنے سے راہ کھل گئی تھی بادشاہ جادوان بھی مع ملک خورشید کے آکر
پہونچا اور فوج پر سردار کے گرا عیاذ بانہ بڑی گھسان کی مار ہوئی آخر عین گرمی جنگ میں
سردار پتلے پوش مقابلہ میں جہانگیر کے آکر دوپہر کالے ہوا اور رقیبتہ السیف لشکر بھاگا لیشکر اور
سردار بارگاہ استا وہ کیے برائے حفاظت یہاں رہتا تھا ملک و مال اُس کا نہ تھا ملک انجم
شاہ جادو کا پسر کہ جو بہنوئی ہر کوکب شہنشاہ کا اور مقدمہ جو سرد کا تھا اس لیے کوکب نے اپنے
بہنوئی کو یہ ملک سپرد کیا تھا اور اُس پر بھی زیادہ تر یہ حفاظت تھی کہ گنبد دوسا جرون کو سونپا
تھا اور سردار بھی مقرر فرمایا تھا یہ فوج شکست خوردہ اور زبون حال جانب انجم حصار
رو بفرار لائے اور یہاں فتح کے نقارے بجنے لگے اور مال و اسباب اعدا کو سب نے لوٹ لیا
پھر بارگاہ اپنی اُس صحرائے اول سے منگو کر اُسی مقام پر پرہیزگرا لئی لشکر میں جو طائفے کے
ساتھ ہیں انھیں حکم رقص و سرود دیا اور سیاہ سب شیب و فراز جہانگیر کو سمجھا کر رخصت
ہو کر اپنے مقام پر گیا جابک نے یہاں انتظام معقول کیا طلایہ قائم ہوا بازا میں کھلین بالادوی
پر روز جانا مقرر کیا اندر بارگاہ کے جشن ہی صحبت بلوگانہ برہا ہو یہ تو بعیش قرار پذیر ہیں لیکن
جو ساحران فراری کہ قلعہ انجم حصار میں پہونچے انجم شاہ جادو سر پر حکومت پر بعد کرو خ

جلوہ گستر تھا دربار میں اُمراؤ و رازا رکین سلطنت جاضر قاعدہ ادب سے ماہر تھے اُسوقت ان
 قادیون نے دربار الامارۃ پر پہنچ کر فریاد و فغان کی انجم شاہ نے سامنے طلب فرمایا اور استفسار
 حال کیا انھوں نے رور و کرب حال گنبد کے ٹوٹنے کا اور سردار کا لڑا کر قتل ہونے کا
 بیان کیا ان لشکریوں کو تو سرکار میں جگہ دی گئی اور بغضب تمام تر اپنے سرداروں کی جانب
 اُسٹنے نگاہ کی ایک سردار ذی احتشام مفتون حاد و نام اپنے دنگل پر سے اٹھا اور آداب
 بجالایا شاہ نے اُسکو خلعت عنایت فرمایا پھر وہ اجازت سفر لیکر باہر آیا ساٹھ ہزار ساحان نامی کو
 اپنے ہمراہ لیا اور آپ بھی تخت سحر پر سوار ہو کر چلا پھر وہی شور برپا ہوا زمانہ کا دل دہلا جا دو گریبان
 طاؤس اڑاتی چلین اژدہوں کی پھنکاروں نے عالم کو سُم اسود کر دیا اسلح کی چقا چاق سے
 دنیا بھر گئی ڈنگے بجے تا قوس پھٹتے بڑے عظم دستان سے صحرائے تاریک میں اگر پہنچے
 اور خیمہ و بارگاہ سب نے نصب کیے طبل فوج کے داخلے کے بجے ہلکارے خدمت جہانگیر میں آئے
 سب کیفیت معرض عرض میں لائے بیان کئی روز تک مفتون کسل راہ سے آسودہ ہوا آخر ایک دن
 جب صحرائے تاریک سوا عظیم شب نے مصقلہ فرمایا اور نور خورشید کو داغ سمجھ کر جسم دہر سے مٹایا کہ نظم

شفق نے پھر خبر دی شام آئی	یہ سنکر روشنی کا نام آئی
نہیں ہوتے ہو سے گل ستارے	چراغان بنگئے بالکل ستارے

سر شام مفتون خوش انجام نے طبل جنگ بجا یا ہلکارے دوان دوان خدمت والاے فرزند
 صاحبقران میں آئے اور بصد عجز و ادب یہ زبان پر لائے اشعار

چلے نہ اس شہر فی آفتاب عالم میں	خط شعاع سے اُسپر جو یہ نہو تحریر
شہ بلند نگہ شہر یار والاحباب	خدیو نہر کا خسر و سپہر سریر
جہان مسخ و عالم طمع و خلق مطاع	فلک منور و آخر معین و بخت نصیر
زمین ہو سبز جو ترے سحاب بخشش سے	قو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنیالسیر

طبل جنگ لشکر دشمن میں بجا ہو باقی عافیت سبط رحیم اور بھی نصیر سحر کو دم ملا لشکر دین بزر
 تیلدیان آلات حرب و ضرب کے شروع ہو میں شرار سحر شرارت کرنے لگا شعلہ بھڑک بھڑک اٹھا
 ایک لڑن شمشیر ایسی جاو کرئی بنی زبان نگالے چمک سے شعلے چھوڑتی تھی کمان چلا چلا کر سنتر

پڑھتی تھی زبان سنان پر سینہ چھید وں یا قوی باز وادھر آچھو جاری تھا تیر وں کی بوئین تیار
ہوتی تھیں گرز وں کی دشمال ہوا چاہتی تھی جھٹہ اشجاعت کا گڑا تھا ہر تیر پڑھا جاتا تھا کلاؤں کی بھیر وں
جائے کالی دشمن کا لہو چائے تلوار سحر کی خوب کائے یہی صدائیں آتی تھیں جانیں خون سے
جاتی تھیں چار پہری ہنگامہ ہا جب مرغ سحر نے پیک بنکر خیر آمد سحر دی اور خوشائے گہر نے
شور طبل بوق کو شہر مایا کہ ابیات

ہوا آئی پھر لٹھی سر پر اذان کی	بدل دی صبح نے رنگت جہان کی
ہوا مہتاب کا بھی رنگ کا فور	چراغ صبح کے مانند بے نور

سج گاہ شہزادہ والا جاہ بستر خواب سے اٹھ کر سلج و مل ہوا اور دربار گاہ خورشید پر آیا وہ بھی
سویرے سے برآمد ہوا ہر ایک نے تسلیم کی پھر تخت اُسکا قلب میں لیکر پڑے کرو فر سے جانب میدان
روانہ ہوئے کیا ان کفار وں کی شان و آن و بان لکھی جائے ایک درجہ شجاعت جہانگیر باوقر
کے سبب سے لشکر کی یہ عزت تھی نظم

وہ قیامت ہی تری فوج کہ شور محشر	وم نہ مارے لبھی سن پائے جو گھوڑ وں کی سیل
نالہ بوق کی اہمیت سے گھے بھونک کے پانوں	کوچہ صور سے گزرے جو دم اسرافیل
دون ترے گھوڑ وں کو میں کیونکہ بری سے نسبت	نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول نہ ڈیل

غرض کہ ہزاران نجل جب میدان میں پہنچے اسطون سے مقتون بھی فوجن کا براہ راہ لیے ابھی
کنت و جلالت دکھاتا آکر پہونچا دونون لشکر مقابل میں صف آرا ہوئے اور بعد ترتیب صفوف میں
جدال و قتال یہ نوبت پہونچی کہ ایک ساختر ستارہ پیشانی جاو و نام مقتون بطون سے میدان میں
آیا اور نیزنگی سحر دکھا کر طالب مرد و زنا ہوا اسطون سے سہنشاہ قوی باز و نام نے آکر اسکا
مقابلہ کیا تا دیروں دونوں میں تو و بدل ترنج و نارنج سحر کی رہی آخر ایک ناریل ستارہ پیشانی کے
سینہ کو توڑ گیا بھائی اُسکا زحل صورت اس کے مقابلہ میں پہونچا اور اُس نے ایک بجلی سحر کی
گرانی کہ خرمن جان ستمشاو کو اُس نے جلایا راستی کچھ کام نہ آئے نہ ہانگیر تو نچلا بہادر ہوا سکو
تاب کمان فوراً مرکب اپنا اٹھا کر صف لشکر اعدا پر جا پڑا کہ یہ کہانیکا جھگڑی مارا اور گئے پھر تو
ابریساہ چارطون سے گھر آیا اور تیغہ سحر چلنے لگا دار و گیر کا زمانہ تھا اپنا برا یا سب تیغ کے منہ پر

چڑھکر سٹھ کی کھاتا تھا جان گنوا تھا آتش خانہ تن میں جادو کی لگی تھی پانی نے آبرو ساری
 کھوئی تھی غرق کشتی زندگی ہوئی تھی ساری کرنی دھرنی ڈبوئی تھی اُس نے اُسکو لورایا اُس نے
 اُسکو بکایا کوئی کسی کے اوپر غالب ہوا کوئی مغلوب ہو کر جیتا بچا ہر سمت سائیں سائیں کی آواز
 جان ہزار سوز و گداز شمع ہستی گل ہو اے دامن کے جھونکے مار لو مار لو کا غل آفت تازہ برپا نہ پھرا
 چھایا ہوا تیغ اپنا پرایا ہوا مفتون نے پڑھ کر کچھ جانب آسمان پھونکا ایک ابر تیرہ گھر آیا اور چار
 طرف چھا کر کچھ ہر سمت سے مثل دیوار کے زمین میں سمایا ایک قلعہ سما بی اُس نے بنایا اُس کے
 اندر کل لشکر خورشید کا آیا جو اُس سحاب کے قریب جاتا شعلہ آتشین نکلا بدن میں لپٹ جاتے تھے
 رخت حیات جلاتے تھے خورشید نے اُس وقت کچھ روئی بعد خوب روئی بھولی سے اپنی نکالی اور
 سحر دم کر کے جلا ڈالی اُسی وقت آگ اُس قلعہ میں لگی اور روئی کی طرح جل کر بگیا مفتون
 نے ایک قسم اپنی جھولی سے نکالا کہ وہ قسمہ بظاہر مار سیاہ نظر آتا تھا اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے
 جانب زمین پھینکے ہزاروں ماران سیاہ پیدا ہو کر لشکریوں کو ڈسنے لگے خورشید نے ایک طاووس
 موم کا بنا کر کچھ شے سیند دراد اور کے اُس پر دیئے پھر اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور آسمان کی طرف
 اُڑا دیئے لمحہ بھبھ زمین ہوا تیز و تند ہوئی اور بعد ہوا کے ہزاروں طاووس آئے آسمان پر
 چھائے کندے باندھ باندھ کر زمین پر گرے اور سانپوں کو چن چن کر کھاتے تھے اسی طرح ست
 تا دیر لڑائی رہی سحر آزمائی رہی ہاتھوں کی صفائی رہی کہ نظم

فسر طائر کو بھی وہ سمجھے ایک رٹی ہوئی
 رشتہ مہرہ تسبیح کے مانند خیل
 تیر کی تیر سے صدا جیسے کو تر کو زفیل

جب ہون مرغان ہو تیرے نشان بند
 مہرہ پشت عدو میں تر تیر صفت دوز
 طائر روح عدو کے لیے بہر پرواز

آخر فوج مفتون کی پس پا ہوئی اور تیغہ بلا کش کے سامنے جب وہ جانبازی کر کے آیا ایک ہاتھ
 بین دو ٹکڑے ہوا شور دار و گیر تو برپا ہی تھا اب اور بھی قیامت کا ہنگامہ ہوا افسران لشکر نے
 مرنے لگا دیا کیا بڑے عجیب سے لاش اُسکی پائی اُسکو لکیر وئے پیٹنے گریبان چاک سر پر خاک ڈالے
 روانہ ہوئے جہانگیر نے دو تک تعاقب کیا پھر بفتح فیروزی مراجعت فرمائی فوج دریا موج اُسکی
 اور منزل بھر بھر آئی پھر وہ ہی ہنگامہ نشاط برپا ہوا ہر بہادر مال لوٹ کر مال مال ہو گیا اور بہتر پر

اپنی بخوشی خاطر آرام پذیر ہوا بارگاہ میں شہزادہ فلک جاہ کے یہاں جشن ہو رہا تھا اودھراٹناے
راہ میں قافلہ شکست خوردان رو رہا تھا اسی طرح پریشان و مضطرب احوال انجم حصار میں آئے
اور سانسہ بادشاہ کے پہونچ کر سب ماحبر معرض عرض میں لائے اُنسے بھلا کر ضریر آہن خوار
جادو کو یہ سپاہ کثیر روانہ کیا پھر وہی ہنگامہ سپاہ بریا تھا فوجوں کا چلنا جوا نون کا مچلنا اور تیننا
بیردن کا غل کرنا تھا سفر کی زحمت اٹھا کر نہایت احتشام سے یہ سب دلا اور جب مقابلہ میں پہونچے
ایک دو روز اسودہ ہوئے ایک دن جب دن کے عمر کا آفتاب لب بام ہوا اور ضیائے خورشید

کو چراغ سحری پایا کہ بیست

زمین کی سایہ نے کی پردہ پوشی | سٹی مہر فلک کی گرم جوشی

ایسے ہنگام میں طبل جنگ دونوں سمت بجے دلاور آگاہ و خبردار ہو کر جان لڑانے پر تیار ہونے لگے
کہیں ہوا کے افسون نے ہوا باندھی کہیں پیدا ہوئے آندھی کہیں تیغ تیز چمکی کہیں گمان نے
چلا کر خبر دی رن اور رزن کی رات بھر یہی غلغلہ رہا جب ساحر و ہر نے شغلہ مہر کو چمکایا اور

ساحرہ شب کی شکست کا زمانہ آیا کہ بیست

اٹائے جلوہ ہائے صبح نے ہوش | بڑھی پھر دلیں لڑنے والوں کے جوش

صبح کو دونوں جانب سے سپاہ کینہ خواہ مقام داد گاہ پر گروہ گروہ پہونچی حسب دستور شور برپا رہا
صفین کھنچ گئیں علم بلند ہوئے کرکا ہوا طبل و بوق بجے ضریر آہن خوار علاوہ سحر کے قوت
بازو کا اپنے بہت بھروسہ رکھتا ہوا اور سحر بھی اسی طرح شجاعت کا کرتا ہی اُسنے سحر کیا کہ ایک پہلوان
صحرا سے گھوڑا ڈالے میدان میں آیا اور سلاخ شوری دکھا کر طالب مرنہو اور تیرید کی طرف سے بھی ایک سانہ رکلا
لو جو ساحر کہ اُسکے مقابلہ میں آیا اُسے ایک ضرب شمشیر دو پر کالے کیا سترہ اٹھا رہا جو ان نامی
ونا موڑ طعہ ننگ شمشیر ہوئے اسوقت جہانگیر کو تاب کجایہ گھوڑا اڑا کر سانسے اُسکے آیا اور نیزہ بانی
شروع ہوئی اتفاق سے کاوہ دینے میں گھوڑوں کے عکس لوح کا جو گلے میں جہانگیر کے تھی پہلوان
پر پڑا وہ کاغذ کا ہو کر مع مرکب کے زمین پر گرا جہانگیر نے یہ ماجرا دیکھا ایک تہہ مارا ضریر سخت ناام
ہوا اور خود للکارتا ہوا سانسے اُس باطل کفندہ افسون کے آیا اور نیزہ سینہ بے کینہ پر اسکے
لگایا پھر تو اُس جنگ کا یہ حال ہوا کہ نظم

بگشتند بانیزہ ہائے دراز نود حسمہ کردند با یکدگر نگذند از دست نیزہ سرن نہ جنبید گرد دلاور زجائے چنان بر سر خود گرز گران بشد مر کبش گسٹوان چاک چاک ز آواز گو پال ہر دو سدان ز نیردے مردان دران کارزار ز گو پال جون کا رتا مدبر برگ ز شہیر دلاور چو غندہ منغ بزوی تیغ شہزاد کا نامدار غریو آمد از حسیان فوج ضریر	بگشتند بانیزہ بر سینہ راز نہ این را ظمنہ بد نہ آزاظفر پس انگہ گرفتند گرز گران سپر بر سر آورد و پیشرو ہائے کہ لرزید دشت و دراز ہر گران فرود رفت ہر چار پاکش سخاک تو گشتی بدشش جائے آہنگران بد آبلہ دست ہر دو سوار روان بر کشیدند شمشیر مرگ سخن بود با یکدگر شان بیتغ چو کر پاس درید در کارزار ہمی نوحہ کردند برنا و پیر
--	---

اس وقت تمام سپاہ کینہ خواہ با ہم آویزش پذیر ہوئی دلاورون کے حملے دیکھ کر ہر ام فلک کانپا جلال و عظمت گردان پر خاشجو پر مہر جیخ تھڑایا زمین خون سے رنگین ہوئی عروس دہر کے تزمین ہوئے قبائے سرخ ارض وغیر اسے اپنی تیروں کے مار نیرو کے بوجھار تھکی گئیں
سے بند بلا صحرانین پھیلا تھا تلواروں نے راستہ زندگی کا کاٹ دیا تھا و ہادہ اور زہادہ کی

آواز بلند خون میں نہایا ہوا ہر ایک ارجمند کہ نظم

ز گردان بر فتنہ ہمیں مغزو ہوش و تیغ سواران ز ریت نہ کفش جہان را ہی بر ویکسرد جائے	ز بانگ تیر کشدہ کر گوش سراسر ہمہ روئے ہامون نقشیر خرو شمدن کوس وز خم و درلے
---	---

آخر کار تیغہ بلاکش نے سحر کو چلنے نہ دیا نہ روطاقت نے جہانگیر کے دلاورون کا دم بند کیا
ضریر کی فوج بھی بہت کام آئے اور بھاک کر بہتوں نے جان بچائی بار تلوار ٹکڑے اڑا دیا
جہانگیر نے جہانگیر شہت کیا جو کوئی سانسے آیا باقی نہا ہنسنا ہوا یہ شیر جلی پھاڑا دھڑاک

اڑاتے ہوئے گئے اسنے ادھر آکر شادی کے نقارے بجوائے اور متزل بچہ اور آگے سپاہ بڑھائی نوبت
 خوشی کی بجائی جشن کا سامان ہوا ہر ایک خوش و خرم اُترا اسطرح انجم شاہ سے غوج نہر میت خور
 نے جا کر سب حال کہا یہ اُس مقام پر بہت پہلوان و سردار روانہ کرتا ہے وہاں کو اختیار ہے
 کہ جتنی چاہے جنگین بیان کرے لیکن یہ حقیر چاہے اختصار کرتا ہے کہ اب انجم شاہ نے شمع رانی کو شہر
 کیا اور انجمن مشاورت برپا کر اگر طرح طرح کے اندیشہ ظاہر کیے آخر اس لئے پروزیرون امیرون
 کے قرار پایا کہ عتیار کو بھیجے اور کام کیجیے اُسے اپنے عیار سر تنگ تیز رفتار غدار کو طلب کیا وہ
 جمعہ تن کرو روز نیا ہوا بانہ ہائے عتیار سی سے آراستہ و پیراستہ سامنے آیا اسنے ترک فلک سے
 اُسکو آمادہ رزم پایاد ہر مکار کو یقین ہو کہ مگر تعلیم کرے زال دنیا کو فقہ دے جب ایسا اُسکو دیکھا
 کہا ای سر تنگ مین نے تجکو بجایا یا لاہر اب یہ وقت جان بازی ہے اُسنے عرض کیا کہ حضور کی عتقا
 سے جو کچھ ظہور مین آئے گا وہ سب پر کھل جائیگا میرے عرض کرنے کی کیا احتیاج ہے انجم نے اُسکو
 مال و زر سے بہت کچھ دیکر سرفراز کیا یہ رخصت ہو کر چلا اور اپنے گھر مین آیا سب سے ملکر رات کو بطور
 مخفی قلعہ سے نکلا اور روانہ ہوا یہاں وہ وقت ہے کہ ابر آیا ہوا ہے کریم کی رحمت کا جنگل پر سایہ ہوا
 باد بہار سی خیمہ ابر زر نگاری استادہ کر رہی ہے فراش بکر صحر کو صاف کرتی ہے بوٹے بوٹے پر جو بن کر
 شجر سر سبز مین پتے لہلاتے ہین جانور چھپاتے ہین کبھی سورج چمک جاتا ہے حسرت سے مزاربان
 پر آتا ہے کبھی فرائے سے ہول کے گھانس کو سون تک لہرا جاتی ہے گلون کی خوشبو کی لپیٹ و باغ جان
 بساقتی تھی و حیرت کو کلا پہ پھانٹے بچن سناتے ہین جدائی کی گل کیفیت دکھاتے ہین لوجوانون
 کے دماغ مین مستی کی دھوم طبعیتون مین دلولون کا ہجوم ہے جتنے لہر اگر موج عشرت دلون مین
 اٹھاتے ہین چشمہ چشم تراوت پاتے ہین پانی کی رفتار دلون کو وہ لہراتی ہے آنکھین ڈبڈباتی ہین نظم

افلاک و زمین سرور انکسیر
 ہنگامہ عید باد خوران
 رختہ گرستانان تو بہ
 کا ہے کور سے ہواے جنت

ابر و گل و سبزہ طرب ریز
 اور اُسچہ و فور ابر و باران
 برباد و نشان تو بہ
 زلزلہ کی جودہ ہوا ہو قسمت

ایسے وقت دلکش و موسم خوش مین جہانگیر کو تاب نہ رہی تیاری شکار کی کر دی پھر تو باز بھیجے جودہ

باشہ لکھ چکے ترمستی شکاری جانور باز تیر پرواز باز دار اور میر شکار لیکر حاضر ہوئے خیمہ ڈیرہ
لے گیا نوجوان ہمسن کمر باندھ کر چلنے پر تیار ہوئے سامان بزم بھی ساتھ لیا رقا صون اور
نارمنیون کو حکم ساتھ چلنے کا دیا مگر باد رقتار پر شہزادہ والا تیار سوار ہوا ابیات

روان بکھر شکری ہوا من موج	کئی چشم خورشید تک گرد فوج
بجارد صحاری پہ ہر عرصہ تنگ	مگر یان سر اسیمہ ہین وان پلنگ
بھین پیچھے ہین شیر بری لباس	کرین لوگ شاید فقیری کا لباس
چکار سے ہرن دونوں اندیشہ مند	دلون مین ہر اس کمان و گند

جبکہ یہ سب دلا در صحرائے پر شکار مین پہونچے جانوران برنگ کو اول شکار کیا پھر چرند پر گھوڑ
اٹھائے ہزاروں ہی ہاتھ آئے ابیات

نہ لک لک نہ قیتر ہا وشت مین	نہ غنچوارک آیا نظر کشت مین
سبھون مین جو تھے تازو سائیں سر	ہوئے صید یون بن پرایانہ ترس
بنون مین مچی دھوم سے آگے دھوم	جہان دیکھے ہو قیامت ہجوم
کمین ارنی مارے غصنف کمین	کمین ہاتھی نکلا ہو اثر در کمین
بڑے مسست ہاتھی جو تھے نیچے	سن اس شور کو چھوڑ کر بن چلے
لب آب جا کر جو کھیلے شکار	اسد دانے تھے کو دک نے سوار
ہوئے قرقرے صید ہو ہو کے ڈھیر	ہوا مین سے بھاگا عقاب دلیر

جب آفتاب کی تمازت ہوئی ریمون مین اگر قیام کیا اور طعام لذیذ سے آسودہ ہو کر آرام فرمایا
پہلے پھر دن کو جب دن ڈھلا میر دشت کرنے لگے اسی غفل مین داد عیش و نشاط دیتے
تھے یہ تو یہاں تھے وہاں سرسبز ہنگ ملازمان خورشید کی ایسی صورت بنکر لشکر مین آیا اور
ہر جگہ تجسس کیا جہاں لکیر کو نہ پایا لشکر مین چرچا تھا کہ شہزادہ ہمارا شکار کو گیا ہو یہ خبر سنکر بھی
صحرا مین آیا اور ایک مقام پر چھوڑی فقیہ دن کی طرح اسنے ڈالی اور آپ ایک عورت نہا
حسین بنا کہ زلف رسا کو اسکی مشک کتنا خطا ہو وہ آہو سے بیدا ہو یہ اس سے جدا ہو
پروہ شب برائے سجدہ جبین پیدا ہوا ہو جوش سودا مین ریح مجنون لیے بنکر مانگتی دعا ہو کہ

یہی زنجیر کا سلسلہ پھر کجاو قید حیات بین لانیوالا ہی اسی شب میں بدر پیشانی کو دیکھ کر سجدہ میں جھکتا ہے
 لکیشان کو مانگ سے نسبت ہی کیا ہے اس میں راستی ہو وہ پھر کچھ نہ کچھ کی ہوئی ہو ماہ کو ابرو
 پر خم اس لیے کتنا بجا ہے کہ خلق مشتاق تماشا ہو ہر جا وہ ہی انگشت نما ہو کہ دیکھو وہ عید کا چاند
 نمایان ہو آنکھ میں وہ شرارت بھری کہ نگاہ برق پر برق گراتی گرمیاں شعلہ گرمی دکھاتی گردش
 غضب کا چکر دیتی تقدیر کو گردش میں لاتی ناز و غمزہ خوبان کو اپنا غلام بناتی رخ پر نور میں
 وہ گرمی کہ دل جلون کے اور زیادہ دہن آگ لگاتی آگ کا جلا آگ ہی سے اچھا ہو بغیر دیکھے
 تاب نہ آتی لب شیریں پر شیریں فدا اس شیرینی کا مزا تلخ کامی دلاتا چاہذوق میں اُسکے عشاق
 کا دل ڈوب جاتا دانت موتی کی لڑی تھین بلکہ گوہر ان دانتوں کو دیکھ کر وابستہ ہوا دل میں
 سوراخ اُسکے پیدا ہو کہ نظم

نگاہوں سے شمشیر دست تھی
 تفاوت زمین آسمان کا ہریان
 دم حرف سرمایہ زندگی
 تو آگے سخن مختصر کیجیے
 سبھی دست زیر زرخندان ہیں
 وہن روئے مقصود جان دیکھیے

سیہ چشم اسکی وہ بدست تھی
 منج آسکا کمان اور مہ و خور کمان
 وہ لب لعل کو جس سے شرمندگی
 دہن کی جو تنگی نظر کیجیے
 نہ ہم تم زنجیر دیکھ حیران رہیں
 سراپا میں اُسکے جہان دیکھیے

اس شکل و شمائل پر بانوں کا جوڑا باندھے نہ نکلی نہ چوٹی دلف لہر اگر خسار پر آتی بدلی چاند سوچ
 پر چھا جاتی تہہ باندھے ایک کرتا کرتا تک موٹے کپڑے کا پہنے مرگ چھالا بچھائے بانسری
 چھپڑ میں گھڑے دھونی رماے بیٹھی ایک کونے میں بین ستار بھی چھپڑ میں رکھ لیے یہ تو سب طرح
 بیٹھا ادھر حرب کچھلا دن رہا شہزادہ سوار ہوا اور جوانوں نے اسوقت صحرا کا یہ عالم دیکھا شہزادے

کہ سر سون نے کی تھی قیامت بہار
 کہ کشت لگی بلبل خوش شس زبان
 خبر بھی ہو تب کو کہ آیا سبت

ہوا دلکش و ہر طرف سبزہ زار
 کھڑے لوگ محو تماشا تھے دان
 کہ خاطر جنون سے نہ رہے نہ جنت

جب یہ سب میر کرتے ہوئے چلے عیار طارے کہ یہ سب تہ جمید کو اُسکے تھے گروہ صیاد بنا ہوا

دام لگائے بیٹھا تھا انکو محو تماشا دیکھ کر آپ بھی بین بجائے لگا اور خوش الحانی سے

یہ غزل گانے لگا کہ غزل

تھیں قصیر اُس بُت کی کہ ہر سیری خطا لگتی	مسلمانوں ذرا انصاف سے کیوں نہ لگتی
ترپنے لوٹنے رونے کا باعث تجھ پہ لگتا	ترے دل کو بھی سیری سی اگر اوبے وفا لگتی
وہ پھر گرم نظارہ کہانتک زخم دل ٹانگون	کہ ہر ہر نگہ کے ساتھ اک برجھی سی آ لگتی
جو گریہ تر نہ کر دیتا تو جیسے نالہ کھینچا تھا	چمن میں کوہ میں صحرا میں آتش جا بجا لگتی
بلائے جان ہوا دھواں اُس سید کا کل کی جی	دلگنا دل تو دل کے پیچھے کا ہسکویلا لگتی

یہ صد گانے کی اور بین کی کان میں جہاں گیرے جو پوچی کھوڑا اسی طرٹ اٹھا یا صید خود جانب
صیاد آیا قریب پوچھ کر عجب حسن دیا دیکھا کہ فلک نے کبھی ایسا نقشہ نہ دکھایا تھا کھوڑے سے
کو در قریب اُس قتل گاہ آیا اور کہا شاہی عشق مولا اُس نے کہا دانا بھلا ہو راج پاٹ کرو دھرم
کاج کرو اُس نے کہا سائیں آپ کا کہان سے آنا ہوا ہو کہا بابا جہان سے سب آئے ہیں کہا اب
یہیں رہیے گا یا جائیے گا جواب دیا کہ جانے کو سنسار آیا ہو فقیر کیونکر رہ سکتا ہو کہ میت

رفتگان میں جہان کے ہم بھی ہیں	ساتھ اس کا روانے ہم بھی ہیں
-------------------------------	-----------------------------

یہ اُس کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور اُسکی تیرم رنگان کا صید ناوک خور وہ دل اسکا بنا رہا سنے ادا ہائے دل فریب
دکھانا شروع کیا کبھی ٹنڈھ کو بنایا اور غنچہ دہنی سے بہتا آگستہ جھاہی لی یہ معلوم ہوتا تھا کہ
کبھی کلی کھل کر لگی کبھی دونوں ہاتھ اٹھا کر انگڑائی لی کہ دونوں ہاتھ دو تلواریں تھیں کہ بلند ہوئیں
بغل کی خوشبو آئی سفیدی اور رنگ لائی کہ جان پر بن آئی لگات کے اُجھارنے سنائیں بنکر سید نہ
توڑ دیا اور وہ جلدی سے چادر کو اُگے کر لیتا جیا کی کلین رخسار پر پڑنا شروع نظر میں ہونا عیاذ باللہ
یہ نوجوان تھا اگر زائد صد سالہ بھی ہوتا تو زہد و ع طاق نسیان پر رکھتا بس اُس نے قدم پر
اُسکے سر رکھ دیا اور کہا کہ میرا ملک و مال اس مقام پر نہیں ہو ورنہ کیا کہوں کہ کیا میرا تب آپ
کرنا اُس نے پارہ نے جواب دیا کہ تارک الدنیا کو ملک و مال سے کیا مطلب رہا ہو کشور راحت فوج
الم نے لوٹ لی ہکو مال کی کیا پرواہ ہو فقیر دن سے زیادہ ارتیا ط اچھا نہیں اب اپنی راہ لو ملک مال
کا لالچ نہ دلاؤ اُس نے کہا ہم تیری گلی کے گدا ہیں اس صحر کو باغ خان سے بہتر جانتے ہیں اُس نے

کہا یہ بھلا ہم کب مانتے ہیں اُسے کہا آج میں اپنا خون کرونگا نہیں تو عرض میری قبول ہو کہ یہاں سے چند کوس پر لشکر میرا ہو وہاں تشریف لے چلو اُسے جواب دیا کہ درویشوں کو جا بجا دوڑتے پھرنا اچھا نہیں ہمیں کیا مطلب جو وہاں جائیں اور اپنے مشرب و ملت میں دھبہ لگائیں اُسے کہا ہم تمہارے کمالات کے مشتاق ہیں دو گھڑی ٹھہرنا پھر چلے آنا وہ بھی تو صحرا ہی ہے کوئی عمارت شاہی نہیں ہے اُسے کہا اپنی یہ راہی نہیں ہے بہت کچھ اُسے منت سماجت کی جب وہ راضی ہوا اُسی وقت با تو چند روز رہنے کا ارادہ تھا صحرا میں باکوئچ کیا اُس زن مہ طلعت کو بھی سوار کرا لیا اور لشکر میں پھر کر آئے ایک خیمہ میں اُسکو اتارا کہ جگہ سامان عیش و راحت سے وہ آناستہ تھا مسندیں بھی تھیں جو کی پرستیاں صراحیوں کی شراب کی رکھی تھیں چنگیر میں جو گھڑے عطر و پانڈان مہیا تھے پلنگڑی باب و تاب لگی تھی کنیزیں بہ خدمت گذاری حاضر تھیں جہانگیر نے کشتیاں جو اہر و زیور کی اور لباس پر تکلف کی اُسکے لیے بھیجیں لیکن اُسے قبول نہ کیں اور کسی طرح وہ اسباب نہ لیا آخر جب داکے شاہد دہریلی ہوئی اور گیر و لباس درویش روزگار نے اُتارا خیمہ عالم میں قدم شب مشک فام نے رکھا کہ نظم

اشاری تھی کہ پھر چوسین لب جام	کہ آنکھوں میں پھرین غفلت کی آرام
لکھلا جسم فلک سے شب کا پھر راز	ہوئی سپید اسباب د آغار

شب کو ساقی و شراب سب مجتمع ہوئے شہزادہ خیمہ میں یار گل فام کے آیا انجن آرائی ہوئی لطف چراغان ہر سمت تھا و رختوں کے پتے چمکنے لگے ہوا یوہن سی آہستہ آہستہ وزان ہوئی کوسوں تک میدان میں سناٹا ہوا ستاروں کا کھیت لطف دکھانے لگا ایسے عالم میں حسن نے بین کو اٹھا کر بجایا اور یہ گانا شروع کیا کہ غزل

اس پیش کا ہر مزاد ل ہی کو حاصل ہوتا	کاش میں عشق میں سرتابہ قدم دل ہوتا
آسمان درو محبت کے جوت بل ہوتا	تو کسی سوختہ کا آبلہ دل ہوتا
چھوڑتا ہا تھر سے ہرگز نہ کبھی سبیل شوق	داسن برق اگر داسن ستا تل ہوتا
کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج	اتنا دق ہوتا کہ جینا اُسے مشکل ہوتا
گر سیہ بخت ہی ہونا تھا نصیبوں میں	زلف ہوتا ترے رخسار پر اتل ہوتا

دل رفتون کی اگر خاک چمن میں ہوتی تو جہان دیکھتے ہو غنچہ وہاں دل ہوتا

ذوق مستی زیادہ ہوا ہوائے سرخوشی سے دل بیتاب سمان بندھا ہر ایک محو بیٹھا ہوا رات کا
وقت ساز کی و مسازی عالم ہی اور تھا اب تو جہانگیر نے جاہا کہ غلیہ ہوا اورین اور یہ اکیلے میں
بادہ جاری کرین لیکن فرزند مرشد برحق یہاں موجود ہیں آنکھوں نے ایک جام بھی اُس فقیر کے
ہاتھ سے اُسکو نہ پینے دیا اور کہا میرا دل کھٹکتا ہو خیر آپ لائے ہیں اسوجہ سے پاس خاطر ہو لیکن
میں آپ کو اسکے پاس اکیلے میں نہ بیٹھنے دوں گا اور اسکو یہ خیال ہو کہ بیشک یہ کوئی عیار ہی پھر
سوچتا ہو کہ اگر تفتیش حال کروں اس خیال سے کہ یہ مرد ہو اور یہ مرد نہ نکلا تو بُرا ہو گا کیونکہ
اس ملک کی عیار بچپن کو میں نے عیاری کرتے دیکھا ہے بس اگر عورت ہو تو جاسے ہی
وہ ایک مقام پر بیٹھی تھی کیونکہ اسکو یہاں لائے باہر جو بات چند در چند یہ تو خاموش رہا
اور وہاں جہانگیر پھرک رہا ہی بیتاب ہوا جاتا ہو جب زیادہ رات آئی چاہا کہ اب تشریف لے
چلیے اپنی بارگاہ میں جہانگیر ابدیدہ ہو کر اٹھ آیا انجمن برخاست ہوئی چاہا کہ
نئے بخوبی پہراچ کی مقرر کیا تمام شب آپ جالتا رہا نہ تو شہزادہ جاسکا نہ وہ عیار اسکا آخر عہد
نے حسرت دل بخشی التماس شوق قبول ہوا جلال مہر آشکار ہوا کہ دل جل جل کر نکل شمع بجھا
یعنی زلف شب تابزا نو پہونچی شعر

ہوئی شائع جو نور افشانی مہر | بنے مشعل رخ نورانی مہر

ہنگام سے وہ درویشہ حازم روانگی ہوئی جہانگیر نے محنت روکنا چاہا مگر اسنے نہ مانا آخر سوار ہو کر
راہی ہوئی چاہا کہ بہت خوش ہوا کہ جس کم جہان پاک کھٹکا تھا لیکن شہزادہ کو تاب نہ
دوسری شب کو غفلت دیکر لباس شہروی سے آراستہ ہو کر یہ سیدھا اُس جھوپڑی میں پہونچا
جوانی کے مزے ہکو بھی جب یاد آتے ہیں کف افسوس ملکر رہا تھے ہیں اتنا کہ کہ لینا بس
کہ اب ہوس ہو جب اس مقام پر پہونچا اسنے باعزاز تمام اُسکو بیٹھا یا یہ لب پر لایا کہ سرد

بوسہ ہمیں جو لب کا وہ اپنے عطار سے | اُس بادشاہ حسن کا داتا بھلا کر سے

اسنے کہا کیا خوب اب اب آپ مزے میں آئے فقروں کے سامنے راہ ادب سے آگے قدم بڑھا۔
اسنے منت کر کے لیٹ جانے کا غم کیا اسنے جھپک کر اپنے تین گرا دیا اسنے ہاتھ پر ڈکرب اٹھا اسنے

دوسرے ہاتھ سے ہاتھ کو داب کر منہ ناز سے بنایا پھر آپ ہی آپ اشک آنکھوں میں بھر لائی
 صدقے قربان اپنے اوپر سے کرا لیا تب ہنس دیا دیر تک ادا فرما کر مہر پہا پھر اُس نے کہا کہ ہم فقیر
 کے پاس تو شراب بھی ایسی ہو کہ آپ کے لائق نہیں کیا تمہاری تو وضع کریں یہ لکڑی ایک گلابی شراب
 کی جھوڑی سے لائی اور کاسہ چوبی میں بھر کر مشکبوس کی جہانگیر نے بے وسواس اُس کو پی لیا
 اور یہوش ہوا اُس نے پشتارہ اُسکا باندھا اور سیدھا اپنے دغدغہ پاہ وچکڑا لیکر روانہ ہوا اور بہت
 جلد راہ طو کر کہ داخل قلعہ انجم حصار ہوا اور جب سامنے ہوا شاہ کے پہونچا اُس نے آہنگر بلوا کر
 ہزار من کی قید جسم پر آراستہ کی اور حکم دیا کہ اُس کو لے آکر سرچ ہندیل میں قید کرو تیغہ بلاکش
 بسبب اُس کے کہ مسکن ساحران غدار ہوا اس مقام کو شہزادہ جانتا تھا تو کمر میں رکھتا تھا صحرا میں
 بھی آیا تھا تو وہی تیغہ لایا تھا وہ تیغہ بھی انجم شاہ نے لے لیا صبح کو بیان لشکر میں شہزادہ کے
 غائب ہونے کا غفلہ ہوا مہتر چابک نے کہا ہم نہ کتھے تھے کس عورت کا آنا اچھا نہیں
 خیر ہرچہ باد اباد یہ لکڑیاں سے صحرا میں آیا مسکن عیار کو نہ پایا اور نہ اُس عورت کا کہن نشان
 دیکھا بس یہ وہاں سے سیدھا روانہ ہوا اور جا بجا گئے گاؤں بستیوں ڈھونڈتا ہوا
 قریب قلعہ انجم حصار پہونچا قلعہ دیکھا سرنگاہ کشیدہ نہایت مستحکم و استوار اُس نے صورت
 اپنی بد لکڑی باندھ جانے کا قصد کیا جیسے ہی دیوار قلعہ کے پاس پہونچا ایک چمک پیدا ہوئی
 اور آواز کڑکڑکی آئی پھر جو دیکھا تو بجلی چمک کر اُس پر گری اور گردن و کمر میں مثل زنجیر کے
 لپٹ گئی اور لیکر بلند ہوئی غفلہ روانہ ہو گیا سحر کے اُنھیں پہونچا ہوا وہ برق زنجیر نی ہوئی
 سامنے انجم شاہ کے اُس کو بھی لائے اُس نے اُس کو بھی قید کیا جاسوس ملک خورشید ناچ بختر
 نے لگا رکھے تھے وہ خبر لیکر گئے اور کہا ہکو اندر قلعہ کے بیانا بھی نہ پڑا یہ ہاجر اپنے سیر و قلعہ دیکھ
 تمام لشکر میں اُس کے بھی شور انگلی گرفتاری کا بچ گیا ملک خورشید نے اُسی وقت لشکر اپنا تیار کر لیا
 اور برسم یلغار سامنے قلعہ کے آباد لا ورون گئے اُتے ہی پراجایا اور حملہ کیا جب دھاوہ پیش
 ہوا دیوار ہائے قلعہ کہہ نارنگی تھیں لاکھوں بجلیاں ترپ ترپ کر گرنے لگیں قلعہ بھر تھا
 آسمین بجلیاں ترپتی تھیں میدان میں آتش بازی چھوٹ رہی تھی عجب بولہ دکھائی دیتی تھی
 کہ شعلہ ناچ رہے تھے جتنے کہ آگے بڑھتی انکار خست ہستی بجلیوں نے جلا دیا بہت

آدمی اچھلے ہوئے نظر آئے تھے ایک طرف برق طہان بھی ایک سمت یہ سوختہ تن ناچتے تھے شور آفت زار پاتھا آخر خورشید وہاں سے کئی کوس اسطرت ہٹ کر آیا اور خیمہ استادہ کیا وہاں انجم شاہ نے عریضہ بندست کو کب لکھا مضمون یہ تھا کہ امیر شاہ عالیجاہ کیوان کلاہ ہم لوگوں کی پشت پناہ ہمیشہ آپ پر سایہ اگر گہترین بصدادب گذارش پذیر ہو کہ اندون چنہ باغیون نے سر اٹھا پا از انجملہ جہانگیر لشکر لکیر سیرے قلعہ پر آیا مثل مشہور ہو کہ چھوٹا منہ بڑی بات لیکن ویسے ہی تو سنہ کھائی خدا نے شکل عروس فتح و نصرت دکھائی اب دونوں کو یعنی عیار کو جہانگیر کے کہ جب کا نام چاہا ہو اور خود اسکو میں نے گرفتار کیا ہوا انکی نسبت کیا حکم ہوتا ہو زیادہ حداد یہ نام ایک ساحر کو دیا کہ وہ لیکر قلعہ کو گیبہ کو روان ہوا اور بہت جلد سب قلعہ جات کو جو اس پار دریاؤں کے ہن طر کے ب دریا کے مردارید کے قریب پہونچا پنچہ اسکو اٹھا لے گیا دربار دربار میں لا امیر شاہ کو سہرے جاکر دست پر بصد کرد فرستکین پایا مجھ کیا اور وہ عریضہ دیا بادشاہ کچھ دیر تک سوچا کیا پھر جواب لکھا کہ امیر اور عرضی تمھاری پہونچی جاننا زری یہ تمھاری صد آفرین ہو لیکن انکو قتل کرے گا ارادہ نہ کرنا ورنہ مجھ کو خواجہ عمر سے نداشت ہوگی میں اسکی فکر کرتا ہوں تم مضطر نہو با باقی مراسلات خسروانی کے امیدوار ہو یہ جواب لیکر وہ ساحر خلعت سے نخل ہو کر پھر اور پاس انجم شاہ کے آیا نامہ دیا یہ پڑھ کر خاموش ہو رہا لیکن ایک دن اسنے وزیروں کو بلا کر مشورہ کیا انھوں نے عرض کی کہ کو کب کی عقل میں ہم کہ نہیں سکتے کہ فتور ہو قید رکھنا انکا عقل کا قصور ہوا سکا طر فزار شاہ جاودان ہو وہ آئے گا اور غضب ڈھائے گا جان بیکر لے جائے گا آخر اس امر پر قرار ہوا کہ انکو مار ہی ڈالنا صلاح ہو چنانچہ حکم دیا کہ اند قلعہ ہی کے میدان خونی تیار ہو فوراً ارہ کش شمشیر کش چلا حاضر ہوئے چبوترے ریک کے بنکے بوریے قنات کے بچے کئے خلعت میں ہر طرف چلو دیکھو چلو دیکھو کی پکا ہوئی گرد اس میدان کے تمام اہل قلعہ کا سیر دیکھنے کے لیے مجمع ہو گیا شہزادہ اور چاہا یک کو عراوہ پر سوار کے اس مقام پر لائے فوج بادشاہی پر اسے حفاظت و نگہبانی مسلح ہو کر وہاں آگئی جس کسی نے کہ صورت زیبا کو ان نوادہ گان باغ صفا جہانگیر دھتاری کہ لکھا شمشیر نکل نہاں رسیدہ کے پرمردہ ہو گیا وہ سن

کیا بھولا پن ہو کوئی کتا تھا کہ انکے والدین کے دل سے پوچھیے کہ ابھی تک طوق گلے میں نہت کے پڑے ہیں خدا نہ کرے کہ کوئی بودہ بھی اس سن کا باغبان کاٹے دیکھو کیا گال چھو لے چکا گلاب کی ایسی پتی ہیں بعض کہتے تھے کہ بھائیو یہ دنیا جائے عبرت ہو یہاں ایسے ہی ایسے جوان خوبصورت تیغ مرگ سے شہید ہوتے ہیں ایسے ہی گل باغبان دہر توڑتا ہوا چھپے ہی تو بہت جلد فنا ہوتے ہیں سر اسے فانی میں سی طور ہو رہا ہو دیکھو تو کیسے کیسے جلسہ بارون مٹ گئے اور کیسے کیسے حسین لبسان سبزہ با مال قدم اجل ہوئے کہ خمسہ

خواب ہیں وہ حمارات کیا کون تجھ پاس	کہ جسکے دیکھے سے جاتی رہی تھی بھوکا دیر
اور اب جو دیکھو تو دل زندگی سے ہوئے ادا	بچائے گل چمنون میں کمر کمر کھاس

کین ستون پڑا ہو کین پڑی مرغول

یہ باغ کھائے کسی نظر نہیں معلوم	نجانے کس نے رکھا یاں قدم وہ کون تھا شوم
جہان تھے سرو و صنوبر وہاں اُگی ہوز قوم	مچی ہوز باغ وزغن سے اب اس چمن میں ہوا

گلوں کے ساتھ جہاں بلبلیں کرے تھیں گول

ہیاں تو سب آپس میں رنج و غم کر رہے ہیں ادھر اکھ شاہ دارالامارتہ سے نکلیں سیدان میں ٹھہرا پلٹنوں اور سالوں نے قیدیوں کو گھیر لیا جلا دھم پوچھنے لگے جہانگیر و جاکب آپس میں نگاہ حسرت کرتے تھے اور اپنے مذہب کے موافق رجوع قلب سے دعا کر رہے تھے ان قاتلوں کے ہاتھ سے تو جان بچ گئی لیکن اور قاتل پیدا ہوا یعنی غلام شاہ و خیر بادشاہ تشریف لاتی ہیں ہر ایک کی جانب دیکھنے لگا اس اتنا میں ایک قتالہ و سفاک کو دیکھا کہ کئی سو خواصوں کے چچ میں کہ وہ سب بھی کشور حسن کی شاہ اور آسمان خوبی کی ماہ تھیں چلی آتی ہو رفتار سے اپنی کبک کو تڑپاتی ہو کان میں جو بال پڑا ہو چٹنے سے ہلتا جاتا ہو عکس اسکا گالوں میں لہراتا ہو دیا حسن کو خوبی نے گھیر لیا ہو آفتاب میں چاند نکلا نظر آتا ہو زلف بھی چہرے پر لہراتی ہو ناگن باغ حسن میں اتریں چاہتے آئی ہو کمر کو لے کا عالم جسپر عشاق بیدم پار بجائے میں ساوین پڑی ہو میں برادران چرسین نظر آئیں پیڑ و موافق سے ابھرا ہو اسینہ پر کچونکا ابھار جون دیتا دوٹپا کا ندھ سے

زلف سودا بخش روح لیلی کمان بار و مین جڑا ہوا تیر فرہ آنکھوں مین سرمہ حیا کا ازل سے
 دیا ہوا شاخ شجر طور ستر اقدم بنی ہوئی نخل گل بلوغ ارم قاست کی شان تھی گلہ سترہ جاہ و چشم
 کے آن بان تھی دفتر عنائی مین فرد تھی انجل بلوکادو پٹا اور طے اٹھلاتی ہوئی دام زلف مین
 دل پھنسا ئے ہوئے خدانہ کرے جو ایسی زلف کے پھندے مین کوئی پھنسنے جیسم تماشائی
 تمام عمر حیرتی آئینہ رخسار بنے کہ فطنت

کیا کمون کیساتر د بالاء ایک جاگہ سے ایک جاگہ خوب اسکی کاکل سے حوت سر نہ کرے کچھ بھی نسبت ہے تلو سودا اسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے اس جہن سے ہو دلکی کب جاذب ویسی بھوین کشیدہ بھی ہن کہن سطح رخسار آئینہ سان صاف لطفت بینی کا فہم ہو دشوار کیا جھمکتا ہے ہائے رنگ قبول	قالب آرزو مین ڈھالا ہے پیکر نازک اسکی سب محسوب کاکل صبح پر نطنت نہ کر د کالے کو سون کی بات کا کیا ہو رہی سنبل کے پیچ باج دھڑکے صبح صادق کا دعویٰ ہے کاذب یہ کما مین کسو سے کھنچتی نہیں جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھیہ صاف ایک باریک بینی ہے درکار جسے مکھڑا گلاب کا سا پھول
---	--

پس اس گلبدن نے قریب اگر اس گرفتار رنج والم شہزادہ عالم کو بھی دیکھا عجیب شکل خدا کی
 قدرت نظر آئی فرشتہ زیب ملائکات قریب سکندر صولت فلاطون حکمت کو دیکھا کہ ابھی نوجوانی
 سے کوئی گل عیش نہیں چنا باغ حسن سر سبز ہوتا آتا ہے ایسی صورتیں مرقع و ہر میں صورت قدرت
 نے کم کھینچی مین وہ دزدیدہ نگاہ مین وہ دل لینے کی راہ مین وہ چاہست کی صورت بھولے پن کی
 صورت پیارا آنکھوں سے ٹپکا پڑتا یوسف کا ایسا نقشہ بھرے بھرے ڈنڈ پھری پھری
 مچھلیاں سیدہ فراخ و ہموار پیشانی بلند کمان کی طرح بلند نہایت ارجمند کہ ایسا رست

وہ نگو خونی نگو روسے خمستہ منظر وہ مسیحی حادوم یوسف رخ و داود احمی	وہ بلند اختر فرخ و رخ و فرخ فانی وہ سلیمان و ش و موسیٰ کف و صالح احمی
---	--

چشمہ فضل و ہنر کان عطا جو نوال
مشتی دانش و نہ پیش درج جلال
شاہ دار اول و سلطان سکندر اقبال

چمن خلق و نسیم کرم و ابر سخا
آسمان جاہ و عطار و قلم و فہر علم
خسرو جم چشم و داور کسری انصاف

بس صورت دیکھتے ہی یہ حال ہوا کہ دل خم زلفت و تامل میں پھنسا سر نہ نائل ہوئی بلا جو شطرت
نے آرام کھویا صبر کو دل سے ہاتھ وھویا آتش شوق کی حدت بڑھی گرمی بازار الفت ہوئی
اُن اُن کو کمر دل تھام لیا اپنے خدا کا نام لیا طبیعت نے کہا کہ نہ سنبھلون گی محبت نے کہا
میں تمام عمر لاؤں گی بیخودی نے استقبال کیا شرم و غیرت نے تھام کیا لفظ

یائے بند ستم بار ہوئی
تلخ کامی کے مزے لینے لگی
مرگ نو کی یہ بشارت تھی صاف
مژدہ و لولہ ما تم ہر

دام الفت میں گرفتار ہوئی
دم لیا بھی کہ نہ دم دینے لگی
جان دینے کی اشارت تھی صاف
کہ سمجھتا یہ شگون غم ہر

آٹکھون سے حسرت پیدا ہو چھپائے ہوئے و لگو اپنے بس میں کیے کچھ چپ چپ پاس اپنے
پدر کے آئی اُس نے اُسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور پاس اپنے زانو کے ٹھایا دیدہ نگاہی ہوتی
جاتی تھی چپکے چپکے و لگوروتی جاتی تھی آخر سر شہ کلام کو عقد پیام ویا کہ اوپر میں نے حال
اس شہزادہ کا بخوبی سنا یہ طرندار شہنشاہ افراسیاب جو اسکا قتل کرنا ناروا ہو دوسرے
مامون جان نے کچھ تو ایسا سمجھ لیا ہو جو آپکے منع کیا ہو اُنکی رائے پر اپنی رائے کو ترجیح دینا
خلاف دانش عقلا ہو ایسا نو کہ کام ہاتھ سے جائے بنانا یا کھیل بگڑے مفت کا الزام آئے
آپ خود دانشمند ہیں آپ کو کون سمجھائے پر نے اُنکے کہا آخر پھر کیا کروں اُس نے کہا کہ سوا
قید کے کوئی چارہ نہیں دوسرے یہ کہ مامون جان کیا غافل تھوڑے ہیں وہ بہت جلد راہ
اُسکی نکالینگے آپ کیوں کھیراتے ہیں بادشاہ نے کہا اُسکا منظور کیا اور اُس سیر سلاسل عشق
پھر بندی خانے میں بھیج دیا خلق خدا شاد و اسی نے اپنے گھر پھر می وہ نہیں رنج باطل ہوئی
ادھر یہ دیوانہ مجنونانہ اسیر زنجیر خانہ زنجیر میں بھی اُسکے اسیر ہونے کا غل زخمی نگاہ سے
تامل لیتا ہوا کہ وائے ناکامی اب تو اور بھی جان پر آئی اس سلسلہ سے اب چھوٹا دشت

ہم مین اور سلسلہ الفت یار ہو جسے دیوانوں کو زنجیر کیا درکار ہو نظم	بتیابی دل سے لب پہ ہو جان	ہون کوئی کھڑی کا دم کا تھان
اب مرنے مین میرے کیا ہو باقی	باقی نہیں اب تو ہم مین حالت	خانی مین سبھی حسد ہو باقی
جاری ہو ہر ایک چشم سے خون	اب ہوتے ہیں نالہ ہائے موزون	ہو اور ہی درد و غم مین حالت

اسی طرح زندان خانہ غم مین یہ تو کچھ نسا اور حال پر اپنے روتار ہا اور وہ بتیاب سینہ غم سے بھرا ہوا دل آتش رنج سے کیا بھی اپنے پدر سے کچھ دیر مین رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی اور بستر غم پر پڑی دل تڑپتا تھا بے کلی ناب توانا کی کھوتی تھی سراپا غم کی صورت ہو گئی تھی لمحہ بھر مین نہ وہ رعنائی رہی نہ زیبائی رہی خوشی نے بالکل خانہ دل سے کنارا کیا رنج کا گھر بہت مستحکم بنا جنون نے شور صبر و سکون لوٹ لیا ربط دست و گریبان بڑھا جب جانب باغ نگاہ کرتی تھی ماتی سوسن کی پوشاک نظر آتی اپنے گریبان کی طرح چاک گریبان گل کو پا تی جب زیادہ ہجر مین گھبراتی تو یہ زمان پر لاتی ابیات

دلا مین مجھ سے کہتی تھی کہ زہار	محببت ہو بڑی آتش خبردار
نہ سمجھا تو شراب عشق ہو	ڈرے موج اُسکی سے کالے کی ہر

اور جو کبھی زیادہ بتیابی ستاتی تو رور و کر یہ سناتی نظم

نہین صبر آتا ترے۔ ن۔ ملے	لبون سے جگر تک بھر مین ہن گلے
کسو سے کسو کو نہو جائے لاگ	کہے تو لگائی ہو سینے مین آگ
کسو کا کسی سے نہ لگ جائے دل	کہ کنا پڑے ہائے دل وائے دل
نہو جاتی اچ کا ش الفت ہمین	اٹھانی نہ بڑتی یہ کلفت ہمین
نہ آنکھ مین لگی ہو تین ناگاہ کا ش	کہ چھاتی کی دل تک نہ جاتی خراش

اور وہ غم کی مبتلا اور دیر زادی اسکے داغ بر سینہ وہ غنچہ گل پر بیٹھی اپنے مقام پر طعن کرتی کہ موج سبزہ آج میرے لیے تلو اور ہر صورت دار فاختہ بعینہ منصور ہو کلمہ حق کہنے والا اتنی رنجور رہا راہ وحشت مین قدم اپنے جھے جاتے ہیں یہ مجنون اس باغ مین بنے جاتے ہیں غرض بلبل

کی طرح نالہ و شیون کرنا اور قمری کی طرح طوق محبت و گردن یون زمرہ سنجی فرمانا کہ ایسا ت

خوب روئے آج ہم سنسان ہامون کھچکر
یا د آیا ہلو مجنون بید مجنون دیکھکر
اگر گئے اک آن میں جادوئے بلبل کے دھوکہ
سرمد آسودہ تیری چشم پر افسون دیکھکر

اور جانی وائے مایہ زندگانی کیا ترے مٹنے کا سامان کروں دل میں ہو کہ آپ ہی کچھ کھا کر مرہون نہ کروں

جگر غم سے یک لخت خون ہو گیا
رکاد دل کہ آخر جنون ہو گیا
گئے ہوش و صبر اپنے یکبارگی
طبیعت میں آئی ہو آوارگی
سراسیمگی سے بگولا ہوا
پھرون اس طرح جیسے بگولا ہوا
نہ جی کو تسلی نہ دلو قرار
اکٹ غم میں سر رشتہ اختیار

بعد کچھ دیر کے دل بھلانے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کر شہزادی کے مقام پر آئی اُسکو بھی نزار و نرا
پایا آنسوؤں کا رخسار پر نشان پایا رنگ رخ فق چہرہ اُترا ہوا بدر کامل کا ہیدہ ہوا اور یہی
حال شہزادی نے اُسکا دیکھا دونوں مجھکر ٹٹکی باندھی ایک دوسرے کی صورت دیکھکر حیران
رہیں نہایت پشیمان رہیں پھر شہزادی نے یہ غزل اپنے حسب حال گائی مغزل

پچھتے نہ حلقہ کیسوئے تاباں میں دل
بلا سے کر ہو نوالہ وہان یار میں دل
بغل میں جب سے مراد بغل کا دشمن ہو
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار میں دل
نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے
برنگ شعلہ کہیں آہ شعلہ یار میں دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیوں ہر چشم براہ
اگر نہیں کسی مہوش کے انتظا میں دل
اٹھا تو لائے مجھے میرے ہنشین اور ذوق
رہے گا میرے عوض ہر اکوئے یار میں دل

وزیرزادی سمجھ گئی کہ انس کا دل بھی کہیں پھنسا اُسنے قسم دے کر پوچھا کہ ای ملک پہ کو یہ سوز و گداز
کیسا ہو داری ہم سے پردہ کیا ہو ملکہ روسنے لگی اور کما شہر

ہیں جو دیوانے وہ آزاد ہیں دیکھ کر پوچھے
اور ہشیار ہیں جو جگر سے ہیں بنجیرون میں

ای ہنشین اب میری لحد پر اٹکو ہو سکے تو لانا کشتہ تیغ ادا کا مزا دلو کھانا وزیرزادی بھی

روئی اور گویا ہوئی کہ ای بی بی بیت

کون زندہ رہے گا کیا ہوگا
آگے پیچھے جنازہ ہوئے گا

شاید تم اسیر طرہ زلف شہزادہ جہانگیر ہو اور یہی حال میرا ہو کہ میں اُسکے عمار کے تیر مژدہ کی زخمی ہوں
 بسن سننا تھا کہ پردے پارہ درسی کے چھوٹ گئے دونوں دیوانگان صحرا عاشقی ملکر بیٹھے
 باقین راز و نیاز کی ہونے لگیں آخر اس بات پر ٹھہری کہ سرسنگ حیات سے کہو کہ وہ کو کاہر
 وزیر زادی نے سرسنگ کو بلایا اُسنے اگر ملکہ کو نذر دی مقام بہتر بیٹھنے کو ملا وزیر زادی نے
 اُس سے سب ماجرا کہا وہ ملکہ کو بہت چاہتا تھا گو دیون میں اُسنے کھلایا تھا کما میری جان
 تجھ پر فدا میں لے آؤنگا ملکہ اٹھ کر قدم پر گرنے چلی اُسنے ہاتھ باندھے اور خود قدم پر سر رکھا
 ملکہ نے جواہر کے صندوقچہ اُسکو دیے اُسوقت اُسنے کہا کہ اے ملکہ ایک برج کہ اُسکو برج حسنہ
 کہتے ہیں واقعی وہ حسنہ کا بنا ہوا مگر بہت سخت و دشوار جگہ ہے آپ کے پدر عالی قدر کے ہاتھ پر
 ایک انگوٹھی ہے اگر اُسکو آپ لے آئیے تو پھر میں بہت سہل طرح سے شہزادہ کو لے آؤں یہ
 فکر رخصت ہو گیا ملکہ ایک روز ضبط بد شواری کر کے سنگ جبر مقارقت دل پر دہر کے
 چپ ہو رہی دوسرے دن یہ لکھنؤ پر سفید سوار ہو کر چلی اور ایوان خاص میں بادشاہ
 کے اُتری بادشاہ خاصہ کھانے محل میں آیا تھا کہ یہ بھی شریک طعام ہوئی بعد فراغ طعام
 اُسنے جواہر کا ذکر چھیڑا اور کہا اباجان کیسے آپ نے اپنے دست مبارک سے کوئی انگوٹھی
 مکیونہ دی اُسنے سادہ مزاجی سے کہا کہ لو اب سہی اور ہاتھ اپنا بڑھا دیا اُسنے جو تاکہ سرسنگ
 نے دیا تھا اُسکے سبب سے وہی انگوٹھی نگین یا قوت کی پسند کی بادشاہ نے کچھ خیال بھی نہ کیا
 انگوٹھی اتار کر دیدی یہ لیکر کچھ دیر ٹھہری پھر خوشی خوشی وہاں سے گھر میں آئی اور وزیر زادی
 کو انگوٹھی دکھائی وہ بھی بہت خوشنود ہوئی پھر سرسنگ کو بلا کر وہ حوالے کی جہان
 جبرخ کو ہر انجم صدقہ اتارنے کو انجمن پر سے لایا شب وصل نے منہ دکھایا ہوائے دل نے یہ
 مژدہ سنایا کہ عجب تماشا ہے کہ اُس رات کو ماہ کے ساتھ آفتاب آیا ایات

ستارے دل سے وقف رونمائی

عروسانہ شب و متا سب آئی

جھے گا بادہ گلگون کا جلا

کہ ہونگے بلبل و گل دونوں یک جا

وزیر زادی اور شہزادی دونوں نے جام کیا لباس و زیور سے آراستہ ہوئیں باغ میں گل چھیننے لگے
 فوارے خوشی سے اچھلتے تھے نہرین و نور شوق سے اُبلتی تھیں درخت سب بادلہ سے

منڈھے گئے جو انان چمن زری پوش ہوئے بابل ترانہ عشرت گانے لگی سروانی اکروم و مروم و روکھا
 لگی بارہ درمی مین فرش کی چمن چین لگی گلہ ستون سے فرش بھی منسنے لگا آئینہ کالباس و یارون
 نے پینا پلنگ سجے گئے مسند چھپائی لگی کنول کیا لگائے گئے کہ دل کنول ہو گیا جہاڑ ہر ایک
 روشنی بار تھا مکان سارا پراز نقش و نگار تھا ملکہ اور وزیر زادی چھڑی ہاتھ میں لیسکر
 ٹھلنے لگیں اور انتظار یار دلنواز کرتی تھیں اسطرح سر ہنگ وہ انگشتی ہاتھ میں ہنکر
 برج صندل میں پہنچا اُس برج کے چار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر ہزار ہزار پاسبان
 مقرر ہیں وہاں شہزادہ فطالہ سے سرد گرہان دل سے کہتا کہ کاہے کو وہ مغرور حسن و جمال میرا
 خیال کھتی ہوگی ناز کاہے کو فرصت دیتا ہوگا اعجاز دامن کش ہوگا نگاہ اپنی طبیعت کے موافق
 پھری ہوگی بے وفائی سمجھاتی ہوگی کبھی بتیابی سے یہ کہتا تھا کہ ابیات

مجبورون پہ کرنا نہیں جانی ستم بچا	فرقت کا اب اتنا نہیں دینا ہو غم بچا
بس آؤ چلی جان میری ہر سے تیرے	اس درجہ ستانا نہیں ہو کو صنم اچھا

اور یہی حال چابک تیر قمار کا تھا لیکن وہ دل ہی دل میں غم کھاتا تھا بلکہ اور شہزادہ کو سمجھاتا
 تھا صبر کی باتیں سُناتا تھا اسی ہنگام میں یکا یک ایک عیار نے آکر قدم پر سر رکھا اور کہا اے
 شہزادہ یہ آگ میری ہی لگائی ہوئی ہو کہ میں آپ کو وہاں سے لے آیا اپنے کیے کا برا اٹھایا
 چلیے آپ کو ملکہ نے بلایا ہو یہ سُکر وہ شہر پار بھولون نہ سما یا اور عیار طرار نے زمین میں نقب بونا
 شروع کی کچھ ہی دور پر دروازے سے ہٹ کر دہنہ اُسکا توڑا شہزادہ نے قید توڑی اور چابک کی
 قید سوہن سے ریت دی یہ دونوں تو نقب کی راہ سے باہر ہوئے اور سر ہنگ انکو ہمراہ
 لیے شادان و فرحان باغ میں ملکہ کے پہنچا غلغلہ ہوا کہ لو وہ آئے ملکہ نے کہا وئی یہ
 سر ہنگ بھی کتنا بے تمیز ہو میں نے یہ کب کہا تھا کہ انکو بیان لے آئے میں نے تو ترس کھا کہ
 حکم دیا تھا کہ قید زندان سے چھڑا دے یہ کھکر برق کی طرح سے کوئٹہ بارہ درمی میں گئی اور پردہ
 اُسکے دست نازک سے چھوڑ لیے لیکن شہزادہ دل از کف دادہ بے تامل بارہ درمی میں آیا
 اور کہا اے ماہ تمام کیا مجھ سے خطا ہوئی جو غنیمت منجھ چھپا یا اُس نے مسکرا کے کہا واہ صاحب آپ بھی
 کوئی زور جیز بن خیر اچھا آئیے میں جانتی ہوں کہ تم ڈھ پڑو ہو منجھ لگائی ڈوسنی ہو بہتر ہو

بیٹھ جائے پھر تو شہزادہ مسند پر اگر جلوہ گر ہوا یہ تمام بدن اپنا چرا کر کچھ بھپا کر سا سننے
مسند کے بیٹھی شہزادہ نے کہا کہ شعر

اٹھا عاشق میں کیوں دل نادان جو کھون ہو | ابھی تو مال جو کھون ہو پھر آگے جان جو کھون ہو
ملکہ ہنسی اور کہا کیا خوب اس صاحب مان نہ مان میں تیرا مہمان آپ سے عشق ہی کون کرتا ہو اور
منہ ہی کون لگاتا ہو آپ اپنے خدا کے لیے جان جو کھون میں نہ پھنسیے شہزادہ نے کہا کہ میت
جنون سے میرے مجنون بھاگتا جیسے بگولا ہو | کہ میں صورت ہوں وحشت کی وہ یوں ہی اکتا ہوا

تاخن خراش جا کر کے لیے تیز میں باتیں اپنی چنوں امیز میں یہ کہا اُس مہ پارہ کو آغوش محبت میں
کھینچا اُدھر سے نہیں نہیں کی صدا بلند اُدھر سے ولولہ شوق گرم ہنگامہ راز و نیاز ہویدا ایک
دوسرے کا شہید پیا رچو نون سے نکلتا کبھی وہ اس کے سینے پر لات لکھتی یہ کہتا کہ لات تیری
میرے ولکا جنون کھوتی ہو کبھی یہ اُسکی بلا میں لیتا سر سے سرتاتا آپس میں جام موار غوانی کا چہرہ
اسطون گلغزار چابک کے ساتھ سر گرم اختلاط گائیں خوش گلوں ہرہ جبین گاتین خواصان
مہ طلعت سر گر مہار و بار چاندنی دیکھنے کی بہار بادلہ چاندنی میں اڑایا جاتا پانی نہروں کا چھلکتا
غضکہ ہنگامہ نشاط بر پاجب خاک سیہ کو آفتاب نے اویم صندوق بنایا اور بہ سیاحی میدان افلاک میں آیا

بیت یکایک چرخ سے ٹوٹا ستارا | کیا تاریکی نے شب سے کنار ا

صبح کو شہزادہ یان یکدگر یعنی عیار و شہزادہ رشک فرحام میں داخل ہوئے لیکن اول شہزادی سوا
ہو کر سلج خانے میں گئی اسکو کون روک سکتا تھا تیغہ بالکش وہاں سے لالی ہو شہزادہ کو
دیا پھر حمام کیا اور اگر وہ عیش و نشاط دینے لگی ہنگامہ حرنکا ہبانان رچ صندوق آگاہ ہوئے
کہ قیدی غائب ہوا نا لان دگر یان خدمت شاہ میں آئے اور عرض کیا کہ وہ گوہر گرانمایہ درج
شاہی کھدیا گیا یہ خبر سنکر بادشاہ انجم شاہ نے دوبارہ نامہ لکھا کہ اس شہنشاہ جہانگیر کو کوئی میر
مہمان سے لے گیا خبر شرط تھی وہ میں نے کر دی یہ نامہ پتلہ سحر کالے گیا اور کوکب کو دیا کوکب نے
نامہ پھر مرات واقعہ طلب کیا اور کاغذ و قلم سامنے رکھا پنجہ پیدا ہوا اور اس نے لکھا کہ ملکہ ماہ درو کو
اور گلغزار شوخ چشم نے چروا منگایا ہو اور اپنے باغ میں صحبت آراہن یہ معلوم کر کے اُس نے
جواب لکھا کہ یہ حرکت تمہاری بیٹی نے کی ہو اور اس نامہ کو ملکہ ماہ سرح چشم جادو کے ہاتھ

انجم حصار کو روانہ کیا ادھر سے تو یہ چلی اور اسطون سے ملکہ ماہ در در گوش کی نانی
سوسن زبان دراز اپنی نواسی کو دیکھنے چلی ہوسوسن حصار سے تخت پر سوار ہوا اس سے
اور ماہ سُرخ چشم سے ملاقات ہوئی اور سارا جال دریافت کیا اور اُسی باغ کی طرف جہان ملکہ
ماہ در در گوش ہو روانہ ہوئی یہاں فوج کو حکم انجم شاہ تیار سی کا پہونچا اُسی وقت نقاسے
بجے نفیر سحر کو دم ملا جلد جلد کمربندی ہوئی اور فوج موج مار کر چلی زمین و زبان میں ابر طائران
سحر کا چھایا تھا آفتاب تیرہ ہوا تھا شور تا بفلک پہونچا تھا اُن سب سے آکر باغ کو گھیر لیا
جہانگیر بھی تیغہ بلا کش پیکر کر مثل شیر غرندہ کے آیا اور اُس فوج پر گرا ابیاست

بزرگم اسپ جنگ آزمائے
بماہی نم خون و بر ماہ گرد
بشمشیر و خنجر مگر زو کنت
یلان را سرد سینہ و پاو دست
بیک زخم شش کشتہ در جنگ شیر

ہمہ روئے صحرا سرد دست و پا کے
فرد رفت و بر رفت روز نبرد
بروز نبرد آن یل ارجمند
برید و درید و شکست و بہ بست
ہزار و صد و شصت گرد و لے

اُسی گرمی جنگ میں یکایک نعرہ ہوا کہ نم گل رنگ جاو اور پچاس ہزار ساحر سے یہ بہادر
اسباب ساحری لیے ہر ایک ساحر کال و ڈاک ہمراہ گوگل و رال کے شعلے بلند آکر پہونچا اور ملکہ
مادوسوسن ایک طرف سے جنگ آزمائے اُس وقت کہ جب بلوہ زیادہ تر ہوا سوسن نے کچھ
سحر پڑھ کر ماہ در در گوش کو بیہوش کیا اور اپنے تخت پر ڈاکر پرواز کی یہ تو اُسکو لیکر روانہ ہو گئی
وہاں جو اسیوں نے خبر پہونچائی ملک خورشید کو کہ اندر قلعہ کے لڑائی ہو رہی ہو اور مہتر حاکم نے
ایک جمعہ دار بیک در قلعہ کو کھول دیا اسطون سے فوج حملہ کر کے چلی اور یہاں عین کارزار میں گل رنگ
جو آیا تھا تیغہ بلا کش سے دو ٹکڑے ہوا اور ایک ساحر عقاب زہر شدہ ہو کہ وہ اسی حوالے کا پہونچے
والا ہوا اُس وقت اسطون سے ہو کر گذر الملکہ گلزار کھڑی ہوئی لڑ رہی تھی یہ دیکھتے ہی مائل ہوا
کیونکہ اُس وقت گاتی اُسکے بندھی ہوئی دو برجھیاں سینے پر تھیں ہوتن منہ غصے سے لال دل میں
یار کا خیال نارنج ترنج اسطون سے لگاتے کہ جیسے معشوق گیند کھیلے میں یہ کافر عقاب اُسپر
مائل ہوا اور مخفی سحر سے اُسکو بیہوش کر کے اُٹھالے گیا بعد کچھ عرصے کے لشکر خورشید کا اُپر

اور مہتر چاکب نے چراغ جمشیدی روشن کیا کہ جسکی روشنی نے پردہ دنیا اور پردہ چشم
ساحران کے درمیان میں پردہ ڈالایا اندھیر چا اویا آنکھوں کو اپنی رونے لگے جان کھونے
لگے اب تو عیاذ باللہ اوپر سے تیغہ بلاکش کی مار چراغ کی روشنی میں دن دھاڑے اندھیر غضب
کا سامنا یہ کوکب ہی کی فوج تھی جو رکی بھی ورنہ اسی وقت فنا ہو جاتی لیکن پیارے رکی بھی تو
تو کیا رکی کچھ ہی دیر میں نکھر ام تو رہ در راہ گریز ہوئے اور مک حلال تیغ کے کھاٹ اور کھیت
رہے انجم نے مرنا گوارا کیا لیکن پانوں میں ان جنگاہ سے نہ ہٹایا اور آخر ضرب تیغہ بلاکش کھائی
کہ جان بحق ہوا اہل قلعہ نے امان مانگی جہا نکیر نے بعد قتل و غارت امان دی بہت مال داخل خزانہ
سرکار ہوا دارالامارہ میں خورشید اگر بیٹھا نذرین امر اور زرا کی گزرنے لگین سادی باخراستیا
کے نام کی ہو گئی لشکر ملک خورشید کا نہایت مسرور و خندان فروکش ہوا ایک سمت جہا نکیر کے
ملازم اور مہتر چاکب اور سرسنگ قیام پذیر ہوئے اب جب تسط ہو چکا اپنی مطلوبہ کو

نیا یا پھر تو یہ حال ہوا کہ ابیاست

کہ تھا شہ بین کام مشکل بہت
لیا پھر نہ دونوں نے صبر و سکون
کہ انی باد کہنا یہ بعد از سلام
قرار و سکون دل تک آتے نہیں
کیا شوق نے کام کو کیا خراب
نہ جو رحم سے ہو تو بیداد کر
جگر میں نہو خون تو کیا خون پیچ

بیابان کی جانب کھینچے دل بہت
ارادے ہوئے یہ دلون ہی میں خون
صبا سے رہے اسکا ہر دم پیام
خیالات ملنے کے جاتے نہیں
شب و روز رہتا ہی ان اضطراب
کوئی طور ملنے کا ایجاب دکر
تن نہا رہے جان کیونکر جیسے

اس حال میں یہ بھی لیکن عرضی اس فتح کی افراسیاب کو لکھی ہوا دھڑ سا حراں ہوا ہیان گلزنک
واجہ بیابان کو قلعہ کو کبھی من گئے اور دربار میں کوکب کو تخت پر بیٹھا دیکھ کر بعد عادت شائے
شاہی کل معرکہ معوض بیان میں لائے کوکب سب حالات سن کر نہایت رنجیدہ ہوا اور بزرگان نشانی
آسنے خواجہ عمر کو لکھا کہ ای بار وفادار نوبت بایں جارسید کہ پردہ تاریک فتح شد غرض کل حالات
تحریر کیے خواجہ دربار میں معرکہ کے بیان تھے کہ نہ کوکب پہنچا اور آسمین یہ بھی سندج تھا کہ

آپ میرے پاس تشریف لائیے خواجہ نے نامہ پڑھ کر جواب لکھا کہ اب انشاء اللہ جہانگیر کو میرے اسکے لشکر کے
 سطح کر کے آپ کی خدمت میں من حاضر ہو گا پس آپ نے برق فرنگی کو اپنے ہمراہ لیا اور بالادوی
 کرتے ہوئے چلے ایک مقام پر آکر ڈاڑھی چہرے پر لگائی پان لکھا کر پک اس پر بیانی کر خیمہ
 کر لی بگڑی سر پر باندھی کمر سے دو پٹا باندھا کرتا پہنا پانچون کا پانچا سہ زیب بدن کیا اور فرنگی کمر سے
 لگائی اور برق نے گال اپنے سرخ سرخ پھولے ہوئے بنائے تھری کوئی کانگر کھا پہنا ہاتھ پانوں
 میں منہ ہی لگا انگوٹھیاں سب انگلیوں میں پنین بٹا سا قد اپنا رکھا ایک طفل سہ بارہ وزون
 کی صورت بنکر ہمراہ ہوا اور خواجہ کسی مقام پر بیٹھ جاتے تو وہ اسطرح کی غزل اور اشعار گاتے ایسا

ہم ہین اور سایہ ترے کوچن کی دیواروں کا	کام جنت میں ہو کیا ہم سے گنہگاروں کا
مختب کر چہ دل آزار ہو بخواروں کا	دیکھو اک جام تو ہی یار ابھی یاروں کا

اسی طرح گاتے جاتے یہ راہ میں چلے آتے تھے اور عقاب گلزار کو لیکر ایک درہ کوہ میں آیا تھا
 اور وہاں اُسنے فرش وغیرہ آراستہ کر کے اُسکو بٹھانا چاہا اُسنے قصد کیا کہ میں بزور سرنگی جان
 یہ سوچ کر ایک نارنج جھولی سے نکال کر مارا کہ تمام وہ مقام اندھیرا ہو گیا عقاب نے منہ سے
 بے جو کیا سب خس و خاشاک وہاں کا شمع و فلیتہ کی طرح جلنے لگا پھر اُسنے قصد پرواز کیا
 عقاب نے ایسا سوچا کہ جیس ہو گئے آخر فرش پر بیٹھی اب اُسنے منت شروع کی کہ اے حاصل
 زندگانی مجھ کو اپنی غلامی میں قبول کر کیونکہ اب میرا حال یہ ہو بیست

چراغ داغ لیکر دل میں ڈھونڈھا	نشان پر صبر و طاقت کا نیا یا
------------------------------	------------------------------

گلزار اُسکو بڑا بھلا کہنے لگی اسی اثناء میں آواز گانے کی اُسکے کان میں آئی اسطرح متوجہ ہوا
 جب عمر کو اُسنے دیکھا بہت بلا لایا کہ میری معشوقہ مجھ سے راضی نہیں ہوتی ہو تو چکر ایسا لگا کہ وہ
 راضی ہو جائے خواجہ وہاں سے آئے اور گانا کیسا انھوں نے کہا میں یوہن راضی کیے دیتا ہوں
 اور درہ کے اندر سے اُسکو باہر نکال دیا جب گلزار کیل رہی اُسکو پریا دار وئے بیہوشی کی دی
 کہا اہکو ملا کر اُسکو بیہوش کرنا اُسنے قبول کیا اب خواجہ باہر درہ کے نکل آئے اور عقاب کو بھیجا اُسنے
 اپنی معشوقہ کو خندان رو پایا پاس بیٹھا از بس کہ وہ عیار نہیں ہو چاہے بدن میں ہاتھ لگانے دے
 فوراً اُسنے جام بیہوشی اُلو د اُسکو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہوا عمر نے اُسکو قتل کر ڈالا پھر اُسکی زبانی

حال ملک ماہ در در گوش کا سنا اور اسکو بھی بیہوش کر کے زنبیل میں ڈال لیا اور آگے کا راستہ
پکڑا یہاں تک کہ قریب قلعہ انجم حصار کے پہونچ کر ایک بیابان سینہ زار میں کہ سایہ اُسوقت ڈھلا تھا
جانور زمرہ سرائی کرتے تھے پانی تراوت سے رہا تھا وہاں بیٹھ کر خواہ نے لگو بجایا اور بڑی
جوش و خروش سے اس غزل کو گایا ابیات

ہونہ عاشق سو چکر اس دشمن ایمان کا	دل نگر جلدی کہ جلدی کام ہر شیطان کا
جھوٹ ہی جانوں کلام اس نہن ایمان کا	ہین کر جامہ بھی وہ آئے الہ قرآن کا
لو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید	اتو ہماری جان لیکن کیا بھر مساجان کا

انکا گانا تو مشہور و معروف ہوا شیائے اپنے تمام پرندے پھولے اور مسکن چوپایوں سے
چھوٹے شدہ شدہ خبر جہانگیر کو بھی ہوئی وہ معشوقہ کا جوگی عشق کا بروگی ہجر کے صدمہ میں
پھنسا ہوا تھا اُسی وقت چو بدار بھیج کر طلب کیا خواجہ بڑے اعزاز سے گئے اور ادھر جہانگیر نے
فرش وہ پرتکلف بچپوایا کہ جو پائے خیال سے بھی سیلا ہوتا تھا مسند کو دیکھ کر سری وجم شک
کھاتا تھا کشتیان شہر اب ناب کی قابین گزک لی لیے کباب کی سامان عشرت جملہ مہیا تھا درویش
صاحب اگر پہونچے اور خوب بھجن اُنھوں نے گائے پھر اشعار مراد یار کے گائے کہ ابیات

وہ کون ہو جو مجھ سے تاسف نہیں کرتا	پر میرا جگر دیکھ کہ میں اُن نہیں کرتا
کیا قمر ہو وقفہ ہوا بھی آنے میں اُنکے	اور دم مرا جانے میں تو قف نہیں کرتا
دل فقہ کے دولت سے مرا الیسا غنی ہو	دنیا کے زرو مال پر میں قف نہیں کرتا
کچھ اور گمان گذرے نہ دل میں ترے کا	یاد اس لیے میں سورہ یوسف نہیں کرتا

تمام محفل کو حالت وجد طاری ہوئی لیکن مہتر چاہک تہ زقار خواجہ کو فیض جاری کرنے کا موقع نہیں
ہو گیا جو آخر اُنھوں نے بیہوشی ملا کر جلم شہزادہ جہانگیر کو دیا اُس نے چاہا تھا کہ پیون چاہک نے
وہ جام لیکر پھینک دیا اور پیئے نہ دیا اُسوقت تو خواجہ کہتے ہوئے کہ بھلا او ناشد فی جو انا مرگ کمان
جاتا ہو میرے ہاتھ سے یہ لکڑی جسٹ کر کے چلے چاہک بھی اسکے پیچھے چلا ایک طرف برق جست و خیز
کر کے نکلا پھر انکو کون پاتا ہو یہ جاوہ جاب جب یہ تنہائی میں آئے مشورہ پذیر ہوئے کہ کوئی
اور تدبیر کرنا چاہیے اسی فراق میں یہ قلعہ سے نکل کر ہر طرف پھرنے لگے ایک روز گذر انکا ایک

باغ کی جانب ہوا کہ ہوا خوش جائے دلکش تھی نہال سرسبز و شاداب سبزہ سے بظاہر کھلے صفحہ گلشن پر تحریرِ پراسیمین آب روان کی لکیر بلبیل شوریدہ کا شور چمن میں رقصان سور پھول کھلے سرخ رنگ باغ پر گواہی دیتے وہاں دوسری بلبیل بھی نالان تھی یعنی سوسن کے ساتھ ماہِ در و در گوش یاد شہزادہ جہانگیر میں قمری نمط کو کو کرتی اور کستی ایات

کون وقت اعرابے گذر راجی کو کھلے ہوئے	موت پڑتی ہوا جل کو یان تلک آئے ہوئے
آتش خورشید سے دیکھا نہیں اٹھتا دھول	اکھڑے ہو بام پر تم بال سکھلائے ہوئے
وہ نہ جاگے رات ہلکے ضد سے بخت خفگی	بچ گیا آسنہ گز زنجیر کھڑکاتے ہوئے

خواجہ جو مع برق اُس باغ کے دروازے پر آئے سوسن نے انکو درویش کامل سمجھ کر بڑی قدردانیت سے بٹھایا انھوں نے اکثر اپنے پاس سے بوٹی نکال کر بنائی پھر بھی ہوئی دوا تعریف کر کے سوسن اور ماہ کو کھلائی جب وہ بیہوش ہوئیں دونوں کو اٹھا کر زنبیل میں ڈال لیا اور پھر وہاں سے آکر بیچ قلعہ میں ایک دوکان کرایہ کو لی پردہ ہائے زنبوری اُس دوکان میں لگائے جو پردہ ہفت آسمان کو ہنستے تھے فرش تکلف سے آراستہ کیا پھر ہزار ہا تصویر اُس مکان میں لگا کر رشک نگار خانہ چین اُس مکان کو بنا دیا ایات

کی آرائش جو وہ آئینہ خانہ	شبیبہ سادہ رویان زمانہ
دکھایا نقش حیرانی نظر کو	مرقع کرد یا دیوار و در کو
وہ ایوان آفت عقل و دل دین	کوئے سجدہ جسے بتخانہ چین
ہو اس اعجاز میں عیسیٰ بھی حیران	کہ تصویروں سے اُس میں بڑ گئی جان

نازنینان شوخ و شنک اُس دوکان میں زنبیل سے نکال کر بٹھائیں سرمایہ تجارت دل و جان تھیں برق کو گماشتہ مقرر کیا اور آپ خواجہ سفید مونکر مسند پچھا کر تکیہ لگا کر بیٹھے لوگ جو اُس طرف آئے تھے ان نازنینوں پر جان اپنی دارتے تھے غلغلہ ہوا کہ ایک تاجر بردہ فراش خواجہ سفید مونام بیان آئے ہیں ملکہ گلزار شوخ چشم کی بھی تصویر ان تصویروں میں انھوں نے لگائی تھی ایک روز اُس تصویر کو اگر متوجہ کیا جائے دیکھا یہ تو اسکی معشوقہ ہوا اسکو دیکھ کر بیہوش ہو گیا آخر اپنے تئیں سنبھالا اور برق سے کہا اپنے مالک کے پاس نہیں لے چلو ہم یہ کنیز مول لینے

برق اسکو اندر لے گیا اُس نے دیکھا کہ ایک مرد پیر کی سو برس کا سن ڈاڑھی سفید مسند پر بٹھ
جہاں دجلال بیٹھا ہوا اُس نے سلام کیا اُس نے پاس بٹھایا اور خاطر کی مزاج پر سی فرما بیٹھ کر کنیزوں کا
در بیان میں آیا عمر چاہک پر خفا ہوا اور کہا صاحبزادے یہ تصویر جیسے تم لینا چاہتے ہو یہ تصویر
میری دختر کی ہو غلطی سے دکھا دی گئی یہ چاہک پر خفا ہوا اور کہا یہ تصویر لایا ہوا ہے آپ دلو اور مجھے جہانگیر نے حکم دیا
آیا اور سب حال کہا کہ ایک سوداگر میری معشوقہ کی تصویر لایا ہے آپ دلو اور مجھے جہانگیر نے حکم دیا
انجمن آرائی ہو کار پر دازون نے فرش و مسند وغیرہ آراستہ کیا چوہدر سلطانی خواجہ سفید مو کے
پاس بھیجا خواجہ سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے اور بر وقت چلنے کے اپنا خیمہ وغیرہ ذنبیل میں بٹھا
اور جہانگیر کے پاس آئے اُس نے مقام صدر پر بٹھایا اور بزرگ سمجھ کر تعظیم کی اور کہا آپ کی بزرگی سے
بعید نہیں ہوں جو اس کنیز کو دے ڈالے خواجہ تیوری چڑھا کر اور آنکھیں لال لال کر کے گھر کر
بولے کہ ہم کہ چلے کہ یہ چارے دختر جو جہانگیر نے کہا آپ خفا نہوں یہ میرا بھائی ہے آخر آپ شادی
اپنی صاحبزادی کی کہیں لیجئے گا پھر یہ ہمہ احسان فرمائے غرض بعد بت تکرار کے قبول کیا جہانگیر
نے ایک باغ کو جو بہشت برین کا چشم و چراغ تھا خواجہ کی سکونت کے واسطے دیا اور بہت سا
روپیہ خواجہ نے لیا اور ایک گوشہ میں جہانگیر و چاہک کو بلایا اور ایک تیغ اپنے پاس سے
نکالا اور الو تم بھی کیا یاد کرو گے ایو شہزادے یہ تیغ تمھارے واسطے ہے پس جو میں یہ تیغ جہانگیر
نے کھنچا بقیہ بیوشی ایسا اڑا کہ جہانگیر و چاہک دونوں بیوش ہو گئے عمر نے ان دونوں کو
اٹھا کر ذنبیل میں ڈال لیا تیغ بلاکش بھی اُس کے پاس تھا وہ بھی ہاتھ آیا اب یہ مقام تھا میں تو تھے
ہی وہاں سے ٹھکر چلے اور صحرا میں آئے ایک آدمی کو کوکب کے طلب کر کے نامہ لکھا کہ آپ کے
مجرم اور اشیائے تاوہ جو موجود ہیں اُسے منگو لیجیے چونکہ یہ قلعہ انجم حصار کے حوالی ہے بیان ساحران
تامی اطراف میں رہتے ہیں اور کوکب پاس جاسکتے ہیں انھیں میں سے ایک ساحر کو وہ نامہ دیا
کہ اُس نے جا کر کوکب کو پہونچایا کوکب وہ نامہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور بیان بری برہ کا الگ
آفاق جادو تین لاکھ ساحر سے واسطے ملازمت کے حاضر ہوا تھا اُس نے بادشاہ کو مترود دیکھا جو چچا
کہ آپ کو کس امر کا تردد ہو شہنشاہ نے فرمایا کہ طلسم کشا قید ہوا ہے میں چاہتا ہوں کہ کوئی معتبر شخص
جائے اور اسکو لائے آفاق نے کہا مجھ کو اجازت ہو تو میں جاؤں بادشاہ نے اجازت دی

یہ وہاں سے روانہ ہوا فوجوں کا چلنا ہنگامہ شور و غل و بوق کا جبنا لشکر کا سیل فنا کی طرح روان ہونا کشتی ارض وغیرہ کو ڈگمگاتا تھا بڑی عظم و شان سے یہ چلا اور اسی صحرائے کہ جہان عمر تھا آیا خواجہ سے ملاقات کی خواجہ چنانکیر و سوسن و درویش اور چاہک وغیرہ کو مع تیغہ بلاکش سپرد کیا اور آپ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا اور کہتا گیا کہ اے آفاق ذرا ہوشیاری سے قیدیوں کو لے جانا اُسے ہتکڑیاں بیڑیاں پہنا کر قلب لشکر میں اُنکو رکھا اور لیکر پھر وہاں خورشید بھی کچھ عرصہ میں حال خواجہ سفید مو کے آنے کا سنکر باغ میں آیا یہاں کسی کو بھی نہ پایا معلوم ہوا کہ سوداگر جہانگیر چاہک کو لیکر غائب ہو گیا ہے سمجھا کہ کوئی کسی کو بھیج کر بلوایا ہے پس اُسے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اسی وقت بغیر چھٹی بوق کو دم ملا جو انون نے کمر بن باندھیں بہادر لڑنے مرنے پر لیس ہو گئے طائران پرند پر سوار ہو کر ساحر چلے اور برسم یلغراہ طوکر کے قریب لشکر آفاق پہنچے پھر تو صفین جنگ میں مبارز ایک دوسرے سے لپٹ پڑے چمک برق شمشیر کی ہوائی بارش باران تیر کی ہوائی باہم زد و کشت ہونے لگی خورشید نے ہزار در ہزار پتلے سحر کے پیدا کیے کہ جو اگر فوج کو قتل کرنے لگے آفاق نے صدا سواران رو میں تن بنائے خورشید نے پھر آتش تھوڑی پر سا کر کھپلا دیا آفاق نے ماراں سیاہ کا مینہ برسا یا کہ اُنھوں نے جسم مبارزان کو پانی کر کے بھایا تا دیر ایک دوسرے سے لپٹا رہا یہ نقشہ رہا ظلم

زمین شد ز نعل ستوران ستود	ہمیں کوہ دریا شد و دشت و کوہ
ز بس لغو و نالہ کتر نائے	ہمیں آسمان اندر آمد زجائے
ہمہ سنگ مرجان شد و خاک خون	بسے سروران را سر آمد تلون
بکشتند چندان ز ہر دو گروہ	کہ شد خاک دریا و ہا سون چو کوہ
تو گھتی ہمیں خون بیار و سپہر	پر راہ بد پر سپہر بجائے نہر

اسی گرمی جنگ میں ایک طرف سے لشکر گر ان گروہ گروہ پیدا ہوا اور آگے آگے اندر وہاں پر ایک ساحر نابکار دارا بن ظلماتی نام ظاہر ہو کر لشکر کی پشت پر آکر گرا اور کمر لشکر کی آگرہ کی پھر لڑائی تازہ ہو گئی فوج آفاق کی پسپا ہونے لگی اُس وقت بقدرت کردگار خدائے اعلیٰ

سوار پیر بھائی کو کوب کا اگر گرا اور سحر چلنے لگا کبھی اندھیرا ہوا کبھی اُجالا ہوا مارو عقب برسنے لگے آمدھیان آنے لگیں داراب نے سحر کیا کہ تاریکی ہو کر چادر سیاہ روئے ہو اسے پڑنے لگی اور کاجل کرنے لگا ہزاروں ساحر اندھا ہوا عقدا نے چاند بہت سے طالع کیے کہ جسکی روشنی نے فروغ دیدہ ساحرون کو بخشا اور ایک ٹکڑا چاند کا ٹوٹ کر داراب ظلماتی کے سر پر گرا کہ وہ زندگی سے بدر ہوا حنیض مرگ اُسکو حاصل تھا عقدا اب چڑھتا ہوا چلا اُدھر خورشید بھی دباؤ کھا کر پیچھے ہٹا جب اُسنے دیکھا کہ بیان قدم نہ جھے گا کیر و نہما جانب افراسیاب روانہ ہوا اب آفاق کی فتح ہوئی اور یہ آگے بڑھا کچھ دور چلا ہو گا کہ نوبت وقار سے روئے ہو اور بجتے سنائی دینے اور ساحر شیر سوار واد در سوا نظام ہو گئے افسران کا طیفور چہا چشم تھا تین لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آیا اور لشاکر عقدا پر حملہ آور ہوا وہی ہنگامہ عظیم دوبارہ برپا ہوا ساحرون میں سحر کی چوٹ چلنے لگیں آخر میں گرمی جنگ میں عقدا سے مقابلہ طیفور سے ہوا اُسنے ایک نانچ مارا اُسنے خالی دے کر ترنچ لگایا برابر سے چوٹ چلنے لگی ایک مقام پر سحر کی تلوار طیفور نے سحر عقدا پر لگائی کہ اُسنے زخم کاری کھایا اب قید جہانگیر کے قبضہ طیفور میں یقین تھا کہ جائے اُسوقت آفتاب فلک پر طلوع ہوا اور صدائی کہ سنم کو کوب رنڈیمیر طیفور نے جی داری کر کے ایک ہار مرچون کا اُس آفتاب پر بھی لگایا لیکن پنجہ ایک تلوار لیکر بیا ہوا اور اُسنے نخبیر طیفور صر کیا فوجون کو شکست ملی آفاق کو کوب نے بہت زخمی پایا مگر اُسکی فوج سمیت اُسکو تیغہ بلا کش دیکر جانب بیابان برسی برہ روانہ کیا اور ایک خیمہ ملا زمان کو کوب نے اُسی بیابان میں استادہ کیا کہ بادشاہ مذکور تخت پر ہزاران جاہ و جلال آکر بیٹھا اور ایک قفس آہنی طلب کر کے جہانگیر کو اُس میں بند کیا چاہے کبھی اُسی میں ہو پھر اُس قفس کو ایک گنبد سحر بنا کر اُس میں لٹکا دیا اور درگنبد پر پہلی چوکی حارث شیر سوار جادو کی مقرر کی پھر اُسکے اُستے میخوار آتش خوار کو معین کیا اور گنبد کے آگے تالاب بھی آتش کا بنایا کہ جس میں کوئی آنہ نہ لہو نہ اُسکی دلون میں خیال سے آگ بھڑکاتی تھیں اور لپٹیں تالابک جاتی تھیں غرض جب انتظام قیدیان کر چکا اُسوقت ماہ در در گوش کو سامنے بلایا اور بغضب تمام دو طمانچے لگائے اور کہا اُو گیسو بریدہ نکامہ شوخ دیدہ میرے جیسے تو کتنا بھی نہ جیسے کوئی ایسی حرکت کرتا ہوں کہ جیسے

تو تنگ خاندان ہوئی پھر گلغذا رکوبھی بہت کچھ بڑا بھلا کہا پھر زلف آرائے سرخ چشم کے سپرد
ان دونوں کو کیا کہ اُسے اپنے باغ میں لے جا کر ان دونوں کو قید کیا اس وابستہ زنجیر رنج و الم
کو زلف سنبل دیکھ کر سلسلہ پریشانی ہاتھ آیا بال بال اپنا کنگار پایا جب خاطر مضطر گھبراہتی
جان گھبراگئے لب پر آتی تو بیکراری سے یہ سناتے غزل

<p>یارب ہین کسی زلف کے زندانیوں میں ہم جوش جنون سے رہتے ہین غلامیوں میں ہم قرب حرم میں بھی ہین تو جولانیوں میں ہم لایں جاؤ کوثر افشانیوں میں ہم پھر ہین جنون کے سلسلہ جنبانیوں میں ہم سرگرم سوز عشق کے مہمانیوں میں ہم جون خطرہ نوشت ہین پریشانیوں میں ہم آئینہ رو کے سانسے حیرانیوں میں ہم مصرف و زخم دل کی پریشانیوں میں ہم یہ جاین کاش گرے کے طغیانیوں میں ہم</p>	<p>باز جو دھان ہین پریشانیوں میں ہم زنجیر میں بھی نالہ زنجیر کی طرح پائی نہ تیغ عشق سے ہننے کہیں پناہ دور رخ بھی جائے نعرہ ہل من فرید بھول پلو بیوں کو مرزہ ہو زندان کو ہونو تم بھی نہیں جگر یہ رہے اس قدر رہی مطلب سے اپنے کون ہی آگاہ جزا ہین آئینہ میں صورت تصویر آئینہ سینے کا چاک سینے کی فرصت کمان کمان جاسکتے ضعف سے نہیں کوچے میں اسکے دور</p>
--	--

افراسیاب جاو و باغ سیب میں سخت حکومت پر بیٹھا تھا اور اس حال کی سوائے حیرت کے اور
کسی کو خبر نہیں کہ جہانگیر نے قلعہ انجم حصار فتح کیا ہی غرض کہ ہمارے دوان دوان خدمت شاہ جاو و
میں آکر حاضر ہوئے اور بادشاہ کو مجر کیا بعد دو عاوشنائے شاہی کی خیر عرض کی کہ ملک خوشید
نہایت عالم پریشانی میں بدحواس و مضطر آکر حاضر ہوا ہوا افراسیاب گھبراہ سہرا درون کو
استقبال کے لیے بھیجا خوشید روتا ہوا سامنے آیا اور تمام حال بیان کیا کہ اس طرح جہانگیر کو
عمر اگر پھر لے گیا راہ میں نے جا کر روکا تھا کسی سردار آکر پہنچے آخر کو کب کے ہاتھ سے لے
گئے اور وہ خود آکر لے گیا راہ میں میں نے خبر پائی ہے کہ چابک اور جہانگیر کو احتیاط سے
مقید کیا ہے سکر افراسیاب فرط غیظ و غضب سے آگ ہو گیا اور بہت بڑا صدمہ و ملال اُسکو
ہوا یہاں تک کہ بغیظ و غضب تمام پر پردا پیدا کر کے اڑا ہر چند سب نے منع کیا نانا اور وہاں

اگر پہونچا کہ جہان وہ تالاب آتش کا بڑا تھا دیکھا کہ ایک ایک موج اُسکی تابفلک جاتی ہو کر نہ مار
وہ مقام نظر آتا ہو دل پر فلک کے جل جانے کا اندیشہ ہو پانی اُسکا مثل جوش طبع جوش کھاتا ہو
سہارے عالم کا غصہ سمٹ کر اُسی جگہ مجتمع ہوا ہو لہریں خجودان کی طرح چلتی ہیں شرارے اُسی جگہ
یہ کیفیت دیکھ کر اُس نے سوچا کہ ابرسیاہ اگر تالاب پر چھایا اور پانی اُس میں سے موصلا دھار برسے
لگا یا تاک کہ وہ آتش بالکل بجھ گئی اور جہان وہ تالاب تھا اُسی جگہ سبزہ آگ آیا آگے جوشکاریے ہوئے
عنقا کے ابلق سوار اُترا ہوا ہو اور اسی مقام پر کوکب نے گنبد سحر سے بنا کر جہانگیر و جاباب
کو اُس میں قید کیا ہو بس افراسیاب میخوار کو ساتھ لیکر آگے بڑھا دیکھا کہ لشکر کیے ہوئے چار لاکھ
عنقا کے ابلق سوار پڑا ہوا ہو کر باؤ چڑھے ہیں بستر پیادوں کے لگے ہیں سواروں کی لین
پڑی ہیں ہتھیاروں کی قینچیاں بندھی ہیں ہوم ہو رہا ہو ساحر کنوؤں پر نہا رہے ہیں دھوتیاں
چھانٹ رہے ہیں بازار میں لشکر میں کھلی ہیں کٹور اٹھکتا ہو گرم ہانزاری ہو رہی ہو سقون کے
کٹوروں کی جھنکار ہو دلالوں کی بول چال ہو افراسیاب جب وہاں پہونچا بارگاہ فلک
فرسا عنقا کے استادہ تھی سراپچہ اُسکے اُٹھے ہوئے تھے عنقا مسند پر اندر بارگاہ کے
بیٹھا تھا اُس نے جو افراسیاب کو دیکھا نعرہ کیا کہ افراسیاب کہاں آتا ہو افراسیاب نے
میخوار جادو کو سحر کر کے مسح کر لیا ہو وہ اُسکے ساتھ ساتھ ہو بس عنقا نے کہا کہ اوسخوار حرام
تو اس نطفہ حرام افراسیاب کو ساتھ لیکر آیا ہو یہ نعرہ سن کر افراسیاب نے اشارہ کیا کہ مارے
میخوار اپنی فوج کو لیکر لشکر عنقا پر جا پڑا دونوں فوجیں آپس میں لڑنے لگیں سحر کی چوٹیں چلنے
لگیں ترسول و پسنول کی چپک تابا و ج فلک جاتی تھی نعرہ ہل میں مبارز کی صدا آتی تھی
دبدم کرنا کو دم ملتا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

گھرا بر پانی برسے لگا
برستے تھے جادو کے ہرمت مار
ہر اک دلو پیدا تھا اُن سب سے رنج
پیام قضا تیر لانے لگے
بہت سحر کی آگ میں جلنے

ہر اک سمت آندھی کا طوفان بیا
ہوئے ناریل آگے سینوں کے پار
پیام اجل دے رہے تھے رنج
گنجیم کہیں بسر لھانے لگے
برستے لگے شعلہ دان آگ کے

کین بھیر و ن نا جا کین گلو ا پیر برستے کسی سمت آتش کے تیر

جب عنقا نے دیکھا کہ خود افراسیاب ساحرون کو قتل کر رہا ہو اُس نے ایک ساحر کو بھیجا کہ جا کر کوکب کو خبر دے اُس نے جا کر کوکب کو خبر کی کہ غضب ہو گیا افراسیاب آگیا ہو اور مسخوار کے ہاتھ سے سب کو قتل کر رہا ہو یہ خبر سن کر کوکب غصہ میں چلا اور بیان پہونچ کر دور ہی سے نعرہ زن ہوا کہ باش ادا افراسیاب کہاں جا رہا میرے ہاتھ سے افراسیاب نے جو نعرہ کوکب سنا مسخوار پر تو اور زیادہ سحر کیا کہ وہ چمک کر اڑنے لگا اور افراسیاب زمین میں غرق ہو کر اندر گنبد کے پہونچا اور جا کر اُس نے پورا جہانگیر کا چھت میں سے اُتارا اور لیکر روانہ ہوا بیان کوکب نے جو اکر دیکھا تو میری فوج آپس میں لڑ رہی ہو اور ہزار ہا ساحر آپس میں کشتہ ہو کر گر پڑا ہو اور افراسیاب نہیں ہو سمجھا کہ میری آمد دیکھ کر چلا گیا اب اُس نے سب فوج پر سے سحر اتارنا شروع کیا مگر اسوقت سحاب جادو کہ نہایت زبردست ساحر ہو وہ کوکب کے ہمراہ تھی کوکب نے کہا اے سحاب دیکھ تو کہ افراسیاب کہہ گیا میں ان سب پر سے سحر اتارتا ہوں ملکہ سحاب پچاس ہزار ساحر لیکر بڑھی راہ میں اُس نے گمانان گنبد کو دیکھا اور اُنھوں نے کہا کہ افراسیاب پورا لے گیا اور وہ سامنے جاتا ہو بس سحاب بڑے زور شور سے نعرہ کو کہ افراسیاب پر حباب پڑی کی بار کی ملکر ایسا سحر کیا کہ شاہ جادو ان گھبر گیا پسینا آگیا اور پورا زمین پر اُس نے رکھ دیا اسوقت سحاب نے سحر کیا کہ قفس ٹوٹ گیا اور جہانگیر و چابک سہز سے نکلے ملکہ سحاب نے چاہا کہ دونوں کو اُٹھالے چابک تو عیار ہو یہ توجہت کر کے مجمع میں کین چھپ رہا مگر افراسیاب نے تعجیل تمام رد سحر کیا اور جہانگیر کو اُٹھا کر پھر پچرے میں بند کر لیا اور چابک کو نپایا اب ایسا سحر کیا کہ سحاب کے لشکر پر تاریکی چھا گئی اور افراسیاب پورا لے گیا بیان کوکب سحر سب کا اتار رہا تھا کہ چند ساحر آئے اور کہا کہ افراسیاب پورا لے گیا اور وہ جاتا ہے بس کوکب نے غصہ میں ارادہ کیا کہ افراسیاب کی طرف جائے اسوقت کو دین ایک کلتھہ اُٹھا ہوا اگر گرا اُسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ منم برہمن رو میں تن اے کوکب خبردار تعقل افراسیاب نہ کرنا اُسکو جانے دو اور تم میرے پاس آؤ کوکب سب کو علیحدہ کر کے جانب برہمن چلا مگر افراسیاب پچرہ لیے ہوئے جہانگیر کا بارگاہ میں حیرت کی آیا پچرے سے جہانگیر کو نکالا اور

کہا اے صاحبقران من کیسا مزاج ہو اُسے کچھ جواب نہ دیا جب تو افراسیاب گھبرا کر حیرت
 نے کہا سحر میں ہوا افراسیاب لگا سحر کرنے اُس وقت جہانگیر نے کہا اب میں رخصت ہوتا ہوں یکسر
 اٹھا افراسیاب نے ہاتھ دوڑ کر پکڑا وہ پانی ہو کر یہ گیا افراسیاب بڑا شرمندہ ہوا کہ یہ کیا غضب
 ہو گیا خوشیہ تاج بخش رونے لگا کہ اے شہنشاہ میرا فرزند کیا ہو گیا افراسیاب نے طائران
 سحر کو حکم دیا کہ جلد جا کر خبر لاؤ کہ جہانگیر کہاں ہے وہاں سے طائر گئے مگر تپانہ پایا پھر آئے یہاں تو
 افراسیاب متردد ہو کر کوکب پاس برہمن کے پہنچا کہ یہ اُس کا پیر بھائی ہے مگر بڑا زبردست
 ساحر ہے برہمن نے شاہ کی تعظیم کی اور بٹھایا اور کہا اے بادشاہ آج ہکو بڑی تکلیف ہوئی کہ ہم
 خود گئے اور جہانگیر کو لے آئے اور افراسیاب ہمارے سحر کا پتلہ لے گیا بہت ہی شرمندہ ہوا ہوگا
 یہ کمزور دست چپ کی جانب اشارہ کیا کوکب نے دیکھا کہ جہانگیر بغیر سحر میں بندھا ہوا ہے برہمن
 نے کہا یہ جہانگیر موجود ہے مگر عیاں نہ ہو سکا نکلیا وہ بہت چالاک تھا اس سبب سے نکلیا کوکب
 نے اُسی وقت جہانگیر کو قفس میں بند کیا اور برہمن سے صلاح کی کہ اسکو کہاں رکھوں جہاں رکھوں گا
 افراسیاب ضرور آکر لے جائیگا برہمن نے کہا اسکو قیصر جادو کے پاس بھیج دیجئے کہ ملک
 کو ہستان میں ہے وہاں قیدی میں رہے گا اور کوئی وہاں جانہ سکے گا اُس وقت کوکب نے نہال جادو کو
 بلا کر حکم دیا کہ اسکو قیصر یہ میں پاس قیصر کے پہنچا دے نہال جہانگیر کو لیکر روانہ ہوا مگر طائران
 سحر نے جا کر افراسیاب کو خبر دی کہ جہانگیر کو قیصر یہ میں بھیجا ہوا افراسیاب نے بڑا افسوس کیا
 اور کہا کہ بڑا غضب ہوا مگر وہاں راہ میں ہمارا ایک دوست ہے محیل حیرخ زن میں اُسکو نامہ
 لکھتا ہوں اُسی وقت افراسیاب نے محیل کو نامہ لکھا کہ تیرے شہر کی طرف سے نہال جادو مع
 دس ہزار سوار کے جاتا ہے اور جہانگیر کی قید اُس کے ساتھ ہے اُس سے تو جہانگیر کو چھین لے اور ہمارے
 پاس بھیج دے محیل کے پاس نامہ افراسیاب کا پہنچا وہ فوج لیکر سر راہ آکر ٹھہرا کہ نہال قید لیے ہو
 اُس طرف پہنچا محیل بیٹھ کر پکڑ کر جا بڑا اب آپس میں سحر کی مار ہونے لگی لیکن محیل نے ایسا سحر کیا کہ
 قفس جہانگیر کا ٹوٹ گیا اور جہانگیر اُسی ہنگامہ میں قفس سے نکل کر اکیس درہ کوہ میں جا کر چھپ رہا
 یہاں ساحر آپس میں لڑا گئے ایک نے دوسرے کا بھیجا کھایا ترسول و پیسول کی مار دی کلو بھیر
 کی پکڑا ہی آخر میں محیل نے ایسا سحر کیا کہ نہال جادو بیہوش ہو کر گر ا اور اُس کے ساحر بھی

بیہوش ہو گئے دم بھر میں دس ہزار فوج کا بیہوش ہونا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمیوں کا فرش بچھا ہوا دنیا خواہ گاہ مردان ہر محفل نے سب کو قتل کرنا شروع کیا اتفاقاً اُدھر سے قیصر کی سوار نکلی اُس نے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے دریافت ہوا کہ ملازمان کو کب قتل ہونے ہیں پس اُس نے ہیز سے نعرہ کیا اور یہ بھی فوج محفل پر گرا اور محفل کو اُس نے قتل کیا اور تمام فوج کو اُسکی پامال کیا اور نہال کو ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوا شکر یہ اُسکا اُس نے ادا کیا اور سب حال اپنا قیدر جہانگیر کے لانے کا بیان کیا اور کہا وہ قفس ٹوٹ گیا اور وہ چھوٹ گیا نہیں معلوم کہاں گیا قیصر نے کہا یہ مالک کو ہستان کے ہیں بیان سے گلجیاں مشکل ہو رہی ہیں اب وہاں تڑپ تڑپ کے مرجائے گا اس سرحد سے نکل نہیں سکتا تم کو کب کو طمن کر دینا نہال بیان سے خدمت کو کب میں آیا اور اُس سے سب حال اُس نے بیان کیا کو کب نے کہا بیشک اُسکا زندہ رہنا بہت دشوار ہے یہاں تو اطمینان ہوا مگر جہانگیر کا حال سنئے کہ یہ جو درہ کوہ میں گئے تھے تو دو دن تک بخوف ساحران بے آب و دانہ اُس میں رہے تیسرے دن شدت میں بھوک کی نکلے اور بقرار تھے غرض دو مہینہ تک صحرا کے پھل اور پتیاں کھاٹیں اور وہاں پھر ایسے ہر صبح کو وال ہوتے تھے نہ دلیا ہوتا تھا عقیلہ یہ کہ دل و جا کا قلیہ ہوتا تھا فاقہ دسترخوان بچھاتا تھا کلیجہ پڑاتا تھا ہر طرف آوارہ پھرتے تھے اور مصیبتیں اُٹھاتے تھے ایک دن ایک صحرا ملا کہ سوائے ریگستان اور وہاں کچھ نہ تھا اور منزلوں تک آبادی کیسی بوئے عمرانات مشام جان میں فائز نہ تھی اُس صحرا میں بہت سختی انھوں نے اُٹھائی اور پھل کھا کر بسر کی آخر بعد دو مہینے کے پھرتے پھرتے سب لباس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا صرف ایک جوڑا انکے پاس ہ گیا جہانگیر نے اُسکو بھاڑ کر ایک تہد اور ایک کفنی بنا کر پہنی اور مثل فقیر و نکے پھرتے پھرتے شہر قیصر یہ میں پہونچا کہ جہانکا بادشاہ قیصر جادو ہو اور وہی یہ قیصر جادو ہو کہ جسکے پاس قید انکی کو کب نے بھیجی تھی غرض بعد کئی مہینے کے انھوں نے آبادی دیکھی اور انسان کی صورت انکو نظر آئی جا بجا دکانوں پر شیرینی اور کھانا رکھا دیکھا دل تو بے قرار ہو گیا مگر سوال سے لب آشنا نہ کیے اسی طرح بھوکے پیاسے پھرتے رہے اور شہر کی آبادی کی یہ صورت دیکھی کہ عمارتیں سر بلند گچ و پختہ نہایت رفیع و مصفا تعمیر تھیں سراسر پری کی تصویر تھیں کرسی ہر دکان کی کمر کے برابر تھی نیچے دکانوں کے

نالیان بختہ نہروں کی طرح بنی تھیں درخت مولسری کے سایہ دار لگے پنجرے اٹھیں جانوران خوش
اٹھان کے شنگے ہر طرف گھما گھم تھی کٹور اکھٹکتا تھا گرم بازاری ہوتی تھی رعیت دلشاد تھی
بند غم سے آزاد تھی یہ عالم تھا کہ ابیاست

پر یزادون سے تھا آباد گلزار	عجب آراستہ چو پڑ کا بازار
بنے تھے بے نظیر اُسین مکانات	مزمین شہر میں عالی عمارات
رفیع ایسے کہ قصر آسمان گرد	وسیع ایسے کہ گلزار جنان گرد
بنا باغ ارم تھا وہ زمین پر	غرض تھا مسکن حوران وہان پر

جہانگیر با تو قیر اس شہر کے سیر کرتا پھر تا تھا اُس شہر کے کنارے ایک درویش با خدا بھی رہتا تھا
کہ نام اُس کا درویش پوریا نشین تھا اور یہ اُسکی کیفیت تھی ابیات

وہان دیکھا کہ ہواک صاحب دل	کہ جس سے بات بھی کرنا ہو مشکل
زبان ساکت ہو لب محو خموشی	سند کی یاد میں ہو گرم جوشی

سیلی تاکے ٹھٹھکے منگے سے آراستہ لباس درویشی سے مزین دلمین یاد مہود قول است
بریکم یاد پاک باطن و خوش نہاد اور اس مقام پر کچھ چیلے اور بالکے کچھ مرید حال قال کے رہتے
ایک گنبد بنا تھا تلمسی کا پیڑ ہر اچھا لگا تھا مزار کسی بزرگ کا تھا اُسپر سبز چادر اڑھائی
مسہری پھولوں کی بنائی تھی وہ درویش ہمیشہ اپنے استاد کا چھانڈا لیا کرتا تھا فقیر دن کا منج
ہوتا تھا آجکل بھی وہ ہی مجمع تھا سب موجود تھے نعرہ یا حق کی صدائیں بلند تھیں کہیں لہنی
ٹوپی والے آزاد تھے کہیں نانک شاہی تھے کہیں گسائیں تھے ہر طرف سے صدائیں یا حق
یاد اتا یا مرشد کی آتی تھیں دل بہلائی تھیں کوئی کہتا تھا شعر

اُتر کے کاسہ موعرش سے ہوا موجود	فقیر مست نے جسم کہا کہ یا موجود
---------------------------------	---------------------------------

کسی کی زبان پر تھا کہ بیت

جہان گیا مرا حصہ مجھے وہان پہنچا	لگا کے خوان کرم سر پہ آسمان پہنچا
----------------------------------	-----------------------------------

چو کیان تو اللوں کی آئی تھیں حقانی گانا ہو رہا تھا عجیب کیفیت اور سما تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

کہیں فریاد یا ہو سے جگر چاک	کوئی آفتادہ محو بوسہ خاک
-----------------------------	--------------------------

تقا طسریز ابر دیدہ تر
 لطیفے سب روان شفاف راہین
 میان حلقہ دار خویش ہر ادا
 کسی کو چہرے سے ہر اصل صفائی
 کوئی القائے اسنادی سے سترار
 کہیں شیطان فکر و شمنی میں
 یہی دیکھ کر بن ارمان یہی تھا

کسی جا ضرب الا اللہ و لہ
 کسی کی قلب کی جانب نگاہین
 کوئی تعظیم بیتابی سے استاد
 کہیں ذکر جلی سے آشنائی
 کوئی مخفی کے رازوں سے خبردار
 کوئی مصروف دید باطنی میں
 غرض تا نصف شب سامان یہی تھا

شہزادہ جہانگیر بھی اُن فقیروں کے جلسہ میں آیا کہ یہ بھی فقیر بنا ہوا تھا وہاں روٹیاں اور چنے کی
 دال مٹی تھی وہ اسکو بھی ملی اُسنے کھائی مدت کے بعد کھانا میسر ہوا کھا کر بیہوش ہو گیا پھر
 سنبھل کر بیٹھا اس عرصہ میں ہٹو بچو کی صدا سنائی دی اور سواری بڑے دھوم سے قیصر کی آئی
 فقیر کو اکر اُسنے تسلیم کی اور اکر برابر بوریے پر بیٹھا یہ فقیر ہر طرف پھرتا رہتا تھا اور اسکو معمول ہو
 کہ جس شہر میں جاتا ہو فقیروں کو جمع کر کے چھاندا کرتا ہو بیان بھی ایسا ہی کیا ہو غرض جہانگیر فقیر سے
 بہت جھجک کے ملا ہو جا بجا میدان میں خیمے استاد ہین گانا ہو رہا ہو عجیب جلسہ ہو غرض اب جو بادشاہ
 آکر ہو نچا اور فقیر کے پاس بیٹھا درویش نے کہا کہ اے قیصر ہم تو کئی سال کے بعد تمھارے یہاں آئے
 مگر رہنے ٹکوا بکی بہت پریشان پایا کچھ بیان تو کرو کہ تلو کیا رنج ہو قیصر نے کہا کہ آپ پر سب روشن ہو
 بیان کی صورت ہو درویش نے کہا کہ اے قیصر تو ملکہ گوہر جادو و دختر آفاق جادو پر عاشق ہو
 کہ وہ بادشاہ بیابان برسی برہ ہو اور اُسی کے غم میں تیرا یہ حال ہو اہو یہ سنتے ہی قیصر قد مون پر
 فقیر کے گر پڑا اور کہا اے مرشد کامل حقیقت میں یوں ہی ہو اور عجب طرح کی مشکل ہو کہ وہاں نہ نامہ
 پہنچ سکتا ہو نہ کوئی پیام زبانی کی راہ ہو کسی طرح وصل اُس سے بارہ آفت جان کا ممکن نہیں اے
 مرشد میں نے کوکب کو بھی لکھا تھا مگر انھوں نے کچھ توجہ میرے حال پر نہ فرمائی بلکہ جواب نامہ سے
 بھی سرفراز نہ فرمایا اب میں آپ کے دامن کو چھوڑ دوں گا درویش نے کہا کہ اے قیصر اب جلد دعا تیل پر لگا
 اور اسی محل میں ہو وہ یہ کہ اپنے زمانے کا صاحبقران مشکل فقرا بیان موجود ہو اور اس جلسہ میں
 شریک ہو مجھ سے ملا تھا اور اسکو بیابان برسی برہ کے جانے کی خواہش ہو اور ضرور ہی جائے گا

اور پھر بھی گالیس اُسی کے باعث سے تیرا مطلب بھی حاصل ہوگا اور نہایت درویش نے تعریفیں
 جہاں تکیر گنیں کہ قیصر جادو مشتاق ہوا اور کہا کہ اُنکو بلائیے درویش نے آواز دی کہ اچھا جتن
 ہم سب ایک مشتاق ہیں بیان تشریف لائیے اسوقت دیکھا کہ ایک گوشہ سے ایک جوان
 عنایت سے گردن بلند بالا قوی تن قوی من فقیر وضع نہایت وضع و جبہ و شکیل لیکن نحیف و بے
 لکڑا سپر بھی چہرہ تابناک لبسان خورشید تابان روشن رعب و دبیدہ دیکھ کر درویش قیصر کھڑے ہوئے
 اور اُسی وقت حکم ہوا کہ لباس فاخرہ لا کر نہاؤ فوراً خلعت آکر حاضر ہوا شہزادہ نے پہنا اور محفل
 میں آکر مقام صدر پر بیٹھا اور درویش نے نہایت اوصاف انکے سامنے قیصر کے بیان کیے
 اور بہت تعظیم و تکریم بجالایا اب جام شراب گردش میں آیا اور قیصر نے رور و کر اپنے عشق کا حال
 سامنے جہاں تکیر کے اسطرح پر بیان کیا کہ شہزادہ جہاں تکیر یاد کر کے ماہ در در گوش کو خوب رویا کر
 درویش نے تسکین دی کہ او شہزادہ آپ اس قدر نہ گھبرائیے سب مطلب آپ کے پورے ہونگے
 اور بچاؤ آپ کے اور قیصر کے جسطرح بنے گا ضرور بالضرور آپ کو بیابان برسی برہنہ ہو نچاؤنگا
 غرض دو دن تو جہاں تکیر کی دعوت کی اور تیسرے دن جہاں تکیر تیاری سفر میں مصروف ہوا کہ
 شاہ مجکو وہاں پہونچائے ہر چند قیصر نے کہا کہ مجکو آپ ہر افسوس آتا ہوا آپ عمر اپنی ہمیں بسر کیجیے
 جہاں تکیر نے کہا کہ مجکو جان ہی دینا منظور ہو میں جاؤنگا ضرور اور اسی حیلہ سے جان دوں گا ہر چند
 قیصر نے کہا کہ جہاں تکیر نے نانا آخر درویش نے شہزادہ کو مسلح کر کے اپنے ہمراہ لیا وہ جلسہ برخواست
 ہوا اور درویش مع شہزادہ روانہ ہوا اور ایک دن کوس راستہ طو کیا ہوگا کہ جہاں تکیر نے
 دیکھا کہ گنبد بنا ہوا سکندر جہاں تکیر کو درویش لایا بیان دیکھا تو اندرون گنبد دیواروں پر
 تصویریں شاہانِ جان کی نصب ہیں اور آئینہ لگے ہیں سقف گنبد میں کھنڈے لگے ہیں جب
 یہ دونوں اندر گنبد کے آئے وہ کھنڈے از خود بجے صدا یا سامری یا سامری کی آنے لگی مگر درویش
 نے ایک نقش لکھ کر دیوار گنبد پر لگایا کہ دیوار شق ہوئی اور ایک صحرا دکھائی دیا درویش نے
 کہا کہ او شہزادہ یہ سامنے جو صحرا دکھائی دیتا ہو یہی راستہ بیابان برسی کا ہوا اب آپ تشریف لے
 جائیے خدا تعالیٰ منزل مقصد پر پہونچائے گا اور فقیر بھی وقت پر آجائے گا شہزادہ یہ سن کر درویش سے
 رخصت ہوا اور آگے بڑھا وہ بیابان ہول خیز و وحشت انگیز ملا کہ جی جھوٹ گیا صحرا میں دھوپ

بیتی نقی کٹھنوری کی آواز سناٹا چار سمت ہوا کا سائیں سائیں چلنا درخت جھلکے ہوئے ہوتے
 سوکھے کھڑکھڑاتی دل کو وحشت دلاتی جناب خضر بھی اُس دشت میں بیتاب نظر آتے وحشت کی
 دھوم حسرتوں کا شہزادہ کے دل پر هجوم تھا پائون میں چھالے تھے لب پر آہ و نالے تھے بہاروں کی
 بہتر تپ رہے تھے اُنسے شرارے نکلتے تھے چشے ہوش کھا کر اُبلتے تھے درختوں کے دند سوکھے
 نظر آتے تھے غول بیابان آگ سا لگتے تھے ڈراتے تھے شہزادہ یاد دلدار کرتا تھا اور بید بیتابی
 یہ غزل زبان پر لاتا تھا کہ غزل

خدا را اور فلک کچھ مہربانی
 سنیں کس طرح عاشق کی کہانی
 اُنگون پر ہر جوش نوجوانی
 گھٹا طول اس پر زندگانی
 کہ آخر ہو چکی اپنی کہانی
 صندوق مرا اُنکی زبان
 نہیں جاتا خیال نوجوانی

کہا تک رشتیاں یا راجانی
 وہ سمجھے ہیں کچھ اپنے شکوہ چند
 ابھی ناصح توقف کر کہ اپنا
 بڑھیں پھر کچھ تم سائیں اجل کی
 نجا دم پھر ابھی پہلو سے لاش
 جو ہو منظور رحم آنے نہ پائے
 نسیم آغازیری میں بھی مستی

ایسی صعوبت اُس صحرائے آتشناک میں شہزادہ نے اٹھائی کہ گھوڑا بھی سقط ہو گیا اب
 سفر بیاہ پائی نصیب ہو گیا اُس وحشت کے مارے کے لیے سدا دل اور چوہا رہے تفتاب آہ کے
 لکار رہے تھے چاندیش نالہ صدائے دور باش سناتا تھا آبلہ سینہ کا بصورت نقاشہ ہوا تھا
 جب دل بیتاب ستاتا تھا تو گھبرا کر یہ لب پر لاتا تھا نظم

کہ گو قربان تھا وہ اپنے جی سے
 کیا بیہوش سودائی فزون نے
 رہیں ہم تم سے تم سے رہو دور

مرا یہ حال کہ دینا کسی سے
 مگر وہاں سے بخت زبون نے
 نہیں دور فلک کو دید منظور

غرض اسی طرح رہ رہی کر کے بعد مشقت و صعوبت اُس صحرائے کو طر کیا اور ایک جنگل میں گزر ہوا
 وہاں دیکھا تو بہت سے دیو اور دیونیوں کو جمع پایا اور دیکھا ہوا وہاں سے کہ بھولوں کا شہزادہ
 باندھے ایک دیو کو بیٹھے پایا شہزادہ ایک درخت پر چڑھ گیا کہ بیان سے تماشائے انکی شادی

دیکھوں لیکن وہاں صورت یہ ہے کہ دیو نعمان اپنے بیٹے کی برات لیکر سرکان پر دیوسر منہنگ لایا جب برات رخصت ہوئی تو سر منہنگ نے کہا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ بروقت رخصت عروس ایک آدم زاد کا گوشت کھلائیے جب تک یہ نہوگا یہ عروس رخصت نہوگی نعمان یہ کلام سنکر تلاش میں آدمی کی نکلا اتفاق سے درخت پر نگاہ پڑی جہاں نیکر کو بیٹھے ہوئے دیکھا نہایت خوش ہوا اور درخت کو کولی میں داب کر اٹھیا جہاں نیکر اسیر سے کود پڑا اور تیغہ مگر ہزاروں دیو ناد قتل کیے دیوون نے جو یہ آفت دیکھی بھاگے کیونکہ یہ اسکا فرزند ہے کہ جسکے بیٹے دیو بند و دیو کش ہین اور امیر حمزہ نے دیو سمندون ہزار دست کو مارا ہوا ذکر اسکا لوشیزدان نامہ دفتر اقل میں ہو غرض کہ شمشیر خارا شگاف جہاں نیکر سے کچھ ہی دیر میں مطلع صاف تھا یہ صفت شکن قتل دیوان کر کے آگے کو روانہ ہوا پھر وہی بلبلانا وہی جنگل کی خاک اڑانا تھا اور غم یار میں بقرار ہو کر یہ زبان پر لاتا تھا کہ غنزل

سحر عید غم و رنج کی شب ہوتی ہے
یاد تیرے رنج پر نور کی جب ہوتی ہے
دیکھوں کس دز گھڑی میل کی اب ہوتی ہے
ایسی لذت نہیں مابین رطب ہوتی ہے
کیا بتاؤں مجھے تشویش عجب ہوتی ہے
اب ملاقات کی شب دیکھیے کب ہوتی ہے
میری قسمت بھی رسا دیکھیے کب ہوتی ہے

فرقت عاشق و معشوق غصبا ہوتی ہے
سامنے آنکھوں کے بجلی سی چمک جاتی ہے
غم فرقت سے تیری روتا ہوں میں اب ہوتی ہے
لب شیرین سے تیرے ہر جو جلاوت پائی ہے
تمسے جسوقت بچھڑنے کا خیال آتا ہے
دن جدائی کے تو گھٹتے نہیں آؤ جانی ہے
چین دم بھر ہی نہیں جاہ کو اب تیرے بغیر

اسی طرح بعد قطع منازل و طومر اہل مرحلہ پیاسے و دشت گردی کرتا ہوا شہزادہ دل از گرفت دادہ خاک چھانتا ایک شہر کے قریب پہنچا جب اندر اس شہر کے قدم رکھا نیا تا شتا فلک کی سنگدلی کا نظر آیا یعنی ہر ایک انسان ساکنان شہر کو پتھر کا یا یا شہر خوب جنس ہر ایک و لگو مطلوب و کانین و نگین عمارتیں عمدہ و مرتفع بنیں مگر آدمی سب پتھر کے غضب خدا کا وہاں گویا آیا ہوا کہ سب نے قالب انسانی پا کر جامہ پتھر کا پہنا ہوا شہزادہ کمال خوفناک اور اپنے مذہب و ملت کے موافق و عدا وغیرہ پڑھنے لگا اور بہت شہسدر و حیران تھا نہایت پریشان تھا ہر وقت دل بھاگ

جائے کو چاہتا تھا مگر دل مضبوط کیے گلی کو چون مین وہاں کے قدم اٹھاتا تھا کوئی ساتھ نہ سنگ
تھا سنگ راہ سے بھی خوف کھاتا تھا اسی فکر و تردد میں ایک گلی مین جب قدم رکھا ایک میمون
اسطون سے آتا تھا جب وہ میمون قریب تر آیا مثل انسان گویا ہوا کہ اے جوان چل گرفتہ تو کون ہو
جو اس شہر نحوست اثر مین آیا ہو جلد بیان سے جاو رہ نہ مثل انھیں کے تو بھی بلا مین گرفتار
ہو گا جہاں نگیر کو اور زیادہ حیرت ہوئی کہ بندر بولتا ہو شہر تو بتجانہ آذری معلوم دیتا ہو
انسان مثل تصاویر سنگین ہین اُس پر یہ طرہ ہو کہ بندر بولتا ہو واقعی اس شہر غضب خدا کا
آیا ہو غرض اسنے اُس بندر سے کہا کہ اے میمون واسطہ اپنے دین و مذہب کا بیان تو کر کہ یہ
کون لوگ ہین اور تو کون ہو جب یہ اُس بندر نے سنا تو لوٹ کر صورت انسان بنا جہاں نگیر
نے دیکھا کہ ایک ساحرہ ہو جو بندہ کی ماتھے پر لگائے ہو ٹیکا سیندور کا دیے ہو کھنور چندن
کے بدن مین لگے ہین مگر سحر سے صورت اپنی خوب بنا لی ہو یا نہیں معلوم کہ اصل ہی مین ایسی
صورت ہو کہ زلف چلیپا اُسکی تابہ قدم پہنچی ہوئی صاف ناگن سیہ معلوم ہوتی ہو جو انسان کا
دل ڈستی مانگ مین اُسکی سیندور بھرا ہو جو دل عشاق کو مانگ رہا ہو پیشانی تابناک ہو اور
کشیدہ مثل خنجر بران ہو سحر ساز فوسو نگر چشم قتان ہو رخسار گل گلزار حبان ہو یہ اسکا نقشہ ہے کہ

نظم کمون کیا حسن روز افزون کے اٹھنا

بغور اسکو جو دیکھے چشم انصاف

کے دل مین یہی حور حبان ہو

برای اسکے مقابل مین کہان ہو

نہایت نازنین وہ مہ لفتا ہو

بلا آفت قیامت ہر ادا ہو

اُس ساحرہ نے ایک دکان مین لاکر فرش بچھایا اور کہا اے جوان بیٹھ تو مین تجھ سے سب

احوال بیان کروں جب جہاں نگیر بیٹھا تو اُسنے کہا میرا نام میمون جاو ہو اور یہ بادشاہ جو

دارالامارہ مین ہو مسرور جاو اُسکا نام بیان کا بادشاہ ہو اُس پر مین عاشق ہوئی اور سوال

وصل مین نے اُس سے کیا اُسنے جب وصل قبول نہ کیا تو مین نے اُسکو مع اُسکے ملازمون کے

پتھر کا بنا دیا اور کل شہر کا بھی یہی حال کیا لیکن اگر تو میرا وصل قبول کرے تو مین تجکو بیان کا

بادشاہ کروں جہاں نگیر نے کہا کہ مین برسہا برس مین جب پھر کر آؤں گا تو تجکو قبول کروں گا پس منکر

اُس ساحرہ نے اُس دکان کی کوٹھری کھول کر انگوٹز و سحر قید کیا یہ وہاں مجبور و ناچا

بیٹھے اور انکو نیندا لگئی اُس عالم بیہوشی میں انھوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ ہی درویش
بوریا نشین آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اسی شہزادہ تم اس ساحرہ سے آشتی کرو اور اس کے گلے
میں ایک تختی ہو وہ کسی طرح اس سے لویہ اُس تختی سے ماری جا بیگی شہزادہ کی جب یہ خواب
دیکھ کر اٹکھ کھلی بکاری اُسے آہ کی اور کہا بیت

ایار اغیار سو گئے اللہ کیا زمانے کا انقلاب ہوا

ہمتو اس ساحرہ کی محبت کو آزماتے تھے ورنہ کون ایسا ہوگا جو ایسی حسین کو قبول نہ کرے گا
ساحرہ باہر دروازہ پر بیٹھی تھی کیونکہ اُس کے دل کو بھی لگی ہوئی تھی جب انھوں نے یہ کہا
اُس نے کوٹھری کو کھولا اور انکو نکالا ساحرہ نے اُنار انھوں نے بغور جو دیکھا تو واقعی ایک
تختی کو اُس کے گلے میں پڑے دیکھا بس اُسکی گردن میں ہاتھ ڈال دیے اور کہا ای جان جان
یہ تختی کیسی تمھاری گردن میں پڑی ہو اُس نے کہا ہاں ہاں اس تختی کو ہاتھ نہ لگا انھوں نے
ناک بھون چڑھائی اور کہا وائے قسمت کس ظالم پر اپنی طبیعت آئی کہ جو ایک ذرا سی تختی
کے چھونے پر خفا ہوتی ہو یہ لکرا شک انکھوں میں بھر لایا ساحرہ کا دل تو آیا ہوا تھا رونا
اسکا دیکھ نہ سکی اور دوسرے سمجھی کہ یہ اس تختی کی تاثیر کیا جانے لیکر دیکھے گا پھر دے دیگا
معشوق ہو ہٹ کر تا ہو اسکی ضد کو پورا کرنا چاہیے یہ سوچ کر کہا کہ ای جاننی وائے مائے عمر دزدگانی
قربان کی تھی یہ تختی تم ناراض ہو لو یہ تختی لو یہ بھلا تمھارے کس کام کی ہو لو اچھا دیکھو یہ لکرا
وہ لوح گلے سے اُتار کر انکو دی جب انھوں نے وہ تختی پائی فوراً اُس کے جسم میں لگائی وہ
ساحرہ بیہوش ہوئی انھوں نے گردن اُسکی کاٹ ڈالی شور دارو گیر بریا ہوا اندھی آئی
تاریکی چھائی پھر صدا آئی کہ افسوس مارا مجھ کو کہ نام میرا مسمون جادو تھا کل تین سو برس
کا سین رکھتی تھی مگر ہنوز باغ جوانی سے کوئی گل مراد میں نے نہ جیتا تھا غرض بعد اس آفت
کے جو دیکھا تو ایک ساحرہ کہ یہ منظر سیاہ نام کی لاش کو پڑے ہوئے دیکھا انھوں اُسکی
لاش پر تھوک دیا اور اُس کے مرنے سے تمام شہر نے ہائی پائی صورت اصلی پر آئے وہ جامہ
سنگین جسم پر سے اُتار اباد شاہ یعنی مسرور شاہ نے اگر جو دیکھا تو شہزادہ جہانگیر کو شہر میں
ایک مقام پر اسنادہ پایا سر لپٹا انکے قدم پر رکھ دیا اور کہا مصرع ادا مدت باعث آزاد دے آ

جانے کو چاہتا تھا مگر دل مضبوط کیے گلی کو چون مین وہاں کے قدم اٹھاتا تھا کوئی ساتھ نہ سنگ
تھا سنگ راہ سے بھی خوت کھاتا تھا اسی فکر و تردد میں ایک گلی مین جب قدم رکھا ایک میمون
اسطون سے آتا تھا جب وہ میمون قریب تر آیا مثل انسان گویا ہوا کہ ایوان چل گرتے تو کون ہو
جو اس شہر نحوست اثر مین آیا ہو جلد بیان سے جاوڑ نہ مثل انھیں کے تو بھی بلا مین گرفتار
ہو گا جہا نکیر کو اور زیادہ حیرت ہوئی کہ بندر بولتا ہو شہر تو بتجانہ آذری معلوم دیتا ہو
انسان مثل تصاویر سنگین ہین اُسپر یہ طرہ ہو کہ بندر بولتا ہو واقعی اس شہر غضب خدا کا
آیا ہو غرض اسنے اُس بندر سے کہا کہ اُمیہوں واسطہ اپنے دین و مذہب کا بیان تو کر کہ یہ
کون لوگ ہین اور تو کون ہو جب یہ اُس بندر نے سنا تو لوٹ کر صورت انسان بنا جہا نکیر
نے دیکھا کہ ایک ساحرہ ہو جو بندہ بی ماتھے پر لگائے ہو ٹیکا سیندور کا دیے ہو کھنور چندن
کے بدن مین لگے ہین مگر سحر سے صورت اپنی خوب بنائی ہو یا نہیں معلوم کہ اصل ہی مین ایسی
صورت ہو کہ زلف چلیا اسکی تابہ قدم پہنچی ہوئی صاف ناگن سیہ معلوم ہوتی ہو جو انسان کا
دل دُستی مانگ مین اُسکی سیندور بھرا ہو جو دل عشاق کو مانگ رہا ہو پیشانی تابناک ہو بارو
کشیدہ مثل خنجر بران ہو سحر ساز نوں نگر چشم قتان ہو رخسار گل گلزار حبان ہو یہ اسکا نقشہ ہو کہ

بغور اسکو جو دیکھے چشم انصاف
بری اسکے مقابل مین کہان ہو
بلا آفت قیامت ہر ادا ہو

نظم کہون کیا حسن روز افزون کے اوجھا
کے دل مین یہی حور حنان ہو
نہایت نازنین وہ سہ لفتا ہو

اُس ساحرہ نے ایک دکان مین لاکر فرش بچھایا اور کہا ایوان بیٹھ تو مین تجھ سے سب
احوال بیان کروں جب جہا نکیر بیٹھا تو اُسنے کہا میرا نام میمون جاو ہو اور یہ بادشاہ جو
دار الامارۃ مین ہو مسرور جاو اُسکا نام بیان کا بادشاہ ہو اُسپر مین عاشق ہوئی اور سوال
وصل مین نے اُس سے کیا اُسنے جب وصل قبول نہ کیا تو مین نے اُسکو مع اُسکے ملازموں کے
پتھر کا بنا دیا اور کل شہر کا بھی یہی حال کیا لیکن اگر تو میرا وصل قبول کرے تو مین تجکو بیان کا
بادشاہ کروں جہا نکیر نے کہا کہ مین برس سفر ہوں جب پھر کر آؤں گا تو تجکو قبول کروں گا پس منکر
اُس ساحرہ نے اُس دکان کی کوٹھری کھول کر انکو بزور سحر قید کیا یہ وہاں مجبور و ناجا

کاندھے اور کمری پر ہار ڈالے شوق میں بیٹے کے ہار میں کتے پھرتے تھے کہیں ساتی حقہ پلا رہے تھے کہیں کھلونے بالے بھولون کے بک رہے تھے حلوائیوں کی دکانیں برابر برابر لگی تھیں شیریں کامی وہتی تھیں ہزاروں طرح کا جوہن دکھاتی تھیں امتیاز سلسلہ در سچیدار دیکھنے سے زبان کو ذائقہ بخشی تھیں برنجی تھالوں میں ورق لگے برنی چنی ہوئی اور ہر طرح کی مٹھائی دھری جو اس جامن ہی چاہتا تھا کہ اسکو لیکر کھا جاگو یا در بہشت کھلا ہوا تھا سامنے دکان کے زنجیریں ٹنگی تھیں گھنٹیاں اُس میں لٹکتی تھیں ایک طرف بساط خانہ سجا ہوا تھا گاٹ کے کھلونے بنیس ڈولی اسی سر پہ بک رہا تھا کسی جاننا بانی دکان لگائے تھے کہیں تبولی اپنا رنگ جمائے تھے تختوں پر بان سفید سفید دساور سی اور بنگلہ رکھے ہوئے تھے کتے چونے کے برنجی مرتبان دھرے تھے کہیں پالین تین تھیں ساتین اُنکے نیچے بیٹھی تھیں تباہی سوراخا بجھی تھی جلیں اُس میں گھڑسین تھیں نیچے لگن میں بھیکے تھے عاشق تن سامنے اُنکے ٹل ہے تھے چرسون پردم پڑتے تھے کوئی کستا تھا کہ جانی ذرا پیڑ و پر کی پلانا ساقن ہنسکر جواب دیتی تھی کہ بڑا انگیا میں کی مینا کوئی چرسیا بچہ ہاتھ میں لیے تھا گلد م اُس میں بند کیا تھا کسی دکان پر بھی بچہ ٹنگا تھا کاکن کی بالی بچے میں دھری تھی طائر خوش رنگ اُس میں بند تھا عرض ہنسکر نون کا طوطی بولتا تھا دف دایرہ چکارہ بچہ ہاتھ میں لے میں سوانگ بنکر آتے تھے سوانگے ترسول نپسول نکلتے جاتے تھے تختوں پر سوار تختوں کے آگے ڈفلے بانسری بجتی جاتی تھی فقیر اتیت کھیر سلگائے پھرتے تھے بعض جکر دنگ لوگ کر رہے تھے بہت گھوڑوں پر لوگ سوار شکل تھے گھوڑوں کے گلے میں ہیکلین طلا کار پڑن تھیں گدے باندھے ہوئے سیاہی سرخ بکریاں سروں پر رکھے ہوئے بکرتے آگے آگے گھوڑے کے جاتے تھے فنس میں ہما جان شہر کے لڑکے گولے پٹھے کی ٹوپیاں لچکے لے نا رکھے پنہ سوار فنس ادھر ادھر مارا کھلے پھر رہے تھے مسیاز شہر اونچے پر فرش بچائے تماشا سید کا دیکھ رہے تھے خوب میلا جمع تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ڈلیان مصری کی جسے بے آب
جو سبزہ خالد سے لڑیں پھوٹ
معتوق کا جیسے قد آزاد

پونڈے کی گندیریاں وہ نایاب
وہ لوگردن میں ہرے ہرے بوٹ
نظارہ میشر سے دلشاد

<p>پھولوں کی چمن میں جیسے کلیان ضحاک کا دل تھا جیسے شیدا جس طرح کہ دوزخ فلک ہر دل سے کوئی داستان بنا کر جادو کی ہر اک سخن میں تاثیر</p>	<p>خوش رنگ عجب مٹکی پھلیان ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا لہراتے تھے سانپ یوں مٹکی پر بازار میں قصہ گو بھی آکر کرتا دل اہل دل کی تسخیر</p>
<p>جہانگیر نے خوب سیلا وہاں دیکھا دن بھر میلے میں رہا جب وہ وقت آیا کہ مجمع کو اکب عرصہ گاہ افلاک سے جلوہ فرما ہوا کہ ابیات</p>	
<p>ہوئے دھندلی دکائیں راہ و بازار تمنا آہ ہو کر تالسب آئی</p>	<p>کہ اتنے میں چھپا دن صورت یار سہرا یوس میں زلف شب آئی</p>
<p>مسمر و رشاہ شاہزادہ کو لیکر پھرو لے کر امین داخل ہوا شہزادہ نے خاصہ کھایا کچھ جام شراب بخوانی کے پے پھر آرام فرمایا مگر نیند کیسی اور سونا کمان کا فراق یار میں تڑپنا اور بلبلا نا شروع کیا جب زیادہ بیتاب ہوتا تو اس طرح روتا اور کہتا نظم</p>	
<p>ہو اس میں کسی کا کیا خسار کیا اس میں بھلا کسی کا نقصان پھر بتر غم پہ بیست درمی کھلنے لگا راز ہوتے ہوتے دیدار کا شوق ہی نہایت نکلے کوئی انبساط کی راہ ہمدم غم انتظا رہ رہ دم</p>	<p>پھر بھی کوئی راہ میں نظر آہ بیچ جائے جو اک غریب جان یہ کھلے دفورا شکبار می تن ہو گیا زار روتے روتے فرقت کو گزر گئی ہو مدت تا چند یہ صدمہ ہائے جانگاہ آفت میں ہی جان زار ہر دم</p>
<p>آخر کراہ کراہ کے نالہ و آہ کر کے صبح ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ سہا فر فلک بعزم طومنازل فلک یعنی خورشید تابان ٹیکہ سے شعلے کے مگر باندھ کر میدان آسمان میں آیا کہ ابیات</p>	
<p>مبارک باد آغا ز سحر ہی کہ بدلا شب نے رنگ آسمانی</p>	<p>سمجھے امید مطلب میں سفر ہی سفر کی اب سنبو باقی کہانی</p>

ہنگام سحر شہزادہ کمرہت باندھ کر مسرور شاہ سے رخصت ہوا اور وہ شیرجو سحر سے مسرور شاہ
 نے بنایا تھا اُس پر سوار ہو کر روانہ ہوا مسرور شاہ در شہر تک پہنچانے آیا اور عرض رسا ہوا کہ
 اے شہزادہ آپ نے وہ احسان عظیم مجھ پر کیا ہے کہ میں جان و مال سے آپ کا شریک ہوں ہر چند کہ
 میں خراج گزار کو کب تھا مگر اب اس سے کچھ تعلق نہ رہا کیونکہ ایسا غافل بادشاہ کہ اتنے دن
 تک میں پیچہ کا بنارہا اور اُسے میری خبر نہ لی شہزادہ اُسکو تسلی دے کر اور اُس سے رخصت ہو کر لگے
 گوروانہ ہوا یہاں تک کہ وہ شیر گویا قلعہ برانیہ کا راستہ جانتا تھا کہ سیدھا شاہزادہ کو لیے ہوئے اُسی
 قلعہ میں لایا شہزادہ نے ایک قلعہ فلک فرسا بنایا یا کہ دروازہ شہر کا مثل فلک مست کے جھوم
 رہا تھا بہت سے ساحر بعدہ نگہبانی دروازے پر اُترے ہوئے تھے اُس شیر کو دیکھ کر کوئی مزاحم ہوا
 شیر اندر شہزادہ کو لایا شہزادہ شہر میں آیا آبادی خوب رکانات جو دلوں میں غوب ہوں دیکھے شہر وہ
 نہایت آباد تھا ہر ایک کا وہاں دلتا تھا علمدین مصفا تعمیر تھیں ساحر خوش اخلاق و وجہ وکیل
 بستے تھے جو بات بات پر ہنستے تھے دکانوں میں اشیائے نفیس کا انبار تھا و کانداز لباس
 عمدہ پہنے بیٹھے تھے کٹور اکھٹا تھا کمرے جو بروج آسمان کو شرمین تعمیر تھے خلاصہ کار جہاں نگہ
 کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا ہوا پشت شیر پر سوار دارالامارۃ میں آیا یہاں بھی بہت بڑا سامان
 عک کا پایا خادم و خد متکا ر قولائے رقا صی بسا وں و چوہدار دروازہ پر حاضر فن ادب سے
 ماہر سات و صہ و ثریان دارالامارۃ کی بھی شیر اُنکو سب کو طو کر کے اندر آیا یہاں دیکھا تو تخت پر ایک
 بادشاہ پر شوکت و جاہ جلوہ فرما رہا تاج شاہی سر پر قبائے فرمان روائی در پر چہرہ مال جاکا نثر
 گردش میں ہی بران جادو ہو کر و پیش و نکل و گریسیان بھی ہن سا حران نامی اُن پر
 بیٹھے ہن کہ جنگی آئینہ ناک کان سے شعلہ آتش کے نکلنے ہن جہاں گہر نے شیر پر سے اُتر کے بادشاہ
 کو سلام کیا اور آگے بڑھ کر وہ محبت نامہ مسرور کا لکھا ہوا اُسکو دیا اُس نے پڑھا کھڑا ہو گیا
 شہزادہ کی تعظیم کی اور مقام صدر پر اُسکو بٹھایا پھر ساقی کو اشارہ کیا کہ اُسے جام مویا خوانی
 بھر کر دیا شہزادہ نے پیا پھر رقا صان فہر طلعت حاضر ہوئے ناچ سانسے ہونے لگا بعد کچھ
 کے علیحدہ اُٹھا کر لے گیا اور خاصہ طلب کیا اور شہزادہ کو نعمتہائے گوناگون سے آسودہ کیا اغذیہ
 لطیف و گرما گرم کھلا میں پھر دربار میں آکر بیٹھے اب اُس نے کہا کہ اے شاہزادہ آپ کون ہیں اسنے

کہا میں ملک خورشید تاج بخش کا بیٹا ہوں اور اس طرح فرستادہ افرا سیاب برائے طلسم
 شکنی طلسم کو کب آیا ہوں لیکن فی الحال بیابان برسی برہ کو جاتا ہوں یہ کلمات سن کر ہیران
 چین چین ہوا کیونکہ یہ بھی خراج گزاران کو کب سے ہو مگر بیاس خاطر مسرور خاموش ہو رہا
 اور کہا کہ اے شاہزادہ ہم لوگ ایک درخت کو سجدہ کرتے ہیں کیونکہ بعد کئی مہینے کے اُس مین سے
 ایک پتلا نکلتا ہے اور پکارتا ہے کہ منم خداوند سامری پس اس شہر یار یا تو آپ اُس کا حال بتلائیے
 اور نہیں تو آپ بھی سجدہ کیجیے جہاں تکیر نے کہا کہ اچھا تم ہکو وہاں لے چلو اور اُسکی کیفیت دکھلاؤ
 تو پھر ہم اُسکی تدبیر کریں اُس نے کہا کہ آپ دو چار روز تو قف فرمائیے اب زمانہ اُس تلے کے نکلنے کا
 قریب ہو میں آپ کو لے چلوں گا شہزادہ وہاں تو قف پذیر ہوا بعد چند روز کے جب ایک دن وہ نا
 آیا کہ شجر زرین شعلہ مہر جرج اخضر پر پھلا پھولا نظر آیا کہ ابیات

ملا نور سحر نور لطف سے

صدائے رخصتی آئی سحر سے

نگاہوں سے چھپی شب شوخ ناز

طار سے بھر کے مثل تو سن ناز

ہنگام سحر ہیران سوا شہزادہ کو کر کے ایک صحرا میں لایا شہزادہ نے دیکھا کہ صحرائے سبزہ نار ہر طرف
 اُس مقام پر بہا ہر چو درخت ہو وہ پھولوں سے لدا ہے ہر ابجرا ہے سبز رنگان دہر کو اپنی سر سبزی کے
 روبرو شرماتا ہے اور اُس صحرا میں ایک درخت اور درختوں سے سر بلند نہایت سر سبز خوشنما لگا ہے
 تنہم اُسکا طلائی احمر سے منڈھا ہے شاخیں اُسکی جنبش ہو اسے ہلتی ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو انسان
 سبز رنگ جھوم رہے ہیں طائران خوشال کمان اُسپر بیٹھے ہیں زمزمہ سرائی کرتے ہیں شاہزادہ
 کچھ دیر وہاں ٹھہرا تھا کہ یکایک تنہم اُس درخت کا شوق ہوا اور اُس مین سے ایک پتلا کہ جس کا منہ
 مثل طوطی کے تھا نکلا اور پکارا کہ منم خداوند سامری ہیران اور اُسکے ساتھ کے ساحرون نے
 سجدہ کیا جہاں تکیر چپ کھڑا رہا اب جو دیکھا تو اُس شجر میں پھل لگ آئے اور بار شمار سے شاخیں
 جھک پڑیں وہ پھل ہیران نے توڑ کر کھائے اور شہزادہ کو بھی دیے اُسکو جو کھایا تو بہت
 شیریں اور ذائقہ کے تھے غرض کچھ دیر میں وہ پتلا پھر اُسی درخت میں سما گیا اور پھر درخت کا تنہم
 برابر ہو گیا ہیران شہزادہ کو لیکر پھر شہزادہ نے کہا اب تم جاؤ میں اسکا حال دریافت کر کے آؤں گا
 ہیران تنہا اُسکو چھوڑ کر چلا آیا شہزادہ وہاں پھر آیا جب وہ زمانہ آیا کہ پل کشتان کے درخت

آسمان پر پھیلی ہوئی نظر آ رہی تھی اور ستارے مثل دانہ خرمن عرصہ فلک میں جھٹکے بالی سنبلی کی گئی تھی

بیت بسراوقات کی صحرائیں دم بھر | چھپایا مہر نے جب روئے انور

شہزادہ رات کو اُس درخت کے قریب پھر آیا وہاں قدرت خدا سے نیا سامان پایا کہ ایک طرف کو فرش عمدہ بچھا ہوا روشنی کنول اور چھاڑ کی ہر جس سے وہ صحرائیں منور اور روشن ہو فرش پر سنبلی مغرق بھی ہو اور ایک ساحرہ اُس مسند پر لباس بزرگ پہنے ہوئے بیٹھی ہو چہرہ بسان خوشیہ تابان روشن ہو لیکن کم سن نہیں ہو سانسے اُس ساحرہ کے ناچ ہو رہا ہو شاہزادہ بھی اُس مقام پر جا کر پہونچا اور اُس بزم میں آکر ٹھہرا ساحرہ نے جو اسکو دیکھا پوچھا کہ آپ کون ہیں اسنے کہا کہ مسافر میں اتفاق سے ادھر آنکے آپ کو بیٹھے دیکھا ہم بھی ٹھہر گئے اسنے جو شہزادہ کو حسین اور مجید دیکھا محبت اسکی اسکو پیدا ہوئی کہا اے ہن آپ تو آئیے تشریف لائیے شہزادہ اسنے پاس جا بیٹھا اور پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہو ساحرہ نے کہا کہ مجھ کو بزم جادو کہتے ہیں اسنے کہا کہ یہ تو فرمائیے کہ اس درخت میں سے ایک پتلا نکلتا ہو اور اسطرح کی صدا دیتا ہو یہ کیا ماجرا ہو اسوقت وہ ساحرہ یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا ای نو جوان یہ سب میرے سحر کا ڈھکوسلا ہو میں نے سحر سے وہ پتلا اور یہ درخت بنایا ہو اسنے کہا ہم تمھارے مہمان عزیز ہیں اور بہر ان جادو سے لکھرائے ہیں کہ اس شجر کا حال دریافت کرونگے پس تم ہمکو اجازت دو کہ ہم اُس سے اس حال کو بیان کریں اُس ساحرہ نے اسکی خاطر سے اجازت دی کہ اچھا کہہ دینا کیونکہ شاہزادہ سے اسکو محبت ہو گئی تھی بعد اجازت دینے کے شاہزادہ کا اسنے نام پوچھا انھوں نے سب اپنا حال بیان کیا اور نام بتایا پھر جام شراب ناب گردش میں آیات بھر شاہزادہ وہاں سہا بزم جادو دل سے اسکی مطیع ہوئی اور شراکت اسنے اختیار کی پھر جب وہ وقت آیا کہ عرصہ فلک سے بزم کو اکب برخاست ہوئی

مثل شہزادہ جہانگیر خورشید جہانگیر مگر کہ امیات

نظر کی آسمان پر صبح پائی | کہا رخصت کہ ہو وقت جدائی

شریک بزم جو جو تھے وہاں پر | تیر میں تھے لطف آسمان پر

صبح کہ بزم نے کہا کہ آپ چلیے میں بھی اپنی کینڑون کو لیکر حاضر ہوتی ہوں اور ایک مرکب منگو کر شہزادہ کو دیا کہ یہ اسپر سوار ہو کر بہر ان جادو کے پاس آئے اور قصہ شبنم ماضیہ زبان پر لائے

اور کہا کہ ملکہ بزم جادو بھی آیا جا ہتی ہیں غرض بیسویں عشرت بیٹھے بعد کچھ عرصہ کے بزم بھی آئی بہران
نے تعظیم کی خاطر سے پیش آیا اب بہران بھی دل سے مطیع شاہزادہ والا کہہ ہوا اس وقت شاہزادہ
نے کہا کہ میں اب رخصت ہوتا ہوں بیابان برسی برہ کو جاؤنگا بہران نے کہا کہ اب آگے مقام
خرسان جادو کا ہو وہ مرحلہ نہایت سخت و مصعب ہو اور وہ بڑا ساحر زبردست ہو اور طرفدار
کو کب ہو اچھا آپ چلیے ہم نسب اپنا لشکر لکارتے ہیں مگر ندین جی میں آتا ہوں کہ ابھی سے ساتھ آپ کے
چلیں غرض یہی صلاح پسند آئی ستر ہزار ساحر آزمودہ کا اپنے ہمراہ لیکر شاہزادہ جہانگیر بہان سے
چلے اُسی وقت نفیر سحر کو دم ملا گھنٹے اور ناقوس بجے ساحر خیر آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہو کر
ہمراہ چلے ڈھرو کی صدا بلند ہوئی ہوم کا دھوان حرج چنیری تک جانے لگا کھلوا بھیر وں نہ لڑنے
لگا ہوم خانے لہ گئے از در آتشین پھنکارنے لگے روئے ہوا چرچیلین سحر کی سنڈالنے لگیں پونے آئے لکیر

ہر اک شمت سے ساحر نابکار
جو تھا سحر کا مہر اُجالا ہوا
ادھر اور اُدھر منہم تھے مڑتے ہوئے
لیکن اڑو ہے سانپ پھنکار تے

نظم چلے تخت پر سحر کے ہو سوار
رخ و ہر آندھی سے کالا ہوا
چلے از در و فیل اُڑتے ہوئے
کسی جاتھے طاؤس چلکھاڑتے

غرض بعد قطع مسافت راہ قریب قلعہ خراسانیہ یہ سب پہنچے اُس مقام پر بعد حشمت و شوکت مسرور
شاہ بھی آکر پہنچا اُسی ہزار کی جمعیت سے بمقابلہ خراسان شاہزادہ عالی شان آکر اُتر بارگاہ فلک
و سانسب ہوئی ساحر وں کے بھی خیمے وغیرہ استادہ ہوئے سپکین سچو بے راوٹیان سر پر وے کند لے
نصب ہوئے لشکر کی چھاونی پڑی دریا کو پشت پر رکھ کر قبضہ میں کر لیا میدان بہر جنگ سامنے
قلعہ کے چھوڑ دیا طبل و نقارے داخلہ لشکر کے جو بجے طائران سحر سامنے خراسان کے آکر پہنچے
وہ تخت حکومت پر اندر قلعہ کے بیٹھل تھا تاج شاہی سر پر تھا دربار جمع تھا کھائروں نے آکر خردی
کہ اسطرح لشکر کشی لیکر شاہزادہ جہانگیر بن خورشید تاج بخش آیا ہوا اور قلعہ کے سامنے اُترا ہوا
باقی خیریت ہو یہ خبر سنکر خراسان نے بھی اپنے افسران لشکر کو کہ حاضر دربار تھے حکم تیاری دیا
اور تین لاکھ ساحر لیکر یہ دوازدہ قلعہ کا کھلوا کر باہر نکلا ساحر شیر و اژدہ پر سوار ہو کر آئے
کھنور چندن کی بدن میں لگائے تھے منہم سے شعلہ چھوڑتے تھے رال و گول کے شعلہ اُڑاتے تھے

یہ بھی اگر بارگاہ و خیام نصب کر اگر اترے دن بھر تو خیمہ میں رہے جب وہ زمانہ آیا کہ تیغ صحر کو ترک
روزگار نے غلاف مغرب میں رکھا اور لشکر انجم لیکر باہر متاب تابان عرصہ گاہ افلاک میں آیا ابیات

سحر سے بڑھ کے نور افشان ہوئی	لیا خورشید کا متاب سے کام
ہوا جسم حیران روز خاموش	ہوئی شب شاہد سہ سے ہم آغوش

سرمشام حکم خرساں طبل جنگ بجا نفیر سحر کو دم ملاد لا اور آگاہ و خبردار ہوئے تیاری اسباب سحر و ساحر
کرنے جہاں تک کہ بھی طبل بجا یا اب دونوں طرف تیاری جنگ ہونے لگی منترون کی جاپ شروع ہوئی
بچہ ہائے خوگ چھٹکا ہوئے مہرین سلگنے لگیں گوگل جلنے لگا گوگل کی جاہند آئے لگی بھیرون کا
جی خوش ہوا بونین تانین گئیں ایک طرف بہادران روزگار تلوار و ن کو صیقل کرنے لگے منترو سے
جانے لگے کہ دوڑ دوڑ چل دوڑ دوڑ ہائی سامری کی بیر کھائے کلیجہ چھو کرے تو سر اڑ جائے کئی کرے
تو دھوبی کی گندھ میں پڑی پڑھو منترو دیوالی کا ایسر باجارات بھر ہی شورش تیاری آلات جنگ رہی
جب وہ وقت آیا کہ ساحر روزگار نے منقل آفتاب کو روشن کیا اور ساحرہ شب کو بدگایا کہ بدیت

اتاری شب نے پوشاک سیہ فام	بنی نور سحر سے روشن اندام
---------------------------	---------------------------

ہنگام سحر و دریاے لشکر جوش مار کر داد گاہ مصاف میں آئے دلا ورون نے پرے جہائے جہانگیر
باقویر مسلح و مکمل ہو کر میدان میں آیا اسطوت سے خرساں فوج بقیہ اس ہمراہ لایا صفوف آرائی
ہوئی ابر سونے گرد و غبار برس کر بٹھایا جھاڑیاں جھنڈیاں کاٹ والی گئیں میدان پاک و صاف ہوا
اسوقت خرساں اپنی صف لشکر سے آگے بڑھا اور اسنے ایک سحر ایسا کیا کہ تمام لشکر جہاںگیر تباہی
بجھا گئی ظلمات کو وہ مقامات کیے تھا میدان جنگ کالا جلیخانہ تھا ملک عدم کا پتا دیتا ہاتھ کو ہاتھ
سو جھائی نہ دیتا تھا کال کو ٹھری کا ایسا نقشہ تھا دوبارہ خرساں نے جو سحر دم کیا جہاںگیر کو تک
زمین میں غرق ہو گیا لشکر ان جہاںگیر جو سحر کے پکڑ کر لیا لینا کہتے ہوئے آگے بڑھے اسنے سحر
کہ سب اندھے ہو گئے خرساں نے تیغ سحر کھینچا اور پاپا اڑایا اور قتل کرنے کو آگے بڑھا اسوقت
دنیا بالکل اندھیر قسمت بد کا پھیر وہ تاریکی شب و سحر تھی اور اُس میں تلوار روشنی یار کی چمک کا چراغ
جلتا تھا ہر سمت صدائے نالہ و آہ برپا تھی ایسی آفت میں بعض نے دعا در گاہ خدا میں کی تیر دعا ہر
اجابت سے مقرون ہوا ایک ایک فلک پر سے نعرہ کی صدائی کہ منم درویش بوریہ النشیم چنانچہ

درویش مذکور روئے ہوا سے نیچے اترے ایک چوکی صندل کی تھی کہ اُس پر بیٹھے تھے اور چوکی پر انگشت شہادت سے ایک الف آپ نے کھینچا تھا کہ وہ اُترتے ہوئی آئی تھی غرض انھوں نے اگر ایک نقش اپنے دست حق پرست سے لکھا اور اُسکو اپنے لشکر کے مابین میں پھینکا قدرت خداوند ربیع مسکون و مثلث نویں روزگار وہ تاریکی لشکر پر سے دور ہوئے سبکی طبیعت سرور ہوئی ہر ایک کی آنکھ میں روشنی آئی جہاں تکیر نے قید زمین سے رہائی پائی اسوقت خرسا نے جھٹلا کر پھر ایک ناریل جاب لشکر جہاں تکیر مارا کہ وہ پھٹا اور اُس میں سے ہزار ہا شعلہ نکل کر لشکریوں پر آیا لیکن برکت نقش سے قریب آتے ہی بجھ گیا اب درویش نے ایک نقش لکھ کر خرساں کی طرف پھینکا کہ خرساں کا سر بھی باطل ہو گیا اور اُس نے سحر کو فراموش کیا درویش نے ایک تعویذ جہاں تکیر کو بھی دیا کہ جسکے سبب سے سحر اتر نہ کرے جہاں تکیر مرکب چمکا کر سانس خرساں کے آیا اُس نے ہر چند سحر یاد کیا یاد نہ آیا ناچار ترسول کا وار کیا شہزادہ نے ترسول رو کر کے تیغ کا ہاتھ سر کو تپا کر کمر پر لگا پا کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا فوج مسلکی تلواریں کھینچا اگر کسی کھسان کی تلوار چلنے لگی عیاذ اللہ ایک ایک کے دو دو اور دو دو کے چار چار ہونے لگے شور داروگیر بلند ہوا کہ ایامات

کھینچیں شغین بندھا ہر غول کا سا
مجھکے سب مرضی خالق میں اکثر
ارادے بڑھ گئے دست و بخل کے
سٹی سغور دل کی خود بیسری

کھلی بیڑی پڑے شمشیر میں ہاتھ
زبان تیر دن کی آئین تیریوں پر
لبوں پر آئے کف غیظ اجل سے
ہوئی گرز دن کو حاصل سر بلندی

خرساں تو قتل ہی ہو چکا تھا بے سردار کے فوج کیا لڑتی اُس نے امان مانگی شہزادہ جہاں تکیر نے امان دی اور طبل راگشت بجوا کر پھرے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا پھر اندر قلعہ خرساں کے داخل کیا وہاں کے اکابرین نذرین لیکر حاضر ہوئے تمام شہر میں عکداری شہزادہ کی ہو گئی افراسیاب کے نام کی دُہائی پھر گئی جہاں تکیر نے جشن کیا ناچ ہونے لگا کئی دن تک مشغول عیش ہے اب درویش نے کہا شہزادہ میں تمکو محمل کنبہ نشین کے پاس بھیجتا ہوں وہاں جا کر و کنبہ جہاں نما کی سیر کرو لشکر اپنا سب اسی شہر میں رہنے دو اکیلے جاؤ یہ لکھ کر ایک نامہ بنام محمل کنبہ نشین لکھا کہ محمل بہاری خاطر سے صاحبقران جہاں تکیر کو کنبہ جہاں نما کی سیر کرا دینا اور اسکی بہت خاطر داری کرنا

یہ نامہ لکھ کر جہانگیر کو دیا اور جہانگیر مرگ پر سوار ہو کر روانہ ہوئے بعد طومنازل و مراحل ایک
 صوائے سبزہ زار میں پہنچے دیکھا کہ عجب طرح کا فرحت اندوز صحرا ہے کہ سبزہ کو سون تک لہلہاتا ہے
 مرگاہان معشوقان سبزہ رنگ کو شرماتا ہے یہ معلوم دیتا ہے کہ شاید مرض کے رونگٹے کھڑے ہیں
 کھائے خود رو کو سون تک آگے ہوئے ہیں گردا گرد اس صحرا کے کر یو اسپاڑیاں چھوٹی چھوٹی
 پیاری پیاریاں گلہ ستون کی طرح پھولوں سے لدی ہوئی ہیں ابشار ہوتا ہے ٹہر تاہر تاجہ جانور
 خوش الحان زمزمہ سرا ہیں چشمہ حقرا جبالہ بریز ہیں ڈیڑے موج خیز ہیں انکے کنارے کنارے سکلے
 پشیمان کلنگ باز بظفر سے پھر رہیں خلاصہ یہ کہ عجب طرح کا ملکت بردوز بہت آمیزہ صحرا ہے اور
 اس صحرا کے سچ میں ایک گنبد گول سڈول رشک گنبد چرخ بنا ہے گنبد اختری فلک گردش نہیں کرتا کہ
 بلکہ اُس پر صدقے ہو رہا ہے شہزادہ درگنبد ریادہاں ایک مودعیف کو بیٹھے پایا کہ ڈاڑھی کیسی لمبی
 یک سفید ہو گئیں ہیں جامہ سفید پہنے ڈاڑھی تابہ سینہ بڑھائے سر بزا نوئے تفکر جھکائے بیٹھا ہے
 شہزادہ نے اُسکو آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اُس نے نامہ پڑھ کر شہزادہ کو اٹھ کر گلے سے لگایا اور
 مقام صدر پر بٹھلایا مگر یہ بھی کہا کہ افسوس درویش یوریا نشین ممالک کو کب کے غارت کر آئے
 اور بربادی اُنکی چاہتا ہے اور کہا اے صاحبقران کل میں گنبد تھیں دکھلاؤ نگا غرض شب بھر
 سو رہے محل نے کھانا بہت عمدہ انکو کھلایا آرام کرایا جب وہ وقت آیا کہ گنبد چرخ مقرنس کی
 سیر کرنے خوشید جہان تاب آیا کہ بیت

اگر جب رخصت ہوئی شب پیر ہو کر | جمال صبح چمکا شہر ہو کر

صبح کو دروازہ گنبد کا کہ جسمین قفل برابر ان شتر کے لگاتھا محل نے کھولا اور شہزادہ کو اندر لایا شہزادہ
 نے دیکھا کہ دیواروں پر آئینہ نصب ہیں اور طرفہ ماجرا نظر آتا ہے کہ سامنے لشکر حیرت کا اُترا ہوا
 دکھائی دیتا ہے ایک طرف دیکھا تو اپنا لشکر اُترا ہوا پایا ایک جانب کو دریائے خون روان نظر آیا
 اور ممالک کو کب وافر سیلاب کے سب دکھائی دیتے ہیں انواع و اقسام کے تماشے نظر آتے ہیں
 شہزادہ نے دلیں کہا کہ واقعی یہ گنبد جہان نما ہے ایک طرف اب جو نظری تو لشکر امیر اُترا دکھائی دیا
 ایک جانب لٹا کو اُترے ہوئے پایا اسی طرح مہرخ کے لشکر کو دیکھا قلعہ بہت رنگ پران نظر آتا
 خلاصہ یہ کہ تمام دنیا کو اُس میں سے دیکھا اور عیش عیش کر گیا عقل دنگ ہو گئی اور دیکھا کہ اُس گنبد کے

دیواروں پر تصویریں شاہان گذشتہ و حال کی نصب ہیں گنبد ہوا رنگ نگار خانہ چین ہوا اور
ایک طرف دیکھا کہ کچھ تصویریں لگی ہیں جو سایہ انسان پڑنے سے بڑھ جاتی ہیں اور ایک طرف
دیوار میں سات آئینہ نصب ہیں کہ ان کے اندر ساتوں ولایتیں دکھائی دیتی ہیں اور جہانگیر نے
دیکھا کہ میری تصویر اور افراسیاب و کوکب اور شاہان طلسمات کی بھی دیوار میں جہانگیر نے
مذکور کو کمال حیرت ہوئی اور بڑی دیر تک اس گنبد کی سیر میں مشغول رہا اور تعریف کیا کیا پھر باہر
گنبد کے آیا اس وقت محل گنبد نشین نے کہا کہ اس شہزادہ سیر سے پاس ایک فلیتہ ہو اور خاصیت ہے اس
فلیتہ کی یہ ہے کہ جب اس فلیتہ کو روشن کرو تو جس شخص کو بلانا منظور ہو اس کی نیت دل میں کرو
پس ہزار دہلیک شخص مطلوب کا اٹھا لائے گا اس سے یاقین کرو جب تک وہ فلیتہ روشن رہے گا
وہ پلنگ رکھا رہے گا جب فلیتہ بجھ جائے گا ہزار دہلیک جہان سے لایا ہو وہیں لے جا کر رکھ دو گا
شہزادہ جہانگیر نے یہ حال سنا و رویش مذکور کی منتالی کہ وہ فلیتہ بجھو عنایت فرمائیے کہ میں اپنی
مطلوب ملکہ ماہ و درگوش سے ملاقات کروں محل نے اس کے منت کرنے سے وہ فلیتہ لگے دیا اور
یہ اس کو لیکر گنبد کے ایک طرف کو تنہائی میں آئے اور بخورات اٹھوانے سے متبارک کر کے جلانے کا قصد کیا
انکی تو یہ کیفیت ہے لیکن شہزادہ ماہ و درگوش بیان ہوتا ہے کہ اس کو باغ میں زلف آرائی کا کاشت
نے رکھا ہوا پلنگ مٹی جو اہر کا صحیفے میں باغ کے گسترہ ہوا سطح پر مقید ہو کہ حسب طرہ شاہزادے
شاہزادیاں قید ہوتی ہیں مگر فراق میں شہزادہ کے اس کا عجب حال ہے کہ شب و روز نالہ و شیون
کرتی ہے وہ باغ تمام اس کی نظروں میں خار ہو دل میں یاد گلخندار ہو گل کو جب دیکھتی تھی بلو خسار بار
آتی ہے سنبیل سے زلف و لدا کو یاد کر کے جان گنوائی ہو گل اس کی نظروں میں صورت و باغ ہو دل کا
روشن چراغ ہو زلف سنبیل سے زیادہ اُلجھن ہوتی ہے جینا و بال ہوتا ہے سر کو دیکھ کر بہت ملال ہوتا ہے
سر و صورت و ہر دل میں یا فداست یا رہے نہرین چشم ترکی صورت روان دکھائی دیتی ہیں نہ کس
آنکھیں دکھاتی ہے اور زیادہ یاد چشم جانان میں رلاتی ہے خاطر مثل ایسی بے آب طہان دل سینہ میں نالان آنسو
سے دامن تر و نئے سے کام آٹھ بہر جب بیتابی دل سنائی تو ماد صبا کو اس طرح کا نامہ سنائی ملو لفظ

ماہ تابان اوج محبوبی
سر و آزاد باغ حسن و جمال

اس شہنشاہ کشور محو می
گل شاہ داب گلشن اقبال

اختر برج آسمان حیا
 رشک خورشید و خیرت ناہید
 میری شاست ہو تیری زلف سیاہ
 جانتی ہوں کہ وصل اب ہو محال
 تمسے چھوٹی ہوں جیسے او دلبر
 یاد میں ہم تمھاری رہتے ہیں
 شہر و سفر میں اب سے بدلی
 اب کل اب یہ حال ہو حبانی
 شام سے صبح صبح سے تا شام
 ہوں گرفتار بیکراری میں
 رات کو بھی نہیں ہوڑتا چین
 نہیں آرام اک ذرا محبہ
 جان حباتی ہو دم نکلتا ہو
 دل بست بیکرار رہتا ہو
 تیری زلفوں میں جبت الجھا ہو
 تیری تیغ ادا کے بسمل ہوں
 دیکھیں کب تمھیں خدایان لائے
 دام میں زلف کے ترے صیاد
 قیس کی طرح ہوں میں آوار
 کیا احبارہ ہو دل پہ او جانی
 دل سے جاتا رہا ہو صبر و قرار
 شکل ناصح سے محکوم نفرت ہو
 شربت دسل آگے محکوم بلا

گو ہر آبدار کج بروں
 روئے روشن ہو تیرا صبح عید
 ایسے انہی سے ہو خدا کی پناہ
 لیکن باد صبا سے ہو یہ مقال
 ابر غم چھپا گیا مرے دل پر
 اشک پشیمون سے جاری ہستے ہیں
 فصل بدلی نہ ہو بدلی
 وندگانی محال ہو جانی
 نام سے تیرے ہر زمان کو کام
 دن یہ لگتے ہیں آہ و زاری میں
 ہو گذرتی ترپ کے ساری میں
 دھیان رہتا ہو آپ کا مجھ کو
 او سیما مری خطا کیا ہو
 راست دن انتظار رہتا ہو
 دل بیتا سب کو بھی سوا ہو
 تیرے ہی ابروؤں پہ مائل ہوں
 عیش و عشرت کا روز بچھو دیکھ لائے
 دل اسیر بلا ہوا فریاد
 لیلی زلف نے تری مارا
 مر ہی حبا میں یہ دل میں ہوشیاری
 جلد آخبر ابرو کے دلدار
 کاوش غم سے دل کو رغبت ہو
 او سیما بھی ہو بیکم شفا

ای صبا اسب دعا میں زنی ہون
یا خدا جتنا کہ ہولندست غم
لب معشوق ہوسے آلود
موج زن بحر عشق جیتا ہے
حسن جانان کی دھوم ہو یارب
ہو ستمگر جہان میں میرا شاد

تو یہ پیغام ریس مرقی ہون
رنج و عشرت جہان میں ہو تو ام
رنگ عشاق ہوا الم سے کبود
دل عاشق میں رشک کسے شک ہو
عاشقون کا ہجوم ہو یارب
میں ہون برباد اور وہ آباد

ای طرح دیوانہ وار بقراریہ ملکہ نا کام روتی اور بکا کرتی تھی لسی طرح حین اسکو نہ آتا تھا غم فراہ
بہت بڑھاتا تھا جب انتہا سے زیادہ بیتاب ہو جاتی خواہش دل ستاتی تو یہ دیکھ کی مادی یہ زبان بر لاتی کہ نظم

نالہ اس شور سے کیوں میرا دہائی دیتا
لاکھ دیتا فلک آزار گورا تھے مگر
بہجہ مہر کو خون شفق میں ہر روز
میں وہ ہون صید کہ پھر دام میں پھنسا جا

ای فلک کر مجھے اونچا نہ سنائی دیتا
ایک تیرا نہ مجھے درد خدا می دیتا
غوطے کیا کیا ہو ترا دست خالی دیتا
گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

غرض یہ ماہ تمام پلنگا مری پر چنچی میں لیٹی ہوئی اس سوز و ساز میں مشغول تھی کہ نظم

صبا سے رہے دھڑک کو پیام
خیالات ملنے کے جاتے نہیں
شب و روز رہتا ہر بیان اضطراب
کوئی طور ملنے کا نہ محب و دکر
تن زار بیجان کیونکر ہے
ملاقات کا رکھیے کیونکر خیال
کہ اس سے کہ مرقی ہو ترے لیے
نہیں صبر آتا ترے بن سہ

کہ ای یاد کیویہ بعد از سلام
قرار و سکون دل تک آتے نہیں
کیا شوق نے کام کو کیا خراب
نہ جو رحم سے ہو تو بیداد کر
جگر میں نہو خون تو کیونکر ہے
رہیں کیونکہ جان نا اسید وصال
کیا عشق یا جرم سہنے کے
امو سے جگر تک بھرے ہیں گلے

فقدارا چاہا یک تیز رفتار جو نیچرے سے نکل کر چھپ گیا تھا وہ پھر نہا ہوا اسطرت آشکارا اور اس باغ
کے در پر اسنے فقیروں کی طرح سوال کیا گلے دار و زیر نادہی ملکہ کے اسکو بھیج دینے دروازے

پر آئے اسنے اٹھکھوپچا نا اور حجاب بیہوشی مار کر بیہوش کر دیا اور اُسکے کپڑے لیکر پہنے اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو اندر باغ کے لاکر بستر پر اُسکے ایک صحنچی میں اُسکو لٹا دیا اور آپ وہاں آیا کہ جہاں ماہ در در گوش پلنگ پر پڑی ہوئی شعر عاشقانہ پڑھ رہی ہو جب یہ وہاں آیا اور ملکہ نے اُسکو آتے دیکھا فوراً آنسو پونچھ ڈالنے اور خاموش ہو رہی اور کہا ای گلزار کہ تو کیسی بہتی ہو چاہا کہ پلنگ پر آ بیٹھا اور پانوں ملکہ کے دبانے لگا ملائیے کہا کیوں ای گلزار نہیں معلوم کہ شاہزادہ جہانگیر کی اور وہ اب کہاں ہیں چاہا کہ نے کہا حضور وہ صاحب اقبال ہیں ایک دن اگر کوکب تو قتل کرے اور آپ کو چھڑائیں گے یہ لکھ چاہا کہ پلنگ پر پانوں دبانے شروع کیے اور ذکر جہانگیر کرنے لگا کہ ملکہ کو کچھ تسکین ہو یہاں تو یہ کیفیت تھی وہاں جہانگیر نے فلیتہ محل کا دیا ہوا روشن کیا فلیتہ روشن ہوتے ہی ہزار دستگیر ہوا اور اگر پلنگ ملکہ کا اُسے اٹھایا ملکہ خون کھا کر بیہوش ہو گئی چاہا کہ اُسی طرح پلنگ پر بیٹھا رہا ملکہ کی آنکھیں بند ہو گئیں چاہا کہ نے تو اتنا کہا کہ ملکہ یہ کیا غضب ہوا ملکہ تو بیہوش ہو جواب کون دے آخر چاہا کہ بھی بیہوش ہو گیا اور ہزاروں پلنگ لاکر سامنے جہانگیر کے رکھ دیا کچھ عرصہ میں ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر سامنے بیٹھے ہیں اور جہانگیر بھی اُٹھے کہ ملکہ سے بغلیہ ہوں اور چاہا کہ جو ہوشیار ہوا اور اُسنے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھا کہ ایسا نہ ہو دونوں شادی مرگ ہو جاؤں پس جیسے ہی شاہزادہ ہنستا ہوا ملکہ کو گلے لپٹانے چلا چاہا کہ جو شکل گلزار تھا کو دکر بیچ میں آگیا اور کہا ذرا ملکہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا الگ رہیے پہلے میرے ساتھ درودار کیجیے ای شاہزادہ تجھے میری جان جاتی ہو ای ملکہ اب تم انکے عشق سے ہاتھ اٹھا ملکہ نے کہا اری کچھ تیری شاست آئی ہو اُسنے کہا ای جہانگیر میں تم پر مرنی ہوں ملکہ نے کہا کیوں کہ تمہیں نے گھیرا ہو کہ ایسے کلمات زبان سے نکالتی ہو اے تو تو ہر چاہا کہ اہل ہو چاہا کہ نے کہا وہ فقط حیلہ تھا میں عاشق انھیں پر ہوں یہ لکھ جہانگیر کے قریب آئی اور گلے میں ہاتھ ڈالنے لگی اور چاہا کہ بوسہ لون جہانگیر نے کہا کہ ادشو خدیہ کچھ تیری شاست آئی ہو در ہو مجھے کبھی ایسی باتیں نہ کرنا اول تو یہ کہ تو میرے بھائی کی معشوقہ دوسرے یہ کہ ملکہ کے سوا میں سب کو حرام سمجھتا ہوں یہ لکھ گلزار نقلی کو شاہزادہ نے ڈھکیل دیا اور کہا اری اب فلیتہ نصف رہ گیا ہو دیکھ یہ صحت سب خواب و خیال ہو جائیگی کیا غضب کرتی ہو دلی حسرت دل ہی میں رہ جائیگی چند ساعتیں ملا تا

کی ہین مجکوبات کر لینے دے چاہیک نے دیکھا کہ وہ جو آثار شادی مرگ ہونے کے تھے وہ سب اب باطل ہوئے اُسوقت اسنے چاہا کہ اب میں بیان سے ہٹ جاؤں اُدھر شاہزادہ نے کہا کہ اے گلزار تو باہر جا دیکھ تو کہ چاہیک وہاں آیا ہر غرض اُسکو تو خود بھی چلے جانا منظور تھا یہ وہاں سے اُٹھ گیا جہاں گہرے ملک کے بو سے لیے اور خوب سا گلے لگایا لیکن اچھی طرح حسرت دل نکلنے نہ پائی تھی کہ وہ فلیتہ جگہ تمام ہو گیا کچھ حال شہزادہ نہ پوچھنے پایا تھا کہ فلیتہ کے بچتے ہی اور اُدھر چاہیک بصورت اصل سانسے آیا شہزادہ نے کہا کہ اے برادر تمھاری معشوقہ ملکو باہر ڈھونڈھنے گئی ہے اسنے تو مجکو تنہا تنگ کیا اور کستی تھی کہ میں تمپر عاشق ہوں چاہیک نے کہا کہ ذرا ملک کو ہاتھ نہ لگائیے گا پہلے میری معشوقہ کو بلوائیے ورنہ میں اپنی جان دوں گا ملک نے کہا کہ لو اب وہ حرازدی گئی تو یہ نالائق آیا یہ کسی رہی تھی اور فلیتہ تو تمام ہی ہو چکا تھا ہزار دنے یلنگ ملک کا اٹھا کر اسی باغ میں پہنچایا ملک گلہ انفراق الفراق کستی ہوئی آئی اور اسنے مقام پر پہونچ کر رومی بیٹی جلالی عم دلو زبان پر لائی کہ اے فلک تجکو اتنی صحبت بھی خوش نہ آئی کہ گھڑی بھر سنسن نول لیتی ایک لمحہ میں جدائی کرانی اور تازہ داغ دلو دیا کہ صورت دکھا کر غم بھولا ہوا یاد آ گیا یہ کستی تھی اور بلبل کر بتیابی دل سے یہ غزل گاتی تھی کہ

غزل موت ہے کچھ علاج در وقت ہو تو ہو
ہو تو ہو آباد کیونکہ یہ خراب آباد دل
کہتے ہیں شور قیامت جسکو وہ اچھوٹیم یار
گر پڑی ہو آگ میں پروانہ سلن کر ضعف
انتظار یار میں جو چشم ہو جائے سفید
آج ایک پرے ہوئی تھی سیکے میں بن

غسل میت ہو ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
عشق غارت گر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
تیرے مستون کی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو
آدمی سے کیا نہو لیکن محبت ہو تو ہو
مرد ملک میں کمان ہو داغ حسرت ہو تو ہو
فوق یہ تیری ہی ستار فضیلت ہو تو ہو

اسی طرح یہ بیجاری دکھ کی ماری فراق میں گرفتار اس مقام پر ناچار ساکن ہو اور اب جو ملک شہزادہ کے پاس سے آئی گلزار ہوشیار ہو کر اپنے مقام پر سے اُسکے پاس آئی ملک تو اُس سے بسبب عشق جتانے کے شہزادہ کے ساتھ ناراض تھی صورت دیکھتے منہ پھیر لیا اسنے سلام کیا مگر ملک منہ پھیرے رہی اُسوقت گلزار نے کہا داری میری کیا خطا ہو جو آپ مجھ سے ناراض ہیں یہ کمر قدیون پر گر پڑی اُسوقت ملک نے کہا کہ اس طرح تو نے شہزادہ کے ساتھ جھمیل لگایا کہ میں دو باتیں بھی نہ کرنے پائی

گلغذار نے کہا داری میں فقیر کو بھیک دینے دروازے پر گئی تھی اُس نے نہیں معلوم کیا کہ وہ تھا کہ میں بیہوش ہو گئی جب سے ابھی ہوش مجھ کو آیا ہے ورنہ میں تو بیہوش پڑی تھی میں آپ کے ساتھ کہاں گئی مجھ کو خبر نہیں کہ آپ کہاں گئیں ملکہ نے کہا حرا فرادی تو میرے ساتھ تھی اب باتیں بناتی ہے اری ایک گنبد بنا ہوا تھا اُس میں صاحب قرآن بیٹھے تھے یہ ماجرا گذرا گلغذار نے قسم کھائی کہ میں نہ تھی ملکہ نے کہا کہ شہزادہ نے تجھ کو ڈھکیل دیا پھر چایا کہ آیا وہ تجھ کو تلاش کرنے لگا میں بات بھی نہ کرنے پائی گلغذار نے ہزاروں قسمیں کھائیں کہ مجھ کو اس مقدمہ کی خبر نہیں غرض یہ تو اس حیرانی میں ہیں کہ الہی یہ کیا ماجرا گذرا آئندہ حال اُنکا بیان ہوگا اب حال شہزادہ جہانگیر کا بیان ہوتا ہے کہ بعد چلے اُنٹھکے بلبلا نے لگے شور مچانے لگے زار زار برنگ ابر بہار روئے اور شعر عاشقانہ زبان پر لائے یہ حال تھا کہ ابیات

اس وقت تھیں صحبتیں وہ جلسے ہم مرتے ہیں وہ نہیں ہو آگاہ ہر دم تھی زبان پر آہ شبگیر تاثر کا کچھ نہیں پتا ہے تاثر کی سطر سب پتا دو	اب ہم ہیں قریب تر اجل سے نالے کا اثر کہاں گیا آہ کبخت کہاں گئی وہ تاثیر اے آنسوؤں تلو کو کیا ہوا ہے بہ کر مجھے اُس طر بہادو
---	---

اکمال روپیٹ کر پھر یہ محمل گنبد نشین کے پاس آیا اور بیان بھی خوب رویا محمل نے سمجھا یا کہ اس قدر کہ یہ وزاری نہ کرو وہ جامع المتفرقین محبوبہ سے ملائے گا جہانگیر نے تمام حال اُس سے بیان کیا کہ میں ملکہ سے اچھی طرح بات بھی نہ کرنے پایا صرف اتنا فائدہ ہوا کہ ہتر چایا ملک چایا نے اپنی سرگزشت بیان کی اور عرض کی کہ اے شہزادہ اس وجہ سے میں نے آپ کو ملکہ سے ملاقات نہ کرنے کی کہ اسانہو یہ ہزار آپ کو بھی اُٹھالے بجائے تو آپ جو یہاں تک اس جفا سے آئے ہیں وہ محنت سب آپ کی برباد جائے اور غضب نازل ہو غرض گنبد کی سیر تو کر ہی چکا تھا شہزادہ محمل گنبد نشین سے رخصت ہوا اور کہا اے محمل اب جانبِ نافیہ جاتا ہوں محمل نے کہا یہ بہت مشکل ہے میں نے آپ کو خاطر سے روٹیشن پوریا کشین کی گنبد کی سیر کرا دی اب بہتر یہ ہو کہ آپ بیان سے بلیٹ جائیے جہانگیر نے کہا مجھ کو اپنی جان دینا منظور ہے پھر جانا منظور نہیں محمل نے کہا اختیار باقی ہے

اب جہانگیر نے کل لشکر اپنا بیان طلب کیا اور مع دو لاکھ آدمیوں کے اور چابک کی جانب
سہرا بیہ روانہ ہوئے لشکر میں طبل و بوق کی صدا بلند ہوڑ و بچتا ہوا ساحراژدرو فیل پر سوار
بڑے خشم و خرم سے چلے غرض طومر اصل و منازل شہزادہ کرتا ہوا قریب ایک دریا کے پہنچا کہ جو خار و قہار تھا

شہر شورانی کا شور محشر تھا جس سے طوفان عظیم تر اٹھتا

اُس پار دریا کے قلعہ سہرا بیہ تھا کہ جہان کا حاکم و ناظم کوکب کا خراج گزار ملک سہرا ب شاہ
تھا غرض لشکر شہزادہ نامور کتاے دریا کے اُتر اطلبل و نقارے وغیرہ داخلہ لشکر کے بجے
زمین و زمان کو تزلزل ہوا ملک سہرا ب اپنی دارالامارۃ میں تخت جہان بانی پر جلوہ گر تھا کہ
یکایک صدائے دہل و نقارہ کان میں آئی اور اُسی دم طائرانِ سحر نے آکر خبر دی کہ اسی شاہِ نصف
نشان شہزادہ جہانگیر عالیشان آپہنچا ملک سہرا ب فیلبند دروازہ پر آیا اور وہاں سے کھڑے
ہو کر اُسے جاہ و جلال لشکر شہزادہ دیکھا بہت گھبرایا اور ادھر شہزادہ جہانگیر نے میر بحر کو بلا کر حکم دیا
کہ کشتیان تیار ہوں ہم کل اُس پار دریا کے جائینگے میر بحر مصروف تعمیل حکم ہوا اور سہرا ب
در شہر سے دارالامارۃ میں گیا اور ایک نامہ اُسے بنام آفاق شاہ جادو حاکم بیا بیان بری برہ
لکھا کہ اسی آفاق کیا غافل بیٹھے ہو جہانگیر فوج کثیر لیکر آگیا ہو اور ہمارے ملک کے دروازہ پر خیمہ
اُسے کیا ہو چاہیے کہ فوج لیکر تم بھی میرے پاس چلے آؤ یہ نامہ ایک پتلہ کو سحر کے دیا کہ وہ لے گیا
آفاق کو جا کر دیا اُسے بڑھا اور بہت پریشان ہوا اُسوقت اُسکو پریشان دیکھ کر اُسکا ایک عیار ہو
کہ نام اُسکا ہننگ شعلہ تن ہو اُسے کہا کہ اسی بادشاہ آپ کے آئینہ رخسار پر گردِ طلال پائی جاتی ہو
نہایت مکر رہو آپ نہ گھبرائیے اور تردد نہ فرمائیے میں جا کر جہانگیر کو گرفتار کرتا ہوں اور سہرا ب کے
حوالہ کیے دیتا ہوں یہ لکھ کر بانٹائے عیار ہی سے آراستہ ہو کر اُسی وقت روانہ ہوا بیان شہزادہ جہانگیر
بعد داخل ہونے بارگاہ کے شکار وغیرہ کھیلنے میں مصروف ہوا لیکن ہننگ نے رنگ و رخ عیار ہی
کا لگا کر اپنی صورت مثل ایک فقیر کے ایسی کے بنائی تمہ گیروی باندھی اُسپر ستم لگایا کسکول گوانی
کاندھے سے لٹکایا رومال چھڑی ہاتھ میں لی بلبل کا بیجہ لیا سیلی تاکے ٹھٹھکے سنکے سے آراستہ ہوا
اور دریا کو شناوری کر کے اس پار آیا جہانگیر کنارے دریا کے شکار صحرا میں کھیل رہا تھا اُس فقیر نے
دیکھ کر کہا دانا ظہورِ معبود کا ہی شاہزادہ نے بھی کہا شاہ صاحب عشق اللہ ہی فقیر نے جواب دیا کہ

سدا راعشق ہو شہزادہ نے پوچھا کہ شاہ صاحب کمان سے آنے کا اتفاق ہوا اُس نے کہا جہان سے
سب آتے ہیں شہزادہ نے کہا کمان کو جائے گا کمان جہان سب جائیگے شاہزادہ نے کہا آپ
کا اسم کمان ہو اُس نے جواب دیا کہ میت

درویش روان رہے تو بہتر | آب دریا بھی تو بہتر

بچا فقیر وں کا اسم تل کیا پوچھتا ہر شعر

فقیر وں کا مادہ مسکن کمان | جہان تھک کے بیٹھے وہ گھر ہو چکا

غرض ایسی باتیں درویشی کی کہین کہ شہزادہ کمال ہی مستعد ہوا اور اُس سے کہا کہ شاہ جی میں سہرا یہ
فتح کرنے کو آیا ہوں آپ دعا دیجیے اور میری معشوقہ مجھے جکھا ہو وہ لمبا لے فقیر نے کہا بابا سہرا یہ
فتح ہونا مشکل ہے مگر مجھ کو چاہیے گا تو تیرے سب کام بچائیگے اور اے شہزادہ اس دریا میں ایک
ننگ ایک مقام پر رہتا ہو اگر اُسکو گرفتار کیجیے اور اُسکا خون اپنے پیاس رکھیں اور وہ خون
شہراب پر مارے گا تو وہ مارا جائے گا اور میرے ساتھ کوہ پر چلیے یا صبح کو آئیے گا میں تو وہاں
نہو نگا کہ میری عبادت کا وقت ہو گا مگر وہ ننگ اُس مقام سے نکلے گا کہ دریا وہاں تک پہنچ کر
گیا ہو بس اُسکی گرفتاری کی فکر کیجیے گا یہ باتیں فقیر دشاہزادہ میں ہو رہی تھیں کہ بہتر جا ایک
بھی آیا اُس نے جو فقیر کو دیکھا نہایت حیران ہوا اور کان میں شہزادہ کے کہا کہ اے صاحب قرآن
ذرا ہوشیار رہیے گا شہزادہ جہانگیر نے دل میں اپنے کہا کہ یہ ہر ایک کو بُرا سمجھتا ہو غرض خاموش ہوا
اور پھر بارگاہ میں آیا شب کو آرام پذیر رہا جب ننگ شعلہ تن ہو دیا اُسے خضر فلک میں آیا کہ شعر

کہ حسن صبح نے جب سُنھ دکھایا | لیکن آنکھوں سے نیندین ہوتی آیا

صبح دم شہزادہ اٹھ کر یکہ و تنہا دامن کوہ میں کنارے دریا کے آیا وہاں دیکھا تو ایک ننگ بانی سے
اُچھلا اور غوطہ مار گیا شہزادہ نے ہر چند جستجو اُسکی گرفتاری کی کی مگر ہاتھ نہ آیا ناچار یہ پھر آیا اور
شب بھر اُسکے دھیان میں بقرار رہا جب دوسرے دن ماہی زرین مہر بحر کلان جرخ سے اُترا
اور ستارے قلم فلک میں ڈوب گئے کہ میت

بنے اختر چائے چشم بہانان | نظر آسا نظر سے سبکی نہان

اُسوقت ننگ شعلہ تن فقیر بنا ہوا آیا اور اپنے پاس سے چارہ دیا کہ یہ دوڑ کے کانٹے میں

لگانا میں جاتا ہوں میری عبادت کا وقت ہو اُس ننگ کے پاس ایک ننگ کا خول چاندی کا بنا ہوا ہو کہ اُس میں داخل ہو کر عیاری کرتا ہو غرض چارہ دیکر یہ چلا گیا اور اُسی چاندی کے خولہ ننگ میں آکر داخل ہوا اور دریا میں شناوری کرتا ہوا چلا اُدھر شہزادہ کشتی پر آج بیٹھ کر روانہ ہوا ننگ دریا میں ایک مقام پر آکر اُچھلا اور غائب ہو گیا شہزادہ اُسکو دیکھ کر بے چین ہو گیا اور اُس نے دوڑ ڈالی دیکھا تو وہ ننگ پچنسا شہزادہ نے اُسکو دیر تک کھلا پانچواں آہستہ آہستہ کھینچا جب وہ قریب کشتی کے آیا شہزادہ جھکا کہ اُسکو گرفتار کرے پس دھن ننگ سے دو ہاتھ پیدا ہوئے اور حلقہ کند کے گردن جہانگیر میں پڑے اور منہ میں ننگ کے شہزادہ چلا گیا سب نے جانا کہ ننگ شہزادہ کو گلگیا جو دو ایک آدمی کشتی پر تھے روتے ہوئے پھر آئے لیکن مہتر چاہک پہاڑ پر سے یہ سب ماجرا کھڑا دیکھ رہا تھا اُس نے خیال کیا کہ عیاری ہوئی لشکر جہانگیر میں کہ امیر برباد ہو گیا طاہم پڑ گیا بحر غم جوش زن ہو اور ریائے اشک کے چشمہ چشم سے طغیانی ہوئی تو اس وقت چاہک نے ہر ایک کو تسکین دی اور کہا شہزادہ کو کون سمجھائے یہ بہت جلد ہر ایک کے یار ہو جاتے ہیں اور کسے میں آجاتے ہیں تم سب گھبراؤ نہیں عیاری ہوئی ہو وہ فقیر جو آیا تھا اُسی کا یہ سب فتور ہو ابھی اچھی طرح کچھ سمجھ میں میری آیا نہیں ہو کہ اُس نے کیا تدبیر کی پس تم لوگ سب خاموش رہو شہزادہ زندہ ہو اور قید ہو میں جاتا ہوں اور خبر لاتا ہوں اور ہو سکتا ہو تو اُسکو رہا بھی کرتا ہوں یہ لکڑی کا محل کنبد نشین کے پاس کنبد جہان نمایاں اور اُس سے سب احوال بیان کیا محل نے کہا اے چاہک میں نے منع کیا تھا کہ وہاں نہ جاؤ شہزادہ نے نما نا یہ عیار تھا آفاق شاہ کا ننگ شعلہ تن جس کا نام ہو اور عیاری اُسکی مشہور ہو پس اب صبر کرو جہانگیر سے وہاں کا قیدی چھوٹا نہیں چاہک نے کہا اچھا یہ تو بتلائیے کہ کوئی راستہ بھی اُس پر جانے کا ہو محل نے کہا ہاں ہو فلان صحرا سے اگر جائے تو راستہ ملے یہ سنکر چاہک رنگ روغن لگا شہد فروش کی ایسی شکل بن کر تیار ہوا جیسے کہ وہ قانی کسان ہوتے ہیں باہر کے رہنے والے کہ ہاتھ بھڑکا جو تا پہنا مرزا کی گلے میں بہنی انکو چھاسر سے باندھا دھوکا کھٹنوں تک کی باندھی اور جس صحرا سے کہ محل نے راستہ بتایا تھا اُسی طرف سے چل کر قلعہ سہرہ میں آیا شہر نہایت آباد پایا حقیقت کو دلشاد پایا عمارتیں مرتفع و بلند نہایت ارجن تعمیر دیکھیں قصر فرہ نرازہ آراستہ پایا شہر کی سیر دیکھتا ہوا دارالامارہ میں آیا دروازہ پر ہاتھی پالکی نالکی تانمان شہر کی

سواریان استاؤ تھیں خادوم خدمت گاراستہ اوتھے اور جاجب دربان فولائے رفاہی وغیرہ موجود تھے
 پر وہ زبور ریڑھا تھا یہ آنکھ بچا کر اندر چلا گیا دیکھا کہ ملک سہراب تخت پر بیٹھا ہو اور نہنگ شعلہ متن
 بھی موجود تھا اس وقت مہر چابک نے سامنے کھڑے ہو کر ملک سہراب کے شہد کی تعریف کی
 کہ میں شہد خالص لیکر آیا ہوں جسکو غسل مصفی کتے میں اور یہ درخت ناجائز پر کا شہد ہو بیٹھا ہے انتہا پر چاچ
 اس قدر تعریف شہد کی کہ بلو شاہ اور سب مشتاق ہوئے اور کہا لاؤ دیکھیں کیسا ہو اُس نے تھوڑا تھوڑا مسکرو
 چکھایا جب سینے کھایا بیہوش ہو گئے چابک نے نہنگ کو بھی کھلایا تھا اور دھوکا اسوجہ سے
 اور بھی سب نے کھایا کہ جہانگیر کے ساتھ عیار کوئی نہیں ہے یہ جانتے تھے غرض جب سب بیہوش ہو گئے
 نہنگ کا پستانہ چابک نے باندھا اور چاہا کہ بادشاہ کو قتل کرے کہ اُسی وقت باران جاو و مصفا
 سہراب واسطے شکار گئے گیا تھا اگر ہو چا چابک کو اور تو کچھ نہ بن پڑا نہنگ کو لیکر کھا گا اور باہر
 نکلا کرتھائی میں لایا یہاں سہراب وغیرہ کو باران جاو نے ہوشیار کیا سب حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ
 گذرا حاصل سب سمجھ کر بیٹھے اور ادھر چابک نے صحرا میں ایک مقام پر نہنگ کو ابنی ایسی
 صورت کا بنا اور آپ اُسی کی ایسی صورت بن کر پھر سامنے سہراب کے آیا اور کہا یہ عیار ہے جہانگیر کا
 مجھ کو لے گیا تھا مگر میں فقرہ دیکر اُس کو لایا ہوں اب اُس کو ابھی بھی قتل کر ڈالنا چاہیے اور جہانگیر کو
 بھی قتل کر ڈالنا چاہیے بلوائے سہراب نے جہانگیر کو بھی بدوایا اور چابک نے نہنگ کو ہوشیار کیا
 گلے میں اُس کے گندہ عیاری کا ڈال دیا تھا اب بول تو سکتا نہیں اشارے کرتا ہے اور سب اہل دربار اُس کو
 چابک جانتے ہیں اور چابک اُس کو مار رہا ہے مار پڑ رہی ہے لیکن آفاق نے اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے
 خیال کیا کہ دیکھو نہنگ گیا تھا سر نہ ہوا یا نہیں اور اب کہاں ہے بس اُس نے اوساق سامری میں
 دیکھا اٹھنے اینا بیٹ لیا اور کہا افسوس عیار میرا قید ہو گیا ہے جہانگیر کے عیار چابک نے قید کیا ہے اب
 سہراب وغیرہ کو قتل کیا چاہتا ہے کوئی ساحر جلد بیان سے جائے اور نہنگ سہراب کو اُس کے
 ہاتھ سے بچائے یہ حکم سن کر صحاک مار گیر جاو و بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیکر اُسی وقت روانہ ہو یہاں
 جب نہنگ کو بت مار پڑی تو اُس نے اشارے سے کہا کہ اے چابک میں نے تیری اطاعت اختیار کی
 اُس نے فوراً اُس کو کھول دیا اور شراب پلا کر سب اہالیان محفل کو مع بلو شاہ بیہوش کیا یعنی کہا کہ اے بادشاہ
 میں سب کو شراب اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا بادشاہ نے منظور کیا اُس نے شراب پلائی اور سب بیہوش ہو گئے

بس جہانگیر کو رہا کیا اور چاہا کہ سہراب کو قتل کرے کہ فلک پر سے نعرہ ہوا کہ منہم ضحاک مار گیا اور تیری
ایک سحر ایسا کیا کہ باران سحر آسمان سے برسا لیکن نہنگ تو رہا ہوتے ہی طبع چابک ہو کر طنز آفاقہ
کے بھگا گا اور فرار ہو گیا مگر بیان سہراب وغیرہ سب ہوشیار ہوئے اور سہراب نے اٹھ کر تخت پر سے کہا
کہ لینا انکو یہ جانے نہ پائیں اب جہانگیر پر بلوہ ہوا جہانگیر نے ایک آدھ کو مار کر تغیر لیا اور لڑنا شروع کیا
بتون کو مارا اور لڑتا ہوا باہر کل آیا چابک بھی لڑ رہا تھا لیکن جب باہر نکلا بھگا گا اور ملانان جہانگیر
نے بھی خبر سنی کہ جہانگیر اندر قلعہ کے لڑ رہا ہے جس جلد دریا میں کشتیاں وغیرہ ڈالیں و نیزم جادو
و مسرور و بران بزدل سحر اڑ کر اس پار گئے لیکن سہراب بہت زبردست ہے اس نے ایک سحر ایسا کیا
کہ سب کے دست و پائے حسن حرکت ہو گئے اور اس نے از روئے بلوہ کے ان سب کو گرفتار کر لیا
و ہر چابک وہاں سے نکل گیا اور شتاوری کر کے اس پار آیا لشکر کو کہ اسی ہزار کا تھا لیکر شکست
کھا کر پیچھے ہٹ گیا بیان سہراب نے مع جہانگیر پھر سب کو قید کیا اب چابک نے سحر اس کے قرار لیا
اور روغن لفظ وغیرہ لوہے کو ڈھال کر توپیں بنا کر آسمین بھرا اور گولہ بھی بنوائے آسمین ہوشی
بھری کہ جب وہ گولہ داغا جائے تو لشکر حریف میں جا کر شق ہو اور دھواں اُسکا یہ ہوشی پیدا کرے
اُن توپوں کو گھڑ چڑھی کر کے آپ ایک ساحر کی ایسی شکل بنا اور گولہ انداز جادو اپنا نام رکھا اور
اسی ہزار ساحر وہی لشکر کے ہمراہ لیکر مقابلہ میں سامنے قلعہ سہرابیہ کے سہراب شاہ کے آیا اور
ملک سہراب کو نامہ لکھا کہ ہمارے صاحب قہر ان کو رہا کر دے ورنہ لشکر لیکر بیرون قلعہ آتو احوال
سحر و ساحری کا تجھ کو معلوم ہو سہراب کو جب یہ نامہ پہنچا وہ اپنا لشکر لیکر باہر قلعہ کے نکلا اور
سہا جب وہ زمانہ آیا کہ سہراب روزے منہم چھپایا اور لشکر انجم لیکر سترم ماہ میدان فلک میں آکا شع

ہوئی قسمت ستاروں کی چمک پر ہوا متاب پھر روشن فلک پر

سرتام طبل جنگ طرفین سے نوازش میں آیا کہ نظم

صدادی طبل جنگی سے رینا گاہ	کہ ہوں مردان شیر فکن اب آگاہ
قریب آیا ہر وقت جانفروشی	دکھاؤ ابنی ابنی گرم جوشی
اجل کا صبح گوہر گرم بازار	مقام آبرو ہو بان خسرو دار
جدا ہو جائیگی روحین بدن سے	تنوں کو زمینتین ہو نکی کفن سے

دو نوں لشکروں میں تیار سی آلات حرب آغاز ہوئے ملک سہراب برائے جنگ اس چار دریا
 آیا تھا سانسے لشکر چابک کے لشکر کا اتار اٹھا جانو جھٹکا ہونے لگے منتر جمنتر پڑھے جانے لگے
 تلواروں کی چپک خانہ تن میں آگ لگانے لگے آنکھوں کے سانسے بجلی چپک جانے لگی تیر زبان دوازی
 کرنے لگے سن سن چلنے لگے پیکان کا ارادہ ہوا کہ چہرے بس کر دل میں گھر کرے نیزی سرکشی جتا کر سینوں
 کو توڑ دین گرزوں نے کہا کہ ہم سر پہنچنے پر تیار ہیں کد زنی کے ارادے ہر بار ہیں مختصر یہ کہ رات بھر
 شور آفت زار بار بار جب وہ زمانہ آیا کہ گولہ مہر کا دھن سے مشرق کی توپ کے نکلا اور دھوان
 شب کا بظرف ہوا کہ ایسا

مزاج صبح بہر باکی پر آیا	رخ نور شدید سے پردہ اٹھایا
فلک کا سینہ تاروں سے ہوا	بڑھے میدان کو گردان پیر انصاف

تغیر کو دم ملا چابک کی طرف سے لشکر میں کمر بندی ہوئی میدان کا زلزلہ ہزاران جاہ و جلال اگر ہوئے
 اس طرف سے ملک سہراب لشکر ساحران لیے کاوا بھیر وں کو پکارتا تار دھون کو اٹا تا فوج لیکر جنگا
 میں آیا دلا ورون نے لشکر کا پراجایا لیکن چابک نے یہ کیفیت کی کہ بیت

لیا ہر توپ نے لقمہ دھن میں	چھپیں گھر کے سب رچن بدن ہن
----------------------------	----------------------------

یعنی وہ توپیں جو اسنے بنوائی ہیں وہ مارنا شروع کیں پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

ہزاروں پہلی توپ اور شتر نال	لگی اس سمت سے چھٹنے کو فی الحال
صد اسے جنگی کیا کیسے کہ یکسر	ہوا اک زلزلہ روسے زمین پر
ہوئے اہل جہان کے گنگ سب گوش	اڑے سر سے بزنک طائران ہوش
زمین سے آسمان تک کیا کمون ہا	دھو دھن سے ہو گیا عالم دھوان بھا
کڑک کر یان کا چلتا وہ اس دم	گھٹا بین جس طرح بجلی کا عالم
وہ توپوں سے تھا گولوں کا نکلنا	وہان مار سے سن کا اگلنا
برسنا سیکر دن گولوں کا ہزار	دل عاشق پر جون مرگان خونبار
دھو دھن میں اس طرح اڑ جائے نجک	کہ بون بادل میں مارے برق چمک
نکلنا توپ سے گولے کا رخشان	گھٹا بین جس طرح مہر درخشان

یہ لوگ سسر کے نکاح تھا شتابی

شب یلدا میں جون تیر شہا ملی

بسیب وہ گوئے ملک سہراب کے لشکریں جا کر گئے شق ہو گئے اور اُس مین سے دُھوان ایسا
 نکلا کہ پھیل کر یہ خالداں تیرہ بالکل ظلمات ہو گیا اور بیہوشی ایسی وہاں پھیلی کہ مع ملک سہراب
 اور افسران لشکر وغیرہ سب بیہوش ہو گئے چابک نے جبل فتح و ظفر بجایا اور اُس لشکر پر چاڑھا قتل کرنے
 کی کیا احتیاج تھی ہر ایک کو باندھ لیا اور اپنے لشکریں لایا بطل آسائش بجوا کر پھرا اور اپنی بارگاہ میں
 بیوی بچہ لائے گزروں کو بلوا کر سب کو قید سخت میں گرفتار کر کر ہوشیار کیا اور سوال اطاعت و میان میں لایا
 ملک سہراب نے اس وقت اُسکی اطاعت اختیار کی اور دل سے کہا کہ شہزادہ صاحبِ قبال حضور
 کل ملاسا کو کب کے قبضہ میں لائیگا پھر جان دینا بے کار ہو اطاعت کر لینا چاہیے غرض کہ سہراب
 نے عرض کیا کہ او ہر مہر ان چابک عالی شان تازندہ ایم بندہ ایم چابک نے انکو قید سے رہا کر کے
 خلعت دیا اُسے شہزادہ جہانگیر کو اور بزم اور سرور و ہجران وغیرہ سکور ہا کیا اور بغرت تمام تر لشکریں
 لایا جہانگیر کے قدموں پر سراپا جھکایا اور عرض کیا کہ خطا میری معاف فرمائیے جہانگیر نے اُسکو پھر
 خلعت سے نکلے کیا یہ اپنے قلم میں شہزادہ کو لایا اور قلعہ کو بھی اُسکے قبضہ میں کر کے دُھندھو اُسکی
 اطاعت کا بٹوایا دعوت بُرے دھوم سے کی کھانا عمدہ کھلایا ناچ دکھلایا جہانگیر نے ایک نامہ
 افراسیاب جاو کو لکھا اور اُس مین سب حال اپنا سدرج کر کے لکھا کہ آپ کے اقبال سے میں
 بے انتہا آپ کو بخا ہوں اب آگے روانہ ہوتا ہوں یہ نامہ ایک طائرِ سحر کے گلے میں باندھ کر دانہ کسپا
 جب افراسیاب کو نامہ پہنچا مضمون سے اُسکے آگاہ ہو کر بہت خوش ہوا اور افراسیاب کا ایک استاد
 اور جو کہ وہ فقیری کرتا ہی اور نام اُسکا شہنشاہ پیر ہو پس افراسیاب اپنے مقام پر سے اڑ کر ایک
 پہاڑ پر گیا طلسم باطن میں ایک پہاڑ ہو کہ وہاں گنبد بنا ہوا اسی گنبد میں وہ شہنشاہ پیر رہتا ہو
 چنانچہ جب یہ وہاں جا کر پہنچا شہنشاہ پیر ہرن کی کھال بچھائے گنبد کے چوترے پر بیٹھا تھا کہ
 اُسے اگر سلام کیا اور نامہ جہانگیر اُسکو دکھایا اور کہا اؤ گرو شہزادہ جہانگیر کو کب کے ملکوں کو
 فتح کرتا ہو اسہر ابیہ تک پہنچا ہو اب آپ جا کر اُسکی ذرا خبر لیجیے اور میری خوشی یہ ہو کہ اُسکی جا کر مدد
 جایا کیجیے ابھی لوح طلسم اُسکو نہیں ملی ہو جب لوح اُسکو ملے گی اُس وقت البتہ کسی کی مدد کی ضرورت
 نہیں اور ابھی تو امداد کرنا ضرور چاہیے شہنشاہ پیر نے کہا اچھا میں جاؤنگا افراسیاب یہ وعدہ

اُس سے لیکر واپس آیا اور فکر میں ہوا کہ جہانگیر کے لیے خلعت فاخرہ بھیجوں لیکن فکر میں ہوا کہ ممالک کو کب میں پہنچنا خلعت کا ذرا مشکل ہو تو قوت کرنا چاہیے غرض طائرانِ سر کے ہاتھ نامہ کا جو آ تو لکھا بھیجی یا کہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ اے صاحبِ قرآن بن شاہِ شہرِ حیا ہم تمہاری شجاعت کا حال معلوم کر کے بہت خوشنود ہوئے سامری تمکو اسی طرح ہر مقام پر فتحیاب کرین اے شہزادہ اگر تمہارا ہر تو عجب اس نامہ کے میں خلعت فاخرہ بھی تمہارے لیے بھیجتا ہوں یہ نامہ جب جہانگیر کو پہنچا یہ بھی بہت خوشنود ہوا اور اب قصداً گے بڑھنے کا کیا اور اپنا لشکر کثیر جمع کیا اور نقارہ کوچ کا بجایا اور جانبِ آفاقہ کوچ کیا یہاں ملکہ آفاق جادو مالک آفاقہ نے کو کب کو لکھا کہ اے بادشاہ دوسرے درویشوں کو ریاضتیں کی جہانگیر نے یہ آپ کو خبر لینا چاہیہ یہ نامہ ایک تیل کو دیا کہ وہ خدمت کو کب میں لایا بادشاہ قلعہ کو گمبہ میں تختِ حکومت پر جلوہ گر تھا نامہ پہنچا مضمون اُس کے آگاہ ہو کر بہت غمگین ہوا اور پریشان ہوا اور اُسکی عہداری میں ایک درویش رہتا ہوا کہ نامہ شہنشاہ صحرانشین ہوا اس نے اُسکو نامہ لکھا کہ اے عابد و پارسا آپ تکلیف فرما کر تشریف لے جائیں اور درویشوں کو ریاضتیں کو سزائے معقول دین کہ اس نے سیرتِ ممالک کی بربادی چاہی ہو ملک خضران بھیجے نامہ پڑھ کر اسی وقت اپنے بوریے بڑھایا اور کچھ طسم انگلی سے اُس پر اسنے لکھا کہ وہ بویا اے کرمی اور اُس طرف سے شہنشاہِ ہیر فرستادہ افراسیاب بھی روانہ ہوا لیکن جہانگیر با فوج کثیر کوچ کر کے دشن لاکھ ساحرون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور قطع منازل و طومرِ اصل کرتے ہوئے آفاقہ پر آکر پہنچے ملک آفاق نے جب سنا کہ جہانگیر مع لشکر کثیر آگیا اسنے فوراً نفیرِ حرم کو دم دیا کئی لاکھ ساحرون کا لشکر اسی دم تیار ہوا اور واہِ قلعہ کا اسنے گھلوا دیا اور لشکرِ ہمراہ لیکر خود یہاں پر نکلا طبل و نقارے بجھنے لگے لکھ ہائے درمیا بان ہوئے ساحران نامی اُن پر سوار تھے غرض اُس لشکر نے بھی آکر بارگاہِ وخیام پہنچ کر اسے اور مقابلہ میں شہزادہ جہانگیر کے اُترے اور جہانگیر کی بارگاہِ استادہ ہوئی تمام لشکر اُترا سپہ سالار جو سپہ قندریان، مارکیان، اڈٹیان، کندے، سرپرے، خیمے، بارگاہیں استادہ ہوئیں بازارین، لشکر میں گھل گئیں پیادوں کی بہتر لگے سواروں کی لین پڑی کھانگھی شروع ہوئی کٹورا لشکر میں لٹکنے لگا ایک دن لشکرِ اسودہ ہو گیا جب دوسرے دن وہ وقت آیا کہ روزِ مہر افروز مثلِ برقِ چمک کر نظر سے غائب ہوا اور رخِ گل کو شبنم کے دھونے کا زمانہ آیا کہ ابیات

گزارادن ہوئی آخر کو جب شام نظر کی جانب خورشید انور	ملاخورشید کو مغرب میں آرام جھکا وہ بوسہ لینے کو زمین پر
سر شام طبل جنگ نواخت میں آیا شہزادہ نے بھی نقارہ حربی بجوایا تیاری جنگ طرفین سے آغاز ہوئی تلوار کا بیر خون پیئے پر آمادہ ہوا مستعد جنگ ہر سوار و پیادہ ہوا کہیں حرکت کر کا کہنے لگے کہ اے بہادران اجل ہر ایک کو آنے والی ہو کہ ابیات	
مگر فرصت کہاں دام اجل سے جو زمین بان باپ کے فرزند اصلی وہ نام اپنا کرینگے سرکش کر صفت دشمن میں درائینگے جہد پر حسن سحر شجاعان و لا اور	زمین میں آئے گا بام اجل سے شرافت پیشہ دولہ سندھلی نہیں پھیرینگے منہ میدان میں جا کر تو بالا کرینگے ایک عالم اگر جتے تھے بشکل رعہ مضطر
ایک طرف کو سحر خوانی ہو رہی تھی دوسرے جھومتے تھے ہوئے دلیران بلند تھی بانگین کی باتیں آئیں ہوئی تھیں کوئی کتا تھا کہ کل ہم سے دو لدا کر مارینگے کوئی کتا تھا پہلے ہی وار میں سروشن آمارینگے اسی غوغا و ہنگام میں وہ رات بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ طغلق آفتاب نیزہ ظلمہ طشعاع میں گہرا ہوا بطن شب سے پیدا ہوا اور خیمہ میدان افلاک میں چمکا کہ ابیات	
بے باتین نہیں کہ رو سے صبح دیکھا مست سے چرخ پر نہیاں ہوتے سب	رہا باقی اثر یک بھی نہ شب کا مبارز سب اٹھے آخر ہوئی شب
سید ہم بیدہ کرد فرجہ جلال شہزادہ چنانکہ با اقبال لشکر لیکر وار و دست رسان ہوا جنگل فوجوں سے بہر گیا لکھ بائے ابر سر پر چھپائے ہوئے دلا در لڑنے آئے ہوئے اُس طرف سے آفاق جادو بھی خوف سے سوار پس پشت گئی لاکھ ساحران جرار وارو میدان کارزار ہوئے علمین کو جلوہ ملا کز کاہ و عقیق جہر لکین شب نقابت کر کے تھے اس وقت آفاق نے اپنی جھولی سے سحر کی آرد ماثر نکالا اور اس کا ایک شیر بنایا سحر پر سحر سکونہ کیا کہ وہ مثل شیر زبان کے قد آور ہوا کہ جس کو دیکھ کر چرخ خون کھاتا تھا اور شیر گردن جیکر اتا تھا بس اس شیر کو حکم دیا کہ میدان میں جائے اور کام بہنوں کا تمام کرے وہ شیر گارتا ہوا میدان میں آیا اُس طرف سے بزم جادو میدان میں گئی مگر اس شیر نے اس کو	

نگل لیا اور اپنے لشکر میں لے جا کر اگل دیا اسی طرح جبران و فیروز وغیرہ نکلے مگر گرفتار ہوئے اسوقت درویش پوریا نشین اگر پہنچے اور جہانگیر سے کہا یہ ابریشمین نہایت زبردست ہو بس اسنے کہا کہ اے شہزادہ اب بلیٹ چلو شہزادہ طبل راہان بجا کر پھر آیا درویش نے ایک عمل شہزادہ کو تعلیم کیا اور رات بھر اسے پڑھوایا اور ایک انگوٹھی بنا کر دی کہ اسکو پہنو غرض جب دوسرے روز حلقہ خاتمہ زمین ہرگزین

پڑھیاے آفتاب انگشت روزگار میں چمکا کہ بیست

رخ خورشید تھا پیشانی صاف نظر آیا کیلینہ اسکا شفاف

صبح دم طبل جنگ بجا کر جنگ فردا کے عوض میں بعد کرد و فرجہانگیر ناسور لشکر لیکر سید ان میں آیا صبح کو ملکہ آفاق بھی اٹھی تھی وہ بھی نفیر سحر کو بجا کر چھوڑ دے جہانگیر خود میدان میں نکلا اسطرح سے شیر ملکہ آفاق نے پھر بھی جیسے ہی شیر سحر پڑا شہزادہ جہانگیر کو نکلنے آیا جہانگیر نے وہ انگوٹھی درویش پوریا نشین کی دی ہو اسپر کھینچ ماری شیر جل کر گیا ملکہ آفاق نے پھر سحر کیا کما سمان خرس پاڑے ہوئے اسطرح اترے کہ جیسے خرس بستے ہیں جہانگیر نے اُنپر بھی انگوٹھی کھینچ ماری اور اسوقت اور بلندی طالع جہانگیر دیکھے کہ ملکہ گوہر جادو وجود ختر ملکہ آفاق جادو ہے اور اسپر چلا کہ جسکا ذکر اول ہو چکا ہو عاشق ہو اور گوہر جادو بھی اُسپر عاشق ہو اور اس آفاق کے پاس ایک لوح ہو کہ سحر اسکی وجہ سے تاثیر نہیں کرتا ہو اور تیغہ بلاکش بھی کوکب نے اسے پاس رکھوایا یہ دونوں اشیائے نادرہ آفاق نے خزانے میں رکھے ہیں گوہر خزانہ میں سے خزانہ الی اور چاہا اسنے کہ شہزادہ جہانگیر پاس اسکو بھیجوں مگر جبران ہوئی کہ کیونکر بھیجوں کون لیجائے اسوقت نہنگ شعلہ تن کہ بھاگ کر چلا آیا ہو مگر مطیع چایک ہو چکا ہو اسنے کہا اے ملکہ لاؤ میں دے آؤں گوہر نے اسکو دیا اسنے صورت اپنی لٹرنے والوں کی ایسی بدلی اور میدان کارزار میں اگر شہزادہ کو وہ فیاد لوی اسنے لا کر دی اس بنگامہ میں کسی نے اسکو بچانا نہیں شہزادہ نے لوح کو تو نگے میں پینا اور تیغہ ہاتھ میں لیکر خرسوں کو قتل کرنا شروع کیا نہنگ تو مخفی آیا تھا و دو چلا گیا اور اسنے لوٹنا شروع کیا دل شہزادہ کا قوی ہوا غرض انلشتری خرسوں پر کھینچ ماری اور بتوں کو قتل کیا اور چلا یا اسوقت حصہ میں ایک ساحر ہنریرا نشین جادو نام شہزادہ پر اُڑا اسنے اسکو بھی تیغہ بلاکش سے دو ٹکڑے کیا اور فوج ملکہ آفاق پر اگر شہزادہ نے قتل کرنا شروع کیا قدرت کردگار سے ہنریرا نشین کی

فوج میں مسرور و بہرمان وغیرہ قید تھے وہ رہا ہو گئے اور لڑنے لگے اور وہ مرنے سے ہنریر کے رہا ہوئے غرض مارتلو اور شہزادہ نامدار نے تھلکہ ڈال دیا یہ نقشہ ہوا کہ ابیات

کشیہند شمشیر و گرز آن سران کے گرد برخواست در دشت جنگ جہانگیر گرد از حساندار یاد بر آہیخت گرزیر آور و جوش بشمشیر ازان لشکر نامدار از آواز آن گرد سالار کش نگندہ ہمہ دشت خرطوم پیل	بر آہیخت باہم سپاہ گران کہ گرفت ازان روئے خوشید رنگ ستان دار نیزہ ہارندہ داد ہوا گشت از آواز او پر خروش تہ کو دبسیار در کارزار د باد یوحان و نہ با پسیل ہش ہمہ شتہ بودند بر چہ پیل
--	--

ملکہ آفاق کی فوج نے شکست فاش کھائی اور رو بفرار لائی اسوقت آسمان پر ایک سناٹا ہوا اور نعرہ ہوا کہ سنم درویش خضران خورشیدین اور اُس نے آتے ہی درویش بوریان شہین کو لٹکا کر گمراہ سپوا غولی بڑا غضب کیا کہ کوہ کی محبت ترک کر کے اُس کے ممالک کو برباد کرنا چاہا اور جہانگیر کو بیان تک پہنچا یا رب تیرے کمال کا حال کھل جائیگا لشکر تو بھاگ گیا تھا ہی اب خضران نے نقش لکھ کر اڑایا کہ جہانگیر لٹا اپنے لشکر کی طرف بھاگے اور درویش بوریان شہین نے کچھ غریمت پر دھک دے کہ دی کہ خضران کے بدن میں چنگاریاں اُڑنے لگیں اور خضران نے کچھ کچھ پر دھک دے کہ دی کہ بوریان شہین کی زبان بند ہو گئی اُس نے کچھ ہاتھوں سے لکھا کہ زبان کھلی مگر خضران نے پھر ایک غریمت پوری کہ جسکی تاثیر سے ہاتھ اپنے باندھ کر بوریان شہین خضران کے پاس آکر حاضر ہوا اُس نے حکم دیا کہ مشکین باندھ لو اسکی مشکین باندھ لیں اور ایک نفس اپنی طلب کر کے اس میں اسکو بند کیا وہ ملکہ آفاق کو میدان جنگ سے لے کر بھاگے اور بارگاہ میں آکر بیٹھا جہانگیر بھی پھر کراہی بارگاہ میں آیا اور بہتر چاہے فکر میں عیاری کے لشکر سے نکلا بیان خضران جب دربار میں بیٹھا بوریان شہین کے نفس کو سامنے بلو کر عتاب و خطاب کرنے لگا کہ کیوں اسی شخص پر دعویٰ فقیری بوریان شہین نے اسوقت آہ کی اور دم نکلیا اسوقت خضران کو طال ہوا اور خبر لے کر دن نے جہانگیر کو پہنچا جہانگیر اسی وقت تیغہ بکڑ کر اٹھا کہ ابھی جا کر اس خضران کو

مارونگا اور وہاں آفاق سے خضران نے کہا کہ اوراق سامری میں دیکھیے تو کہ آپ کے خزانہ سے
لوح اور تیغہ کسے جہانگیر کو بھیجوا یا اسوقت اوراق آفاق نے طلب کیے تھے کہ خبر ہوئی جہانگیر لشکر
لیجاتا ہو اوراق کا دیکھنا موقوف رکھا اور خضران غصہ میں اٹھا کہ ابھی جا کر اسکا علاج کرتا ہوں
یہ لکھ غائب ہو گیا اور آفاق نے چاہا کہ لشکر پاتا تیار کروں کہ آواز آئی اوراق آفاق تو تماشا دے سے
دیکھ تیرے لشکر کی کچھ ضرورت نہیں آفاق دربار گاہ پر آکر ٹھہر رہی اور اُدھر جہانگیر اٹھکر چلا تھا
تو لشکر بھی فرط محبت سے گر باندھ کر چلا تھا کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک دیبا سید اہوا اور
ابالیاں لشکر جہانگیر اس دریا میں گر کر مچھلیاں بن گئے سارا لشکر اُسی آفت میں مبتلا ہوا مگر جہانگیر
کھڑا ہو اور پانی بڑھتا آتا ہو بہاں جہانگیر وہاں ایک ٹاپو بن گیا ہو اور جہانگیر کے گلے میں لوح بڑی ہو
اسکی ہی برکت ہو کہ پانی پاس نہیں آتا ہو مگر جس طرح جانے کا قصد کرتا ہو زمین کو زلزلہ ہوتا ہو اب
مرکب پر سے جہانگیر اتر پڑا ہو اور پانی کے سبب سے کہیں استہ نہیں ملتا ہو کہ دریا سے نہنگ پیدا
ہوا اور نہنگ کھول کر جانب جہانگیر چلا آپ یہ حیران ہوا کہ میں کہہ جاؤں کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا
اور نعرہ ہوا کہ ستم شہنشاہ میرا جہانگیر کھیرانا نہیں میں آپو نچا لوح کھینچ مار اور تیغہ برہنہ کر کے
نہنگ کے سر پر بار دے مگر قبضہ ہاتھ سے چھوڑ دینا سر اٹھا کر جہانگیر نے جو دیکھا تو ایک بیر کو دیکھا
کہ وہ یہ آواز دے رہا ہو بس جہانگیر کھیرایا ہوا تھا اور شہنشاہ بیر کو بچا تیرا نہ تھا صرف نام میں نا
لکھا دیکھا تھا کہ شہنشاہ پیر آتا ہو تیری بد کو پس جہانگیر نے لوح اور تیغہ نہنگ پر کھینچ مارا جیسے
لوح اور تیغہ زمین پر گرا اسے نہنگ نے نگل لیا اور اس پیر نے وہیں سے قہقہہ مارا اور آواز دی
کہ اے جہانگیر ستم خضران صحرائین دیکھ اس طرح لوح اور تیغہ چھین لیتے ہیں یہ لکھ اُسی نہنگ کو
اشارہ کیا کہ اُس نے جہانگیر کو بھی نگل گیا تمام لشکر کو تو اُسی بلا میں چھوڑا یعنی مچھلیاں بنا ہوا لکھ
جہانگیر کو گرفتار کر کے دربار میں آفاق کے آیا اسوقت خبر ہوئی کہ ایک کلاوت آیا ہو قبر سامری سے
خضران نے اُسکو اندر بلوایا دیکھا کہ ایک نوجوان حسین ہو عمدہ لباس پہنے ہو اکروہ دربار میں بیٹھا
اور چہچہہ کر رہا ہے اس نے میں میں بجائیں کہ تمام اہل دربار و جد میں آگئے اور خضران بھی بہت خوش ہو
اور کہا آپ نہایت کامل ہیں اب میں رات کو جلسہ جمائے کہ آپ کو سنوں گا یہ لکھ نہایت لذت
آپ کو ٹھلایا اور حکم تیار ہی بخش دیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایک فی نواز نہایت عمدہ آیا ہو یہ

خبر شکر نہنگ شعلہ تن بھی آیا اور اُس نے پہچانا کہ یہ مہر چابک ہو بس اُس نے بیہوشی شراب میں ملائے کا
انتظام کیا کیونکہ یہ بیطع چابک ہو چکا تھا جب دائرہ ماہ فلک پر نمودار ہوا ایسا

کہ مثل مردک شام سیہ رنگ	بسان اشتیاق صاحب تنگ
ہوئی خطا ہر مگر باطرز محبوب	اکشید دل ہو ایسا حسن مرغوب

شام کو شمع و چراغ روشن ہوئی بزم نفیس آراستہ ہوئی لیکن خضران کے اوراق سامری اُس وقت
دکھے اور کہا اے آفاق تمھاری بیٹی ملکہ کو ہرنے لوح اور تیغ تمھارے خزانہ سے چرا کر شہزادہ
جہانگیر کو بھیج دیا اور نہنگ عیار دے آیا اور یہ گلا نوت چابک عیار ہی یکساں ایک بری جہانگیر
کہ چابک و تنگ دونوں نچرون میں بندھے گئے اور کہا جہانگیر کو لاؤ میں ابھی قتل کر دینگا اب تو
بارگاہ لشکر وغیرہ میں تملکہ و ہنگامہ بڑا کہ میان وہ گلا نوت عیار نکلا دیکھو گرفتار ہوا ہر میدان خوبی
اُسی وقت تیار ہوا جلاد حاضر ہوئے سب کو زیر تیغ مع جہانگیر مٹھلایا جہانگیر کو یقین مرگ ہوا
آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اُس وقت روئے ہوا پر نعرہ ہوا کہ سنم شہنشاہ پیر اُستاد
افراسیاب اور پانچ سو چیلون سے آکر پہونچا اور چابک و تنگ و جہانگیر کو چند نیچے بچھا کر اُسے
اُٹھوایا اور خضران پر کچھ عمل پڑھ کر اُسے دُشک دی کہ وہ چپ بیٹھا رہا بخون کو لٹبائے دیا
مجرمون کو روکا نہیں پھر جو ہوش آیا اُس نے بھی کچھ پڑھ کر بھونکا کہ شہنشاہ پیر روئے ہوا سے
نیچے اُتر آیا مگر سنبھل گیا اور ایسا کچھ اُسے پڑھ کر بھونکا کہ خضران اور آفاق کے بدن میں آگ
از خود لگ گئی اور یہ جل کر خاکستر ہو گئے درویش پوریا نشین کی لاش کو تو شہنشاہ پیر شکر وادیا اور
اُسی ہنگامہ میں وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ فلک خضر کی جو مین ماہی زرین مہر شادری پذیر ہوئی کہ

بیت صدائے خصلت انی ہر زمان	ردائے نور بھیلی آسمان سے
----------------------------	--------------------------

صبح تک وہ دریا خضران کا بنایا ہوا مرنے سے خضران کے غائب ہو گیا لشکر سب چیلون سے
انسان ہوئے شہر آفاق قبہ میں بھی عملداری جہانگیر کی ہو گئی قیصر جادو حاکم شہر قیصر جہان کا
رہنے والا درویش پوریا نشین تھا چنانچہ وہ قیصر بھی بیان آکر پہونچا شہزادہ جہانگیر نے ملکہ
گوہر دختر آفاق کی شادی اُس قیصر کے ساتھ کی عاشق و معشوق باہم ملے نہنگ کو خلعت
دیا یہ شاگرد چابک تیز رفتار ہوا جہانگیر چند روز بیان رہ کر لشکر تیار کر کے اب آگے گوراوانہ ہوا اور

شہنشاہ نے کہا کہ اس شہزادہ جہانگیر وہ لوح طلسم جو طلسم ہزار برج میں تھی اگر وہ ملتی تو البتہ
 طلسم فتح ہوتا لیکن اس کا پتا نہیں کہ کمان پر شہزادہ آقا قیہ پر اب شہزادہ جہانگیر کے پاس بہت بڑا مجمع ہو
 کسی لاکھ سا حرم میں کسی قلعہ میں ہو چکی ہیں قلعہ انجم حصار سے تائب قیصر یہ سب قبضہ میں ہو اور
 مسرور شاہ و بران وغیرہ سب بطحہ میں اب آگے اُس مقام سے قلعہ بدخشانہ میں
 یان سیارہ کوں پر گزرتا ہے سخت و صعب جگہ ہو اور بہت دشوار ہو اور ایک روایت سے صاحب
 دفتر کی معلوم ہوتا ہے کہ عمر نے لوح ہزار برج سے لاکے کو کب کے حوالہ کی اُسے قلعہ بدخشانہ میں
 رکھوائی ہو غرض جہانگیر بہ کثرت تمام جانب قلعہ مذکور روانہ ہوا اور بعد قطع منازل مدحہ سیائی
 کو کے دوسرے دن سانسے قلعہ کے آکر پہونچا دیکھا کہ قلعہ مذکور بالکل طلائی احمر کا ہو اور دروازہ
 اس کا بند ہو سر قلعہ پر ایک تیلی جو اہر نگار رکھڑی ہو نہایت تکلف کی آراستہ ہو اور اُس کے سر پر طاہر
 جواہر کے بیٹھے ہیں جہانگیر نے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ سانسے اس قلعہ کے جائے وہ گنہگار حسب آلاش
 شاہزادہ نامدار سانسے قلعہ کے آیا جیسے سانسے قلعہ کے پہونچا تیلی نے آواز دی کہ افسوس افسوس
 اور اس کی جانب اشارہ ڈالی کہ وہ گنہگار دہر دہر چلنے لگا جگر خاک ہو گیا یہ ماجسا دیکھ کر
 شہنشاہ پیر شہزادہ کو اس کی خبردار آگے جانے کا ارادہ نہ کرنا چلو اب بہت چلو شہزادہ نے ناما
 اور کہا میں ضرور جاؤنگا یہ کہ وہاں خیمہ کیا دوسرے روز جب در پوچھا رو سے آفتاب زرین
 شمع نے سر بدر کیا کہ بیست

ستاروں سے قمر نے ہاتھ دھویا سحر نے جلوہ متاب کھویا

صبح دم اپنے مقام سے جمولا سحر کا گلے میں ڈال کر ملکہ بزم جادو اڑتی ہوئی سانسے اُس قلعہ کے آئی
 تیلی نے افسوس کر لڑکھا ڈالی بزم بھی جگر خاکستر ہوئی اُس کے ساتھ والے ساحر بہت سے گئے اور
 جگر خاک ہوئے ملک خورشید جو بدر جہانگیر کا ہوا وہ اپنا تخت بڑھا لگیا وہ بھی جگر خاک ہو گیا
 جہانگیر اس کے غم میں خوب رویا ساحر و ن نے اُس تیلی پر ہزاروں تارنج و ترنج مارے مجھ اثر پذیر ہوئی
 اور ہزاروں ساحر جگر خاک ہوئے جہانگیر نے غم میں اپنے باپ کے لباس سیاہ پہنا اس وقت قلعہ کا
 نے آئینہ از سر تا پا ایک کپڑے پر سی کے اپنے جسم پر لگائے اور اپنے چہرے پر نقاب لکڑیا اپنے
 قلعہ کے مرکب پر سوار ہو کر آیا اور اُن آئینوں پر ایک کپڑا اسنے ڈال لیا وہ کپڑا سانسے اُس تیلی

اگر اُس نے اُلٹ دیا تیلی نے جو اپنا چہرہ اُن آئینوں میں دیکھا خود اُسی کے جسم میں اگ لگی اور دھڑ دھڑ
 جلا کر کستر ہو گئی اُس وقت چایاک نے نعرہ کیا کہ سنم ہتر چایاک تیز رفتار سینے بہت تعریف کی اور
 پہچاناکہ یہ چایاک ہو کس لیے کہ پہلے بسبب اسکے نہ پہچانتا تھا کہ چایاک سُمنہ پر نقاب ڈالے ہوئے تھا
 جہاں گریہ کیفیت دیکھ کر بہت خوش ہو اور لشکر لیکر اپنے مقام فرگاہ چڑھ آیا لشکر نے کھولی آسودہ ہوا
 لیکن شاہزادہ جہانگیر غم میں اپنے پدر مصنوعی کے کہ جو خورشید جاو و تھا سیاہ پوش ہوا خاندان کا
 جرمہ نوش ہوا اُس طرقت بدخشان جادو و حاکم قلعہ بدخشان نے جب سنا کہ تیلی جو سر قلعہ نصب تھی
 اُس کو عیار جہانگیر نے جلا دیا بڑا اُس کو صدمہ ہوا اور حیرت بھی بہت ہوئی کہ جیسی واہ کیا کہاں کیا ہوا
 کہ اس تیلی پر بھی طلسم بندھا ہوا تھا کہ جو کوئی اسکی صورت دیکھے جلیجائے پس چایاک کو عیار ہی خواجہ
 عمر بن اُسیہ ضمری کی یاد آئی اُس نے ہفت در بند فرعونہ کا وقائع دیکھا تھا اور وہاں کا وقائع یہ کہ
 کہ ایک کافر خاسر ہوتا ہو ساخر شمش نام اُس نے کئی شخصوں کے چہرے پر طلسم سطح کا باندھا تھا کہ
 جو انکی صورت کو دیکھے وہ ہنسنے لگے اور رونے لگے اور وہ شخص نقابدار بنے رہتے تھے اور نام اُس کا
 نقابدار گریان اور خندان تھا چنانچہ خواجہ نے بھی اسی طرح سر سے پاتک آئینے اپنے جسم پر لگائے
 اور اُس کے مقابلے میں جا کر آئینوں پر سے پوشش اُلٹ دی نقابدار خندان مقابلہ حریف میں
 جب آتا تھا نقاب چہرہ سے اُلٹ کر کتا تھا کہ مصرعہ بر من نگر بر من نگر شاید کہ بشناسی مرا کا اُنھوں نے
 بھی وہ پوشش آئینوں پر کی اُلٹ کے یہی کہا اور نقابدار نے جو آئینہ میں اپنی صورت کو دیکھا خود ہی
 ہنستا شروع کیا اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا آخر مر گیا اور ہنسی نہ تھی بسن سے ہی چایاک نے
 بھی عیار ہی کی خلاصہ کلام بعد رنج بسیار بدخشان جادو کئی ہزار فوج ساحران جو لیکر قلعہ کا دروازہ
 کھول کر باہر نکلا اور بارگاہ استادہ کرائی دن بھر توقف پذیر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ نگین بدخشان آفتاب
 حلقہ مغرب میں جڑا گیا اور سنگ سود رنگ غیب ہسنگ عالم ہوا کہ ابیات

کھٹی گرمی بڑھی ٹھنڈی صحت تہ سنگ

کہ روئے نمر کا ہلکا ہوا رنگ

مزاج روز پر آئی تباہی

جین شام نے بخشی سیاہی

سر شام طبل جنگ بدخشان ناکام نے جو پایا ہتر چایاک نے اگر خبر عرض کی جہانگیر نے بھی حکم دیا
 کہ نفیر کو دم ملا تیاری آلات حرب و ضرب شروع ہوئی شب تیرہ مثل خون ہوا ایمان سپاہ تھے

اس شب کو تیاری سپاہ تھی تیغ آبدار کی چک شمع تھی بسیر پروانہ بجان نثار ہوا چاہتی تھی گول
ساخ جلاتے تھے نوک جھٹکا ہونے تھے مچلین جلتی تھین چار پیرات شورش دہنگامہ سپاہ
بر بار ہا جب تیغ نہر کو ترک روز نے حامل کیا کہ فطر

ہوئے طیار بہر جنگ او پیکار
کئے تو قلزم ہستی کی تھی موج
جلا بسیر سے وہ شہ برق آہنگ
ہوئے دونوں مقابل برسر جنگ
کہ لڑنے کے سوا بستی نہیں اب
ننگار بوسے ای مردان جانبا
ننگار کے کھائے تو شہر نامک ہو
کہ پاؤ آفرین سارے جہان سے
کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن
کہ رو میدان میں اپنی سرخروئی

ہوئی صبح قیامت جب نمودار
لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
مہم بر سر خونریزی و جنگ
دھریہ اور آدھوہ صاحب جنگ
صفین و دونوں ہو میں آراستہ جب
وہ بجانب سے نقیبان سرفراز
وہ تیغ آج بان طعمہ چشک ہو
بر آواز آئے لڑ و تیغ و سنان سے
کہ وہ اب تیغ خون آشام روشن
تمھارا جنگ میں ہوتا نام نگوئی

یہ نہیں نقیبان بلند آواز سنا کر بہادر جھومنے لگے قبضہ شمشیر چھیننے لگے ساخ وغیرہ جوش میں آئے
وہ انکے خروش میں آئے لیکن ایک ایک سے لڑنا فضول سمجھ کر بہ خشتان جاد و فوج اپنی لشکر
جہاں لیکر بہر نامی تیغ ناریل وغیرہ چلنے لگے جیسے گولے برستے تھے دھواں اٹھنے لگا شعلے چلنے لگے
تیغ سحر کی بجلی چلنے لگی ایک طرف سے برق شمشیر چپک رہی تھی ملک الموت کی گرم بازاری تھی خون
برستا تھا تیغ بلڑا ہوا تھا دھڑ دھڑ پر دے پر مردہ بڑا تھا کھچا کا تلوار کا بلند تھا چقا بیاں تھی
وغیرہ دلیران سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی وہ دن چڑھا کہ جنگ لاشوں سے پیش کیا تھا
زائغ و زغن یقین نہ کرے کہ وہ جی اب نہ کرے کیا بات

چو شب گرد گیتی نہان گشت ماہ
سناٹا کئے آہار داہہ بخون
برافروخت زان آتشی کارزار

خروش سوران و گرد سپاہ
در خورشید ان تیغ الماس گون
تہ کشی کہ بر شد ز گیتی بخار

زمین کوہ گشت از کران تا کران
سر دشمن از جنگ برگشته بود

ز گشتہ فگندہ ہر سو سران
ہمہ غار و دہان پر از گشتہ بود

خوب تلوار چلی جہانگیر لبان شیر گرسنہ قتل کرتا ہوا اُس فوج میں جاتا تھا تیغہ بلا کش کے سبب سے
سحر اُس پر اثر نہ کرتا تھا ہزاروں کو خاک و خون میں غلطان کر دیا اور خواب عدم میں سلا دیا اور جب کوئی
سحر بدخشان جاو و تازہ تیار کر کے کرتا تو شہنشاہ پیر گرد و افراسیاب کا اُس کو نقش تعویذ وغیرہ سے
مٹا دیتا تھا قریب تھا کہ بدخشان شکست فاش کھا کر رو بفرار لائے کہ یکایک بروئے ہوا نعرہ ہوا
کہ منم زلزلہ سحر ساز کنیز کو کب شتضمیر ای بدخشان گھبرانا نہیں میں اب ہونچی زور اُس نے آئے ہی
ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین میں زلزلہ پیدا ہوا تھا اُس نے لگی کشتی ارض و غیر اڈ گمانے لگی تمام
لشکر جہانگیر کا زمین میں غرق ہونے لگا اُس وقت شہنشاہ پیر نے چند نقش لکھ کر زمین پر پھینکے کہ
زلزلہ موقوف ہوا اور لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا اُس وقت زلزلہ نے ایک مالا موتیوں کا اپنے گلے
سے اتار کر دانے اُس کے دست راست و چپ کی طرف پھینک دیے بعد لمحہ کے ایک جانب سے شیر
ایک جانب سے خرس پیدا ہوئے اور انھوں نے آئے ہی لشکر جہانگیر کو تباہ کرنا شروع کیا اور انہیں
حرب بھی تاثیر نہیں کرتا تھا سوائے تیغہ بلا کش کے اور کسی سے وہ مارے نہیں جاتے تھے اور ایک
طاووس سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا اور اُس نے نعرہ کیا کہ منم سحر کو کب اور اُس نے آئے ہی جیسے اپنا
عکس ڈالا وہ جل کر گیا فوج جہانگیر تباہ ہونے لگی ہزاروں ساحر جل کر گیا ہزاروں تو اُس طاووس نے
مارے اور ہزاروں شیر اور خرسوں نے تباہ کیے جہانگیر کیلا ان خرسوں اور شیروں کو روکتا ہی
اور قتل کرتا ہوا اُس وقت شہنشاہ پیر نے ایک نقش لکھ کر سمت صبح پھینکا کہ ہزار ہا گرگ پیدا ہوئے
اور آ کر ان خرسوں سے لڑنا شروع کیا اور شیروں سے بھی مقابلہ پذیر ہوئے کہ لشکر جہانگیر نے
کسی قدر فرصت پائی اب اور کیفیت سنئے اُس جنگ میں ایک طرف نہتر چابک کھڑا ہوا تھا
زلزلہ نے اُس کو جو دیکھا چبک کر اُس پر گری اور پنجہ میں داب کر لی چلی جب کسی قدر بلند ہوئی چابک
نے ہوا کی تمام اُس کے منہ پر حباب مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اور زمین پر گری چابک نے اُس کے پنجہ
سے چھوٹ کر ایک خنجر اُس پر مارا کہ سر اُس کا کٹ گیا تاریکی ہو گئی اور آواز آئی کہ مارا زلزلہ سحر ساز جلو
کو چابک کی تعریف بہت جہانگیر نے کی وہ شیر و خرس غائب ہو گئے مگر اب اُس جانور نے قیامت

برپا کر رکھی ہو بہت سے ساحرون کو جلا دیا ہو اُس وقت شہنشاہ پیر نے ایک خیمہ منگوایا اور اُسکو
استادہ کرایا اور اپنی صورت نجس کو اُس طائر کو دکھلا کر اور بھاگ کر اُس خیمہ میں اپنے تئیں پہنچایا
اور وہاں ایک دام لگا لیا پتے سے طائر اُسکے چسب میں اُس خیمہ کے اوپر آکر پھرایا اُس نے جال سے نکلا
مارا اور ایک روایت سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شہنشاہ پیر نے اپنے سحر سے ایک چشمہ بنایا اور
اپنی صورت طائر کو دکھلا کر اُس پانی میں دریا وہ چڑیا بھی اُس پانی پر اُسکی صورت دیکھ کر آئی
اور پانی میں اپنے تئیں گر دیا شہنشاہ پیر نے اُسکو جال مارا اور پھنسا لیا اور گرفتار کر کے اُس
چشمہ سے نکلا اب لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا بدخشان جادو شکست کھا کر وہاں سے رو ہزار
لایا اور وہاں سے چند فرسخ پر ایک دریا کے قریب ایک گنبد ہے کہ نام اُسکا گنبد محفوظ ہو وہاں آکر
ٹھہرا اس گنبد کے گرد گرد رہتا ہے بدخشان جادو جب وہاں پہنچا اُس نے کو کب کو عرض کیا کہ
کیا کہ اے بادشاہ جلد خبر لیجیے میں شکست کھا کر گنبد محفوظ میں آ گیا ہوں قلعہ بدخشان چھوٹ گیا ہے
جہانگیر نے آفت برپا کی ہو یہ عرض طائر سحر کی گردن میں باندھ کر روانہ کیا جب کو کب کے پاس یہ
عرضی پہنچی سخت پریشان ہوا اور برہمن کو لکھا کہ جلد جا کر بدخشان کی مدد کرو برہمن زمین تیز
بغضب تمانتر چلا اور بیان قریب آکر دریا کے ایک خیمہ استادہ کر کے شہنشاہ پیر کو ایک نامہ لکھا
کہ اے دو یوزم گنبد میرے پاس آکر حاضر ہو ورنہ نرا سہ قتل دوں گا جب پتلا یہ نامہ لیکر شہنشاہ
کے پاس آیا اُسکو کچھ بن نہ پڑا اُسی وقت حاضر ہوا جب برہمن کے پاس یہ آکر پہنچا برہمن نے ایک
بوٹی شہنشاہ پیر کے پیر میں لگا دی کہ شہنشاہ مثل شمع کے جل کر رہ گیا برہمن نے خاک اُسکی
روئے ہوا میں برباد کر دی اور بدخشان جادو سے کھلا بھیجا کہ تم اس گنبد میں بیجو اور ایک سہا
کیا کہ گنبد کے گرد آگ روشن ہو گئی پس یہ تدبیر کر کے برہمن چلا گیا اور اُدھر جہانگیر نے جو حال شہنشاہ
سنا بہت رویا اور لشکر لیکر چلا جب بیان آکر پہنچا گنبد تک جا سکا ایک دن وتر چایک نے کہا کہ میں
تدبیر کرتا ہوں بس اُس نے ایک مچھلی بہت بڑی بنائی اور اُس میں جہانگیر و مسرور و بران وغیرہ کھجایا
اور اُس مچھلی کو دریا میں چھوڑ دیا کہ وہ بہتی ہوئی چلی یہاں تک کہ بدخشان جادو گنبد کے کنارے آکر
دریا میں شکار کھیل رہا تھا کہ مچھلی پھنسی اُس نے بدقت تمام اُسکو کھینچا جب باہر کھینچا نکالا مچھلی کے
دہن کے اندر سے راستہ چایک نے رکھا تھا سب سردار باہر نکل آئے اور تلوار کھینچ دی وہاں

بدخشان جادو نے بھی لڑنا شروع کیا مگر تیغہ بلاکش سے کچھ پس نہ چلا آخر ہاتھ سے جہانگیر کے دل لیا اور ساحر بھی ہلاک ہوئے کنبہ سے بہت سے ساحر رو بفرار لائے وہ مقام پاک و صاف ہوا یہاں کوکب اپنے قلعہ میں داخل ہو کہ لاش ملازم بدخشان بدخشان جادو کی اُسکے سامنے لائے کس لیے کہ بھاگتے وقت بدقت تمام لاش اُسکی اٹھالی تھی چنانچہ جب سامنے کوکب کے لاش لائے پکارے کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان کنبہ محفوظ میں بدخشان جادو مارا گیا کوکب کو یہ حال سنکر نہایت صدمہ ہوا اور اُس نے پوچھ کر عمر کو لشکر سے اٹھوا منگوا یا اور اُس سے یہ سب حال کہا عمر نے کہا میں اپنے ہاں ضرور جاؤنگا اور عمر نے پھر پوچھ کر عمر کو لشکر سے مع بیس ہزار کنیزوں کے ملکہ بہار کو بلوایا اور کوکب نے ایک ساحر ملکہ جادو کو بھی حکم دیا کہ تم بھی جادو وہ بھی بیان سے روانہ ہوا ادھر افراسیاب نے یہ خبر سن کر سب سے شہنشاہ پیر کے مرنے کا رنج کیا مگر اسقدر قلعہ کوکب کی جو فتح ہوئی تو اُسکو خوشی ہوئی اور سیابان تاریک کی طرف سے کہ صدمہ سے جہانگیر آیا ہو راستہ تو کھل ہی گیا ہو اُسے دوسلحہ شہر ظلماتی جادو وہ بھی ظلماتی جادو کو حکم دیا کہ تم جہانگیر کے پاس جاؤ یہ بھی دونوں کوچ کر کے روانہ ہوئے اور قریب قلعہ زرافشان آئے اور زرافشاغیہ کنبہ محفوظ کے بھی آگے ہو اور زرافشان جادو بھی فوج لیکر باہر قلعہ کے نکلا ادھر خواجہ بھی مع ملکہ بہار کے آکر پہنچے اور ملکہ جادو بھی تین لاکھ جادو گر سے آئی یہاں خواجہ نے کہا کہ اب میں دربار میں جہانگیر کے جاتا ہوں اور اُسکو سمجھاتا ہوں اگر مان لیا تو بہتر ہو نہیں تیغہ اور لوح چھین لوں گا ملکہ جادو نے منع بھی کیا نہ مانا اور یہاں سے طرف بارگاہ جہانگیر کے روانہ ہوئے جہانگیر کو خبر ہوئی اُس نے سردار بہرستقبال بھیجے خواجہ نے آکر صاحب سلامت کی اُس نے بہت اعزاز سے بٹھایا اور کہا کہ آپ کہاں تشریف لائے اُنھوں نے کہا کہ او جہانگیر میں تمکو سمجھانے آیا ہوں کہ تم نے بہت ظلم کیا ہے اب مناسب ہو کہ پھر جاؤ پس اب زیادہ ستانا اچھا نہیں اور تمھاری پیشانی پر خال سبز گہا شمی ہو نشانیاں تم میں اولاد حمزہ کی پاتا ہوں تم بہت بچتاؤ گے کوکب کے مالک جو پیر باد کرو گے یقینی تم فرزند حمزہ ہو اور کوکب ہمارا طوفان ہو تمکو لازم ہو کہ اس حال کو تحقیق کرو جہانگیر نے کہا اب بغیر قتل کوکب میں کب پھر تارون عمر نے کہا خیر تمھیں اختیار ہو اسوقت چاہک بھی خواجہ کے قریب آیا اور باتوں باتوں میں غبار بیان کر کے لگا آخر عمر لکھا اٹھا کہ آج جہانگیر کو میں پیر دیجاؤنگا خبردار خوب ہوشیاری رکھنا چاہک نے کہا

اگر کیا مجال غرض عھر تو جلا آیا اور شام کو نوکر کرنے لگا اور ہر جا ایک سانسے مگر کے ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر گیا اور کہا اے مگر دین نامہ کو کب لایا ہوں انگ چلیے تو دون وہ علحدہ آیا اُسے اُسکو حباب بیہوشی مار کو بیہوش کیا اور اُسی کی بایسی صورت بنکر اُسکو کسی مقام پر بچھا دیا اور آپ اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسی مقام پر بیٹھ رہا اور اُس طرح جہانگیر کے کنا سے بچھا تھا کہ روئے ہوا سے ایک نازنین اُتری جو نہایت حسینہ و جمیلہ تھی کہ جسکی شان میں یہ کبت لکھنا زیبا کہت

سندر روپ سر روپ مہا من یون لہجی جسے انگ من لیجیے

پان لھوات مہا را د ہا رس چاہے تو چنر کو دیکھے نہ دیکھے

جیون مور سو جیون کی چھپ دیکھی دیکھے چھپ دیکھے ہی سنیجھا

انگ اور بناؤ سنے نہ بنے ٹھگ بیٹھے ہی مکھ کو دیکھا ہی کیجے

بس اُس گلدن نے بعد نزاکت کہا کہ ستم فرستادہ افراسیاب یہ لکھنا نامہ ایک اپنی کمر سے نکال کر جہانگیر کو دیا جہانگیر نے وہ نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے صاحب قرآن من یہ کتبہ بنے تمھاری خدمت کے لیے بھیجی ہے جہانگیر صورت زیا اُسکی دیکھ کر عاشق ہو گیا اور اُسی وقت دربار سے اٹھ کر الگ خیمہ ز اُسکو لایا اُس نازنین کو مسند پر بٹھایا اور چاہا کہ دست اندازی اُس پر کروں اُسے ناک بھون تیوری چڑھا لی پھر منہ پھیر کر مسکرائی اور کہا لو اور سنو شہنشاہ نے مجھ کو کیا اسی لیے بھیجا ہے سامری کسون میں آتے ہوئے پہلے ہی جکچپائی تھی میری بوٹی بوٹی کانپ رہی ہے اے میان اپنے حواس میں آؤ نچلے بیٹھو شہنشاہ کو نو کیا کون کہ جنھوں نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہے بس بس اے لو میں سمجھ گئی ہاں ہاں تمھارا درارادہ ہے سو یہ بخیریت ہے بندی ایسی دہاتی نہیں شہنشاہ نے اپنی حیرت جو بڑی جیتی ہن اُنکو بھیج دیا ہوتا یہ باتیں ایسی کہیں کہ جہانگیر تو مر گیا اور لگا سٹینز کرنے اور رونے لگا اُسوقت وہ نازنین مسکرائی جہانگیر کی جان میں جان آئی پھر چاہا کہ اُس سے لپٹوں اُسے کہا ٹھہرو صاحب تم بھی کتنے بدمزہ ہو یہ لکھ گلابی سے شراب جام میں بھری اور وہ جام جہانگیر کے منہ سے لگا دیا کہ وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا اُس نازنین نے اُسکو اُٹھا کر من باندھا اور خیمہ سے نکال کر سیدھا مگر چادو کے خیمہ میں آیا وہاں اور ساحر بھی دوڑے اور پوچھا کہ اُستاد کسلائے کہا اُسی طفل بے ادب کو اور یہ لکھ مگر رسکا کا اے مگر تم ابھی اُسکو لیکر کو کب

کے پاس جاؤ مگر نقلی نے کہا بہت خوب لائے یہ نازنین اہل میں عمر ہو چنانچہ اُسے پشتارہ زمین پر رکھ دیا کہ لو لچاؤ مگر رنے پشتارہ کو کھولا کہ میں اُس پر سر کر لوں عمر نے لوح و تیغ بھی جہانگیر کا لے لیا تھا وہ بھی وہیں رکھ دیا بس مگر رنے لوح گلے میں پنا دی اور پشتارہ تو کھولا یا تھا ہی ناگ جہانگیر کی ملدی چٹکی میں روغن دافع بیوشی ملا ہوا تھا وہ ناک میں جو لگا شہزادہ ہوشیار رہوا اُسے کہا اے صاحبقران آپ گرفتار ہو کر آئے ہیں اُٹھیے جہانگیر اُٹھا اب عمر گھبرا بسا جو وہاں سے بھاگے جہانگیر نے تیغ وہاں رکھا ہوا تھا اُٹھا لیا اور ایک دو کو قتل کیا اور بہتوں نے جہانگیر پر سحر بھی کیا مگر اثر نہ ہوا اسوقت افراسیاب نے شجر ظلماتی اور بہمن ظلماتی کو جو بھیجا تھا اور راہ بیابان تاریک بسبب آنے جہانگیر کے کھل گئی ہڈیں یہ دونوں ساحر بھی آکر ہوئے بیان نعرہ جہانگیر سر سوار سی اگر شریک جنگ ہوئے آخر کو عمر کی طرف کے ساجر بھاگے جہانگیر پھر کر اپنے مقام پر آیا شجر و بہمن بھی اترے عمر وغیرہ سب بھاگ کر قلعہ زرافشانہ میں گئے جہانگیر نے آکر قلعہ مذکور کو گھیر لیا مگر نقلی جو چاہا یک بنا ہوا تھا وہ بھی بعد اس عیاری کے چلا گیا وہاں مگر کو جو ہوش آیا یہ بھی اُٹھ کر قلعہ زرافشانہ میں آیا لیکن عمر نے اُس قلعہ میں آکر کہا کہ قلعہ میں بیٹھنا ہمارے لیے بڑا ننگ ہے اب میں باہر جاتا ہوں سب نے منع کیا نہ مانا کچھ ساحر ہمراہ لیکر باہر آیا اور ٹھہرا ہا جب روز کاغذ ارنے مثل عیاران لباس سیاہ پنا یعنی شب وی کا جامہ آراستہ کیا کہ شجر

ہوئی میلی ردائے نور خورشید

برائی عاشقون کے دل کی اسید

سہ شام عمر نے اپنے نام پر برائے مقابلہ چاہا یک طبل جنگی بجوایا اور دھڑچاہا یک نے بھی طبل بجوایا دونوں لشکرات بھرتیاری جنگ کیا کیے اور عمر نے کیا ترکیب کی کہ ایک ساحر کی ایسی صورت اپنی بنائی اور بیان سے لشکر جہانگیر کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ چاہا یک اپنے خیمہ کے دروازہ پر بیٹھا ہے عمر ٹھٹھا ہوا اُسی طرف آیا چاہا یک نے کہا تم کون ہو کہا میں مروجہ فریب جادو ہوں مردم فریب جادو چاہا یک کے لشکر میں ہے چاہا یک سمجھا کہ سچ کہتا ہے وہی ہو غرض یہ چاہا یک کے پاس بیٹھا اور باتیں لو دھڑا دھڑا کی کرنے لگا اُسی باتوں میں اُس نے کہا کہ خیمہ سے آپ مجھ کو ایک جام اُٹھا کر لا دیجیے مجھ کو چھکام چاہا یک جام لینے اند خیمہ کے گیا عمر نے خنجر اُس کا رکھا تھا اُس کو چپکے سے اُٹھا کر اور کھینچ کر بیوشی خوب سی خیمہ میں اُسے بھری اور بیڑا اُس کا باندھ کر رکھ دیا اس عرصہ میں چاہا یک جام لیکر آیا وہ جام لیکر عمر کے

چلا آیا کچھ ضرورت تو خیر کھینچنے کی تھی بنین اسوجہ سے چابک نے اُسکو کھینچا نہیں جب وہ زندہ آیا کہ رنگ رونگار سیاہی سے تبدیل بہ سفیدی ہوا نیرنگی دہر ظاہر ہر کبھی تورات ہو اور کبھی دن ہو برسر کاوش فلک مسن ہو کہ شعر

جدا بر قانون سے جسد ہوئی شمع غم رخصت ہوا خاموش تھی شمع

صبح کو ہانہ ہائے عیاری سے راستہ ہو چابک صبار قمار میدان کا انداز میں لے گندین بازون پچھلائی ہوئی بندھی تھیں فلاخن سر سے لپیٹے تھے تو بڑا پتھر کا گلے میں لٹکتا تھا نہایت چالاک و چست تھا جب میدان میں آیا عمر بھی اُدھر سے آکر سامنے اُسکے پہنچا اُس نے اُسکو دیکھتے ہی خنجر کھینچا خنجر کھینچتے ہی بکہ بیہوشی کا اڑا کہ وہ سب غبار اُسکی ناک میں گیا اور جھینک مار کر وہ بیہوش ہو کر گرا شہزادہ جہانگیر بھی مرکب پر سوار ہو کر بہر تماشا سائے جنگ آیا تھا اور الگ کھڑا تھا رادھ جب یہ گرا عمر نے اُسکو اٹھا کر کندھے پر لاد ادا اور نعرہ کر کے کہ سنم عمر بن اُمیہ ظہری لیکر اپنے لشکر کی طرف گیا جہانگیر بچیدہ اپنی بارگاہ کی طرف گیا اور رنجیدہ خاطر و نگل پر بیٹھا راوی کہتا ہے کہ جب ملکہ بہار کو عمر نے بلوایا تھا تو اُسکی کنیزوں کے ساتھ متبر برق بھی چلا آیا تھا اُسوقت اسنے صورت اپنی چابک کی ایسی بنائی اور سامنے جہانگیر کے آیا جہانگیر بیٹھا ہوا تھا کہ اُس نے جو دیکھا تو چابک گوشہ بلند گاہ سے چلا آتا ہے جہانگیر بہت خوش ہوا اور کہا ای برادر تم کیونکر عمر کے ہاتھ سے رہا ہو چابک نے کہا یہی میں نے عیاری کی ہے ایک ہم شہید اپنا تیار کر کے پکڑوا دیا یہ اب میں رات کو اُسکو جا کر پکڑ لاؤں گا آپ ذرا اخلیہ میں چلیے مجھ کو کچھ کہتا ہے جہانگیر خوشی خوشی اُسکے ساتھ اخلیہ میں آیا اُس نے وہاں ایک جام شراب اُسکو دیا کہ اُس نے پیاتے ہی بیہوش ہو گیا برق نے نعرہ کیا کہ سنم برق فرار اور پشتارہ اُسکا بازو دھکڑ سیدھا عمر کے سامنے آیا اور کہا لایا میں اُس طفل کو پس اُسی وقت آہنگروں کو بلو کر قید سخت میں چابک اور جہانگیر دونوں کو مبتلا کر کے اندر قلعہ زرافشان کے ایک مکان تنگ میں قید کیا لیکن زرافشان جادو کی تلک دختر ہو کہ نام اُسکا قیصر تاجدار ہوہ حسن میں عیلم تھا ہو غزال صحرائے عنائی ہو طاؤس باغ غیبائی ہو چراغ اشعار اُسکے حسن کی نسبت زیبا بہن لیلیات

دیرہ گل میں جا کر اُسکی نکت گل گرد رہا اُسکی آگے اُسکے کبھو نہ خوش آیا

گل آشفته اُسکے رُو کا

سنبل اک زنجیری موکا

جب وہ چہرہ تاباں بندہ ہو

ماہ دو ہفتہ سفر مندہ ہو

وہ جب انگیر پرفرقتہ ہوئی اور جب یہ قلعہ میں قید ہو کر آیا تو قید میں جاتے وقت اس کے وہ اپنے
 جھروکوں میں بیٹھی تھی اُس نے اُسکو دیکھ کر تیر عشق کھایا غرض جب یہ آکر قید خانہ میں قید ہو
 وہ دختر موقع باکر قید خانہ میں آئی اور وہ یہ حال بھی جانتی ہو کہ اس شہر میں ایک حکیم رہتے تھے
 کہ نام انکا اشرف الحکمت تھا اور مرد خدا پرست تھے زرافشان جادو نے اُنھیں خدا پرستی کے
 کے جرم پر پیر نامینا کر دیا اور شہر سے نکال دیا کہ اب وہ ایک پہاڑ پر رہتے ہیں پس وہ ملکہ اپنے
 دلیں سوچی کہ اگر جہانگیر شہر الحکمت کے پاس پہنچیں تو یقین ہو کہ سب مطلب انکا پورا
 ہو جائے بس یہ سمجھ کر بدشاہ نے آئی اُسکو کون روکے یہ دختر حاکم کی سب دربان وغیرہ
 خاموش رہے اُس نے سبکو حکم دیا کہ یہاں سے چلے جاؤ وہ سب ہٹ گئے اس وقت اس نے قید شہزادہ
 کی اور عیار مذکور کی کلادی اور کہا اے شہزادہ آپ یہاں سے قلعہ کے باہر جائیے اور ایک پہاڑ ہو
 کہ وہاں حکیم اشرف الحکمت رہتے ہیں اُنکے پاس اپنے تین بیویاں تھیں جانتی ہوں کہ وہ
 مرد خدا رسیدہ ہیں آپ کے لیے بہتری ہوگی جہانگیر اُس ملکہ کے حسن و جمال کو دیکھ کر غش کر گیا
 اور بموجب اُسکے کہنے کے وہاں سے نکل کر چلا اور قلعہ کے باہر جا کر دیکھا تو واقعی ایک پہاڑ ہو کہ
 سر کوہ سے زنجیریں لگتی ہیں شہزادہ زنجیر پکڑ کر چڑھا وہاں جا کر دیکھا کہ پہاڑ پر نہایت سنبہ نار ہو
 ہر طرف پھولوں کی بہار ہو جانور چھپاتے ہیں چشمہ جاری ہیں اور کنارے ایک چشمہ کے چوکی چھو
 اُس پر ایک مرد پیر نامینا بیٹھا ہے جہانگیر نے جا کر کہا میں ہوں جہانگیر آپ کے پاس آیا ہوں میرا سلام
 آپ کو پہنچے اُس نے کہا اے جہانگیر تیرے گلے میں جو لوح ہو وہ میری آنکھ میں لگا دے شہزادہ نے
 لوح آنکھ میں لگا دی حکیم کی آنکھیں بقدرت بصیر روشن ہو گئیں اُس نے شہزادہ کو دعائے خیر دی
 اور پھر ایک کاغذ اپنے پاس سے نکال دیا اور کہا اب تو اکیلا فتح طلسم کو کب کو جانا اور اس کاغذ کو
 اس طرح پڑھنا سب طریقہ اُسکا تعلیم کیا اور کچھ طریقہ مسلمانوں کے بھی تعلیم کیے کہ اب جہانگیر کو بھجان
 طرف اسلام کے ہو اغرض جہانگیر وہاں سے واپس ہو کر نیچے پہاڑ کے آیا اور اپنے لشکر میں پہنچا لیکن
 عمر نے بھی سنا کہ حکیم اشرف الحکمت نے جہانگیر کو کوئی کاغذ دیا ہے اور طریقہ اُسکے پڑھنے کا بتایا ہے

بس عمر نے ایک کتاب زہر آلود بنائی اور آپ صورت کوکب کی ایسی بنا اور تخت زیر حد شاہ کا
 زنبیل سے نکالا پھر اس تخت پر آپ سوار ہو کر اُسکو اڑاتا ہوا روانہ ہوا اور وہاں بسبب اہل علمانے
 کے افراسیاب بھی پاس حکیم اشرف احمکت کے آیا ہوا تھا کہ عمر جا کر پہنچا حکیم نے کوکب سمجھ کر تعظیم
 کی عمر تخت پر سے اتر کر بیٹھا اور کہا حکیم صاحب آپ ہمارے ملک میں رہتے ہیں اور ہمیں سے بغض
 رکھتے ہیں آپ نے کاغذ جہانگیر کو دیا اور طریقہ قاسمی طلسم تعلیم کیا یہ آپ کیسے مسلمان ہیں حکیم نے
 کہا کہ اے کوکب مجھ کو زرافشان نے اندھا کر دیا تھا اب میں تمھاری خدمت سے سامری پرست ہو جاؤنگا
 کوکب نے کہا کہ دیکھیے میں نے بھی یہ کتاب عملیات کی جمع کی ہے اب میں ان عملیات کو پڑھ کر آفت برپا
 کرونگا حکیم نے وہ کتاب لیکر لب لگا کر درق وغیرہ اُسکے اُٹے زہر نے تاثیر کی تڑپ کر لاک ہو گیا اُقتب
 عمر نے تخت پر سوار ہو کر اُسکو اڑایا اور بلندی پر جا کر نعرہ کیا کہ منم عمر نامدار افراسیاب کو بڑا رنج ہوا
 اُس نے حکیم کو دفن کروا دیا اور آپ چلا گیا ادھر جہانگیر وہ مکتوب لیکر اکیلا واسطے فتح کرنے طلسم کے روانہ ہوا
 جابک کو اپنے ہمراہ لیا اس مقام پر بیان راوی کا ہے کہ لوح طلسم نور افشان جو عمر ہزار برج سے
 نے آیا تھا وہ لوح اُسکے کس مطلب کی تھی بالکل بیکار تھی پس اُس نے کوکب کو لا کر دی تھی اور کوکب
 نے اُسکو قلعہ بدخشان میں ایک گلدستہ کے اندر رکھوا دی تھی جب قلعہ بدخشان جہانگیر نے فتح کیا
 تو اُس گلدستہ سے لوح اہل بانی اُسی لوح کا پڑھنا حکیم اشرف احمکت نے اُسکو تعلیم فرمایا پس
 وہ ہی لوح لیکر یہ واسطے فتح طلسم کے روانہ ہوا ہر صورت یا کاغذ لیکر یا لوح لیکر یہ جانب صحرا اور
 اُس لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ مکہ و تنہا جانب دست راست روانہ ہونا یہ دیکھا جابک توفیق نیک ایک
 مقام پر بیٹھ رہا اور جہانگیر روانہ ہوا جاتے جاتے اُس نے دیکھا کہ صحرا میں ایک مقام پر ایک قصر رفیع
 تعمیر ہوا اور قصر میں ہزار ہا منظر دروزن مثل دریاچوں کے بنے ہیں اور اُن روزنوں میں چہرے پر زلزلہ
 کے نکلے ہیں ہر ایک جانب سے سطح کی صدائے جنگ آرہی ہے کہ عالم محویت کا طاری ہوتا ہے
 جہانگیر اندر اُس قصر کے آیا راجہ اندر کا اکھاڑا بیان جمع پایا ہزار ہا نازنینان مہوجین و ماہ بسین
 وہاں جمع تھیں محفل عیش آراستہ تھی اور ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ ہزاران جادو حشم تخت جواہر نگار
 پر شمعن تھا جب جہانگیر وہاں پہنچا وہ بادشاہ تخت شہی پر سے اٹھا شاہزادہ کی تعظیم کر کے اُس نے
 کہا کہ آئیے تشریف لائیے میں آپ کی اطاعت دل و جان سے کر چکا ہوں یہ لکھو یا میرا بچے تخت پر ۱۲

اُسے بچھالیا اور اشارہ کیا کہ ایک نازنین رہ چین نے چنگ لیکر اس طرح بجائی کہ فلک سے زہرہ سننے کو گویا ترائی جہانگیر کی آنکھیں بند ہو گئیں اور عالم بیوشی طاری ہوا اور اُسی عالم غفلت میں دیکھا کہ حکیم شرف الحکمت آئے ہین اور فرماتے ہین کہ ای جہانگیر یہ افتخار جاوہر بہت جلد لوح اسکو لکھنچ مار نہیں تو یہ لوح و تیغہ وغیرہ چین لے گا جہانگیر یہ حال اُس غفلت میں دیکھ کر ہوشیار ہوا اور لوح کو اُسے چرخ دیکر اُسی بادشاہ پر مارا لوح کے پڑنے ہی اُسکے جسم میں آگ لگی تخت اور وہ بادشاہ جانے لگا اور آگ پھیلنے لگی یہاں تک کہ دم بھر میں سب قصر اور نازنین جل کر خاک ہو گئیں اور جہانگیر وہاں سے آگے بڑھا جب کچھ دور چلا سانسے سے ایک پہاڑ نظر آیا کہ اُس پر طرح طرح کی سلیمین درختوں کی چڑھی تھیں جہر ناجھڑتا تھا کھائیاں نہایت صاف اُسکے تھیں اور سر کوہ پر ایک لڑکا بیٹھا تھا کہ اُسکے ہاتھ میں ایک فری تھی اور ناند اپانی سے بھرا ہوا سانسے لکھا تھا وہ لڑکا اُس فری کو پانی میں ڈال کر پھینکتا تھا کہ اُس پانی میں حباب بنتے تھے اور وہ حباب بلند ہو کر قندیل ہو جاتے تھے اور سر کوہ پر آکر سایہ کرتے تھے ہزار باغبانے اُڑتے نظر آتے تھے یہ تماشا دیکھ کر جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُس میں لکھا تھا کہ ای ستارہ ابن عجائب و مشاہدہ کن حالات خرابات لوح کو لیکر تو زیر پا رکھ اُسکے رکھنے سے تو بلند ہو کر سر کوہ پر پہنچ جائیگا جب وہاں تو پہنچے گا تو یہ قندیلین تیری طرف متوجہ ہوں گی اور تجھ پر آکر سایہ ڈالیں گی اُنکے سایہ سے اپنے تئیں بچاؤ اور اُس طفل تک اپنے تئیں پہنچاؤ اور اُسکو قتل کرنا یہ حال لوح سے دیکھ کر جہانگیر نے لوح کو پانوں کے نیچے رکھا اب جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے کسی نے تلوؤں کے نیچے ہاتھ دیکر اور اُٹھا کر بلند کر دیا جب یہ سر کوہ پر جا کر پہنچا وہ سب قندیلین اُڑتی ہوئی اُسکے اوپر آئیں اور سر پر سایہ فلک ہوئیں یہ تو بے اختیار تھے کہ سبب لوح کے بلند ہوئے تھے ان قندیلوں سے کیونکر بچتے آخر ایک قندیل سر پر سایہ فلک ہو گئی یہ اُس قندیل کے اندر بند ہو گئے اور وہ گھٹا ٹوپ کی طرح سے اُنکے گرد سر سے پاک ہو گئے اُسوقت اُس طفل نے نعرہ کیا کہ منم حباب جادو اور لوح اور تیغہ اُسے اُٹھ کر اُس حباب کے اندر ہاتھ ڈال کر لے لیا اور اُسوقت کہ جب یہ بند ہو گئے تو لوح اُنکے پانوں کے نیچے سے نکل گئی وہ بھی اسنے لے لی اور انکو بنوڑ سحر خوب طرح سے اُس قندیل میں بند کیا اور قید کر لیا اور سحر پڑھ کر دستک دی کہ بجائی اُسکا صبا سے جادو نام اُس کوہ پر آیا اُسکو لوح اور تیغہ اُسے دیا اور کہا اُس قندیل کو اُڑاتے ہوئے

کو کب پاس لیجاؤ کہ اس میں جہانگیر بندہ اور لوح و تیغہ بھی یہ با احتیاط ہوا شاہ کے سپرد کرنا
صبا کے جادو یہ حکم اپنے بھائی کا مستردہ اشیاء لیکر قندیل اڑاتا ہوا روانہ ہوا اور دھڑا فشان
حیران کار تھا کہ اشرفِ احمکت کے پاس قید خانہ سے کس نے جہانگیر کو پہنچا دیا اسی حیرت پر
اُس کے پاس نامہ کو کب آیا اس میں لکھا تھا کہ تیری دختر قیصر تاجدار نے یہ کام کیا ہر ذرا فشان
نے قیصر کو قید کیا اور تو قیصر قید ہوئی اسطرح جہانگیر قندیل میں بند ہوئے زرا فشان نے
سنبل جادو نام ایک ساحرہ کو ساتھ کر کے تخت سر پر بٹھا کر قیصر کو بھی جانب کو کب روانہ کیا
اتفاق سے راہ میں مکان اور باغ ہو نگار جادو کا کہ وہ بیٹی ہو گلستان جادو کے پس جب اُس
باغ کے قریب سنبل قیصر کو لیے ہوئے پہنچی قیصر نے کہا کہ اے سنبل مجھ کو نگار جادو سے محبت ہو
اور تو جانتی ہو کہ میں شاہزادی ہوں تو ذرا مجھ کو باغ میں نگار جادو کے نیچل سنبل کو کہنے پر اُس کے
رحم آیا اور یہ اُسکو لیکر اُس باغ میں آئی دیکھا تو باغ نہایت سرسبز و شاداب ہو بلبل کی گل سے
گرم جوشی ہو ہوا سر و چلتی ہو درختوں کی سر تراشی کی ہوئی تختہ تختہ گل پھولے ہوئے ہیں جانور
زمر سے پراہن روش پای نہایت درست ہو مالن ہر ایک چالاک و چست ہو غنچہ مسکراتے ہیں
گل اپنی بہار دکھاتے ہیں قیصر سیر کرتی ہوئی جب آگے بڑھی نگار کو خبر ہوئی کہ قیصر آئی ہو وہ بارہوی
سے اٹھکھوڑے اور قیصر کے پاس آکر اُسکو جو قید میں دیکھا رونے لگی اور کہا حضور یہ کیا حال
آپ نے اپنا بنایا اس نے کہا جو کچھ ہو محبت میں جہانگیر کے ہوا نگار نے کہا بھادو میں جائے محبت جہانگیر
کی اور وہ سوا قربان کیا تھا کہ جس نے آپ کا یہ حال کرایا قیصر نے کہا نوج بہن ایسا تو نہ کہو تم کو ابھی
محبت کام انہیں جب دل تمہارا کس کو پیار کرے گا اس وقت یہ حال کھلیکا غرض نگار نے
سنبل کو ایک مقام پر بٹھلایا اور ملکہ کو بارہ درسی میں لا کر سامان دعوت مہیا کیا یہ تو بیانِ یحییٰ
اور ملکہ مذکور کی وزیر زادی مہروش جب ملکہ گرفتار ہوئی تو تلاش میں اُسکی گھر سے نکلی راہ میں
چابک فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا مہروش اُسکو فقیر جہانگیر پاس آکر رونے لگی اور تمام حال کہا چابک
نے اپنے تئیں اس پر ظاہر کیا کہ میں چابک ہوں عیار جہانگیر کا مہروش نے جب اُسکو چابک جانا تو
کہا مجھ کو ایک ساحر کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ جہانگیر کو چابک جادو نے گرفتار کیا ہو اور ظن کو کب
کے بھیجا ہو صبا کے جادو بھائی اُسکا لیے جاتا ہے چابک نے یہ حال سن کر کہ تو مجھ کو سخت سحر کیا

بناوے اور خود بھی ہمراہ چل میں ابھی اُسکو جا کر مارتا ہوں مہروش نے یہ سنا ایک تخت
 اُسکو بنا دیا چاہا ایک نے رنگ روغن عتباری لگا کر صورت اپنی ایک نازنین کی ایسی بنائی اور
 اور اُس تخت پر سوار ہو کر چلا اور قریب اُس قندیل کے کہ جبین جہانگیر فیہ پہونجا جھبانے بھی
 دیکھا کہ ایک نازنین تخت پر سوار تخت کو اڑاتی ہوئی آتی ہو یہ بڑھ گیا اسوقت چاہا ایک نے
 آواز دی کہ سنم کنیز کو کب اے صبا ٹھہر جاؤ اس نامہ کو پہلے پڑھ لو صبا دین ٹھہر رہا یہ کنیز نقلی
 اُسکے پاس پہونچی اور ایک نامہ کہ جس پر کوب کی لگی تھی اُسکو نکال کر دیا جب اُس نے وہ خط
 لیکر لقا فہ اُسکا جاگ کر کے خط نکالنا چاہا اُسین سے بیہوشی اُڑی کہ وہ بیہوش ہو
 چاہا ایک نے اُسکو خبر سے ہلاک کیا تخت سے اُسکا غائب ہو گیا لوح اور تیغ چاہا ایک نے
 لے لیا اور عکس لوح قندیل پر ڈالا کہ وہ غائب ہوئی جہانگیر بیہوش تھا اب جو ہوشیار
 ہوا تو اپنے تئیں اُس نے زمین پر پایا لوح اور تیغ چاہا ایک نے اُسکو دیا جہانگیر نے بہت تعریف
 چاہا ایک کی گئی اور مہروش نے کہا کہ ملکہ قیصر قید ہو کر روانہ ہوئیں ہن اب کسی مقام پر چل کر
 ٹھہریے تو میں پتا لگاؤں جہانگیر و چاہا ایک جنگل میں درخت کے نیچے ٹھہرے اور مہروش روانہ
 ہوئی اور جا کر اُس نے پتا لگایا کہ قیصر باغ میں نگار کے ہر بس اُس نے آکر خبر دی کہ ملکہ باغ میں
 نگار کے ہر اُسوقت چاہا ایک نے کہا کہ پہلے میں جاؤنگا اور وہاں سے روانہ ہوا اور راہ میں ایک
 نازنین پر پی پائیکر عقب باغ نگار جاو آیا اور ستاری چھوٹی سی سیعہ پرانے رکھ کر لیٹ رہا
 اتفاق سے ایک کنیز کسی ضرورت سے اسطرف جو آئی اُس نے اُسکو پڑا ہوا دیکھا جا کر نگار جاو سے
 کہا کہ آپ کے بلخ کے پچھو اڑے جو کھڑکی لگی ہو میں اسطرف ابھی گئی تھی وہاں ایک عورت
 قبول صورت تارک اندام ستاری سینہ پر رکھے لیٹی ہو نگار نے دو کنیزوں کو بھیجا کہ جا کر اُسکو بیان
 اُٹھالا وہ کنیزیں گئیں اور اُسکو اُنھوں نے ہوشیار کیا اور کہا چلو تمکو ہماری ملکہ ملاتی ہو چاہا ایک
 اُنکے ساتھ اندر باغ کے آیا نگار نے اُسکو دیکھ کر بہت پسند کیا اور حال پوچھا اُس نے کہا کہ میں
 ایک ملک کی شاہزادی ہوں ایک دیو مجکو اُٹھالایا ہے اور بیان نہیں معلوم کیا سبب ہوا کہ جو مجکو
 ڈال گیا نگار نے کہا اچھا بیٹھو یہ سلام کر کے بیٹھا نگار نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تمکو گانے سے
 بہت شوق ہے چاہا ایک نے کہا گانا رونا کسکو نہیں آتا ہن کچھ اپنا جی بہا لیتی ہوں گانا تو

خیر صلاح ہو مجھ کو کچھ نہیں آتا ہی اُسے قسین دین کہ ہمارے سر کی قسم کچھ تو بجا دے مین بھی سنا و غرض
اُسے بعد آنکار بیا رستاری کو بجا یا ملکہ بہت روئی اور سمان بندھ گیا چابک نگار برائے ہو
اور خوب اُسے باتیں لطیفوں کی کہیں اور گلے اُسکو لگا یا عجیب لگی ہوئی اُسے اُسکو گلے جو لگایا
تو ہاتھ اُسکا آلہ تناسل پر جا پڑا اُسے وہی کہہ لیا کہ بوا یہ کیا ہو اُسے کہا یہ مجھ کو عارضہ ہے اُسکی
سختی ہے الگ چلیے تو مین اُسکو دکھلاؤں نگار اٹھی اور الگ آئی اُسوقت اُسے ہاتھ اُسکا لیا
آلہ تناسل ہاتھ مین دیا اور کہا دیکھو عارضہ ہے اور پھر اُسکو گلے سے لپٹا لیا اور کہا اے جان من
مین ہوں عینار صاحبہ ان جہانگیر کا چابک اور تجھے مرنے ہوں نگار بہت شرمندہ ہوئی اور لگی
گالیاں اور کوسنے دینے لگی مین اپنے مائل ہوئی اور دل سے کہا یہ اُسے غضب کیا کہ اپنا بدن مجھ کو
بکڑایا غرض وہاں سے یہ پھر کر ملکہ کے پاس آئی اور کہا لو مبارک ہو کہ تمہارا معشوق بھی آیا اور
یہ نازنین نہیں ہے اُسکا عیار ہی ملکہ سامنے چابک کے بہت دلی اُسے کہا کہ مین شاہزادے کو لاتا ہوں
غرض مہروش اور جہانگیر کو اگر چابک باغ مین لے گیا جب داخل باغ ہوئے سنبل کو چابک
نے جال ایک گھوڑی دی کہ اے مادر مہربان لویہ کھاؤ اور کسی سے اس از کو نہ کہنا اُسے جو وہ گھوڑی
کھائی بیہوش ہو گئی اُسکو لا کر ڈال دیا اب جہانگیر ملکہ کے پاس آکر بیٹھا قید ملکہ کی دور کی زنجیر طوائی
جو پائے ملکہ مین تھی اُسکو کاٹ دیا عاشق و معشوق یکجا ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی چابک
خوب خوب گایا رقصان مہر طلعت نے اگر سمان باندھ دیا بعد اُس صحبت کے قیصر نے کہا کہ اے
نگار تمہارے باغ مین گل حیات کو کسب ہے اور مین اُسکی بہت مشتاق ہوں اور وہ اس شاہزادے
کے کام کا ہی اگر دلا دو تو تمہاری عین مہربانی ہے یہ کلمات سن کر پہلے تو نگار بہت کچھ سوچی پھر شاہزادہ
اور ملکہ کو ساتھ لیکر اُس باغ کے ایک چمن مین آئی وہاں دیکھا تو ایک حوض سنگ مرمر کا بنا ہوا جسکے
لب گردان یا قوت احمر کے ہین کنارے کنارے اُسکے قوارے چھوٹے ہیں پانی اُس حوض مین
نہایت صفا و شفاف بھرا ہے یہ معلوم ہوتا ہے گویا آئینہ زمین پر جڑا ہے چمن مین اُس حوض کے ایک
پھول نہایت خوش رنگ پڑا ہوا تیر رہا ہے پانی کے بلبلون کا اُس گل پر هجوم ہے گرد اُس پھول کے
ہزاروں مچھلیاں سرخ رنگہ هجوم کیے مین جہانگیر لوح کو گلے مین ڈالے تھا اُسے پایا کہ اس قافی
مین اُنکر پھول کو اٹھا لوں نگار نے کہا ابھی ہاتھ لگاتے ہی اس پھول کو چلباؤ گی یہ پھول

جب تک کہ انگشتی جمشیدی ہاتھ میں نہوگی ہاتھ نہ اُٹے گا اور وہ انگشتی میرے بارے کی ہاتھ میں
ہو یہ سننا تھا کہ جاباب نے ایک پڑیا دارو سے بیہوشی کی نگار کو دی کہ اے نگار یہ پڑیا لو اور اپنے
باب کو جا کر بیہوش کرو نگار وہاں سے روانہ ہوئی باب اسکا ایوان شاہی میں جاوہ بند تھا کہ یہ
جا کر بیوی اسنے گلستان جاو اپنے باب کو تسلیم کی اسنے دعائے جان و راز دی یہ اسکیا کر
بیٹھی اور کہا اے پیر عالی مقدار آج تہہ برآجی جاہتاہ کہ شراب آپ کو اپنے ہاتھ سے پلاؤں اسنے
کہا کیا مضافا اقراسنے کلابی شراب کی اپنے قبضہ میں کی اور باتوں باتوں میں اسکی آنکھ بجا کر
وہ پڑیا دارو سے بیہوشی کی شراب میں ملا دی اور اسی شراب کا جام بھر کر اسکو دیا کہ وہ پیتے ہی
بیہوش ہو گیا اسنے اسکی انگشت سے انگوٹھی جمشیدی اُتار لی اور لیکروہان سے روانہ ہوئی پھر
اپنے بلغم میں آئی وہ انگوٹھی جہانگیر کو لا کر دی جہانگیر وہ انگوٹھی پنکر بہت خوش ہوا اور جس
کے کنارے آیا اب وہ بھلیاں جو پھول کے گرد تھیں ترپنے لگیں اور غلاف ہوا کہ جہانگیر گل حیات
کو کب لیے لیتا ہے یہاں نو یہ ہنگامہ ہر ادھر حال سینے کہ پر روتے ہوئے حباب جاو کے پاس
گئے اور کہا اے حباب صباے جادو تیرے بھائی کو جاباب نے مار ڈالا اور جہانگیر چھوٹ گیا
حباب اسی وقت یہ خبر سنکر وہاں سے جلا نزار ہا قندیلین اُڑتی ہوئی اسکے ساتھ چلین اور یہ
اُسوقت یہاں باغ نگار پر آکر پہونچا کہ جہانگیر پھول نکالنے چلا ہے کہ بکایک جہانگیر نے دیکھا کہ
ہزاروں غبارے اُڑتے ہوئے روئے ہوا پر آتے ہیں یہ حال دیکھ کر جہانگیر ٹھہرا اور حوض سے
بھلیاں ترپ ترپ کے بلند ہوئیں اور آوازیں دینے لگیں کہ ارے غضب ہوا جہانگیر
پھول لیے لیتا ہے اور گل حیات کو کب پر قبضہ کرتا ہے انکی آوازیں ایسی بڑی تھیں کہ قتلہ
زرافشان میں عمر اور بہار اور زرافشان جادو و غیرہ سبے مسنین اور زرافشان نے کہا
کہ اے خواجہ بڑا غضب ہو بھلیاں جمع رہی ہیں شاید جہانگیر بلغم میں نگار جادو کے پہونچ
گیا ہے اور گل حیات کو کب لیتا ہے یہ سننا تھا کہ عمر نے کہا بھیر جگر کسی طرح بچاؤ پس اسی وقت
بہار اور زرافشان بھی اُڑ کر چلے اور اُڑا کر اُس باغ پر پہونچے اور جب جہانگیر پھول لینے
اُس حوض پر چھکا حباب جادو برق شکر چمکا اور چمک کر گرا جہانگیر نے لوں چکوا و نجا کر دیا کہ حباب
اسکے عکس کی تاب نہ لا سکا جلد بھر بلند ہو گیا اب جہانگیر نے جھپٹ کر کنارے حوض کے اپنے سین

ہونچا یا اور جھجک کر بھول اٹھا لیا جب اُس نے بھول اٹھا یا ہزاروں بچلیاں جو حوض میں تھیں
جل گئیں اُس وقت حجاب پھر چمک کر گرا لیکن کیا کرے مجبور ہو جہانگیر نے ابکی اُسی بھول کو اونچا
کر دیا وہ پھر بلند ہو گیا حجاب اسی طرح چمک کر گرتا ہی زندگی حجاب آسا ہو کچھ بنا سکے نہیں
بنتا ہونہا پانی مشکل ہو بہار اور زرافشان آئے تو سہی مگر علیحدہ کھڑی ہیں لچھ کر نہیں سکتی ہیں
اور ہزاروں ساحرون کا ہجوم ہو اور بہت کو جہانگیر نے جلا دیا غلغلہ قیامت انگیز وہاں بلند ہو
ادھر گلستان کو جو نگار بیوش کر آئی تھی اُسکو بھی ہوش آیا اور یہ ایسا ہنگامہ بلند تھا کہ
وہ بھی گھبرا کر اپنے مقام سے چلا آ کر جو دیکھا تو بیان آفت برپا ہو جہانگیر بھول ہاتھ میں لیے ہو
حجاب چمک چمک کر گر رہا ہو ایک طرف کو زرافشان اور بہار روئے ہوا پر تھڑا رہے ہیں
جہانگیر ادھر ادھر دوڑتا پھرتا ہو ساحر اسپر ٹوٹے ہوئے ہیں اُسی معرکہ میں زرافشان
نے سحر کیا کہ ہزاروں من کی سلین برسے لگیں لیکن بسبب تیغہ دلوں و گل حیات کے باغ میں
گر کر پانی ہو جاتے ہیں عجب طرح کی خزان اس گلشن پر آئی ہو ہر دخت سنتری بن گیا ہو گلگون
لالہ داغی ہوا ہو گل ارغوان پوش ہو خون برس رہا ہو زکس اس باغ کی محتما شاہو کہ الہی یہ
کیا ماجرا ہو غرض اور تو کچھ بس نہ چلا مگر حجاب نگار جادو پر آ پڑا اور اُسکے بال پڑ کر ہینچتا ہوا
لیکر چلا کہ مالرادی یہ آفت تیری ہی رہا کی ہوئی ہو اس حال کو اُسکے باب گلستان نے
جو دیکھا یا تو دختر سے آزر دہ تھا مگر اب خون پداری نے جوش مارا دوڑ کر حجاب کے پٹا کہ
ارے ملعون یہ کیا کرتا ہو بس اُس نے ایک نارنج حجاب کے سر پر مارا اُس نے نارنج روکنے کے لیے
اُسکی دختر کے بال چھوڑے اب گلستان جہانگیر کی طرف سے لڑنے لگا اور راستہ تو کھل ہی گیا ہو
افراسیاب جادو بارہا آیا ہو اُس وقت بھی کتاب سامری میں حال دیکھو وہ بیان آیا اور کئے ہی
اُس نے نعرہ کیا کہ سنم افراسیاب جادو اور بکارا کہ او صاحبقران من کیا کنکا کارے کر دی کہ کسے
در عمر خود نہ کردہ باشد بڑا کار نمایاں کیا لیکن میں بھی آپہنچا گھبرانا نہیں یہ لکیر بہار زرافشان
کی طرف چلا لیکن بیان کیا گیا ہو کہ بڑا ان شمشیر زن ابھی کوہ رختاں کی طرف گئی نہیں ہو وہ
بھی اپنے علم سے ان ہنگاموں کو دریافت کر کے روانہ ہوئی اور بیان آ کر سوچ بھی اور نعرہ
ہو کہ سنم بڑا ان شمشیر زن ادھر بادشاہ کے بیان آنے سے حیرت بھی مشتاق ہوئی تھی کہ میں

بھی چل کر حال جہانگیر کا دیکھوں وہ بھی روانہ ہوئی تھی بیان آکر پہونچی اور اُس نے بھی نعرہ کیا کہ تم
حیرت جادو اور ان سب نے تلواریں سحر کی کھینچیں اور جلیان تلواروں کی ایک دوسرے پر
گرنے لگیں اور آپس میں رو سو ہونے لگا لیکن افراسیاب بڑا زبردست ساحر ہوا اس سے ہر ایک
مغلوب ہوا دھڑکے جہانگیر کے ہاتھ میں پھول ہو کہ اُس پر طرح کی ترکیب کندہ ہو کہ اگر حریت کو زیر کرنا
چاہیے تو یہ اسم پڑھے تاکہ خانہ تن میں دشمن کے آگ لگے اور جو مارنا چاہیے اس نکھرے کو سامنے
کر دے اب بیان تلوار چل رہی ہو دے ہوئے دلبران کی صدا بلند ہو جہانگیر نے
ہزاروں کو جلا دیا ہو یہ ہنگامہ پڑا ہی ہوا تھا کہ سامنے نعرہ ہوا کہ ستم بر ہمیں روئیں تن اور
آگ بچھو برساتا ہوا بڑے زور و شور سے آکر پہونچا اور آتے ہی اُس نے ایک بیضیہ کا افراسیاب
پر مارا کہ افراسیاب اُس بیضیہ کے پڑنے سے جھوم گیا اور اُسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آگیا
اُس نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا کہ دکھائی دینے لگا اور جلد ایک کار د سے اپنی ران کاٹ کر
اور خون ران کا چلو میں لیکر برہمن پر مارا کہ وہ خون ایک چادر شمع رنگ بنکر برہمن پر پڑا برہمن
اپنے منہ پر ہاتھ پھیر کر اُس چادر کے اندر سے چونکا تو معلوم ہوا کہ آفتاب چمکتا ہوا نکلا اور اُس نے
نکلنے ہی قریب آکر ایک ترسول افراسیاب پر مارا افراسیاب نے اُسکو خالی دیا سوقت
جہانگیر نے پھول وہی برہمن پر کھینچ مارا کہ برہمن کے جسم میں جھالے پڑ گئے اور اُس نے ایک آہ کی
اور ٹپ کر غائب ہو گیا اور زرافشان و بہار نے یہ کہا کہ جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب بیکار رہو
بس یہ بھی بھاگ کر وہاں سے قلعہ زرافشان میں چلے گئے بڑا ہی جلی زنی افراسیاب حیرت
بھی رخصت ہو گئے اور افراسیاب کہ گیا کہ میں ہر مقام پر تیری مدد کو امی جہانگیر پہونچا ہر خیمہ
کہ سرحد غیر میں آئے شاق ہو مگر میں آؤنگا اور یہ کوکب مرد صحابی ہو ہمیشہ سے میرا خراج گزار رہا ہو
میرا کیا کر لیا جہانگیر نے کہا اب میں قلعہ زرافشان کل خالی کر لوں گا افراسیاب نے کہا شہنشاہ
مصر عہد این کار از تو آید و مردان چنین کنند یہ کہہ کر چلا گیا جہانگیر وہاں سے قیصر تاجدار کو لیکر
مع نگار کے اپنی بارگاہ میں باغ سے آیا قیصر کو مقام عمدہ میں رکھا اور آپ سامنے قلعہ زرافشان
کے فروکش ہوا اور وہاں افراسیاب نے جا کر قہار ظلماتی اور رضوان ظلماتی کو اُس سے افراسیاب
سے بھائی چارہ ہو مدد کو جہانگیر کے بھیجا کہ یہ تین لاکھ ساحروں سے آئے اور اپنے خیمہ برپا کیے اور نام

افراسیاب لائے تھے وہ بھی جہانگیر کو دیا اُسین لکھا تھا کہ اے صاحبقران من پر دونوں سردار
سوز تمھاری خدمت کو حاضر ہوئے ہیں اور ہزار افشان کے پاس دو پرزادے عالمان درجہ طلسم
کو کب ملے ظلمات پیری اور یاقوت پیری سات لاکھ سے آئین اور یہ بھی اُتارین اور عمر کی صلاح
سننے قلعہ کے باہر نکلیں خیمہ کیا یہاں جہانگیر نے عمر کو نامہ لکھا اور ایچی بنا کر ایک ساحر کو بھیجا عمر نے
اُس کو بلوایا اور نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ کل حیات اور لوح وغیرہ سب میں نے حاصل کر لی ہر نعم
سب اگر اطاعت کرو اور بڑان کو لکھا تھا کہ اے بڑان میری جان تیرے قربان ہو تم میرے پاس حلی آؤ
یہ حال پڑھ کر بڑان رونے لگی عمر برق کو ساتھ لیا اُٹھا کہ اب اس چھوٹے نے بہت سرائے اُٹھایا
میں اس کو ادب دینے جاتا ہوں اور جا کر ایک مقام پر ایک ترکیب سے ٹھہرا اور نامہ دار کو جہانگیر
کے رخصت کر دیا تھا یہاں جہانگیر بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہ چابک نے آکر کہا اے شہزادہ در در گوش
قید کو کب سے چھوٹ کر آئین اور کنارے دریا کے اُنھوں نے خیمہ کیا ہو جہانگیر یہ سن کر بہت خوش
اور حیرت چابک کو ہمراہ لیکر چلا آ کر کنارے دریا کے چودیکھا تو خیمہ سیاہ استادہ پایا اندر خیمہ کے
آیو لیٹا کہ ماہ در در گوش نہایت نحیف و ضعیف ہو گئی ہو مگر حسن اُسی طرح ہو مثل ماہ کے چہرہ تابندہ
جہانگیر رو کر اُس سے پوچھا کیا اُس نے کہا بس میں معلوم دیا بقول شاعر بیت

ایون تو منہ دیکھے کی ہوئی نہ محبت سبکو | جب میں جانوں کہ مرے بعد لڑھکیاں ہیں

صاحب ملک کو تو معشوق قیصر تاجدار مبارک ہو جہانگیر نے عذر کیا کہ اے ملکہ قسم ہوا اپنے ایمان کی وہ
آپ زمان میں آئی اور اُس نے مجھ سے محبت جتنی پھر میں کیا کرتا ناچار تھا ملکہ نے کہا خیر بہتر کیا لیکن
اے شہزادہ میں نے نذر مانی تھی کہ جب تم سے ملاقات ہوگی تو سامری کا جوہر کو رنگی جہانگیر نے کہا کیا
مضائق ہو بس اُسی وقت ایک ہوم خادم علیحدہ استاد کرایا اور اُسین دھوپ دیپ چندن جھل
وغیرہ جمع کیا ملکہ اندر گئی اور اُس نے اگیار کی بنوا کٹے طارڑی اسپر شراب ڈالی اور سکھوم کرنا شروع
کیا جس کا دھوان بلند ہوا جہانگیر بھی سامنے اس ہوم خانے کے آیا اور کہا اے ملکہ میں بھی آؤں
ملکہ نے کہا اچھا اور صرف تمہارا بندہ جہانگیر نے لوح تیغہ وغیرہ چابک کو دیکر آپ تہہ باندھ کر
اندر ہوم خانے کے قدم رکھا وہاں دھوان بلند تھا اُس دھوئیں سے یہ ہوش ہو گیا اُس وقت
ملکہ نے پکار کر کہا کہ بھیا چابک دیکھنا کہ شاہزادہ کو کیا ہو گیا ہو چابک جو اندر کھڑا آیا یہ بھی ہوش

ہو گیا اسوقت نعرہ ہوا سنم عمر و برق عمر تو ماہ در و رکوش تھا اور برق گلغذا رہا ہوا تھا عرض
اُنھوں نے تیغ و لوح لے لیا اور اُن دونوں کا پشتارہ باندھا اور لیکوہان سے روانہ ہوئے
اور سانسے بڑان کے لاسے تیغ اور لوح تو سانسے رکھ دی اور جہانگیر کو ستون سے باندھا
اور ہوشیار کیا اب جو اسکی آنکھ کھلی اپنے تین بندھا ہوا پایا بہت گھبرا یا اور کلمات درشت و سخت
بڑان نے اُسکو کہے یہ ہنگامہ تھا ہی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور افراسیاب پیدا ہوا اور
آتے ہی اسنے جہانگیر اور چایک کو پنجہ میں دبا اُسوقت سینے اُسپر سحر کرنا شروع کیے کسی نے
ناریل مارا کسی نے ترنج مارا اور ادھر فوج جہانگیر میں بھی نفیر سحر بھی ساحر جلد جلد بازو بڑھ کر
وغیرہ پر سوار ہو کر جمشید جمشید کہتے ہوئے یہاں آکرے یہاں کے ساحر بھی اٹھ کر اُٹنے لگے رسول
و نپسول چکے تھے جمشید و سامری کے نعرے بلند تھے ابر کے لگاتے تھے پتھر دار برساتے تھے
ساحر مر رہے تھے دم محبت کا بھر پے تھے لیکن افراسیاب جہانگیر کو لیے ہوئے باہر نکلا اور چاہا
کہ زمین میں غرق ہو جائے اُسوقت نعرہ ہوا کہ سنم کو کب تنگ و ضمیر اور اسنے آتے ہی زمین کو سخت
کر دیا افراسیاب نے زمین پر گر کر سہارا کر کے شق ہو گیا مگر اسنے اُسی وقت دونوں بانوں اپنے
زمین پر مارے کہ اُس مقام پر ایک چشمہ آب پیدا ہوا افراسیاب نے چایک اور جہانگیر کو چھوڑ کر
اُس چشمہ آب میں غوطہ مارا کو کب نے پھر سحر پڑھا کہ وہ پانی بستر ہو گیا اور افراسیاب نے
سر کے بل غوطہ مارا تھا نصف جسم تو اُسکا زمین میں رہا اور نصف اوپر بانوں تھرانے لگے عمر نے
اُسوقت کہا کہ اے کو کب مار لے اسکو کو کب نے کہا کہ تار اسکا مشکل ہو مگر میں بانوں اسکے اڑے
دیتا ہوں یہ لکڑی تخت سے اتر کر کو کب نے تیغ اسکے بانوں پر مارا مگر افراسیاب کی نانی زمر و رنگ
کہ وہ زمین زمین آتی رہی بس وہ اپنے مقام پر سے چلی اور یہاں اُسوقت آکر پہونچی اور کو کب کے
تیغ مارنے پر اسنے ایک فتحہ مارا کہ آواز فتحے کی آئی اور نعرہ ہوا کہ سنم ماہیہاں زمر و رنگ
اے کو کب تو نے کسکو قتل کیا دیکھ تو جھک کے اب جو کو کب نے جھک کے دیکھا تو پیران جادو
اپنے سردار کو کشتہ پایا اور افراسیاب کا کہیں تباہ تھا کو کب نے کہا کیوں خواجہ دیکھا تھے
افراسیاب کے حال کو خواجہ کو بڑا تعجب ہوا اور اتنا شہ طبعیت زیادہ تر بڑھا اور افراسیاب کو
جو ماہی زمر و رنگ نے گئی تو مع جہانگیر و چایک لے گئی اور اُسے بہت دور پہنچا کر ایک مقام پر

اسکو چھوڑا اب افراسیاب نے جہانگیر کو ہوشیار کیا لیکن ایک جملہ اور سنسے کہ راہ تو بیان کی
 کھل ہی گئی ہر صحر بھی پشتہ رنگین حصار سے بیان چلی آئی تھی اُسے بہت جلد صورت اپنی ایک
 بران کی کینز کی ایسی بنائی اور جب گل ورتیفہ وغیرہ لاکر عمر نے رکھا تو وہ اُسکو آنکھ بچا کر اٹھائے گئی
 بیان افراسیاب نے جہانگیر سے پوچھا کہ امیر صاحب قرآن گل ورتیفہ ولوح وغیرہ کہاں ہو اُسے
 کہا وہ دہن رکھیا ہو یہ کہ رہا تھا ہی کہ صحر نے لاکر لوح وگل وغیرہ اُسکو دیا اور کہا امیر شہنشاہ بین
 اسطرح آئی تھی اور اب یہ لائی ہوں اور پھر جاتی ہوں ہو سکتا ہو تو بران کو لاتی ہوں جہانگیر
 نے لوح وغیرہ لیکر وہاں سے رہروی کی ماہیان نے بڑی دور اُسکو لا کر چھوڑا تھا اسوجہ سے
 یہ اب ادھر سے آتا ہو لیکن اس عرصہ میں جہانگیر عالم یعنی آفتاب تابان طلسم مغرب میں گیا اور
 ظلمات شب عالمگیر ہوئی کہ ابیات

ہوئے مصروف راحت مرغ ولبہی

بشکل برآمدی کچھ سیاہی

ہجوم شوق سے آنکھیں بھر آئین

نگاہیں میل آسائش پر آئین

سر شام قمار ظلماتی و رضوان ظلماتی نے نفیر سحر کو لشکر میں دم دیا یہ خبر زرافشان و عمر و بران
 وغیرہ نے بھی سنی اُنھوں نے بھی طبل جنگ بجوایا صدائے کوس رزمی سے گوش فلک کر ہوا تاں
 گردن میں جھینٹا آیا تیار سی جانین میں ہونا آغاز ہوئی کسی نے تلوار کو صاف کیا کسی نے کمان
 جو خانہ کر لئی تھی اُسکو درست فرمایا کوئی سنان و بیگان کو آبدار کرنے لگا نقیب لشکار نے لگے دلاور نلو
 پیکار نے لگے کہ ہاں اوجو انوشاباش معرکہ رزم صبح کو درمیش ہو جی نہ ہار ناخبردار عدد کو لاکر اکر دلاور
 مار تا نام کر جانا کہیں ساحر کلو ابھیرون نارنگہ کو پیکار نے تھے جمشید و سامری کی نعرے مارتے تھے
 کوئی کہتا تھا کہ یہ سنان ہو کل اور سینہ عدد ہو کوئی کہتا تھا کہ دشمن سے کل باجل دو بدو ہی ہنگامہ
 قیامت زاہر طرہ برپا تھا عجب طرح کا غوغا تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنانی دیتی تھی یقین تھا
 کہ کلمہ عود و زبان نیر اس شب کو باتیں کرنے لگے چار پہر بات ہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ
 ترک روزگار نے تیغ فہر کو میدان فلک میں چمکا اور تاریکی شب کو تیغ تیز کی چمک نے قطع فرمایا کہ ابیات

مزاج شب میں پھیلی بدحواسی

جمال شمع پر آئی اداسی

جگر سے سوز کی آئے لگی بو

تھقی سے تھکے پر دانے ہر سو

رضوان و قمار ظلماتی لشکر کثیر لیکر جانب چنگاہ چلے وہ طائران سحر کا اڑنا مگر کہاے پرند کے طارے
بھرناطا و سان سحر کی کلیلین کرنا عجب لطف دکھاتا تھا غرض میدان چنگاہ میں آکر ہر ایک نے صف
باندھے اور نقیبوں نے لاکار کر دلا ورون کے دل بڑھائے لڑنے کو سب نے گھوڑے اٹھائے
ایک جانب سے ملکہ بہار نے آکر سحر بڑھ کر دستک دی کہ دم بھر میں سبکے سامنے ایک باغ تروتازہ
پھولوں سے ہر بچہ سر سبز و شاداب و لہلہا تا نظر آیا کہ اس بوستان سحر کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

عجب جو بن پر تھے سب غنچہ ہر
کھین پتے تھے یا ہم شبہ ہم آئینہ
کوئی نازک بدن کچھ دم کا دھماں
کوئی مانند عاشق سینہ انکار
کوئی سربستہ مثل کار آفاق
بلندی سے نقاب چہرہ کاخ
لبالب زبرد اسن چشمہ آب
تلذذین کشود خاطر تنگ
کھین فریاد بلبل مرثیہ خوان

نظر مصروف تھی ہر دید گل پر
کوئی گل تھا بشکل جام لبریز
کسی کا رنگ مثل روئے جانان
کوئی مصروف خندہ صورت یار
کوئی حیران بشکل چشم عشاق
بشکل ساعد نازک ہر اک شاخ
زمرود گون بہار برگ شاداب
نوا سخی مین طاؤسان خوش رنگ
ترنم ریز مرغان خوش اکان

اور گلون کا یہ عالم تھا کہ کھین زگس شہ لالہ مست کھین لالہ ساغ و دست کسی جا سنبل بازلف
پریشان کھین لالہ رنگین کیسی جا سرخ پوش ارغوان یہ بہار تازہ جو لشکر قمار و رضوان نے دیکھی
فوراً ایک سحر قمار ظلماتی نے بڑھا کہ بہار کے باغ بہار میں آگ لگی اور وہ گلہ ستہ اور پھول جل گئے
اور غصہ میں آکر اسنے ترنج مارا کہ صد ہاتلے پیدا ہوئے اور وہ آکر بہار کے لیٹ گئے بہار اپنے
سحر کے باطل ہو جانے سے بیہوش ہو جاتی ہو پس وہ بیہوش تھی پوچھنے اُسکو اُسی عالم
بیہوشی میں کھینچے ہوئے سامنے قمار ظلماتی کے لائے لیکن بعد کچھ عرصہ کے ملکہ بہار کو
ہوش آیا اور سنبھل کر اٹھی اور اسنے تیغ سحر کھینچ کر تیلون کو قتل کرنا شروع کیا مگر جب اُنکو
قتل کیا ایک کے دو نیکر تیار ہوئے ہر چند بہار سحر کرتی ہو مگر تاثیر نہیں کرتا ہی نہایت مجبور
ناچار ہر اس شاہین ایک افسران تیلون کو آگے لیکر بڑھا لکھا کہ کوکب روضہ میر سے ہر ان

رخصلت کے کر جو کوہ رختان کی طرف روانہ ہوئی تھی تو شہزادہ جہانگیر کی آنے کی طلسم میں خبر سن کر یہ توقف پذیر ہوئی تھی چنانچہ وہ بھی اسوقت اگر ہو چکی اور اسے آتے ہی اختر مر واد پر قہر ظلمانی پر کھینچ مارا کہ وہ جلنے لگا اور بڑان نے دوڑ کر پھر اختر کو لیا اور نیچے سر کھینچ کر لڑنا شروع کیا اب رضوان ظلمانی نے سوچا کہ صحرا سے شیر اور خر سے پیدا ہوئے اور انھوں نے آکر لشکریوں کو مارنا شروع کیا اسوقت ایک پتاز خود اڑتا ہوا آیا اور بڑان کی گود میں گرا اُس میں لکھا تھا کہ اب بڑان اختر مر واد پر پھر رضوان پر کھینچ مار بڑان نے آگے بڑھ کر اختر مر واد پر رضوان ظلمانی کی پیشانی پر کھینچ مارا کہ وہ بھی دہر دہر جلنے لگا اور خاکستہ ہو گیا اسوقت افراسیاب جادو آکر ہو چکا اور اُسے جو یہ ماجرا دیکھا رضوان اور قہار کے لیے بہت رویا پھر انکی خاک کو آکر اسے جمع کیا اور اُس پر اپنی سان کاٹ کر خون چھڑکا اور سو پڑھا کہ وہ زندہ ہو گئے اور کھڑے ہو کر اڑنے لگی اور خر سے اور شیران دشتی نے لشکریوں کو کھا کر پریشان کیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آج ضیغم فلک کو غصہ آگیا ہو یا ترک دہر پھرا ہوا ہو خر سون کے بشم در بال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ چادر سیاہ زال دنیا اوڑھے ہو غصہ بڑان نے بڑھ کر پھر اختر کھینچ مارا لیکن افراسیاب جادو نے وہ اختر بڑھ کر اٹھالیا بڑان نیچے کود کر افراسیاب پر جا پڑی اور نیچے مارا افراسیاب نے نیچے روک کر ہاتھ اپنا بڑھایا کہ اُسکے ہاتھ میں تیغہ سر آگیا اُسے اُس تیغہ پر نیچے کود کا اور پھر آپ تیغہ مارا کہ بڑان کی پیشانی زخمی ہوئی بڑان نے دوڑ کر ایک تلوار سر کی اُس پر لگائی مگر اسے خالی دے اور آپ ایک ناریل اُس پر مارا وہ ناریل بڑان پر پڑا بڑان کے جسم میں آبلہ پڑ گئے لیکن بڑان نے جلد اپنے جورے سے ایک ڈبیا قوت احمر کی نکالی کہ اُس میں خاک بے شیدی تھی وہ خاک تمام جسم میں ملی کہ آپلے جاتے رہے اور آپ پھر ترنج افراسیاب پر لگایا اس شان میں راوی بیان کرتا کہ نعرہ کوکب بلند ہوا اور کوکب نے آتے ہی اپنے بازو پر سے اکھو لکر افراسیاب کو دکھایا کہ اُسکو عیش آیا مگر ہوش ہوتے ہوتے افراسیاب نے اپنے بازو پر سے اکھو لکر دکھایا کہ کوکب کو کبھی غم نہ آیا اسوقت سواران نرین پوش پیدا ہو کر کوکب کو ہاتھوں پر اٹھالے گئے اور کچھ پرندین طلسمی پیدا ہوئیں کہ انہوں نے افراسیاب کو ہاتھوں پر روکا اور قہار و رضوان ظلمانی نے طبل باز گشت بجوا دیا کہ دہنوں طرف کے لشکر پھر سدا رہا نہایت مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے

مگر صرصر شمشیر زن جو وعدہ کر کے گئی تھی کہ میں جا کر بڑا ن شمشیر زن کو بڑا کر لاتی ہوں بس جب لشکر
دونوں طرف کے اپنے مقام پر آ کر اترے ملکہ بڑا ن صرصر شمشیر زن بھی قادمہ رخشانہ کے آگے بارگاہ
میں آ کر تخت پر جلوہ گستر ہوئی عمر بن اُمیہ ضمری بھی اُس کے سامنے گُرسی پر آ کر بیٹھا کہ صرصر نے صورت
اپنی بڑا ن کے کنیز کی ایسی بنائی اور بارگاہ میں آئی دیکھا کہ عمر سامنے بڑا ن کے بیٹھا ہے یہ اپنے
دل میں خائف ہوئی مگر دل اپنا مضبوط کر کے ٹھہری رہی اور اپنے دل سے کہہ کر ای صرصر تو بیٹھتی ہی
کا کرتی ہے اگر اسی طرح ہر وقت عمر سے خائف ہوگی تو کاہیکو عیاری مجھ سے ہونے کی غرض کہ یہ بیان
کا روبرو کرنے لگی اس عصر میں وہ وقت آیا کہ یکم شب میں روز روشن نے شمشیر چھپایا اور
کواکب نے چمک کر فلک پر جلوہ دکھایا کہ ابیات

دلون میں خواہش آرام آئی	طبیعت بہ راحت کھینچ لائی
سیاہی پھر جہان میں شب کی پھیلی	ردائے دن ہوئی دیبا آؤسی

رات کو بارگاہ بڑا ن میں کنول اور جھاڑ وغیرہ روشن ہوئے اور رقاصان مہر طلعت آ کر سامنے
مجا کرنے لگیں اس شان میں عمر کی نگاہ صرصر شمشیر زن پر پڑی یعنی دیکھا کہ ایک کنیز نہایت حسینہ جمیلہ
دوڑ دوڑ کر کام کر رہی ہے پھر غور کر کے جو دیکھا تو پانوں اُس کے پیرے سے پڑتے ہوئے پائے یہ دیکھ کر
عمر نے اُسکو بلایا کہ ادھر آ صرصر عمر کے قریب تر آئی خواجہ نے اپنے مقام پر سے اٹھ کر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا بتا تو کون ہے صرصر نے کہا کہ کنیز ہوں سیوتی میرا نام ہے عمر نے کہا نہیں سچ بتا کہ تو کون ہے صرصر
نے کہا کہ میں سچ کہتی ہوں کہ میں کنیز ہوں پھر عمر نے اُس سے پوچھا مگر وہ یہی کہے گئی خواجہ نے
اُسوقت آب گرم منگا کر منہ اُسکا دھلوا یا رنگ روغن عیاری دھو گیا اور چہرہ صرصر کا نکال آیا
ابو عمر نے کہا کہ ای جان جان داسے آرام دل شستا قان خوب تم اسوقت ہاتھ لگیں یہ لکڑا سکو
گلے سے لگا یا صرصر لگی گالیان دینے کہ مونڈے کاٹے جو نامرگ خدا تجکو غارت کرے میرے
مرنے جو گے تجکو گری گور میں تو یوں تجھ گلے سے اٹھانے والے کا مردہ نکلا رہے ستیاناس گئے
یہ کیا کرتا ہے عمر نے کہا کہ اے جانی داسے مایہ عمر و زندگانی معشوقوں کا کو سنا بھی اچھا معلوم
ہوتا ہے میری عین خوشی ہے تو یوں ہی تجکو کو سے جابہ کہہ کر پھر اُسکا بوسہ لینا چاہا اُس نے طمانچہ لے
ہاتھ سے اُسپر مارا اور اس طرح تڑپی کہ ہاتھ عمر کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور خواجہ کو نواز لیا کہ اُسکا

قتل و قید کرنا منظور بھی نہ تھا اسوجہ سے عہد اُسکا ہاتھ چھوڑ دیا غرض صرصر بھاگ کر بارگاہ سے نکل گئی اور رات بھر گرد بارگاہ کے چرخ مارا کی اور فکر میں عیاری کے پھرتی رہی مگر بچہ قابض ہوا آخر وہ زمانہ آیا کہ شبینہ نے سیاہی شب کو دھو ڈالا اور ساحرہ جھولازین گلے میں ڈال کر بارگاہ ملک میں آیا کہ نظر

کہ شب نے کوچ کی نوبت بجائی ہوئی رشب رخصت آغاز سحر سے ہو اغل رات گزری صبح آئی چھپا سامان محفل سب نظر سے

صبح کو صرصر بھر کر بارگاہ شہزادہ جہانگیر میں آئی اور ماجرے شبینہ زبان پر لائی اور بھنگر میں عیاری کے چلی اور دن بھر فکر میں عیاری کے رہی لیکن کچھ نہ ہو سکا کیونکہ عمر وہاں نگاہ بان تھا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ برق ابھی عمر کے ساتھ نہ آیا تھا اسوقت ملکہ بتران شمشیر زن نے بخیال اس کے کہ مقدمہ عیاری ہو اور خواجہ بالکل تنہا میں بس اُس نے ایک پنجہ بھیجا کہ جا کر برق فرنگی کو لشکر مرخ سے اٹھا لائے پنجہ روانہ ہوا اور ایک نامہ بھی اُس نے لکھا ملکہ مرخ کو اس میں مضمون یہ تھا کہ لوط

بہار بوستان شہریاری
شہ مرخ شہنشاہ زمانہ
رکھے اُس کو خدا زندہ ہمیشہ
بیان جب سے کہ ہم آئے ہوئے ہیں
لکھا ہے ہننے ملکواب یہ احوال
بیان آئی ہوں اب جس نے زمین
کون کیا میں کہ بیان کیا ہو گذرتی
لکھا ہے مختصر سا تجلواحوال
بیان شہزادہ ذیشان و ذیجاہ
وہ اس قلعہ پر جس کا نام رخشان
مقابل اُس کے میں اور شاہ کو کب
خدا جانے کہ کیا ہوا سکا انجام
لکھا جا تا ہے اے ملکہ یہ متکو
گل اقبال باغ تاجداری
جو ہو دنیا میں سلطان یگانہ
ملے اُس ماہ و ش کو ایک پیشہ
نہایت درجہ اکتائے ہوئے ہیں
کہ اے شاہنشاہ والا خوش اقبال
جلا کرتی ہوں ہر دم سوز سے میں
یہ باقی ہے کہ موت آئے تو مرتی
کوئی پھر جو کچھ گذرا ہو جنجال
لقب جس کا تھا نگیر ہو شہنشاہ
ہو آپو نچا مع فوج نسر اوان
سپاہ ساحان سے آئے ہیں اب
ابھی تک تو ہوئے ہیں ہم ہی ناکام
کہ برق عیار کو خط پڑھ کے بھیجے

مگر صرصر شمشیر زن جو وعدہ کر کے گئی تھی کہ میں جا کر بڑا شمشیر زن کو بڑا کر لاتی ہوں پس جب لشکر
 دونوں طرف کے اپنے مقام پر آ کر اترے ملکہ بڑا شمشیر زن بھی قلم رشتانہ کے آگے بارگاہ
 میں آ کر تخت پر جلوہ گستر ہوئی عمر بن امیہ ضمری بھی اُس کے سامنے کرسی پر آ کر بیٹھا کہ صرصر نے صورت
 اپنی بڑا ان کے کنیز کی ایسی بنائی اور بارگاہ میں آئی دیکھا کہ عمر سامنے بڑا ان کے بیٹھا ہے یہ اپنے
 دلمین خائف ہوئی مگر دل اپنا مضبوط کر کے ٹھہری رہی اور اپنے دل سے کہا کہ اے صرصر تو پیچھے عیسیٰ
 کا کرتی ہو اگر اسی طرح ہر وقت عمر سے خائف ہوگی تو کاہیکو عیاری مجھ سے ہوسکتی غرض کہ یہ بیان
 کا روبرو کرنے لگی اس عصر میں وہ وقت آیا کہ گیم شب میں روز روشن نے شمشیر چھپایا اور
 کو اکب نے چمک کر نالاک پر جلوہ دکھایا کہ ابیات

دلون میں خواہش آرام آئی	طبیعت بہ راحت کھینچ لائی
سیاہی پھر جہان میں شب کی پھیلی	ردائے دن ہوئی دیکھا تو سلی

رات کو بارگاہ بڑا ان میں کنول اور جھاڑ وغیرہ روشن ہوئے اور رقاصان مہر طلعت آ کر سامنے
 مجرا کر لے لگین اس شان میں عمر کی نگاہ صرصر شمشیر زن پر پڑی یعنی دیکھا کہ ایک کنیز نہایت حسینہ جمیلہ
 دوڑ دوڑ کر کام کر رہی ہے پھر غور کر کے جو دیکھا تو پانوں اُس کے پیرے سے پڑتے ہوئے پائے یہ دیکھ کر
 عمر نے اُسکو بلایا کہ ادھر آ صرصر عمر کے قریب تر آئی خواجہ نے اپنے مقام پر سے اٹھ کر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا
 اور کہا بتا تو کون ہو صرصر نے کہا کہ کنیز ہوں سیوتی میرا نام ہو عمر نے کہا نہیں سچ بتا کہ تو کون ہو صرصر
 نے کہا کہ میں سچ کہتی ہوں کہ میں کنیز ہوں پھر عمر نے اُس سے پوچھا مگر وہ یہی کہے گئی خواجہ نے
 اس وقت اب گرم منگا کر سنہ اُسکا دھلوا یا رنگ روغن عیاری دھو گیا اور چہرہ صرصر کا نکال آیا
 اب تو عمر نے کہا کہ اے جان جہان دے آرام دل مشتاقان خوب تم اس وقت ہاتھ لگین یہ کہہ کر اُسکو
 گلے سے لگایا صرصر لگی گالیان دینے کہ مونڈے کاٹے جو انا مرگ خدا تجکو غارت کرے میرے
 مرنے جو گے تجکو گہری گور میں تو یوں تجھ گلے سے لگانے والے کا مردہ نکالے ستیاناس کہے
 یہ کیا کرتا ہو عمر نے کہا کہ اے جانی دے مایہ عمر و زندگانی معہ شوقون کا کو سنا بھی اچھا معلوم
 ہوتا ہو میری عین خوشی ہو تو یوں ہی مجھ کو سے جایہ کہہ کر پھر اُسکا بوسہ لینا چاہا اُس نے طمانچہ لے
 ہاتھ سے اُسپر مارا اور اس طرح تڑپی کہ ہاتھ عمر کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور خواجہ کو از لیس کہ اُسکا

ذیوقار و شہزادہ نامدار جہانگیر ذوی الاقدار سے سب اٹھ کر اپنے اپنے بسترون پر آئے اور آلات
 حرب و ضرب کی تیاری میں مصروف ہوئے بوستان شجاعت و ساحری میں بھر بہار آئی کہ جو شجاعت
 سے مشکون برطیعت ہر سردار آئی نگہستان جلاوت میں ہوا تیر کی چلنے لگی ہر ایک بہادر نے کمر بستہ
 کسی بلبل جان کے لیے شاخ تیغ دشمن نبی کہیں ڈٹے اور بانسری بجی کہیں گڑا ہی شیخ سہو کی
 چڑھ گئی کوئی ڈوم کی طرح سے دوڑو کی صدا پر ناچنے لگا کسی نے اکیاری کر کے جوت کا
 دیا جلایا ہوم خانہ میں ہوم کیا کہ ابیات

<p>پیکار کوئی سامری آئی لگا بھوک کوئی پڑھنے پڑھنت چڑھانے لگا سنان پر کوئی تیغ کسی جا چمکتی تھی تیغ و سنان فسانہ کہ نکسا کروں یہ بیان ہوئی رات حرم نذر کر بحر چلی اٹھنے لڑنے کو جنگی سپاہ وہ باجون کا بجا وہ دھنکے کا شو ہنر پہلوانی کے تھے سب کو یاد اور سے تہا نیر با فروستان</p>	<p>مدو آپ ہی میری فراس بنا تھا کوئی سامری کا خدمت کسی نے کہا جان نہیں ہو دروغ لیے گئے تھیلی پہ سب نقد جان رہا رات بھر یہی چڑھ سپاہان فلک پر ہوا مہر بھر جلوہ گر بڑھے سمت میدان کو سب کوئی نو بچے ہمیں و سام درستم کی گور ہوئے آگے میدان میں ایستار ہوا آگے میدان میں جاوہ کنان</p>
---	---

یعنی جب کہ شہنشاہ نرین کلاہ نیز خلو و شعاع ہاتھ میں لیکر میدان فلک میں آیا اور ترک شب
 نے عرصہ عنام سے گریز کی لشکر خیل خیل ذیل ذیل میدان کارزار میں بہر حرب و پیکار اگرچہ سپا
 ساحرون کے طائرون سے اور ہجوم سے روئے دہر کالا ہو گیا تھا کہ سپاہ سے فلک تک
 اندھیرا تھا آئینہ آفتاب اندھا تھا نقاروں کی آواز نے گوش کر دیا تھا سولہ دن کے
 گھوڑے بڑے بڑے الف ہوتے تھے نفیر و بوق و ناقوس بجتے تھے غرض صف و ت کارزار
 بہر حرب و پیکار آراستہ ہوئے اور سقون نے ٹکڑے ٹکڑے کیا پھر نقیبوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا
 کوستا یا کہ ای بہادران کمان ہیں جمشید و سامری کمان ہیں رستم و اسفندیار و دیگر سب

بیرونہ خاک ہو گئے آج کے روز انہیں سے کسی کپتا نہیں مگر ان نام نامی انکا اب تک باقی ہے کہ رباعی

چند سے دیدم شہستہ بر گنبد رُوس با کمر ہم گفست کہ افسوس افسوس	در پیش نہادہ کلہ کی کاؤس کو بانگ جس ہا و کجا ناز کو سس
اگر غزل کس کی ترنگی بر برق خلا مانوس ہو کل ہوس اسطر سے مرغیب دینے تھے مجھے گر میر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی مل رہا ہوں دل کی جینچل پر زادون کے ساتھ بوی عہدت چل دکھاؤں اک تماشا میں تجھے لے گئے اکبار کی گو رخ زبان کی طرف ترتین و دتین دکھلا کر مجھے کتنے لگے پوچھ تو افسے کہ مال و مکنت و دنیا سے آج کل تو قوت پائے خم رھتے تھے تسبیح ربا	جو شر دل سے اٹھا وہ جلوہ طاؤس ہو کیا ہو ملک روم ہو کیا سر زمین روس ہو ایک طرف آواز طبل راہ صمد لے کوں ہو شب ہوئی تو ماہ رو یون سے کنار دوس ہو تو جو ایسا آج قید آس کا مجبوس ہو جس جگہ جانے تمنا سو طرح مایوس ہو یہ سکندر ہو یہ دارا ہو یہ کی کاؤس ہو کچھ بھی اُنکے پاس غیرت و حسرت و فسوس ہو آج رہن جام مویان خرقہ سالوس ہو

بب نقیب نقابت کر کے نہار سے ہوئے صفون پر مثل صف مرگان کے سناٹا اگیا اور ہر ایک
سباز اپنے اپنے سرین کو نگاہ تیز و بنظر سے دیکھنے لگا ہاتھ گھڑون کے پودہ پر ناگ کے پڑ گئے
باکین اٹھنے لگیں بیوی بھتیجا کہ حریفوں پر جاڑین پس جب میدان پاک و صاف ہو چکا تھا طالب
اینا شہ دراز اگر میدان کا زار میں آیا اور نیزنگی سحر کی دکھا کر طالب مبارز ہوا دھڑ سے بڑا ان
دلا در اپنا طاؤس زترین بال بڑھا کر کہ جسکی شان میں یہ کتنا زیبا ہو نظم

ز سے طاؤس ہمایون و مبارک پر دار اُسکا سا یہ جو پڑے جا کے ہما کے اوپر	صاف آتے تھے نظر جبین بری کے انداز طاؤس سر رہ سے ہو جائے دین و دہر
بس وہ ناگ نامور اسی طاؤس زترین بال کو اڑا کر مقابل میں آئی قمار نے بڑا ان کی صورت زیبا کو جو دیکھا کہ جسکی صورت خوش کا یہ نقشہ تھا کہ سراپا	کیا کمون کیساتھ و بالما ہو ایک جاگہ سے ایک جاگہ خوب
قالب آرزو میں ڈھالا ہو بیکر نازک اُسکے سبب محبوب	

<p>بل ہی کھایا کرے یہ عمر دراز کاکل صبح پر نطفہ نہ کرو کالے کو سون کی بات کا کیا ہو رہے سنبل کے پچھ پچھ دھوے صبح صادق کا دعویٰ ہو کاذب یہ کمانین کسو سے گھنچتی نہیں چشم پر میری تیری چشم سیاہ جو نہ ٹھہرے نگہ تو رہے معاف</p>	<p>مونے سر ایسے جی کہ کرے نیاز اُسکی کاکل سے حرف نہ کرو کچھ بھی نسبت ہو تم کو سودا ہو اُسکی زلفون میں دل گئے نہ پھر اُس جبین سے ہر دل کی کب جاذب ویسی جھوٹیں کشیدہ بھی ہیں کہین پھری پلکوں کی اور سبکی نگاہ سطح رخسار آئینہ سے صاف</p>
--	---

غرض اس سر اپنا زو خوبی و غنیہ گلستان شجاعت و محبوبی نے قہار سے ضربت طلب کی قہار نے ایک نارنج اپنے جوڑے سے نکال کر مارا کہ وہ نارنج اگر ملکہ بران کے سینہ پر پڑا بران نے جلا خاک اپنے گیارہ کی سینہ پر لگائی کہ نارنج کے پڑنے سے زخم پڑ گیا تھا مگر اچھا ہو گیا اور نارنج ٹھنڈا ہو کر زمین پر گر پڑا اور ملکہ بران نے آخر جوڑے سے نکال کر سپر مارا یہ قہار افراسیاب کا مان ہو اور بران بردست ساحر ہو اُس نے ایک ایسا سحر پڑھا کہ ایک طاثر پیدا ہوا اور اُس نے اُس خنکو اپنی منقار میں لے لیا بران نے بہت جلد اپنی ران کاٹ کر خون کا چھینٹا اُس طاثر پر مارا کہ وہ طاثر جل گیا قہار نے جلد سحر پڑھا کہ اور ایک طاثر پیدا ہوا اور اُس نے اُس خنکو لے لیا اس گنج خوبی نے پھر خون کا چھینٹا سپر مارا کہ وہ طاثر بھی جل گیا قہار کے سحر سے پھر طاثر پیدا ہوا اور اُس نے آخر منقار میں لیا اسی طرح سات طاثر پیدا ہوئے اور آخر کو انھوں نے باری باری سے منہ میں لے لیا اب بران نے بلند ہو کر ساٹھ طاثر بھی خون کا چھینٹا مارا کہ وہ بھی جلا اور بران برابر پوچھتی تھی کہ کتنے جب اُس کے منہ سے آخر کرنے لگا ہاتھ میں لیا قہار نے دوڑ کر ایک ہی نیچے سحر کا بران پر مارا اور سحر پڑھا کہ کئی نیچے پیدا ہوئے اور بران کے لپٹ گئے بران نے آخر سے اُن بیخون کو بھی جلا دیا اور سحر کو زور دیتی ہوئی آگے بڑھی اُس وقت دنوان نے پشت پر سے اڑ کر آگے خاک جمشید ی بران پر ماری کہ یہ بیہوش ہو گئی بس رضوان نے سحر کی دستک دی کہ نیچے پیدا ہوئے اور بران کو لیکر اُس کے سامنے آئے اُس وقت قہار نے سحر کو زور دینا شروع کیا اور توجہ

بڑان کے جلی ادھر سے مجلس فوج لیکر بڑھی کھسان کی مار ہونے لگی برق سحر چمک چمک کر گرنے لگی ہر طرف گھوا بھیر وں کی ٹیکار ہوئی ہر سمت بلند صدائے مار مار ہوئی اس وقت نعرہ ہوا کہ منہم کوکب برہنہ ضمیر قہار نے فوراً کوکب کو دیکھ کر سحر کیا ایک ابر سفید پیدا ہوا اور پنجہ پیدا ہوئے ابر نے تو اگر سر کوکب پر سایہ کیا یہ اس لیے کہ کوکب بیہوش ہو جائے اور پنجہ کوکب کے لپٹ لے لے کوکب نے پنجون کو تو جلا دیا اور ایک سحر بڑھکر بانی کا چھیتا بڑان کے منہ پر دیا بڑان کو پنجہ لیے ہوئے کھڑے تھے بس بانی کے چھینٹے پڑنے سے بڑان ہوشیار ہوئی لیکن اس طرح کہ جیسے کوئی سجاد ہوتا ہی کوکب نے ان پنجون کو کہ جو بڑان کو لیے کھڑے تھے جلا دیا اور بڑان کو لیکر تخت پر ڈالا اور سحر کیا کہ پنجہ پیدا ہو کر اس تخت کو لے گئے اب کوکب آگے بڑھا اور اختر مر وارید و قہار و رضوان نے طاہر کی نقار سے لے لیا تھا اُس نے ایسا سحر بڑھا کہ ان دونوں نے وہ اختر خود اسکو دیدیا بس کوکب نے ایک ترسول ان دونوں کو مارا انھوں نے رد کیا اس وقت کوکب ایک برق بنرنگ بنکر جو ان دونوں کے سر پر گرے دونوں کو کاٹ گیا اور لاشے اُن کے دہر دہر چلنے لگے اب کوکب لشکر جہانگیر کے ساحرون پر جا پڑا اور قتل کرتا ہوا تلوار سحر کی برق بنکر گرنے لگی اوریون بھی بہادر وں میں تلوار چلنے لگی ابتو اب تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی حیات طوفانی ہوئی یہ حال تھا کہ نظم

لباس روح بھی تھا گور میں تنگ
چھپین گھبرا کے روچن سب بدنیز
مشی مغرور دل کو خود پسندی
کھنچین تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ
مجھکے سر مرضی حنالق میں کیسر
نظر پڑنے لگی فضل حنہ ابر
سبار کباد باد دی خواہ عدم کی
کہ پونچا جس سے ہر اک جسم کو رنج
بنہ اسجا سے اب کب ہو کسی کو

بڑی بس سپہ تیغ برق ماہنگ
لیا ہر توپ نے لقمہ دہن میں
ہوئی گرز وں کو حاصل سر بلندی
کھلی بیڑی بڑے شمشیر میں ہاتھ
دبان تیرون کی آئین تیزیوں پر
تھکے رفتار سے پا ایک جا پر
یک ایک اک طرف سے برق چمکی
کین چلنے لگے جادو کے زاریج
کوئی بولا گریار وں حبلہ بھاگو

کلیجہ بر کھلتے تھے ہر اک کا
جو تھے افزائش جرات سے بیتاب
لیون پر اے کف غیظ اجل سے
نگاہیں پھر گئیں سینے ابھارے
کہ اعرح الق زبان آبرو ہی
دلون نے دی صدائے قہر آلود
کسی جانب کو شاہ جادوان نے
اکہین حیرت خودی سے ہو کے بیتاب
کسی جانب عمر نے لے کے خنجر
کسی جانب کو کو کب لڑ رہا تھا
کہ استنہ میں نظر آنے لگے گرد
برعاسر دال شکر اسطوت کو
انہیں باتون میں دیکھا اک سپہ دار
عقب میں اسکے اک خیل متمکار
زبان پر سحر منہ میں کف بھرا تھا
کہ ہم میں مدعی کے آبرو ریز
مٹا دین نام تو کیسا نشان تک
بڑی جسیرہ تیغ برق آہنگ
زمان ضرب سر سے ہر چیل ہو
کوئی ہریان مقابل آئے دیکھیں

کوئی بھاگا کوئی مارا بڑا سخت
ہوئے رخسار اُنکے آتشین تاب
ارادے بڑھ گئے دست بغل کے
سرون سے خود یہ لکڑا مارے
نہیں پروا مدد کرنے کو تو ہی
ہوئے نعرے کہ بس ہی فضل معبود
لگائی آگ تھی جادو سے آگے
بڑھی تھی فوج لیکر مثل سیلاب
کیے تھے سر جہاں صد ہا کے آکر
غرض ہر جا عجب غوغا بڑا تھا
پسینوں کو ہوا کرنے لگی سرد
پکارے داققان جنگ ٹھہر د
کہ آہو نچا نہایت باس جہاں
کھنچیں ہاتھوں میں تیغیں ہر یکا
یہی غصہ میں لفظیں کہ رہا تھا
کہہ نیلے اس گھڑی فتنہ کو ہم تیز
نہ کہنے پاسے لفظ استحان تک
لباس روح بھی ہو گور میں تنگ
سروی روح پا بوسہ اجل ہو
اگرہ میں اُسکی کیا ہر لائے دیکھیں

مختصہ کہ خوب جنگ ہوئی آخر تھک کر طبل باز گشت بجوایا لاش قہار و رضوان کی مجلس
ہوئی افراسیاب نے اٹھوائی اور ہمان کیوں صاحبقران جسکو ماہی زمرہ رنگ لے گئی تھی
وہ بھی آکر پہنچا اور داخل بارگاہ ہوا مگر افراسیاب جادو بزرگ صورت کو کب کی بنا اور

جلد چہارم

۷۴

طلسم ہوش

ادھر عمر بن امیہ کے دلین آیا کہ ادھر لوج کو کب جو تیرے پاس ہو پس لوج اس واسطے بانیان
طلسم نے نہیں بنائی ہو کہ وہ زنبیل میں سے تجھ کو چاہیے کہ وہ لوج کو کب کے حوالے کر دے یہ سوچ
لوج اُسے زنبیل سے نکالی اور چاہتا تھا کہ کو کب کو دے گا کو کب رضیمیر چلا گیا تھا عمر تامل پذیر
ہوا اُس اثنائین افراسیاب صورت کو کب کی بنکر بیان آیا اور عمر کو اُسے الگ بلایا
اور کہا کہ ادھر لوج میرے طلسم کی جو طلسم ہزار برج سے تم لیکر آئے ہو وہ مجھ کو حوالے کر دے
کہ طلسم میں میرے دیکھتے ہو کہ یہ معرکہ پڑا ہوا ہو اور تم لاپچی ہو ایسا نہ کہ کوئی تگم لایا دے اور
تم لوج کو حوالے کر دو عمر کو یہ کلام سنکر غصہ آیا یا تو اُسکے جی میں تھا کہ ابھی اور چند روز زندون کیونکہ
جان اتنے دنوں زنبیل میں لوج رہی وہاں اور چند روز سہی مگر اس کلمہ پر کہ ادھر متولا لاپچی ہو
خواجہ کو غصہ آیا اور جب قسمت انسان کی بڑی ہوتی ہے سب کچھ ہر ہو جاتا ہے پس عمر نے مجھے
بوجھے لوج زنبیل سے نکال تو چکا تھا ہی شاہ جادوان کو کو کب سمجھ کر حوالے کی افراسیاب نے
لوج کو لیا اور نگرہ کیا کہ منم افراسیاب جادو عمر نے توجہ گلیم کو اوڑھ لیا اور افراسیاب
لوج ملنے کی خوشی میں سیدھا اٹھ کر دربار میں جہانگیر کے آیا اور لوج اُسکے حوالے کی اور کہا کہ صاحبزادہ
زمانہ لو یہ لوج طلسم نور افشان کی ہر اب تگم فتاحی طلسم نور افشان مبارک کچھ دن آرام کر کے پھر
فتح طلسم روانہ ہو اور اب میری کچھ ضرورت نہیں ہو میں جاتا ہوں یہ لکڑیاں مع خیرت کے چلا گیا
مگر گستاکیا کہ ہر وقت تم اسی مقام پر پہنچا جاتا بعد اُسکے جانے کے کو کب رضیمیر اپنے قلعہ
رخسانہ میں آیا اور دن بھر آرام پذیر رہا لیکن اُسکو عمر نے دیکھ کر منہ پھیر لیا کو کب نے اُسوقت
کہا کہ کیوں خواجہ میری کیا تقصیر ہو عمر نے کہا تم نے مجھ کو لاپچی بنایا اور ابھی ابھی تم نے مجھ سے آکر
لوج لے لی یہ سنتا تھا کہ کو کب کے حوالے جاتے رہے اور اُس نے قسم کھائی کہ خواجہ باہیمان
خود میں اس امر سے واقف نہیں ہوں کو کب خاموش ہو رہا اور عمر نے جب یہ معلوم کیا کہ
کو کب نے لوج نہیں پائی پس قسم کھا کر اٹھا کہ اے باہیمان خود ابھی جا کر میں لوج کو لاتا ہوں
یہ لکڑاٹھا اور صورت اُسے اپنی ایک ساحر کی بنائی اور روانہ ہوا اور جہانگیر کو حوالہ لوج دیکر
افراسیاب روانہ ہوا تو شہزادہ مذکور اُس لوج کو دیکھ کر بہت خوشنود ہوا اور لیکر لٹکا تھا
کہ عمر بازگاہ میں آیا اور از بسکہ صورت ساحر کی ایسی بنے ہوئے تھا کسی نے اُسکو پچا نہیں

یہ اگر ایک مقام پر پھرا تو سننا کہ شہزادہ جہانگیر کہ رہا ہے اب مجھ کو پروا نہیں موج مجھ کو ملگئی ہے یہ
گو کب اب میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے اس عرصہ میں وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ
نمانہ آیا کہ شب تیرہ فام نے منہ دکھایا خجور و زکند ہوا اور شب کی سیاہی چارواگ عالم میں پھیلی انظم

ہوا آغاز شب دن کا تھا انجام صدادی کوں شاہانہ نے ہر سو بجاؤ نکا ہوتا تیار لشکر بجانقارہ حربی بس اکبار نظر آنے لگا کچھ اور سامان لگے بیر آنے اور ہونے لگا ہوم	یہ چھپا آغاز شب سے دن کا سبکا بشکل موج بدلا سینے پہلوا کہا سینے کہ ہان لڑنا ہے بہتر ہوئے سردار لشکر جلد تیار ہوا اُس جا پہ پس لشکر فراوان خدا جانے کہ اب کیا ہونہ معلوم
--	--

جل جہنم بجتے ہی جہانگیر نے بھی نفیر سحر کو دم دلا یا بیان بھی دربار دربار برخواست ہوا ہر ایک سحر
اٹھ کر اپنے مقام پر آیا اور تیاری آلات حرب و ضرب میں مصروف ہوا اب اُس کی
تیرون کی غجب بہار تھی دورویہ اس لشکر میں گویا سپاہیوں کی قطار تھی کہ ابیات

لے سب سحر پڑھتے ہو کے خرمند کوئی بولا کلیجہ گھساؤ نگامین بکاتا تھا کوئی بیرون کو اپنے کوئی بولا کہ ہان اب کیا ہے تاخیر کسی نے دے کے اک ملے پر ٹیگا ہوا بس مالک لشکر کو اک جوش پڑھا جادو جگا یا سحر اُس نے اسی صورت سے شب بچھ تھا ظالم	کیا جادو سے سینے راستہ بند کوئی کتا کہ آگے جاؤ نگامین کوئی کتا تھا یا جمشید تو ہر چلو لڑنے کو کھینچو جلد شمشیر بھبھوت اپنے بدن پر بس لگایا ہوا عصے سے اک عالم فراموش ارادہ تھا کہ اب لڑ پھڑکے جان دین وہ آفت تھی کہ جس سے عقل ہو کم
--	--

اور مسطوف کیفیت سنئے کہ سحر جو ساحر کی ایسی صورت بن کر لوح لینے کو گیا تھا ہر چند اُس نے
تذییر کی مگر نیچر اُس کا قابض نہوا آخر ناچار ہو کر پھرایا اور الگ آکر اُس نے صورت اپنی رنگ رخسار لگا
افراسیاب کی ایسی بنائی اور تخت زیر حد شاہ زمبیل سے نکالا اور ایک روئی کا پیل لکیر

اسکو تار میں باندھا اور سرخ اُس کو رنگا اور اُس کی ہڈی کے پہل کو بالکل ابر کی ایسی صورت بنایا پھر اسکو سر پر اپنے سایہ فلک کیا اور ایک ناریج سبز رنگ کا ہاتھ میں لیکر اُچھالتا ہوا بارگاہ جہانگیر میں آیا جہانگیر نے جو بادشاہ کو آتے دیکھا ہر استقبال اٹھا اور مقام صدر پر لا کر بٹھایا اُس نے بیٹھتے ہی کہا کہ اتنا جہانگیر ان میں لوح طلسم کو کب لاؤ مجھ کو وہ کہ میں اُسکو ماہی بیان زہر و رنگ کو دکھالوں کیونکہ عمر بن امیہ ضمری عیار طرار ہے اور میں یہ لوح اُسی کے پاس سے لایا ہوں ایسا نہ کہ اُس نے اور کچھ لوح کے بدلے دے دیا ہو جہانگیر نے اسکو آخر اسباب جاتا کہ لوح حوالے کی پس اُس نے لوح لیکر نعرہ کیا کہ سنم عمر بن امیہ ضمری اور وہاں سے گلیم اوڑھ کر غائب ہوا اور تخت پر سوار ہو کر اپنے لشکر میں آیا لوح کو زمیں میں ڈال لیا اس عرصہ میں وہ وقت آیا کہ شاہ شہب نے برقع نورانی سحر میں بیٹھ چھپا یا زلف شب تابہ زانو پوچھ کر سمٹی روز روشن نے منہ دکھایا لفظ

ہوا صحن زمین خورشید منزل
بحال صبح نے اک نور پایا
کہا سینے کہ اب لڑنے کو چلے
بڑھے لڑنے کو سب مردان والا
گر جتے تھے بسان رعد انسر
ہر اک سردار تھا دان کوہ کلین
ہوئے سردار شکر سخت مضطر
پر اہل نوجوانوں کی جبین میں
تھکے سر مرضی خالق میں
سُئی مغرور دل کو خود پسندی
چھپین گھبرا کے رو حین سب بدن میں
کے تو قلزم ہستی کی ہر موج
چلی دان سے وہ فوج برق جنگ
کرین دامن صحرا خون سے گلزار

کہ جب نقل مکان کی شب نے حال
کو اکب نے فلک پر سنہ چھپایا
اٹھے سردار لشکر بسترون سے
ہوا تیار لشکر و طرف کا
بڑھے لڑنے کو لشکر سخت مضطر
ہزار دن ہی وہاں پر برق جبین
کڑک سے اُسکی جان آئی لبون پر
ہوئی گر کردہ پوشیدہ میں مین
زبان نیز مرن کی آئین تیز یون پر
ہوئی گرز دن کو حاصل سر ملندی
لیا ہر توپ نے لقمہ دہن میں
لے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
مصمم بر سر خونریزی جنگ
ہوئے ستیا مردان مخدوار

غرض سامان جنگ آراستہ کر
صفین و دونون ہو میں آراستہ
ادھر پور ادھر وہ صاحب جنگ
دو جانب سے نقیبان سہرا فرار
دم تیغ آج یاں طعم جیشک ہو
بڑھو آگے لڑو تیغ سنان سے
گرداب تیغ خون آشام روشن
تہما راجک میں ہو نام نکوئی
وہ کڑکے ڈھاڑیوں نے جو سناٹے
تو اپنے اپنے سرداروں کے منہ پر
ماشارہ ہم جو تک ابرو کا پائین
نکل آئے غرض صفت سے وہ چوٹ
صفت مردان سے وہ گھوڑا کودا کر
غرض چھیرا اپنے اپنے خوش بازی
ختن کے نیزے وہ دھبہ پونخوا
وہ گھوڑے باد پاگو یا بھلاوا
انی کا نیزہ کے آنا بتا کر
لگانا آکے حربہ کا بصد کہ
نظر مردم کی انکی فن پہ قربان
ادھر ادھر سے پھر ہونے لگی جنگ
ہزاروں رہگلی تو بادر شتر تال
صدا سے انکی کیا کیے کہ کیسہ
ہوے اہل جہان کے گنگ سب ہوش

سلاح ہو کے نکلے سب یہ تباہ
کہ لڑنے کے سوا بنتی نہیں اس
ہوئے دونوں مقابل برسر جنگ
نکلے بولے اے مردان جانبا ز
نکلے کھائے تو شہر طنمک ہو
کہ پاؤ آفرین سارے جہان سے
کہ ہو جس سے تمہارا نام روشن
گرد میدان میں اپنی سہر خروئی
جوانوں کے لہو نے جو ش کھائے
نظر کرنے لگے دونوں وہ لشکر
تو پھر اکدم میں قتل عالم کر دین
سلاح جنگ سب زیب ہو دشمن
ہوئے قائم مقابل اُسکے اگر
بہم کرنے لگے وہ نیزہ بازی
سنان مرگان جانان سے نمودار
وہ کرنا نیزہ بازی دے کے کاوا
نکلے ناوا وہ گھوڑے کو کو دبا کر
وہ کرنا دوسرے کے حربے کو رد
کے تو تھے ترخ نیزہ بازان
جسے ہو دیکھ قتال فلک دنگ
دو جانب سے لگی چھٹنے کو فلی کمال
ہوا اک زلزلہ روئے زمین پر
دلون میں جنگ کا پیدا ہوا جوش

زمین سنے آسمان تک کیا کمون یار
کر دک کران کا آتا وہ اُس دم
وہ بند و قون سے گولی کا نکلنا
برسنا سیکڑون تیردن کا ہزار
ادھر ادھر ہوئے مجروح مردم
ہزاروں ہی غرض مجروح تن تھے
غرض یوں لڑنے لڑنے شام آئی

دھوئیں سے ہو گیا عالم دھواں چلا
گھٹا میں جس طرح بجلی کا عالم
دہان مار سے من کا اگلنا
دل عاشق پہ جون مرگان خونبار
ہوا ہستی سے بعضوں کا نشان کم
ہزاروں مردہ بے گور و گفن تھے
سحر بد و سری ٹھہری لڑائی

جسم خنجر آفتاب نیام مغرب میں رکھا گیا اور سپر کوشب کی ترک روز نے چہرہ کے سپرد کیا
سر شام طبل باز گشت بجا لشکر بچہ کراہنے اپنے مقام پر آئے سینے کمر کھولی اور اسودہ ہوئے
جہانگیر بارگاہ میں آکر بیٹھا اس وقت افرا سیاب خانہ خراب آکر پہنچا اُس نے لوح کا جال کپسا
افرا سیاب کو عمر کے لوح لیجانے کا بہت بڑا صدمہ جانکا ہوا اس عصہ میں ماہیان مرد و ناک
زمین ہی زمین آئی اور اُس نے آکر صدمہ کو بلوایا اور کہا ای صرصر بیان قلعہ رختانیہ کے باہر دریا بہتا ہے
دہان کو کب بیٹھا شکار کھیل رہا ہے تو جا کر میرا نامہ ایک دہان خلوت جادو رہتی ہو اُسکو
پہنچا اور ہوئے تو کو کب کو پکڑ لایا یہ لکھنا نامہ لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای سعادت شعار فرخندہ
اطوار ہمیشہ عزیزہ ملکہ خلوت جادو تھے صرصر شمشیر زن عیارہ کو تمھارے پاس بھیجا ہے
ہر چند کہ تم مطیعان کو کب میں سے ہو گی میں جانتی ہوں کہ تم میرا پاس ضرور کر دو گی تم کو
چاہیے کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے کو کب کو گرفتار کر دینا یہ نامہ لکھ کر صرصر کو دیا صرصر وہ
نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد دینے نامہ کے ماہیان تو چلی گئی اور بیان جہانگیر ناچ دیکھنے لگا
افرا سیاب بھی چلا گیا بعد ناچ دیکھنے کے آرام پذیر ہوا آخر وہ وقت آیا کہ رات تمام ہوئی
اور سپر شب کو ترک دہرے پشت روز پر حائل کیا نظم

ہوا بے سرو سے سوکھا پسینا
زمین نے موتیوں کے دھیر پائے
بڑھی حسرت گھٹی امید جمی کی

جمال صبح چمکا بھیتا بھینا
کہ شبنم کے پھولوں نے لٹائے
گل بسکریں نے بوئے رخصتی دی

صبحی ہم جہانگیر شاد و خرم چھپر کھٹ سے اٹھ کر بارگاہ میں آیا اور تخت طاؤسی پر جلوہ گر ہوا پھر
ہنگامہ رقص و سرود برپا ہوا غرض وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ نظم

جبین و رخ پر عکس شام کیسو	فروغ حسن مہر ابر بر و
غرض ماتم شوق عاشق ناز	ہوا خورشید تابان گرم رفتار
دلون میں خواہش آرام آئی	طبیعت بہ راحت پہنچ لائی

سر شام جہانگیر نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجاؤ اور لوگوں کے کمنے سے رختان جادوئے بھی
طبل جنگ بجوایا صبح کو بارگاہ سے نکل کر لشکر جہانگیر و لوگوں کا دل و اپنے ہمراہ لیکر میدان کا زار میں
برائے حرب و بیکار آئے گرد سپہ سے خورشید اندھا ہو گیا آئینہ سہر مکر رہا سا حیر چل و طاؤس
بنارٹنے لگے بعض آزد و بنکر پھینکارتے تھے غرض میدان میں صفوت کار زار آراستہ ہوئیں آج
سب سے پہلے جہانگیر نے مرکب اپنا اڑایا اور دھر سے بڑان شمشیر زن نے اُسکے للکارنے پر
تخت طاؤسی اپنا اڑنے کو بڑھایا جب دونوں مقابل ہوئے اُسوقت بڑان نے ایک نارنج
سحر پڑھ کر سینہ بیکینہ شہزادہ دلاور پر لگایا شہزادہ پر بسبب تیغہ بلاکش کے نارنج نے تاثیر نہ کی
اور شہزادہ نے تلوار برق کردار یعنی تیغہ بلاکش کھینچ کر ایک ہاتھ مارا کہ بڑان تخت پر سے اڑ گئی
اُسوقت جہانگیر نے کہا کہ میں عورت سے لڑتے ہوئے شرماتا ہوں کسی بہادر کو بھیجو بڑان نے
اُسوقت نسیب دیگر دیو بال جادو کہ بہت بڑا سردار بھی ہوا اور ساحر بھی ہوا اور نہایت درجہ کی
زور و قوت اپنے بدن میں رکھتا ہوا بلا یا جب وہ سائے آیا شہزادہ نے ضربت طلب کی اسنے
سحر پڑھ کر ایک نارنج شہزادہ پر مارا اور تلوار کھینچ کر اپڑا شہزادہ نے تلوار کو خالی دیا اور نارنج
نے بسبب تیغہ کے تاثیر نہ کی اور لوح بھی جو شہزادہ کو تلاموہ لوح طلسمی کی ملی ہوئی تھی میں ہوا اور
وہ لوح محفوظ دفع سحر ہو غرض بعد خالی دینے تلوار کے شہزادہ نے بھی تیغہ بلاکش اُسپر لگایا کہ
اسنے زور سحر اڑ کر خالی دیا اور پھر ترسواں شہزادہ پر مارا پس جب وہ ترسواں مار کر لپٹا تھا فوراً ہی
شہزادہ نے تیغہ بلاکش کا ہاتھ مارا کہ اُسکے دو پرکالے ہوئے غریب لشکر بڑان میں ہوا اور شہزادہ
پھر نعرہ مارا کہ اور کسی کو میرے مقابلہ میں بھیجو اُسوقت بڑان آگے بڑھی اور شہزادہ مذکور پر
نارنج مارا مگر بسبب تیغہ بلاکش اور لوح محفوظ کے نارنج نے تاثیر نہ کی اِکمال خوب لڑائی

ہوئی آخر طبل بانگشت بجا اور لشکر پھر اپنے مقام پر آئے مگر آتے ہی جہانگیر نے پھر طبل جنگ بجا دیا
لوکب کے یہاں بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیار ہی جنگ دونوں لشکروں میں ہوئی جسوقت وہ زمانہ
آیا کہ تلہ شب نے بعد نازش آغوش عالم سے گریز کی اور خنجر آفتاب نیام شرق سے نکلا کہ آیات

ہوئی جب صبح پیدا دہر میں پھر	چلے لڑنے کو پھر مردان خود سر
بکھ بوق اور ہوا لشکر روانہ	پھر آیا جاہ لڑنے کا زمانہ

غرض وار و میدان کارزار ہوئے دلاور لڑنے پر تیار ہوئے صفین جگہیں بہادر سینے تان کر
کھڑے ہوئے ساحرا ز دھون پر چڑھ کر دے ہو اپرا لڑ گئے اڑ دے قلاب آتشیں چھوڑنے
لگے نقیون نے صدادی کا اے مردان جنگ آزما ہو شیار ہو جاؤ خبردار ہو جاؤ پیست

روز جنگ است باید کرد	کوشش نام و تنگ باید کرد
----------------------	-------------------------

جب نقیب کنارے ہوئے جہانگیر کھوڑا ڈال کر میدان میں آیا اور لکڑا لکڑا آئے جسکو مٹاؤ کی ہو
بڑا ن سخت بڑھا کر سانسے آئی جہانگیر نے آج جھلا کر گل حیات کو کب کھینچ مارا کہ بڑا ان جھلک
رہی اُسوقت نعرہ کوکب بلند ہوا اور اُسنے آتے ہی شہزادہ جہانگیر پر ترسول مارا شہزادہ جہانگیر
نے جھلا کر گل اسپر بھی کھینچ مارا کوکب بھی جھلک رہا اب تو لشکر بڑا ن میں شور گریہ و زاری
بلند ہوا اور مجلس جاو و لشکر لیکر فوج جہانگیر پر آکر گری جنگ سحر آنا زہوئی اور تلوار سحر کی چلنے لگی
بڑی کھمسان کی مار ہوئی دھڑ دھڑ مردے پر مردہ گرنے لگا تلوار شہزادہ جہانگیر کی بے پناہ
پڑنے لگی جس سے دنیا کو بھی خوف کٹ جانے کا ہوا سپر گردون کا دل دہلنے لگا پتر سینون
کے پار ہوئے نیزے کی سانوں سے کیجے فگار ہوئے برق سحر نے خرمن جان دعیان کو جلا دیا نقشہ تھلاکہ شہر

لگے تیر و پیکان چلنے وہاں	لڑنے لگا خوف سے آسمان
دل پر گردون میں یہ خوف تھا	نبون قبل اب غم کا میں مبتلا

بلکہ یہ حال اس لڑائی کا تھا کہ نظم

نقیون کی صدائیں وحشت انگیز	وہ کرکیتوں کے گڑ کے قنہہ انیز
لگا چھٹنے ہر ایک سو تو نہ جانے	ہر اسان جسکی آتش سے زمانہ
دھوین میں اس طرح اڑ جائے بجلی	کہ جون بادل میں مارے برق چشمک

نکنا توپ سے گولے کا رخشان
وہ تھی توپوں کی پھپھتی ہر طرف بار بار
یہ گولے اس رخ نکلے تھا شتابی
کہوں کیا میں ہوا جو نہ بار بار
کہوں کیا دستہ نازک کی تقریر
باین صورت غرض وہ جنگ کرتے
در آوردم ہوئے لشکر وہ اکبار
ہوئے کفار کچھ گولوں سے فی الٹا
رہے باقی سو ہو کر سخت بیدل
شمار فوج شاہی سے ہو بیتاب

کھٹلے من جسطح ہر درخشان
کہ شمشیر اجل میں اُن سے تھی بار بار
شب یلدا میں جون تیر شہابی
جوانوں نے پایا بس آب پیمان
کہ پہلو اُن سے قندیل پر تیر
بہم زخمی ہو گرتے اور مرتے
لگی چلنے بہم دونوں میں تلوار
ہوئے کچھ آب نوش تیغ خوشخوار
ہوئے جا کر حصار اپنے میں داخل
اُسے اپنی جگہ سے مثل سیلاب

یعنی قلعہ رخشان میں فوج بران آکر داخل ہوئی اور جہانگیر بھی روتا ہوا بران کے مرنے کے
غم سے طبل باز گشت بجا کر پھرایا اور بارگاہ میں بیٹھا ناچ دیکھنے لگا لیکن برہمن رو میں تن
پیر بھائی کو کب کا بیان آیا اور اُس نے بران اور کوکب کو تجلیے ہوئے پڑے تھے پانی لیکر
اور افسون پڑھ کر چھڑکا کہ وہ زندہ ہوئے کیونکہ قضا تو انکی اس وقت ہو نہیں اور کل حیات
کی بھی تاثیر ضرور ہوا چاہے بس اس وجہ سے یہ جل گئے تھے اب بھر زندہ ہوئے اور عمر نے کہا
کہ اے کوکب اب کہیں جا کر پوشیدہ ہو رہو اور میں عیاری کرتا ہوں کوکب دو تین خود شکار
لیکھ دو یا پر جا کر شکار کھیلنے میں مصروف ہوا اور بیان نامہ جہانگیر آیا کہ تم دای رخشان جاؤ
و خیرہ آؤ اور میری اطاعت کرو ورنہ کل سبکو تر تیغ کرونگا اور بے گور و کفن خاک میں
سلا دو تمہا عمر نے جواب میں نامہ لکھا کہ اے جہانگیر تم نے اب بہت سراٹھایا ہے تمہیں مناسب ہے
کہ تم خود آکر ہماری اطاعت کرو ورنہ ہمارے ہاتھ سے مارے جاؤ گے ہم اس سب سے طرح
دیتے ہیں کہ تم اولاد صاحبقران عالی شان ہو کیونکہ نشانیاں انکی اولاد کی سب تمہارے
چہرے میں موجود ہیں بس لائق و لازم یہ ہے کہ ضرور آکر اطاعت کرو اور گردن اطاعت سامنے
سیرے اور کوکب کے جھکاؤ ورنہ وہ روز بد دیکھو گے کہ کسی نے نہ دیکھا ہو گا یہ نامہ لکھ کر تو

نامہ دار کو دیا کہ وہ لے گیا اور عمر نے زرافستان جادو کو تو بیہوش کر کے اسی قلعہ میں ایک جگہ چھپا دیا اور آپ صورت اُسی کی ایسی بنا اور از بسکہ وہ بادشاہ قلعہ رختانیہ پر اس سبب سے تاج شاہی سر پر لکھا اور قبائے فرمان روالی کو دیر کیا سو فی کے مالے گلے میں ڈالے اور تخت زیر جہ شاہ پر سوا ہوا اور برق فرنگی کی صورت بدلو کر اسکو اپنا وزیر بنا یا اور اُسی تخت پر بٹھایا اور وہاں سے بارگاہ جہانگیر میں آیا جہانگیر اسکو دیکھ کر بہت خوش ہوا استقبال و تعظیم کر کے مقام صدر پر اسکو بٹھایا خواجہ نے یہاں بیٹھ کر بعد کچھ عرصہ کے چاہا کہ جام میں بیہوشی پھر کر جہانگیر کو دونوں اور لوح اور تیغہ وغیرہ چھین کر لیجاؤن بس اُس نے آنکھ پھا کر جیسے ہی چاہا کہ وہ جام جہانگیر خوش انجام کو دونوں اُسی وقت زمین شق ہوئی اور ماہیان زمر درنگ زمین سے نکلی مگر پھلی مٹی ہوئی نہ تھی اصلی صورت بنائے تھی عمر نے دیکھا کہ ایک ساحرہ جسکا یہ لیا ہوا

شکل بھونڈی سی وہ کھامڑا سا سر نقشہ کو لے بیٹھ سے سیاٹ اور بہت نما ہوا	تار امدادار تھا یا چنڈ کے سر کا شودا اور بستی کا سر نیون کی کر دیا اظہار ذکر کرتے سے ہو اُس چیز کے اب نفرت و عار تھوکتے بھی نہیں مردار پر اب تو زانی
---	--

لیکن جیسے ہی کہ ماہیان نے سر زمین سے نکالا اور پکاری کہ او جہانگیر کیا کرتا ہے خواجہ نے برابر تو بیٹھے ہی ہوئے تھے حباب بیہوشی اُسکے منہ پر مار دیا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گئی جہانگیر نے اُس وقت عمر سے پوچھا کہ یہ کون ہے کیونکہ یہ پھلی مٹی ہوئی زمین زمین آتی تھی اصلی صورت تو جہانگیر نے دیکھی نہ تھی اسوجہ سے اُس نے پوچھا کہ یہ کون ہے عمر نے کہا یہ ماہیان زمر درنگ نانی افراسیاب کی ہے تمکو دھوکا دینے آئی تھی اور جاہتی تھی کہ یہ مارا جائے تم اُس پر کل کھینچ مارو جہانگیر نے عمر کے کہنے سے قصد کیا کہ میں کل کھینچ ماروں اُس وقت روئے ہوا پر نعرہ ہوا کہ ہان ہان دست خود را نگاہارید کہ ماہم رسیدیم صاحبقران من کیا کرتا ہے منم افراسیاب جادو عمر نے افراسیاب کے آنے سے گلیا اور گلیا اور اب افراسیاب نے اگر ماہیان کو ہوشیار کیا برق فرنگی کو درنگ لیا اور عمر بھی تخت زبر جہ شاہ کو زنبیل میں ڈال کر اپنے مقام پر آیا بیان افراسیاب نے جہانگیر سے کہا کہ

کوئی لڑکا بھی ایسی بات نہیں کرتا ہیہ کیا بے وقوفی تھی کہ منے ماہیان کو گل کھینچ ماہی نے کا قصد کیا
جہانگیر کو یہ کلمات سنکر بڑی ندامت ہوئی لیکن ماہیان اور افراسیاب نے کہا کہ اے جہانگیر اب تم
جاکر کل طلسم فتح کرو اور بن پڑتا ہی تو میں لوح کو بھر عمر سے لاتا ہوں یہ لکرا افراسیاب پھر کوکب
کی صورت بنو رہا اور وہاں سے قلعہ رخشانیہ میں پاس عمر کے آیا قلعہ رخشانیہ کے باہر لشکر عمر کا
اور بران کا اتر اہوا ہو غرض کہ افراسیاب نے عمر کے پاس اگر کس خواجہ لوح جو طلسم ہزار بج سے
کہ جسم ہم افراسیاب لڑ رہے تھے تم لیکر آئے ہو وہ لوح تم مجھ کو دید واسیلے کہ طلسم میں میرے
یہ آفت برہا ہو مبادا لوح افراسیاب تم سے لے لے عمر تو ایک مرتبہ دھوکا کھا چکا ہو اب یہ کب
پھنسنے والا ہو اور فقرے میں اُسکے آنے والا ہو بس یہ پہچان گیا کہ یہ کوکب نہیں ہو اُسنے
باتوں میں لگا کر ایک جام و ارغوانی آغشتہ بنا روئے بیوشی شاہ جادوان کو دیا اُسنے خیال
کیا کہ یہ عیار ہی مبادا بیوشی اُسنے دی ہو اور تجھ کو پہچان گیا ہو اس سبب سے اُسنے آنکھ عمر کی بجاکر
وہ جام اپنے گریبان میں اٹھیل لیا عمر نے اور جام دیا وہ پھر اُسنے گریبان میں اٹھیل لیا عمر نے دونوں
مرتبہ اُسکو وہ جام اٹھیلتے دیکھا اور یقین کلی اُسکو ہوا کہ یہ کوکب نہیں افراسیاب ہو بس اُسنے
آنکھ بجاکر اور باتوں میں لگا کر کند اُسکے ماری افراسیاب نے سحر پڑھا کہ کند جلجلی اور کسا کہ
ہائیں ہائیں خواجہ یہ کیا ہی عمر نے کہا باش اور مکار بیچا نا میں نے تجھ کو یہ تو کہا مگر ساتھ ہی ظہیر اوڑھ لی
افراسیاب وہاں سے نعرہ کر کے یہ کہتا ہوا کہ خیر سمجھ لیا جا بیگنا تو میرے ہاتھ سے کہاں جا بیگنا یہ لکرا
وہاں سے پرواز کر کے روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر میں آیا تمام ماجرا بیان کر کے کہا کہ کہاں
جا بیگنا اے صاحبقران من اگر چاہا سامری نے تو میں لاتا ہوں یہ لکرا ایک نامہ اُسنے کوکب کو لکھا
مضمون یہ تھا کہ اے کوکب میں نے بہت دنوں تیری راہ دیکھی اب لائق و لازم یہ ہے کہ اگر طا
کر ورنہ شاہزادہ جہانگیر سب کو دم بھر میں قتل کر کے طلسم فتح کر لے گا یہ نامہ جب کوکب کو پہنچا اُسنے
پڑھ کر جواب لکھا کہ اے افراسیاب کیون تیری قضا آئی ہو اور شاست سوار ہو لڑائی تو ہو ہی
رہی ہو پھر جو کچھ مجھے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر خدا سے باز رہے مست یہ لکھ کر طائر سحر کے گلے
میں باندھ دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوا اور اُسنے لا کر نامہ افراسیاب کو دیا اُسنے پڑھ کر بہت ہی ملال کیا
اور پھر نامہ لکھا کہ اے کوکب میں پھر کر سمجھاتا ہوں دوستی کی راہ سے اور اسوجہ سے کہ تم میرے

پیر بھائی ہو چکے۔ جسے محبت ہی نصیحت کرتا ہوں کہ اطاعت کرو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو
 نینن تو روز بد دیکھو گے یہ لکھ کر فتخار جادو نام ایک ساحر ذی احترام کو دیا کہ کوکب کے پاس
 لیجائے وہ اس نامہ کو لیکر کوکب کے پاس آیا تسلیم نہ کیا کہ اس نامہ کو کوکب پڑھ کر ہنسنا اور گویا ہوا کہ
 اب میں طرح دے چکا صاحبقران دوران کو بلو اگر جہانگیر کو زیر کرنا تو نگا اگر امیر کو یہ زیر کر لے گا
 تو البتہ جہانگیر کی اطاعت میں کرونگا افراسیاب پہلے اپنا گھر اور اپنی جان تو بچالے تو پھر دوسرے
 کو سمجھائے یہ کلمہ پھر جواب لکھا کہ اے افراسیاب تجھ کو پہلے اپنی فکر کرنا لازم تھی برائے گھر اور مال
 بردانت لگانا نہ چاہیے تھا ہلکوکیا سمجھاتا ہی اپنی خیریت مانگ اور جان بچانا اگر منظور ہو تو خواجہ
 عمر کی خدمت میں آکر اطاعت انکی اختیار کرو ورنہ اب شہزادہ اسد کو چھڑا کر تیرے طلسم کو
 درہم و برہم کر ڈالوں گا اور تجھ کو راہ ملک عدم دکھاؤنگا تو کس بھروسے پر بچھولا اور بھولا ہوا ہے دیکھ
 تیرے صاحبقران کو اپنے صاحبقران سے زیر کرتا ہوں اور اُسی کے ہاتھ سے تجھ کو قتل کر ڈالوں گا
 اور ذلت دلواؤنگا یہ لکھ کر فتخار جادو کو دیا کہ وہ لیکر خدمت افراسیاب میں آیا اور اسکو نامہ
 دیا اور کہا کہ امیر شہنشاہ کوکب تو آپ کو اور اس جنگ کو کچھ خیال اور خطر ہی میں نہیں لانا ہے افراسیاب
 نے کہا خیر کیا رضائے بیوٹی کے جب پر نکلتے ہیں تو قضا آتی ہے یہ لکھ کر وہاں سے بارگاہ کو اٹھڑا کر
 کنارے دریا کے خیمہ کیا کہ وہاں ایک درہ بنا ہے اور اُسکے بیچ میں ایک بجلی چمک رہی ہے اور اُس طرف
 دریا کے زرافشان جادو وغیرہ قلعہ میں خوف افراسیاب سے مخفی ہوئے ہیں کہ اُس مقام پر بھی
 یہاں سے بہ کر دریا گیا ہے اور ایک گنبد بلور کا کنارے اُس بھر کے بنا ہے کہ اُس میں بھی بجلی چمک رہی ہے
 زرافشان وغیرہ اُس گنبد پر چھپر بیٹھے ہیں غرض کہ جب افراسیاب کنارے اُس بھر کے بارگاہ میں
 آکر بیٹھا جہانگیر نے کہا کہ اُس پار دریا کے میرے سوا کوئی نہیں جاسکتا افراسیاب نے کہا میں
 ابھی سبکو اُس پار دریا کے پہنچائے دیتا ہوں اور ایک ایسے بنا کہ ہزار جوان اس پر سوار کر کے سحر کیا
 وہ ابرو رعاد ہوا جب بیچ دریا کے وہ پار پہنچا ایک برقی چمک کر گری کہ وہ ابرو روہ جوان جو اُس پار پر
 سوار تھے سب جل کر اُس دریا میں گر پڑے اسوقت جہانگیر نے ایک قہقہہ مارا اور کہا امیر شاہ جادو ان
 دامہ ماہ و آپ کے سحر کا کیا کٹنا دیکھیں ہزار جوان جو آپ نے بھیجے تھے وہ اُس ماہ دریا کے پہنچ گئے
 اور دیکھیں وہ کھڑے ہوئے آپ کو سلام کر رہے ہیں اور بلانے ہیں کہ امیر بادشاہ آئیے دیکھیں ہم

پہونچ گئے ہیں آپ بھی تشریف لائیے یہ لکھ اور بھی بہت کچھ حکم کیا افراسیاب بہت شرمندہ ہوا
 ایسے کلمات اُسنے کہے کہ شاہ جادوان کھسیانہ ہو کر آبدیدہ ہوا اور سمجھا کہ ابھی سے تو اسکا یہ حال ہی
 آگے بڑھ کر دیکھا جا ہیے کہ یہ کیا کرتا ہی پھر آپ ہی دلیسے۔ اپنے کہا کہ جب طلسم کو کب فتح کر لے تو اسکو
 امیر سے لڑوانا وہ اسکو مار ڈالینگے اور اگر وہ قتل کر سکیں اور یہ انکو زیر کر لے تو فوالمرا داسکو زیر
 دے کر مار ڈالنا اور امیر کو بھی قتل کرنا پھر بے گھٹکے سلطنت کرنا غرض کہ اب شاہ جادوان کو اندیشہ
 پیدا ہوا اور سمجھا کہ ضرور ہی یہ میرے ممالک پر دست انداز ہوگا عمر سچ کہتا ہی کہ فرزند صاحبقران ہی
 جب ہی تجھ سے اور اُس سے محبت نہیں ہی غرض کہ یہ اسوقت تو خاموش ہو رہا اور اُسی شرمندگی
 میں وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا یہ تو گیا وہاں کو کب سے عمر نے کہا کہ اے کو کب اسوقت تم کہیں جا کر مخفی
 ہو جاؤ تو میں عیاری کروں اور تمھاری صورت بنکر پھول جا کر لاؤں کو کب نے کہا اچھا اور
 چند خد متگا رہنے ساتھ لیکر اُسی مقام پر کہ جہاں رخشیاں جادو وغیرہ جھپے ہیں یہ بھی اگر مخفی
 ہوا اور کنارے دریا کے کہ وہاں بھی دریا بہتا ہی شکار کھیلنے لگا پس عمر شکل کو کب بنا
 ہوا قبائے شاہی طلسمی زراندوزیہ بر فرما لی تاج طلسمی گوہر نگار سرانور پر رکھا اور
 برق کو بصورت بڑان مشیر زن بنایا اور بہت سے سردار و امیر الامراء دولت کو اپنے ساتھ لیا
 اور تخت جو اہر نگار پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر میں آیا جہانگیر نے جو سنا کہ کو کب در بڑان
 آتے ہیں بس نہایت درجہ خوشنود ہو کر بہر تعظیم اُٹھا اور استقبال کر کے انکو لا کر مقام صدر پر بٹھایا
 جب یہ بیٹھ چکے مزاج پرسی کی اور تلج کو حکم دیا اسوقت افراسیاب جو چلا گیا تھا وہ بھی آکر پہونچا
 شاہ کو کب نقلی نے تعظیم کی افراسیاب بھی بیٹھا کو کب سے اور افراسیاب سے باتیں ہوتی
 لگین اور خوب خوب باتیں ہوئیں مگر عمر سمجھا کہ ایسا نہو اب افراسیاب مجھ سے ہر کرے پس اندام طلب
 کرنا چاہیے یہ سوچ کر اُس نے باتیں کرتے کرتے کہا کہ اے بہانگیر تنکو یہ چمنڈہ کاس گل حیات سین کو کب
 گو مار ڈالو تنکا تو یہ بخیریت ہو تم پھر کچھ نہیں کر سکتے ہو بھلا یہ بھول میرے اوپر بتو لگاؤ دیکھو تو کہ اثر
 کرتا ہی وہ نہیں اسوقت جو میں چل کر رہ گیا تھا تو وہ بھی شعبہ تھا وقت ہی اور بات ہو اب کچھ نہوگا اچھا
 لے اب لگاؤ مجھ تمھیں قسم ہو دین و ایمان کی تمھارے دیکھو تو کہ میں بھی کیسا ساحر زبردست
 ہوں جب کو کب نقلی یعنی عمر نے قسم دی اسوقت تو جہانگیر ناچار ہوا ورنہ پہلے تو چاہتا تھا کہ

گھر میں اپنے چو کوئی آئے اُسکو کوئی کیا ستائے مہمان کی انسان خاطر کرتا ہوا یا کہ ستاتا ہوا سوت
وہ گل جہانگیر نے کھینچ مارا کوکب یعنی عمر نقلی نے اُس گل کو لیا اور بدل کر دوسرا گل جہانگیر کو دیا ہوا
وہ دیا اور کہا کہ میں اس گل کا محتاج نہیں ہوں افراسیاب اور جہانگیر کو ایک حیرت ہوئی اور
عمر نے وہ گل زنبیل میں رکھا اور کہا کہ اے افراسیاب دیکھ میں تجھ کو مارتا ہوں اور تجھ کو بھی جو
لچھ حوصلہ ہو سو و سحر ہی کا وہ تو بھی نکال لے کس واسطے کہ تو شاہ جادو ان کہلاتا ہوا اور
اور طبل بکاتا ہوا اور سحر کر لے اگر تو عاجز آئے گا تو آج سے اپنا لقب شاہ جادو ان نہ رکھنا
افراسیاب بھی اپنے ولیدین سوچا کہ یہ مہمان ہوا سپر سحر کیا کروں عمر نے اُسکو بھی قسم دلائی کہ
تجھے قسم ہو جمشید و سامری کی کہ تو مجھے سحر کر افراسیاب نے کہا کہ تم مہمان عزیز ہو مجھے قسم نہیں
کیا سحر کرین کوئی مہمان کی عزت اور توقیر کرتا ہو کہ اور اُسکو اٹھاتا ہوا کوکب دیکھو مسلمانوں
کے یہاں بھی اُنکے پیغمبر فرماتے ہیں اَکْرَمُ ضَعْفٌ لَوْ کَانَ کَافِرٌ تَرْجَمَہُ تَعْظِیْمٌ اور عظمت مہمان کی اگر
کہ وہ کافر ہوتا کہ وہ تم سے خوشنود ہو عمر نے کہا کہ میں تم سے خوشنود ہوں تم میرے اوپر سحر کرو
افراسیاب نے کہا کہ تم لا کھ کو مگر میں سحر نہ کروں گا اُسوقت اُس نے پھر جہانگیر سے اُس گل کو
مانگا اُس نے جب دیا تو اُس گل کو افراسیاب کے ہاتھ میں عمر نے دیا اور کہا کہ پہلی مرتبہ
اس گل نے میرے اوپر تاثیر نہ کی تھی اب کی مرتبہ شاید تاثیر کرے اے افراسیاب تجھ کو قسم ہو
جمشید و سامری کی کہ تو اس گل کو میرے اوپر لگا افراسیاب نے ناچار ہو کر اُس گل کو عمر
یعنی کوکب نقلی پر کھینچ مارا وہ گل ایک تو بدلا ہوا تھا دوسرے یہ کچھ کوکب تو ہر نہیں پھر وہ
تاثیر کیا کرتا اور گل حیات کوکب تو عمر پہلے ہی لے چکا اور زنبیل میں رکھ چکا اب عمر نے ایک
پھول اور ویسا ہی کہ جیسا گل حیات کوکب ہر زنبیل سے نکالا اور کہا کہ اے افراسیاب دیکھ
یہ ہی پھول میں تجھ پر لگتا ہوں دیکھو تو کیونکر یہ تاثیر نہیں کرتا اور وہ پھول کہ جو افراسیاب
پر مارا تھا وہ ہی پھول زنبیل میں رکھ لیا اور ویسا ہی پھول آغشتہ بہار دے بیہوشی
افراسیاب کو دکھلا کر کہا کہ اب سنبھل جا میں تجھے پھول لگاتا ہوں دیکھو تو یہ کیونکر تاثیر
نہیں کرتا یہ لکڑی پھول کو افراسیاب کی ناک پڑا کہ مارا کہ تڑاق سے افراسیاب کو
جھینک آئی اور بیہوش ہو گیا اور اُسی ہنگامہ میں عمر نے شراب کو بھی آغشتہ بہار دے

بیہوشی کیا اور جب افراسیاب بیہوش ہوا سب اہل دربار ہان ہان کر کے اپنی جگہ پر سے اُٹھے کہ شاہ جادو ان کو اُٹھائیں عمر نے کہا کہ صاحبون کیون گھبراتے ہو کیا کہیں افراسیاب کسی غیر جگہ چلا گیا ہو میں خود اُٹھائے لیتا ہوں اُسے تم اپنے اپنے مقام پر بیٹھو یہ سنکر سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے اب عمر نے کہا کہ اے جہانگیر میری مرضی یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے اہل دربار کو شراب پلاؤں جہانگیر نے کہا کہ اگر آپ کی خوشی ہو تو کیا مضائقہ ہے کیونکہ ابھی آپ نے مٹا کہ مہمان کو خوش کرنا چاہیے پس شراب پلائیے عمر نے ایک ایک جام شرب اہل دربار کو پلایا اور جب جہانگیر کو پلا چکا اور لوگوں کو پلانے لگا تو جسکے سامنے جام لے جاتا تھا وہ کھڑا ہو جاتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ شاہنشاہ ہیں ہماری مجال نہیں کہ ہم آپ کے ہاتھ سے شراب پئیں غرض سب نے پیا اور بیہوش ہو گئے عمر جب انکے کو اور افراسیاب کو باندھ کر تخت پر ڈال کر روانہ ہو گیا اُسوقت کہ صحر شتارہ کو کب لیکر پہنچی جو لوگ کہ وہاں موجود تھے سب کو تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے ابھی تو کو کب جہانگیر اور افراسیاب کو کب لے گیا ہے یہ کہاں سے کو کب کو لے لائی کیونکہ ابھی تو وہ راہی میں ہو گا کہ اس عرصہ میں ماہیان مردنگ اگر پہنچی اور اُسے کھانسی صحر تو نے بڑا کام کیا تھا کہ برہمن روئین تن گیا تو یہ عرصہ تو کل لینے آئے تھے جہانگیر کو عمر لے گیا اور افراسیاب کو بھی لے گیا صحر نے کہا میں جا کر چھوڑا تی ہوں اُسوقت ایک ستارہ بکا یک آسمان سے گرا اپنے دو ٹکڑوں میں بکڑا کہ اسکو جلا دیا اور ماہیان روانہ ہوئی اور وہاں کی عیادیاں سننے دھر سے تو ماہیان واسطے رہائی افراسیاب کے روانہ ہوئی اور عمر بڑے اہتمام سے قید افراسیاب لے ہوئے چلا آتا ہے اور جسقدر امیر و وزیر ساتھ تھے وہ سب یہی جانتے تھے کہ یہ کو کب ہو گا ایک طرف سے کو کب بڑا ضمیر مع برہمن اور فوجین ایک طرف پیدا ہوئیں اور کو کب نے وہیں سے آواز دی کہ خوب ما شا اللہ یہ کار نامہ تمہارے ہی واسطے تھا اب سب کو معلوم ہوا کہ عمر میں کو کب نے اور برہمن نے کہا کہ خواہ اب قلعہ بلور میں چلیے وہاں چلا کر اسکو قید کر بن غرض کہ افراسیاب کو قلعہ بلور میں اگر داخلہ کسب بڑاں و مجلس وغیرہ سب موجود تھیں کہ لا کر افراسیاب کو ہوشیار کیا اُسے جو اپنے تئیں اس حال میں دیکھا بہت چلا یا یہاں ملازمان کو کب آئے یعنی فوج کو کب چنانچہ شبیر نزار ہا پیدا ہوئے میران جادو انکا افسر تھا ہزاروں فیل پیدا ہوئے انکا افسر خیلان جادو

تھا ہزار دن قمریان پیدا ہو گئیں اور انکا افسر شمشاد تھا اسطرح کے سردار اگر حاضر ہوئے اب قہد
ہوا کہ ایک گنبد میں افراسیاب کو قید کریں کہ اس جاسے نعرہ ہوا سنم ماہیان زمر و پوش یصد ازین
سے آتی تھی مگر یہ قلعہ بلور میں اسی واسطے کو کب کو بیان لیکر آیا کہ بیان کی زمین فولادی ہو تو آسمان
سے یہ پیدا ہوئی مگر ہزار بار برق چمکتی ہوئی دکھائی دین ابر گڑ گڑاتے ہوئے آئے اور چاہا ماہیان
نے کہ افراسیاب کو لے جاؤں کہ برہمن نے اٹھکرا ایسے ایسے سحر کیے کہ یہ ہر مرتبہ لکڑی پر من مخفی
ہو جاتے تھے اور پھر کڑک کر نکل آتے تھے جب بڑے بڑے سحر ان دونوں میں ہوئے تو اُس وقت
روئے ہوا پر نعرہ ہوا کہ سنم معمار قدرت جادو برہمن کو آواز دی کہ آپ تامل فرمائیے میں گرفتار
کیے لیتا ہوں اس لکاتہ کو برہمن تو پھر گیا معمار قدرت تخت اٹھاتا ہوا قریب ماہیان زمر
زنک کے آیا اور جیسے ہی ماہیان ابر سے نکلی اور چاہا کہ سحر کرے معمار قدرت نے ایک
گو لہ کھینچ کر اُسکی ناک پر مارا ماہیان بیہوش ہوئی بس معمار قدرت نے دوڑ کر اُسکی کمر میں ہاتھ
دیکر اٹھالیا اور اُسکو لیکر اند گنبد بلور کے سامنے کو کب کے لایا سب نے معمار قدرت کی
بڑی تعریف کی معمار قدرت نے کہا کہ اب افراسیاب اور ماہیان زمر و زنک پر سے
سہا تالین میں ان دونوں کو قلعہ بدخشان میں لیے جاتا ہوں معمار کے کہنے سے سب نے سحر اتار لیا
بس معمار قریب افراسیاب اور ماہیان کے آیا اور بتعجیل تمام تر زبان افراسیاب سے
سوزن نکالا کیونکہ عمر نے سوزن اُسکی زبان میں دے دیا تھا جب سوزن کو نکالا معمار نے
نعرہ کیا کہ سنم چاہک تیز رفتار اور کہا کہ امی شاہنشاہ افراسیاب جادو اٹھئے افراسیاب
نے جہانگیر کو پنجہ میں دبا کیونکہ سحر اُسکو کپڑا لایا تھا اور وہ وہاں موجود تھا اور معمار قدرت ہنکر
چاہک نے جو ماہیان کو گرفتار کر لیا تھا اسوجہ سے سب نے دھوکا کھایا غرض اب ماہیان
کو رہا کر دیا اب یہ دونوں کڑک کڑک کر رٹنے لگے بران اور مجلس اور برہمن کو زخمی کیا اور خوب
زور شور سے ماہیان اور افراسیاب لڑے اب کو کب شت و ضمیر نے آگے بڑھ کر اپنے بازو پر سے اکہ
کھو لکر افراسیاب کو دکھایا کہ افراسیاب بیہوش ہو گیا یہ قلعہ بلور جو اطلسم پر آیا ہوا ہے جب
افراسیاب بیہوش ہوتا ہوا اسکے لیے پر ز ادین طلسم کی پیدا ہوتی ہیں لیکن ماہیان زمر و زنک
نے جب افراسیاب بیہوش ہوا تو اُسکو ہوشیار کر دیا افراسیاب نے کہا کہ نانی جان اب

آپ جلی جائے مین بھی چلا آؤنگا مجھے کون روک سکتا ہو ماہیان یہ سنکر حیک کر بلند ہو گئی ایک ستارہ سنکر ستیارہ جادو ملازم کو کب پر گری کہ وہ جلیکرا کستر ہوا آواز آئی نکشتی مرا نام ستیارہ جادو بود ملازم کو کب اب افراسیاب کیلا ترپ رہا ہو اور ہزاروں کو قتل کر رہا ہو مگر جب چابک نے یہ عیاری کی تھی تو خواجہ کو بہت طعن و تشنیع کی تھی کہ عیاری اسکا نام ہو اب میرے شاگرد ضرور ہونا لہذا اب یہ سب افراسیاب پر گرتے ہوئے تھے کہ ایک طرف سے دیکھا کہ بہت لوگ حیرت کی مشکین باندھے ہوئے لائے ہیں اور حیرت کا لباس پارہ پارہ ہو مگر ساحرون نے سطح گرفتار کیا ہو کہ رہائی نہیں ہو سکتی ہو بس یہ جو افراسیاب نے دیکھا کلیچہ منہ کو آگیا اور آواز دی کہ ای جان جان یہ کیا ستم جب افراسیاب وہاں پہونچا وہ سب مارے ڈو کے حیرت کو چھوڑ کر بھاگے افراسیاب قریب حیرت پہونچا اور گھبرا کر لپٹ گیا گو دین جلدی سے اٹھا یا بس جیسے ہی حیرت کا منہ سے منہ ملا ایک جواب مارا خواجہ نے اور نعرہ کیا کہ ستم عہدین اسیتہ ضمری چاروں طرف سے صدائے احسنت بلند ہوئی کہ خواجہ سبحان اللہ کو کب نے کہا بیشک عیاری اسکا نام ہو چابک بھی تھرا گیا اور خواجہ نے کو کب سے کہا کہ چابک جانے پائے اسکو بھی کچھ عیاری کو کب نے سحر کر چاہا کہ چابک نے دست و پا ہوا یعنی دست و پا اسکے جیسے وحرت ہوئے چابک چلا یا کہ شاہ جادو مجھ کو بجائیے افراسیاب جھپٹا مگر ساحران نامی اور سرداران گرامی اور کو کب اور بران اور مجلس اور عمران جادو اور ملکہ اختر بنت سیلان جادو سب افراسیاب پر ٹوٹ پڑے اور کو کب نے اپنے بازو پر سے اکھو لکر دکھلایا کہ افراسیاب بیہوش ہوا اسکو چہرہ کھولیا اور زبان میں اسکی سوزن دیا چابک پر سحر کر کے اسکو بھی گرفتار کیا اور عمران نے چابک سے کہا کہ اچھو کر سے دیکھ عیاری اسکا نام ہو تو مجھ سے کتنا تھا کہ عیاری اسکا نام ہو اور بڑی تعلق کی لیتا تھا اب تو نے دیکھا کہ مین نے کیسی عیاری کی چابک چکا ہو رہا اب عمران نے زبان افراسیاب میں سوزن دیا اور امن و دونوں کو لاکر گنبد بلور میں قید کیا اسوقت ماہیان زمر درنگ پھر پیدا ہوئی زمین قلعہ بلور فولاو کی ہو اسوجہ سے یہ اڑتی ہوئی آئی زمین کے اندر سے نہ اسکی صورت اصلی بتا ہوئے تھی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ کہ جسکا یہ سراپا ہو سراپا

تاک چھٹی ہو کو کانگری میں جا بوا
 سب بناوٹ ہو نہ انداز نہ کچھ عشوہ و نا
 رکھتی ہو گندہ بغل طبع کو اکثر ناساز
 پنج انگشت نما مثل پریشان جارب
 گول محرم نہیں اور بند ہو ڈھیل ڈھیل
 گرفتی پیر و پر لنگتی ہوئی لنگتی ہوئی
 نات ابھری ہوئی گھونگی سے نیامہ ہوت
 اور پستی کا سر نیون کے کرون کیا انظار
 برین نذر کے ہو جس شکل سے بانی کا غار
 تھوکتے بھی نہیں مدار پر اب توانی
 شاخ پر بال ہین اور سخت ہو جیسے لکڑی
 انگلیان پیر کی بد قطع ہین پڑھی پڑھی
 نام پر ماسکے ہر جانی کے پزار ہزار
 ہو سراسر وہ مخنت کی طرح بد اندام
 نام ہر جانی کا آوارہ ہو اب طشت از نام
 تھو سی بدکار جان میں کوئی سردار نہیں

تنگ پیشانی ہو اور جھیر کا سا ہو دیدہ
 ہو دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز
 کوتہ گردن ہو گل پونگا ہو اور بد آواز
 ناتراشیدہ ہو تو کندہ تو دو ہاتھ ہین چوب
 بال بھاتی پر ہین اور سینہ ہو چپٹا چپٹا
 فاختہ الو کی دم جیسے عین ہو چہ یا
 پیٹھ ہو پیٹ کے مانند سپاٹ اور کخت
 کو لے پیڑھے ہین سپاٹ اور بیت نام ہوار
 ذکر کرنے میں سے اس چیز کے اس نفرت کا
 مثل فر بل کے بکا کرتا ہو گندہ بانی
 ران پر گوشت نہیں اور نہ اس میں مچھلی
 پنجہ جتنی کی طرح کچ ہو کڑی ہو اڑی
 پامین جکر ہو تو مانند فلک کج رفتار
 خاک صورت پر ادا کا بھی نہیں نام کو نام
 رندی پن سے ہو نہ خود کام کو کچھ بچ سے کام
 ایک پھر بد نہیں لاکھ سے انکا رہین

پس جب ماہیان زمر درنگ آئی اُسے افراسیاب کو قید دیکھا سمجھی کہ میں اکیلی ہوں ایسا نہ ہو کہ
 گرفتار ہو جاؤں اسوجہ سے چلی گئی اب بڑا ان شمشیر زن اور ملکہ بہا ر سیر و ریامین مصروف
 ہو میں انھوں نے دیکھا کہ ایک کشتی دریامین بہتی ہوئی آتی ہو مگر طلاطم آب گرداب سے یقین ہو کہ
 ڈوب جائے ملکہ بڑا ان نے پیکر جاو کو حکم دیا کہ اسے نکال لاؤ پیکر جاو اُس کشتی کو نکال لایا دیکھا
 تو ایک عورت اُس پر سوار تھی کئی کنیزین تھیں ملکہ بڑا ان نے اُسے پوچھا کہ آپ کون ہیں اُسے
 کہا کہ میں ملکہ سرو کے نسیمین تھیں ہوں بڑا ان کو بڑا فسوس ہوا چکے سے آکا اُس نے خواجہ عمر سے

سنے اُسکو گلے سے لگایا غرض سب نے مجلس عیش و راسخہ کی حال ملکہ سروے کے سیمین تن
نے کھالاباخر تیسرے دفتر امیر حمزہ میں ہوا اس عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ شاہ شب نے زیور
ستارون کا اپنے جسم پر راسخہ کیا اور خنجر آفتاب غلات مغرب میں رکھا گیا نظم

ہوا جب شاہ شب جلوہ آرا	ہر اک دل نے وہیں آرام چاہا
ستارون کے جمی گردون محفل	ہوئی خورشید کی مغرب میں منزل

اسوقت محفل عیش میں عمر بن اُمیہ ضمری زبجا کر گایا اور ملکہ سروے کے سیمین تن
چنگ بجا کر گائی اور اسطرح گائی کہ زہرہ چرخ سیوم بے بیہوش ہو گئی نظم

اگر بوجہ بھی اُس محفل میں ہوتا	تو اس گانہ کو سنکر ہوش ہوتا
جو زندہ تان بسین ہوتا بیان پر	تو خجلت سے وہ سم کھاتا مقرر
جو چھو خان بھی اس گانے کو سنتی	یقین تھا زہر کھانے کے سرو دھنتی

غرض بعد گانے کے ملکہ سروے کے سیمین تن نقلی نے شراب میں بیہوشی سب کی آنکھ بجا کر ملائی اور شراب
سب کو پلائے سب بیہوش ہو گئے اُس نے نغہ کیا کہ مہر صرصر شمشیر اور اٹھ کر گنبد بلور میں آئی اور
اذا سیاب و چابک و جہانگیر کو اُس نے رہا کیا اور سب حال کہا چابک نے صرصر کی عتاری کی بہت
تعریف کی اور صرصر نے کہا کہ عمر وغیرہ سب بیہوش پڑے ہیں اُنکو چلیے قتل کیجیے مگر وہاں
برہمن روین تن نے سی شب کو بہ زور نجوم خیال کیا تو یہ معرکہ دیکھا کہ افراسیاب و غیر گنبد بلور
میں رہا ہوئے اور بڑا ن اور عمر وغیرہ بیہوش پڑے ہیں اور قتل ہوا چاہتے ہیں بس یہ اٹھا اور
اور آکر پتلے زور و بڑا ن و عمر بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ اُسکو اگر افراسیاب
نے قتل کیا اور آپ صرصر و چابک کے تخت پر سوار ہو کر اپنے ملک کی طرف گیا جہانگیر کو اُس کی تعریف کی
داستان طلسم نو افشان میں جانا جہانگیر کا اور بلوانا کو ب کا ایر صاحب قرآن کو واسطے
زیر کرانے جہانگیر کے اور زیر ہو کر سلمان ہونا جہانگیر کا اور پھر مقابلہ کرنا مہر
کا افراسیاب جادو سے اور عتاریاں کرنا عتارون کی دیگر داستان متعلق آئی بیان کی

اسطرح باتوں سننا ہے چنگ در باب	اسطرح باتوں سننا ہے چنگ در باب
راگ گاتے ہوئی ہزار آئی	راگ گاتے ہوئی ہزار آئی

